بہارِ نقشبند

محقق [redacted]

میاں محمد صادق قصوری

مجاھدِ ملت فاونڈیشن پاکستان

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بہارِ نقشبند

محمد صادق قصوری

☆مجاہدِ ملت فاؤنڈیشن پاکستان☆

Marfat.com

297-9924
ص 2 ب 6
140924

ضابطہ

نام کتاب ---------- بہارِ نقشبند

کاوش ---------- محمد صادق قصوری

صفحات ---------- ۲۰۸

سالِ طباعت ---------- دسمبر ۲۰۱۷ء

تعداد ---------- ایک ہزار

ہدیہ ---------- "دعائے خیر بحق معاونین فاؤنڈیشن"

کمپوزنگ: افضال کمپیوٹر کمپوزنگ سنٹر تھانہ صدر روڈ قصور
0322-7179662

---------- ناشر ----------

مجاہد ملت فاؤنڈیشن، برج کلاں ضلع قصور (پاکستان)

پوسٹ کوڈ نمبر ۵۵۰۵۱

0306-4469496

☆)......☆......(☆

Marfat.com

﴿انتساب﴾

☆

آفتابِ ہند، امامِ ربّانی مجدّد الف ثانی
حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرّہٗ العزیز کے نام،
جن کی روحانی سرپرستی میں برصغیر پاک و ہند میں
"اولیائے نقشبند" نے حق گوئی و بیباکی کا
مظاہرہ کرتے ہوئے اسلام کی سربلندی کے لئے
تن من دھن کی بازی لگادی۔ بقول اقبالؒ ؎

وہ ہند میں سرمایۂ ملّت کا نگہباں
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

☆

خاکِ راہِ نقشبنداں
محمد صادق قصوری

☆)......☆......(☆

Marfat.com

غلامِ نقشبنداں شَو اگر دُنیا و دیں خواہی
سگِ درگاہِ مجددؒ شَو اگر حق الیقیں خواہی

"اگر تو دُنیا اور دین چاہتا ہے تو پھر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بزرگوں کا غلام بن جا۔
اگر تو "حق الیقین" چاہتا ہے تو حضرت امام ربانی مجددّ الف ثانی قدس سرہٗ السامی کی درگاہِ عالیہ کا سگ بن جا"

☆)-----☆-----(☆

PANJAB UNIVERSITY LIBRARY

Marfat.com

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
3	انتساب	۱
8	حرفِ صادق ــــــــــــ محمد صادق قصوری	۲
13	صوفیانہ اصطلاحات ــــــــــــ ڈاکٹر نفیس اقبال	۳
20	اصطلاحاتِ نقشبندیہ ــــــــــــ محمد صادق قصوری	۴
36	حالاتِ طیبات سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۵
73	ــــــــ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۶
136	ــــــــ حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۷
145	ــــــــ حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم	۸
156	ــــــــ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۹
170	ــــــــ سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ	۱۰
186	ــــــــ حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ	۱۱
200	ــــــــ حضرت شیخ ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ	۱۲
204	ــــــــ حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ	۱۳
211	ــــــــ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ	۱۴
227	ــــــــ حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ	۱۵
232	ــــــــ حضرت خواجہ محمود الخیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ	۱۶
238	ــــــــ حضرت خواجہ علی رامتینی ملقب بہ عزیزاں علی رحمۃ اللہ علیہ	۱۷

Marfat.com

۱۸	------حضرت بابا محمد سماسی رحمۃ اللہ علیہ	247
۱۹	------حضرت خواجہ سیّد شمس الدین امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ	252
۲۰	--خواجہ خواجگان حضرت سیّد بہاء الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ	266
۲۱	------حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ	312
۲۲	------حضرت یعقوب بن عثمان چرخی رحمۃ اللہ علیہ	318
۲۳	------حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ	330
۲۴	------حضرت خواجہ محمد زاہد وخشی رحمۃ اللہ علیہ	342
۲۵	------حضرت خواجہ درویش محمد سبزواری رحمۃ اللہ علیہ	347
۲۶	------حضرت خواجہ محمد مقتدیٰ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ	353
۲۷	------حضرت خواجہ محمد باقی باللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	361
۲۸	---حضرت امام ربانی مجدّد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ	394
۲۹	---حضرت عُروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ علیہ	503
۳۰	------حضرت حُجۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند سرہندی رحمۃ اللہ علیہ	535
۳۱	------حضرت خواجہ محمد زبیر سرہندی رحمۃ اللہ علیہ	545
۳۲	------حضرت خواجہ شاہ ضیاء اللہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ	552
۳۳	------حضرت شاہ محمد آفاق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	558
۳۴	------حضرت شاہ فضلِ رحمٰن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ	565
۳۵	------حضرت شاہ وصی احمد محدّث سورتی رحمۃ اللہ علیہ	581

Marfat.com

۳۶	ــــــــحضرت مولانا شاہ ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ	590
۳۷	ـــــمجاہدِ ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ	604
۳۸	ــــــــمیاں محمد صادق قصوری	678
۳۹	شجرہ شریف (منظوم)	697
۴۰	کتابیات	699
۴۱	اظہارِ تشکر	706

☆)......☆......(☆

Marfat.com

☆......حرفِ صادق......☆

☆

مشائخ عظام علیہم الرحمۃ الغفران کی قُدسی جماعت نے ہر دَور میں مِلّتِ اسلامیہ کی رہبری اور رہنمائی کا مقدس فریضہ انجام دیا ہے، پوری دُنیا کے مسلمان اِن حضرات والا مراتب کے رہینِ منّت ہیں، جنہوں نے اپنے اپنے علاقوں میں اسلام کی قندیلیں روشن کیں اور اپنے خونِ جگر سے نہالِ اسلام کی آبپاشی و آبیاری کا فرض ادا کیا، بلکہ "یکے از مقاصدِ اسلام احیائے ملّتِ ابراہیمی (علیہ السلام) است" کی حقیقت کو پیش نظر رکھ کر ایک دُنیا کو رُوحانی انقلاب سے آشنا کر دیا۔

اک موج مچل جائے تو طوفان بن جائے　　اک پھول اگر چاہے تو گلستان بن جائے
اک خون کے قطرے میں ہے تاثیر اتنی کہ　　اک قوم کی تاریخ کا عنوان بن جائے

☆

یوں تو سلاسل اربعہ کے مشائخ عظام اور صوفیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کی خدمات بے حد و بے حساب ہیں مگر "سلسلہ عالیہ نقشبندیہ" کے مردانِ حق اور مردانِ کار نے اپنے سوزِ باطنی سے ایمان و ایقان کی لافانی اور لاثانی شمعیں جلا کر تیرہ و تار دِلوں میں نورِ عرفان کی جو روشنی بھری، اُس کی مثال ناپید ہے۔ مولانا روم مستِ بادۂ قیوم رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے ہی لوگوں کے لئے کہا ہے،

کارِ مرداں روشنی و گرمی است

یعنی مرد لوگ روشنی اور گرمی و حرارت کے سفیر اور مظہر ہوتے ہیں۔ انہی نفوسِ قدسیہ کے بارے میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد مبارک ہے:

"اولیاء اللہ کے سینے اسرارِ الٰہی کے مدفن ہیں"۔

یہی وہ نفوسِ مطمئنہ ہیں، جن کو اپنا غم نہیں ہوتا بلکہ اُن کو اللہ تعالیٰ سبحانہٗ کے بندوں کا غم ہوتا ہے۔ یہ لوگ مومن، متقی اور اہلِ عشق و وفا بندے ہوتے ہیں، جن کے دمِ قدم سے اسلام میں بہاریں، معاشرے میں سکون اور زہد و تقویٰ میں استحکام ہوتا ہے۔ یہی وہ ہستیاں ہیں، جن کی وجہ

Marfat.com

انفاسِ طیبہ سے نبضِ ہستی تپش آمادہ ہے، جن کی عظمت کے غلغلے آسمانوں میں بپا ہیں، جن کی رفعتوں کے ترانے شرق وغرب میں گونج رہے ہیں، جن کی شوکت کے ڈنکے اکناف عالم میں بجتے ہیں، یہ کائنات کی رونق وشان ہیں، ان کے دمِ قدم سے عشاق کے قافلے جانبِ منزل رواں دواں ہیں۔

ارباب فقر بلند دست ایشانند ازجامِ بقائے عشق مست ایشانند
درمعرضِ نیستی است ہرچیز کہ ہست ہست ایشانند ہر چہ ہست ایشانند

(ترجمہ:۔ جو حضرات فقر ودرویشی اختیار کرتے ہیں، اُن کا مقام بہت بلند ہے، عشقِ الٰہی (جل جلالہٗ) جو انسان کو فنا کے مقابلہ میں بقا عطا کرتا ہے، یہ اربابِ فقر اور درویش، اُس بقائے عشق کے جام میں مست ہیں۔ ہر وجود کو فنا ہے اور ہر ہست، نیست میں بدل جائے گا، مگر ان اربابِ فقر کو اس عشق الٰہی (جل شانہٗ) کے باعث جو بقا ملی ہے، اُن کا نام ہمیشہ باقی وزندہ وتابندہ رہے گا)۔

☆

اُن میں سے ہر ایک بزرگ اپنی ذاتِ ستودہ صفات میں ایک انجمن، ایک ادارہ اور ایک انسٹی ٹیوٹ تھا، اُن کی خانقاہیں نہ صرف علوم ظاہری کی یونیورسٹیاں تھیں بلکہ تہذیب، اخلاق اور تزکیۂ نفس کی تربیت گاہیں بھی تھیں۔ ہر قسم کے جرائم کے عادی، اخلاقی کوتاہیوں کے مرتکب اور ضمیر کے مجرم اِن گرامی قدر ہستیوں کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوتے تو صرف نگاہِ فیض اثر سے ہی اُن کی کیفیت، حالت اور تقدیر بدل جاتی، دِل بیدار ہو جاتے اور کایا پلٹ جاتی۔ دانائے رازِ پیرِ مشرق نقادِ مغرب حکیم الامت حضرت علامہ محمد اقبال قدس سرہٗ العزیز نے جبھی تو کہا ہے۔

جلا سکتی ہے شمعِ کشتہ کو موجِ نفس اِن کی
الٰہی! کیا چھپا ہوتا ہے اہلِ دِل کے سینوں میں
تمنا دردِ دِل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں
نہ پوچھ اِن خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

☆

Marfat.com

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں دوسرے سلسلوں کی نسبت اتباعِ سُنّت کا کچھ زیادہ ہی اہتمام والنصرام ہے کیونکہ تصوّف نام ہی ظاہر و باطن میں حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ''پیروی'' کا ہے۔ حضرت شیخ محمد عارف ریوگری علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ:

''اے عارف! جب تک اپنے اقوال و اعمال و احوال میں بغیر کمی بیشی کے حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت مبارکہ اور شریعت رفیعہ کی پیروی نہ کرے گا، بلاشبہ تو مقبولوں اور واصلوں کے زُمرے میں نہ ہوگا''۔

امام ربانی مجدّد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''طریقت و شریعت ایک دوسرے کے عین ہیں، بال برابر بھی اِن دونوں میں فرق نہیں، جو چیز شریعت کے خلاف ہے، وہ مردود ہے''۔

☆

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں ''نسبت صدیقی'' کا ظہور ہے۔ ''معاملاتِ صدیقی'' کی وجہ سے یہ سلسلہ (طریقہ) ''اقرب الطرق'' اور ''سہل الوصول'' ہے۔ افضل البشر بعد از انبیاء حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت ''ابراہیمی'' تھی اور ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ماصب اللّٰہ فی صدری شیئا الا وصببتہ، فی صدر ابی بکر کے مطابق آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ''ضمنیتِ کبریٰ'' حاصل تھی، اس لئے اس نسبت کا فیض، القاء سینہ بہ سینہ ہے، جو سالارِ طریقت حضرت شہنشاہِ نقشبند خواجہ سیّد محمد بہاء الدین المعروف شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے شائع ہوا اور نسبتِ معیّت روشن و ہویدا ہوئی۔ حضرت خواجہ سیّد محمد بہاء الدین نقشبند قدس سرّہ العزیز کے پیر و مُرشد حضرت خواجہ امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ تک ''ذکرِ خفی'' کو ''ذکرِ جہری'' کے ساتھ جمع کرنے کا رواج تھا، لیکن جب حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ سے بطریقِ اویسیّت مستفیض و مستفید ہوئے تو آپ نے دوبارہ اس سلسلے میں ''ذکرِ خفی'' کو جاری کیا۔

اُترے ہیں میرے ذہن پہ الفاظ اس طرح
جیسے یہ سوچ میرا خدا دے گیا مجھے

☆

Marfat.com

جیسا کہ گزشتہ سطور میں عرض کیا گیا ہے کہ طریقہ عالیہ نقشبندیہ بہ نسبت دیگر طریقوں کے قُربِ خداوندی میں قریب ترین ہے اور مرید کے لئے درجاتِ توحید کے حصول میں سب سے زیادہ معاون، مددگار اور آسان ہے، کیونکہ طریقہ نقشبندیہ کی بنیاد تصرّف وجذبہ کو پانے پر ہے جو سلوک کا "مقدمہ" ہے۔ تصرّف وجذبہ، مرید کے دل میں اُس مُرشدِ کامل کے ہاتھ سے ہوگا، جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُس وراثت کو پایا ہو، جس کے بارے میں حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ یوں ارشاد فرمایا ہے:

"اللہ تعالیٰ نے جو چیز (رُوحانیت میں سے) میرے سینے میں ڈالی، وہ میں نے ابوبکرؓ کے سینے میں ڈال دی"۔

؎ ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

☆

تصرّف وجذبہ"، طریقہ نقشبندیہ میں ایک واسطہ اور بنیاد ہے اور سُنّت کا اتباع، بدعت سے اجتناب، عزیمت کو رُخصت پر ترجیح دینا، اخلاقِ بد سے دور رہنا اور اچھے اخلاق وفضائل سے مزیّن ہونا "طریقہ نقشبندیہ" کی بنیاد ہے۔

☆

"سلسلہ عالیہ نقشبندیہ" ایسا روشن چراغ ہے کہ جس کی روشنی میں درخشانیوں اور تابانیوں کے باعث صراطِ مستقیم منور ہے۔ اس سلسلہ کے شیخ اوّل حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیّد محمد بہاء الدین نقشبند بخاریؒ (جن سے یہ سلسلہ منسوب ہے)، حضرت بایزید بُسطامیؒ، حضرت ابوالحسن خرقانیؒ، حضرت خواجہ علاء الدین عطارؒ، حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ، امام ربانی حضرت مجدّد الف ثانیؒ، حضرت شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادیؒ اور مجاہد ملّت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہم، اُن کا عمل، اُن کی فکر، اُن کے نظریات اور اُن کا وجودِ مسعود، دینِ اسلام کی حقانیت کی روشن دلیل ہے، اُن کی اقتداء اور پیروی عین ہدایت اور سعادت ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں، جن کے بارے میں ارشادِ خداوندی ہے: **فمن اتقیٰ واصلح فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون** (الاعراف: ۳۵)

ترجمہ: "جس نے تقویٰ اختیار کیا اور اپنی اصلاح کرلی، تو نہیں ہے کوئی خوف اُن پر اور نہ وہ غمگین

Marfat.com

ہوں گے"۔

بلبل شیراز سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا ہے۔

گلِ بے خار میسّر نشود در بُستاں
گلِ بے خار جہاں مردمِ نیکو سِیَر اند

☆

پیشِ خدمت کتاب میں حضورِ پُرنور سیّدنا و مولانا محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر ضیغمِ اسلام بطلِ حرّیت، مجاہدِ ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ تک شجرۂ طریقت کے لحاظ سے "سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ فضلیہ رحمانیہ، نیازیہ" کے بزرگوں کے حالات طیبات اور اُن کی دینی و روحانی خدمات کا تذکرہ ہے، جس کا نام "بہارِ نقشبند" رکھا گیا ہے۔ اس میں "علم و ادب، دانش و حکمت، عشق و محبت، توحید و معرفت" کتاب و سُنّت، تصوّف و روحانیت اور پند و نصائح کی بہاریں ہیں، جو کوئی بھی باوضو ہو کر اس کا مطالعہ کرے گا، اُس کے دل کی کلی کِھل اُٹھے گی اور وہ گلِ مراد کو پالے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ جل شانہٗ۔

محمد صادق قصوری
بُرج کلاں
ضلع قصور۔ 55051
25۔ مارچ 2016ء
جمعۃ المبارک

☆)——☆——(☆

Marfat.com

﴿صوفیانہ اصطلاحات﴾

(ڈاکٹر نفیس اقبال (ر) شعبہ اُردو گورنمنٹ کالج خواتین یونیورسٹی لاہور)

Abstract:

The article encompasses a detailed definition, history, origins and contexts of "Terms" and "Terminology" in Urdu, particularly in reference to Sufism. Its thesis states that the very beginning of the terminology bank in Urdu language originated with Sufi terms. It depicts the need for terminology on "Tasawwuf" and mysticism. The article further throw light on the history and various types of terms, in Sufism which mostly can be traced from the Arabic language.

اصطلاح کا ماخذ "اصلح" ہے۔ انگریزی زبان میں اس کا متبادل لفظ "Term" (ٹرم) ہے جو لاطینی لفظ "Terminum" اور یونانی لفظ "Termen" سے ماخوذ ہے۔ اسی سے جرمنی لفظ "Terma" وضع کیا گیا۔ اصطلاحی طور پر جملہ زبانوں کے ماہرینِ السنہ اس حقیقت کو مانتے ہیں کہ اصطلاح کے مطالب و معانی مخصوص، معین اور محدود ہوتے ہیں۔ ہر اصطلاح علماء اور فضلاء کی مخصوص علمی اور فنی ضرورتوں کو پورا کرتی ہے اور اکثر اوقات اصطلاحی معانی، لغوی معانی کے مدار میں گردش نہیں کرتے بلکہ معانی کا اپنا ایک الگ مدار تشکیل دیتے ہیں۔(۱)

"اصطلاح" عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کے معنی سلامتی، رضامندی، دوستی اور مصالحت کے ہیں۔ "فرہنگِ آصفیہ" میں سید احمد دہلوی نے اصطلاح کے معنی "باہمی صلاح مشورہ کرنے" کے لکھے ہیں۔ وحید الدین سلیم کے نزدیک "اصطلاحیں دراصل اشارے ہیں جو خیالات کے مجموعوں کی طرف ذہن کو فوراً منتقل کر دیتے ہیں"۔(۲) جبکہ ڈاکٹر سلیم اختر لکھتے ہیں:

"کسی علمی نظریہ، تصور، قوعد، کیفیت یا نتیجہ کے جوہر کو مختصر ترین الفاظ میں بیان کرنا اصطلاح ہے، اسی لئے ہر شعبۂ علم یا ایجاد یا اختراع یا تصور اپنے وجود کے ساتھ اپنی اصطلاحات

Marfat.com

بھی لے کر آتا ہے بالکل ایسے جیسے بچہ پیدا ہوکر مخصوص نام پاتا ہے، اسی طرح تصورات یا ایجادات بھی معرض وجود میں آنے کے بعد اصطلاحات سے اپنا تشخص برقرار رکھتی ہیں''۔(۳)

''اصطلاحات کا آغاز یونان سے ہوا، اس لئے اکثر اصطلاحیں یونانی ہیں۔ یونان سے پہلے عراق اور مصر بھی علوم کے مراکز تھے۔ لہٰذا ان ممالک سے بھی اصطلاحات یونان پہنچیں۔ اسلامی دَور میں یہ تمام اصطلاحاتی ذخیرہ عربی زبان میں جمع ہوا تو پہلی بار مسلمانوں نے اس کو مرتب کیا۔

''اُردو میں اصطلاحی ذخیرے کا آغاز صوفیانہ اصطلاحات سے چودھویں صدی عیسوی میں ہوا''۔(۴)

اُردو زبان میں علمی وفنی اصطلاحات کی صورت میں وسیع ذخیرہ موجود تھا جو صدیوں کے تجربات اور علمی وفنی کاوشوں کی صورت میں سامنے آیا تھا۔ لیکن دوسو سال کی غلامی نے ہمیں اس ذخیرے سے دُور کردیا اور اس ذخیرے کا بہت کم حصہ ہم تک پہنچا ہے۔ ہمارے اُردو اصطلاحی ذخیرے کا مذہبی، علمی اور فنی ورثہ زیادہ تر عربی زبان سے آیا تھا۔ اُردو میں سب سے پہلے جن علوم کی اصطلاحات شامل ہوئیں وہ مذہبی خصوصاً اسلامی اصطلاحات تھیں۔ اسلامی اصطلاحات میں ''تصوف کی اصطلاحات'' سرِ فہرست ہیں۔

صوفیاء کی گفتگو، ملفوظات اور تحریروں میں استعمال سے یہ اصطلاحات عوام کی سطح تک آچکی تھیں اور ان کا استعمال روزمرہ کی حدود میں داخل ہوگیا۔ لہٰذا ان کی نقل میں عام شعراء بھی ان اصطلاحات کو استعمال کرنے لگے۔ چنانچہ کعبہ ودیر، پیرِ خرابات، شیخ، طالب، طبیب، رُوحانی، مشاہدہ، وصال، وصل، مطلوب، بیخودی، میکدہ جیسی اصطلاحات اپنے مخصوص صوفیانہ مفہوم میں تھیں جنھیں شعراء بھی استعمال کرنے لگے۔ اس کے علاوہ فنا، بقا، ہستی، نیستی، مَن وتو، استغراق، تسلیم، رضا، توکل، قناعت، فقر، غنا، خلوت اور ارادت وغیرہ بہت سی اصطلاحات اُردو ادب میں عام استعمال ہونے لگیں۔ اُردو میں چودھویں اور پندرھویں صدی عیسوی سے انیسویں صدی عیسوی تک ملنے والے صوفیانہ ادب میں یہ اصطلاحات عام ملتی ہیں۔(۵)

چودھویں صدی عیسوی میں پہلی بار اُردو کا ایسا رسالہ جو ہمارے سامنے آتا ہے وہ ''رسالہ شاہ راجو'' ہے۔ یہ رسالہ حضرت گیسودراز رحمۃ اللہ علیہ کے والد شاہ راجو رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے موسوم ہے۔ یہ رسالہ تصوف کی اصطلاحات کے معانی بیان کرنے کے لئے لکھا گیا تھا۔ اس رسالے میں خبر، صفت، قدیم وجدید، غیب ومرتبہ، ابدیت، وحدت، برزخ، واحدیت، اعتبار

Marfat.com

اور ذات وغیرہ اصطلاحات کی تشریحات ملتی ہیں۔ اس لحاظ سے اس رسالے کو ''کشاف اصطلاحات تصوف'' کہا جا سکتا ہے۔

اس حوالے سے دوسری کتاب خواجہ گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ ہی کی تصنیف ''خلاصہ التوحید'' ہے۔ اس میں اصطلاحات کے معانی مختلف حوالوں سے بیان ہوئے ہیں اور ''اصطلاحات'' کا لفظ با قاعدہ استعمال بھی کیا گیا ہے۔ ان کے رسائل ''معراج العاشقین'' اور ''رسالہ سہ بارہ'' میں صوفیانہ اصطلاحات کی مختلف معنوی صورتیں بیان ہوئی ہیں۔

صوفیانہ اصطلاحات کے معنی با قاعدہ طور پر بیان کرنے اور اسے موزوں صورت میں مرتب کرنے کی پہلی کوشش عبدالرزاق الکاشی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۳۰ھ) کی ''اصطلاحات الصوفیہ'' ہے۔ ناصر الدین محمد اسد الرحمٰن قدسی کی کتاب ''علمیان'' تصوف کی اصطلاحات اور ان کی تشریح بیان کرتی ہے۔ اس دور میں ''اصطلاحاتِ صوفیاء'' کتاب سامنے آتی ہے، جس میں صوفیانہ اصطلاحات کو لغات کی صورت میں مرتب کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اسے خواجہ شاہ محمد عبدالصمد رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر کیا۔ یہ کتاب ۱۹۲۹ء میں شائع ہوئی۔ اس کتاب میں پورے ذخیرۂ تصوف کا احاطہ کیا گیا ہے، نیز تصوف کے استعاروں، علامتوں اور ادبی رموز کی تشریح بھی کی گئی ہے۔ کتاب میں ڈیڑھ ہزار اصطلاحات کی تشریح بیان کی گئی ہے اور انہیں الفبائی ترتیب کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے یہ اُردو میں صوفیانہ اصطلاحات کا پہلا لغات و کشاف ہے۔ مذکورہ کتاب ۲۰۱۱ء میں لاہور سے شائع ہوئی۔

۱۹۴۰ء کے لگ بھگ دکن کے حکیم خواجہ شمس الدین کا لغت ''اصطلاحاتِ صوفیہ'' کے نام سے شائع ہوا، جس میں تصوف کی اکثر اصطلاحات کو مع تعریف لکھا گیا۔ ان اصطلاحات پر مزید جائزے کی صورت میں ۱۳۶۵ھ/۱۹۴۶ء میں سیّد اکبر حسینی کی کتاب ''تبصرہ الاصطلاحات الصوفیہ'' گلبرگہ (دکن) سے شائع ہوئی۔

ایسی ہی ایک اور کوشش ''سرِ دلبراں'' ہے جو نسبتاً زیادہ مستند سمجھی جاتی ہے، اسے شاہ سیّد محمد ذوقی نے تحریر کیا ہے اور یہ کتاب پہلی بار ۱۳۷۱ھ/۱۹۵۲ء میں کراچی سے شائع ہوئی۔ ذوقی نے ''اصطلاحاتِ تصوف'' کو دو قسموں، علمی اور شاعرانہ میں تقسیم کیا ہے۔ ہر حصے میں اصطلاحات، الفبائی ترتیب سے ہیں۔ ضمیمے میں بعض ایسی اصطلاحات کی وضاحت بھی کی ہے جو ان تشریحات میں ضمنی طور پر آ گئی ہے۔ ''سرِ دلبراں'' ۲۰۰۸ء میں لاہور سے بھی شائع ہوئی۔ ذوقی کے نزدیک ہر علم و فن اپنی اصطلاحات کا محتاج ہے اور راہِ تصوف میں بھی ''علمِ اصطلاحات'' کی

Marfat.com

اشد ضرورت ہے۔ اس ضرورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

''تصوف میں اصطلاحات کی ضرورت ایک تو اس وجہ سے ہے کہ معمولی زبان محدود اور لغوی حیثیت سے محدود تر ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ تصوف میں اس کی اشد ضرورت ہے کہ بعض مضامین رموز وکنایات ہی میں ادا کئے جائیں تاکہ اغیار اور نااہلوں سے پوشیدہ رہیں۔ معانی کی جو تصویریں دل میں پوشیدہ ہوتی ہیں، ان کی جانب رموز وکنایات ہی سے اشارہ کیا جاتا ہے۔ رموز وکنایات پر قناعت نہ کی جاوے اور ان رموز کو صاف صاف روزمرہ کی گفتگو میں بیان کر دیا جائے تو عوام جو حقیقت تک پہنچنے سے قاصر ہیں، کچھ کا کچھ سمجھ لیں اور فتنہ میں مبتلا ہو جائیں''۔(۶)

عبدالرزاق الکاشی کی کتاب ''الارشاد'' ۱۹۷۴ء اور پھر ۱۹۸۱ء میں لاہور میں شائع ہوئی، اس سے پہلے تیرھویں صدی ہجری میں شاید اُردو میں بمبئی سے شائع ہو چکی تھی، سے قدیم کتاب جو ''اصطلاحاتِ تصوف'' اور 'سرِ دلبراں' کا بھی ماخذ ہے، امام کلاباذی رحمۃ اللہ علیہ (م: ۳۸۰ھ/۹۹۱ء) کی 'التعرف فی مذھب التصوف'' ہے جو لاہور سے ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء میں ''التعرف'' کے نام سے شائع ہوئی۔ اس کا اُردو ترجمہ ڈاکٹر پیر محمد حسن نے کیا ہے۔ اگرچہ یہ کتاب صوفیاء کے عقائد واحوال سے متعلق ہے لیکن اس میں ''اصطلاحات'' ہی کو بنیاد بنایا گیا ہے۔(۷)

۱۳۹۷ھ/۱۹۷۷ء میں لاہور سے ایک اور تشریح کتاب ''صد میدان'' کا اُردو ترجمہ شائع کیا گیا جس میں تصوف کی ۱۰۰ (ایک سو) اصطلاحوں کی تشریحی اور معنوی وسعت بیان کی گئی ہے۔ یہ خواجہ عبداللہ انصاری ہروی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے جو انہوں نے ۴۴۸ھ میں فارسی میں تحریر کی تھی اور جسے قاہرہ کی فرانسیسی سوسائٹی سے معروف مستشرق بودکی نے شائع کیا تھا۔(۸) حافظ محمد افضل فقیر نے اس کا ترجمہ کیا ہے۔ یہ کتاب ایک طرح سے ''اصطلاحی قاموس'' ہے کیونکہ اس میں اصطلاحات کا مفہوم یا مراد، اس کی قسمیں، علامات، مقاصد اور نشانات بیان کیے گئے ہیں۔ اس طرح ان تمام پہلوؤں سے ''اصطلاح'' کے معنی متعین ہوتے ہیں۔(۹)

۱۹۸۲ء میں پٹنہ سے قیوم خضر کی کتاب ''خضرِ راہ'' شائع ہوئی اس میں صفحات نمبر ۷۵ تا ۱۸۰ میں ''مختصر قاموسِ تصوف'' بطور ضمیمہ میں تقریباً پانچ سو ''اصطلاحات'' کی تشریح بیان ہوئی

Marfat.com

ہے۔ڈاکٹر عطش درانی لکھتے ہیں کہ:

''ہمارے لسانی ولغوی نقطۂ نظر سے یہ ضمیمہ تصوف کی لغت اصطلاحات میں شمار ہوتا ہے۔اب تک شائع ہونے والی مذکورہ بالا دیگر کتب دراصل تصوف کے میدان کی فنی اور بنیادی کتب ہیں، ان کا تعلق عام علمی لغوی اور اسنادی تقاضوں سے نہیں ہے۔''اصطلاحات الصوفیہ'' بلکہ اس کے بعد صحیح معنوں میں 'سرِ دلبراں' اس موضوع کو نبھاتی ہے لیکن اصطلاحات نگاری کے لحاظ سے ''خضرِ راہ'' اس مقصد کو بہتر انداز سے پورا کرتی ہے، بصورتِ دیگر تصوف کی دیگر کتب مثلاً ''کشف المحجوب'' وغیرہ میں بھی اصطلاحات کا مفہوم بیان ہوا ہے اور یوں اس میدان میں اصطلاحی کتب کی کمی نہیں''۔(۱۰)

صوفیانہ اصطلاحات کے استعمال کے سلسلے میں احتیاط کا پہلو مدنظر رکھنا بہت ضروری ہے۔صوفیانہ اصطلاحات کے معنی سمجھے بغیر ان کا سمجھنا مشکل ہے۔معانی کا تعلق حقائق باطن سے ہے اور بغیر کشف کے حقائقِ باطن تک رسائی محال ہے۔عقلی علوم کے ماہر کشفِ حقائق سے محروم ہوتے ہیں، اس لئے صوفیانہ اصطلاحات کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔تصوف کا کتابی علم رکھنے والے محسوسات میں مقید لوگ بھی ان اصطلاحات کے صحیح معنی اور ان کی باریکیاں نہیں سمجھ سکتے، اسی لئے صوفیاء کرام رحمہم اللہ نے صوفیانہ اصطلاحات کے استعمال میں بہت احتیاط کی ہے، یہاں تک کہ بقول شاہ محمد ذوقی:

ارباب شہود اپنے ہم مشرب اور ہم مذاق حضرات ہی کے رُوبرو اپنی کیفیاتِ قلبی اور اپنے ادراکات ومحسوسات کا اظہار، ان اصطلاحات کے ذریعہ کرتے ہیں، عوام کے سامنے ان کا استعمال جائز نہیں رکھتے اور اپنی کتابوں کو نا اہل کے لئے حرام قرار دے دیتے ہیں۔''(۱۱)

صوفیانہ اصطلاحات کی اقسام:۔

صوفیانہ اصطلاحات کی درج ذیل دو قسمیں ہیں:

Marfat.com

۱۔ علمی

۲۔ شاعرانہ

۱۔ علمی اصطلاحات:۔

علمی اصطلاحات میں احدیت، وحدت، واحدیت، برزخ، عروج، نزول، وجود، شہود، تجدد امثال، سکر و صحو، قبض و بسط شامل ہیں۔

۲۔ شاعرانہ اصطلاحات:۔

شاعرانہ اصطلاحات میں قد، قامت، زلف، چشم، ابرو، رخسار، لب، دہن وغیرہ شامل ہیں۔ اصطلاحاتِ تصوف کے سلسلے میں ابن عربی" کا عارفانہ فکر ایک انقلابی موڑ کی حیثیت رکھتا ہے۔ چوتھی صدی ہجری میں تصوف اور فلسفے میں کبھی دوستی اور کبھی آویزش نظر آتی ہے۔ یہاں تک کہ تصوف کی اصطلاحات علوم دین (تفسیر وغیرہ) کے علاوہ علوم حکمیہ میں بھی اثر اور رسوخ حاصل کر لیتی ہیں، اور علم تصوف میں علوم حکمت کی اصطلاح کی آمیزش ہونے لگتی ہے۔ ابن عربی" کے ہاں ان بحثوں کا وفود ہے۔ اصطلاح تصوف کے تعلق میں ابن عربی" کی خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے علم تصوف کو ایک رمزی اور علامتی زبان عطا کی۔ ان کے یہاں ہر قسم کا سلسلہ تاویل موجود ہے۔

"تاویل" کے معنی کسی شے کو اپنی اصل کی طرف لوٹانا ہے۔ ابن عربی" کہتے ہیں کہ کائنات میں ہر چیز جو ظاہر میں ہے، باطن میں وہ نہیں۔ "تاویل" کا مقصد اس ظاہر سے باطن کی طرف جاتا ہے۔ یہ رفریت صرف ابن عربی" تک محدود نہیں بلکہ اکثر صوفیوں کے یہاں موجود ہے البتہ ابن عربی" "تاویل" کا عمل تمام کائنات پر جاری کرتے ہیں۔ اسی طرح ان کے نزدیک شریعت کے احکام کا ایک ظاہر ہے اور دوسرا باطن۔ وہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید کی آیات کو بھی "آیات" اسی لئے کہا جاتا ہے کہ یہ نشانیاں ہیں کسی اور سلسلۂ معارف کی۔ گویا ان کے جو معنی ظاہر ہیں ان سے الگ حقیقی معنی باطن میں ہیں، جن تک تاویل کے ذریعہ پہنچنا ممکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ابن عربی" قرآنِ مجید کی تعبیر و تفسیر بھی اسی نقطۂ نظر سے کرتے ہیں۔ ابن عربی" نے جن مسائل پر خاص زور دیا اور جو ان کے بعد علمِ تصوف میں مرکزی موضوعات بن گئے، وہ یہ ہیں:

"وحدت الوجود، اسمائے ذات و صفات، انسانِ کامل، حقیقت محمدیہ، حقیقت وجود، تخلیق کائنات، وحدتِ مذاہب۔ (۱۲)

کشف المحجوب میں اصطلاحاتِ صوفیہ کے بارے میں لکھا ہے کہ ہر اہل صفت و معاملت نے باہمی کلام کرنے کو الفاظ و کلمات وضع کیے ہیں۔ جن سے عوام واقف نہیں

Marfat.com

ہوتے لیکن اہل فن سمجھ لیتے ہیں اوران اصطلاحات وکلمات کے وضع کرنے سے دو چیزیں مراد ہوتی ہیں: ایک سمجھانے میں خوبیوں اور باریکیوں کا آسان ہونا ہے تا کہ پوشیدہ راز آسان ہوجائیں۔ دوسرے فن والا فن والے سے سمجھ سکے اور نا اہل لوگ اس لجید سے محروم ہی رہیں۔

حوالہ جات

۱۔ ڈاکٹر انور سدید، مضمون ''اردو میں وضع اصطلاحات کا عمومی جائزہ''، شمولہ ''تحقیق اور اصولِ وضع اصطلاحات پر منتخب مقالات'' مرتبہ: اعجاز راہی، اسلام آباد مقتدرہ قومی زبان، جون ۱۹۸۶ء ص ۶۳۔

۲۔ وحیدالدین سلیم، ''وضع اصطلاحات'' کراچی: انجمن ترقی اُردو، ۱۹۶۵ء ص ۱۲۔

۳۔ ڈاکٹر سلیم اختر، مضمون، ''وضع اصطلاحات کے عمومی مسائل'' مشمولہ ''تحقیق اور اصول وضع اصطلاحات پر منتخب مقالات''، مرتبہ اعجاز راہی، ص ۱۱۳۔

۴۔ ڈاکٹر عطش دُرانی، ''اُردو اصطلاحات سازی'' اسلام آباد، انجمن شرقیہ علمیہ، جنوری ۱۹۹۴ء، ص ۳۳۔

۵۔ مذکورہ حوالہ، ص ۳۲۱، ۳۲۲۔

۶۔ شاہ سیّد محمد ذوقی، ''سِرِّ دلبراں'' لاہور، الفیصل، ۲۰۰۸ء ص ۳۴۔

۷۔ ڈاکٹر عطش دُرانی، ''اُردو اصطلاحات سازی''، ص ۳۲۴۔

۸۔ خواجہ عبیداللہ انصاری ہروی، ''صد میدان'' مترجم: حافظ محمد افضل فقیر، از پیش لفظ مترجم، لاہور، ۱۹۷۷ء ص ا۔

۹۔ مذکور حوالہ ص ۸۴، ۸۵۔

۱۰۔ ڈاکٹر عطش دُرانی، ''اُردو اصطلاحات سازی''، ص ۳۲۵ (رسالہ شاہ راجو خلاصۃ التوحید، اصطلاحات صوفیاء، سِرِّ دلبراں، الارشاد، تصرف، صد میدان اور خضرِ راہ کے بارے میں تمام معلومات ڈاکٹر عطش دُرانی کی کتاب ''اُردو اصطلاحات سازی'' سے لی گئی ہیں)۔

۱۱۔ شاہ سیّد محمد ذوقی، ''سِرِّ دلبراں'' لاہور، الفیصل، ۲۰۰۸ء ص ۳۵، ۳۶۔

۱۲۔ اُردو دائرہ معارف اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی لاہور، جلد ۱۴/ا، ۲۰۰۱ء، ص ۱۲۸ تا ۱۳۰۔

☆

(بشکریہ مجلّہ ''معارفِ اولیاء'' لاہور بابت جولائی تا ستمبر ۲۰۱۴ء صفحہ ۹۹ تا ۱۰۶)

(☆)......☆......(☆)

Marfat.com

﴿اصطلاحات نقشبندیہ﴾

۱۔ ’’اصطلاح‘‘ سے مراد کسی علمی یا فنی گروہ کا کسی لفظ کو اصلی معنی کے بجائے کسی خاص معنی میں استعمال کرنا ہے‘‘۔

۲۔ ’’کسی علمی یا فنی گروہ کا کسی لفظ کے عام معنوں کے علاوہ کوئی خاص مفہوم مقرر کر لینا، مرادی معنی‘‘۔

۳۔ ’’وہ لفظ، جس کے کوئی خاص معنی کسی علم یا فن کے ماہروں یا کسی جماعت نے مقرر کر لئے ہوں، مثلاً ’’حدیث‘‘ کے لغوی معنی ’’بات‘‘ ہیں مگر شریعت کی اصطلاح میں آقائے نامدار مدنی تاجدار حضور سرورِ عالم و کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل اور تقریر و گفتگو کو ’’حدیث‘‘ کہتے ہیں۔

☆

حضرات خواجگانِ نقشبند رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی بھی چند ’’اصطلاحات‘‘ ہیں، جن پر اُن کے طریقے کی بنیاد استوار ہے اور ان میں اشغال و اعمال کی طرف اشارہ ہے۔ ’’پہلی آٹھ اصطلاحات‘‘ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہیں جبکہ بعد کی ’’تین اصطلاحیں‘‘ شہنشاہِ مشکل کشا حضرت خواجہ سیّد محمد بہاء الدین نقشبند بخاری قدس سرہ العزیز سے مروی ہیں۔ ذیل میں اِن سب کی حسبِ استعداد تشریح و وضاحت کی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ قبول فرمائے۔ (آمین)۔

﴿۱۔ ہوش دَر دم﴾

اس سے مراد یہ ہے کہ سالک ہر سانس کے ساتھ بیداری اور ہوشیاری رکھے، خواہ ذکر لسانی کرے یا قلبی، حضورِ قلب کے ساتھ ہو نہ کہ غفلت سے۔ اگر غفلت یا معصیت ہو جائے تو استغفار کرے۔ حدیث شریف میں ہے کہ:

’’ہوشیار وہ شخص ہے جس نے اپنے نفس کو ڈرایا،
اور مابعد موت کے واسطے عمل کیا‘‘۔

یہ دوام حضور و آگہی حاصل کرنے اور نفس کے تفرقہ کو دُور کرنے کا طریقہ ہے۔ مُبتدی کے واسطے اس کی پابندی نہایت ضروری اور از حد مفید ہے۔ چنانچہ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

فرماتے ہیں:

"اس طریقہ میں دَم کی نگہبانی از حد ضروری ہے اور جو
شخص دَم کی نگہبانی نہیں کرتا، گویا وہ طریقہ شریفہ بھول گیا"۔

مُرا یک پند بس درہر دوعالم　　که برنآید زجانت بے خُدا دَم
گر تو پاس داری پاسِ نفاس　　سلطانی رسانندت ازیں پاس

ترجمہ:۔ تجھے دونوں جہاں میں ایک نصیحت کافی ہے کہ یادِ خدا جل جلالہٗ کے بغیر تیرا سانس نہ نکلے۔ اگر تو سانسوں کی حفاظت ونگہداشت رکھے گا تو بادشاہی تک رسائی حاصل کرلے گا۔)

☆

اور حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ:

"اس طریقہ کا دارومدار ہی دَم پر ہے، کوئی دَم اندر آنے اور باہر جانے اور اُن کے بیچ (درمیان) کے وقفے میں خداوند قدوس کی یاد کے بغیر نہ گزرے۔

دَم بدم ، دَم راغنیمت داں وہمدم شوبدم
واقفِ دَم باش دردَم ہیچ دَم بے جا مَدم

(ہر وقت سانس کو غنیمت جان اور دَم کے ساتھ ہمدم ہوجا، دَم کا واقف رہ اور کوئی سانس بے جا مت لے)۔

کیونکہ۔

یک لحظہ ز یادِ دوست دُوری
درمذہب عاشقاں حرام است

(عاشقوں کے مذہب میں دوست کی یاد سے ایک لحظہ کی دُوری بھی حرام ہے۔)

☆

ارشادِ خداوندی ہے:

(۱) وَاَنِیْبُوْٓا اِلٰی رَبِّکُمْ وَاَسْلِمُوْا لَہٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَO (زمر: ۵۴)

(اے میرے بندو! اپنے ربِ ذوالجلال کی طرف رجوع کرو اور اُس کے حضور گردن جھکاؤ قبل اس کے کہ تم پر عذاب آئے،

Marfat.com

پھر تمہاری مدد نہ ہو۔)

(۲) اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓی اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَیْدِیْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ O (یٰسین: ۶۵)

(قیامت کے دن ہم اُن کے مونہوں پر مُہر کر دیں گے اور اُن کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے اور گواہی دیں گے اُن کے پاؤں اس بات کی، جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔)

☆

حضرت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ:

"اپنی حالتوں کا محاسبہ کرو، قبل اس کے کہ تم سے حساب لیا جائے، اور اُن کا وزن کرو، قبل اس کے کہ وزن کئے جائیں، اور مستعد ہو جاؤ، اُس وقت کے لئے، جب قیامت کے دن خدا تعالیٰ (جل جلالہٗ) کا سامنا کرنا ہوگا۔ اُس دن جب تم سامنے کئے جاؤ گے تو تمہاری کوئی چیز نہ چھپ سکے گی"۔

☆

حضرت مولانا روم مستِ بادۂ قیوم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ۔

روزِ محشر ہر نہاں پیدا شود
خود بخود ہر مجرم رُسوا شود

(قیامت کے دن ہر چھپی ہوئی بات ظاہر ہو جائے گی اور خود بخود ہر مجرم اپنی خطاؤں، جرموں اور بداعمالیوں کی وجہ سے ذلیل و خوار ہوگا۔)

☆

حکیم الامت علامہ اقبالؒ قدس سرہ العزیز نے کہا ہے ۔

نہ دیکھا آنکھ اُٹھا کر جلوۂ دوست
قیامت میں تماشا بن گیا میں !

☆

۱۳۵۹۳۴

Marfat.com

۲۔ نظر بر قدم

اس سے یہ مراد ہے کہ سالک اپنے چلنے پھرنے کے وقت سوائے قدم کی پُشت کے کسی چیز پر نظر نہ ڈالے تاکہ کسی نامحرم پر نظر نہ پڑ جائے اور یہ کہ دوسری چیزوں کی طرف مشغول ہونے سے محفوظ و مامون رہے کیونکہ مختلف نقوش اور متفرق محسوسات کی طرف لگ جانا سالک کی حالت کو بگاڑ دیتا ہے۔ چلنے پھرنے کے وقت نظر کو پُشتِ قدم لگانا اور بیٹھنے کی حالت میں آگے کی طرف نظر کرنا جمعیّتِ قلب کے زیادہ قریب ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ سبحانہٗ کا ارشاد ہے۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ

(سورۂ نور: ۳۰)

"اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! مسلمان مردوں
کو حکم دے دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں"۔

☆

حکیم الامت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے شائد اسی آیۂ کریمہ کی رُو سے کہا ہے۔

نگاہِ پاک ہے تیری تو پاک ہے دل بھی
کہ دل کو حق نے کیا ہے نگاہ کا پیرو

☆

مزید ارشادِ خداوندی ہے کہ:

وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ج

"اور زمین پر اکڑ کر مت چل" (بنی اسرائیل: ۳۷)

میں یہی راز مضمر ہے کیونکہ اکڑ کر متکبرانہ چلنے میں نظر اوپر رہتی ہے جو جمعیّت اور بندگی سے دور اور پراگندگی اور تکبر کا باعث ہوتی ہے۔

ترکِ عجب و کبر کن تا قبلۂ عالم شوی
سیرتِ ابلیس را بگذار تا آدم شوی

(غرور و تکبر کو چھوڑ دے، تاکہ تو جہاں کا مرجع بن جائے
اور شیطان (لعین) کی خصلت کو ترک کر دے، تاکہ تو انسان
بن جائے۔)

Marfat.com

اور پھر ۔

"دیکھے تُو زمانے کو اگر اپنی نظر سے
افلاک منوّر ہوں ترے نورِ سحر سے!

☆

۱۔ وقتِ رفتن برقدم باید نظر ہست سُنّتِ حضرتِ خیر البشر ﷺ
(چلتے وقت نظر پاؤں پر ہونی چاہیے، کیونکہ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت ہے۔)
۲۔ اندریں حکمت بس است و بے شمار دیدہ خواہد طالب حق آشکار
(اس میں بہت سے حکمتیں ہیں، جن کو طالبِ خدا (جل جلالہٗ) صاف دیکھے گا۔
۳۔ اتباع حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ می رساند نزدِ حق جل وعلا
(نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی، اللہ تعالیٰ جل شانہٗ تک پہنچاتی ہے۔)

☆

﴿۳۔ سفر در وطن﴾

اس سے صفاتِ بشریہ، خبیثہ ورذیلہ مثلاً حسد، غرور، تکبر، بغض، غیبت، ریاکاری وغیرہ سے صفاتِ ملکیہ فاضلہ مثلاً صبر، شکر، خوف، رجا وغیرہ کی طرف تبدیلی اور ترقی حاصل کرنا مراد ہے۔ طالبِ صادق جب مراقبہ، تصورِ شیخ اور سُنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا ہوتا ہے تو اُس کی تمام صفاتِ بشریہ رذیلہ محو ہو جاتی ہیں اور وہ صفاتِ حُسنہ سے متصف ہو جاتا ہے۔ سالک پر واجب ہے کہ ہر وقت اپنے نفس کی دیکھ بھال میں اس طرح لگا رہے کہ اس میں ماسوئی اللہ کی محبت نہ ہونے دے۔

☆

اس سے مراد یہ ہے کہ سالک صفاتِ بشریہ کو چھوڑ کر "صفاتِ ملکیہ" کو حاصل کرے، طلبِ مال و منال، جاہ و جلال، شان و شوکت، حسد، بغض، کینہ، غرور، تکبر سے دل کو پاک و صاف اور شفاف کرے، جب تک یہ خصائلِ رذیلہ دل میں بھری ہوں گی، نورِ خدا (جل جلالہٗ) کا گزر اُس کے قلب میں کیونکر ہو سکتا ہے۔ حضرت سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"جس نے اللہ تعالیٰ کی محبت کا خالص مزا چکھا، تو اُس نے اس کو طلبِ دُنیا سے باز رکھا اور لوگوں سے وحشی کر دیا"۔

Marfat.com

با درد بساز کہ دوائے تو منم در کس منگر کہ آشنائے تو منم
گر بر سر کوئے عشق ما کشتہ شوی شکرانہ بدہ کہ خون بہائے تو منم

☆

ترجمہ:۔(ہمارے درد میں مبتلا رہ کہ تیری دوا ہم ہیں، کسی اور کی طرف نظر نہ اُٹھا، کیونکہ تیرے آشنا ہم ہیں۔۔۔اگر تو ہمارے عشق کے کوچہ میں جان دے دے تو اُس کا شکر ادا کر کہ تیرا خون بہا ہم ہیں۔)

☆

آفتابِ ہند امام ربانی مجدّدِ الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:

"سفر در وطن سے مراد یہ ہے کہ "سیرِ آفاقی" کو چھوڑ کر "سیرِ انفسی" کی طرف سفر کر"۔

☆

مولانا روم مستِ بادۂ قیوم نور اللہ مرقدہٗ کا فرمان ہے۔

ہم خدا خواہی وہم دُنیائے دُوں
ایں خیال ، خیال ست ومحال ست وجنوں

(تو خداوندِ قدوس کو بھی چاہتا ہے اور ذلیل دُنیا کو بھی، یہ محض خیال، جنوں اور محال بات ہے۔)

☆

حضرت بو علی شاہ قلندر پانی پتی قدس سرّہ العزیز کہتے ہیں۔

صد تمنا در دلا داری فضول کے کند نورِ خدا در دل نزول

(تو سینکڑوں لغو آرزوئیں اپنے دل میں رکھتا ہے، تو پھر کس طرح اور کب خداوندِ کریم جل جلالہٗ کا نور تیرے دل میں نازل ہوگا"۔)

☆

سمجھنے اور سمجھانے کی بات یہ ہے کہ جس چیز کی محبت سوائے خداوندِ قدوس کے ہے، یہی اُس کا "بت" ہے، جب تک "بت خانہ" کو توڑ کر خانہ خدا (جل شانہٗ) نہ بنائے گا، عنداللہ بُت پرست کہلائے گا۔اسی بات کو عارفِ پانی پت بو علی شاہ قلندر علیہ الرحمہ یوں بیان فرماتے ہیں۔

Marfat.com

بُت پرستی می کُنی ہم بُت گری
خُد دِلت رشکِ بُتانِ آذری

(تو بُت پرستی کرتا ہے اور بُت بھی بناتا ہے، اِس طرح تیرا دِل آذر کے بُتوں کے لئے رشک بن گیا ہے۔)

☆

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجدّدیہ کے عظیم بزرگ حضرت شاہ ہدایت علی جے پوری قدس سرّہ العزیز کا ارشاد ہے ۔

کینہ وبُغض وحسد، حقدوریا! خود سری ، خود بینی ومکر و دغا
ایں خصائل ناقصہ را دُورکن قلبِ خود را از یادِ حق معمور کُن
تاشود قلب سیہ نوروضیا تاشود خانۂ دِلت خانۂ خدا

(کینہ، بُغض، حسد، حقد اور ریاکاری، خودسری، خود بینی اور مکر ودغا، یہ بُری عادتیں چھوڑ دے اور اپنے دِل کو یادِ خداوندی سے آباد کرتا کہ تیرا سیاہ دِل منور وروشن ہو جائے اور تیرا دِل خانۂ خدا بن جائے۔)

☆

۴۔ خلوت دَر انجمن

یہ وہ مقام ہے کہ سالک کا دِل اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کی یاد میں اس طرح مشغول رہنے لگتا ہے کہ لکھنے، پڑھنے، کلام کرنے، کھانے پینے، چلنے پھرنے، اُٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے، ہمہ وقت اور ہر دَم، ذکرِ الٰہی (جل شانہٗ) میں مصروف رہنے لگتا ہے اور ذکر کا خیال ایسا پختہ ہو جاتا ہے کہ خواہ کیسی ہی مصروفیت ہو، مجلس ہو اور ہجوم ہو، دِل اللہ عزّ وجل کی یاد میں مصروف رہتا ہے، جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے :

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (سورہ نور : ۳۷)

(میرے بندے وہ لوگ ہیں جن کو سوداگری اور خرید وفروخت میرے (اللہ تعالیٰ سبحانہٗ) کے ذکر سے غافل نہیں کرتی۔)

تصوّر دِل میں رکھو ذاتِ حق کا بہر وقت وبہر حال وبہر جا
زبان خاموش ہو پَر دِل میں جاری رہے ہر وقت ذکرِ ذاتِ باری

Marfat.com

مطلب یہ کہ دل سے خداوند قدوس کے ساتھ مشغول و مصروف رہے، اپنے تمام حالات میں یعنی کھاتے پینے، بات کرنے، پڑھنے، پڑھانے، لکھنے لکھانے، چلنے پھرنے، اُٹھنے بیٹھنے اور سونے جاگنے وغیرہ میں، چاہے اُس کی حالت پاکی کی ہو یا ناپاکی کی، یہاں تک مشغول رہے کہ تو اللہ تعالیٰ سبحانہٗ کی طرف راسخ (خوب پختہ) ہو جائے۔

☆

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے آفتاب و ماہتاب حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ایں نصیحت بشنوید از گوشِ دل کارنے آید دریں جا گوشِ گِل

(اس نصیحت کو دل لگا کو سنو۔ یہاں مٹی کے کان کام نہیں آئیں گے۔)

بندگاں باید کہ در وقتِ سخن قلب با حق قالب در انجمن

(بندوں کو چاہئے کہ بات چیت کرتے وقت یہ حال ہو کہ دل خداوندِ قدوس کے ساتھ ہو اور جسم محفل میں۔)

اسم خواندی رَو مسمّٰی را بجو مہ بہ بالا داں مداں در آبِ جُو

(تو نے اسم کو پڑھا، جا اب مسمّٰی کو تلاش کر۔ چاند کو اوپر جان، اُسے ندی کے اندر نہ سمجھ)

پس زجاناں وصلِ جاناں کن طلب بے لب و بے کام می گو نامِ رَب

(محبوب سے اس کا وصال طلب کر، ہونٹوں اور حلق کی مدد کے بغیر رب تعالیٰ کا نام لے۔)

''خلوت در انجمن'' کے بارے میں سلسلہ نقشبندیہ کے صوفی شاعر حیرت لاہوریؒ کا کہنا ہے۔

زفیضِ باطنِ اُو بستہ از زمین تا عرش تتق مشاغل انوارِ حق ہزار ہزار

لبالب است دلش از دوامِ آگاہی بہ باطن است بہ حق ظاہرش بہ خلق نگار

(ترجمہ: اس کے باطنی فیض کی بنا پر زمین سے لے کر عرش تک مشاغل نے ہزاروں خیمے لگائے ہوئے ہیں۔

اس کا دل آگاہی کے تسلسل سے بھرپور ہے۔ (چنانچہ وہ) اندر سے حق کی طرف مشغول ہے اور ظاہری اعتبار سے مخلوق کی جانب متوجہ ہے''۔)

☆

Marfat.com

﴿۵۔ یاد کرد﴾

اس سے مراد لسانی، قلبی، نفی اثبات (کلمہ طیبہ) کا ذکر کرنا ہے یا اسمِ ذات کا، سالک اپنے مرشد کریم سے جو تعلیم و تلقین حاصل کرتا ہے، ہر وقت اُس کی تکرار دل کی محبت کے ساتھ بلا ناغہ بیدار و ہوشیار رہے تا کہ حق تعالیٰ جل جلالہٗ کا حضور حاصل ہو سکے۔ بقول حکیم الامت حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ ۔

شوق مری لَے میں ہے، شوق میں لَے میں ہے
نغمۂ اللہ ہُو میرے رَگ و پے میں ہے

☆

شیخ نے مرید کو جو ذکر تلقین فرمایا ہے، ''اسم ذات'' ہو یا ''نفی اثبات''، ''لسانی'' ہو یا ''قلبی'' ہر وقت ہر آن، ہر جگہ اور ہر کام کرتے وقت اس میں مشغول رہے اور پھر یہ شعر ترجمان حال بن جائے۔

دائم ہمہ جا، باہمہ کس ، دَر ہمہ کار
می دار نہفتہ چشم دل جانب یار

☆

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ اللہ عزوجل کا ذکر کرے، ذکر اسم ذات یا ''نفی اثبات'' کا یعنی کلمہ شریف کا جو مُرشد سے پہنچا ہو، اور ذکر اس قدر کرے کہ حق تعالیٰ جل جلالہٗ کی حضوری حاصل ہو جائے۔

چناں کن جسم را در اسم پنہاں
کہ میگردد الف در بسم پنہاں

ترجمہ:۔ اپنے جسم کو ''اسم'' میں اس قدر پنہاں کر دے، جس طرح ''بسم اللہ'' میں ''الف'' چھپا ہوا ہے۔ (یعنی طالب کا وجود بظاہر تو جسم میں ہو، مگر درحقیت وہ ذکر ہی ذکر ہو اور جس طرح ''بسم اللہ'' کی ''ب''، ''الف'' میں حاجب ہے، اسی طرح جسم، ذکر اللہ کا حاجب ہو۔)۔

ظاہر و باطن ہو برائے خدا
چاہو خدا سے نہ سوائے خدا

☆

Marfat.com

حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ العزیز نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

''مقصود ذکر سے یہ ہے کہ دل ہمیشہ حضرتِ حق کے ساتھ حاضر رہے، بوصف محبت اور تعظیم کے، اس واسطے کہ ''ذکر'' یعنی ''یاد'' دفعِ غفلت'' کا نام ہے''۔

☆

فخرِ نقشبنداں حضرت خواجہ علاء الدین عطار نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں۔

باش دائم اے پسر در یادِ حق
گر خبرداری زعدل و دادِ حق

ترجمہ:۔اے عزیز! ہمیشہ اللہ تعالیٰ سبحانہٗ کی یاد میں رہا کر، اگر تجھے اُس کے انعامات وعنایات کی خبر ہے۔)

﴿۶۔بازگشت﴾

جب ذاکر خیال وتصوّر سے نفی اثبات (کلمہ طیبہ) طاق عدد کی رعایت کرتے ہوئے چندبار کہے تو اُس کے بعد دل کی زبان سے مناجات کرے کہ:

''خداوندا! میرا مقصود تو اور تیری رضا ہے، مجھ کو اپنی محبت ومعرفت عطاء فرما''۔

اور یہ نہایت ہی عجزوانکسار سے کہے تا غرور وتکبر کی لذت کا وسوسہ آئے تو اُس کی دُعا کے اَثر وبرکت سے رفو چکر ہو جائے گا۔

ذکرِ ذاکر محو گردد بالتمام
جملگی مذکور باشد والسّلام

ترجمہ: (ذاکر کا ذکر بھی بالکل محو ہو جاتا ہے، اُس وقت وہ مکمل طور پر مذکور باقی رہ جاتا ہے۔)

.........شروع میں اگر سالک اپنے آپ کو اس قول میں صادق نہ بھی جانتا ہو، تب بھی کہے۔ کیونکہ اس سے تضرع وزاری اور ندامت وخجالت کے احساس میں اضافہ ہوگا اور پھر ان شاء اللہ تعالیٰ اس قول میں صداقت کے آثار نمایاں وآشکارا ہو جائیں گے۔

☆

دراصل بازگشت کے معنی ہیں ''رجوع کرنا، پھرنا''۔اس سے مراد یہ ہے کہ تھوڑے

Marfat.com

تھوڑے ذکر کے بعد تین یا پانچ بار مناجات کی طرف رجوع کرے جو حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی ہے، جس کا اُردو ترجمہ پچھلی سطور میں دیا جا چکا ہے۔ اب اصل فارسی الفاظ ملاحظہ ہوں:

"الٰہی! مقصود من توئی و رضائے تو واز تو
ترا می خواہم، محبت و معرفتِ خود بدہ"۔

ترجمہ: (اے اللہ! میرا مقصود تو ہی ہے اور تیری خوشنودی، میں تجھ سے تجھی کو چاہتا ہوں، مجھے اپنی محبت و معرفت عطا فرما۔)

☆

جب یہ دُعا کی جاتی ہے تو پھر غیب سے ندا آتی ہے۔

تو خاصۂ ما باش کہ ما نیز ترائیم — در ہر دو جہاں مقصد و مقصودِ ما توائیم
گر یک قدم از راہِ طلب سوئے من آئی — ما صد قدم از راہِ کرم سُوئے تو آئیم

ترجمہ: (اے میرے بندے! تو ہمارا خاص (بندہ) بن جا، ہم بھی تیرے ہیں۔ دونوں جہاں میں تیرا مقصود اور مطلوب ہم ہیں...... اگر تو طلب کے ساتھ ہماری طرف ایک قدم رکھے گا تو ہم ازراہِ کرم تیری طرف سَو قدم آئیں گے۔)

☆

یہ دُعا سب کو قطع کر کے ذاتِ حق سے قریب کرتی ہے۔ اسی وجہ سے شہنشاہِ مشکل کشاء حضرت خواجہ سیّد محمد بہاء الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"ہر چہ دیدہ شد و شنیدہ شد و دانستہ شد،
آں غیر ہمہ است بحقیقت کلمہ لانفی آں باید کرد"۔

ترجمہ: (جو کچھ دیکھا جائے، سُنا جائے اور جانا جائے، وہ سب غیر خدا ہے، کلمہ طیبہ کے "لا" سے سب کی نفی کر دینا چاہیے۔)

؎ تا بجاروب "لا" نہ روبی راہ
نرسی در سرائے "الا اللہ"

(جب تک تو "لا" کے جھاڑو سے راستہ صاف نہ کرے گا، "الا اللہ" کی سرائے میں نہیں پہنچ سکتا)۔

اللہ جل شانہٗ تک پہنچنے کے لئے ؎

عاشقاں جان و دل نثار کنند
بر سرِ لا الٰہ الا اللہ

Marfat.com

(عاشق لوگ تو "لا الٰہ الا اللہ" کے راز پر جان قربان کر دیتے ہیں۔)

﴿۷۔ نگہداشت﴾

☆

نفس کی خواہشوں، آرزوؤں، اُمنگوں، وسوسوں اور باتوں کو اپنے دِل سے دُور کرنے کا نام "نگہداشت" ہے۔ جب دِل میں وسوسہ ظاہر ہو تو اُس کو فوراً دور کرنا چاہئے اور لازم کہ اُس کو دِل میں جگہ نہ پکڑنے دے ورنہ اُس کا دور کرنا دشوار تر ہو جائے گا۔ اس کا علاج فوری طور پر "ذکر اللہ" میں محو ہو جانا ہے۔ کوشش کرے کہ ایک گھنٹہ یا دو گھنٹے یا اس سے زائد وقت تک اللہ عزوجل کے سوا کوئی خیال نہ آئے اور اس کی مشق یہاں تک کرے کہ ماسواء اللہ بالکل فراموش ہو جائے۔

شہسوارم شہسوارم شہسوار
نفس را مرکب کنم درزیرِ بار

ترجمہ: (میں بڑا زبردست شہسوار ہوں، کیونکہ میں اپنے نفس کو اپنے نیچے سواری کی مانند رکھتا ہوں۔)

☆

"نگہداشت" سے مراد یہ ہے کہ ذاکرِ حق، خطرات اور احادیثِ نفس کو دور کرے، یعنی جو خیالات اور وسوسے دِل میں غیر خدا کے آئیں، اُن کو نہ آنے دے۔ اسی واسطے حضرت خواجہ خواجگان خواجہ نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

> "سالک کے لئے ضروری ہے کہ وہ خطرہ کو اُس کے ابتدائے ظہور میں روک دے، کیونکہ جب ظاہر ہو چکے گا تو نفس اُس کی طرف مائل ہو جائے گا اور وہ نفس میں اُثر کرے گا، پھر اُس کا دور کرنا مشکل ہو گا"۔

مولانا روم مستِ بادۂ قیوم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔

پنبۂ وسواس بیروں کن زگوش تا بگوشت آید از گردوں خروش

(وسوسوں کی روئی کان سے باہر نکال دے تا کہ تیرے کان میں آسمان سے آوازیں آئیں۔)

Marfat.com

تا کنی فہم آں معمہ ہاش را تا کنی ادراک امرِ فاش را
(تا کہ تو اِن اسرار کو سمجھ سکے (اور) تا کہ تو راز کی باتوں کو جان سکے۔)

☆

ایک اور بزرگ کا ارشاد ہے کہ۔

ترا با نفسِ کافر کیش کاریست
بدام آور کہ ایں طرفہ شکار یست

(تجھے کافر خصلت والے نفس سے واسطہ پڑا ہے، اس کو اپنے جال میں پھنسا لے، کیونکہ یہ بہت عمدہ شکار ہے۔)

☆

اگر اس تمام سعی وکاوش اور تگ ودو کے پھر بھی وسوسہ دل میں رہ جائے تو ''تصورِ شیخ'' بہت مفید اور مؤثر ہے۔

گر بجوئی ذاتِ حق را، صورتِ مرشد بہیں
عاشق شو ذاتِ حق را، اندروں روشن بہیں

جب طالب کو تصور حاصل ہو جاتا ہے تو پھر وہ کسی گناہ پر قادر نہیں ہو سکتا کیونکہ رفعِ خطرات کے لئے ''تصورِ شیخ'' نافع ہے۔

تصورِ شیخ ہی کا رہبر راہِ طریقت ہے
فنا ہو شیخ میں یہ زندگی جانِ محبت ہے

☆

﴿۸۔ یادداشت﴾

☆

اس سے مراد دوام آگہی حاصل کرنا ہے۔ آیہ مبارکہ:

وھو معکم اینما کنتم (سورۃ حدید: ۴)

(وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو۔)

کو ہر وقت نگاہ میں رکھے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ ''دوام آگہی'' ...... ''فنائے حقیقی'' اور ''بقائے کامل'' کے بغیر ناممکن ہے۔ پس ''یادکرد'' اور ''نگہداشت'' کا جو مرتبہ طریقت میں ہے، مبتدیوں

Marfat.com

اور متوسطوں کے لئے ہے اور ''یادداشت'' کا تعلق ''حقیقت'' سے ہے اور یہ منتہیوں کے لئے ہے۔

☆

اہل تحقیق ذاتِ باری تعالیٰ کی محبت کے سلسلہ میں جس شہود اور غلبہ کے قائل ہیں، اُس سے بھی ''ملکۂ یادداشت'' مراد ہے اور ''نسبتِ خاصۂ نقشبندیہ'' بھی اسی کو کہا جاتا ہے۔

یادداشت حاصل شود بعد از فنا بلکہ حاصل می شود بعد از بقا

(''یادداشت''، فنائے تام کے بعد حاصل ہوتی ہے، بلکہ بقائے کامل کے بعد حاصل ہوتی ہے۔)

تا تو پیدا، خدا با شد نہاں تو نہاں شو تا کہ حق گردد عیاں

(جب تک تیری ذات تیرے سامنے ہے یعنی تو اپنی ذات میں گم اور مست ہے، اللہ تعالیٰ جل شانہٗ پردہ میں رہے گا۔ تو اپنی نظروں سے اوجھل ہو جا یعنی اپنی ہستی کو ختم کردے، فنا فی اللہ ہو جا تا کہ حق تعالیٰ سبحانہٗ عیاں و آشکارا ہو جائے اور تو وحدتِ حقیقی کے نور کا ادراک کر سکے۔

☆

جب تو اُس کی ذات میں فنا ہو جائے گا تو دائمی حیات پا جائے گی۔

ارباب فنا زندہ بجانِ دگرند بیرون ز دوکون در جہان دگرند

کس پے بزبانِ حال ایشاں نبرد ایں طائفہ گویا بزبانِ دگرند

ترجمہ: (اہل فنا دوسری جان کے ساتھ زندہ ہیں، وہ دونوں جہانوں سے باہر کسی اور جہان میں ہوتے ہیں، کوئی آدمی اُن کی زبانِ حال کی پیروی نہیں کر سکتا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ گروہ ایک دوسری ہی زبان رکھتے ہیں۔)

☆

حقیقی فناء حاصل کرنے والوں کے بارے میں ہی اقبالؒ نے کہا ہے۔

مرنے والے مرتے ہیں لیکن فنا ہوتے نہیں یہ حقیقت میں کبھی ہم سے جدا ہوتے نہیں

اور اُن کی جبیں روشن و منور رہتی ہے۔

مرنے والوں کی جبیں روشن ہے اس ظلمات میں
جس طرح تارے چمکتے ہیں اندھیری رات میں

جوہر انساں عدم سے آشنا ہوتا نہیں ۔

Marfat.com

آنکھ سے غائب تو ہوتا ہے، فنا ہوتا نہیں

ہے مگر اُس نقش میں رنگِ ثباتِ دوام
جس کو کیا ہو کسی مردِ خدا نے تمام
مردِ خدا کا عمل عشق سے صاحبِ فروغ
عشق ہے اصلِ حیات موت ہے اس پر حرام

☆

﴿۹۔ وقوفِ زمانی﴾

☆

اس سے مراد ہر وقت اور ہر آن اپنے حال سے واقف رہنا ہے۔ سالک ہر ساعت کے بعد دیکھے کہ غفلت تو نہیں آئی، اور غفلت کی صورت میں استغفار کرنا اور آئندہ اس کے چھوڑنے پر ہمت باندھنی چاہیے، کیونکہ

غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی
گردوں نے گھڑی عمر کی اِک اور گھٹا دی

☆

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے شاید اسی غفلت کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے

ہر کوئی مست مئے ذوقِ تن آسانی ہے — تم مسلماں ہو؟ یہ اندازِ مسلمانی ہے؟
حیدریؓ فقر ہے، نے دولتِ عثمانیؓ ہے — تم کو اسلاف سے کیا نسبتِ روحانی ہے

☆

"وقوفِ زمانی" کی شرح "ہوش در دم" میں ہو چکی ہے۔ "ہوش در دم" اور "وقوفِ زمانی" کا تقریباً ایک ہی مطلب ہے۔

﴿۱۰۔ وقوفِ عددی﴾

☆

اس سے مراد یہ ہے کہ سالک "ذکر نفی اثبات" (کلمہ طیبہ) میں طاق عدد کی رعایت کرے کیونکہ حدیث شریف میں ہے:

Marfat.com

"اللّٰہ وتر ویحب الوتر"

(اللہ (جل جلالہٗ) طاق ہے اور طاق کو پسند کرتا ہے۔)

☆

''وقوفِ عددی'' سے مراد سالک کا اثنائے ذکر میں واقف رہنا ہے۔ ذاکر جب ذکرِ حق کرے تو طاق یعنی وتر کرے۔ جیسے ۳، ۵، ۷، ۹، ۱۱ وغیرہ۔ اس میں ذات حق کے ساتھ مناسبت ہے، کیونکہ ارشاد ہے:

"اللّٰہ وتر ویحب الوتر"

(اللہ (جل جلالہٗ) ایک ہے اور اکیلے کو دوست رکھتا ہے۔)

﴿۱۱۔ وقوفِ قلبی﴾

☆

اس کا مطلب یہ ہے کہ سالک ہر وقت، ہر آن، ہر لحظہ اپنے قلب کی طرف متوجہ رہے اور قلب خداوندِ قدوس کی طرف متوجہ رہے تاکہ سب کی طرف سے توجہ ٹوٹ کر معبودِ حقیقی کی طرف مبذول رہے اور خطرات ووسوسے دِل میں داخل نہ ہوں، خصوصاً ذکر کرتے وقت اس کا پورا پورا خیال رکھے۔ کسی عربی شاعر نے کہا ہے۔

علی بیض قلبک کن کانک طائر
فمن ذالک الا حوال فیک تولد

(اپنے دِل کے انڈے پر پرندے کی طرح ہوجا اور اُسے سہہ۔ پس اس طریقہ سے جس طرح انڈے سے بچہ پیدا ہوتا ہے، تیرے دِل میں نورِ خدا پیدا ہوگا۔) آمین۔

ہوفنا ذاتِ حق میں کہ تُو نہ رہے　　تیری ہستی کی رنگ و بُو نہ رہے
اس قدر اس میں ڈوب اے صابر　　کہ بجز ھُو کے غیر ھُو نہ رہے

☆

Marfat.com

(۱)

سیّدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

☆

مکہ معظمہ ۱، عام الفیل / ۵۷۱ء ○ ۱۱ھ / ۶۳۲ء مدینہ منورہ

قطعہء تاریخِ وصال

(۱)

گزشت از جاں چوں آں جانِ دو عالم — کہ وجہِ کُن فکاں، محبوبِ ربِ بود

چہ شُد تاریخ در منقوطہ شاہد — ''محمدؐ محورِ عزّ و ادب بودؐ''

۷+۲+۲=۱۱ھ

(خان شاہد اکبرآبادیؒ، کراچی)

(۲)

وقتِ نزع رواں بخواند رسولؐ — کلمۂ لا الٰہ الا ھو

پس اگر سالِ رحلتش (۱) خواہی — لفظ دیگر مگیر الا ''ھو''

۱۱ھ

(مسٹر طامس ولیم بیل)

(۳)

ظاہر اُرو پوش ہیں ہم سے مگر — آج بھی زندہ ہیں ختم الانبیاءؐ

کہیے صابرؔ اُن کی تاریخِ فراق — ''ہیں محمدؐ مصطفیٰ مہرِ ھدا''

۶۳۲ء

(حضرت صابر براریؒ، کراچی)

☆

---

۱ فراقِ ظاہری مُراد ہے۔ (قصوریؔ)

Marfat.com

☆

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بَر لانے والا

☆

مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا

☆

فقیروں کا ملجا، ضعیفوں کا ماویٰ
غلاموں کا والی، یتیموں کا مولیٰ

☆

خطاکار سے درگزر کرنے والا
بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا

☆

مفاسد کا زیر و زبر کرنے والا
قبائل کا شیر و شکر کرنے والا

☆

اُتر کر حرا سے سُوئے قوم آیا
اور اِک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

☆

(حالیؔ)

Marfat.com

حضور سیدِ عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

☆

یا صاحب الجمال ویا سید البشر — من وجهک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقه — بعد از خدا بزرگ توئی قصهٔ مختصر
(خواجہ حافظ شیرازیؒ)

ترجمہ

اے صاحب جمال کل، اے سرورِ بشر — روئے منیر سے تیرے روشن ہوا قمر
ممکن نہیں کہ تیری ثنا کا ہو حق ادا — بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر
(اسرار اعظمی)

☆

ہزار بار بشویم دہن زمشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی ست

☆

حضور پُر نور خاتم الانبیاء، سیّد الرسلؐ، باعثِ تخلیقِ کائنات، فخرِ موجودات، رحمۃ اللعالمین، شفیع المذنبین، محبوبِ کبریا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مبارک کو اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے سب سے پہلے پیدا فرمایا اور پھر اس نُور کے وسیلے سے تمام جہانوں کو تخلیق کیا۔ عالمِ اَرواح ہی میں آپ کے نور کو خلعتِ نبوّت سے سرفراز فرما کر جملہ انبیائے کرام علیہم السّلام کی روحوں سے یہ عہد لیا گیا کہ اگر وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک کو پائیں تو اُن پر ایمان لائیں اور اُن کی مدد کریں۔ جیسا کہ پارہ ۳ سورہ آلِ عمران آیت: ۸۱ میں ارشاد خداوندی ہے:

"اور یاد کرو جب لیا اللہ تعالیٰ (جل جلالہٗ) نے انبیاء (علیہم السلام) سے پختہ وعدہ کہ قسم ہے تمہیں جوڈوں مَیں تم کو کتاب اور حکمت سے، پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)، جو تصدیق کرنے والا ہواُن

Marfat.com

(کتابوں) کی جو تمہارے پاس ہیں تو تم ضرور ضرور ایمان لانا اس پر اور ضرور ضرور مدد کرنا اُس کی۔ (اس کے بعد) فرمایا کہ تم نے اقرار کرلیا اور اُٹھالیا تم نے اس پر میرا بھاری ذمہ؟ سب نے عرض کی، ہم نے اقرار کیا۔ (اللہ تعالیٰ عزوجل) نے فرمایا تو گواہ رہنا اور مَیں (بھی) تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں''۔

خداوندِ قدوس کے اسی ارشادِ عالیہ کے مطابق تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی اُمتوں کو حضور سیّد عالم علیہ التحیۃ والثناء کی آمد کی بشارت دیتے رہے۔

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اپنے محبوبِ پاک حضور سیّد الاوّلین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے نور پاک کو اُن کی پشت مبارک میں بطور امانت رکھا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے وہ نور حضرت اماں حواء کے مقدس رحم میں منتقل ہوا۔ پھر حضرت حواء سے حضرت شیث علیہ السلام کی پشت میں منتقل ہوا۔ پھر اسی طرح یہ نورِ مقدس پاک پُشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل ہوتا ہوا، حضور سرورِ کائنات باعثِ موجودات صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پشت مبارک میں منتقل ہوا اور اُن سے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن مبارک میں منتقل ہوا۔

اسی نور کی برکت سے اور اسی نور کے صدقے فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا اور اسی نور کے وسیلہ جلیلہ سے اُن کی توبہ قبول ہوئی، اِسی نور کی برکت سے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی غرق ہونے سے بچی، اسی نور کی برکت سے حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام پر آتشِ نمرود گلزار ہوگئی اور اسی نور کی برکت سے حضرت ایوب علیہ السلام کی مصیبت دور ہوئی اور اسی نور کی برکت سے تمام انبیائے سابقین پر اللہ تعالیٰ سبحانہ کی بے شمار عنایات ونوازشات ہوئیں۔

مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرّہٗ السامی نے اس حقیقت کو یوں آشکار کیا ہے۔

وصلی اللہ علی نورٍ کزو شُد نور ہا پیدا — زمیں از حُبِّ اُو ساکن فلک در عشقِ اُو شیدا
محمدؐ احمدؐ محمودؐ وے را خالقش بستود — کزو شُد بود ہر موجود زوشُد دید ہا بینا
اگر نامِ محمدؐ را نیا وردے شفیعِ آدمؑ — نہ آدمؑ یافتے توبہ، نہ نوحؑ از غرق نجینا
نہ ایوبؑ از بلا راحت نہ یوسفؑ حشمت وجاہت — نہ عیسیٰؑ آں مسیحا دم نہ موسیٰؑ آں یدِ بیضا

☆

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارک ۱۲۔ ربیع الاوّل شریف سنہ ا عام الفیل (واقعۂ عام الفیل سے ۵۵ دن بعد) بمطابق ۲۱/ اپریل ۵۷۱، بمطابق ۴/ جیٹھ ۶۲۸ بکری بروز پیر مکہ مکرمہ میں بعد از صبح صادق ہوئی۔ ولادت شریف کے وقت آپ کے ساتھ ایسا نور نکلا کہ مکہ شریف کے رہنے والوں کو مُلکِ شام کے قیصری محل (بادشاہی محلات) نظر آنے لگے، ایوانِ کسریٰ کے چودہ کنگرے گر پڑے، فارس (ایران) کا آتش کدہ بجھ گیا، دریائے ساوہ خشک ہو گیا اور وادئ سماوہ کی ندی کناروں تک بہنے لگی۔ غرض ایسے بے شمار واقعات ظاہر ہوئے۔

سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کئی دن دودھ پلایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند روز ابولہب کی آزاد کردہ لونڈی ثویبہ (ثُوَیبہ) کا دودھ پیا۔ اس کے بعد حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے قبیلہ میں لے گئیں، جہاں پہلی بار آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ''شقِ صدر'' ہوا۔ دوسری دفعہ دس برس کی عمر میں، تیسری بار ''غارِ حرا'' میں اور چوتھی مرتبہ ''شبِ معراج'' میں ہوا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف چھ برس کی ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا انتقال فرما گئیں اور آپ کے دادا جان حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش اپنے ذمے لے لی۔ جب عمر مبارک آٹھ سال کی ہوئی تو حضرت دادا جان بھی رحلت فرما گئے۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا جان حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پرورش کرنے لگے۔

بارہ سال کی عمر مبارک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم، اپنے چچا حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مُلک شام کو بغرض تجارت تشریف لے گئے۔ اس سفر میں بحیرا راہب نے آپ علیہ السّلام کو دیکھ کر کہا کہ:

''یہ تو اللہ تعالیٰ (جل شانہٗ) کے آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہیں''۔

چودہ سال عمر شریف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیارے چچاؤں کے ساتھ ''حربِ فجار'' میں شرکت فرمائی۔ پچیس سال کی عمر مبارک میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بسلسلہ تجارت ''شام'' کو تشریف لے گئے۔ اس سفر سے واپسی کے بعد آپ علیہ التحیۃ والثناء کا نکاح مبارک حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہو گیا۔

جب آپ علیہ السّلام کی عمر اقدس پچیس (۲۵) برس کی ہوئی تو قریش نے عمارتِ کعبہ کو از سرِ نو تعمیر

Marfat.com

کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اپنے پیارے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اپنے مبارک کندھوں پر پتھر اُٹھا کر لاتے رہے۔

☆

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف چالیس برس کی ہوئی تو اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے منصب نبوّت سے سرفراز فرمایا۔ چنانچہ خفیہ طور پر بعض لوگوں کو دعوتِ اسلام دینے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعوت پر لبیک کہتے ہوئے بہت سے مرد اور عورتیں آپ علیہ التحیۃ والسّلام پر ایمان لائے۔ مَردوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، لڑکوں میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عورتوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، آزاد کئے ہوئے غلاموں میں حضرت زید بن حارثہ اور غلاموں میں حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

خفیہ دعوت کے تین سال بعد دعوتِ اعلانیہ کا حکم آیا تو سردارانِ قریش بہت سٹ پٹائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ علیہ السلام کے اصحاب کو اذیّت دینے لگے۔ نبوّت کے پانچویں سال حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ارشاد فرمایا کہ

"تم میں سے جو چاہیں ہجرت کر کے حبشہ چلے جائیں"۔

چنانچہ پہلی بار گیارہ مرد اور چار عورتوں نے ہجرت کی۔ نبوّت کے چھٹے سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے اور اُن کے تین دن بعد حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ایمان لے آئے۔ اب اسلام کی روز افزوں ترقی کو دیکھ کر قریش کی نیندیں حرام ہو گئیں اور وہ مسلمانوں کو شدت کے ساتھ ایذائیں دینے لگے۔ اس لئے ۸۳ مرد اور ۱۸ عورتوں نے دوسری بار حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ قریش نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے پاس اپنے سفیر بھیجے کہ مہاجرین کو واپس کر دو مگر اللہ تعالیٰ سبحانہٗ کے فضل و کرم سے سفیر خاسر و نامراد اور ناکام واپس لوٹے۔ اب قریش نے جھنجلا کر بہ اتفاق رائے یہ قرارداد پاس کی کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علانیہ قتل کر دیا جائے۔ بنو ہاشم اور بنو مطلب سے قطع تعلق کر لی تاکہ وہ ہراساں اور پریشاں ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کے حوالہ کر دیں اور اس بارے میں ایک تحریری معاہدہ خانہ کعبہ کی چھت پر آویزاں کر دیا۔ قریش نے نہایت سختی سے اس معاہدہ پر عملدر آمد کیا۔ تین سال بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر ارشاد فرمائی کہ:

Marfat.com

"اس معاہدہ کو دیمک چاٹ گئی ہے اور سوائے اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کے نام پاک کے باقی کچھ نہیں رہا"۔

☆

جب معاہدہ کو دیکھا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک صحیح نکلا، مگر مخالفین ومعاندین بجائے نادم و شرمسار ہونے کے مزید درپے آزاد ہو گئے اور طرح طرح سے زیادتیاں کرنے لگے۔ ماہ رمضان المبارک 10 نبوّت میں حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو گیا اور اُس کے تین دن بعد حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی انتقال فرمایا۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پریشانی کی حالت میں طائف کا سفر اختیار فرمایا، مگر اشرافِ ثقیف نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کا بُری طرح سے جواب دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس قدر سنگ باری کی کہ نعلین شریفین خون آلود ہو گئیں۔

☆

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تھی کہ ہر سال حج کے موسم میں تمام قبائل عرب کو جو مکہ اور اُس کے اِرد گرد موجود ہوتے، دعوتِ اسلام دیا کرتے تھے اور میلوں میں بھی اسی غرض سے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ نبوّت کے گیارہویں سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب عادت منیٰ میں قبیلہ خزرج کے چھ آدمیوں کو دعوتِ اسلام دی اور وہ مسلمان ہو گئے۔ انہوں نے مدینہ طیبہ میں اپنے بھائیوں کو اسلام کی دعوت دی جس کے طفیل آئندہ سال بارہ مرد ایامِ حج میں مکہ آئے اور حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر سعادت بیعت سے مشرف ہوئے۔ مشہور قول کے مطابق اسی سال ماہِ رجب کی ستائیسویں رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حالتِ بیداری میں جسدِ اطہر کے ساتھ معراج مبارک ہوا اور پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔ نبوّت کے تیرھویں سال انصار میں سے ۷۳ مرد اور ۲ عورتوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی اور یوں کاروانِ اسلام روز بروز شاہراہِ ترقی پر گامزن ہونے لگا۔

☆

اسلام کی روز افزوں ترقی کی وجہ سے قریش کی ایذا رسانی بھی شدید ہوتی جا رہی تھی جس کی وجہ سے اب مسلمانوں کا مکہ میں رہنا دشوار ہو گیا۔ لہٰذا حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی

Marfat.com

اجازت مبارکہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم متفرق طور پر چوری چھپے ہجرت کر کے مدینہ شریف پہنچ گئے اور مکہ مکرمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور چند علیل و ناتواں رہ گئے۔

☆

قریش نے جب دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار و مددگار مکہ کے علاوہ مدینہ میں بھی کافی تعداد میں ہو گئے ہیں تو اُن کی نیندیں حرام ہو گئیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی مدینہ میں نہ چلے جائیں اور وہاں سے اپنے حامیوں کی فوجِ ظفر موج کے ساتھ مکہ پر حملہ آور ہوں، لہٰذا انہوں نے دارالندوہ میں جمع ہو کر شیخ نجدی کے مشورہ سے یہ قرار دیا کہ آج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیا جائے تا کہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے بذریعہ وحی حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قریش کے اس مذموم منصوبے اور فیصلے کی خبر کر دی۔ کفار نے قرارداد کے مطابق رات ہوتے ہی حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دولت کدہ کو گھیرے میں لے لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے بستر پر چھوڑا اور مٹھی بھر خاک لے کر سورۂ یٰسین شریف کی شروع کی آیات پڑھ کر کفار پر پھینک دی جس کی وجہ سے کفار کو کچھ نظر نہ آیا اور آپ علیہ التحیۃ والسلام وہاں سے نکل کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لے کر عازمِ مدینہ ہو گئے۔ تین راتیں غارِ ثور میں گزاریں۔ راستہ میں سراقہ بن جعشم، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعاقب میں آیا مگر آپ علیہ السلام کی دُعا سے اُس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا اور وہ معافی مانگ کر واپس چلا آیا۔

☆

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، ۱۲۔ ربیع الاوّل پیر کے دِن قباء میں پہنچے۔ یہی تاریخ اِسلامی سال کی ابتدا ٹھہری۔ آپ نے قباء میں مسجد قباء کی بنیاد ڈالی جس کا ذکر قرآنِ حکیم میں آیا ہے۔ یہاں سے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ شریف جلوہ افروز ہوئے تو مسلمانوں میں مسرّت کی جو لہر دوڑ گئی اُسے احاطہ تحریر میں نہیں لایا جا سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر قیام فرمایا۔ اس سال مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، ازواجِ مطہرات ؓ کے لئے حجرے اور مہاجرین کے لئے مکانات تعمیر کئے گئے۔ "اذان" شروع کی گئی اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں بھائی چارہ پیدا فرمایا۔

☆

Marfat.com

ہجرت کے دوسرے سال بیت المقدس کے بجائے کعبہ شریف قبلۂ نماز ٹھہرا۔ رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے اور غزوات وسرایا کا آغاز ہوا۔ غزوات تعداد میں ۲۷ ہیں اور سرایا ۴۷۔ بڑے بڑے غزوات جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے، سات ہیں (۱) بدر، (۲) اُحد، (۳) خندق، (۴) خیبر، (۵) فتح مکہ، (۶) حنین، (۷) تبوک۔ جن غزوات میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قتال فرمایا، وہ مندرجہ ذیل ہیں۔ (۱) بدر، (۲) اُحد، (۳) خندق، (۴) مصطلق، (۵) خیبر، (۶) فتح مکہ، (۷) حنین، (۸) طائف۔ سب سے آخری غزوہ تبوک ماہ رجب ۹ھ میں وقوع پذیر ہوا۔

☆

ہجرت کے ساتویں سال کے آغاز میں حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے والیانِ مُلک (قیصر وکسریٰ اور نجاشی وغیرہ) کے نام دعوتِ اسلام کے خطوط ارسال فرمائے اور "غزوہ تبوک" سے واپسی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کی "مسجد ضرار" (جو مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے لئے بنائی گئی تھی) کو جلا دینے کا حکم دیا۔ اس سال عربوں کے کثیر التعداد وفد بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے جس کی وجہ سے اِسے "سال وفود" بھی کہا جاتا ہے۔ یہ وفود عام طور پر دولتِ ایمان سے مالا مال ہو کر واپس گئے۔ ۱۰ھ میں بھی وفود حاضر خدمت ہو کر نورِ ایمان سے مشرف ہوتے رہے۔ اسی سال اہلِ یمن وملوکِ حمیر ایمان لائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری حج کیا جسے "حجۃ الوداع" کہتے ہیں۔

☆

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ مبارکہ کے وقت پوری دُنیا بالخصوص ملک عرب میں جہالت وگمراہی کا دور دورہ تھا۔ عربوں کی مذہبی اور اخلاقی پستی آخری حدّوں کو پہنچی ہوئی تھی۔ موافق ومخالف، دوست اور دشمن، اپنے اور بیگانے سب کو یہ معلوم ہے کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم "اُمّی" تھے۔ "اُمّیوں" ہی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پرورش پائی۔ کسی کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ نہ کیا اور نہ لکھنا پڑھنا سیکھا۔ مگر آپ علیہ التحیۃ والثناء نے تلمیذ الرحمٰن ہونے کی حیثیت سے اپنے اصحاب کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو وہ رُوحانی تعلیم دی کہ وہ معارف ربانی کے عارف اور اسرارِ فرقانی کے ماہر بن گئے۔ جس کسی نے بھی دولتِ ایمان سے سرفراز ہو کر کچھ وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں گزارا وہ عالم ربانی اور عارف یزدانی بن گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضِ صحبت سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے ہر ایک کو اللہ تعالیٰ جل

Marfat.com

شانہٗ کی طرف سے "نسبت خاصہ" اور "قوتِ قدسیہ" عطا ہوگئی۔ القصہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سب کو اسلام وایمان اور احسان سے مالا مال کر کے اور سچے دین کے ظاہری و باطنی علوم سکھا کر بارہ ربیع الاوّل ۱۱ھ بمطابق ۸/ جون ۶۳۲ء کو پیر وار کے دن الرفیق الاعلیٰ پکارتے ہوئے عالمِ فانی سے عالمِ باقی کی طرف تشریف لے گئے، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم "رحمۃ اللعالمین" اور "حیات النبی" (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ قیامت کے دن تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمتِ مرحومہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وہی فیضان بواسطہ "خواصِ اُمت"، "علمائے کرام"، "صوفیائے عظام" پہنچتا رہے گا۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ ظاہری میں پہنچتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں وقتاً فوقتاً اولیاء وصلحاء پیدا ہوتے رہیں گے اور ان اولیاء کرام (رحمۃ اللہ علیہم) کے ذریعہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت مبارک کی تصدیق وتائید ہوتی رہے گی۔ چنانچہ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ اپنی معرکۃ الآرا کتاب شریف "**کشف المحجوب**" میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

> اللہ تعالیٰ (جل جلالہٗ) نے بُرہانِ نبوی ﷺ کو آج تک کے لئے باقی رکھا ہے اور اولیاء کرام کو اس کے اظہار کا سبب بنایا ہے تا کہ آیاتِ حق اور حُجتِ صدق سیّدنا محمد مصطفٰے احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ظاہر ہوتی رہیں اور اُن کو دُنیا کے والی گردانا گیا ہے، یہاں تک کہ وہ اس کے محرم ہوگئے ہیں اور اُنہوں نے متابعتِ نفس کو اپنا رستہ بنایا ہے۔ آسمان سے بارش اُن کے قدموں کی برکت سے آتی ہے، اور زمین سے نباتات اُن کے صفائے احوال کی بدولت اُگتے ہیں۔ (**کشف المحجوب**)

☆

حضرت سائیں توکل شاہ انبالوی نقشبندی مجدّدی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی ہے:

> "حقیقتِ محمدیہ کا تعلق جس طرح ذاتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا بعینہٖ وہی تعلق اب بعد از وصال بھی بدن مبارک کے ساتھ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو کوئی نہیں بدل سکتا اور جس طرح حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے

Marfat.com

تصرفات جاری تھے، ویسے ہی اب بھی جاری ہیں۔ یہی معنی ہیں "حیات النبی" (صلی اللہ علیہ وسلم) ہونے کے اور اسی وجہ سے قطب، غوث، ابدال، اوتاد وغیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں ہوتے رہیں گے"۔

(ذکر خیر" از خواجہ محبوب عالم سیدوی مطبوعہ فیصل آباد اگست ۱۹۷۹ء، صفحہ ۱۵۸)

☆

اس وقت میرے پیش نظر سیرت پاک پر ایک کتاب "رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم (نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکارمِ اخلاق وحُسنِ معاملات") ہے، جس کے صفحہ ۳۹۵ اور ۳۹۶ پر "بدو کی قبر مبارک پر حاضری" کے عنوان سے "ابن کثیر" کے حوالہ سے ایک نہایت ہی ایمان افروز واقعہ نقل کیا گیا ہے جو قارئینِ کرام کے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جلا بخشنے کے لئے درج کیا جا رہا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

"ابن کثیر نے اس واقعہ کو نقل کیا ہے کہ ایک بدّو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں تشریف فرما ہو چکے تھے وہ آکر اُونٹنی بٹھاتا ہے اور آکر کہتا ہے:

السلام علیک یا رسول اللہ !

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے رب جل جلالہٗ کا فرمان ہے:

ولو انہم اذظلمو اانفسہم جاء وک فاستغرو اللہ وستغر لہم الرسول لوجدو اللہ توابا رحیما o

"اگر اُنہوں نے یہ طریقہ اختیار کیا ہوتا کہ جب اپنے نفس پر ظلم کر بیٹھے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آجاتے اور اللہ عزوجل سے معافی مانگتے اور رسول (آپ صلی اللہ علیہ وسلم) بھی اُن کے لئے معافی کی سفارش کرتے، تو یقیناً اللہ (سبحانہٗ تعالیٰ) کو، بخشنے والا اور رحم والا پاتے"۔ (النساء ۶۴)

☆

"میں اپنے گناہوں کے بوجھ لے کر، چہرے کی سیاہیاں لے کر، دِل کی سنگینیاں لے

Marfat.com

کر اور سینے کی ویرانیاں لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رب (جل جلالہٗ) کے دربار میں سفارشی بناتا ہوں کہ میرا رب (عزوجل) میری بخشش فرمادے"۔

پھر اُس نے چار شعر پڑھے۔ اُن میں سے دو شعر آج بھی روضہ مبارک کے ستون پر لکھے ہوئے ہیں:

"اے وہ ذات! جس کے زیرِ زمین جانے سے زمین کا اندر بھی پاک ہوگیا۔ اندر بھی خوشبو، باہر بھی خوشبو ہے، چوٹیاں خوش، میدان سبزہ زار، میری جان قربان، اُس قبر پر جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جودوکرم ساتھ ساتھ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تو ہیں جن کی شفاعت پر پُل صراط پر قدم جمیں گے۔ ورنہ بڑے بڑے منہ کے بل گرادیئے جائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی شفاعت کا آسرا ہے۔ خالی ہاتھ ہوں، دامن خالی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے علاوہ اور میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ اگر وہ مجھے مل گئی تو میں اس پُل سے پار ہوں، نہ ملی تو میں منہ کے بل ہوں اور مَیں ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا احسان بھی نہیں بھول سکتا۔ میرا اسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچتا رہے، جب تک قلم کار کا قلم چلتا رہے"۔

یہ کہہ کر اُس نے اپنے آنسو پونچھے اور اپنی اونٹنی کی طرف چلا، تو عطبی کہتا ہے کہ مجھے فوراً نیند آگئی۔ ساتھ ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خواب میں تشریف لائے اور فرمایا:

عطبی! اُٹھ، بھاگ اور اُس بدّو کے اونٹنی پر چڑھنے سے پہلے پہنچ اور اُسے بتا دے کہ "تیری فریادیں پہنچ گئیں اور تیری بخشش ہوگئی"۔

☆

Marfat.com

بطور تبرک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک کے چند بڑے بڑے واقعات کی نہایت مختصر سی فہرست پیش کر دی ہے۔ ان واقعات کی تفصیل اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق عظیم، حُلیہ شریف و معجزات و مناقب و خصائص اور امّت پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق وغیرہ کے بیان کے لئے حضرت مولانا نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مستطاب ''سیرتِ رسول عربی ﷺ''، حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلویؒ کی ''مدارج النبوّت''، ''ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہؒ کی ''ضیاء النبی ﷺ'' اور سیرت مبارکہ کی دیگر کتابوں کا مطالعہ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔

☆

ارشادات قُدسیہ:۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات قدسیہ کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جس کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ نہ پائے جاتے ہوں:

(۱) جس نے طلب علم میں وفات پائی وہ شہید مرا۔

(۲) جس قوم میں بدکاری بڑھ جاتی ہے اُس میں ناگہانی اموات بڑھ جاتی ہیں۔

(۳) حیاء ایمان کی نشانی ہے۔

(۴) دُعا کبھی بیکار نہیں جاتی، البتہ قبول ہونے کی صورتیں مختلف ہیں۔

(۵) دولت مند پر حسد نہ کرو، دولت کی لذتیں فانی اور عارضی ہیں۔

(۶) رحم کرنے والوں اور ترس کھانے والوں پر بڑی رحمت والا خدا (جل شانہٗ) رحم کرے گا۔

(۷) خدا (وند قدوس) کے نزدیک بہترین دوست وہ ہے جو دوست کا خیر خواہ ہے۔

(۸) سب سے بڑھ کر خدا (جل جلالہٗ) اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے۔

(۹) مومنوں میں سب سے کامل وہ ہے، جو اخلاق میں سب سے کامل ہو۔

(۱۰) میں اس واسطے بھیجا گیا ہوں کہ اخلاقی خوبیوں کو کمال تک پہنچا دوں۔

(۱۱) وہ شخص بے دین ہے جس میں دیانتداری نہیں۔

(۱۲) وعدہ ایک فرض ہے، جس کا پورا کرنا ضروری ہے۔

(۱۳) ہر قوم کے معزز آدمی کی تعظیم کرو۔

Marfat.com

(۱۴) سادگی ایمان کی علامت ہے۔
(۱۵) حیا ایمان سے ہے۔
(۱۶) نماز بہترین عبادت ہے، نماز مومن کی معراج ہے۔
(۱۷) مومن اور کافر میں نماز کا فرق ہے۔
(۱۸) اچھی اور میٹھی بات بھی صدقہ ہے۔
(۱۹) اک ساعتِ انصاف ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے۔
(۲۰) اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کھانا کسی شخص نے کبھی نہیں کھایا۔
(۲۱) اللہ تعالیٰ (جل شانہٗ) فساد کو پسند نہیں کرتا، اس لئے زمین پر فساد نہ کرو۔
(۲۲) اپنے گھر کی دیوار اتنی بلند نہ کرو کہ پڑوسی کی ہوا رک جائے۔
(۲۳) اپنے اہل عیال پر اپنی استطاعت اور حیثیت کے مطابق خرچ کرو۔
(۲۴) انسان کی سمجھداری یہ ہے کہ وہ کفایت شعار ہو۔
(۲۵) امانت دار تاجر قیامت کے روز نبیوںؑ، صدیقوںؓ اور شہیدوںؓ کے ساتھ ہوگا۔
(۲۶) ایمان اور بخل ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔
(۲۷) تم میں سے ہر ایک کو ساری حاجتیں اپنے رب (تعالیٰ) سے مانگنی چاہئیں۔
(۲۸) بہترین عقل مندی، ایمان کے بعد لوگوں سے محبت ہے۔
(۲۹) جو اللہ (جل جلالہٗ) کے واسطے جھکتا ہے، اللہ (سبحانہٗ) اُسے بلند کرتا ہے۔
(۳۰) جب تجھے نیکی کر کے خوشی ہو اور بُرائی کر کے پچھتاوا ہو، تو تُو مومن ہے۔
(۳۱) جس عورت کا شوہر آخر دَم تک اُس سے راضی رہا، وہ عورت جنتی ہے۔
(۳۲) جہالت، افلاس کی بدترین قسم ہے۔
(۳۳) جو آدمی نرم مزاجی کی صفت سے محروم ہو گیا وہ سارے خیر سے محروم کر دیا گیا۔
(۳۴) جو اللہ تعالیٰ سبحانہٗ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو، اس کو چاہیے کہ اپنے مہمانوں کی عزت کرے۔
(۳۵) جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ (سبحانہٗ) اس پر رحم نہیں کرتے۔
(۳۶) جب تم فجر کی نماز پڑھ لو تو اپنے رزق کی جد وجہد کے بغیر نیند (آرام) کا کام نہ لو۔
(۳۷) جب بندہ اللہ کریم جل جلالہٗ کی یاد میں دونوں ہونٹ کھولتا ہے تو اُس وقت اُس کے ساتھ ہوتا ہے۔

Marfat.com

(۳۸) جسم اور لباس کی پاکیزگی نصف ایمان ہے۔

(۳۹) تقدیرِ الٰہی (جل شانہٗ) کو کوئی چیز نہیں بدلتی مگر دُعا اور عمر کو کوئی چیز نہیں بڑھاتی مگر نیکی۔

(۴۰) تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل وعیال کے لئے بہتر ہے۔

(۴۱) بے نمازی پر قبر تنگ کر دی جائے گی اور آخرت میں سختی سے حساب لیا جائے گا۔

(۴۲) بہترین آدمی وہ ہے جو دوسرے سے بھلائی کرے۔

(۴۳) بہترین جہاد ظالم اقتدار کے سامنے حق کی بات کہنا ہے۔

(۴۴) بدترین ہیں وہ لوگ جن کا احترام محض اُن کے شر سے بچنے کے لئے کیا جائے۔

(۴۵) تم زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔

(۴۶) جماعت رحمت ہے اور متفرق ہونا عذاب۔

(۴۷) خداوند تعالیٰ کے دشمن کے ساتھ محبت کرنا، خدا کے ساتھ دُشمنی ہے۔

(۴۸) روزہ رکھو اور قرآن پڑھو کہ یہ دونوں انسان کی شفاعت کریں گے۔

(۴۹) قیامت برپا نہ ہوگی یہاں تک کہ زمین میں کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ رہے گا۔

(۵۰) جو شخص مجھ پر ایک بار دُرود بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ سبحانہٗ اُس پر دس بار درود بھیجتا ہے۔

☆

حضور سیّد کائنات فخر موجودات علیہ التحیہ والثناء کے ارشاداتِ قُدسیہ تو آپ نے ملاحظہ فرمائے، لیکن میرے وجدان کا تقاضا ہے کہ چند ''جواہراتِ حدیث'' بھی درج کر دیئے جائیں تاکہ غلامانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق ومحبت اور ایمان وایقان کے گلستان میں خوشبوؤں کی بہار آئے۔

☆ حضرت عباسؓ بن عبدالمطلبؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''ایمان'' کا مزا اُس نے چکھا اور اُس کی لذت اُسے ملی،
جس نے اللہ عزوجل کو اپنا ''رب''، اسلام کو اپنا ''دین'' اور محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا ''رسول'' (صلی اللہ علیہ وسلم) مان لیا''۔
(مسلم شریف)

☆ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور سیّد عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

''قیامت کے دن میزانِ عمل میں سب سے زیادہ وزنی چیز انسان کے اچھے ''اخلاق' ہوں گے۔'' (ترمذی، ابوداؤد شریف)

☆ حضرت امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ''ایمان'' کیا ہے؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد کیا:

''جب تم کو اچھے عمل سے مسرّت اور بُرے کام سے رنج ہو تو تم مومن ہو''۔ (مسندِ احمد)

☆ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

''ایمان کی لذت اُس کو نصیب ہو گی جس میں تین علامات پائی جائیں!

ایک یہ کہ اللہ عزوجل اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اُس کو ہر ایک سے زیادہ ہو۔

دوسرا یہ کہ جس کسی سے بھی محبت ہو محض اللہ تعالیٰ سبحانہٗ ہی کے لئے ہو۔

اور تیسرا یہ کہ ایمان کے بعد کفر کی طرف واپس لوٹنے سے اُس کو اتنی ہی کراہت ہو جتنی کہ آگ میں ڈالے جانے سے ہوتی ہے''۔ (متفق علیہ)

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جسے چار چیزیں مل گئیں، اُسے دُنیا اور آخرت کی بھلائی حاصل ہو گئی۔

(۱) شکر کرنے والا دِل۔

(۲) اللہ سُبحانہٗ تعالیٰ کو یاد کرنے والی زبان۔

(۳) مصیبت پر صبر کرنے والا بدن۔

(۴) ایسی بیوی جو اپنی ذات اور شوہر کے مال میں خیانت کرنے والی نہ ہو''

(مشکوٰۃ شریف)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کوئی ہے جو مجھ سے نصیحت کے یہ کلمات لے کر اُن پر عمل کرے اور اُن کو سکھائے، جو اِن نصیحتوں پر عمل کریں''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مَیں حاضر ہوں

Marfat.com

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور درج ذیل باتیں ارشاد فرمائیں:

(۱) گناہ سے پرہیز کرو تو تم سب سے بڑے عبادت گزار بن جاؤ گے۔

(۲) اپنے پڑوسی سے احسان کرو تو (حقیقی) مومن ہو جاؤ گے۔

(۳) لوگوں کے لئے وہی چاہو جو اپنے لئے چاہتے ہو تو (حقیقی) مسلمان بن جاؤ گے۔

(۴) اور زیادہ ہنسی مذاق اور استہزاء نہ کیا کرو کہ بہت زیادہ ہنسنے سے دِل مُردہ ہو جاتا ہے۔

(ترمذی)

☆ حضرتِ عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو کسی کو نیک کام کی ترغیب دے گا، تو اُس کو اُس نیک کام پر عمل کرنے والے کے برابر ثواب ملے گا"۔ (صحیح مسلم)

☆ حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو لوگوں کو ہدایت (اور خیر) کی طرف بُلاتا ہے، اُسے اُن لوگوں کے برابر ثواب ملتا ہے جو اُس ہدایت کا اتباع کرتے ہیں۔ دعوت دینے والے اور عمل کرنے والے (دونوں) کے اجر (وثواب) میں کوئی کمی نہیں ہوتی، اور جو شخص گُناہ (اور گمراہی) کی طرف بُلاتا ہے، وہ (خود بھی) اُس گمراہی (اور دعوتِ شر) پر عمل کرنے والوں کے برابر گناہ گار ہوتا ہے۔ اِن (دونوں) کے گناہوں میں کچھ کمی (واقع) نہیں ہوتی۔" (صحیح مسلم شریف)

☆ شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے:

"جس نے دکھلاوے کی (ریاکاری کرتے ہوئے) نماز پڑھی، اُس نے شرک کیا اور جس نے دکھلاوے کا روزہ رکھا، اُس نے شرک کیا، اور جس نے ریاکاری کرتے ہوئے صدقہ دیا، اُس نے (بھی) شرک کیا"۔ (احمد)

Marfat.com

☆ حضرت مستور بن شداد (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"دُنیا کی مثال آخرت کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنی ایک اُنگلی دریا میں ڈبو کر نکال لے اور پھر دیکھے کہ پانی کی کتنی مقدار اس میں لگ گئی ہے"۔ (مُسلم شریف)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مومن ایک سوراخ سے دوبارہ نہیں ڈسا جاتا"۔ (بخاری شریف)

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"حیا اور ایمان ہمیشہ ساتھ ساتھ ہی رہتے ہیں۔ جب اُن میں سے کوئی ایک اُٹھا لیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اس کے ساتھ ہی اُٹھا لیا جاتا ہے"۔ (بیہقی)

☆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"حیا صرف خیر ہی کو لے کر آتی ہے"۔ (بخاری و مسلم)

☆ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تبارک و تعالیٰ اُس شخص پر رحم نہیں کرتا جو دوسرے انسانوں پر نہیں کرتا"۔ (بخاری و مسلم)

☆

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آخر میں اُمتِ محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نعت گو شعراء کے کلام سے بطور تبرک چند نمونے درج کر دیئے جائیں تاکہ پیارے قارئین کرام کے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مزید آبیاری ہو جائے اور میرے ذوق کی تسکین بھی:

Marfat.com

(۱)

واحسن منک لم ترقط عینی
واجمل منک لم تلد النساء
خلقت مبرا من کل عیب
کانک قد خلقت کما تشاء

(حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

☆

ترجمہ:۔ ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین مَیں نے (میری آنکھ نے) نہیں دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ جمیل انسان کسی عورت نے نہیں جنا''۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر قسم کے عیب (کمی ونقص) سے پاک پیدا کیا گیا، اور بالکل ایسے ہی پیدا کیا گیا جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا''۔

(۲)

دع ما ادعته النصاریٰ فی نبیهم
واحکم بما شئت مدحاً فیه واحتکم

(حضرت امام شریف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ)

☆

ترجمہ: ''صرف وہ بات چھوڑ دو جس کا دعویٰ نصرانیوں نے اپنے نبی علیہ السلام کے لئے کیا ہے۔ اس کے بعد جو تمہارا جی چاہے، حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں کہو اور جو حکم چاہو لگاتے جاؤ''۔

(۳)

بلغ العلیٰ بکمالہ
کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ
صلو علیہ والہ

(حضرت سعدیؔ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ)

☆

ترجمہ:۔ ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم بلندیوں میں اوجِ کمال پر پہنچے، اُن

Marfat.com

کے نمودِ جمال پر سب اندھیرے غائب ہوگئے۔ اُن کے خصال پر حُسن عکس ریز ہے، اُن صلی اللہ علیہ وسلم پر اُن کی آل پر درُود بھیجو"

(۴)

یا صاحب الجمال ویا سید البشر	من وجھک المنیر لقد نور القمر
لایمکن الثناء کما کان حقہٗ	بعد از خدا بزرگ توئی قصّہ مختصر

(حضرت خواجہ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ)

☆

ترجمہ:۔ "اے حسین چہرے والے تمام انسانوں کے سردار! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس کے نور سے ہی چاند روشن ہے۔

ہم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کا حق ادا نہیں ہوسکتا، مختصر بات یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی خداوندِ قدوس کے بعد اعلیٰ مرتبے والے ہیں"۔

(۵)

دُنیا کہ دو روزہ کاخ وکوخ است
در راہِ محمدؐ کلوخ است

(خاقانی رحمۃ اللہ علیہ)

ترجمہ: یہ دنیا جو دو دِن کی ہے، کچھ لوگوں کے لئے تو عیش و آرام کا محل ہے اور بعضوں کے لئے تنگ و تاریک جھونپڑی کی صعوبت ہے۔ (یہ جو کچھ بھی ہو) حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق اس کی وقعت مٹی کے ایک ڈھیلے سے زیادہ نہیں"۔

(۶)

آفتابِ شرع دریائے دیں	نورِ عالم رحمت للعالمینؐ
خواجۂ کونینؐ و سلطانِؐ ہمہ	آفتابِ جان و ایمانِ ہمہ

(شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

☆

ترجمہ: ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات، شریعت کا سورج اور دین کا سمندر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عالم موجودات کے لئے روشنی اور دونوں جہانوں کے لئے رحمت ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم، دونوں جہانوں کے آقا اور کہ ومہ کے لئے بادشاہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم، کل مخلوقات کی جان وایمان کو آفتاب کی طرح روشنی فراہم کرنے والے ہیں۔

(۷)

عرفیؔ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کا نذرانۂ عقیدت:

عرفیؔ مشتاب ایں رہِ نعت است نہ صحراست
آہستہ کہ رہ بُردم تیغ است قلم را

☆

ترجمہ: ''اے عرفیؔ! زورِ بیان میں تیزی مت دکھا، کہیں تو حدِ ادب سے تجاوز نہ کر جائے، یہ خیال رکھ کہ نعت کا راستہ ایک تیز دھار تلوار کی مانند ہے، یہاں قلم کا واسطہ تلوار کی دھار سے ہے، ذرا پھسلا اور گیا''۔

(۸)

عزتؔ بخاری کا ہدیۂ نعت:۔

ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنیدؒ و بایزیدؒ ایں جا

☆

ترجمہ: ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اگرچہ زیرِ آسماں ہے مگر عرشِ معلّٰی سے نازک تر ہے، عرش کی نزاکت بھی اس کے آگے کوئی حیثیت نہیں رکھتی، اس ادبستان میں تو حضرت بایزید بسطامی اور جنید بغدادی (رحمۃ اللہ علیہم) جیسے جلیل القدر اولیاء اللہ بھی حاضر ہوتے ہیں تو رُعب وجلال سے کانپتے، لرزتے اور حواس باختہ حاضر ہوتے ہیں''۔

Marfat.com

(۹)

ناصر علی سرہندی کا کہنا ہے:

بے ادب پامنہ ایں جا کہ عجب درگاہ است
سجدہ گاہِ ملک وجن وبشر ایں جاہست

☆

ترجمہ: ''اس درگاہِ معلیٰ میں پورے ادب وآداب کے ساتھ حاضری دو، یہ وہ درگاہ ہے، وہ دربار ہے، جسے فرشتے، جنات اور انسان سب کے سب سجدہ گاہ سمجھتے ہیں، یہاں ادب آداب کا لحاظ سب سے زیادہ ضروری ہے کیونکہ ذراسی لغزش بھی نا قابل معافی ہے''۔

(۱۰)

فیضی مداحِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت سے:

اُمّی و دقیقہ دانِ عالم
بے سایہ و سائبانِ عالم

ترجمہ: ''حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم ''اُمّی'' ہیں مگر دُنیا جہان کی گتھیاں سُلجھانے والے ہیں، بے سایہ ہیں لیکن پوری دنیا (تمام جہانوں) کے لئے سائبان ہیں''۔

(۱۱)

مولانا جامی کی نعت گوئی:

جہاں روشن است از جمالِ محمدؐ دِلم زندہ شُد از وصالِ محمدؐ
خوشا مسجد و مدرسہ و خانقاہے کہ در وے بود قیل وقالِ محمدؐ
بہ صدق وصفا گشتہ بے چارہ جامی غلامِ غلامانِ آلِ محمدؐ

☆

ترجمہ: ''یہ دُنیا، یہ جہان حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے جمالِ پاک سے روشن ہے، میرا دِل اُن کے دیدار اور وصال سے زندہ ہے''۔

Marfat.com

''وہ مسجد، مدرسہ اور خانقاہ کتنی اچھی ہے، جس میں حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ مبارک ہوتا ہے''۔

''بیچارہ جامی، صدق وصفا سے، دِل وجان سے اور ایمان وایقان سے آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے غلام پر قربان ہے، نثار ہے اور فدا ہے''۔

ادیمِ طائفی نعلینِ پا کُن　　　شراک از رشتۂ جانہائے ما کُن

ترجمہ: ''یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) طائف کے چمڑے سے بنے ہوئے نعلین استعمال فرمایئے اور اِن مبارک جوتوں میں ہم غلاموں کے رشتۂ جان کا تسمہ لگایئے''۔

اس شعر میں بڑی تلمیح ہے، اخبار وآثار میں مروی ہے کہ حضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات علیہ التحیۃ والثناء، طائف کی بنی ہوئی نعلین پسند فرماتے تھے، کیونکہ وہاں کا چمڑا اچھا ہوتا تھا، اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے جامیؒ نے اس شعر میں اپنی قلبی واردات کا اظہار کیا ہے رحمۃ اللہ علیہ۔

بقول ایک صاحبِ دِل اہلِ علم!
نعت کا یہی شعر، جامی کی مغفرت کے لئے کافی ہے''!

(۱۲)

مرزا غالب:

حق جلوہ گرز طرزِ بیانِ محمدؐ است　۱　آرے کلامِ حق بہ زبانِ محمدؐ است
آئینہ دار پرتوِ مہر است ماہتاب　۲　شانِ حق آشکار، زشانِ محمدؐ است
تیرِ قضا ہر آئینہ در ترکشِ حق است　۳　امّا کشادِ آں زکمانِ محمدؐ است
دانی اگر بہ معنیٔ لولاک وارسی　۴　خود ہر چہ از حق است، ازانِ محمدؐ است
ہر کس قسم بدانچہ عزیز است می خورد　۵　سوگندِ کردگار بجانِ محمدؐ است
واعظ حدیثِ سایۂ طوبیٰ فروگذار　۶　کاینجا سخن زسروِ روانِ محمدؐ است
بنگر دونیمہ گشتنِ ماہِ تمام را　۷　کاں نیمہ جنبشے زبنانِ محمدؐ است
ورخود زنقشِ مُہرِ نبوّت سخن رود　۸　آں نیز نامور زنشانِ محمدؐ است
غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم　۹　کاں ذاتِ پاک، مرتبہ دانِ محمدؐ است

Marfat.com

(۱) حضور سیّد عالم حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندازِ بیاں سے حق جلوہ گر ہوتا ہے، ایسا کیوں نہ ہو کہ اُن کی زبانِ مبارک پر کلامِ حق ہے۔

(۲) چاند کی روشنی میں سورج ہی کی چمک کا عکس ہوتا ہے، چنانچہ شانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کی شان آشکار ہوتی ہے۔

(۳) اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ تیرِ قضا ترکشِ حق ہی میں ہوتا ہے (یعنی قضا رضائے حق ہی کا دوسرا نام ہے) لیکن تیرِ قضا کمانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے چلتا ہے، گویا رضائے حق، رضائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمدؐ

(۴) اگر تو معنیٔ لولاک (حدیث قدسی: ''لولاک لما خلقت الافلاک''، یعنی اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں افلاک (اس کائنات) کو پیدا نہ کرتا) تک رسائی حاصل کرلے تو تجھے معلوم ہوجائے کہ حق تعالیٰ جل شانہٗ کے پاس جو کچھ بھی ہے، وہ سب کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ہے۔

(۵) ہر کوئی، ہر شخص اُس چیز کی قسم کھاتا ہے جو اُسے عزیز ہو، اللہ تعالیٰ سبحانہٗ اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کی قسم کھاتا ہے۔

(۶) اے واعظ! سایۂ طوبیٰ (جنت کے دروازے کا سایہ) کا ذکر چھوڑ دے، ارے! یہاں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سروِ رواں (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدِ مبارک) کی بات ہو رہی ہے، آپ علیہ التحیۃ والثناء کے قدِ مبارک کے آگے طوبیٰ کی کیا حقیقت اور کیا حیثیت ہے۔

(۷) ماہِ کامل کے دو نیم (دو ٹکڑے) ہونے کو دیکھ کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی مبارک کی نیم جنبش کی وجہ سے ہے۔

(۸) اگر مُہرِ نبوّت کی حقیقت کے بارے میں بھی بات کی جائے تو یہ یاد رہنا چاہئے کہ یہ مُہرِ نبوّت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی سے ہی سرفراز ہوئی ہے۔

(۹) اے غالب! ہم نے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح وثنا، خدائے بزرگ وبرتر ہی پر چھوڑ دی ہے کیونکہ اُسی کی ذاتِ پاک ہی حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مرتبہ شناس ہے۔

(۱۳)

حالیؔ کے جذباتِ نعت:۔

Marfat.com

وہ نبیوںؐ میں رحمتؐ لقب پانے والا مرادیں غریبوں کی بَر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا، ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی، غلاموں کا مولیٰ
خطا کار سے در گزر کرنے والا بد اندیش کے دِل میں گھر کرنے والا
مفاسد کا زیر و زبر کرنے والا قبائل کو شیر و شکر کرنے والا
اُتر کر حِرا سے سُوئے قوم آیا
اور اِک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

☆

(۱۴)

شاد عظیم آبادی:

لکھتا ہوں، وصفِ زُلف شہنشاہؐ کائنات خامہ جو مُشک کا ہو تو نافہ کی ہو دوات
حقا کہ اس کے آگے شبِ قدر بھی ہے مات شاید کہ پھیل کر یہی معراج کی تھی رات
قدرت عیاں ہر اک گرہ بے بدل سے ہے
رشتہ اسی کے سائے کو شامِ ازل سے ہے
جاتے ہیں سوئے عرش بریں خاتمِ رُسلؐ لٹکے ہیں راستہ میں ستاروں کے آج گُل
حاضر ہیں انبیاءِ سلف آستان پہ کُل ہے قُدسیوں میں صلی علیٰ مصطفےٰؐ کا غُل
مہتاب رُخ سُوئے درِ دولت کیے ہوئے
اِستادہ کس ادب سے ہے مشعل لیے ہوئے
ہر دَم فلک پُکار رہا ہے زہے شرف رُوحانیوں نے آج جمائی ہے آ کے صَف
خود کہکشاں نے راہ بنا دی ہے اک طرف زہرہ لئے کھڑی ہے بجانے کو چنگ و دَف
رکھا ہے زین رُوحِ امینؑ نے براق پر
جائیں گے آپؐ گنبدِ نیلی رواق پر

☆

(۱۵)

Marfat.com

اکبر الہ آبادی:۔

ہے یہ وہ نامؐ خاک کو پاک کرے نکھار کر
ہے یہ وہ نامؐ خار کو پھول کرے سنوار کر
ہے یہ وہ نامؐ ارض کو کردے سما اُبھار کر
اکبر اسی کا وِرد تُو صدق سے بے شمار کر

صلی علی محمد صلی علی محمد

☆

(۱۶)

اصغر گونڈوی:۔

وہ سرورؐ دوجہاں وہ محمدؐ عربی
یہ رُوحِ اعظم پاکش دُرُودنا محدود
ضیائے حُسن کا ادنیٰ سایہ کرشمہ ہے
چمک گئی ہے شبستانِ غیب وبزم شہود
کچھ اِس ادا سے مرا اُس نے مدعا پوچھا
ڈھلک پڑا مری آنکھوں سے گوہرِ مقصود

☆

(۱۷)

مولانا ظفر علی خاں:۔

جو رونق عرب کی ہوئی شانِ احمدؐ
تو زینت عجم کی ہوئی آنِ احمدؐ
ارسطو کی حکمت ہے بطحا کی لونڈی
فلاطوں ہے طفلِ دبستانِ احمدؐ

☆

(۱۸)

اقبال احمد سہیل:۔

کتابِ فطرت کے سرِ ورق پر جو نامِ احمدؐ رقم نہ ہوتا
تو نقشِ ہستی اُبھر نہ سکتا، وجودِ لوح وقلم نہ ہوتا
یہ محفلِ کُن فکاں نہ ہوتی، جو وہ امامِ اُمم نہ ہوتا
زمیں نہ ہوتی، فلک نہ ہوتا، عرب نہ ہوتا عجم نہ ہوتا
ہر ایک سویدائے دِل سے پیدا جھلک محمدؐ کے میم کی ہے
دِل اُس کی خلوت سرا نہ ہوتا تو نقش یہ مرتسم نہ ہوتا

(۱۹)

Marfat.com

جوش ملیح آبادی:۔

ترے کرم نے ڈال دی طرحِ خلوص و بندگی
تیرے غضب نے بند کی رسم و راہِ ستم گری!
لحن سے تیرے منتظم پست و بلند کائنات
ساز سے تیرے منضبط گردشِ چرخِ عنبری
بھٹکے ہوؤں پہ کی نظر رشکِ خضر بنا دیا
راہزنوں کو دی ندا بن گئے شمعِ رہبری
چشمہ تیرے بیان کا غارِ حرا کی خامشی
نغمہ ترے سکوت کا نعرۂ فتحِ خیبری
زمزمہ تیرے ساز کا لحنِ بلالؓ حق نوا،
صاعقہ تیرے ابر کا لرزشِ رُوحِ بوذریؓ
شان تیرے ثبات کی، عزمِ شہیدؓ کربلا!
شرح تیرے جلال کی ضربتِ دستِ حیدریؓ
تیرا لباسِ فاخرہ، چادرِ کہنۂ بتولؓ
تیری غذائے خوش مزہ نانِ شعیرِ حیدریؓ

☆

(۲۰)

حفیظ جالندھریؒ:۔

سلام اے آمنہؓ کے لال، اے محبوبِ سبحانی
سلام اے فخرِ موجودات، فخرِ نوعِ انسانی!
سلام اے ظلِّ رحمانی، سلام اے نورِ یزدانی
ترا نقشِ قدم ہے، زندگی کی لوحِ پیشانی
سلام اے سرِّ وحدت، اے سراجِ بزمِ ایمانی
زہے یہ عزت افزائی، زہے تشریف ارزانی
ترے آنے سے رونق آ گئی گلزارِ ہستی میں
شریکِ حال قسمت ہو گیا، پھر فضلِ ربانی
تری صورت، تری سیرت، ترا نقشہ، ترا جلوہ
تبسم، گفتگو، بندہ نوازی، خندہ پیشانی
اگرچہ فقرِ فخری، رتبہ ہے، تیری قناعت کا
مگر قدموں تلے ہے فرِّ کسرائی و خاقانی
زمانہ منتظر ہے اب نئی شیرازہ بندی کا
بہت کچھ ہو چکی اجزائے ہستی کی پریشانی
زمیں کا گوشہ گوشہ نور سے معمور ہو جائے!
ترے پرتو سے مل جائے ہر اک ذرّہ کو تابانی

☆

(۲۱)

حسرت موہانی:۔

پھر قریب آ گیا دیارِ حبیبؐ!
پھر بڑھی دِل کی ناشکیبائی
پھر وُہی سَر، وہی ہے شوقِ سجود
پھر وہی در، وہی جبیں سائی

○

Marfat.com

من وسلویٰ سے بھی ہے بہتر اگر ملتا رہے
یارسول اللہؐ! ترے دَر پر ہمیں نانِ جویں

☆

(۲۲)

امیر مینائیؒ :۔

خوبانِ عالم کی تجھے خالق نے دی ہے سروری ۔۔۔ گالوں پہ صدقے حوریں، بالوں پہ صدقے ہے پری
اے کلک صورت آفریں، صد آفریں صد آفریں ۔۔۔ اِس بانکپن اس نوک کی دیکھی نہیں صورت گری
جن وبشر تسخیر ہیں، سب صورت تصویر ہیں، ۔۔۔ مَازَاغ کے سُرمے سے ہیں آنکھیں تری شوخی بھری
حُسنِ خدا داد آپ کا، ہر حُسن پر بالا ہوا ۔۔۔ قربان ہیں شمس وقمر، صدقے ہیں زہرہ مشتری
معراج میں سب انبیاء تھے مقتدی تو مقتدا ۔۔۔ اے شاہِ دیں اس شان کی کس کو ملی پیغمبری
اللہ رے شانِ مصطفیٰؐ، مُجرے کو تھراتا ہوا ۔۔۔ ہر صبح روضے کی طرف، آتا ہے مہرِ خاوری

☆

(۲۳)

مُحسن کاکورویؒ:۔

چشمِ محبوبؐ خدا نُور کا اک پتلہ ہے! ۔۔۔ سایۂ حق وہ شہؐ منزلت طٰہٰ ہے
اُس کے قامت کو بھلا سایہ مناسب کیا ہے ۔۔۔ سچ ہے محبوب جولاثانی ہے وہ یکتا ہے
لاکھ عاشق ہوں مگر خوب دو محبوب نہیں ۔۔۔ ظل حق ہو تو ہو ظلِ نبیؐ خوب نہیں

(۲۴)

بیدمؔ شاہ وارثیؒ :۔

عدم سے لائی ہے ہستی میں آرزوئے رسولؐ ۔۔۔ کہاں کہاں لئے پھرتی ہے، جستجوئے رسولؐ
خوشا وہ دِل کہ ہو جس میں آرزوئے رسولؐ ۔۔۔ خوشا وہ آنکھ جو ہو محوِ حُسنِ روئے رسولؐ

عجب تماشا ہو میدانِ حشر میں بیدمؔ
کہ سب ہوں پیشِ خدا اور میں رُوبروئے رسولؐ

☆

Marfat.com

(۲۵)

مرزا محمد رفیع سودا:۔

زہے دینِ محمدؐ پیروی میں اُس کی جو ہووے رہے خاک قدم سے اس کی چشمِ عرش نورانی
ملک سجدہ نہ کرتے آدمِ خاکی کو، گر اُس کی امانت دارِ نورِ احمدیؐ ہوتی نہ پیشانی
جو صورت اُس کی ہے لاریب وہ ہے صورتِ ایزد جو معنی اس میں ہیں بیشک وہ ہیں معنیٔ ربانی
حدیثِ من رآنی دال ہے، اس گفتگو اوپر کہ دیکھا جس نے اُس کو اُس نے دیکھی شکل یزدانی
غرض مشکل ہمیں ہوتی کہ پیدا کر کے ایسے کو خدا گر یہ نہ فرماتا، نہیں کوئی مرا ثانی!

بس آگے مت چل اے سودا میں دیکھا فہم کو تیری
کر استغفار اس منہ سے اب ایسے کی ثنا خوانی

☆

(۲۶)

بہادر شاہ ظفر:۔

اے سرورِ دوکون شہنشاہِ ذوالکرم سرخیلِ مرسلینِ وشفاعت گرِ اُمم
موکب ترا ملائک ومرکب ترا براق نورِ وجود سے تیرے روشن دِل قدم
ہوتا کبھی نہ قالب آدم میں نفخ روح بھرتا اگر خدا نہ محبت کا تیری دم
تو تھا سریرِ اُوجِ رسالت پہ جلوہ گر آدمؑ نہاں ہنوز پسِ پردۂ عدم
صدقے زمیں کے ہوتا نہ پھر پھر کے آسماں رکھتا سرِ زمین نہ اگر اپنا تو قدم
عالم کو تیرا نور ہوا باعثِ ظہور آدمؑ ترے ظہور سے ہے مظہرِ اُتم

☆

(۲۷)

میر حسن دہلوی:۔

نبیؐ کون یعنی رسول کریمؐ نبوّت کے دریا کا دُرِّ یتیم
ہوا گو کہ ظاہر میں اُمّی لقب پہ علم لدنی کھلا دِل پہ سب
کروں اُس کے رُتبہ کا کیا مَیں بیاں کھڑے ہوں جہاں باندھ صف مُرسلاں
مسیحؑ اُس کے خرگاہ کا پارہ دوز تجلّی طور اُس کی مشعل فروز

Marfat.com

خلیلؑ اُس کے گلزار کا باغباں سلیماںؑ سے کئی مہر وار اُس کے ہاں
خضرؑ اُس کی سرکار کا آب دار زرہ ساز داؤدؑ سے واں ہزار
یہ تھی رمز جو اُس کے سایا نہ تھا کہ رنگِ دوئی واں تک آیا نہ تھا
نہ ہونے کا سایہ کے تھا یہ سبب ہوا صرف پوشش میں کعبہ کی سب
وہ قد اس لئے تھا نہ سایہ فگن! کہ تھا کل وہ ایک معجزہ کا بدن
بنا سایہ اُس کا لطیف اس قدر نہ آیا لطافت کے باعث نظر
عجب کیا جو اُس گل کے سایہ نہو کہ تھا وہ گُلِ قدرتِ حق کی بو
خوش آیا نہ سایہ کو ہونا جدا اسی نورِ حق کے رہا زیرِ پا
نہ ہونے کی سایہ کے اک وجہ اور مجھے خوب سوجھی پہ ہے شرطِ غور
جہاں تک کہ تھے یاں کے اہلِ نظر سمجھ مایۂ نور کحل البصر
سبھوں نے لیا پتلیوں پر اُٹھا زمین پر نہ سائے کو گرنے دیا
سیاہی کی پتلی کا ہے یہ سبب وہی سایہ آنکھوں میں پھرتا ہے اب
وگرنہ یہ تھی چشم اپنی کہاں اسی سے یہ روشن ہے سارا جہاں
نظر سے جو غائب وہ سایہ رہا
ملائک کے دل میں سمایا رہا

☆

(۲۸)

نظیراکبرآبادیؒ:۔

تم شہِ دُنیا ودیں ہو یا محمدؐ مصطفےٰؐ سر گروہِ مُسلمیں ہو یا محمدؐ مصطفےٰؐ
حاکمِ دینِ متین ہویا محمدؐ مصطفےٰؐ قبلۂ اہلِ یقیں ہو یا محمدؐ مصطفےٰؐ
رحمۃ للعالمیں ہو یا محمدؐ مصطفےٰؐ

تم کو ختم الانبیاء حق بھی حبیبؐ اپنا کہے اور سدا روح الامینؑ آوے ادب سے وحی لے
کس نبیؑ کو یہ مدارج ہیں تمہارے سے ملے ہے نبوّت کا جو اقدس بحر تم اُس کے بحر کے
گوہرِ یکتا تمہیں ہو یا محمدؐ مصطفےٰؐ
تم ظہورِ اوّلیں ہو یا محمدؐ مصطفےٰؐ ہم دمِ جہاں آفریں ہو یا محمدؐ مصطفےٰؐ

Marfat.com

وجہ قرآنِ مُبیں ہو یا محمدؐ مصطفےٰؐ
زینتِ بُستانِ دیں ہو یا محمدؐ مصطفےٰؐ
زینتِ خُلد بریں ہو یا محمدؐ مصطفےٰؐ

مُخبرِ صادق ہو تم اور حضرتِ خیر الوراؐ
سرورِ ہر دوسرا اور شافعِ روزِ جزا
ہے تمہاری ذاتِ والا منبعِ لُطف و عطا
کیا نظیر اک اور بھی سب کی مدد کا آسرا
یاں بھی تم واں بھی تمہیں ہو یا محمدؐ مصطفےٰؐ

☆

(۲۹)

شیخ محمد ابراہیم ذوقؒ:۔

ہوا حمدِ خدا میں دِل جو مصروف رقم میرا
الف الحمد کا سا بن گیا گویا قلم میرا
رہے نامِ محمدؐ لب پہ یارب اوّل و آخر
اُلٹ جائے بوقتِ نزع جب سینہ میں دم میرا

☆

(۳۰)

داغؔ دہلویؒ:۔

کرو غم سے آزاد یا مصطفےٰؐ
تمہیں سے ہے فریاد یا مصطفےٰؐ
نہ پامال مجھ کو زمانہ کرے
نہ مٹی ہو برباد یا مصطفےٰؐ
زباں پر ترا نام جاری رہے
کرے دِل تری یاد یا مصطفےٰؐ
نہ چھوٹے کبھی مجھ سے راہِ صواب
نہ ہو ظلم و بیداد یا مصطفےٰؐ
عطاء مجھ کو اللہ ہمت کرے
بجا لاؤں ارشاد یا مصطفےٰؐ
رہوں حشر میں آپؐ کی ذات سے
طلبگارِ امداد یا مصطفےٰؐ
عنایت کی ہو جائے اس پر نظر
رہے داغؔ دِل شاد یا مصطفےٰؐ

☆

(۳۱)

حکیم الامّت علامہ محمد اقبالؒ:۔

ہو نہ یہ پھول، تو بُلبل کا ترنم بھی نہ ہو
چمنِ دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
یہ نہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو، خم بھی نہ ہو
بزمِ توحید بھی دُنیا میں نہ ہو، تم بھی نہ ہو

Marfat.com

خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے
نبضِ ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

دشت میں دامنِ کہسار میں، میدان میں ہے — بحر میں، موج کی آغوش میں، طوفان میں ہے
چین کے شہر، مراقش کے بیابان میں ہے — اور پوشیدہ مسلمان کے ایمان میں ہے

چشمِ اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے
رفعتِ شانِ رفعنا لک ذکرک دیکھے

☆

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کردے
دہر میں اسمِ محمدؐ سے اُجالا کردے

☆

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

☆

کرم اے شہِ عرب وعجم کہ کھڑے ہیں منتظرِ کرم
وہ گدا کہ تو نے عطا کئے ہیں جنہیں دماغِ سکندری

☆

ہر کہ عشقِ مصطفیٰ سامان اُوست
بحر و بر در گوشۂ داماں اُوست

☆

ترجمہ: جس کی پونجی عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، اُس کے گوشۂ داماں سے بحر وبَر لپٹے رہتے ہیں، یہ ایسی بڑی پونجی ہے کہ اس کے سامنے، دولتِ کونین کوئی حیثیت اور ہستی نہیں رکھتی، یہ اگر حاصل ہے تو کائنات کی سب سے بڑی نعمت حاصل ہے۔

☆

ہرکجا بینی جہانِ رنگ و بو — آنکہ از خاکش بروید آرزو
یا ز نورِ مصطفیٰ اُو را بہاست — یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفیٰ است

ترجمہ: اس جہان رنگ وبو کی خاک سے آرزو، تعمیر، تخلیق، قوتِ حیات، زندگی کا جو شرارا پھوٹتا ہے، اس کی رونق اور تابندگی یا تو نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرشمہ ہے اور اگر اس میں کچھ کمی ہے،

Marfat.com

تو سمجھ لو، وہ ابھی تک نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں ہے۔"

☆

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر روزِ محشر عذر ہائے من پذیر!
ور حسابم را تو بینی ناگزیر از نگاہِ مصطفیٰؐ پنہاں بگیر

ترجمہ: "اے خداوندِ قدوس، اے میرے مالک اور اے میرے خالق! تو "غنی" ہے، "بے نیاز" ہے جبکہ مَیں تیرا ادنیٰ بندہ "فقیر" ہوں، "بھکاری" ہوں، روزِ محشر جب میرا اعمالنامہ پیش ہو تو میرے عذر قبول فرما کر مغفرت فرما دینا۔

لیکن اگر میرا حساب لینا ضروری ہو تو پھر میرے مولا! میرا نامۂ اعمال میرے آقا و مولا حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ مبارک سے پوشیدہ رکھ کر کھولنا، تا کہ مجھے میرے مصطفیٰ کریم علیہ السلام الصلوٰۃ کے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑے۔

مکن رسوا حضورِ خواجہؐ مارا
حسابِ من زِ چشمِ اُو نہاں گیر

☆

مسلماں آں فقیرے کج کُلا ہے رمیداز سینۂ اُو سوزِ آ ہے
دِلش نالد، چرا نالد؟ ندانَد نگاہے یارسولؐ اللہ نگاہے

ترجمہ: "مسلماں، وہ فقیر کج کُلاہ، جس کے نام سے دُنیا کانپتی تھی، اور سلاطینِ عالم لرزتے تھے، اب ایک بے حقیقت چیز بن گیا ہے، کیونکہ اُس کا دِل سوزِ آہ سے خالی ہو چکا ہے"!

؎ دِل سوز سے خالی ہے نگہ پاک نہیں ہے

"اُس کا دِل نالہ و ماتم میں مصروف ہے، لیکن یہ اتنا کھویا جا چکا ہے، اتنا خود فراموش ہو چکا ہے کہ یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ کیوں روتا ہے، اُس کی نگاہوں سے سیلِ اَشک اور آنسوؤں کی برسات کیوں جاری ہے؟

یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم...... اُس کی حالت پر رحم فرمایئے، اور اپنی نگاہِ کیمیا اثر سے، پھر اُسے ذرہ سے آفتاب بنا دیجئے"!

باآں رازے کہ گفتم پے نبردند زشاخِ نخلِ من خُرما نہ خوردند
من اے میرِ اممؐ داداز تو خواہم مرا یاراں غزل خوانے شمردند

ترجمہ: میں نے اپنی قوم کو رمزِ حیات بتایا، رازِ خودی سے آگاہ کیا، لیکن اُس نے پروانہ کی، مگر شاخ

Marfat.com

فکر پردینِ اسلام اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خرما پھل لایا، لیکن میری قوم نے اس طرف توجہ نہ کی۔

یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا، اس ظلم کی دادرسی کے لئے میں اور کس کے پاس جاؤں، کہاں فریاد کروں کہ میری قوم مجھے اسلام کا مبلغ نہیں صرف شاعر سمجھتی ہے،!

☆

نگاہ عاشق کی دیکھ لیتی ہے پردۂ میم کو اُٹھا کر
وہ بزمِ بطحا میں آکے بیٹھیں ہزار منہ کو چھپا چھپا کر
تیرے کوچہ کے ساکنوں کا فضائے جنت میں دل نہ بہلا
تسلیاں دے رہے ہیں جو دیں خوشامدوں سے منا منا کر
ہزار جنت کو کھینچتا تھا ہمیں مدینہ سے آج رضوں
ہزار مشکل سے اُس کو ٹالا ، بڑے بہانے بنا بنا کر
لحد میں سوتے ہیں تیرے شیدا، تو حورِ جنت کو اس میں کیا ہے
کہ شورِ محشر کو بھیجتی ہے خبر نہیں کیا سکھا سکھا کر
رکھی ہوئی کام آہی جاتی ہے جنسِ عصیاں عجیب شے ہے
کوئی اِسے پوچھتا پھرے ہے درِ شفاعت دکھا دکھا کر
شہیدِ عشقِ نبیؐ ہوں میری لحد پہ شمعِ قمر جلا کرے گی
اُٹھا کے لائیں گے خود فرشتے چراغ خورشید سے جلا کر
جسے محبت کا درد کہتے ہیں ، مایۂ زندگی ہے مجھ کو
یہ درد وہ ہے جو میں نے رکھا ہے اس کو دِل میں چھپا چھپا کر
خیالِ راہِ عدم سے اقبالؔ تیرے در پر ہوا ہے حاضر
بغل میں زادِ عمل نہیں ہے ، صلہ مری نعت کا عطا کر

☆

(۳۲)

حضرتِ حفیظ تائبؔ:۔

Marfat.com

رہی عمر بھر جو انیسِ جاں وہ بس آرزوئے نبیؐ رہی
کبھی اشک بن کے رواں ہوئی کبھی درد بن کے دبی رہی

شہِ دیںؐ کے فکر ونگاہ سے مٹے نسل ورنگ کے تفرقے
نہ رہا تفاخرِ منصبی، نہ رعونتِ نسبی رہی

سرِ دشتِ زیست برس گیا، جو سحابِ رحمتِ مصطفےؐ
نہ خرد کی بے ثمری رہی، نہ جنوں کی تشنہ لبی رہی

تھی ہزار تیرگیٔ فتن، نہ بھٹک سکا مرا فکر وفن
مری کائناتِ خیال پر نظرِ شہِؐ عربی رہی

وہ صفا کا مہرِ منیر ہے طلب اُس کی نورِ ضمیر ہے
یہی روزگارِ فقیر ہے، یہی التجائے شبی رہی

وہی ساعتیں تھیں سُرور کی، وہی دن تھے حاصلِ زندگی
بحضور شافعؐ اُمتاں مری جن دنوں طلبی رہی

☆

اے روحِ تخلیق! اے شاہِؐ لولاک! ہو جائے پُرنور کشکولِ ادراک
انوار تیرے ، آثار تیرے از دامنِ خاک تا اوجِ افلاک
تیرے سوالی، تیرے طلبگار کیا قلبِ محزوں، کیا چشمِ نمناک
عالم ہے تجھ سے گلشن بداماں، عالم میں تھا کیا جز خار وخاشاک
تیری نظر سے ہر دَم رہے شاد آباد ، آزاد، یہ خطۂ پاک
شاہا! بہا کر مجھ کو نہ لے جائے یہ سیلِ الحاد، یہ موجِ بے باک
تو جس کو چاہے جیسے نوازے
دُنیا ودیں ہیں سب تیری املاک

☆

اے ہادیٔ دارین، مقدرِ آفاق مخلوق فدا تجھ پہ ہے خالق ترا مشتاق
پائی ہیں تمدن نے ضیائیں ترے در سے روشن ہیں ترے فیض سے تاریخ کے اوراق
بے مایہ ہے سب کچھ ترے ارشاد کے آگے وہ دانشِ افرنگ ہو یا حکمتِ اشراق
بس تو ہے فتحنا لک فتحا کا مخاطب پرتو ہیں ترے آیہ اعلون کے مصداق

Marfat.com

اللہ نے کونین کی تخلیق سے پہلے نبیوں سے لیا تھا تری تائید کا میثاق
اللہ کی بیعت ہے ترے ہاتھ پہ بیعت تیرے ہی اشارے پہ ہے تقدیر کا اطلاق
انوار تیرے ظلمتِ دوراں کا مداوا تذکار ترا زہرِ معاصی کو ہے تریاق
تیری ہی طرف سارے زمانے کی نظر ہے تو کعبۂ افکار ہے تو قبلۂ اشواق
مربوط ہے دامن سے ترے خیر کی تکمیل مشروط تھی بعثت سے تیری عظمتِ اخلاق
تخلیق کا شہکار تیری ذاتِ گرامی
ہر نقش ترا شاہد یکتائی خلاق

☆

(۳۴)

سید عارف محمود مہجور رضوی گجرات:۔

سرکارؐ کی نسبت

ہر صاحبِ ایماں کی دِل وجان کا زیور سرکارؐ کی نسبت ہے مسلمان کا زیور
سرکارؐ کی نسبت ہے عقیدت کی کہانی سرکارؐ کی نسبت ہے محبت کی نشانی
سرکارؐ کی نسبت میں گلابوں کی مہک ہے سرکارؐ کی نسبت میں ستاروں کی چمک ہے
سرکارؐ کی نسبت سے بصیرت ہے توانا سرکارؐ کی نسبت سے سکوں میں ہے زمانہ
سرکارؐ کی نسبت سے مٹے دِل کی کدورت سرکارؐ کی نسبت سے چھٹے دہر کی ظلمت
سرکارؐ کی نسبت سے ملے رُوح کو نکہت سرکارؐ کی نسبت سے ملے زیست کو عظمت
سرکارؐ کی نسبت میسر ہو فضیلت سرکارؐ کی نسبت سے مقدر ہو فضیلت
سرکارؐ کی نسبت سے ملے سطوتِ شاہی سرکارؐ کی نسبت سے ملے حق کی گواہی
سرکارؐ کی نسبت ملے غم سے رہائی سرکارؐ کی نسبت میں سراسر ہے بڑائی
سرکارؐ کی نسبت ہے تقاضائے شریعت سرکارؐ کی نسبت سے سمجھ آئے شریعت
سرکارؐ کی نسبت کا دیا حکم خدا نے سرکارؐ کی نسبت میں ہدایت کے خزانے
سرکارؐ کی نسبت ہے بڑی دین خدا کی سرکارؐ کی نسبت میں معراج وفا کی
سرکارؐ کی نسبت ہی سدا مانگ خدا سے سرکارؐ کی نسبت کی دُعا مانگ خدا سے
سرکارؐ کی نسبت کا رہے طوق گلے میں سرکارؐ سے منسوب رہے خوب بھلے میں

Marfat.com

سرکارؐ کی نسبت میں رہے جینا و مرنا
مجبور اسے چھوڑ کے کس کام کا ورنہ

(سید عارف محمود، مجبور رضوی
گجرات)

☆

(۳۴)

پروفیسر تفاخر محمود گوندل گجرات:۔

اللہ سے خوشبوئے وفا مانگ رہا ہوں
ہر وقت مدینے کی فضا مانگ رہا ہوں
چلتی ہیں یہاں وحشت و دہشت کی ہوائیں
اس واسطے بطحا کی ہوا مانگ رہا ہوں
جس وقت مروں گنبد خضریٰ ہو نظر میں
ہر وقت خدا سے یہ دعا مانگ رہا ہوں
اک روز مرا دامنِ امید بھرے گا
میں کب سے علالت سے شفا مانگ رہا ہوں
لے جائے اٹھا کر جو مجھے جانب طیبہ
قسمت سے میں وہ دوش صبا مانگ رہا ہوں
بن جائے جو محشر میں شفاعت کا وسیلہ
میں رب سے کوئی ایسی ادا مانگ رہا ہوں
اس بات کی لوگوں کو خبر ہے کہ نہیں ہے
میں شہر مدینہ میں قضا مانگ رہا ہوں
چپ چاپ کھڑا ہو کر ذرا جانب طیبہ
آقا سے تلطف کی عطا مانگ رہا ہوں
میں ظلمت شب تاب میں گھبرا کے تفاخر
رخسار نبوت کی ضیا مانگ رہا ہوں

☆/☆/☆

اللھم صل علی سیّدنا و مولانا محمد و علی آل سیّدنا و مولانا محمد واصحاب سیّدنا و مولانا محمد واھل بیت سیّدنا و مولانا محمد وازواج سیّدنا و مولانا محمد وذریة سیّدنا و مولانا محمد واتباع سیّدنا و مولانا محمد وبارک وسلم

☆

Marfat.com

(۲)

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مکہ معظمہ ۳، عام الفیل ۵۷۳ء ○ ۱۳ھ مدینہ منورہ ۶۳۴ء

قطعہ تاریخِ وصال

(۱)

یارِ غارِ حبیبؐ ربِّ علےٰ صاحب عزوشان ہیں صدیقؓ
بعد سرکارؐ دو جہاں صابرؔ ''رہنمائے جہان ہیں صدیقؓ''
۶۳۴ء

(حضرت صابرؔ براریؒ، کراچی)

(۲)

ہے ثور اُن کے جلووں سے اب بھی منوّر پکارو تو ثانی اثنین کہہ کر
گئے تو ہر اک کی زباں پر تھا شاہدؔ ''محبِ محمدؐ ہیں صدیق اکبرؓ''
۶۳۴ء

(خان شاہدؔ اکبرآبادیؒ، کراچی)

☆

Marfat.com

کون ہے۔۔۔؟

☆

کون ہے وہ سب سے پہلے دیں کیا جس نے قبول؟
کون ہے وہ جس نے کی تصدیقِ معراجِ رسولؐ؟
کون ہے جس کی فضیلت میں نہیں کوئی کلام؟
کون ہے بعد از رسولِ پاکؐ ہے جس کا مقام؟
کون ہے خیر البشرؐ کا معتمد، نائب، رفیق؟
کون ہے جس کو عرب کہتے ہیں "صدیقؓ" و "عتیقؓ"؟
کون ہے وہ دوش پر جس کے محمدؐ ہیں سوار؟
کون ہے وہ جس کو کہتا ہے زمانہ "یارِ غار"؟
کون ہے وہ جو بنا بعد از نبیؐ پہلا امیر؟
کون ہے جو سرورِ کون و مکاںؐ کا ہے وزیر؟
کون ہے جس نے کیا ہے دین کا پرچم بلند؟
جو امیرِ حج بنا، پایا مقامِ ارجمند؟
کون ہے حق جاںنثاری کا کیا جس نے ادا؟
کون ہے رب نے جسے قرآن میں "صاحب" کہا؟
کردیا کس نے "اثاث البیت" سب کا سب نثار؟
کون ہے جس کی اِعانت باعثِ صد افتخار؟
کون ہے وہ "ثانی اثنین" درغارِ اماں؟
کون ہے قرآن میں جس کی فضیلت ہے بیاں؟
کون ہے جس کو بنایا ہے محمدؐ نے اِمام؟
کون ملّت کے لئے ہے قابلِ صد احترام؟
زیبِ تن کس نے کئے پیوند والے پیرہن؟
ہے وصیت کس کی بوسیدہ رداؤں کا کفن؟
کون ہے جس کو ملا **صدیق اکبرؓ** کا خطاب؟
کون ہے پہلوئے سرکارِ جہاںؐ میں محو خواب؟

سیّد عارف معین بلّے

☆

Marfat.com

﴿ہدیۂ منقبت بحضور امیر المومنین اصدق الصادقین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ﴾

☆

بڑا ہی مرتبہ ہے حضرت صدیق اکبرؓ کا
خدا بھی ہم نوا ہے حضرت صدیق اکبرؓ کا

نبی المحترمؐ کو ناز تھا اُن کی رفاقت پر
مثالی واسطہ ہے حضرت صدیق اکبرؓ کا

صدقت یا رسول اللہ ہو کیوں نہ اُن کے زیبِ لب
صداقت راستہ ہے حضرت صدیق اکبرؓ کا

وہ افضل خلق میں سب سے ہیں بعد از انبیاء الحق
شرف کیا مرحبا ہے حضرت صدیق اکبرؓ کا

نبی کی آن پر اور جاں پر نہ آنچ آنے دی
وفا مسلک رہا ہے حضرت صدیق اکبرؓ کا

وہ معراج النبیؐ کے ہیں مویدّ اور مصدق بھی
لقب خود بولتا ہے حضرت صدیق اکبرؓ کا

شبِ ہجرت وہ غارِ ثور میں یوں کھیلنا جاں پر
دکھائے دلولہ ہے حضرت صدیق اکبرؓ کا

سُسر ہیں آپ سرکارِ دوعالمؐ اپنے آقا کے
شرف بے انتہا ہے حضرت صدیق اکبرؓ کا

مِلا شرف صحابیت ہے اُن کی چار پشتوں تک
سہانا سلسلہ ہے حضرت صدیق اکبرؓ کا

محافظ اوّلیں ہیں آپ ہی ختم نبوّت کے
کرم پُر از عطا ہے حضرت صدیق اکبرؓ کا

ملی ہے دینِ نبی کو آپ کے دَم سے توانائی
تعاون بے بہا ہے حضرت صدیق اکبرؓ کا

نہیں ایثار میں کوئی کہیں بھی آپ کا ثانی
سخاوت مشغلہ ہے حضرت صدیق اکبرؓ کا

نبی سرکارؐ نے بخشی انہیں مسندِ امامت کی
خلافت حق بجا ہے حضرت صدیق اکبرؓ کا

رفاقت تا قیامت پیارے آقاؐ کی ملی اُن کو
لحد گنبد بنا ہے حضرت صدیق اکبرؓ کا

حفاظت دین کے ارکان کی اعزاز ہے اُن کا
تحفظ دیں فزا ہے حضرت صدیق اکبرؓ کا

کسی بھی موڑ پر آئی نہ لغزش پائے ہمت میں
خمیر ایسا گندھا ہے حضرت صدیق اکبرؓ کا

وہ مُرتد ہوں منافق یا کہ کافر ہوں ، سبھی پر
برابر دبدبہ ہے حضرت صدیق اکبرؓ کا

تدبر اور دانائی ، بصیرت میں فراست میں
رواں سکّہ ہوا ہے حضرت صدیق اکبرؓ کا

Marfat.com

عبادت میں، ریاضت میں، شجاعت اور بسالت میں بجا چرچا ہے حضرت صدیق اکبرؓ کا
انگوٹھے چومنے سے یہ ہوا ثابت زمانے کو عقیدہ دلرُبا ہے حضرت صدیق اکبرؓ کا
بجا ہیں نام لیوا آپ کے سب اہل دینِ حق ہر اک مدح سرا ہے حضرت صدیق اکبرؓ کا

فقط مجوؔر ہی کب آپ کا دریوزہ گر ٹھہرا
جہاں سارا گدا ہے حضرت صدیق اکبرؓ کا

سیّد عارف محمود مجوؔر رضوی
۱۴۔ رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ گجرات
27۔ جولائی 2013ء

☆/☆/☆

﴿موافقاتِ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ﴾

☆

- ''حضور سیّد عالم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک تریسٹھ (۶۳) برس تھی''۔
- ☆ ''حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر شریف بھی تریسٹھ (۶۳) برس تھی''۔
- ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وفاتِ ظاہری سے پہلے پندرہ (۱۵) دن بخار رہا''۔
- ☆ ''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی وفات سے پہلے پندرہ (۱۵) دن بخار رہا''۔
- ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفاتِ (ظاہری) پیر کے دن ہوئی''۔
- ☆ ''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات بھی پیر کے دن ہوئی''۔
- ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو وفاتِ ظاہری سے دو سال قبل زہر دیا گیا''۔
- ☆ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی وفات سے دو سال قبل زہر دیا گیا''۔
- ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہودیوں نے زہر دیا''۔
- ☆ ''حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی یہودیوں نے زہر دیا''۔
- ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے میں زہر دیا گیا''۔
- ☆ ''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی کھانے میں زہر دیا گیا''۔
- ''آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زہریلے کھانے میں ایک صحابیؓ شریک تھے اور وہ شہید ہوگئے''۔
- ☆ ''حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بھی ایک ساتھی شریک ہوئے، اور وہ شہید ہوگئے''۔
- ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم دو ہفتے علیل رہے''۔
- ☆ ''حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی دو ہفتے علیل رہے''۔
- ''حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے بیٹی کو وصیت کی''۔
- ☆ ''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی بیٹی کو وصیت کی''۔
- ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدیق اکبرؓ کو کہو کہ نماز پڑھائے''۔
- ☆ ''حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی فرمایا کہ عمرؓ کو کہو نماز پڑھائے''۔

☆......☆......☆......

Marfat.com

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆

نبیوں کے بعد خلق میں اَفضل ترین ہے ۔۔۔ سُلطانؐ کائنات کا وہ جانشین ہے
وہ یارِ غار بھی ہے رَفیقِ مزار بھی ۔۔۔ فیضانؔ اُس کی ذات، وفا کی امین ہے
(پروفیسر فیض رسول فیضانؔ)

☆

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم گرامی ''عبداللہ'' والد بزرگوار کا نام مبارک ''عثمان'' اور کنیت ''ابوقحافہ'' تھی۔ ''صدیق'' اور ''عتیق'' آپؓ کے لقب تھے۔ آپؓ کی ولادت مبارک حضور پُرنور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تولّد شریف سے دوسال اور کچھ مہینے بعد ۳۔ ذوالحجہ بروز بدھ ہوئی۔ آپؓ، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان میں مرّہ بن کعب سے جاملتے ہیں۔ ''مرّہ'' اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں چھ واسطے ہیں۔ اسی طرح ''مرّہ'' اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے درمیان بھی چھ واسطے ہیں۔ آپ زمانۂ جاہلیت میں رؤسائے قریش میں سے تھے اور سب سے بڑھ کر ''عالمِ انساب'' تھے۔

فضائل ومناقب:۔

مردوں میں آپؓ سب سے پہلے اسلام لائے۔ اسلام لاتے ہی آپؓ نے تبلیغ کا کام شروع کردیا۔ چنانچہ حضراتِ عشرہ مبشرہ میں سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، عثمان بن عفان، زبیر بن العوام اور طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپؓ ہی کی دعوت سے مشرّف بااسلام ہوئے۔ صحابہ کرامؓ میں آپؓ کے لئے ایک خصوصیت اور انفرادیت یہ بھی ہے کہ آپؓ کے والد ماجد، آپؓ کی تمام اولاد اور پوتے ابوعتیق محمد بن عبدالرحمٰن سب ''صحابی'' تھے۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

۶ ھ نبوّت میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت کے ارادے سے حبشہ کی طرف نکلے۔ برک الغماد (جو مکہ مکرمہ سے یمن کی طرف پانچ روز کی مسافت ہے) تک پہنچے تھے کہ قبیلہ قارہ کا سردار ابن الدغنہ (ربیعہ بن رفیع) ملا۔ اُس نے پوچھا کہ کہاں جارہے ہو؟ آپؓ نے جواب میں ارشاد کیا کہ:

Marfat.com

"میری قوم نے مجھے مکہ مکرمہ سے نکلنے پر مجبور کر دیا ہے، میں چاہتا ہوں کہ کہیں الگ جا کر اللہ تعالیٰ عزوجل کی عبادت کروں"۔

ابن الاغنہ نے کہا:

"یہ نہیں ہو سکتا کہ آپؓ جیسا فیاض، اپنوں سے نیک سلوک کرنے والا، غریب پرور، مہمان نواز اور مصیبت کے وقت لوگوں کی مدد کرنے والا مکہ سے نکل جائے، میں آپ کو اپنی حفاظت میں لیتا ہوں۔ آپؓ واپس چلیں اور اپنے شہر میں اپنے پروردگار کی عبادت کریں"۔

چنانچہ آپؓ ابن الاغنہ کے ساتھ واپس آ گئے اور اُس (ابن الاغنہ) نے شام کو سردارانِ قریش کو بُلا کر کہا کہ:

"ابوبکرؓ جیسا شخص نکلنے نہ پائے اور نہ نکالا جائے۔ کیا تم ایسے شخص کو نکالتے ہو جو فیاض، اپنوں سے نیک سلوک کرنے والا، غریب پرور، مہمان نواز اور مصیبت میں لوگوں کی مدد کرنے والا ہے"۔

یہ سُن کر قریش نے ابن الاغنہ کی حفاظت کو ردّ نہ کیا اور اُس سے کہا کہ:

"ابوبکرؓ سے کہہ دو کہ اپنے گھر میں سکون سے اپنے رب کی عبادت کرے، نماز آہستہ آواز میں پڑھے، قرآن پاک بلند آواز سے نہ پڑھے اور ہمیں ایذا نہ دے، کیونکہ ہمیں خطرہ ہے کہ کہیں ہماری عورتوں اور بچوں کو قرآن کا اثر نہ ہو جائے"۔

ابن الاغنہ نے یہ شرائط آپؓ سے بیان کر دیں۔ کچھ مدت تک تو آپؓ نے یہ پابندی اختیار کی کہ چپکے اور خاموشی سے نماز پڑھتے اور گھر کے سوا کسی اور جگہ سے قرآن نہ پڑھتے۔ بعد ازاں آپؓ نے اپنے گھر کے پاس ایک مسجد بنالی جس میں آپؓ نماز پڑھتے اور قرآن پاک بلند آواز سے پڑھنے لگے۔ مشرکین کی عورتیں اور بچے آپؓ کے اِردگرد جمع ہو جاتے اور تعجب و حیرت سے آپؓ کی طرف دیکھتے۔ آپ چونکہ رقیق القلب تھے، قرآن پڑھتے تو بے اختیار روتے۔ آپ کی قرأت اور رقّت سے سردارانِ قریش خوفزدہ ہو گئے۔ اُنہوں نے ابن الاغنہ کو بُلا کر کہا کہ:

Marfat.com

''ہم نے ابوبکرؓ کو تمہاری حفاظت کی وجہ سے اس شرط پر پناہ دی تھی کہ وہ اپنے گھر میں چپکے سے اپنے رب کی عبادت کرے مگر اُس نے تو خلاف شرط و معاہدہ اپنے گھر کے پاس ایک مسجد بنالی ہے جس میں وہ بہ آواز بلند نماز اور قرآن پڑھتا ہے۔ ہمیں خطرہ لاحق ہوگیا ہے کہ کہیں ہماری عورتیں اور بچے اثر قبول کر کے مسلمان ہی نہ ہو جائیں، تم اُس کو روک دو کہ ایسا نہ کرے اور حسب معاہدہ اپنے گھر کے اندر ہی چپکے سے عبادت کرے اور اگر بہ آوازِ بلند قرآن پڑھنے پر اصرار کرے تو تم اُس کی حفاظت کی ذمہ داری واپس لے لو، کیونکہ ہم اس امر کو پسند نہیں کرتے کہ تمہارے عہدِ حفاظت کو توڑ دیں۔ ہم ابوبکرؓ کو کسی قیمت پر بھی اونچی آواز سے قرآن پڑھنے کی اجازت نہیں دے سکتے''۔

یہ سُن کر ابن الاغنہ آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ:

''آپؓ کو میری شرطِ حفاظت معلوم ہے، آپؓ اس کی پابندی کریں ورنہ میری ذمہ داری واپس کر دیں، کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ عرب یہ سُنیں کہ ایک شخص کی حفاظت کا عہد جو میں نے کیا تھا وہ توڑ ڈالا''۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ:

''میں تمہاری حفاظت تم کو واپس کرتا ہوں اور اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی حفاظت پر راضی ہوں''۔

مندرجہ بالا واقعہ سے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بڑی فضیلت ظاہر ہوتی ہے کیونکہ ابتدائے بعثت میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جن اوصاف سے حضور پُر نور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کیا تھا، اُن ہی اوصاف سے ابن الاغنہ نے جو بعد میں

Marfat.com

ایمان لائے، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یاد کیا ہے۔

☆

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور سیّد عالم نبی اکرم و معظم علیہ التحیہ والثناء کے پہلے خلیفۂ برحق، مُبشرّ بالجنۃ (جسے دُنیا میں ہی جنت کی بشارت دی گئی ہو) اور افضل البشر بعد الانبیاءؑ ہیں۔ آپ کے فضائل و محاسن میں قرآن حکیم فرقانِ حمید میں کئی آیاتِ کریمہ وارد ہوئی ہیں:

(۱)

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (پارہ: ۱۰، سورہ التوبہ: ۴۰)

"اگر تم نے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدد نہ کی، تو بے شک اللہ (جل جلالہٗ) نے اُن کی مدد فرمائی، جب کافروں کی شرارت سے اُنہیں باہر تشریف لے جانا ہوا، صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے، جب اپنے یار (ابوبکرؓ) سے فرماتے تھے، غم نہ کھا، بے شک اللہ (عزوجل) ہمارے ساتھ ہے"۔

اس آیت میں "صاحب" سے مراد بالاتفاق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور یہ وہ منقبت ہے، جس میں کوئی دوسرا اصحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آپ کا ہمسر یا شریک نہیں ہے۔

ایک روز حضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات علیہ التحیہ والثناء نے اپنے شاعر خاص حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ تم نے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی شان میں بھی کچھ کہا ہے۔ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، ہاں یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) اُس پر نطقِ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ارشاد ہوا کہ سناؤ، مَیں سُنتا ہوں۔ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مندرجہ ذیل دو شعر پیش خدمت کئے:

وثانی اثنین فی الغارِ المنیف وقد...
طاف العدو بہ اذ صعدا لمجبلا....

"اور غار میں وہ دو میں سے ایک تھے جب دُشمن پہاڑ پر چڑھ کر گھوم رہے تھے۔

وکان حب رسول اللّٰہ قد علموا...
من البریۃ لم یعدل بہ رجلا......

وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں اور لوگوں کی تحقیق کے ساتھ اُس کا علم ہے کہ مخلوق میں آپ ﷺ کے نزدیک ان کے برابر کوئی نہیں ہے"۔

Marfat.com

یہ اشعار سُن کر حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر مُسکرائے کہ دندان مبارک نمایاں ہو گئے اور ارشاد فرمایا:

"اے حسان! تم نے سچ کہا، وہ ایسے ہی ہیں جیسا کہ تم نے کہا"۔

☆

(۲)

وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ۭ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (پارہ:۱۸، سورہ نور:۲۲)	"اور قسم نہ کھائیں وہ جو تم میں فضیلت والے اور گنجائش والے ہیں قرابت والوں کو دینے کی اور چاہئے کہ معاف کردیں اور درگزر کریں۔ کیا تم اُسے دوست نہیں رکھتے کہ اللہ (جل شانہٗ) تمہاری بخشش کرے اور اللہ (عزوجل) بخشنے والا مہربان ہے"۔

یہ آیت حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان مبارک میں نازل ہوئی۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے۔ حضرت صدرالافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ اس کا شانِ نزول یوں لکھتے ہیں کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ آپ نے قسم کھائی تھی کہ مسطح کے ساتھ سلوک نہ کریں گے اور وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خالہ کے بیٹے تھے، نادار تھے، مہاجر تھے، بدری تھے، آپ ہی اُن کا خرچ اٹھاتے تھے مگر چونکہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تہمت لگانے والوں کے ساتھ اُنہوں نے موافقت کی تھی، اس لئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ قسم کھائی۔

اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ جب یہ آیت حضور سیدِ عالم علیہ التحیہ والثناء نے پڑھی تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ بے شک میری آرزو ہے کہ اللہ کریم سبحانہٗ میری مغفرت فرمائے اور مَیں مسطح کے ساتھ جو سلوک کرتا تھا، اُس کو کبھی موقوف نہ کروں گا چنانچہ آپؓ نے اُس کو جاری فرما دیا۔

اس آیت سے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت ثابت ہوئی۔ اس

Marfat.com

سے علوِ شان و مرتبت ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "اولوالفضل" فرمایا ہے۔

(۳)

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ

(پارہ: ۲۴، سورۃ زمر: ۳۳)

"اور وہ جو یہ سچ لے کر تشریف لائے اور وہ جنہوں نے اُن کی تصدیق کی، یہی ڈر والے ہیں (یعنی پرہیز گار یہی لوگ ہیں)"۔

حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کے مطابق:

"جو سچ لے کر تشریف لائے ہیں، وہ حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور جنہوں نے اُن کی تصدیق کی، سے مراد حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں"۔

(۴)

وَسَیُجَنَّبُھَا الْاَتْقَی ☆ الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَہٗ یَتَزَکّٰی ☆ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَہٗ مِنْ نِّعْمَۃٍ تُجْزٰٓی ☆ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْہِ رَبِّہِ الْاَعْلٰی ☆ وَلَسَوْفَ یَرْضٰی ☆

(پارہ ۳۰، سورہ لیل: ۱۷، ۱۸)

"اور بہت اُس سے دور رکھا جائے جو سب سے بڑا پرہیزگار جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو اور کسی کا اُس پر کچھ احسان نہیں، جس کا بدلہ دیا جائے۔ صرف اپنے رب (جل جلالہٗ) کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا"

اس آیت شریف کا شانِ نزول یہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرتِ سیّدنا بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت گراں قیمت پر خرید کر آزاد کیا اور کفار کو حیرت ہوئی اور انہوں نے کہا کہ حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا کیوں کیا، شاید بلال رضی اللہ عنہ کا اُن کے ساتھ کوئی احسان ہوگا، جو انہوں نے اتنی گراں قیمت دے کر خریدا اور آزاد کیا۔ اِس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ظاہر فرما دیا گیا کہ حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فعل محض اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی رضا کے لئے ہے کسی کے احسان کا بدلہ نہیں اور نہ اُن پر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوئی احسان ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت سے لوگوں کو اُن کے اسلام لانے کے سبب خرید کر آزاد کیا۔

☆

Marfat.com

(۵)

هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا (پارہ:۲۲، سورہ الاحزاب:۴۳)

''وہی ہے کہ درُود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اُس کے فرشتے کہ تمہیں اندھیروں سے اُجالے کی طرف نکالے اور وہ مُسلمانوں پر مہربان ہے''۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب آیت ''ان اللّٰہ وملیکتہ یصلون علی النبی'' نازل ہوئی تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ:

''یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) جب آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ (عزوجل) کوئی فضل وشرف عطا فرماتا ہے تو ہم نیازمندوں کو بھی آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے طفیل میں نواز دیتا ہے''۔

اس پر اللہ تعالیٰ (جل شانہٗ) نے یہ آیت مبارک نازل فرمائی۔

مندرجہ بالا تمام آیات حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شانِ مبارک میں نازل ہوئیں۔ اِن میں وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ''اتقی'' (تقویٰ و پرہیزگاری میں سب سے بڑھے ہوئے) ہیں۔ جو ''اتقی'' ہو وہ اللہ تعالیٰ سبحانہٗ کے نزدیک اکرم (معزز) ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ جل جلالہٗ ہے۔ ان اکرمکم عنداللہ اتقکم، جو ''اکرم'' ہو وہ ''افضل'' ہوتا ہے پس حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام اُمت سے ''افضل'' ہیں۔

آیات مذکورہ بالا کے علاوہ اور بھی بہت سی آیتیں ہیں جو حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔ آپؓ کی خلافتِ راشدہ کے ثبوت میں جو آیات وارد ہیں، وہ اِن کے علاوہ ہیں۔ اختصار کے پیشِ نظر ہم اُن کو نقل کرنے سے قاصر ہیں۔

☆

آیاتِ قرآن مجید فرقانِ حمید کے علاوہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ''مناقب'' میں بکثرت احادیث آئی ہیں۔ ایک سو اکیاسی (۱۸۱) حدیثیں تو آپ کے خصوصی فضائل میں مروی ہیں۔ اٹھاسی (۸۸) حدیثیں ایسی ہیں جن میں حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مشترکہ فضیلت کا بیان ہے، سترہ (۱۷) حدیثیں ایسی ہیں جن میں

Marfat.com

مجموعی طور پر خلفائے ثلاثہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے فضائل ہیں، چودہ (۱۴) حدیثوں میں "خلفائے اربعہ" کے فضائل مجموعی طور پر مذکور ہیں، سولہ (۱۶) حدیثوں میں خلفائے اربعہ کے ساتھ اُور صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) بھی شریکِ فضائل ہیں۔ اس طرح کل تین سو سولہ (۳۱۶) حدیثیں یارِ غار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل میں روایت کی گئی ہیں۔ یہ تعداد تو اُن حدیثوں کی ہے جو کہ مخصوص نام کے ساتھ ہیں۔ جن ہزاروں حدیثوں میں "مہاجرین"، "مومنین" وغیرہ اہلِ ایمان وصلاح کے فضائل مذکور ہیں وہ بھی حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شانِ اقدس میں صادق آتی ہیں۔ چند حدیثیں بطور نمونہ اور تبرک نقل کی جاتی ہیں:

۱۔ "میں نے کسی کو اسلام کی دعوت نہیں دی مگر اس میں اُس کی طرف سے ایک گونہ کراہت، تردّد اور فکر پائی۔ لیکن ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے جب میں نے اسلام کا ذکر کیا تو اُنھوں نے بلا توقف و تردّد اُس کو قبول کرلیا"۔ (ابن اسحاق)۔

☆

۲۔ کیا تم میرے دوست کا ستانا میری خاطر سے چھوڑ دو گے؟ مَیں نے کہا کہ اے لوگو! میں تم سب کے پاس اللہ (جل شانہٗ) کی طرف سے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوکر آیا ہوں۔ تم نے "جھوٹ" کہا، ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا "سچ" ہے"۔ (بخاری)

اس حدیث شریف کی تشریح و تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں کچھ جھگڑا ہو گیا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً نادم ہوئے اور معافی چاہی مگر حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معاف کرنے سے انکار کردیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوکر یہ ماجراء عرض کیا۔ حضور سیّد عالم علیہ التحیۃ والثناء نے ارشاد فرمایا:

"یا ابابکر یغفر اللّٰہ لک یا ابا بکر یغفر اللّٰہ لک"

"اے ابوبکرؓ! تمہاری خطاء اللہ تعالیٰ بخشے، اے ابوبکرؓ! تمہاری خطا اللہ (عزوجل) بخشے"۔

اس دوران حضرت سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے فعل پر ندامت ہوئی اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان شریف پر پہنچے، وہاں نہ ملے تو "کاشانۂ نبوت ﷺ" میں حاضر ہوئے۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن (حضرت عمر فاروق رضی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو چہرہ مبارک غصے سے متغیر ہو گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کیفیت دیکھ کر ڈر گئے اور گھٹنوں کے بل گر کر دوبارہ عرض کی، "انا کنت اظلم" (زیادتی میری جانب سے ہوئی)۔ اُس وقت حدیثِ بالا ارشاد فرمائی گئی۔ راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد پھر کسی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کبھی ایذا نہیں پہنچائی۔

☆

۳۔ "سوائے نبی (علیہ السلام) کے آفتاب کسی ایسے شخص پر طلوع یا غروب نہیں ہوا، جو ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے زیادہ بزرگ ہو"۔

☆

۴۔ "سوائے نبیوں کے ابوبکر سب آدمیوں سے بہتر ہیں"۔ (طبرانی)

☆

۵۔ اللہ تعالیٰ سبحانہٗ آسمانوں پر اس بات کو ناپسند فرماتا ہے کہ ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) خطا کریں"۔

☆

۶۔ "حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ نطقِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہوا: "عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا"، میں نے عرض کیا کہ "مردوں" میں؟ فرمایا: "ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)"، پھر عرض کیا کہ اور مردوں میں؟ فرمایا: "عمر بن خطاب "رضی اللہ تعالیٰ عنہ"۔ (بخاری و مسلم)

اس حدیث کو حضرتِ انس، حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی روایت کیا ہے۔

☆

۷۔ "حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رُونما ہوئے۔ حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی نسبت ارشاد فرمایا کہ یہ دونوں انبیاء کرامؑ اور مرسلینؑ کے سوا سارے اگلے پچھلے اُدھیڑ عمر والے جنتیوں کے سردار ہیں، اُن کو خبر نہ کرنا" (ترمذی)

Marfat.com

حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس حدیث کے راوی حضرت امام زین العابدین ہیں۔ یہی حدیث حضرات ابنِ عمر، ابن عباس، ابو سعید خدری اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی روایت کی ہے۔

☆

۸۔ ''میری امت میں میری امت پر سب سے زیادہ مہربان ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں''۔ ترمذی، امام محمد)

☆

۹۔ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی نبی ایسا نہیں ہے کہ جس کے دو وزیر اہل آسمان میں سے اور دو وزیر زمین والوں میں سے نہ ہوں۔ میرے دو وزیر آسمان والوں میں سے جبرائیلؑ اور میکائیلؑ ہیں اور اہل زمین سے ابو بکر اور عمرؓ''۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) (ترمذی)

☆

۱۰۔ ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جنتی ہیں (اصحاب سنن وغیرہ)

☆

۱۱۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت ابو بکرؓ سے) فرمایا: ''تم میرے رفیقِ حوض کوثر ہو اور میرے رفیقِ غار بھی''۔

☆

۱۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے اوپر صحبت اور مال میں سب سے زیادہ احسان ابو بکرؓ کا ہے اور اگر میں کسی کو اپنا خلیل (ولی، دوست) بناتا تو ابو بکرؓ کو بناتا لیکن اخوتِ اسلام ہے'' (بخاری و مسلم)

یہ حدیث تیرہ صحابیوں نے روایت کی ہے اور امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو متواتر حدیثوں میں نقل کیا ہے۔

☆

۱۳۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''ہم پر کسی کا احسان نہیں جس کا بدلہ ہم نے نہ دے دیا ہو مگر ابو بکرؓ کا جو احسان ہمارے ذمہ ہے، اُس کا بدلہ اللہ تعالیٰ (جل جلالہٗ) قیامت کے دن عطا فرمائے گا اور کبھی کسی کے مال نے وہ نفع مجھ کو نہیں دیا جو ابو بکرؓ کے مال نے دیا''۔ (ترمذی)

Marfat.com

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس ارشاد مبارک کو سُن کر رو دیئے اور عرض کیا، "یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا میرا مال آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نہیں ہے"؟

☆

۱۴۔ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا: ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) غار میں میرے رفیق تھے اور مونس بھی۔ مسجد میں جس قدر کھڑکیاں ہیں سب بند کر دو مگر ابوبکرؓ کی کھڑکی"۔
(عبداللہ بن احمد)

جب مسجد نبوی ﷺ تعمیر ہوئی تھی تو اس کے گرد مکانات بھی تعمیر ہوئے تھے۔ صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے مکانوں کی کھڑکیاں مسجد کی جانب تھیں۔ رحلت کے قریب ارشاد ہوا کہ سب کھڑکیاں بند کر دی جائیں۔ ابوبکرؓ کی کھڑکی مستثنیٰ رہے۔ (اس حدیث کا جزوِ ثانی، مُسلم و ترمذی نے بھی روایت کیا ہے)۔

☆

۱۵۔ حضور سیّد عالم علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا: "الٰہی! (جل جلالہٗ) ابوبکرؓ کو قیامت کے دن جنت میں میرے ہی درجہ میں جگہ دینا"۔ (حاکم)

☆

۱۶۔ "ارشاد مبارک ہے: "اے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)" تم کو اللہ (سبحانہٗ) نے دوزخ سے آزاد کر دیا ہے۔ (حاکم۔ ابنِ عساکر)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل شریف میں یہ بھی ہے کہ آپ کو "ضمنیتِ کبریٰ" حاصل تھی۔ "ضمنیت" سے مراد یہ ہے کہ ایک ولی دوسرے کے ضمن میں ہو۔ پس جو کمال پہلے کو ہوتا ہے، دوسرا بے اختیار اُس میں شریک ہوتا ہے۔ جس طرح بڑی مچھلی، چھوٹی مچھلی کو اپنے پیٹ میں لے لیتی ہے۔ جس جگہ وہ سیر کرتی ہے، چھوٹی بے اختیار اِس سیر میں شریک ہوتی ہے۔ اگر ایک ولی کی ضمنیت دوسرے ولی کو حاصل ہو تو اُسے "ضمنیتِ صغریٰ" کہتے ہیں۔ جس ولی کو حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ضمنیت حاصل ہو، اُسے "ضمنیتِ کبریٰ" کہتے ہیں۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "ضمنیتِ کبریٰ" حاصل تھی۔ اسی لئے تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

"حقائق و معارف میں سے جو کچھ اللہ تعالیٰ (جل شانہٗ) نے میرے سینہ میں ڈالا ہے، وہی میں نے ابوبکر (رضی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ عنہ) کے سینہ میں ڈال دیا ہے"۔

آنچہ بود از بارگاہِ کبریا ریخت در صدر شریف مصطفاً
آں ہمہ در سینۂ صدیقؓ ریخت لا جُرم تابود زو تحقیق ریخت

☆

حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر و حضر میں حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدموں میں رہے اور تمام "غزوات" میں اپنے آقا و مولا علیہ الصلوٰۃ والسّلام (فداہ امّی وابی) کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ ہجرت کے وقت آپؓ غار میں "ثانی" اور بدر کے دن "عریش" (دھوپ سے بچنے کے لئے کوئی سایہ دار جگہ) میں "ثانی" اور رحلت کے بعد قبر میں بھی "ثانی"۔

☆

حضرت ابو سعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (وصال شریف سے پانچ روز پیشتر جمعرات کے دن نمازِ ظہر کے بعد) لوگوں کو خطبہ ارشاد کیا اور فرمایا کہ:

"اللہ نے ایک بندے کو دُنیا اور ما عند اللہ (جو کچھ اللہ کے پاس ہے) میں اختیار مرحمت فرمایا۔ اُس بندے نے "ما عند اللہ" کو اختیار کیا"

یہ سُن کر حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے۔ ہمیں اُن کے رونے پر تعجب ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک بندے کی خبر دے رہے ہیں جس کو اختیار دیا گیا ہے۔ (یہ رونے کی کیا بات ہے) مگر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم میں "اعلم" (بہت زیادہ جاننے والے) تھے، لہٰذا وہ سمجھ گئے، جان گئے کہ وہ "بندہ" خود حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (صاحب تفسیر کبیر) یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیہ شریفہ "الیوم اکملت لکم دینکم" (سورہ مائدہ) صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کو سُنائی تو وہ بہت خوش ہوئے اور اظہارِ مسرت کیا مگر مزاج شناس رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زار و قطار رو پڑے۔ اُن سے رونے کا سبب پوچھا گیا، وجہ دریافت کی گئی تو اُنہوں نے فرمایا کہ:

"یہ آیت تو حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال

Marfat.com

شریف کے قُرب پر دلالت کرتی ہے، کیونکہ کمال کے بعد ہی
زوال ہوا کرتا ہے"۔

اس سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کمالِ علم معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس آیت شریف سے اِس سرِ پنہاں اور مخفی راز پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کوئی صحابیؓ واقف نہ ہوا۔ (تفسیر کبیر جزو ثالث)

☆

جمادی الاوّل ۸ھ میں "جنگِ موتہ" میں مشرکینِ روم وعرب نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا۔ اس لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری مرض (مرضِ رحلت) میں رومیوں سے جہاد کرنے اور حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بدلہ لینے کے لئے ایک لشکر تیار کیا، جس میں سردارانِ مہاجرین وانصار، حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق، حضرت سیّدنا فاروق اعظم، حضرت ابوعبیدہ بن جراح، سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید، حضرت قتادہ بن نعمان، حضرت سلمہ بن اسلم وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم شامل تھے۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس لشکر کا سردار مقرر کیا گیا اور حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے حضرت اُسامہؓ کے لئے پرچم (جھنڈا) تیار کیا۔ ۸/ ربیع الاوّل بروز جمعرات، حضور سیّدِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو بُلا کر خلیفۂ نماز مقرر کیا۔ چنانچہ وفات شریف تک وہی نماز پڑھاتے رہے۔ معیّنانِ لشکر، مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلے پر مقامِ جرف میں جمع ہو کر کوچ کرنے ہی والے تھے کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا وصال شریف ہو گیا اور وہ لشکر واپس مدینہ منوّرہ آ گیا۔

دریں اثناء یہ خبر پھیلی کہ عرب کے کئی قبیلے دین اسلام سے پھر گئے ہیں اور بعضوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر کے راہِ فرار اختیار کر لی ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منصبِ خلافت سنبھالا تو ازسرِ نو لشکر کی روانگی کا حکم صادر فرمایا لیکن بعض اصحابؓ نے حالات کی ناسازگاری (فتنۂ ارتداد اور منکرین زکوٰۃ) کی وجہ سے، عرض کیا کہ ایسی حالت میں ایسے لشکرِ جرّار کا دور دَراز مہم پر بھیجنا خلافِ مصلحت ہے۔ اس پر حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"خدا کی قسم! میری جان پر خواہ کچھ ہی

Marfat.com

بن جائے، مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس حکم میں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام صادر فرما چکے ہیں، کسی قسم کی ترمیم نہیں کروں گا"۔

اس کے بعد حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روانہ فرمایا اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بغرض مشورہ اپنے پاس رکھ لیا۔ غرض وہ لشکر جنودِ کفر پر فتح وظفر کے پھریرے لہراتا ہوا، شاداں وفرحاں واپس آیا۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لشکرِ اسامہؓ کی روانگی کے ساتھ ہی مرتدین سے جہاد کا حکم دیا۔ یہ مرتدین عرب کے مختلف مقامات میں پھیلے ہوئے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرایا بھیج کر اُن کا قلع قمع کیا اور اُن کے ارتداد وفساد کا انسداد کیا۔ اسی طرح منکرینِ زکوٰۃ کے ساتھ بھی جہاد کی تیاری کی گئی۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ آپ اُن لوگوں سے کیسے قتال کریں گے، جبکہ حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

"مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں، یہاں تک کہ وہ کہیں لا الہ الا اللہ۔ جس نے لا الہ الا اللہ کہہ دیا، اُس نے مجھ سے اپنا مال اور جان بچالی مگر بحق اسلام (دیت، قصاص وغیرہ) اور اُس کا حساب خدا (جل جلالہٗ) پر ہے"
(مشکوٰۃ، کتاب الزکوٰۃ)

یہ سُن کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"خدا (جل جلالہٗ) کی قسم! میں ضرور "جہاد" کروں گا، اُن لوگوں سے جنہوں نے نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کیا، کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ خدا کی قسم! اگر وہ ایک سالہ بکری کا بچہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا کرتے تھے، مجھے دینے

Marfat.com

سے انکار کریں تو میں ضرور اُن سے "قتال" کروں گا"۔

اس پر حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

"خدا کی قسم! اس محبت میں، مَیں نے دیکھ لیا کہ اللہ تعالیٰ (جل شانہٗ) نے ابوبکر صدیق ؓ کو "قتال کے لئے شرح صدر (دلی تسکین) عطاء فرمایا ہے۔ پس میں نے پہچان لیا کہ قتال ہی حق ہے۔"

ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"خلیفۂ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! لوگوں سے موافقت کیجئے اور اُن کے ساتھ نرمی کیجئے"۔

یہ سُن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد کیا:

"کیا آپ امرِ جاہلیت میں "جبار وقہار" اور کاروبارِ اسلام میں "سست" بنتے ہیں"۔

بعض روایات میں وارد ہے کہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حتیٰ کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "جہاد" سے منع کیا اور کہا کہ:

"عہدِ خلافت کا آغاز ہے اور مخالفین کی تعداد بہت زیادہ ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ کاروبارِ اسلام میں کوئی خلل واقع ہو جائے، غور وخوص کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے"۔

مگر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:

"میں "جہاد" سے نہیں رُک سکتا، اگر تمام لوگ مجھے چھوڑ بھی جائیں تو تنہا جہاد کروں گا"۔

بالآخر تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے آپ ؓ سے مکمل اتفاق کیا اور کامیابی وکامرانی کے ساتھ جہاد کیا اور دُنیا نے دیکھ لیا کہ حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کتنی صائب اور اعلیٰ تھی۔ اِن روایات وواقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ "اشجع اصحابہ" (تمام صحابہ کرام ؓ میں سے سب سے زیادہ بہادر) اور "اعلم الصحابہ" (جملہ صحابہ کرام ؓ میں سے سب سے زیادہ علم رکھنے والے، جاننے والے) تھے۔

Marfat.com

☆

حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ "جود و سخا" میں بے مثل اور بے مثال تھے۔ اُنہوں نے اسلام لاتے ہی اپنا تمام مال و منال (چالیس ہزار درہم) بارگاہِ رسالت مآب علیہ التحیہ والثناء میں پیش کر دیا۔ چنانچہ وہ مال حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اُن صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم مبارک سے مسلمانوں پر خرچ ہوتا رہا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سات مرد و زن (۱) حضرت سیّدنا بلال حبشی (۲) عامر بن فہیرہ (۳) زنیرہ رومیہ (۴) نہدیہ (۵) دختر نہدیہ (۶) ابو عبیس اور (۷) کنیز بنی مؤمل رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جو غلامی کے جُرم میں کفار کے ہاتھوں سخت جسمانی و بدنی تکلیفیں اٹھا رہے تھے، بھاری رقوم پر خرید کر آزاد کر دیا۔ ہجرتِ مدینہ تک تیرہ سال میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کاروبار تجارت سے جو کچھ کمایا اور حاصل کیا وہ سب کا سب دینِ حقہ اسلام کی تائید و حمایت میں خرچ کیا۔ ہجرت کے وقت آپؓ کے پاس پانچ ہزار درہم تھے جو "مہم ہجرت"، "مسجد کے لئے زمین کی خرید" اور دیگر "وجوہِ خیرات" میں صرف کر دیئے۔ حضور نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم تبھی تو فرماتے تھے:

"مجھے کسی کے مال نے وہ نفع نہیں دیا جو ابوبکرؓ کے مال نے دیا"۔

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی کی وجہ یہ ہے کہ حضرت خدیجہ، حضرت ابو طالب اور حضرت عبدالمطلب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کا مال جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر خرچ آیا تھا وہ صرف خوراک و پوشاک، صلۂ رحم و مہمان نوازی اور محتاجوں کی خبر گیری کے لئے تھا، جبکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مال، شوکتِ اسلام کا پھریرا لہرانے، کفار کے ہاتھوں مسلمانوں کی رہائی و خلاصی اور اہل اسلام کے ضعیفوں کی اعانت میں کام آیا۔ ان ہر دو مصارف میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

جب سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تمام مال خرچ ہو گیا اور اُن پر فقر و فاقہ نے غلبہ پایا تو ایک روز بجائے کُرتہ کے کمبل کو ایک خلال سے مربوط کر کے گلے میں ڈال کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ دریں اثناء حضرت جبرئیل امین علیہ السّلام نازل ہوئے اور عرض کیا کہ:

"یارسول اللہ! باوجود مال و دولت

Marfat.com

ومال داری وتونگری کے، ابوبکرؓ کا کیا حال
ہوگیا کہ لباسِ فقر پہنے بیٹھا ہے"۔

.........حضور سرورِ کائنات نورِ مجسم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

"اس نے اپنا تمام مال ودولت مجھ پر
اور راہِ خدا میں خرچ کردیا ہے اور مفلس ہوکر
یہ صورت اختیار کی ہے"۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ:

"اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے ابوبکرؓ کو
سلام بھیجا ہے، اور اُن سے دریافت فرمایا
ہے کہ بتاؤ، اس فقر میں تم مجھ سے راضی ہو یا
کچھ کدورت رکھتے ہو؟"

یہ سُن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر وجد کی حالت طاری ہوگئی اور جواب میں عرض کیا میں اپنے پروردگار (جل شانہٗ) سے کس طرح کدورت رکھ سکتا ہوں؟ اور بار بار یوں نعرہ زن ہوتے رہے:

"انا عن ربی راضٍ انا عن ربی راضٍ (تفسیر عزیزی)

"میں اپنے رب (جل جلالہٗ) سے راضی ہوں، میں اپنے رب (جل شانہٗ) سے راضی ہوں"۔

حضرت سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ:

"ایک روز حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ راہِ خدا (جل شانہٗ) میں صدقہ دو۔ اتفاقاً اُس وقت میرے پاس بہت سال مال تھا، میں نے اپنے دِل میں کہا کہ میں آج حضرت ابوبکرؓ سے سبقت لے جاؤں گا۔ میں نے اپنا آدھا مال بارگاہِ رسالت مآب علیہ التحیۃ

Marfat.com

والثناء میں پیش کر دیا۔ حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے استفسار فرمایا کہ ''تم اپنے اہل وعیال کے لئے کتنا کچھ چھوڑ آئے ہو''۔ میں نے عرض کیا کہ آدھا چھوڑ آیا ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا تمام مال جو اُن کے پاس تھا، لاکر بارگاہِ بیکس پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر کر دیا۔ جناب رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے اُن سے دریافت فرمایا کہ ''تم اپنے اہل وعیال کے لئے کتنا مال چھوڑ آئے ہو''؟ اس پر اُنہوں نے عرض کیا کہ فقط خدا (جل جلالہٗ) اور اپنے آقا و مولا رسول کریم حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ آیا ہوں''۔ (یعنی خداوندِ قدوس اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اعانت وخوشنودی میرے لئے کافی ہے۔'') ۔

سب کچھ مانگ لیا تجھ کو تجھی سے مانگ کر
اَب اُٹھتے نہیں ہیں میرے ہاتھ اس دعا کے بعد

یہ سُن کر میں (سیّدنا فاروق اعظمؓ) نے کہا کہ ''میں کبھی بھی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سبقت حاصل نہیں کر سکتا۔ (مشکوٰۃ، باب فی مناقب، ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

ترجمانِ حقیقت حکیم الامت پیرِ مشرق نقادِ مغرب حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اوّلین مجموعۂ کلام ''**بانگِ درا**'' میں اس ایمان افروز اور عشق ومحبت سے لبریز واقعہ کی کتنی حسین منظر کشی فرمائی ہے:۔

اِک دِن رسولِ پاکؐ نے اصحابؓ سے کہا — دیں مال راہِ حق میں جو ہوں تم میں مالدار
اِرشاد سُن کے، فرطِ ادب سے عمرؓ اُٹھے — اُس روز اُن کے پاس تھے درہم کئی ہزار
دل میں یہ کہہ رہے تھے کہ صدیقؓ سے ضرور — بڑھ کر رکھے گا آج قدم میرا راہوار
لائے غرض کہ مال رسولِ امینؐ کے پاس — ایثار کی ہے دستِ نگر ابتدائے کار
پوچھا حضور سرورِ عالمؐ نے اے عمرؓ! — اے وہ کہ جوشِ حق سے ترے دِل کو ہے قرار!
رکھا ہے کچھ عیال کی خاطر بھی تو نے کیا؟ — مُسلم ہے اپنے خویش واقارب کا حق گزار

کی عرض نصف مال ہے فرزند وزن کا حق
باقی جو ہے وہ مِلّتِ بیضا پہ ہے نثار

اِتنے میں وہ رفیقِ نبوتؐ بھی آ گیا — جس سے بنائے عشق ومحبت ہے اِستوار
لے آیا اپنے ساتھ وہ مردِ وفا سرشت — ہر چیز، جس سے چشمِ جہاں میں ہو اعتبار
مِلک یمین ودرہم ودینار ورخت وجنس — اسپ قمر سم و شتر وقاطر وحمار
بولے حضورؐ چاہئے فکرِ عیال بھی — کہنے لگا وہ عشق ومحبت کا راز دار

Marfat.com

"اے تجھ سے دیدۂ مہ انجم فروغ گیر اے تیری ذات باعثِ تکوینِ روزگار
پروانے کو چراغ ہے بُلبل کو پھول بس
صدیقؓ کے لئے ہے خدا کا رسولؐ بس!"

اقبالؔ کے علاوہ دیگر شعراء نے بھی حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقدس جذبات کی یوں ترجمانی کی ہے۔

کیا پیش کریں جاناں کیا چیز ہماری ہے
یہ دِل بھی تمہارا ہے یہ جاں بھی تمہاری ہے

دے کے سب کچھ پھر بھی بچ گیا میرے لئے
اِک خدا میرے لئے، اِک مصطفےٰؐ میرے لئے

میرے تو سب کچھ آپؐ ہی ہیں سرورِ عالمؐ
میں تو جی رہا ہوں فقط آپؐ ہی کے لئے

القصہ حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ "اجود الصحابہ" (صحابہ کرامؓ میں سب سے زیادہ سخاوت کرنے والے) تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

گھر بار لُٹا کر کہتے ہیں اللہ، نبیؐ ہی کافی ہے
کیا بات اُجاگر کہتے ہیں، صدیق اکبرؓ میرے ہیں
جب جاگے کا قلبِ مومن ہر دل سے صدا یہ آئے گی
صدیق اکبرؓ میرے ہیں، صدیق اکبرؓ میرے ہیں

☆

تقویٰ و تواضع میں آپ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین سے برتر تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ارشاد ہے کہ میرے ابا جی حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک غلام تھا، جو کما کر لاتا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس میں سے کھالیا کرتے تھے۔ ایک دن وہ کوئی چیز لایا، جس میں سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی کچھ کھالیا۔ غلام نے عرض کیا کہ کیا آپؓ کو معلوم ہے کہ آپؓ نے کیا کھایا ہے؟ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت فرمایا کہ وہ کیا ہے؟ غلام نے عرض کیا کہ میں نے دورِ جاہلیت میں بطور کاہن ایک شخص کو غیب کی خبر دی تھی، آج اتفاقاً وہ مجھے مل گیا، اور بطور ہدیہ کچھ دیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس میں سے کھایا ہے۔ یہ سُن کر، یہ جان کر اور یہ معلوم کر کے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ عنہ نے اپنا دستِ مبارک منہ میں ڈال کر جو کچھ کھایا تھا، قے کر دیا۔ (صحیح بخاری، بابِ ایام الجاہلیہ)

عبدالرزاق نے بروایت ابنِ سیرین نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اصحاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) پانی پر اُترے ہوئے تھے۔ حضرت نعیمان بن عمر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانی والوں سے کہا کرتے تھے کہ "آئندہ ایسا ہوگا"۔ وہ حضرت نعیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں دودھ اور کھانا بطور ہدیہ لاتے، جسے وہ اپنے ساتھیوں کے پاس بھیج دیتے تھے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتہ چلا تو فرمایا کہ:

"میں دیکھتا ہوں کہ میں اُس دن سے نعیمان کی کہانت (علم نجوم) سے کھاتا ہوں۔"

یہ فرما کر جو کچھ پیٹ میں تھا، قے کر دیا۔

☆

تاریخ کامل ابن اثیر میں لکھا ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رحلت شریف کے وقت اپنی صاحبزادی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ جب سے ہم مسلمانوں کے امور متکفل ہوئے ہیں، ہم نے اُن کا کوئی روپیہ پیسہ نہیں لیا، ہاں اُن کا نیم کوفتہ طعام کھایا ہے اور موٹے کپڑے پہنے ہیں۔ اب ہمارے پاس مسلمانوں کے مال میں سوائے اس (۱) "غلام"، اس (۲) "اونٹ"، اور اس (۳) "چادر" کے کچھ نہیں ہے۔ جب میں داعیٔ اجل کو لبیک کہہ جاؤں تو ان تمام کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیج دینا۔ چنانچہ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دارِ فنا سے دارِ بقا کی طرف کوچ فرمایا تو حسبِ وصیت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سب کچھ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیج دیا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جن کا نام نامی اسمِ گرامی سُن کو شہنشاہانِ عالم لرزہ براندام ہو جاتے تھے، یہ منظر دیکھ کر رو پڑے، یہاں تک کہ اُن کے آنسو ٹپ ٹپ زمین پر گرنے لگے۔ پلک پلک کر روتے جاتے اور بار بار فرماتے تھے:

"خداوندِ قدوس! ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر رحم کرے، اُنہوں نے بے شک اپنے جانشینوں کو مشقت میں ڈال دیا"۔

Marfat.com

پھر حکم دیا کہ یہ سب کچھ لے لیا جائے۔ اس پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا:

''سبحان اللہ! آپ ابوبکرؓ کے عیال سے (۱) غلام، (۲) آب کش اونٹ (پانی لانے والا اونٹ) اور (۳) پرانی چادر جس کی قیمت پانچ درہم ہیں، چھین رہے ہیں۔ کاش آپ واپس کر دیں''۔

یہ سُن کر حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''قسم ہے مجھے اُس ذات کی، جس نے حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا، یہ میرے قبضہ واختیار میں نہیں ہے''۔

☆

روایت ہے کہ ایک دفعہ آپ کی ''زوجہ محترمہ'' کا دِل حلوہ کھانے کو چاہا۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارے پاس حلوہ خریدنے کی گنجائش نہیں ہے۔ ''زوجہ محترمہ'' نے عرض کیا کہ میں چند روز میں اپنے نان ونفقہ میں سے کچھ بچت کرلوں گی تاکہ حلوہ خریدا جاسکے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ، بچالو۔ کافی دنوں بعد کچھ بچت ہوئی تو زوجہ محترمہ نے حلوہ خریدنے کے لئے عرض کیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس بچت کو لے کر ''بیت المال'' میں داخل کر دیا اور فرمایا کہ یہ ہمارے نان ونفقہ سے زائد ہے اور اپنے نفقہ میں اتنا کم کر دیا جتنا کہ زوجہ محترمہ نے روزانہ خرچ میں کمی کی تھی اور مقدارِ زائد کو ''بیت المال'' میں جمع کروا دیا۔ خداوندِ قدوس کی قسم! یہ غائت درجہ کا ''تقویٰ'' ہے، جس سے زیادہ ممکن ہی نہیں۔ صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) نے بجا طور پر آپ کو اپنا سردار اور خلیفہ بنایا تھا۔

یقیناً منبعِ خوفِ خدا صدیق اکبرؓ ہیں — حقیقی عاشقِ خیر الوریٰ صدیق اکبرؓ ہیں
نہایت متقی وپارسا صدیق اکبرؓ ہیں — تقی ہیں بلکہ شاہِ اَتقیا صدیق اکبرؓ ہیں

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان، مقام ''سخ''، (یہ مقام مدینہ منورہ کے ایک طرف واقع تھا اور اس کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دولت خانہ کے درمیان ایک میل کا فاصلہ تھا) آپ کی زوجہ محترمہ حبیبہ بنت خارجہ خزرجیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھا۔ آپ نے بیعتِ خلافت کے بعد چھ مہینے تک وہیں قیام رکھا۔ وہاں سے مدینہ منورہ پیدل

Marfat.com

تشریف لاتے۔ بعض اوقات گھوڑے پر سوار ہوتے اور تہبند اور پھٹی پرانی چادر اوڑھتے اور لوگوں کو نماز پڑھاتے۔ نمازِ عشاء کے بعد "سخ" کو واپس تشریف لے جاتے۔ آپ کی عدم موجودگی میں حضرت سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھا دیا کرتے۔ آپ ایک بااُصول تاجر تھے۔ ہر روز خرید و فروخت کے لئے بازار جاتے۔ آپ کے پاس بکریوں کا گلہ تھا، جسے بعض اوقات آپ خود چراتے اور بعض اوقات کوئی اور چراتا۔ آپؓ اپنے قبیلے والوں کی بکریوں کا دودھ دُہ دیا کرتے تھے۔ منصبِ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد آپؓ کی خدمتِ خلق میں فرق نہ آیا۔ آپؓ کے قبیلہ کی ایک لڑکی نے کہا کہ ابوبکرؓ چونکہ اب خلیفہ بن گئے ہیں، لہٰذا اب ہمارے گھر کی بکریوں کا دودھ نہ دوہیں گے۔ آپؓ نے جو یہ سُنا تو فرمایا:

"مجھے اپنی زندگی کی قسم! میں تمہاری بکریوں کا دُودھ ضرور دُہ دیا کروں گا۔ مجھے قوی امید ہے کہ خلافت سے میرے اخلاقِ سابق میں کچھ تغیر و تبدل نہ ہوگا"۔

چنانچہ حسبِ سابق اُن کی بکریوں کا دودھ، دُہ دیا کرتے تھے۔

طبیب ہر مریض لا دوا صدیق اکبرؓ ہیں
غریبوں بے کسوں کا آسرا صدیق اکبرؓ ہیں

☆

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت سے قبل حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اطرافِ مدینہ میں ایک اندھی بڑھیا کے ہاں پانی لانے و دیگر کاموں کے لئے روزانہ بلاناغہ آتے تھے، جب سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منصبِ خلافت سنبھالا تو سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آنے سے قبل ہی سب کام ہو چکے ہوتے تھے۔ اُنہوں نے تلاش شروع کی کہ مجھ سے پہلے یہ کام کون کر جاتا ہے، معلوم ہوا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کر جاتے تھے۔

بیعتِ خلافت سے چھ ماہ بعد آپ نے مدینہ منورہ میں رہائش اختیار کر لی اور فرمایا کہ:

"میری قوم کو معلوم ہے کہ میں کپڑے کی تجارت کیا کرتا تھا جس سے میرے اہل و عیال کا گزارا ہوتا تھا، اب جبکہ اُمورِ خلافت میرے ذمہ ہو گئے ہیں، ظاہر ہے کہ امورِ خلافت کی انجام دہی سے اب تجارت کے لئے وقت ملنا محال ہے۔ لہٰذا

Marfat.com

اب ابوبکر کے اہل وعیال وتابعین "بیت المال" سے کھائیں گے"۔

☆

چنانچہ آپ نے "بیت المال" سے نفقہ لینا شروع کر دیا، جو آپ کے لئے، آپ کے اہل وعیال اور حج وغیرہ کے لئے کفایت کرتا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے متعین کیا، وہ چھ ہزار درہم سالانہ تھے اور کہا گیا ہے کہ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو وصیّت کی کہ میری زمین بیچ کر اُس کی قیمت اُس نفقہ کے عوض صرف کر دی جائے جو میں نے مسلمانوں کے مال سے لیا تھا۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے حاکم ہیں جن کے لئے رعیّت نے نفقہ کا تعین کیا تھا۔ اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی پہلے حاکم ہیں جن کو خلیفہ کہا گیا اور پہلے خلیفہ ہیں جن کو اُن کے والد بزرگوار کی زندگی میں خلافت ملی اور پہلے شخص ہیں جنہوں نے "مصحفِ قرآن" کو "مصحف" کہا۔

☆

حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اتباعِ سُنّت کو احاطۂ تحریر میں نہیں لایا جاسکتا، وہ تو اس معاملے میں عدیم النظیر تھے۔ کون ہے جو اُن کے اس کمالِ شوق اور بے مثل ذوق کا ذکر کر سکے۔ ذرا اس گفتگو کو پیشِ نظر رکھیں جو وفات شریف سے چند گھنٹے پہلے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کی صاحبزادی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے درمیان ہوئی۔

حضرتِ صدیق اکبرؓ:۔ "تم نے حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں دفن کیا"؟

حضرتِ عائشہ صدیقہؓ:۔ "تین سفید کپڑوں میں، جن میں نہ قمیض تھی اور نہ عمامہ"۔

حضرتِ صدیق اکبرؓ:۔ "حضور اقدس علیہ التحیہ والثناء نے کس دن وصال فرمایا؟"

حضرتِ عائشہ صدیقہؓ:۔ "دوشنبہ (پیر وار) کے دن"۔

حضرتِ صدیق اکبرؓ:۔ "آج کون سا دن ہے؟"

حضرتِ عائشہ صدیقہؓ:۔ "دوشنبہ (پیر وار)"۔

حضرتِ صدیق اکبرؓ:۔ "مجھے قوی اُمید ہے کہ میری موت اُس وقت اور رات کے درمیان ہوگی۔ (اپنے بدن کے کپڑے پر زعفران کا نشان دیکھ کر) میرے اس کپڑے کو دھو ڈالنا اور اس پر دو کپڑے اور زیادہ کرنا اور مجھے ان دونوں قسموں کے کپڑوں میں کفنا دینا۔"

Marfat.com

حضرت عائشہ صدیقہؓ:۔ "یہ کپڑا تو پرانا ہے"۔
حضرت صدیق اکبرؓ:۔ "زندہ شخص مُردے کی نسبت نئے کپڑے کا زیادہ حق دار ہے"۔

☆

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سوال حضور سید المرسلین شفیع المذنبین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے "کفن مبارک" اور "یوم وصال" کے متعلق اس لئے تھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قلبی آرزو تھی کہ "کفن" اور یوم وصال شریف" میں بھی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت نصیب ہو۔ زندگی مبارک میں حضور نبی کریم علیہ التحیہ والثناء کا اتباع تو تھا ہی، وہ وصال میں بھی حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع چاہتے تھے۔ اللہ! اللہ! یہ اتباع کیوں نہ ہو، صدیق اکبر جو تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اور لوگوں کو مبارک ہو شہنشاہی دہر
ہم تو اے راز فقیر درِ جاناں نہ بنے

حکیم الامت حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب ارشاد کیا ہے:

آں امن الناس بر مولائے ما — آں کلیم اوّل سینائے ما
ہمتِ اُو کشتِ ملت را چو ابر — ثانی اسلام و غار و بدر و قبر

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرمایا کرتے تھے کہ:

"جس اَمر پر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم عمل کیا کرتے تھے، میں اُسے کئے بغیر نہیں چھوڑتا۔ اگر میں کسی اَمر کو چھوڑ دوں تو مجھے ڈر ہے کہ سُنّت سے منحرف ہو جاؤں گا"۔ (نسیم الریاض بحوالہ بخاری وابوداؤد)

جبیں ہے سجدہ گزار اُس آستانے کی
رہینِ عشق ہوں عادت ہے سر جُھکانے کی

☆

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات بے حد وحساب ہیں، بطور تبرک چند ایک درج ذیل ہیں:

(۱)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا بیان ہے کہ ایک روز حضور سرورِ

Marfat.com

کائنات علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ:

"جس کسی کے ہاں دو اشخاص کا کھانا ہو، وہ تیسرے کو "اصحابِ صُفّہ" میں سے اپنے ساتھ لے جائے، جس کے ہاں تین کا کھانا ہو، وہ چوتھے کو لے جائے، جس کے ہاں چار کا کھانا ہو، وہ پانچویں کو یا چھٹے کو بھی لے جائے"۔

اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم "اصحابِ صُفّہ" میں سے دس کو اپنے "آستانۂ نبوت" پر لے گئے اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین کو لے گئے اور اُن کو اپنے گھر چھوڑ آئے۔ آپ نے خود شام کا کھانا دسترخوانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے تناول کیا اور وہیں ٹھہرے رہے، یہاں تک کہ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک اقتداء میں نمازِ عشاء ادا کی اور رات کا ایک حصہ گزارنے پر دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر اپنے گھر جلوہ افروز ہوئے۔ آپ کی اہلیہ محترمہ حضرت اُمِّ رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ آپؓ نے اپنے مہمانوں کی خبر کیوں نہ لی؟ ارشاد کیا کہ "تُو نے اُن کو کھانا نہیں کھلایا"؟ اہلیہ محترمہؓ نے عرض کیا کہ "کھانا پیش کیا گیا مگر اُنہوں نے انکار کر دیا اور کہا کہ جب تک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف نہ لائیں گے، ہم نہیں کھائیں گے"۔ یہ سُن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خفا ہوئے اور سخت سُست کہا اور ارشاد کیا کہ "میں کھانا نہیں کھاؤں گا"۔ مہمانوں نے کہا کہ جب تک گھر والے نہ کھائیں گے، ہم بھی نہ کھائیں گے۔ آخر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس میں سے ایک لقمہ کھایا، پھر باقی سب نے پیٹ بھر کر کھایا۔

مہمان جب لقمہ اُٹھاتے تھے تو کھانا اُس کے نیچے سے اور زیادہ ہو جاتا تھا۔ آخر میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو نگاہ فرمائی تو کیا ملاحظہ فرماتے ہیں کہ کھانا اُتنا ہی ہے جتنا کہ شروع میں تھا یا اُس سے بھی زیادہ ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی اہلیہ محترمہؓ سے فرمایا:

"اے بنو فراس کی بہن! یہ کیا معاملہ ہے"؟

اُس نے عرض کیا کہ:

"مجھے قُرۃ العین کی قسم کہ کھانا اب پہلے سے تین گناہ زیادہ ہے"۔

بعد ازاں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ کھانا، حضور سیّد کائنات علیہ التحیۃ والثناء کی بارگاہِ عالیہ میں پیش کر دیا اور وہ صبح تک محفوظ و مامون رہا۔ ناگہاں مہمانوں کا ایک قافلہ دربارِ رسالت مآب

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم میں اُترا جس میں بارہ (۱۲) قبیلوں کے بارہ سردار تھے اور ہر سردار کے ساتھ بہت سے دیگر سوار بھی تھے۔ اِن سب لوگوں نے یہی کھانا کھایا اور قافلہ کے تمام سردار اور تمام مہمانوں کا گروہ اس کھانے کو شکم سیر کھا کر آسودہ ہو گیا لیکن پھر بھی کھانا ختم نہیں ہوا۔ یہ تکثیرِ طعام (کھانے کا زیادہ ہو جانا) حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ''کرامت'' تھی اور حضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کا ''معجزہ'' تھا۔

(۲)

حضرت عُروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے مدینہ منورّہ کے ایک نواحی گاؤں میں سے کچھ کھجور کے درخت عطا فرمائے، جن میں سے ایک فصل میں بیس وسق (تقریباً ۳۹۰۰ کلو) کھجوریں اُترتی تھیں۔ جب آپ کے وصال کا وقت آیا تو فرمانے لگے:۔

''اے پیاری بیٹی! اللہ جل جلالہٗ کی قسم! میں تم کو تمام لوگوں میں سب سے زیادہ آسودہ حال دیکھنا پسند کرتا تھا اور یہ مجھے کسی طرح سے بھی برداشت نہیں کہ میرے بعد تم تنگدست ہو جاؤ۔ میں نے تجھے اپنے مال میں سے بیس وسق آمدنی والے کھجور کے درخت ہبہ کئے تھے، اگر تو اُن پر قبضہ کر لیتی تو وہ تیری ملکیت ہو جاتے لیکن اب میرے بعد وہ سب وارثوں کا حق ہے اور وہ وارث تیرے علاوہ تیرے دونوں بھائی اور دونوں بہنیں ہیں، تم سب مل کر کتاب اللہ کے مطابق آپس میں تقسیم کر لینا۔''

یہ سُن کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

''ابّا جان! اگر وہ مالِ موہوب (ہبہ کیا ہوا مال) اس سے بھی زیادہ ہوتا تو میں اُسے چھوڑ دیتی۔ آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے دونوں بہنوں کا ذکر فرمایا ہے، میری تو صرف ایک بہن ''اسما'' ہے، دوسری کون ہے؟

فرمایا

Marfat.com

"تمہاری سوتیلی والدہ حبیبہ (بنتِ خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے پیٹ میں جو بچہ ہے وہ میرے گمان میں لڑکی ہے"۔

چنانچہ بنتِ خارجہؓ کے ہاں لڑکی ہوئی۔ (موطا امام محمد، باب النحلی)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ میرے دِل میں القاء (وہ بات جو اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کسی کے دِل میں ڈال دے) ہوا ہے کہ جو بچہ بنتِ خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم میں ہے، وہ لڑکی ہے۔ چنانچہ آپ کی رحلت کے بعد لڑکی ہی پیدا ہوئی۔ جس کا نام اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے "اُمّ کلثوم" رکھا۔ اس روایت میں حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو کرامتوں کا ذکر ہے۔ ایک تو یہ کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خبر ارشاد فرمائی تھی کہ میری رحلت اسی مرض میں ہوگی۔ دوسری یہ کہ میری اہلیہ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے لڑکی پیدا ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ یہ دونوں کرامتیں غیب کی خبریں دینے کی قسم سے ہیں۔

☆

(۳)

حضرت امام مستغفری رحمۃ اللہ علیہ نے اسناد کے ساتھ روایت کی ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت فرمائی تھی کہ:

"جب میری رُوح قفسِ عنصری سے پرواز کر جائے تو مجھے اُس حجرے مبارک کے دروازے میں لے جائیو جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبرِ انور میں استراحت فرما ہیں اور دروازہ کھٹکھٹائیو۔ اگر دَروازہ کھل جائے تو مجھے اس میں دفن کر دیجیو"۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ ہم آپ کا جنازہ وہاں لے گئے، دروازہ کھٹکھٹایا اور عرض کیا کہ یہ ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں، اِن کی آرزو اور خواہش تھی کہ سیّد کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور دفن کئے جاؤں۔ اس پر دَروازہ کھل گیا، ہمیں معلوم نہیں کہ دروازہ کس نے کھولا اور آواز آئی:

Marfat.com

"اندر لے آؤ اور عزت وتکریم سے
دفن کرو"۔

مگر آواز دینے والا ہمیں کوئی نظر نہیں آیا۔ (نفحات الانس، خصائص کبریٰ سیوطی)

(۴)

حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ جب حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رحلت فرمائی تو بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا کہ ہم اِن کو شہیدوں میں دفن کریں گے۔ دوسروں نے کہا کہ ہم جنت البقیع میں لے جائیں گے۔ میں نے کہا کہ مَیں اُن کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن کروں گی۔ ہم اسی اختلاف میں تھے کہ مجھ پر نیند نے غلبہ کیا، مَیں نے سُنا کہ کوئی کہہ رہا ہے:

"ضموا الحبیب الی الحبیب"

"یعنی حبیب کو حبیب صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس پہنچادو"۔

جب میری آنکھ کھلی تو معلوم ہوا کہ سب لوگوں نے اس آواز کو سُن لیا ہے، یہاں تک کہ مسجد میں بھی لوگوں نے سُنا۔

☆

(۵)

ابو محمد شبنکی کا بیان ہے کہ شیخنا ابوبکر بن رہوار رضی اللہ تعالیٰ عنہ "بطائح (عراق کے شہر واسط اور شہر بصرہ کے درمیان) میں رہزنی کیا کرتے تھے۔ آپ اپنے گروہ کے سردار تھے۔ مسافروں اور راہگیروں کا مال لوٹ کر باہم تقسیم کرلیا کرتے تھے۔ ایک رات آپ نے سُنا کہ ایک عورت اپنے شوہر سے کہہ رہی ہے کہ ٹھہر جاؤ! مبادا ہم کو ابنِ راہوار اور اُس کے ساتھی پکڑ لیں۔ عورت کی یہ بات آپ کے دِل ودماغ پر بجلی بن کر گری اور رو پڑے۔ کہنے لگے کہ لوگ مجھ سے ڈرتے ہیں اور میں اللہ تعالیٰ (جل جلالہٗ) سے نہیں ڈرتا۔ اُسی وقت بمعہ اپنے ساتھیوں کے توبہ کی، پھر صدق واخلاق کے ساتھ پروردگارِ عالم (جل شانہٗ) کی طرف متوجہ ہوئے اور دِل میں یہ

Marfat.com

خیال پیدا ہوا کہ اب اپنے آپ کو کسی شیخ کامل کے سپرد کر کے خداوند سبحانہٗ تک پہنچنے کا سامان کریں۔ اتفاق کی بات کہ اُن ایام میں عراق میں کوئی معروف اور کامل شیخ نہ تھا۔ آپ کو خواب میں حضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت ہوئی اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! مجھے خرقہ پہنایئے"۔ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اے ابنِ راہوار! مَیں تیرا نبیؐ ہوں اور یہ تیرے شیخ ہیں"۔

اور پھر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ فرمایا کہ:

"اے ابوبکرؓ! اپنے ہم نام ابنِ راہوار کو خرقہ پہناؤ"۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابنِ راہوار کو "پیراہن" اور "کلاہ" پہنائی اور پھر اپنا "دستِ مبارک" اُن کے "سر" اور "پیشانی" پر پھیرا اور فرمایا: "بارک اللّٰہ فیک"۔ اس کے بعد حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابنِ راہوار سے یوں ارشاد فرمایا:

"اے ابوبکر! تجھ سے عراق میں میری اُمت کے اہلِ طریقت کی مُردہ سنتیں زندہ ہوں گی اور اربابِ حقائق و دوستانِ خدا (جل جلالہٗ) کی منزلوں کے مٹے ہوئے نشانات قائم ہو جائیں گے اور عراق میں مشیخیت تاقیامت تجھ میں رہے گی۔ تیرے ظہور سے عنایتِ باری تعالیٰ (جل جلالہٗ)

Marfat.com

کی نرم ہوائیں چلنی شروع ہوگئی ہیں
اور تیرے قیام سے عنایتِ ایزدی کی ٹھنڈی
ہوائیں چھوڑ دی گئی ہیں"۔

جب ابنِ راہوار بیدار ہوئے تو وہی "پراہن" اور "کلاہ" اپنے اوپر موجود پائی۔ آپ کے سر پر جو پھوڑے تھے وہ سب ناپید ہوگئے۔ آفاق میں گویا یہ ندا، اعلان اور منادی کردی گئی کہ:

"ابن راہوار اللہ تعالیٰ (جل جلالہٗ)
تک پہنچ گئے"۔

پس چاروں طرف سے خلقِ خدا (جل شانہٗ) آپ کی طرف متوجہ ہوئی اور "**قربِ الٰہی**" کی علامتیں ظاہر ہوگئیں۔ راوی (ابو محمد) کا قول ہے کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ آپ اکیلے رہتے تھے اور شیر آپ کے گرد ہوتے تھے بلکہ بعض شیر آپ کے قدموں پر لوٹتے تھے۔ (بہجۃ الاسرار)

(۶)

حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلتِ طیبہ کے بعد جو قبائلِ عرب مرتد ہو کر اسلام سے برگشتہ ہوگئے تھے، اُن میں سے ایک قبیلہ "کندہ" بھی تھا۔ حضرت امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس قبیلہ سے بھی جہاد فرمایا اور مجاہدینِ اسلام نے اس قبیلہ کے سردار اشعث بن قیس کو گرفتار کر کے لوہے کی زنجیروں میں جکڑ کر دربارِ خلافت میں پیش کیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے آتے ہی اشعث بن قیس نے باآواز بلند اپنے "جرمِ ارتداد" کا اقرار کر لیا اور پھر فوراً ہی توبہ کر کے صدقِ دل سے اسلام قبول کر لیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خوش ہو کر اُس کا قصور معاف کر دیا اور اپنی بہن حضرت "اُمِّ فروہ" رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اُس سے نکاح کر کے قسم قسم کی عنایتوں اور نوازشوں سے سرفراز فرما دیا۔

حضرت امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس اقدام سے تمام حاضرینِ دربار انگشت بدنداں رہ گئے کہ جس شخص نے مرتد ہو کر امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغاوت، سرکشی اور روگشی کی اور بہت سے مجاہدینِ اسلام کا خونِ ناحق کیا، ایسے خونخوار باغی اور

Marfat.com

اتنے بڑے خطرناک مجرم کو امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس قدر کیوں نوازا؟ لیکن جب حضرت سیّدنا اشعث بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صادق الاسلام ہو کر عراق کے جہادوں میں اپنا سر ہتھیلی پر رکھ کر ایسے ایسے مجاہدانہ کارنامے انجام دیئے کہ عراق کی فتح کا سہرا انہیں کے سر رہا اور پھر حضرت امیر المومنین سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے "دورِ خلافت" میں "جنگِ قادسیہ" اور "قلعہ مدائن" و "جلولاء" و "نہاوند" کی لڑائیوں میں انہوں نے جانبازی و سرفروشی کے جو حیرت ناک مناظر پیش کیے، انہیں دیکھ کر سب کو یہ اعتراف کرنا پڑا کہ واقعی امیر المومنین حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی "نگاہِ کرامت نوری فراست" نے حضرت سیّدنا اشعث بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ گرامی میں چھپے ہوئے کمالات کے جن انمول جوہروں کو برسوں پہلے ملاحظہ فرما لیا تھا، وہ کسی اور کو نظر نہیں آئے تھے۔ یقیناً یہ امیر المومنین حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک بہت بڑی کرامت ہے۔

سچ فرمایا، میرے آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے:

"مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ (جل شانہٗ) کے نُور سے دیکھتا ہے"۔

خدا رحمت کند آں پاکباز و پاک طینت را
وفادارِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور قبضۂ لوح و قلم

☆

(۷)

امیر المومنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ حکومت میں قیصرِ روم سے جنگ کے لئے مجاہدینِ اسلام کی ایک فوج روانہ فرمائی اور حضرت سیّدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس فوج کا سپہ سالار مقرر فرمایا۔ یہ اسلامی فوج قیصرِ روم کی لشکری طاقت کے مقابلہ میں انتہائی کمزور تھی، مگر جب اس فوج نے رومی قلعہ کا محاصرہ کیا اور لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کا نعرہ بلند کیا تو کلمہ طیبہ کی آواز سے قیصرِ روم کے قلعہ میں ایسا زلزلہ آیا کہ پورا قلعہ مسمار ہو کر، اُس کی اینٹ سے اینٹ بج گئی اور دم زدن میں قلعہ فتح ہو گیا۔ بلاشبہ یہ حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت تھی، کیونکہ آپ نے اپنے دستِ مبارک سے جھنڈا باندھ کر اور فتح کی بشارت دے کر اس فوج کو جہاد کے لئے روانہ فرمایا تھا۔

Marfat.com

(۸)

ایک شخص نے آپؓ کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ "اے امیر المومنینؓ! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ خون میں پیشاب کر رہا ہوں"۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انتہائی غیض وغضب اور جلال میں تڑپ کر فرمایا کہ:

"تو اپنی بیوی سے حیض کی حالت میں صُحبت کرتا ہے لہذا اِس گناہ سے توبہ کر اور خبردار! آئندہ ہرگز کبھی بھی ایسا مت کرنا"۔

وہ شخص اپنے اس چھپے اور پوشیدہ گناہ پر نہایت ہی نادم وشرمندہ ہوا اور ہمیشہ کے لئے تائب ہو گیا۔

(۹)

حضرت امام مستغفری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مردِ صالح سے نقل کیا ہے کہ کوفہ کا ایک شخص جو حضرات سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بُرا بھلا کہا کرتا تھا، ہر چند ہم لوگ اُس کو منع کرتے تھے مگر وہ اپنی ضد اور ہٹ دھرمی پر اڑا رہا۔ تنگ آ کر ہم لوگوں نے اُس کو کہہ دیا کہ تم ہمارے قافلہ سے الگ ہو کر سفر کرو۔ چنانچہ وہ ہم لوگوں سے الگ ہو گیا۔ جب ہم لوگ منزلِ مقصود پر پہنچ گئے اور کام پورا کر کے وطن واپسی کا قصد کیا تو اُس شخص کا غلام ہم لوگوں سے ملا۔ جب ہم نے اُس سے کہا کہ "کیا تم اور تمہارا مالک ہمارے قافلے کے ساتھ وطن جانے کا ارادہ رکھتے ہو؟" تو یہ سُن کر غلام نے کہا کہ "میرے مالک کا حال تو بہت ہی بُرا ہے، ذرا آپ لوگ میرے ساتھ چل کر اُس کا حال دیکھ لیجئے"۔ غلام ہم لوگوں کو ساتھ لے کر ایک مکان میں پہنچا۔ وہ شخص اُداس ہو کر ہم لوگوں سے کہنے لگا کہ مجھ پر تو بڑی افتاد پڑ گئی۔ پھر اُس نے اپنی آستین سے دونوں ہاتھ نکال کر دکھائے تو ہم لوگ یہ دیکھ کر حیران وششدر رہ گئے کہ اُس کے دونوں ہاتھ خنزیر کے ہاتھوں کی طرح ہو گئے تھے۔ آخر ہم لوگوں نے اُس پر ترس کھا کر اپنے قافلہ میں شامل کر لیا۔ لیکن دورانِ سفر ایک جگہ:

Marfat.com

"خنزیروں کا ایک جھنڈ نظر آیا اور یہ شخص بالکل ہی ناگہاں مسخ ہو کر آدمی سے خنزیر بن گیا اور خنزیروں کے ساتھ مل کر دوڑنے بھاگنے لگا"۔

مجبوراً ہم لوگ اُس کے غلام اور سامان کو اپنے ساتھ کوفہ تک لائے۔

☆

(۱۰)

ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ میں نے ملک شام میں ایک ایسے امام کے پیچھے نماز ادا کی جس نے نماز کے بعد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حق میں بددُعا کی۔ جب دوسرے سال میں نے اسی مسجد میں نماز پڑھی تو نماز کے بعد امام نے حضرت سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حق میں بہترین دُعا مانگی، مَیں نے نمازیوں سے پوچھا کہ تمہارے پُرانے امام کا کیا ہوا؟ تو لوگوں نے کہا کہ "آپ ہمارے ساتھ چل کر اس کو دیکھ لیجئے"۔ میں جب اُن لوگوں کے ساتھ ایک مکان میں پہنچا تو یہ دیکھ کر مجھے بڑی عبرت ہوئی کہ ایک "کُتا" بیٹھا ہوا ہے اور اُس کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ میں نے اُس سے کہا کہ:

"تم وہی امام ہو جو حضرات شیخین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لئے بد دعا کیا کرتا تھا؟ تو اس نے سَر ہلا کر جواب دیا کہ "ہاں"۔

☆

اللہ اکبر! سبحان اللہ! کیا عظیم شان ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی! بالخصوص یارِ غار امیر المومنین حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی۔ کسی مداحِ صحابہؓ نے کیا خوب کہا ہے:

Marfat.com

بیچ میں شمع تھی اور چاروں طرف پروانے ہر کوئی اُس کے لئے جان جلانے والا
دعویٰ الفتِ احمدؐ تو سبھی کرتے ہیں کوئی نکلے تو ذرا رنج اُٹھانے والا
کام اُلفت کے تھے وہ جن کو صحابہؓ نے کیا کیا نہیں یاد تمہیں "غار" میں جانے والا

☆

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے **"احوال"** کے لحاظ سے **"فضیلت"** کا ذکر بھی اَشد ضروری ہے جو صوفیۂ کرام کے لئے "رہنما اُصول" ہیں اور عامۃ المسلمین بھی مستفید و مستفیض ہو کر اپنی زندگیوں میں "انقلاب" پیدا کر سکتے ہیں:۔

صدیق اکبرؓ بعد از پیمبرؐ
بزرگ توئی قصہ مختصر

☆

(۱)

مطرب بن عبد اللہؒ سے روایت ہے کہ حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"اگر پکارنے والا یہ پکارے کہ جنت میں صرف ایک ہی شخص داخل ہوگا، تو مجھے یہ اُمید ہے کہ وہ شخص میں ہی ہوں گا۔ اور اگر کوئی یہ صدا بلند کرے کہ دوزخ میں ایک ہی شخص جائے گا تو مجھے خوف ہوتا ہے کہ کہیں وہ شخص میں نہ ہوں"۔

مطرب بن عبد اللہؒ کہتے ہیں کہ یہی **"رجا"** اور **"خوف"** کی سب سے بڑی کیفیت ہے جو حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل تھی۔

☆

(۲)

ابو العباس ابنِ عطاء سے قولِ خداوندی "کونوا ربانین الخ" کی تشریح کے لئے کہا گیا تو اُنہوں نے فرمایا کہ:۔

"اِس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ تم ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح ہو جاؤ، کیونکہ جب سیّد الرسل حضور سیّد عالم

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو تمام مسلمانوں کے دِل پریشان ہو گئے مگر ایک ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دِل حوصلے میں رہا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باہر نکل کر لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''اے لوگو! جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پرستش کرتا تھا تو بلا شُبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا اور جو اللہ (جل جلالہٗ) کی عبادت کرتا ہے، تو بے شک وُہ زندہ ہے، کبھی اُس کو موت نہیں آئے گی''۔

الغرض یہ کہ ''ربانی'' کی تعریف یہ ہے کہ حوادث اُس کے قلب پر بالکل اَثر انداز نہیں ہوتے، چاہے انقلاب شرق وغرب بھی کیوں نہ برپا ہو جائے۔

(۳)

ابوبکر واسطی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ ''تصوف'' پر مبنی پہلا بیان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان مبارک سے ادا ہوا، جس سے صوفیہ نے وہ لطیف مطالب اَخذ کئے، جس میں عقلاً اُلجھے رہے۔ اور یہ بیان وہ تھا جو اُس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ادا فرمایا، جب حضور سیّد عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے پوچھا کہ اے ابوبکرؓ! تو نے اپنے اہل وعیال کے لئے کیا باقی چھوڑا؟ تو ابوبکر صدیقؓ نے جواب دیا:

اللہ (جل جلالہٗ) اور اُس کا **رسول** (صلی اللہ علیہ وسلم)

(۴)

''غزوہ بدر'' کے موقع پر جب حضور سیّد کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دُعا فرمائی:

''اے میرے رب! اگر تو نے اس گروہِ (مومنین) کو آج ہلاک کر دیا تو اس کے بعد رُوئے زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی باقی نہ رہے گا''۔

تو اس موقع پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد بہت اہمیت کا حامل ہے:

''یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ (صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم) فکر نہ کریں۔ خدا (جل شانہٗ) کی قسم! کہ وہ آپ
(صلی اللہ علیہ وسلم) سے اپنا کیا ہوا وعدہ پورا کرنے والا ہے"۔

اور اللہ سبحانہٗ نے جو وعدہ فرمایا تھا، اُس کا ذکر شریف اِس آیت مبارک میں ہے:

اِذْ یُوْحِیْ رَبُّکَ اِلَی الْمَلٰٓئِکَةِ اَنِّیْ مَعَکُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ کَفَرُوا الرُّعْبَ"(الانفال:۱۲)

"اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم)! جب تمہارا رب (جل شانہٗ) فرشتوں کو وحی بھیجتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں، تو مسلمانوں کو ثابت رکھو، عنقریب میں کافروں کے دلوں میں ہیبت ڈالوں گا"۔

اس آیت شریف کے ذریعے اس وعدے کی تصدیق کی گئی، جس میں اللہ کریم جل جلالہٗ کی جانب سے مدد پہنچنے کا وعدہ کیا گیا تھا، کیونکہ اس وقت تمام صحابہ اکرم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے قلوب اس سلسلے میں مُضطرب تھے اور اسی آیت مبارکہ سے حضرت امیر المومنین سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خصوصیت اور اُن کے ایمان کی حقیقت کو بھی واضح کیا گیا۔

☆

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے **"بصیرت"** اور **"الہام"** دونوں عنایات وعطیات سے نوازا تھا، جن کا استعمال آپ نے تین بار کیا۔
پہلی بار اُس وقت جب تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے زکوٰۃ کا انکار کرنے والے مرتدین کے خلاف جہاد نہ کرنے پر اتفاق کر لیا تھا مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن (مرتدین) کے خلاف ڈٹے رہے اور فرمایا کہ:

"اگر انہوں نے رسّی کا ایک ٹکڑا بھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں زکوٰۃ کی مد میں ادا کرتے تھے، ادا نہ کیا تو میں اِن سے مقابلہ کروں گا"۔

Marfat.com

نتیجہ یہ نکلا کہ بالآخر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کی رائے مبارک درست ثابت ہوئی اور باوجود اختلاف کرنے کے آخر کار سب نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلہ پر صاد کیا۔

دوسری بار آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی فراست اور الہامی بصیرت سے اُس وقت کام لیا جب تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جیشِ اُسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو واپس بلانے کا فیصلہ کیا مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد کیا:

"اللہ (جل جلالہٗ) کی قسم! میں اس گرہ کو بھی نہیں کھولوں گا، جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لگایا ہو"۔

اور تیسری مرتبہ اُس وقت جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی صاحبزادی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا:

اے عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! میں نے تجھے ایک تحفہ دیا اور وہ ہے، تیرے دو بھائی اور دو بہنیں"۔

جبکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو صرف یہی معلوم تھا کہ اُن کے دو بھائی اور ایک بہن تھی۔ واقعہ یہ تھا کہ حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک دوسری بیوی اُمید سے تھیں۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ "میرے وجدان میں یہ بات ڈال دی گئی ہے کہ وہ بچی کو جنم دے گی"، اور اُس نے بچی ہی جنی۔ اور یہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے "فراست والہام" جیسی خوبیوں سے مزین ہونے کی ایک بہت بڑی مثال ہے۔

سچ فرمایا، میرے آقا و مولا حضور سیّد کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے:

"مومن کی فراست سے بچو کہ وہ اللہ (جل شانہٗ) کے نُور سے دیکھتا ہے"۔

☆

Marfat.com

اہل سنت کا اس بات پر اجماع ہے کہ انبیاء و رسل علیہم والسلام کے بعد سب سے افضل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، اُن کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق، اُن کے بعد حضرت سیدنا عثمان غنی، اُن کے بعد حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا، اُن کے بعد عشرہ مبشرہ کے بقیہ صحابہ کرام، اُن کے بعد باقی اہلِ بدر، اُن کے بعد باقی اہلِ احد، اُن کے بعد باقی اہل بیعتِ رضوان، پھر تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

صدیقؓ اولیں ہیں خلافت کے تاجدار بعد اُن کے عمرؓ و عثمانؓ و حیدرؓ ہیں بالیقیں
اللہ اللہ اُن کی عظمت اور شانِ سربلند انبیاء کے بعد اُن کا کوئی بھی ہمسر نہیں

☆

﴿حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں﴾

''حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے سردار ہیں، ہم میں سب سے بہتر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے نزدیک ہم میں سب سے زیادہ محبوب ہیں''۔
(سنن الترمذی، کتاب المناقب، مناقب ابی بکر الصدیقؓ)

﴿حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے﴾

''اس امت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، اُن کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پھر حضرت سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور پھر ''میں''۔ یعنی حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیرِ خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم) (''فیضانِ صدیقِ اکبرؓ'' صفحہ ۵۰۴)

﴿حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں﴾

''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ مبارکہ میں سب سے افضل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شمار کرتے، اُن کے بعد حضرۃ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور اُن کے بعد حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو'' (صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبیؐ، باب فضل ابی بکرؓ بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

﴿حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے﴾

Marfat.com

''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے اصحاب میں بہت زیادہ میل جول رکھنے والے تھے اور ہماری تعداد بھی بہت زیادہ تھی۔ اُس وقت ہم مراتبِ صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) یوں بیان کرتے تھے، اس اُمت میں نبی کریم رؤف رّحیم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے بعد سب سے افضل حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ پھر حضرت سیّدنا عمر فاروق اور اُن کے بعد حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم افضل ہیں۔ پھر ہم خاموش ہو جاتے''۔ (صحیح بخاری)

حضرت سیّدنا محمد بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا فرمان ہے

''میں نے اپنے والد گرامی حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ شیرِ خدا کرّم اللہ تعالیٰ وجہہٗ الکریم سے پوچھا: ''نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد سب سے افضل کون ہے؟ ارشاد فرمایا: ''ابوبکرؓ۔ میں نے عرض کیا: ''پھر کون''؟ فرمایا ''عمرؓ''۔ مجھے خدشہ ہوا کہ میں نے اگر دوبارہ پوچھا کہ ''پھر کون''؟ تو شاید آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لے لیں گے، اس لئے میں نے فوراً کہا: ''حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سب سے افضل ہیں؟ ارشاد ہوا: میں تو ایک عام سا آدمی ہوں''۔ (صحیح بخاری)

حضرت جبریلِ امین علیہ السّلام ارشاد کرتے ہیں

''ایک دن نبی اکرم نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا اور پھر توجہ فرمائی تو حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نظر نہ آئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا نام لے کر دو (۲) بار پکارا، پھر ارشاد فرمایا، بے شک روح القدس جبریل امین علیہ السّلام نے تھوڑی دیر پہلے مجھے خبر دی کہ:

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ
صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سب سے
بہتر ابوبکر صدیقؓ ہیں۔''

حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

Marfat.com

اذا تذكرت شجوا من اخی ثقة فاذكر اخاک ابا بكر بما فعلا
خير البرية اتقاها واعدلها بعد النبیّ واوفاها بما حملا

ترجمہ:۔ "جب تجھے سچے دوست کا غم یاد آئے..... تو اپنے بھائی ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کارناموں کو یاد کر،
جو نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم ...... کے بعد ساری مخلوق سے بہتر ہیں، سب سے زیادہ تقویٰ اور عدل والے اور...... سب سے زیادہ عہد کو پورا کرنے والے ہیں۔"

﴿حضرت سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد کرتے ہیں﴾

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ عالیہ میں عرض کیا:
"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! لوگوں میں آپ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کون ہے"؟ ارشاد فرمایا: "عائشہ" (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) میں نے عرض کیا: "مردوں میں؟" فرمایا: "اِن کے والد"، یعنی ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔ میں نے پھر عرض کیا: "پھر کون؟" ارشاد ہوا: "عمر بن خطاب" (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) (صحیح بخاری)

﴿حضرت سیّدنا امام ابوحنیفہ المقلب امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے﴾

"انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسّلام کے بعد تمام لوگوں سے افضل حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پھر سیّدنا عمر فاروق پھر حضرت سیّدنا عثمان بن عفان اور پھر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں"۔

﴿حضرت سیّدنا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے﴾

"انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسّلام کے بعد لوگوں میں سب سے افضل حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پھر سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔"

﴿حضرت سیّدنا امام شافعی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

"تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان وتابعینِ عظام کا اِس بات پر اجماع ہے کہ تمام اُمّت سے افضل حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پھر حضرت سیّدنا عمر فاروق، پھر حضرت سیّدنا عثمان بن عفان، پھر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں"۔

Marfat.com

﴿حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے﴾

''نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد امام برحق حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ پھر حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پھر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پھر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں'' (احیاء العلوم)

﴿حضرت سیّدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

''عشرہ مبشرہ میں افضل ترین چاروں خلفاء راشدین ہیں اور اُن میں سب سے افضل حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پھر حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پھر حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پھر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ الکریم اور ان چاروں کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے خلافت ثابت ہے''

﴿حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے﴾

''اہل سُنّت وجماعت کا اس بات پر اجماع ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد تمام لوگوں میں سب سے افضل حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، پھر حضرت سیّدنا عمر فاروق، پھر حضرت سیّدنا عثمان غنی، پھر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ علیہم ہیں''۔ (تاریخ الخلفاء)

﴿حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے﴾

''یہ آیات مبارکہ (اھدنا الصراط المستقیم ○ صراط الذین انعمت علیھم) حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت پر دلالت کرتی ہیں، کیونکہ ان دونوں آیتوں کا معنی ہے کہ ''اے اللہ! ہمیں اُن لوگوں کے راستے پر چلا کہ جن پر تیرا انعام ہوا''۔ اور دوسری آیت مبارکہ میں فرمایا: (انعم اللہ علیھم من النبین والصدیقین پارہ ۵، النساء: ۶۹) یعنی اللہ (جل جلالہٗ) نے نبیوں اور صدیقین پر انعام فرمایا۔ اس بات میں کسی قسم کا کوئی شک وشبہ نہیں کہ صدیقین کے امام اور اُن کے سردار حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں۔ تو اب آیت کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ عزوجل نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم وہ ہدایت طلب کریں جس پر حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمام صدیقین تھے، کیونکہ اگر وہ ظالم

Marfat.com

ہوتے تو اُن کی اقتداء جائز ہی نہ ہوتی۔ لہذا ثابت ہوا کہ سورہ الفاتحہ کی یہ آیت مبارک حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت پر دلالت کرتی ہے"۔ (التفسیر الکبیر)

﴿امام ربانی حضرتِ مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد کرتے ہیں﴾

"خلفاء اربعہ کی افضلیت اُن کی ترتیب خلافت کے مطابق ہے۔ (یعنی امامِ برحق اور خلیفہ مطلق، حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور اُن کے بعد حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اُن کے بعد حضرت سیّدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اُن کے بعد حضرت سیّدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں)۔ تمام اہلِ حق کا اجماع ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسّلام کے بعد سب سے افضل حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اُن کے بعد حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں"۔ (مکتوباتِ امام ربانی دفتر سوم)

﴿حضرت علامہ مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

"وہ قول جس پر میرا اعتقاد ہے، اللہ (عزوجل) کے دین پر میرا اکمل اعتماد ہے کہ افضلیتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ قطعی ہے، اس لئے کہ نبیِ اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بطریق نیابت امامت کا حکم دیا اور یہ بات دین سے معلوم ہے کہ جو امامت میں اولیٰ ہے وہ افضل ہے، حالانکہ وہاں حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے اور اکابر صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی۔ اس کے باوجود نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امامت کے لئے متعین کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ افضلیت صدیق اکبر، نبیِ کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم میں تھی، یہاں تک کہ ایک مرتبہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصلّیٰ مبارک سے پیچھے ہٹے اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آگے کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

"ابوبکر کے سوا کوئی اور امامت کرے اللہ (عزوجل) اور سب مومن انکار کرتے ہیں"۔

(شرح الفقہ الاکبر)

Marfat.com

﴿حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں﴾

''اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد امام برحق حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، پھر حضرت عمر فاروق، پھر حضرت عثمان غنی، پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں''۔ (تفہیمات الٰہیہ جلد اوّل)

﴿حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے﴾

''خلفائے اربعہ کی افضلیت اُن کی ترتیبِ خلافت کے مطابق ہے۔ یعنی تمام صحابہ (علیہم رضوان) سے افضل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، پھر سیدنا عمر فاروق، پھر سیدنا عثمان غنی، پھر سیدنا علی المرتضیٰ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں''۔ (تکمیل الایمان)

﴿اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے﴾

''حضرات خُلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تمام مخلوقِ الٰہی (جل شانہٗ) سے افضل ہیں، پھر ان کی باہم ترتیب یوں ہے کہ سب سے افضل صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پھر فاروق اعظم، پھر عثمان غنی، پھر مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم''۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۸)

﴿جسٹس سیّد امیر علی (نامور شیعی مورّخ) رقمطراز ہیں﴾

''پیروانِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فتنہ سے بچانے کے لئے حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فوراً ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی بیعت کرلی''۔ (سپرٹ آف اسلام)

☆

''حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بزرگی اور اپنے اثر ورسوخ کی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین منتخب کرلئے گئے۔ آپ کی دانائی، فراست اور اعتدال پسندی مُسلّم تھی۔ (اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد) ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے انتخاب کو حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان نے تسلیم کرلیا''۔ (تاریخ اسلام)

(مجلہ ''لب جو''، گورنمنٹ اسلامیہ کالج سانگلہ ہل جون ۲۰۱۱ء، جلد ۱۵، شمارہ: ۱۷ مضمون محمد شفیق شعبہ تاریخ، ''صدیق اکبر اغیار اور اپنوں کی نظر میں''، صفحہ ۲۶)

Marfat.com

﴿شیعہ عالمِ دین سیّد ذاکر حسین جعفری دہلوی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں﴾

''جب ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی بیعت مکمل ہو گئی تو ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے رونا شروع کر دیا۔ اور تین دن تک برابر روتے رہے اور کہتے رہے کہ ''لوگو! میری بیعت توڑ دو، میں خلافت کے اہل نہیں ہوں، جبکہ تم میں علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جیسا شخص موجود ہے۔ پس میں تم سے اپنی بیعت توڑتا ہوں۔ ہے کوئی تم میں مجھ سے کراہت کرنے والا؟ کوئی تم میں مجھ سے بغض رکھنے والا؟ پس ہر بار سب سے پہلے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کھڑے ہوتے تھے اور کہتے تھے، خدا (عزوجل) کی قسم! میں تم سے بیعت نہیں توڑوں گا اور تم کو ہرگز اپنی بیعت فسخ کرنے نہیں دوں گا''۔ (تحفۃ الاحباب فی تاریخ الاصحاب، باب دوم صفحہ ۱۴)...... (مجلّہ 'لُب جو'، گورنمنٹ اسلامیہ ڈگری کالج سانگلہ ہل جون ۲۰۱۱ء مضمون محمد شفیق شعبہ تاریخ، ''صدیق اکبرؓ اغیار اور اپنوں کی نظر میں''، صفحہ ۲۳)

﴿ممتاز شیعہ مصنف فقیر سیّد وحید الدین اپنی کتاب میں لکھتے ہیں﴾

(۱)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی جگہ مسجد میں نمازوں کی امامت کے لئے ارشاد فرمایا۔ حضرت عائشہؓ نے اس پر عرض کیا، ''میرے باپ اس خدمت کو انجام نہیں دے سکیں گے۔ وہ بہت زیادہ رقیق القلب ہیں''۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: نہیں ابوبکرؓ ہی امامت کریں گے''۔ حضرت ابوبکرؓ مسجد میں نماز پڑھا رہے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قدرے آفاقہ ہوا اور آپ مسجد میں تشریف لے گئے۔ ابوبکرؓ پائے مبارک کی آہٹ سُن کر پیچھے ہٹے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارے سے روکا اور پھر حضرت ابوبکرؓ کے پہلو میں بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ اس نماز کی صورت یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت ابوبکرؓ کو دیکھ کر دوسرے لوگ ارکانِ صلوٰۃ ادا کرتے جاتے تھے۔ (صفحہ ۹۷، ۹۸)

(۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے زمانے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل میں حضرت ابوبکرؓ نے نماز کی امامت فرمائی۔ حضرت عائشہؓ کے حُجرے میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو ابوبکرؓ نے وہاں پہنچ کر چہرۂ اقدس سے چادر ہٹائی۔ رُخسار مبارک کو بوسہ دیا اور کہا:

Marfat.com

''کیا ہی بابرکت تھی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی اور کتنی پاکیزہ ہے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی موت''۔

☆

جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رحلت کا وقت آیا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم عیادت کے لئے آئے اور عرض گزار ہوئے کہ ہم کسی طبیب کو بلاتے ہیں جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد کیا کہ طبیب نے مجھے دیکھ لیا ہے۔ اُنہوں نے پوچھا کہ اُس نے کیا کہا؟ ارشاد کیا کہ اُس نے کہا ہے: انی فعال لما ارید۔ (مَیں کرنے والا ہوں، جو چاہتا ہوں)۔

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب بابا جان کو مرض میں زیادہ تکلیف ہوئی، تو مَیں نے یہ شعر پڑھا:

لعمرک ما یغنی الشراء عن الفتیٰ	اذ حشر جت یوما وضاق بها الصدر
ترجمہ:۔ ''اپنی عمر کی قسم! جب ہچکی لگ جاتی ہے''	تو سینہ تنگ ہوجاتا ہے اور پھر مال کوئی فائدہ نہیں دیتا''۔

یہ شعر سُن کر آپ نے چادر اپنے چہرہ مبارک سے ہٹائی اور مجھ سے فرمایا، نہیں بلکہ ایسا کہو کہ:

''موت کے وقت سکرات ہوتی ہے اور اُس سے کسی کو چھٹکارا نہیں ہے''۔

ابو یعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرتِ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جب میں اپنے بابا جان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوئی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نزع کی حالت میں تھے۔ پس بیساختہ میری زبان سے نکلا

من لا یزال ذمعه مقنحا	فانهٔ فی مرّہ مدفوق
(آج آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو سخت مرض	اللہ تعالیٰ سبحانہٗ آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

لاحق ہو گیا ہے | کی روح مبارک کو توفیق بخشے (اللہ جل شانہٗ آپؓ پر رحم فرمائے)۔

یہ سماعت فرما کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد کیا کہ یہ مت کہو بلکہ یہ کہو کہ:

"سکراتِ موت کا آنا ضروری ہے، یہی وہ حالت ہے جس سے تو بھاگتا تھا"۔

پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت شریف کس روز ہوئی تھی؟ میں نے عرض کیا کہ دوشنبہ (پیر) کے دن! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد کیا کہ مجھے اُمید ہے کہ "میں آج رات ہی انتقال کروں گا"۔ چنانچہ آپ پیر اور منگل کی درمیانی شب میں انتقال فرما گئے اور صبح ہونے سے قبل آپ کو دفن کر دیا گیا۔

عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں بکر بن عبداللہ مزنی سے روایت کی ہے کہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کے وقت حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سرہانے پر یہ شعر پڑھنے لگیں۔

و کل ذی ابل یو ما سبورو ھا	و کل ذی سلب لا بد مسلوب
(ہر سوار کی ایک منزل ہوتی ہے	اور ہر کپڑا پہننے والے کا ایک کپڑا ہوتا ہے

آپؓ فوراً اُن کا مُدعا سمجھ گئے اور فرمایا:

"بیٹی! اس طرح نہیں بلکہ جس طرح اللہ عزوجل نے فرمایا ہے، "موت کو بے ہوشی تو ضرور آ کر رہے گی، یہی وہ حالت ہے جس سے تو بھاگتا تھا"۔

احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ جب میں نے آپؓ کے سامنے یہ شعر پڑھا۔

وابیض یتسقی الغمام بوجھہٖ	ثمال الیتامیٰ عصمۃ الارامل

(بہت سے ایسے روشن چہرے والے ہیں کہ۔۔۔ کہ اَبر اُن چہروں سے پانی حاصل کرتا ہے اور آپ یتیموں اور بیواؤں کے فریاد رس ہیں۔)

یہ سُن کر حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:

Marfat.com

''یہ صفت تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے''۔

☆

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوشنبہ (پیروار) کی رات مغرب وعشاء کے درمیان ۲۱/ جمادی الثانی ۱۳ھ/ (۲۳۔ اگست ۶۳۴ء) کو رحلت فرمائی اور صبح ہونے سے پیشتر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں حضور سیدِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو مبارک میں آخری آرام گاہ بنی۔

تیرے ذوقِ محبت کو شرف اللہ نے یہ بخشا
کہ حاصل ہے حضوری دائمی تجھ کو پیغمبرؐ کی

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی خلافت دو سال تین مہینے اور آٹھ دن رہی۔ اس قلیل عرصہ میں ''یمامہ''، ''اطراف عراق'' اور ''ملک شام'' کے بعض شہر فتح ہوئے۔ مسلیمہ کذاب مارا گیا اور قرآن مجید ''یک مصحف'' میں جمع کیا گیا۔

☆

''دوست کو دوست کے ساتھ ملا دو''

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ''جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وفات پائی تو بعض صحابہ کرامؓ کہنے لگے کہ ہم انہیں شہداء میں دفن کریں گے اور جنت البقیع میں لے جائیں گے۔ مَیں نے کہا کہ اپنے حجرہ میں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن کروں گی، اس اختلاف میں تھے کہ مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا۔ مَیں نے آواز سُنی کہ کوئی شخص کہتا ہے:

''ضموا الحبيب الى الحبيب''

(دوست کو دوست کے ساتھ ملا دو)

جب میں بیدار ہوئی تو معلوم ہوا کہ اس آواز کو سب نے سُنا تھا، یہاں تک کہ مسجد میں بھی لوگوں نے سُن لیا۔

(شواہد النبوۃ (جامی)، حضرات القدس (بدرالدین سرہندی)

☆

Marfat.com

امام آجری کی روایت:۔

الشریعہ (آجری) کتاب جامع فضائل اہلبیت باب مذہب امیر المومنین علیؓ، شواہد النبوۃ (جامی)

حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

''جب اُن کے وصال کا وقت قریب آیا تو اُنہوں نے صحابہ کرامؓ سے کہا کہ جب میں انتقال کر جاؤں اور تم میری تجہیز و تکفین سے فارغ ہو جاؤ تو اس کمرہ کے دروازہ کے سامنے جانا، جس میں حضور سیدِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں، وہاں جا کر رُک جانا اور عرض کرنا:

السّلام علیک یا رسولُ اللہ:

یہ ابوبکر صدیق ہیں جو کہ اجازت کے طلبگار ہیں۔ اگر اجازت مل جائے اور بند دروازہ کھل جائے تو تم مجھے وہاں داخل کر دینا۔ اور اگر تمہیں اجازت نہ مل سکے تو تم مجھے جنت البقیع کی طرف لے جانا اور مجھے وہاں دفن کر دینا۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ نے ایسا ہی کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے تو تالہ خود بخود گر گیا اور دروازہ خود بخود کھل گیا، اور حجرۂ مبارک کے اندر سے آواز آئی: ''حبیب رضی اللہ عنہ کو حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس داخل کر دو، کیونکہ حبیبؓ سے ملاقات کے لئے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہی خواہش مند ہیں''۔

مفسرین کی روایت:۔

جہاں تک حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات ہے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات میں سے یہ بھی ہے کہ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ اُٹھا کر حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزارِ پُرانوار کے دروازہ کے سامنے رکھا گیا اور عرض کیا گیا:

السّلام علیک یا رسولؐ اللہ:

یہ ابوبکر صدیق ہیں جو کہ اجازت کے طلب گار ہیں۔

تو بند دروازہ خود بخود کھل گیا اور قبرِ انور کے اندر سے آواز آئی:

''حبیبؓ کو حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس داخل کر دو''۔

☆

(تفسیر کبیر (رازی) تحت سورۃ الکھف آیت نمبر ۹، تفسیر نیشاپوری (احمد بن محمد نیشاپوری) تحت سورہ الکھف آیت نمبر ۹، تفسیر السراج المنیر (محمد شربینی خطیب) تحت سورہ الکھف آیت نمبر ۹،

Marfat.com

جامع کرامات اولیاء (علامہ یوسف نبہانی) جلد نمبر ۱، جمال الاولیاء (تھانوی)۔
بشکریہ:۔ روزنامہ "نوائے وقت" لاہور بابت ۱۹۔ ستمبر ۲۰۱۴ء، ملی ایڈیشن صفحہ آخر)

﴿......☆......﴾

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے تاثرات کچھ یوں ہیں:۔

۱۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

"اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حادثۂ رحلت کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات سب سے بڑا حادثہ ہے لیکن بہرحال اللہ جل جلالہٗ کے حکم کے مطابق ہم صبر ہی کریں گے......ابا جان! میرا آخری سلام قبول کیجئے۔ میں آپؓ کے مرنے پر جزع فزع نہیں کر رہی"۔

۲۔ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باچشم پُرنم فرمایا:

"......اے خلیفۂ رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے دُنیا سے رُخصت ہو کر قوم کو سخت محنت ومشقت میں ڈال دیا......آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا سا ہونا تو درکنار، اب تو کوئی ایسا بھی نہیں جو آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی گرد کو پہنچ سکے......"

۳۔ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہٗ الکریم، آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے دروازہ پر انا للّٰہ وانا الیہ راجعون پڑھتے ہوئے پہنچے اور فرمایا: "یوم انقطعت خلافۃ النبوّۃ"۔ (آج خلافتِ نبوّت منقطع ہوگئی)"۔

(پھر طویل خطبہ ارشاد کیا، جس میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بے شمار محاسن اور اوصاف کا تذکرہ فرمایا)۔

ترجمہ:۔ "اے ابوبکرؓ! اللہ (جل جلالہٗ) تم پر رحم فرماوے، تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب، مونس، معتمد، محرم راز اور مشیر تھے۔ تم سب سے پہلے ایمان لائے۔ تم سب سے زیادہ مخلص مومن تھے، تمہارا یقین سب سے زیادہ مضبوط تھا۔ تم سب سے زیادہ اللہ جل شانہٗ سے ڈرنے والے اور دین

Marfat.com

کے معاملے میں تکلیف اٹھانے والے تھے۔ حضور اکرم و افضل صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سب سے زیادہ حاضر باش، اسلام پر سب سے زیادہ مہربان، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کے لئے سب سے زیادہ بابرکت، رفاقت میں سب سے بہتر، مناقب و فضائل میں سب سے بڑھ کر، پیش قدمیوں میں سب سے افضل و برتر، درجے میں سب سے اونچے، وسیلے کے لحاظ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ قریب تر، سیرت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مُشابہ، ''عادت''، ''مہربانی''، اور ''فضل'' میں سب سے زیادہ ''مکرم'' اور ''معتمد'' تھے۔ پس اللہ عزوجل، اسلام اور اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تم کو خیر عطا فرمائے۔ تم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بمنزلہ چشم و گوش تھے۔ تم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُس وقت تصدیق کی جب لوگوں نے تکذیب کی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ (جل شانہٗ) نے اپنے کلام میں تم کو ''صدیق'' کہا...... **والذی جاء بالصدق وصدق بہ**، تم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اُس وقت غم خواری کی جب لوگ بخل کرتے تھے۔ ناخوشگوار حالات میں تم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جم کر کھڑے رہے جبکہ لوگ بچھڑ گئے۔ تم نے سختیوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حقِ محبت حسن و خوبی سے ادا کیا۔ تم ''**ثانی اثنین**'' اور ''**رفیقِ غار**'' تھے۔ تم پر سکون نازل تھا، تم ہجرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی تھے۔ اللہ جل جلالہٗ کے دین اور اُمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تم ایسے خلیفہ تھے جس نے اُس وقت خلافت کا حق ادا کیا، جب لوگ مرتد ہو گئے۔ تم نے خلافت کا ایسا حق ادا کیا جو کسی پیغمبرؑ کے خلیفہ سے نہ ہو سکا۔ تم نے اُس وقت مستعدی دکھائی جب تمہارے

Marfat.com

ساتھی سُست ہو گئے، تم نے اُس وقت جنگ کی جب وہ عاجز ہو گئے تھے، جب وہ کمزور ہو گئے، تو تم قوی رہے۔ تم نے منہاج رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس وقت تھاما، جب لوگ پست ہو گئے۔ تم نزاع وتفرقہ کے بغیر خلیفۂ برحق تھے۔ اگرچہ اس سے منافقوں کو غصہ، کفار کو رنج، حاسدوں کو کراہت اور باغیوں کو غیظ تھا۔ تم امرِ حق پر قائم رہے، جب لوگ بزدل ہو گئے۔ تم ثابت قدم رہے، جب وہ ڈگمگا گئے۔ تم اللہ (عزوجل) کے نور کو لئے ہوئے بڑھتے رہے جب لوگ ٹھہر گئے۔ پھر اُنہوں نے تمہاری پیروی کی اور ہدایت پائی۔ تمہاری آواز سب سے پست تھی مگر تمہارا رُتبہ اُن سب سے بلند تھا۔ تمہارا کلام سب سے سنجیدہ تھا اور تمہارا نطق سب سے زیادہ صحیح تھا۔ تم سب سے زیادہ خاموش تھے۔ تمہارا قول بلیغ تھا۔ تم سب سے زیادہ بہادر، سب سے زیادہ معاملہ فہم اور عمل کے لحاظ سے سب سے زیادہ اشرف تھے۔ خدا کی قسم! تم دین کے سردار تھے، جب لوگ دین سے ہٹے تو تم اُن سے آگے تھے اور جب وہ دین کی طرف آئے تو تم اُن کے پیچھے تھے۔ تم مومنوں کے لئے رحم دل باپ تھے، یہاں تک کہ وہ تمہاری اولاد بن گئے، جن بھاری بوجھوں کو وہ نہ اُٹھا سکتے تھے تم نے اُن کو اُٹھالیا۔ جس چیز کو اُنہوں نے چھوڑ دیا تھا، تم نے اُن کو اُس کی رغبت دلائی اور جو چیز اُنہوں نے ضائع کر دی تم نے اُس کی حفاظت کی، جس کو وہ نہیں جانتے تھے تم نے اُن کو وہ چیز سکھائی، جب وہ عاجز و درماندہ ہوئے تو تم نے تلوار کھینچ لی یعنی بہادری دکھائی، جب وہ گھبرائے تو تم ثابت قدم رہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تم نے اُن کی دادرسی کی اور وہ اپنی ہدایت کے لئے تمہاری طرف راجع ہوئے اور کامیاب ہوئے اور جو چیز اُن کے گمان میں بھی نہ تھی اُن کو مل گئی۔ تم کفار کے لئے عذاب کی بارش اور آگ کا شعلہ تھے۔

Marfat.com

مومنوں کے لئے رحمت، اُنس اور پناہ تھے۔ تم نے اوصاف و کمالات کی فضا میں پرواز کی اور اُس کا عطیہ پایا اور فضیلتیں حاصل کرلیں۔ تمہاری محبت کو شکست نہ ہوئی۔ تمہاری بصیرت کمزور نہیں ہوئی۔ تمہارا نفس بزدل نہیں ہوا۔ تمہارا دِل کج نہیں ہوا اور منحرف نہیں ہوا۔ تم اُس پہاڑ کی مانند تھے جس کو آندھیاں ہلا نہیں سکتیں، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم رفاقت اور مالی اعتبار سے سب سے زیادہ احسان کرنے والے تھے اور بقول حضور صلی اللہ علیہ وسلم تم جسماً کمزور تھے لیکن اللہ (جل جلالہٗ) کے معاملے میں قوی تھے اور اپنی ذات میں متواضع۔ اللہ (عزوجل) کے نزدیک باعظمت اور لوگوں کی نظر میں بزرگ۔ تمہاری نسبت نہ کوئی دھوکے میں تھا اور نہ حرف گیری کرسکتا تھا۔ تم سے نہ کوئی (غلط) طمع رکھ سکتا تھا اور نہ تم کسی کی رعایت کرسکتے تھے۔ ضعیف اور پست آدمی تمہارے نزدیک قوی تھا، تم اس کو حق دلاتے تھے، اور قوی تمہارے نزدیک ضعیف اور ذلیل تھا، تم اُس سے حق لیتے تھے۔ دور ونزدیک کے دونوں قسم کے آدمی تمہاری نگاہ میں یکساں تھے جو اللہ (جل شانہٗ) کا سب سے زیادہ مطیع اور متقی ہوتا تھا، وہی تمہارا سب سے زیادہ مقرب تھا۔ تمہاری شان حق، صدق اور نرمی تھی۔ تمہارا قول، حکم قطعی اور تمہارا معاملہ بُردباری اور دُور اندیشی تھا اور تمہاری رائے علم وعزم تھا۔ تم نے فساد کا قلع قمع کردیا اور راستے ہموار ہوگئے، مشکل آسان ہوگئی۔ آگ بُجھ گئی اور دین معتدل ہوگیا۔ ایمان قوی ہوگیا، اسلام اور مسلمان مضبوط ہوگئے۔ اللہ (سبحانہٗ وتعالیٰ) کا اَمر غالب ہوگیا، اگرچہ کفار کو ناگوار ہوا۔ تم نے سخت سبقت کی اور اپنے بعد والوں کو تھکا دیا۔ تم خیر سے کامیاب ہوئے۔ تم اس سے بالاتر ہو کہ تم پر ماتم کیا جائے۔ تمہارے مرثیے آسمانوں پر پڑھے جا

Marfat.com

رہے ہیں اور تمہاری مصیبت تمام دُنیا میں ظاہر ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہم اللہ (سبحانہٗ وتعالیٰ) کے فیصلے پر راضی اور اپنا معاملہ اُس کو سونپتے ہیں اور اللہ (عزوجل) کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تمہاری موت جیسا کوئی حادثہ مسلمانوں پر کبھی نازل نہیں ہوا۔ تم دین کی عزت، جائے پناہ اور حفاظت گاہ تھے۔ مومنوں کے لئے تنہا ایک گروہ، قلعہ اور دارالامن تھے۔ منافقوں کے واسطے سختی اور غضب تھے۔ پس اللہ (جل جلالہٗ) تم کو تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملادے اور ہم کو تمہارے بعد تمہارے اُجر سے محروم و گمراہ نہ کرے"۔

(ریاض النضرہ جلد اوّل، کنز العمال بر مسند احمد بن حنبل جلد ۴، ماہنامہ "فیض الاسلام"، راولپنڈی، "صدیق اکبرؓ نمبر")

☆

جب تک حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم خطاب فرماتے رہے، لوگ خاموش رہے لیکن جب اختتام کو پہنچے تو سب کی چیخیں نکل گئیں اور بیک آواز سب نے کہا:

"اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد! آپ نے بے شک سچ فرمایا"۔

۴۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"اگر تم اپنے معتمد بھائی کا غم یاد کرو تو اپنے بھائی ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کارنامے یاد کرو جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مخلوق میں سب سے بہتر، سب سے زیادہ متقی وعادل اور اپنے فرائض انجام دینے والے ہیں"۔

۵۔ حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ ارشاد کرتے ہیں:

"اگر میں قسم کھا کر کہوں اللہ تعالیٰ (جل جلالہٗ) نے حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ایک ہی سرشت وطینت سے پیدا کیا تو میں اپنی قسم میں

Marfat.com

صادق ہوں گا"۔

۶۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مزید وضاحت فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"روحوں کو اللہ تعالیٰ (جل شانہٗ) نے گروہ در گروہ پیدا کیا، پھر جو روح اُس وقت سے متعارف ہوئی، دُنیا میں بھی اُسی سے مانوس و مالوف ہوئی اور وجودِ خارجی میں ایک جگہ تھیں اور بعد انتقال بھی ایک جگہ ہیں اور رہیں گی"۔

۷۔ بروایت حافظ ابوسعد بن سماں وغیرہ محدثین، نیز محمد بن عقیلؓ بن ابی طالبؓ سے کہ:

"بے شک جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وفات پائی اور اُن کو چادر سے چھپا دیا گیا، تو لوگوں کی گریہ زاری سے مدینہ منورّہ ہلنے لگا۔ جیسے حضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات علیہ التحیۃ والثناء کے وصال کے بعد ہلا تھا"۔

(تحفہ اثناءعشریہ)

۹۔ ابنِ مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ:

"جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ انتقال فرما گئے تو مکہ میں ایک زلزلہ آیا"۔ (تاریخ خلفاء اسلام"، سیوطی، اُردو)

☆

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقوال وارشادات اتنے ہیں کہ اُن کا احاطہ کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ جس قدر ممکن ہو سکا، پیش کیے جا رہے ہیں:

- اے گروہِ آدمیاں! خداوند قدوس سے حیا کرو، اُس کی ذات کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے، جب میں قضائے حاجت کے لئے جنگل میں جاتا ہوں تو خدا سے حیا کے مارے اپنا سر ڈھانپ لیتا ہوں۔
- جب کسی کو زینتِ دُنیا پر ناز و غرور آ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اُس شخص کو دشمن رکھتا ہے، یہاں تک کہ وہ اس زینت کو چھوڑ دے۔
- "ادراک" (عقل، فہم) حاصل کرنے سے عاجز آنا "ادراک" ہے۔

Marfat.com

- اللہ تعالیٰ سبحانہ تیرے باطن کا حال دیکھ رہا ہے، جیسا کہ ظاہر کا حال دیکھ رہا ہے۔
- اللہ جل شانہٗ رحم کرے اُس مرد پر، جس نے اپنی جان سے اپنے بھائی کی مدد کی۔
- تو اپنے آپ کو جاہلیت سے دور رکھ کیونکہ اللہ تعالیٰ (سبحانہٗ) نے غیبتِ جاہلیت اور اہل غیبت کو دشمن رکھا ہے۔
- جب تجھ سے کوئی نیکی فوت ہو جائے تو اُس کا تدارک کر اور اگر کوئی بدی تجھے آگھیرے تو اُس سے بچ۔
- ہم ایک حرام میں پڑنے کے خوف سے ستّر حلال کو چھوڑ دیا کرتے تھے۔
- جو شخص بغیر توشہ کے قبر میں جائے، اُس نے گویا بغیر کشتی کے سمندر میں سفر کیا۔
- جب زبان خراب ہو جاتی ہے تو انسان اُس پر روتے ہیں۔ جب دِل خراب ہو جاتا ہے تو اس پر فرشتے روتے ہیں۔
- شہوت کے سبب سے بادشاہ غلام بن جاتے ہیں اور صبر سے غلام، بادشاہ بن جاتے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السّلام اور زلیخا کے قصے پر غور کرو۔
- جس شخص نے گناہوں کو ترک کیا، اس کا دِل نرم ہو گیا اور جس نے حرام کو ترک کیا، اس کا فکر و اندیشہ صاف ہو گیا۔
- سب سے کامل عقل اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا اتباع اور اُس کے غضب سے بچنا ہے۔
- عاقل کے لئے کوئی مسافرت نہیں اور جاہل کے لئے کوئی وطن نہیں۔
- تین چیزیں جس شخص میں ہوں گی، اُسے نقصان دیں گی:
  (۱) نافرمانی (۲) عہد شکنی (۳) مکر۔
- تین چیزیں تین چیزوں سے حاصل نہیں ہوتیں:
  (۱) دولت مندی، آرزوؤں سے (۲) جوانی، خضاب سے اور (۳) صحت، دواؤں سے۔
- جس شخص میں یہ چار خصلتیں ہوں، وہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کے برگزیدہ بندوں میں سے ہے۔ (۱) توبہ کرنے والے سے خوش ہو، (۲) گنہگار کے لئے مغفرت طلب کرے، (۳) مصیبت زدہ کے لئے دُعا کرے اور (۴) احسان کرنے والے کی مدد کرے۔
- چار چیزیں چار چیزوں سے تمام و کامل ہو جاتی ہیں: (۱) ''نماز'' سجدہ سہو سے، (۲) ''روزہ'' صدقہ فطر سے، (۳) ''حج'' فدیہ سے اور (۴) ''ایمان'' حیا سے۔
- تاریکیاں پانچ ہیں اور اُن کے چراغ بھی پانچ ہیں: (۱) ''حُبِّ دُنیا'' تاریکی ہے اور

Marfat.com

اُس کا چراغ ''تقویٰ'' ہے۔(۲) قبر، تاریکی ہے اور اس کا چراغ ''لا الہ الا اللہ'' ہے۔(۳) ''آخرت''، تاریکی ہے اور اس کا چراغ ''نیک عمل'' ہے۔(۴) ''پل صراط''، تاریکی ہے اور اس کا چراغ ''یقین'' ہے اور (۵) ''گناہ''، تاریکی ہے اور اس کا چراغ ''توبہ'' ہے۔

﴿ آٹھ چیزیں، آٹھ چیزوں کی زینت ہیں۔(۱) ''پرہیز گاری''، زینت ہے ''فقر'' کی، (۲) ''شکر''، زینت ہے ''دولتمندی'' کی، (۳) ''صبر''، زینت ہے ''بلا'' کی، (۴) ''تواضع''، زینت ہے ''شرف و بزرگی'' کی، (۵) ''علم''، زینت ہے ''عالم'' کی، (۶) ''فروتنی و عاجزی''، زینت ہے ''طالب علم'' کی، (۷) ''احسان نہ جتانا''، زینت ہے ''احسان'' کی، (۸) ''خشوع''، زینت ہے ''نماز'' کی۔

﴿ ''عابد'' تین قسم کے ہوتے ہیں اور ہر قسم کی علامات ہیں، جن سے وہ پہچانے جاتے ہیں: (۱) ایک قسم وہ ہے جو ''بر سبیل خوف'' اللہ تعالیٰ (سبحانہٗ) کی عبادت کرتے ہیں۔(۲) دوسرے وہ ہیں جو ''بر سبیل اُمید'' اللہ تعالیٰ (جل شانہٗ) کی عبادت کرتے ہیں اور (۳) تیسرے وہ ہیں جو ''بر سبیلِ محبت'' ''اللہ تعالیٰ (جل جلالہٗ) کی عبادت کرتے ہیں۔

قسم اوّل کی تین علامتیں ہیں، عابد اپنے نفس کو حقیر سمجھے گا اور نیکیوں کو قلیل اور اپنی برائیوں کو کثیر خیال کرے گا۔ قسم دوئم کے عابد کی تین علامتیں ہیں۔ وہ تمام حالتوں میں لوگوں سے پرہیز کرے گا۔ دُنیا میں سب سے زیادہ سخی ہوگا اور تمام خلق میں اللہ تعالیٰ (سبحانہٗ) کے ساتھ حسنِ ظن رکھنے والا زیادہ ہوگا۔ تیسری قسم کے عابد کی بھی تین علامتیں ہیں، وہ عطا کرے گا وہ چیز جسے وہ دوست رکھتا ہے، خداوند قدوس کی رضا کے سوا کسی چیز کی پرواہ نہ کرے گا، بلکہ رضائے الٰہی (جل جلالہٗ) کے لئے خلاف نفس عمل کرے گا اور تمام حالتوں میں امر و نہی میں اپنے پروردگار کے ساتھ ہوگا۔

﴿ اُس دن پر رو جو تیری عمر کا گزر گیا اور اُس میں نیکی نہیں کی۔

﴿ بد بخت ہے وہ شخص جو خود تو مر جائے اور اُس کا گناہ نہ مرے۔ یعنی کسی بُرے کام یا بُری رسم کی بنیاد رکھ جائے۔ (مثلاً سینما، کلب، بُرا کھیل اور فحش کتاب وغیرہ)

﴿ ماں باپ کی خوشنودی ''دُنیا'' میں ''موجبِ دولت'' اور ''عاقبت'' میں ''باعث نجات'' ہے۔

﴿ جس پر ''نصیحت'' اثر نہ کرے وہ جان لے کہ اُس کا دِل ''ایمان'' سے خالی ہے۔

﴿ بڑائی ''تقویٰ'' میں، دولت ''توکل'' میں اور عظمت ''تواضع'' میں ہے۔

Marfat.com

- جو قوم بے حیائی کی جانب قدم بڑھائے گی، اللہ (عزوجل) اُس قوم کو مصیبتوں میں مبتلا کر دے گا۔
- خوفِ الٰہی بقدرِ علم ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ (جل شانہٗ) سے بے خوفی بقدرِ جہالت۔
- خلقت سے تکلیف دور کر کے خود اُٹھا لینا حقیقی سخاوت ہے۔
- "اخلاص" یہ ہے کہ اعمال کا عوض نہ چاہے، دُنیا کو آخرت کے لئے اور آخرت کو اللہ تعالیٰ (سبحانہ) کے لئے چھوڑ دے۔
- گناہ سے توبہ کرنا واجب ہے، مگر گناہ سے بچنا واجب تر ہے۔
- جس کا سرمایہ دُنیا ہے، اُس کے دین کا نقصان، زبان بیان کرنے سے عاجز ہے۔
- زبان کو شکوہ سے روک، خوشی کی زندگی عطاء ہوگی۔
- علم، پیغمبروں کی میراث ہے، اور مال فرعون اور قارون کی میراث ہے۔
- جو اللہ جل شانہٗ کے کاموں میں لگ جاتا ہے، اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ اُس کے کاموں میں لگ جاتا ہے۔
- بہتر وہ نہیں جو دُنیا کو آخرت کے لئے ترک کر دے، بہتر وہ ہے جو دُنیا اور آخرت دونوں کو ساتھ لے کر چلے۔
- حق کی معرفت حاصل کرنے سے عاجز رہنا "معرفتِ حق" ہے۔
- جو شخص اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی محبت کا مزا چکھ لیتا ہے، اُس کو پھر طلب دُنیا کی فرصت نہیں ملتی اور انسانوں سے اُس کو وحشت ہوتی ہے۔
- اگر تم خداوند قدوس کی رحمت کے اُمیدوار ہو تو اُس کی مخلوق پر رحم کرو۔
- اللہ تعالیٰ (سبحانہٗ) کے پہچاننے سے اپنے آپ کو عاجز جاننا ہی اُس کی حقیقی پہچان ہے، میں نے جس چیز کو دیکھا، اُس میں اللہ (عزوجل) دیکھا۔
- گناہ ایک تاریکی ہے اور اُس کے لئے روشنی توبہ ہے۔
- تو دُنیا میں رہنے کی فکر کرتا ہے اور دُنیا تجھے نکالنے کی فکر میں ہے۔
- شرم مردوں سے خوب ہے مگر عورتوں سے خوب تر ہے۔
- توبہ بوڑھے سے خوب ہے لیکن جوان سے خوب تر ہے۔
- اپنے ظاہر و باطن کو یکساں رکھو۔
- بُرے لوگوں کے ساتھ بیٹھنے سے تنہائی بہتر ہے۔

Marfat.com

- مصیبت کی جڑ کی بنیاد انسان کی گفتگو ہے۔
- باہم قطع تعلق نہ کرو، حسد چھوڑ کر بھائی بھائی بن جاؤ۔
- جب کسی شرابی کو گرفتار کرتا ہوں تو دل میں یہ آرزو ہوتی ہے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ اس کی ستر پوشی فرمائیں اور جب کسی چور کو گرفتار کرتا ہوں تو اُس وقت بھی یہی آرزو دل میں ہوتی ہے۔ (اللہ اکبر! کس قدر شفقت خلق اللہ پر تھی)۔
- اپنی لونڈی اور غلاموں کو اولاد کی طرح رکھو، اُن کو وہی کھلاؤ جو تم کھاتے ہو، وہی پہناؤ جو تم پہنتے ہو۔
- خبردار! کوئی مسلمان کسی مسلمان کو حقیر نہ سمجھے کیونکہ چھوٹے درجے کا مسلمان بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک بڑا ہے۔
- میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، ”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ کسی انسان سے کوئی سوال نہ کروں“۔
- جب کوئی شکار مارا جاتا ہے یا کوئی درخت کاٹا جاتا ہے تو اس کا سبب یہی ہوتا ہے کہ اُس نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تسبیح ضائع کر دی۔

☆ ☆

Marfat.com

(۳)

حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆

اصفہان (ایران) ۱۸۷ھ قبل عام الفیل ○ ۳۳ھ مدائن (عراق)

۴۰۴ء ۶۵۴ء

﴿قطعہ تاریخ وصال﴾

☆

سرکارؐ کے لعابِ دہن کا یہ فیض ہے کہلائے فردِ سابقین سلمان فارسیؓ
سالِ وصال کیلئے ہاتف نے دی صدا کہہ دیجیے، "محبوبِ دیں سلمان فارسیؓ"

۶۵۴ء

(حضرت صابر براریؒ، کراچی)

☆

"دین پناہ سلمان فارسیؓ"

-----۶۵۴ء-----

حضرت سلمانؓ مردِ خدا اُلفت طراز تھے صحابی وہ رسول پاکؐ کے ذی امتیاز
اُن کی ہے پاکیزہ مرقد مہبطِ انوارِ حق کہہ دیا فیض الامیں نے سالِ رحلت "پاکباز"

۳۳ھ

(حضرت صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی مدظلہٗ
مونیاں ٹھیکریاں، گجرات)

☆

Marfat.com

حضرت سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆

اہلِ ادب کا مان ہیں سلمان فارسیؓ اہلِ وفا کی جان ہیں سلمان فارسیؓ
آقا نے اہل بیتؓ میں شامل کیا اُنہیں یکتائے عز و شان ہیں سلمان فارسیؓ

☆

(پروفیسر فیض رسول فیضانؔ)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار اکابر اور جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں ہوتا ہے۔ آپؓ کی کنیت ''ابو عبداللہ'' تھی اور فارس (ایران) کے شہر اصفہان کے قریبی گاؤں ''جیّ'' میں پیدا ہوئے۔ آپؓ کے والد وہاں کے آتش کدہ کے مہتم اور ایک امیر زمیندار تھے۔ آپؓ کو آتش پرستی سے نفرت تھی اور عالم جوانی سے ہی طلب حق کے لئے کوشاں تھے۔ علمائے یہود و نصاریٰ کے پاس گئے مگر گوہرِ مقصود ہاتھ نہ آسکا۔ بڑے صبر و استقامت سے تلاشِ حق میں تکالیف برداشت کیں اور تقریباً دس مرتبہ یکے بعد دیگرے فروخت ہوئے۔ پہلے دینِ مجوس سے بیزار ہو کر دینِ موسوی میں داخل ہوئے، پھر دینِ نصاریٰ اختیار کیا۔ آخری راہب، آپ جس کے پاس تھے، مرنے لگا تو اس نے آپؓ کو بشارت دی کہ مدینہ منورّہ میں نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا زمانہ قریب آ گیا ہے، اُن کا دین اختیار کر لینا۔ راہب مذکور کے مرنے کے بعد آپ عازمِ مدینہ ہوئے۔ راستے میں ایک شخص نے آپ کو غلامی کا الزام دے کر قید کر لیا اور آپؓ بنو قریظہ کے ایک یہودی عثمان بن سہل کے ہاتھ فروخت ہوئے۔

جب حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم ''مکہ مکرمہ'' سے ہجرت فرما کر ''مدینہ منورہ'' میں جلوہ افروز ہوئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت کے پہلے سال ہی ''دینِ اسلام'' قبول کر لیا اور حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظرِ التفات کے طفیل ۵ھ میں اُس یہودی کی غلامی سے آزاد ہو گئے اور بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں رہنے لگے۔ آپ کی زبان ''فارسی'' تھی، جو عام لوگوں کی سمجھ میں نہ آتی تھی، چنانچہ حضور پُرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا لعابِ دہن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منہ میں ڈال دیا تو آپ کی زبان ''عربی'' ہو گئی۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ''اصحابِ صفّہ'' میں شامل ہو کر ہمیشہ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کے دامنِ رحمت میں رہے۔ آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں بڑا رُتبہ پایا۔ حضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''سابقین چار ہیں، بعض اُن میں میانہ رَو ہیں اور بعض اُن میں سبقت لے جانے والے ہیں۔ یہ سبقت محض نیکیوں کی وجہ سے ہوتی ہے اور یہ چار شخص ہیں، جن میں سے ایک خود ''میں'' ہوں، جو تمام عربوں سے پہلے نیکی کے میدان میں اُترا، دوسرے ''سلمان فارسی'' ہیں جو تمام فارس والوں سے سبقت لے گئے، تیسرے ''صُہیب رومی''، سابقِ روم ہیں اور چوتھے ''بلالِ حبشی''، سابق حبش ہیں''۔

حضرت ''سلمان فارسی'' رضی اللہ تعالیٰ عنہ ''غزوۂ خندق'' اور بعد کے ''غزوات'' میں شامل ہوئے۔ ''غزوہ احزاب'' میں جب ''خندق'' کھودنے لگے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے ''خندق'' مسلمانوں میں تقسیم فرمادی۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں مہاجرین وانصار میں اختلاف پیدا ہوگیا، ہرایک فریق کا دعویٰ تھا کہ ''سلمان'' ہم سے ہیں۔ اُس وقت حضور سیدِ عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''سلمان من اھل البیت''

(سلمان اہل بیت میں سے ہیں)

آپؓ اشرف صحابہ کرامؓ اور اصحابِ صفّہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) میں سے تھے۔ آپؓ اُن تین صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے ہیں جن کا بہشت بہت مشتاق ہے اور آپؓ اُن چار صحابیوں میں سے ہیں جن کو خداوند قدوس دوست رکھتا ہے، اور اپنے حبیب سرورِ کائنات، فخرِ موجودات صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کی دوستی کا ارشاد فرماتا ہے۔ آپؓ اُن چار بزرگوں میں سے ہیں جن کی نسبت حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی وفات کے وقت وصیت کی تھی کہ علم کو اُن کے پاس تلاش کرنا۔

حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہدِ سعید میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدائن (عراق) کی گورنری کے عہدۂ جلیلہ پر فائز کر کے پانچ ہزار روپیہ سالانہ وظیفہ مقرر فرمادیا تھا۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وظیفہ ملتا تو اُسے فقراء، غربا اور محتاجوں میں تقسیم کردیتے تھے اور خود زنبیل بافی سے گزارا کرتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوئی گھر نہ تھا۔

Marfat.com

دیواروں اور درختوں کے پتوں کے سایہ میں حیاتِ مستعار بسر کی۔ ایک دفعہ ایک شخص نے عرض کیا کہ حضور! میں آپؓ کے لئے گھر بنا دیتا ہوں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ''مجھے گھر کی ضرورت نہیں ہے''۔ اُس نے باصرار کہا کہ جس قسم کا گھر آپ کی طبیعت کے موافق ہے، وہ مجھے معلوم ہے۔ ارشاد کیا، بیان کر! اُس نے عرض کیا کہ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ایسا گھر بنا دیتا ہوں کہ جب آپؓ اُس میں کھڑے ہوں تو سر مبارک اُس کی چھت سے لگے اور جب پاؤں پھیلائیں تو پاؤں کی انگلیاں دیوار سے جا لگیں۔ فرمایا! درست ہے، چنانچہ اُس نے گھر تیار کر دیا۔

بعض ناواقف لوگ آپ کی ظاہری حالت دیکھ کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مزدور سمجھتے۔ ایامِ گورنری میں ایک دفعہ ایک شخص نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مزدور سمجھ کر اپنا سامان اُٹھوایا۔ راستے میں ایک شخص نے پوچھا، اے امیر! آپؓ نے یہ بوجھ کیوں اُٹھایا ہے۔ تب اُس شخص نے بہت بہت معذرت کی کہ مجھے معلوم نہ تھا اور اصرار کیا کہ سامان یہیں چھوڑ دیں لیکن حسبِ وعدہ بوجھ اُس کے مکان پر پہنچا کر ہی واپس لوٹے۔ آپؓ کے پاس ایک دھاری دار ''کملی'' تھی جس کا کچھ حصہ اوڑھ لیتے اور کچھ نیچے بچھا لیتے۔ گورنری جیسے عہدۂ جلیلہ پر فائز ہونے پر بھی یہی ''کملی'' آپؓ کے پاس رہتی تھی۔

روایت ہے کہ ایک شخص نے آپؓ کو گالیاں دیں۔ آپؓ نے فرمایا کہ اگر قیامت کے دِن میرے گناہوں کا پلّہ بھاری ہو گیا تو تو جو کچھ کہتا ہے، میں اُس سے بھی بدتر ہوں اور اگر گناہوں کا پلّہ ہلکا ہو گیا تو جو کچھ تو کہتا ہے، مجھ کو اس سے کوئی ڈر نہیں اور خطرہ نہیں ہے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبیلہ بنی کندہ کی ایک عورت سے نکاح کیا، جس سے دو صاحبزادے متولّد ہوئے۔ اُن سے بہت نسل چلی اور اب تک آپ کی اولاد امجاد سے کچھ لوگ وہاں موجود ہیں جو کہ سب اہلِ علم اور صاحبِ کمال ہیں۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مختلف مذاہب کے علوم حاصل کئے تھے اور لکھنا بھی جانتے تھے۔ نہج البلاغہ میں اُن کے نام حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکتوب گرامی بھی شامل ہے جس میں اُنہیں دُنیا سے بے تعلقی اور پریشانیوں میں نہ گھبرانے کا مشورہ دیا گیا ہے۔ حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال سے قبل اُن کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہو کر خصوصی پند ونصائح کی درخواست کی اور نوازے گئے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو داؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک خط لکھا کہ:

''اے برادر! دُنیا اِتنی جمع نہ کر کہ تو شکر ادا نہ

Marfat.com

کر سکے۔ میں نے حضور اکرم و افضل صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ جس مالدار نے اپنا مال اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کے حکم کے مطابق خرچ کیا ہوگا تو وہ مال قیامت کے دن دربارِ خداوندی میں حاضر کیا جائے گا، مالدار بھی سامنے ہوگا۔ وہ مالدار جب پُل صراط پر اِدھر اُدھر جُھکنے لگے گا تو اس کا مال کہے گا تجھ سے چلا کیوں نہیں جاتا، جب تو مجھ سے اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کا حق ادا کر چکا ہے تو پھر ڈرتا کیوں ہے؟ اس کے بعد ایسا مالدار حاضر کیا جائے گا کہ جس نے اپنا مال حکم خداوندی کے خلاف خرچ کیا ہوگا، اُس کا مال اُس کے شانوں پر رکھ دیا جائے گا۔ جب پُل صراط میں جھکنے لگے گا تو اُس کا مال کہے گا، خرابی ہو تجھ کو کہ تو نے مجھ سے خدا (جل جلالہٗ) کا حق کیوں ادا نہ کیا۔ اُس کا حال اسی طرح رہے گا اور وہ دُہائی مچائے گا لیکن کوئی فائدہ نہ ہوگا"۔

جب آپ کا آخری وقت قریب آیا تو بہت بے قرار ہو کر زار و قطار رونے لگے۔ عیادت کو آنے والے لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ کیوں روتے ہیں۔ فرمانے لگے کہ:

"مجھے نہ خوفِ موت ہے اور نہ دُنیا کی خواہش۔ مجھ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد لیا تھا کہ اگر تو مجھ سے قیامت میں ملنا چاہتا ہے تو دُنیا جمع نہ کرنا اور دُنیا سے اس طرح جانا جس طرح کہ "میں جاتا ہوں"۔ لیکن میرے پاس تو سامانِ دُنیا جمع ہو گیا ہے۔ بدیں وجہ ڈر لگتا ہے کہ کہیں حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جمالِ مبارک سے محروم نہ رہ جاؤں"۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سامان کیا تھا، (۱) ایک عدد لوٹا، (۲) پالان (۳) پوستین اور (۴) کملی۔ قربان جائیں، تقویٰ ہو تو ایسا ہو۔

واصنع کماش فوق ار ض الشوک بحذر ماری

(ایسی زندگی گزار، جس طرح کوئی شخص خاردار زمین پر چلتے ہوئے ہر چیز سے خطرہ محسوس کرتا ہے)

جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دار الفنا سے دار البقا کی طرف تیاری ہوئی تو اپنی رفیقۂ حیات رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ:

"جو کستوری تمہارے پاس ہے، اُسے پانی میں گھول کر

Marfat.com

میرے سر کے گرد چھڑک دو کیونکہ ایک ایسی قوم آنے والی ہے
جو نہ انسان ہے اور نہ جن"۔

آپؓ کی زوجہ محترمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ میں آپؓ کا ارشاد بجالائی اور گھر سے باہر نکلی تو آواز آئی:

"السّلام علیک یا ولی اللہ ، السّلام علیک یا صاحبِ رسولؐ اللہ"

جب میں اندر آئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ آپ خالقِ حقیقی کے پاس پہنچ چکے تھے اور ایسے لیٹے ہوئے تھے کہ گویا بڑے سکون واطمینان سے سو رہے ہیں۔

آپؓ کی رحلت اڑھائی سو سال کی عمر میں ۱۰/ رجب المرجب ۳۳ھ بمطابق ۴/ فروری ۶۵۴ء کو شہر مدائن (سلمان پارک) میں ہوئی اور وہیں مزار مقدس بنا۔ فیضِ باطنی آپ کو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا۔ حضرت سیدّ علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ کسی شاعر نے تاریخ وفات یوں کہی

روحِ پاکش پاک بودو پاک رفت
ہست سالِ رحلتش "پاک باز"
۳۳ھ

آخر میں آپ کے ملفوظاتِ طیبہ اور ارشاداتِ عالیہ درج کیے جا رہے ہیں:

☆ جب آپؓ اپنی خادمہ کو کسی کام کے لئے بھیجتے تو اُس کی عدم موجودگی میں آٹا خود گوندھ لیتے۔ فرماتے تھے کہ:

"ہم اُس سے دو کام نہیں لے سکتے"۔

☆ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زنبیل بافی (بوریا بافی) کا شغل رکھتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ ایک دِرہم کے کھجور کے پتے خریدتا ہوں اور اس سے زنبیل یا بوریا تیار کر کے تین دِرہموں پر بیچ دیتا ہوں۔ ان میں ایک دِرہم کھجور کے پتے خریدنے کے لئے رکھ لیتا ہوں، ایک دِرہم اپنے بال بچوں پر خرچ کرتا ہوں اور ایک دِرہم خیرات کر دیتا ہوں۔

☆ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گورنری کے منصب پر فائز تھے تو ایک جماعت آپؓ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اُس وقت آپؓ زنبیل بافی کر رہے تھے۔ اُنہوں نے عرض کیا کہ آپؓ یہ کام کیوں کر رہے ہیں جبکہ گورنری کی حیثیت سے آپؓ کا وظیفہ مقرر ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد کیا کہ میں اپنے ہاتھ کی کمائی کھانا پسند کرتا ہوں۔

Marfat.com

☆ دُنیا میں مومن کا حال اس بیمار کی مانند ہے جس کے ساتھ اُس کا طبیب بیٹھا ہوا ہو اور وہ اس کی بیماری اور علاج کو جانتا ہو۔ جب مریض کسی مضر اور ممنوعہ چیز کو چاہتا ہے تو وہ اسے منع کر دیتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ اگر تم اسے کھاؤ گے تو ہلاک ہو جاؤ گے۔ بعینہٖ مومن بہت سی چیزوں کو چاہتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اُس کو ان سے روک دیتا ہے یہاں تک کہ وہ مر جاتا ہے اور بہشت میں داخل ہو جاتا ہے۔

☆ تعجب ہے طالب دُنیا پر جس کو موت طلب کر رہی ہے اور تعجب ہے اُس غافل پر جس کو فراموش نہیں کیا گیا اور تعجب ہے اُس ہنسنے والے پر جو یہ نہیں جانتا کہ اُس کا پروردگار (جل شانہٗ) اُس سے راضی ہے یا ناخوش۔

☆ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ اصحابہٖ وسلم نے ہم سے عہد لیا تھا کہ تمہارا روزینہ مثل توشۂ سوار کے ہو۔

☆ سعید بن میسب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا، پیارے بھائی! ہم میں سے جو پہلے وفات پائے وہ دوسرے کو خواب میں دکھائی دے۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، کیا ایسا ہو سکتا ہے؟ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہاں۔ مومن بندے کی روح آزاد ہوتی ہے، زمین میں جہاں چاہتی ہے چلی جاتی ہے اور کافر کی روح قید خانے میں ہوتی ہے۔ پس حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے وفات پائی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ

> ''ایک روز میں دوپہر کے وقت اپنی چارپائی پر قیلولہ کر رہا تھا کہ آنکھ لگ گئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے ہیں۔ انہوں نے کہا، ''السلام علیکم ورحمتہ اللہ''۔ میں جواب دیا۔ ''وعلیکم السلام'' اے ابو عبداللہ! تو نے اپنا مقام کیسا پایا؟ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، ''خوب ہے''۔ پھر تین بار فرمایا، تو ''توکل'' اختیار کر کیونکہ ''توکل'' اچھا ہے''۔

☆ تو بازار میں سب سے پہلے داخل نہ ہو اور نہ سب سے پیچھے نکل کیونکہ وہ معرکۂ شیطان ہے اور وہاں اس کا جھنڈا کھڑا ہوتا ہے۔

Marfat.com

☆ اتنی دنیا مت جمع کر، جس کا شکر تم سے ادا نہ ہو سکے۔

☆ آپ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ تیرے نفس کا تجھ پر حق ہے اور تیرے رب کا تجھ پر حق ہے اور تیرے اہل وعیال کا تجھ پر حق ہے۔ پس ہر ایک حقدار کو اس کا حق ادا کر۔ پھر دونوں حضرات نے حضور سیّد عالم التحیۃ والثناء کی بارہ گاہِ بیکس پناہ میں حاضر ہو کر مندرجہ بالا باتوں کا ذکر کیا۔ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سچ کہا ہے"۔

☆ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ کا نسب کیا ہے؟ فرمایا، "اسلام"، پوچھا کہ آپؓ کے باپ کا کیا نام ہے؟ فرمایا، "اسلام"۔ فرمایا کرتے تھے کہ جب ہمارا دین "اسلام" ہے تو ہمارا سب کچھ "اسلام" ہے۔ ہمارا دین ہمیں ماں باپ، بہن بھائی سے بھی عزیز تر ہے۔ حکیم الامّت ترجمان حقیقت حضرت علامہ اقبالؒ نے آپؓ کے اس قول کی یوں ترجمانی کی ہے

فارغ از اب و ام و اعمام شو
ہمچو سلمان زادۂ اسلام شو

☆ صحیح معنوں میں خلیفہ وہی ہوتا ہے جو "کتاب اللہ" یعنی "قرآن مجید فرقانِ حمید" کے مطابق فیصلے کرے اور رعیت پر اس طرح شفقت کرے جس طرح اہل وعیال پر شفقت کرتا ہے۔

☆ ایک دفعہ ایک شخص نے آپ کو گالی دی۔ آپؓ نے فرمایا!

"اگر قیامت کے دن میرے گناہوں کا پلّہ بھاری ہوگا تو جو کچھ تو کہتا ہے، میں اس سے بھی بدتر ہوں۔ اگر میرے گناہوں کا پلّہ ہلکا ہوگا تو تیری بات سے مجھے ڈر نہیں۔"

☆ تم برائی چھپ کر کرتے ہو تو نیکی بھی چھپ کر کرو۔

☆ اپنے مال میں اللہ عزوجل کا حق نکالو یعنی فرمانِ خداوندی کے مطابق اپنا مال خرچ کرو ورنہ یہی مال آخرت میں تمہارے لئے وبال ثابت ہوگا۔

☆ جب تم کسی کام کا ارادہ کرو، کسی بات کا حکم دو یا کوئی چیز تقسیم کرو، خداوند قدوس کو یاد رکھو۔

☆ جھگڑا بڑھنے سے پہلے ہی تم اُس سے الگ ہو جاؤ۔

☆ انسان کا سب سے بڑا دشمن گناہ ہے۔

Marfat.com

☆ علم کی مثال دریا کی سی ہے، اس میں سے کتنا ہی خرچ کرو گے، کم نہ ہوگا۔

☆ ہر اچھا کام پہلے ناممکن ہوتا ہے۔

☆ کوئی کمزور شخص اگر تمہاری بے عزتی کرے تو اُسے معاف کردو، اس لئے کہ بہادروں کا کام معاف کرنا ہے۔

☆ اگر دُنیا کے درختوں کے قلم بن جائیں اور سمندروں کی سیاہی، تب بھی انسان اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی نعمتیں نہیں گن سکتا۔

☆ بندہ جب خوشی و مسرّت میں اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کو پکارتا ہے (اللہ عزوجل کو عیش و آسائش میں یاد رکھتا ہے) تو پھر جب اُس پر مصیبت پڑتی ہے تو اُس وقت فرشتے بارگاہِ الٰہی (جل جلالہٗ) میں عرض کرتے ہیں، پروردگارا! تیرے بندے پر مصیبت آپڑی ہے! (اس کو دور فرمادے) اس طرح جب فرشتے اُس کی سفارش کرتے ہیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ اُن کی سفارش قبول فرمالیتا ہے۔ اور بندہ اگر عیش و عشرت میں اللہ تعالیٰ عزوجل کو نہیں پکارتا (اُس کو یاد نہیں کرتا) اور دُکھ کے وقت پکارتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ اَب اللہ سبحانہٗ کو پکارتا ہے، اور فرشتے اُس کی سفارش نہیں کرتے۔

☆)......(☆

Marfat.com

(۴)

حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم

مدینہ منورہ ۲۴ھ ——— ۶۴۵ء ○ ۱۰۸ھ مثلل (درمیان مکہ و مدینہ) ——— ۷۲۶ء

☆قطعہء تاریخِ وصال☆

(۱)

بے شک تھے وہ نبیرہ صدیقؓ باصفا کے ‏ ‏ تھے اپنے دور کے جو یکتا فقیہہ و عالم

صابرؔ تھی فکر مجھ کو لکھوں میں سالِ رحلت ‏ ‏ آئی صدا یہ کہہ دو "دریائے فکرِ قاسم"

---۷۲۶ء---

(حضرت صابرؔ براری، کراچی)

(۲)

"بحرِ صفا قاسم بن محمدؒ"

------۷۲۶ء------

تھے صدیق اکبرؓ کے پوتے جو قاسمؒ ‏ ‏ بنا باغِ فردوس میں اُن کا ٹھکانہ

کہا ہاتفِ حق نے فیض الامیں سے ‏ ‏ سنِ رحلت اُن کا "حبیبِ یگانہ"

۱۰۸ھ

(حضرت صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی مدظلہ

(مونیاں ٹھیکریاں، گجرات)

☆

Marfat.com

حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم

☆

خلیفۂ دوئم حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد مبارک میں شاہِ فارس یزدجرد کی تین بیٹیاں مالِ غنیمت میں آئیں، جن میں سے شہر بانو، حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقد میں آئیں جن سے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔دوسری، حضرت عبداللہ بن عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجیت میں آئیں جن سے حضرت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ متولد ہوئے اور تیسری حضرت محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں آئیں جن سے حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنم لیا۔اس طرح حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سالم اور امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم تینوں خالہ زاد بھائی ہیں۔

حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چہار اطراف سے شرف وعزت کو اپنے گرد جمع کر رکھا تھا حتیٰ کہ عزت وتکریم میں سے کوئی ایسی چیز نہیں رہ گئی تھی جس کو اُنہوں نے حاصل نہ کرلیا ہو۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کے ''باپ''، ایران کے آخری بادشاہ یزدگرد کی بیٹی اُن کی ''والدہ'' اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اُن کی ''پھوپھی'' ہیں۔لیکن اُن کا سب سے بڑا اعزاز یہ بھی ہے کہ اُنہوں نے اپنے سر پر ''علم وتقویٰ کا تاج'' سجا رکھا تھا۔مدینہ منورہ کے سات فقہا میں سے ایک تھے۔اپنے ہم عصروں میں علم کے اعتبار سے ''بہترین'' ذہانت کے اعتبار سے ''تیز ترین'' اور ورع وتقویٰ کے لحاظ سے ''شدید ترین'' آدمی تھے۔

☆

آپ کی ولادت باسعادت ۲۳/شعبان المعظم ۲۴ھ/۲۴۔جون ۶۴۵ء کو مدینہ منورہ میں ہوئی، یہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ حکومت کا آواخر تھا۔حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں آپؒ کے والد گرامی مصر کے گورنر بنے لیکن جلد ہی حضرت امیر معاویہؓ نے عمروؓ بن العاص کی قیادت میں لشکر بھیج کر شکست سے دوچار کر دیا اور آپ قتل کر دیئے گئے اور انصارِ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصر

Marfat.com

کے حکمران بن گئے اور یوں حضرت قاسمؒ کم سنی میں ہی یتیم ہو گئے۔

☆

حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی داستانِ غم یوں بیان فرماتے ہیں:

''میرے باپ کو مصر میں قتل کر دیا گیا تو میرے چچا عبدالرحمٰنؓ بن ابوبکرؓ آ کر مجھے اور میری ہمشیرہ کو مصر سے مدینہ لے گئے۔ ہم مدینہ پہنچے ہی تھے کہ میری پھوپھی عائشہؓ ہمارے پاس آئیں اور چچا کے گھر سے ہمیں اپنے گھر لے گئیں اور اپنی زیرِ نگرانی ہماری تربیت و پرورش کرنے لگیں۔ پھوپھی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جس محبت و چاہت اور تعلق و توجہ کے ساتھ ہماری تربیت و پرورش کی، اُس پر مَیں یہی کہوں گا کہ میں نے اُن سے زیادہ حُسنِ سلوک کرنے والا کوئی باپ دیکھا نہ ماں اور اُن سے بڑھ کر شفقت کرنے والی کوئی ماں دیکھی نہ باپ۔

وہ اپنے ہاتھ سے ہمیں کھانا کھلاتیں اور خود نہ کھاتیں۔ ہمارے کھانے سے کچھ بچ جاتا تو اُسے کھا لیتیں۔ ہمارے ساتھ اس قدر محبت کرتیں، جس طرح دُودھ پلانے والیاں دودھ پیتے بچے سے پیار کرتی ہیں۔ وہ ہمارے بدنوں کو غُسل دیتیں اور بالوں میں کنگھی کرتیں۔ ہمیں سفید کپڑے پہناتیں اور خیر کی طرف ہمیں راغب کرنے کا کوئی موقع نہ جانے دیتیں۔ اپنے عمل سے ہماری تربیت کرتیں، برائی سے منع کرتیں اور اُس کو ترک کرنے پر ہمیں اُبھارتیں۔ ہم قرآن مجید کی جس قدر سمجھ بوجھ رکھتے اُس کی ہمیں مسلسل تلقین کرتیں، حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ ہماری سمجھ میں آ سکتا اُس کو ہمارے سامنے بیان کرتیں۔

عیدین کے مواقع پر ہمیں بڑے تحائف دیتیں اور ہم سے بہترین سلوک کرتیں۔ ایامِ حج میں عرفہ کی شام کو میرے بال سنوارتیں اور مجھے اور میری بہن کو غسل دیتیں۔ صبح ہوتی تو

Marfat.com

نئے کپڑے پہنا کر ہمیں عیدگاہ کی طرف بھیج دیتیں تاکہ ہم نمازِ عید ادا کر کے آئیں۔ جب ہم واپس آتے تو ہمیں ساتھ بٹھا لیتیں اور ہم اکٹھے کھانا کھاتے۔

☆

ایک روز ایسے ہوا کہ انہوں نے ہمیں سفید کپڑے پہنائے، پھر ایک طرف مجھے اور دوسری طرف میری بہن کو اپنی گود میں بٹھا لیا۔ اُنہوں نے میرے چچا عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہلے ہی پیغام بھیج رکھا تھا۔ وہ آئے تو اُن کو سلام کیا اور پھر اُن سے کچھ گفتگو کی۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی شانِ شایان اُس کی حمد وثنا بیان کی۔ میں نے اُن سے زیادہ فصیح اللسان اور شیریں بیان کسی مرد یا عورت کو نہیں دیکھا۔ پھر انہوں نے اپنے بھائی کو مخاطب کر کے فرمایا:

بھائی جان! جب سے میں ان بچوں کو اپنے پاس لائی ہوں، آپ مجھ سے دور ہی رہتے ہیں۔ اللہ عزوجل کی قسم! میں نے اِن بچوں کو اپنے پاس لا کر آپ کے اوپر کوئی احسان نہیں کیا نہ مجھے آپ پر کوئی بدگمانی تھی اور نہ میں آپ کو ان کے حق میں کسی لغزش کا الزام دیتی ہوں بلکہ میں ان بچوں کو اس لئے لے آئی تھی کہ آپ کئی بیویوں کے شوہر ہیں اور یہ چھوٹے بچے ہیں، یہ تو اپنے کام خود نہیں کر سکتے۔

مجھے یہ خدشہ ہوا کہ اگر یہ بچے کسی وقت کوئی الائش پھیلا دیں تو آپ کی بیویاں اس چیز کو دیکھ کر کراہت کا اظہار کریں گی۔ پھر میں نے دیکھا کہ میں ہی اس بات کی سب سے زیادہ ذمہ دار ہوں کہ اِن بچوں کی تربیت و پرورش کا ذمہ لوں۔ میں نے یہ فرض ادا کیا۔ اب یہ بچے جوان ہو گئے ہیں اور اپنے اُمور خود سرانجام دینے کے قابل ہو گئے ہیں۔ لہٰذا انہیں آپ لے جائیے! اور اپنے پاس رکھئے۔

Marfat.com

اس کے بعد چچا عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیں اپنے
گھر لے گئے"۔

لیکن حضرت قاسم کا دِل اپنی پھوپھی جان حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں ہی اٹکا رہا کیونکہ اُنہوں نے نبوّت و رسالت کی خوشبوؤں سے معطر اس گھر میں پرورش پائی تھی۔ لہٰذا آدھا وقت اپنی پھوپھی جان کے گھر میں گزارنے لگے۔ ایک روز اپنی پھوپھی جان حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے دونوں ساتھیوں کی قبریں دکھایئے! میں اُنہیں دیکھنا چاہتا ہوں۔ یہ قبریں گھر میں ہونے کے باعث ایک پردے کے ذریعے آنکھوں سے اوجھل رکھی گئی تھیں۔

حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"میرا یہ مطالبہ پورا کرتے ہوئے ماں (حضرت عائشہؓ) نے پردہ ایک طرف ہٹایا تو میں نے دیکھا کہ یہ تینوں قبریں بہت کم بلند ہیں۔ سُرخ مٹی کی کنکریاں اوپر ڈال کر اُنہیں ہموار کیا گیا ہے، جو اُس وقت مسجد میں ہوتی تھیں۔

میں نے پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کون سی ہے؟

اُنہوں نے ایک قبر کی طرف ہاتھ کا اشارہ کرتے ہوئے کہا:

"یہ ہے"!!

مَیں نے دیکھا کہ ماں کی آنکھوں سے دو بڑے بڑے آنسو بہہ نکلے تو اُنہوں نے فوراً اُن کو صاف کر ڈالا تا کہ مجھے نظر ہی نہ آئیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اپنے دونوں ساتھیوں کی قبر سے ذرا آگے ہے۔

اب میں نے پوچھا: میرے دادا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کہاں ہے؟

اُنہوں نے کہا: "وہ ہے"۔

اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

Marfat.com

سرہانے کی جانب دفن ہیں۔
پھر میں نے کہا: یہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر ہے؟
اُنہوں نے کہا: "ہاں"۔
اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر میرے دادا کی کمر کے برابر اور نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں سے ذرا قریب ہے"۔

☆

حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب جوان ہوئے تو قرآن کریم حفظ کر چکے تھے۔ پھر آپؒ نے حرم نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا رُخ کیا اور اُن علمی حلقوں کے ہو کر رہ گئے جو مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہر رکن میں اس طرح بکھرے ہوتے تھے، جیسے آسمان پر ستارے بکھرے چمک رہے ہوں۔

انہوں نے حضرت ابو ہریرہ، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن جعفر، عبداللہ بن خباب، رافع بن خدیج اور سیدنا عمر فاروق اعظم کے غلام اسلم (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے حدیث روایت کی حتیٰ کہ وہ مُجتہد امام اور اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم سُنّت بن گئے۔ اِن دِنوں علمی دنیا میں کسی کو اس وقت تک "مرد" نہیں کہا جاتا تھا جب تک وہ سنّت میں رسوخ حاصل نہ کر لیتا تھا۔ آپ مدینہ منورہ کے بلند رُتبہ امام، فقیہہ، عالم، متقی اور کثیر الروایات بزرگ قرار پائے۔

جب آپؒ کے علم و معرفت کی تمام جہتیں مکمل ہو گئیں اور لوگ حصول علم کی خاطر بڑے شوق و رغبت سے اُن کی خدمت میں حاضر ہونے لگے تو اُنہوں نے بھی اُن پر علم کے دریا بہا دیئے۔ وہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بلا ناغہ اپنے مقررہ وقت پر آتے۔ دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کرتے، پھر منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان بابِ عمرؓ کے سامنے اپنی نشست گاہ پر بیٹھ جاتے تو ہر طرف سے طالب علم اُن کے پاس جمع ہونے لگتے اور اُن کے شیریں و صافی چشمۂ علم سے اپنے پیاسے دِلوں کو خوب سیراب کرتے۔

کوئی زیادہ وقت نہ گزرا تھا کہ آپ اور آپ کے خالہ زاد بھائی حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مدینہ طیبہ کے قابل اعتماد اور ایسے رہنما و سردار بن گئے کہ لوگ اُن کی بات سُنتے اور مانتے تھے۔ اُن کے پاس کوئی گورنری تھی نہ حکومت مگر لوگوں نے اُن کو اپنا سردار و قائد بنا لیا تھا کیونکہ اُنہوں نے اپنے آپ کو ورع و تقویٰ سے آراستہ و پیراستہ کر رکھا تھا۔

Marfat.com

دِل علم وفقر سے معمور کر رکھے تھے اور لوگوں کے ہاں پائے جانے والے مال ومتاع سے بے نیازی اور اللہ عزوجل کے حضور جو کچھ ہے، اُس میں رغبت پیدا کر رکھی تھی۔

☆

لوگوں کے دِلوں میں اُن کا یہ مقام ورُتبہ اس قدر راسخ وجاگزین ہو گیا تھا کہ امرائے بنوامیّہ، مدینہ منوّرہ کا کوئی کام اُن کی رائے لئے بغیر نہیں کرتے تھے۔ اس بات کی شہادت یہ واقعہ دیتا ہے کہ ولید بن عبدالملک نے حرم نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو وسیع کرنے کا ارادہ کیا تو وہ قدیم مسجد کو چاروں اطراف سے منہدم کئے بغیر اور امہات المومنینؓ کے گھروں کو اس میں شامل کئے بغیر وہ یہ کام نہیں کر سکتا تھا اور یہ ایک ایسا مسئلہ تھا جو لوگوں کو بہت گراں گزرتا تھا۔

اب ولید نے گورنر مدینہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ:

> ''میری رائے یہ ہے کہ مسجدِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا وسیع کر دیا جائے کہ یہ دوسو ہاتھ کشادہ ہو جائے۔ آپ اس کی چاروں دیواروں کو منہدم کر دیں اور زوجاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حجروں کو بھی اس میں شامل کر لیں۔ آس پاس اور بھی جتنے گھر ہیں، اُن کو خرید لیں اور اگر ہو سکے تو قبلہ کی جانب بھی توسیع کر دیں۔ آپ یہ کام آل خطاب سے اپنے تعلق اور لوگوں میں اُن کے مقام اور مرتبہ کی بنا پر کر سکتے ہیں۔ اگر اہل مدینہ اس بات سے انکار کر دیں تو قاسم بن محمد اور سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مدد لیں، اور اُن کو اس معاملے میں شریک کر لیں اور لوگوں کو اُن کے گھروں کی قیمتیں دِل کھول کر ادا کریں۔ اس معاملے میں آپ کو دو بزرگوں عمرؓ بن خطاب اور عثمانؓ بن عفان کا کردار آپ کیلئے مشعلِ راہ ہو گا۔''

☆

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قاسم بن محمد اور سالم بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور سرداران اہل مدینہ کے ایک گروہ کو بلایا اور اُن کے سامنے امیر المومنین کا خط پڑھا۔ اُن لوگوں نے خلیفہ کی اس رائے پر خوشی کا اظہار کیا اور اس پر عملدرآمد کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ مدینۃ النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دونوں بڑے عالم وامام

Marfat.com

بذاتِ خود اپنے ہاتھوں سے مسجد کو انہدام میں شریک ہیں تو وہ سب یکبارگی اُٹھ کر اس کام میں شریک ہو گئے۔

☆

اُن دنوں جیوشِ مُسلمین شہرِ قسطنطنیہ میں داخلے کے لئے شہر کے مضبوط قلعوں کے دروازوں پر دستک دے رہے تھے اور جری و بہادر جرنیل مسلمہ بن عبدالملک بن مروان کی قیادت میں ایک کے بعد دوسرا قلعہ مسلمانوں کے قبضہ میں آتا جا رہا تھا اور یہ اس بات کی تمہید تھی کہ قسطنطنیہ فتح ہو جائے گا۔ اُدھر رُوم کے بادشاہ کو امیر المومنین کے توسیعِ مسجدِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اس منصوبہ کا علم ہوا تو اُس نے مداہنت سے کام لیتے ہوئے خلیفہ کو خوش کرنے اور اس کا تقرب حاصل کرنے کے لئے ایک لاکھ مثقال سونا، ملک شام کے فنِ تعمیر کے ایک سو ماہرین اور چالیس اونٹ پردوں کے لئے استعمال ہونے والے بہترین کپڑے، "فلسفیاء" کے لاد کر بھیجے۔ ولید نے یہ سب کچھ عمر بن عبدالعزیزؒ کی طرف بھیج دیا تا کہ وہ تعمیر مسجد میں اس سے مدد لے سکیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے بھی یہ مال حضرت قاسم بن محمدؓ اور اُن کے ساتھی کے مشورہ سے خرچ کیا۔

☆

حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ شکل وصورت اور خصائل وشمائل میں اپنے دادا حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس قدر ملتے جلتے تھے کہ لوگ کہا کرتے تھے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسل میں اس جوان سے زیادہ اُن سے مشابہ کوئی اور بچہ پیدا نہیں ہوا۔ وہ اخلاق کی بلندی، خصال کی عمدگی، ایمان کی پختگی، تقویٰ کی شدت، دِل کی سخاوت اور ہاتھ کی کشادگی میں اُن سے قریب ترین تھے۔

☆

آپؓ نے علم باطن حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل کیا اور یوں اپنے جدِّ امجد حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باطنی نعمت اُن کے وسیلہ سے حاصل کی۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پرورش اور حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت نے سونے پر سہاگے کا کام کیا۔ نتیجتاً آپ تابعینِ کبار اور فقہائے سبعہ میں سے ہیں۔ اپنے وقت کی بے نظیر ہستی اور امامِ اہل زمانہ تھے۔ فقیہِ بے مثل، عالمِ بے بدل اور کثیر الحدیث تھے۔ یحییٰ بن سعید انصاری فرماتے ہیں کہ ہم نے مدینہ منورہ میں کسی شخص کو ایسا نہیں پایا،

Marfat.com

جسے قاسمؒ پر فضیلت دے سکیں۔ ایوب سختیانی کا بیان ہے کہ میں نے کسی کو حضرت قاسمؒ سے افضل نہیں دیکھا۔ امام بخاری کا قول ہے کہ آپ اپنے زمانہ میں سب سے افضل تھے۔ ابوالزناد کا قول ہے کہ اُن سے بڑھ کر کسی کو سُنّت کا عالم باعمل نہیں پایا اور نہ کسی فقیہ کو آپ سے زیادہ اَعلم دیکھا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں کہ اگر ''خلافت'' میرے اختیار میں ہوتی تو میں حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کر دیتا۔

آپ کے بارے میں بہت سے افعال واقوال منقول ہیں جو درج ذیل ہیں:

☆ ابنِ اسحاق کا بیان ہے کہ میں نے حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز پڑھتے دیکھا۔ ایک اعرابی بھی مسجد میں موجود تھا۔ اعرابی اُن کے پاس آیا اور کہنے لگا

''آپ اور سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں کون زیادہ عالم ہے؟''

حضرت قاسمؒ نے اعرابی کا یہ سوال سُن کر کوئی جواب نہ دیا تو اس نے دوبارہ سوال کیا۔

اس پر آپؒ نے جواب دیا:

''سبحان اللہ!''

اعرابی نے تیسری بار پھر وہی سوال کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

''اے برادرزادے! وہ سالم بن عبداللہ وہاں بیٹھے ہیں، اُن سے جا کر پوچھ لو''۔

ابنِ اسحاق نے اسکی توجیہ یہ کی ہے کہ انہوں نے یہ جواب دینا پسند نہ کیا کہ میں ''سالمؒ'' سے بڑا عالم ہوں کیونکہ اس طرح وہ خودستائی میں مبتلا ہو جاتے اور یہ کہنا بھی پسند نہ کیا کہ ''سالمؒ'' مجھ سے بڑا عالم ہے۔ کیونکہ ''سالم'' اُن سے بڑے عالم نہیں تھے، اگر یہ بات کہتے تو وہ جھوٹ کا ارتکاب ہوتا۔

☆ ایک بار حج کے موقعہ پر انہیں منیٰ کے مقام پر دیکھا گیا کہ دیگر شہروں کے لوگ ہر طرف سے اُنہیں گھیرے ہوئے ہیں اور اُن سے مختلف مسائل پوچھ رہے ہیں۔ آپؒ جس سوال کا جواب جانتے، بتا دیتے۔ لوگ آپؒ کا جواب سُن کر حیران ہوتے تو آپ اُن سے یہ کہتے:

''تم جو کچھ ہم سے پوچھ رہے ہو، ہم وہ سب کچھ نہیں جانتے، اگر جانتے، تو اس کو کبھی نہ چھپاتے، کیونکہ ہمارے لئے جائز نہیں ہے کہ ہم جو کچھ جانتے ہیں، اُس کو چھپائیں''۔

☆ جب آدمی اپنے اوپر اللہ عزوجل کے حقوق وفرائض کو جان لے تو پھر اُس کے لئے بہتر

Marfat.com

ہے کہ وہ جاہل ہی زندگی گزار لے بجائے اِس کے کہ وہ ایسی بات کہہ ڈالے جس کا اُس کو علم نہیں۔

☆ ایک بار صدقات کی تقسیم اُن کے ذمہ لگائی گئی تو اُنہوں نے اپنی سمجھ بوجھ اور اجتہاد سے مکمل کام لیتے ہوئے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا مگر ایک آدمی اپنے اس حصہ سے راضی نہ ہوا جو انہوں نے اُسے دیا تھا۔ وہ آدمی مسجد میں آ گیا۔ آپؒ نماز پڑھ رہے تھے۔ اُس آدمی نے اپنے مسئلہ کے بارے میں بات کرنا شروع کر دی۔ قریب ہی آپؒ کے بیٹے بیٹھے تھے، اُنہوں نے اس آدمی سے کہا:

"اللہ عزوجل کی قسم! تو اُس شخص کے بارے میں یہ باتیں کر رہا ہے جس نے تمہارے اس صدقہ سے ایک درہم دانق بلکہ ایک کھجور تک نہیں لی"۔

اُدھر حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز مختصر کی اور اسلام پھیر کر بیٹے سے کہنے لگے:

"بیٹا! جس چیز کے بارے میں علم نہ ہو، آج کے بعد اُس کے متعلق بات نہ کرنا"

لوگ کہتے ہیں کہ اُن کے بیٹے نے بات ٹھیک کی تھی مگر حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی تربیت کے لئے اُس کو یہ نصیحت کی تا کہ وہ کثرت سے اپنی زبان کو محفوظ رکھ سکے۔

☆ جو شخص اپنے رزق میں تاخیر پائے اسے طلب مغفرت زیادہ کرنی چاہئے۔

☆ علمائے شریعت، پیغمبروںؑ کے امین ہیں، جب تک کہ بادشاہوں کے دروازوں پر نہ جائیں۔

☆ جب دنیا کسی انسان کے پاس آتی ہے تو اسے غیروں کی خوبیاں دے دیتی ہے اور جب اس سے منہ پھیر لیتی ہے تو اس کی ذاتی خوبیاں بھی اس سے چھین لیتی ہے۔

☆ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ کو دوبار پیدا کیا یعنی از راہِ نسب واز راہِ طریقت۔

☆ اپنی زندگی کے آخری سال اُن کی بصارت جاتی رہی اور ضعف بڑھ گیا تھا۔ حج کی غرض سے مکہ مکرمہ کا ارادہ کیا تو دورانِ سفر ہی موت نے اُن کو آلیا۔ جب اُنہوں نے محسوس کیا کہ رحلت کا وقت قریب آ چکا ہے تو اپنے بیٹے کو وصیت فرمائی:

"مجھے انہی کپڑوں میں دفن کرنا جن کے اندر میں نماز

Marfat.com

ادا کیا کرتا تھا، وہ کپڑے میری ایک قمیض، ایک تہہ بند اور ایک چادر ہے۔ میرے جدِ امجد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کفن بھی تین کپڑوں پر مشتمل تھا۔ مُردے کی نسبت زندہ کو نئے کپڑوں کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔

پھر میری قبر پر مٹی ڈالنا اور اپنے گھر چلے جانا اور ہاں! یہ بات سُن لو! یہ نہ کہتے پھرنا کہ وہ ایسے تھے جبکہ میں کچھ بھی نہیں ہوں"۔

☆

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رحلت مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان "قدید" میں ہوئی اور وہیں سے تین میل دور "مشلل" میں آخری آرام گاہ بنی۔ آپ نے اکاسی (۸۱) سال کی عمر میں ۲۴/ جمادی الثانی ۱۰۸ھ مطابق ۲۶/ اکتوبر ۷۲۶ء کو اس دُنیا سے منہ موڑ کر اپنے خالق حقیقی سے رشتہ جوڑ لیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

دانشؔ میں خوفِ مرگ سے مُطلق ہوں بے نیاز
میں جانتا ہوں موت ہے سُنّت حضورؐ کی

☆)......(☆

Marfat.com

(۵)

☆

حضرت امامِ جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مدینہ منورہ ۸۰ھ ۱۴۹ھ جنت البقیع، مدینہ منورہ

۶۹۹ء ○ ۷۶۶ء

☆ قطعہء تاریخِ وصال ☆

(۱)

ہے عیاں آپؓ کا نسب نامہ — آپ سیّد ہیں ابنِ باقرؒ ہیں
اُن کا سالِ وصال اے صابؔر — کہیئے، "نوری امام جعفر ہیں"

۷۶۶ء

(صابؔر براریؒ، کراچی)

(۲)

"محبِ مولیٰ امام جعفر صادق"

۷۶۶ء

جعفر صادق امام المتقین — افتخارِ کاملاں روشن جبیں
اُس محبِ مولیٰ کا سالِ وصال — "عابدِ یزداں" کہو فیض الامیں

۱۴۹ھ

(حضرت صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی مدظلہٗ
مونیاں ٹھیکریاں، گجرات)

☆

Marfat.com

حضرت سیّدنا امامِ جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سیّدنا امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین بن حضرت علی المرتضیٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کی ولادت باسعادت ۱۳/ ربیع اوّل ۸۰ھ بمطابق ۱۹۔ مئی ۶۹۹ء کو مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم (مدینہ منورہ) میں ہوئی۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت امِ فروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے حضرت سیّدنا امام قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی ہیں اور امِ فروہؓ کی ماں حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا، امیر المومنین حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی ہیں۔ بدیں وجہ آپ ارشاد کیا کرتے تھے:

> "ولدنی ابوبکر مرتین" یعنی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دو مرتبہ پیدا ہوا ہوں۔ اوّل ولادت ظاہری کہ میری والدہ ماجدہ کے باپ حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ہیں اور دوم ولادت باطنی کہ علم باطن بھی میں نے حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے پایا ہے"۔

☆

صدق مقال کے سبب آپ کو "صادق" کہتے ہیں۔ آپ کی سیادت و امامت پر سب کا اتفاق و اتحاد ہے۔ عمرو بن ابی المقدام کا قول ہے کہ میں جس وقت حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ خاندانِ نبوّت کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ کی یہ امتیازی شان تھی کہ آپؓ نے نسبتِ عالیہ نقشبندیہ اور نسبتِ عالیہ حضرت امیر المومنین سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (دونوں) کو احسن طریقے سے سنبھالا ہوا تھا اور جو کسی نسبت کی خواہش کرتا، آپ اُس کو اُسی نسبت میں بیعت فرماتے۔ آپ کے مقامِ احتشام کا اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ امام الائمہ سیّدنا امام ابوحنیفہ المعروف حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ جیسی اولوالعزم ہستیاں آپؓ کے تلامذہ میں شامل ہیں۔ آپ زُہد و تقویٰ، علم و ورع اور جود و سخا میں کامل و اکمل تھے۔ آپ پہلے مدینہ طیبہ میں لوگوں کو اپنے فیوض و برکات سے نوازتے رہے، بعد میں مدتِ مدید تک عراق میں قیام فرما کر علم و فضل اور شریعت و طریقت کی دولت تقسیم کرتے رہے۔

Marfat.com

☆

آپ "لطائفِ تفسیر" اور اسرارِ تنزیل" میں بے نظیر و بے مثال تھے۔ علامہ ذہبیؒ نے آپ کو "حفاظِ حدیث" میں شمار کیا ہے۔ سراج الامّت حضرت امام ابو حنیفہ، امام مالک، شعبہ ہر دو سفیان (سفیان ثوری اور سفیان عیینہ)، حاتم بن اسمٰعیل، یحییٰ قطان، ابو عاصم نبیل رحمۃ اللہ علیہم نے آپ سے حدیثیں روایت کی ہے۔ حضرت سیدنا امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

"مَیں نے اہل بیت میں امامِ جعفرؓ سے بڑھ کر کسی کو فقیہہ نہیں دیکھا"۔

الغرض آپ تمام علوم واشارات میں کامل، مشائخ کے پیش رو اور مقتدائے مطلق تھے۔ آپ اخلاقِ حسنہ اور تفسیرِ قرآن بلکہ جملہ علوم میں بے نظیر تھے۔ آپ نہ صرف مدینہ منورہ میں لوگوں کی ظاہری و باطنی تشنگی دور فرماتے تھے بلکہ عراق تشریف لے جا کر بھی ایک عرصہ تک خلقِ خدا کو مستفید و مستفیض کیا۔

☆

"علم حدیث" اور "روایتِ حدیث" آپ کے خاندان کا طرۂ امتیاز ہے۔ آپ سے بھی بکثرت احادیث مروی ہیں۔ جب آپ سے اِن احادیث کی "سند" کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ "میں نے یہ احادیث اپنے والد گرامی اور اُن کی تحریروں سے حاصل کی ہیں"۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے حدیث بیان کی ہو اور آپ باوضو نہ ہوں۔ فقہ میں بھی آپ کا مقام بہت بلند ہے۔ آپ بلند پایہ مجتہد تھے۔ "علم کلام" میں بھی آپ نے بڑی شہرت پائی۔ زنادقہ سے کئی بار مناظرے کئے اور ہر بار اُن لوگوں کو ساکت و لاجواب کیا۔ "علم کیمیا"، "طب"، "فال"، "جعفر" وغیرہ کے علوم بھی آپ سے منسوب ہیں۔ کئی اشعار بھی آپ کی ذاتِ والاصفات سے منسوب و مشہور ہیں۔ آپ سے منسوب کتابوں کی بھی ایک طویل فہرست بتائی جاتی ہے۔ غرض اُن کی گوناگوں خوبیوں کا کمال ہے کہ لوگ آج تک ہی نہیں، تا قیامت اُن کا نام لے کر گردنِ عقیدت جُھکاتے رہیں گے۔ اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

خدا جانے کشش ہوتی ہے کیا اِن پاک لوگوں میں
کہ اِن کے شوق میں لوگوں کے دِل مجبور ہوتے ہیں

☆

ایک روز حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اُس

Marfat.com

وقت آپ ''خز'' (ایک قسم کا ریشمی کپڑا) کا جبہ اور کمبل اوڑھے ہوئے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت سفیان یوں گویا ہوئے:

''اے فرزندِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے آباؤ اجداد تو ایسا لباس نہیں پہنتے تھے''۔

آپ نے ارشاد فرمایا!

''وہ تنگدستی کے زمانہ میں تھے، اب امارت کا زمانہ ہے''۔

یہ ارشاد فرما کر آپ نے ''خز'' کا جبہ اُٹھا کر اُس کے نیچے پشم کا کھردرا جبہ دکھایا اور فرمایا:

''اے سفیان ثوری! یہ ہم نے اللہ سبحانہٗ کی رضا جوئی کے لئے پہنا ہے اور وہ تمہارے واسطے۔ جو اللہ عزوجل کے لئے ہے، اُسے ہم نے پوشیدہ رکھا ہے اور جو تمہارے لئے ہے اُسے ہم نے ظاہر رکھا ہے''۔

☆

آپ کی سخاوت کا یہ حال تھا کہ بقول ہیاج بن بُسطام:

''اوروں کو یہاں تک کھلاتے کہ اپنے بال بچوں کے لئے کچھ باقی نہ رہتا''۔

ایک شخص کی اشرفیوں کی تھیلی گم ہوگئی تو عدم واقفیت اور لاعلمی کے سبب اُس نے آپ سے کہا کہ ''میری تھیلی آپ کے پاس ہے''۔ آپ نے اُس سے پوچھا کہ اُس تھیلی میں کتنے دینار تھے۔ اُس نے بتایا کہ ایک ہزار۔ آپ نے اُسے گھر جا کر ایک ہزار دینار دے دیئے۔ جب وہ شخص اپنے گھر واپس گیا تو اُسے گم شدہ تھیلی مل گئی۔ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری تھیلی مل گئی ہے، آپ اپنے دینار واپس لے لیجئے۔

آپ نے فرمایا کہ:

''تم لے جاؤ، ہم جو کچھ دیتے ہیں، پھر واپس نہیں لیتے''۔

اُس شخص نے لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ کسی نے کہا کہ یہ ''امام جعفر صادق'' ہیں۔ وہ شرمندہ ہو کر چلا گیا۔

Marfat.com

☆

روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، ''اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کچھ نصیحت فرمایئے کہ میرا دل سیاہ ہوگیا ہے''۔ آپ نے ارشاد کیا کہ ''بھلا، تم کو میری نصیحت کی کیا حاجت ہے، تم تو خود زاہدِ زمانہ ہو''۔ اُنہوں نے عرض کیا کہ ''آپ کی فضیلت سب پر ثابت اور عیاں ہے، بدیں وجہ آپ پر واجب ہے کہ سب کو پند و نصیحت سے نوازیں''۔ فرمایا:

''یا ابا سلمان! مجھے تو خود اندیشہ ہے کہ کہیں قیامت کے دن میرے جدِّ بزرگوار میرا دامن نہ پکڑیں اور یوں فرماویں کہ میرا حقِ متابعت کیوں نہ ادا کیا کیونکہ یہ کام نسبت کی شرافت پر موقوف نہیں بلکہ بارگاہِ ربّ العزت میں عمل کی پسندیدگی پر منحصر ہے''۔

یہ سُن کر حضرت داؤد طائی خوب روئے اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کی کہ ''اے پروردگار! جس شخص کی سرشت، نبوّت کے آب و گل سے ہے اور جس کی طبیعت کی ترکیب آثارِ رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ہوئی ہے اور جس کے جد بزرگوار رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور والدہ ماجدہ حضرت سیّدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہو، اُس کا یہ حال ہے تو ''داؤد'' بیچارہ کس شمار و قطار میں ہے۔

چومی گویم مسلمانم بلرزم — کہ دانم مشکلات لا الٰہ را

☆

ایک روز آپ اپنے خادموں کے جُھرمٹ میں جلوہ اَفروز تھے کہ فرمایا:

''آؤ! ہم سب آپس میں بیعت و اقرار کریں کہ ہم میں سے جس کو بھی نجات نصیب ہو، وہ دوسروں کی شفاعت کرے گا''۔

سب خادموں نے عرض کیا کہ ''اے فرزندِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو ہماری شفاعت کی کیا ضرورت اور حاجت ہے جبکہ آپ کے جدِّ کریم علیہ الصلوٰۃ والسّلام، شفیعِ خلائق ہیں''۔ فرمایا کہ:

''مجھے اپنے اعمال سے شرم آتی ہے کہ ان کو لے کر اُن کے رُوبرو جاؤں''۔

Marfat.com

حکیم الامت حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اس حقیقت کو کس بلیغ انداز میں واضح کیا ہے۔

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر — روزِ محشر عذر ہائے من پذیر

ور تو بینی ، حسابم را نا گزیر — از نگاہِ مصطفٰےؐ پنہاں بگیر

(اے اللہ! اے میرے مولا! تو دونوں جہانوں بلکہ سب جہانوں سے غنی ہے، بے نیاز ہے جبکہ میں فقیر ہوں، حقیر ہوں، گنہگار وسیہ کار ہوں، قیامت کے دِن میرے قصور، جُرم اور گناہ معاف فرما دینا۔

لیکن اگر تو میرا حساب لینا ضروری خیال کرے تو پھر میرے آقا و مولا حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ اَقدس سے پوشیدہ کر کے لینا تا کہ مجھے میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شرمندہ وخجل نہ ہونا پڑے)۔

☆

ایک مرتبہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا، مجھے کچھ نصیحت فرمایئے،

فرمایا:

"اے سفیان!

(۱) جھوٹ بولنے والے کو مروّت نہیں ہوتی۔

(۲) حاسد کو راحت نہیں ہوتی۔

(۳) بد خلق کو سرداری نہیں ہوتی۔

(۴) ملوک کو اخوت نہیں ہوتی۔

عرض کیا کہ کچھ اور فرمایئے:

فرمایا: اے سفیان!

(۵) اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ سبحانہٗ کے محارم (حرام اور ممنوعہ کام) سے بچانا تا کہ تو عابد ہو۔

(۶) جو کچھ قسمت میں ہو گیا، اُس پر راضی رہنا کہ مسلمان ہو۔

(۷) فاجر سے صحبت مَت رکھ کہ تجھ پر فجور غالب ہو جائے گا۔

(۸) اپنے معاملہ میں ایسے لوگوں سے مشورہ کر جو اطاعتِ خداوندی خوب بجالاتے ہوں۔

پھر عرض گزار ہوئے کہ کچھ اور ارشاد کیجئے۔

Marfat.com

فرمایا: اے سفیان!

(۹) جو شخص چاہے کہ اُس کی عزت بلا ذات وقبیلہ ہو اور ہیبت بلا حکومت ہو، اُس سے کہو کہ گناہ چھوڑ دے اور اطاعتِ خداوندی اختیار کرے۔

(۱۰) جو شخص ہر آدمی کے ساتھ صحبت رکھتا ہے وہ سلامت نہیں رہتا۔

(۱۱) جو کوئی بُرے راستہ پر چلتا ہے وہ اتہام سے محفوظ نہیں رہتا اور

(۱۲) جو شخص اپنی زبان کو قابو میں نہیں رکھتا، وہ پشیمان ہوتا ہے۔

(۱۳) جو کوئی اللہ عزوجل سے اُنس رکھتا ہے، اُسے خلق سے وحشت ہو جاتی ہے۔

(۱۴) بہت سے ایسے گناہ ہیں کہ جن کی وجہ سے بندہ اللہ تعالیٰ (جل شانہٗ) کے نزدیک ہو جاتا ہے اور بہت سی ایسی عبادتیں ہیں کہ جن کی وجہ سے بندہ اللہ سبحانہٗ سے دور ہو جاتا ہے کیونکہ مغرور مطیع گنہگار ہوتا ہے اور نادم گنہگار مطیع ہوتا ہے۔

☆

ایک دن آپ نے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت فرمایا کہ:

''عقل مند کس کو کہتے ہیں''؟

امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ نے عرض کیا:

'جو خیر وشر میں تمیز کرے''۔

آپ نے فرمایا کہ:

یہ تمیز تو جانوروں میں بھی ہوتی ہے کہ مارنے والے اور چارہ دینے والے میں تمیز رکھتے ہیں''۔

امام صاحب نے عرض کیا تو پھر آپ کے نزدیک ''عقل مند'' کون ہے؟۔

فرمایا:

''عقل مند وہ ہے جو ''دو خیر'' اور ''دو شر'' میں امتیاز کرے۔ ''خیر'' میں ''خیر الخیرین'' کو اختیار کرے اور ''شر'' میں ''شر الشرین'' کو۔

☆

ایک شخص نے عرض کیا کہ آپ میں تمام خوبیاں ہیں، آپ زاہد بھی ہیں اور آپ میں

Marfat.com

کرمِ باطن بھی ہے۔ آپ "قرۃ العین خاندانِ نبوّت" بھی ہیں لیکن متکبر کمال ہیں۔
ارشاد فرمایا:

"مَیں متکبر نہیں ہوں، اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کی کبریائی کا مجھ پر پَرتو ضرور ہے"۔

☆

آپ سے کسی نے دریافت کیا کہ "درویش صابر" اچھا ہے کہ "تونگر شاکر"۔

فرمایا:

"درویشِ صابر، کیونکہ تونگر کا دِل کیسہ میں اٹکا رہتا ہے اور درویش کا اللہ تعالیٰ (جل جلالہٗ) میں"۔

فرمایا:

"توبہ کے بغیر عبادت درست نہیں ہوتی، کیونکہ اللہ تعالیٰ (جل شانہٗ) نے توبہ کو عبادت پر مقدم کیا ہے۔ (التائبون العابدون) "توبہ" ابتداء مقامات اور "عبودیت" انتہاءِ مقامات و درجات ہے۔

☆

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "مَیں حضرت امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ حُسنِ خُلق کے سبب جلوت میں اُن کے مزاج گرامی میں مزاح وتبسم ارزاں تھا مگر جب اُن کے سامنے حضور سرورِ کائنات فخر موجودات سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ انور ہوتا تو اُن کا رنگ زرد ہو جاتا"۔ مولانا روم مستِ بادہ قیوم رحمۃ اللہ علیہ نے کیسی سچی بات کہی ہے کہ

عاشقاں راشش نشاں ست اے پسر — آہ سرد و رنگ زرد و چشم تر
گر ترا پُرسند پس دیگر کدام — گفتن و خوردن کم و خفتن حرام

(اے بیٹے! عاشق لوگوں کی چھ نشانیاں ہیں۔ وہ سرد آہ بھرتے ہیں، اُن کا رنگ زرد ہوتا ہے اور آنکھیں جدائی کے آنسوؤں سے تر رہتی ہیں۔
اگر تم سے کوئی دوسری نشانیاں پوچھے تو بتا دینا کہ وہ لوگ کم بولتے ہیں، کم کھاتے ہیں اور نیند اُن پر حرام ہے)۔

Marfat.com

امام مالک نوراللہ مرقدہٗ مزید ارشاد کرتے ہیں کہ "میں نے اُن کو حدیث شریف بیان کرتے وقت کبھی بے وضو نہیں دیکھا۔ میں عرصہ دراز تک اُن کی خدمت بابرکت میں حاضری کی سعادت حاصل کرتا رہا مگر جب بھی اُن کے قدموں میں پہنچا تو اُن کو نماز پڑھتے یا خاموش بیٹھے یا قرآن کریم کی تلاوت کرتے پایا۔ وہ خلوت میں کبھی بھی فضول ولغو کلام نہیں کرتے تھے۔ علوم شریعہ کے عالم باعمل اور خداترس ہستی تھے۔

☆

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں مسلمانوں کا علوم عقلیہ (فلسفہ وغیرہ) کی طرف رجحان ہو گیا تھا، جس کی وجہ سے دینی عقائد میں خرابیاں وقوع پذیر ہونے لگیں تھیں۔ علماءِ دین نے فلسفیانہ اسلوب میں اُن کا ردوابطال کرنے کے لئے علمِ کلام ایجاد کیا۔ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی علم کلام میں مہارتِ تامہ حاصل کی اور بے دینی اور الحاد پھیلانے والوں سے کئی بار مناظرے کئے اور ہر بار انہیں شکست فاش سے دوچار کیا۔ تاریخ کی کتابوں میں ایسے مناظروں کا حال بیان کیا گیا ہے۔

خدا رحمت کند آں پاکباز و پاک طینت را
وفادارِ محمدؐ اور قبضۂ لوح وقلم

☆

ایک شب خلیفہ منصور نے اپنے مصاحبوں کو حکم دیا کہ امام جعفر صادق کو میرے پیش کیا جائے تاکہ میں اُن کو قتل کر کے سکون حاصل کرسکوں۔ ایک وزیر نے عرض کیا کہ جو شخص دُنیا کو خیر باد کہہ کر عزلت نشینی اختیار کر چکا ہو، اُسے قتل کرنا کسی لحاظ سے بھی قرینِ مصلحت نہیں ہے۔ لیکن خلیفہ نے غضب ناک ہو کر اپنے حکم کی تعمیل کو ضروری قرار دیا۔ چنانچہ وزیر مذکور مجبوراً حضرت امام جعفر کو لینے کے لئے چلا گیا، اُدھر منصور نے اپنے غلاموں کو ہدایت کردی کہ جونہی امام جعفر صادق دربار میں آئیں، میں اپنے سر سے تاج اتاروں تو تم فی الفور اُن کو قتل کر دینا۔ لیکن جب آپ تشریف لائے تو آپ کے رعب وجلال نے خلیفہ کو اس قدر مرعوب ومتاثر کیا کہ وہ بے قرار ہو کر آپ کے استقبال اور پیشوائی کے لئے مؤدب طور پر کھڑا ہو گیا اور آپ کو صدر مقام پر بٹھایا بلکہ خود بھی نہایت مؤدبانہ انداز میں بیٹھ کر آپ کی ضروریات کے بارے میں دریافت کرنے لگا۔

آپ نے فرمایا کہ میری سب سے اہم حاجت وضرورت یہ ہے کہ آئندہ پھر کبھی مجھے دربار میں طلب نہ کیا جائے تاکہ میری عبادت وریاضت میں خلل واقع نہ ہو۔ چنانچہ خلیفہ منصور

Marfat.com

نے وعدہ کر کے نہایت عزت واحترام کے ساتھ رخصت کیا لیکن آپ کے دبدبے کا اُس پر ایسا اثر ہوا کہ لرزہ براندام ہو کر مکمل تین شب وروز بے ہوش اور حواس باختہ رہا۔ بعض روایات کے مطابق تین نمازوں کے قضا ہونے کی حد تک غشی طاری رہی۔ بہر حال خلیفہ کی یہ حالت دیکھ کر تمام وزراء، خدام اور غلام حیران و پریشان ہو کر رہ گئے اور پھر خلیفہ سے اُس کا حال دریافت کیا تو اُس نے کانپتے ہانپتے ہوئے بتایا کہ:

> ''جس وقت حضرت امام جعفر صادق میرے پاس تشریف لائے تو اُن کے جلو میں اتنا بڑا اژدھا تھا جو اپنے جبڑوں کے درمیان پورے چبوترے کو گھیرے میں لے سکتا تھا، اور اپنی زبان میں مجھ سے کہہ رہا تھا کہ اگر تو نے ذرا سی گستاخی بھی کی تو تجھ کو چبوترے سمیت نگل جاؤں گا، چنانچہ اُس کی دہشت مجھ پر طاری ہوگئی اور مَیں نے معافی مانگ لی''۔

☆

آپ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات بے حد وحساب ہیں۔ ذیل میں تبرکاً چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے تاکہ قارئین کرام اور ناظرینِ عظام اپنی کشتِ دین وایمان کو سرسبز وتازہ کر کے اُن کے نقشِ قدم پر چلیں اور دُنیا میں ایک ایسا روحانی انقلاب بَرپا کر دیں، جس سے ہر سُو انوار کی تجلیات ہی نظر آئیں۔

اُٹھ کہ ظلمت ہوئی پیدا اُفقِ خاور پر بزم میں شعلہ نوائی سے اُجالا کر دیں
شمع کی طرح جئیں بزم گہِ عالم میں خود جلیں، دیدۂ اغیار کو بینا کر دیں

﴿ حضرت لیث بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ۱۱۳ھ/۷۳۲ء میں حج کے دوران مسجد حرام میں عصر کی نماز کے بعد کوہِ ابوقبیس پر چڑھ گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص وہاں بیٹھا ہوا یوں دُعا مانگ رہا ہے۔ ''یا ربّ، یا ربّ''۔ پھر خاموش ہو گیا۔ بعد ازاں بولا، ''یا حیی یا حیی یا حیی''۔ پھر کچھ دیر کے بعد بولا:

> ''الٰہی! میں انگور چاہتا ہوں، خدایا! مجھے انگور کھلا دے اور میری دونوں چادریں پھٹ گئی ہیں، نئی عنایت فرما دے''۔

ابھی دُعا ختم نہیں ہوئی تھی کہ میں نے انگوروں کا بھرا ہوا ٹوکرا دیکھا۔ حالانکہ اُس وقت روئے زمین پر کہیں بھی انگور نہ تھے اور پھر دو چادریں بھی دیکھیں کہ جن کی مثل میں کبھی بھی نہ

Marfat.com

دیکھی تھیں۔ اُس شخص نے چاہا کہ انگور کھالے۔ میں نے کہا کہ مَیں تیرا شریک ہوں، اُس نے پوچھا، کیونکر؟ مَیں نے کہا کہ جب تم دُعا کر رہے تھے تو مَیں ''آمین'' کہہ رہا تھا۔ اِس پر اُس نے کہا کہ آیئے اور کھایئے۔ مَیں اُس کے ساتھ بیٹھ گیا۔ ہم نے سیر ہو کر انگور کھائے مگر ٹوکرا اُسی طرح بھرا ہوا تھا۔ انگور ایسے لذیذ تھے کہ ایسے کبھی سُنے اور نہ کھائے۔ پھر اُس شخص نے مجھے کہا کہ ان انگوروں کو مت چھپاؤ اور نہ ذخیرہ کرو۔ پھر اُس شخص نے ایک چادر خود لے لی اور دوسری مجھے دے دی۔ مَیں نے معذرت کی کہ مجھے ضرورت نہیں ہے۔ اِس پر اُس نے ایک چادر بطور تہمند باندھ لی اور دوسری بدن پر اوڑھ لی اور دونوں پرانی چادریں ہاتھ میں لئے پہاڑ سے اُتر گیا۔

''صفا'' و ''مروہ'' کے درمیان ایک شخص نے اُس سے سوال کیا:

''اے فرزندِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مَیں ننگا ہوں، مجھے اوڑھنے کو کپڑا دے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ (جل جلالہٗ) نے تجھے اوڑھنے کو کپڑے دیئے ہیں''۔

پس اُس نے وہ دونوں چادریں سائل کو دے دیں۔ یہ دیکھ کر میں نے سائل سے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں۔ جواب ملا کہ:

''یہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں''۔

اس کے بعد میں اُنہیں ڈھونڈتا رہا تاکہ ملفوظاتِ طیبات سے استفادہ کروں مگر تلاش بسیار کے باوجود نہ ملے۔

ایک جا رہتے نہیں عاشق بدنام کہیں
دن کہیں، صبح کہیں اور شام کہیں

ایک روز حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ مکرمہ کی ایک گلی سے گزر رہے تھے کہ ایک عورت کو بچوں کے ساتھ روتے دیکھا، جس کے آگے مُردہ گائے پڑی ہوئی تھی۔ حضرت امام نے رونے کا سبب دریافت فرمایا تو اُس عورت نے عرض کیا کہ ہمارے پاس صرف ایک یہی گائے تھی، جس کے دودھ سے ہمارا گزارا ہو رہا تھا۔ اب یہ مرگئی ہے تو ہم پریشان حال ہیں کہ اب کیا کریں گے، گزارا کیسے ہوگا؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ ''کیا تو چاہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ سبحانہٗ اسے زندہ کردے''؟ اُس نے کہا کہ ہم پر مصیبت طاری ہے اور آپ ہم سے مذاق کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ''میں مذاق نہیں کرتا''۔ پھر آپ نے دُعا فرما کر گائے کو ایک ٹھوکر ماری اور وہ زندہ ہو کر کھڑی ہوگئی اور آپ فوراً عام لوگوں میں جا ملے تاکہ کوئی شناخت نہ

Marfat.com

کر سکے۔ اُس عورت کو معلوم نہ ہو سکا کہ آپ کون ہیں۔

☆

آپ کی وفات حسرت آیات ۱۵۔ رجب ۱۴۹ھ بمطابق ۲۶۔ اگست ۷۶۶ء کو بعمر شریف اڑسٹھ سال چند ماہ، مدینہ منورہ میں ہوئی اور جنت البقیع میں "قبہ اہلبیتِ اطہار" میں آخری آرامگاہ بنی۔

چوں گل رفت وگلستاں شد خراب
بوئے گل را از کہ جویم گلاب

(جب موسم گُل چلا گیا، گلستان کی حالت خراب ہوگئی، تو میں پھول کی خوشبو کہاں سے حاصل کروں، جو کہ گلاب ہی سے مل سکتی ہے۔)

☆

آپ کے کلماتِ قدسیہ اور ملفوظاتِ طیبہ کے گلشن کی سیر بھی ضروری ہے تا کہ اُن کی خوشبو سے دِل و دماغ معطر ہوں، ایمان کو تازگی اور ایقان کو حلاوت نصیب ہو۔

- "نفس اللہ تعالیٰ (جل جلالہٗ) کا مخالف ہے اور نفس کی مخالفت اللہ تعالیٰ سبحانہ کی دوستی۔
- اللہ تعالیٰ عزوجل نے انبیاء کرام کو صبر کرنے کا حکم دیا اور اُن میں سب سے بہتر حصہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مقرر کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صبر کو اُن صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدس سے نہیں بلکہ اپنی ذاتِ لایزال سے منسوب کرتے ہوئے فرمایا:

  "وما صبرک الا باللّٰہ"

  "آپ صلی اللہ علیہ وسلم" کے صبر کا تعلق اللہ جل شانہٗ کے ساتھ ہے"!
- "ہر شریف آدمی کو چار چیزوں سے بالکل عار نہ چاہیے۔
  (۱) اپنے والد کی تعظیم کیلئے کھڑے ہونا،
  (۲) اپنے مہمان کی خدمت کرنا،
  (۳) اپنے چوپایہ کی دیکھ بھال کرنا خواہ اس کے سو (۱۰۰) غلام (نوکر) ہی کیوں نہ ہوں،
  (۴) اپنے استاد کی خدمت کرنا"۔
- "نیکی تین خوبیوں کے بغیر کامل و اکمل نہیں ہوتی،

Marfat.com

(۱) اسے جلدی کرنا،

(۲) اُسے چھوٹا سمجھنا،

(۳) اسے چھپانا"۔

- "جب تجھے اپنے بھائی سے ایسی چیز پہنچے جو تو ناپسند کرتا ہے تو اس کیلئے ایک عذر سے ستر عذر تلاش کر، اگر تجھے اس کیلئے کوئی عذر نہ ملے تو یوں کہہ کہ شائد اس کیلئے کوئی عذر ہوگا جو مجھے معلوم نہیں ہے"۔
- "جب تم کسی مسلمان سے کوئی کلمہ سنو تو اسے اچھے سے اچھے معنی پر محمول کرو۔ اگر اس میں تمہیں کوئی نیک امر معلوم نہ ہو تو اپنے آپکو ملامت کرو"۔
- "تم ایسے ہاتھ کا کھانا نہ کھاؤ جو پہلے بھوکا تھا، اب سیر ہوگیا ہے"۔
- "آپ نے کسی قبیلے کے ایک شخص سے پوچھا کہ اس قبیلے کا سردار کون ہے؟ اس شخص نے جواب دیا کہ "میں"۔ آپ نے فرمایا، اگر تو ان کا سردار ہوتا تو جواب میں "میں" نہ کہتا"۔
- "جب تو گناہ کرے تو معافی مانگ کیونکہ گناہ مردوں کے گلوں میں ان کی پیدائش سے پہلے ڈالے گئے ہیں اور ان پر اصرار کرنا کمال درجہ کی ہلاکت ہے"۔
- "جو شخص اپنے رزق میں تاخیر پائے، اسے طلب مغفرت زیادہ کرنی چاہیے"۔
- جو شخص اپنے مالوں میں سے کسی مال پر ناز کرے اور اس مال کی بقا چاہے تو اسے یوں کہنا چاہیے: ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ۔
- "اللہ تعالیٰ (جل جلالہٗ) نے دنیا کی طرف یہ حکم بھیجا کہ جو شخص میری خدمت کرے تو اس کی خدمت کر اور جو تیرا خادم بنے تو اسے تکلیف نہ دے"۔
- "علمائے شریعت، پیغمبروں کے امین ہیں، جب تک کہ بادشاہوں کے دروازوں پر نہ جائیں"۔
- "یا اللہ (جل شانہٗ)! تو مجھے اس شخص کیلئے ہمدردی وغمخواری کی توفیق عطا فرما، جس پر تو نے رزق تنگ کر دیا ہے اور جس حالت میں "میں" ہوں، یہ تیرا فضل وکرم ہے"۔
- "آپ کو جب کسی چیز کی حاجت ہوتی تو یوں دعا کرتے:

"اے میرے پروردگار! مجھے فلاں چیز کی حاجت ہے"۔

ابھی آپ کی دعا ختم نہیں ہوتی تھی کہ وہ چیز آپ کے سامنے موجود ہوتی"۔

Marfat.com

❁ ''جس نے اللہ (جل شانہٗ) کو پہچانا، اس نے دنیا سے منہ پھیرلیا''۔

❁ ''مومن'' کی تعریف یہ ہے کہ نفس کی سرکشی کا مقابلہ کرتا رہے اور'' عارف'' کی تعریف یہ ہے کہ اپنے مولا کریم عزوجل کی اطاعت میں ہمہ تن مشغول رہے''۔

❁ ''پانچ قسم کے لوگوں کی صحبت سے اجتناب کرنے میں بہتری ہے:

اول: ''جھوٹے سے، کیونکہ اس کی صحبت فریب میں مبتلا کر دیتی ہے''۔

دوم: ''بیوقوف سے، کیونکہ تمہارے فائدے سے زیادہ تمہیں نقصان پہنچائے گا''۔

سوم: ''کنجوس سے، کیونکہ وہ تمہارا بہترین وقت ضائع کرے گا''۔

چہارم: ''بزدل سے، کیونکہ وہ وقت پڑنے پر ساتھ چھوڑ دیگا''۔

پنجم: ''فاسق سے، کیونکہ وہ ایک نوالہ کی طمع میں کنارہ کش ہو کر مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے''۔

❁ ''جو شخص ''عبادت'' پر فخر کرے ''گناہ گار'' ہے، جو ''معصیت'' پر اظہار ندامت کرے وہ ''فرماں بردار'' ہے''۔

❁ ''عبادت بغیر توبہ کے راست نہیں آتی، کیونکہ حق تعالیٰ (جل جلالہٗ) نے توبہ کو عبادت پر مقدم فرمایا۔ کما قال اللّٰہ جل شانہٗ التا ئبون العابدون ط۔''

❁ ''صاحب کرامت'' وہ ہے جو اپنی ذات کے لئے نفس کی سرکشی سے آمادۂ جنگ رہے، کیونکہ نفس سے جنگ کرنا، اللہ تعالیٰ (جل شانہٗ) تک رسائی کا سبب ہے''۔

❁ ''نیک بختی کی علامت یہ بھی ہے کہ عقل مند دشمن سے واسطہ پڑ جائے''۔

......☆)......(☆......

Marfat.com

(٦)

☆

سلطان العارفین حضرت بایزید بُسطامی رحمۃ اللہ علیہ

☆

شہرِ بُسطام (ایران) ۱۳۶ھ ○ ۲۶۹ھ بُسطام شہر (ایران)

۷۵۳ء ۸۸۳ء

☆

☆ قطعہء تاریخِ وصال ☆

☆

ان کے حق میں اس طرح فرما گئے حضرت جنیدؒ   جذب وسکر وزہد وتقویٰ میں تھے یہ فردِ سعید
سالِ رحلت کیلئے آئی صدا یہ غیب سے   کہئے صابرؔ "والا مرتبہ جانِ سلطانِ بایزید"
۸۸۳ء

(حضرت صابرؔ براریؒ، کراچی)

☆

"روشن مقال بایزید بُسطامیؒ"
۸۸۳ء

زہے بایزیدؒ عظمت عارفاں   وہ زُہد وریاضت کا اِک آسماں
سنِ وصل اُن کا اے فیض الامین   ہے "محبوبِ داور" سے ہوتا عیاں
۲۶۹ھ

(حضرت صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی مدظلہٗ
مونیاں ٹھیکریاں، گجرات)

☆

Marfat.com

سلطان العارفین حضرتِ بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ

☆

بجھتی مئے غنا سے کہاں پیاس رُوح کی
چسکا لبِ سخن کو ہے "ھل من مزید" کا
فیضاںؔ کمتریں لکھے کیا اُن کی منقبت
غوث الوریٰؒ سے رُتبہ سنو بایزید کا
(پروفیسر فیض رسول فیضان)

☆

آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۶ھ/۷۵۳ء میں ایران کے معروف شہر "بُسطام" میں ہوئی۔ آپ کا اسم گرامی "طیفور" تھا لیکن آپ اپنی کنیت اور نسبت "بایزید بُسطامی" کے نام سے شہرت کے حامل ہوئے۔ آپ کے جدِ امجد "سروشان" آتش پرست تھے جو بعد میں نار کو چھوڑ کر نور کی طرف آ گئے تھے اور زنار توڑ کر حلقہ بگوش اسلام ہو گئے تھے اور بقیہ عمر اُنہوں نے پرہیز گاری اور درویشی میں گزار دی۔ آپ کے والد گرامی "عیسیٰ" "بسطام شہر" کے جلیل القدر بزرگوں میں شمار ہوتے تھے۔ لیکن افسوس کہ عمر نے وفا نہ کی اور آپ کی ولادت کے چند ماہ بعد ہی اس جہان سے رختِ سفر باندھ گئے۔ آپ کے دو بھائی اور بھی تھے، جن کے نام "آدم" اور "علی" تھے اور وہ دونوں آپ سے بڑے تھے لیکن روحانی مرتبہ میں آپ سب سے بڑھ گئے تھے آپ کی باطنی تربیت روحانی طور پر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کیونکہ آپ کی پیدائش اُن کی رحلت کے بعد ہوئی۔

☆

آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ:

"جس وقت "بایزید" میرے پیٹ میں تھے، اُس وقت اگر کوئی مشتبہ غذا پیٹ میں چلی جاتی تو اس قدر بے کلی اور بے چینی ہوتی کہ مجھے حلق میں انگلی ڈال کر وہ غذا نکالنا پڑتی"۔

☆

بچپن میں جب آپ مکتب میں زیرِ تعلیم تھے تو "سورۂ لقمان" کی اس آیت (۱۴) پر پہنچے:

ان شکرلی ولوالدیک

Marfat.com

(میرا شکر کر اور اپنے ماں باپ کا)

تو استاذ گرامی سے رُخصت لے کر گھر آئے اور اپنی والدہ ماجدہ سے عرض کیا کہ :

''اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ فرماتا ہے کہ ''شکر کر میرا اور اپنے والدین کا''۔ لیکن میرے لئے دو گھروں سے نباہ مشکل ہے لہذا یا تو آپ مجھے خداوند قدوس سے مانگ لیں تا کہ آپ ہی کا ہو رہوں یا پھر مجھے خدا تعالیٰ ہی کو سونپ دیجئے کہ اسی کا ہو رہوں''۔

والدہ ماجدہ نے ارشاد کیا کہ:

''مَیں نے تجھے اپنا حق بخش دیا اور راہِ حق میں چھوڑ دیا''۔

یہ سُن کر آپ بُسطام سے نکلے اور تیس (۳۰) سال تک شام کے جنگلوں، صحراؤں اور بیابانوں میں ریاضت و مجاہدہ کرتے رہے۔ تقریباً ایک سو سترہ علماء و مشائخ سے فیوض و برکات حاصل کئے جن میں حضرۃ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرِ فہرست ہیں۔

☆

کسی نے آپ سے پوچھا کہ سخت سے سخت مجاہدہ کون سا ہے جو آپ نے راہِ خدا میں کیا ہے؟ ارشاد کیا کہ بیان کرنا ناممکن ہے۔ اُس شخص نے کہا کہ آسان سے آسان تکلیف ہی بیان فرما دیجئے جو آپ کے نفس نے اُٹھائی ہے۔ فرمایا!

''ہاں یہ سُن لو، ایک دفعہ مَیں نے اپنے نفس کو کسی طاعت کی طرف بلایا تو اُس نے میرا کہا نہ مانا۔ اس پر مَیں نے اُسے ایک سال تک پیاسا رکھا''۔

☆

ایک دفعہ آپ حج کے لئے روانہ ہوئے تو ہر چند قدم پر جانماز بچھا کر دو رکعت نماز پڑھتے، یہاں تک کہ بارہ سال بعد مکہ مکرمہ پہنچے۔ فرماتے تھے کہ یہ دُنیا کے بادشاہوں کا دربار نہیں کہ یکبارگی وہاں پہنچ جائیں۔ اُس دفعہ حج سے فارغ ہو کر واپس آ گئے اور مدینہ منورہ میں زیارتِ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حاضر نہ ہوئے۔ فرمایا کہ زیارتِ روضۂ مقدسہ کو حج کے تابع بنانا خلافِ ادب ہے۔ اگلے سال روضۂ مقدسہ کی زیارت کے لئے علیحدہ احرام باندھا۔ راستے

Marfat.com

میں ایک شہر میں داخل ہوئے تو لوگ آپ کے گرد اکٹھے ہو گئے۔ پھر جب شہر سے نکلے تو ایک ہجوم آپ کے پیچھے ہو لیا۔ آپ نے یہ منظر دیکھ کر پوچھا کہ یہ لوگ کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں؟ جواب ملا یہ کہ سب لوگ اب آپ کے ساتھ ہی رہیں گے۔ آپ نے اُن لوگوں کو اپنے سے دور کرنے کے لئے نمازِ فجر کے بعد ان کی طرف متوجہ ہو کر یہ آیت پڑھی:

انی انا للہ لا الہ الا انا فاعبدون (بے شک میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، پس تم میری عبادت کرو"۔)

یہ سُن کر لوگوں نے کہا کہ یہ تو دیوانہ ہے اور سب چھوڑ کر چلے گئے۔

☆

جب آپ نماز پڑھتے تو اللہ تعالیٰ (جل شانہٗ) کے خوف اور شریعتِ مطہرہ کی تعظیم کے سبب آپ کے سینہ مبارک کی ہڈیوں سے چرچراہٹ کی آواز نکلتی جو لوگوں کو سنائی دیتی۔ ایک روز آپ ایک امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو امام نے آپ سے پوچھا، اے شیخ! آپ کوئی کام نہیں کرتے اور نہ ہی کسی کے سامنے دستِ سوال دراز کرتے ہیں، آپ کھاتے کہاں سے ہیں؟ آپ نے فرمایا!

"ٹھہرو! مَیں نماز کا اعادہ کرلوں کیونکہ جو شخص اپنے روزی دینے والے کو نہیں پہچانتا، اُس کے پیچھے نماز جائز نہیں ۔

آنکس کہ نہ بیند در نماز جمال دوست
فتویٰ ہمی دہم کہ نمازش قضا کند

☆

آپ فرماتے ہیں کہ جس کام کو مَیں مؤخر سمجھتا رہا وہ سب سے مقدم نکلا اور وہ میری والدہ ماجدہ کی رضا تھی۔ میں جو کچھ ریاضات و مجاہدات اور مسافرت میں ڈھونڈتا رہا، وہ اسی میں پایا کیونکہ جب میں سفر سے واپسی پر اپنے مکان کے دروازے پر پہنچا اور دروازے سے کان لگا کر سُنا تو والدہ ماجدہ وضو کرتے ہوئے یہ ارشاد فرما رہی تھیں:

یا اللہ! میرے مسافر کو راحت سے رکھنا اور بزرگوں سے اُس کو خوش رکھ کر اچھا بدلا دینا"۔

یہ سُن کر مَیں زار و قطار روتا رہا اور آنسوؤں سے منہ دھوتا رہا۔ پھر دروازے پر دستک دی تو والدہ

Marfat.com

ماجدہ نے پوچھا کون ہے؟ میں نے عرض کیا کہ "آپ کا مسافر"۔ اُنہوں نے دروازہ کھول کر شرفِ ملاقات بخشا اور فرمایا:

"تم نے اس قدر طویل سفر اختیار کیا کہ روتے روتے میری بصارت ختم ہوگئی اور تیرے غم سے کمر جھک گئی"۔

☆

ایک رات آپ کی والدہ ماجدہ نے پانی طلب کیا۔ آپ پانی لینے گئے۔ کوزہ میں پانی نہ تھا۔ گھڑے میں دیکھا تو وہ بھی خالی تھا۔ چنانچہ پانی کے لئے ندی پر گئے اور جب واپس آئے تو والدہ محترمہ سو چکی تھیں۔ شدید سردی کا موسم تھا۔ آپ پانی کا کوزہ ہاتھ میں اُٹھائے کھڑے رہے۔ جب والدہ ماجدہ کی آنکھ کھلی تو پانی پیا اور آپ کو دعاؤں سے نوازا اور فرمایا کہ کوزہ نیچے کیوں نہ رکھ دیا؟ عرض کیا کہ میں ڈرتا رہا کہ آپ بیدار ہو کر پانی طلب فرمائیں اور میں شائد اُس وقت حاضر نہ ہوں۔

☆

آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ اسی طرح ایک اور موقعہ پر والدہ محترمہ نے فرمایا کہ آدھا دروازہ بند کر دو، میں صبح تک یہی سوچتا رہا کہ کون سا آدھا بند کروں، دائیں طرف کا یا بائیں طرف کا، تاکہ والدہ صاحبہ کے حکم کے خلاف نہ ہو۔ صبح کے وقت مجھے وہ سب کچھ مل گیا جس کو میں ڈھونڈھتا تھا، اور پھر آپ کو وہ مقام حاصل ہوا کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ جیسے اکابر بھی پکار اُٹھے کہ:

"بایزید ہماری جماعت میں ایسے ہیں جیسا کہ فرشتوں میں حضرت جبریل امین علیہ السّلام۔ اور دیگر سالکین کے میدان کی انتہا، بایزید کے میدان کی ابتداء ہے"۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

☆

حضرت ابو علی جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ سے ان الفاظ کی نسبت سوال کیا گیا جو حضرت بایزیدؒ سے لوگوں کو اپنے سے دور کرنے کے لئے منقول ہے۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ ہم بایزید کے حال کو تسلیم کرتے ہیں، شائد وہ الفاظ اُن کے "غلبۂ حال" یا "حالتِ سُکر" میں صادر ہوئے ہوں۔ جو شخص بایزید کا مقام حاصل کرنا چاہے اُسے بایزید کی طرح "مجاہدۂ نفس" کرنا چاہئے تاکہ

Marfat.com

وہ بایزید کے مقام کو سمجھ سکے۔

☆

ایک دفعہ آپ مکہ مکرمہ سے واپس آرہے تھے کہ راستہ میں ہمدان سے کسم (ایک قسم کا پھول) کا بیج خرید کر اپنے خرقہ میں باندھ لیا۔ بسطام آکر جو کھولا تو اُس میں چند کیڑے نظر آئے۔ فرمانے لگے کہ میں نے اِن کو بے وطن کیا ہے، پھر دوبارہ ہمدان جا کر کیڑوں کو اُن کے وطن پہنچا کر واپس آئے۔

☆

ایک روز آپ نے صحرا میں اپنا کپڑا دھویا۔ ایک عقیدت مند جو ساتھ تھا، عرض کرنے لگا کہ اِسے انگوروں کی دیوار پر لٹکا دیتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد کیا کہ انگوروں کی دیوار میں میخ نہ گاڑو۔ اُس نے عرض کیا کہ درخت پر لٹکا دیتے ہیں، فرمایا، ایسا نہ کرنا کہ درخت کی شاخیں ٹوٹ جائیں گی۔ عرض کیا گیا کہ گھاس پر پھیلا دیتے ہیں، فرمایا ایسا نہ کرنا کہ گھاس چوپاؤں کا چارہ ہے، ہم اسے اُن سے نہیں چھپاتے۔ پس آپ کپڑے کو اپنے پشت مبارک پر رکھ کر دھوپ میں کھڑے ہو گئے، جب ایک طرف سوکھ گئی تو دوسری طرف اُلٹا دیا۔

☆

ایک دفعہ آپ جامع مسجد میں تشریف لے گئے اور اپنا عصا مبارک زمین میں گاڑ دیا۔ اُس کے پہلو میں ایک شیخ نے اپنا عصا گاڑا ہوا تھا۔ اتفاق سے آپ کا عصا اُس شیخ کے عصا پر گرا، جس سے وہ بھی گر پڑا، شیخ نے جھک کر اپنا عصا اُٹھایا اور گھر کو روانہ ہو گیا۔ آپ نے اُس کے گھر جا کر معذرت کی کہ آپ کو جھکنے کی زحمت اس وجہ سے اُٹھانا پڑی کہ میں نے اپنا عصا اچھی طرح نہ گاڑا تھا، ورنہ آپ کو یہ تکلیف نہ کرنا پڑتی۔

☆

ایک دفعہ کسی نے بتایا کہ فلاں جگہ ایک بہت بڑے بزرگ ہیں۔ آپ اُن کی ملاقات کو گئے اور جب اُن کے پاس پہنچے تو اُنہوں نے جانب قبلہ تھوکا۔ آپ یہ دلخراش منظر دیکھ کر واپس تشریف لے آئے اور فرمایا کہ:

> ”اگر اس شخص کو طریقت کی ذرّہ بھر بھی خبر ہوتی تو اس طرح خلاف ادب کام وقوع پذیر نہ ہوتا“۔

Marfat.com

☆

آپ کے گھر سے مسجد کا فاصلہ چالیس (۴۰) قدم تھا، مگر بوجہ تعظیم مسجد، کبھی بھی راستہ میں نہیں تھوکا۔

☆

آپ کے پاس ایک اونٹ تھا، جس پر اپنا اور مریدوں کا سامان لاد کر چلا کرتے تھے۔ ایک دن سامان لاد کر کہیں تشریف لے جارہے تھے کہ ایک شخص نے کہا، کہ بیچارے اونٹ پر کس قدر بوجھ لاد دیا گیا ہے۔ آپ نے ارشاد کیا کہ:

''غور سے دیکھو، اونٹ پر کوئی بوجھ ہے؟''

اُس نے دیکھا تو بوجھ ایک ہاتھ اونچا تھا۔ فرمایا:

''سبحان اللہ! عجیب معاملہ ہے کہ اگر میں اپنا حال تم لوگوں سے پوشیدہ رکھوں تو ملامت کرتے ہو اور اگر ظاہر کروں تو اُس کی تم لوگوں کو طاقت نہیں ہے''۔

پھر اُس شخص سے فرمایا کہ:

''تم میں سے بعض لوگوں کو میری زیارت سے ''لعنت'' ہوتی ہے اور بعض پر ''رحمت'' ہوتی ہے۔ ''لعنت'' اس وجہ سے کہ جب وہ لوگ میرے پاس آتے ہیں اور مجھ سے اُس وقت خاص حالت غالب ہوتی ہے۔ وہ مجھے اپنے آپ میں نہیں پاتے اور میری ''غیبت'' کرتے ہیں، دوسرے لوگ آئے، حق کو مجھ پر غالب پا کر معذور رکھتے ہیں، اُن پر ''رحمت'' ہوتی ہے''۔

ہر کس کہ کمالِ اولیاء را نہ شناخت — ایں نعمتِ خاص بے بہا را نہ شناخت
پس شکر نہ گفت وحبِّ ایشاں نگرید — میداں بہ یقیں کہ اُو خدارا نہ شناخت

(حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ)

ترجمہ:۔(جس کسی نے بھی اولیاء اللہ کے کمالات کو نہ پہچانا، اُس نے خاص اور بے بہا نعمت کو نہ پہچانا، پس اُس نے شکر نہ کیا اور اُن کی محبت کو نہ دیکھا، تو یقین کے ساتھ جان لے کہ اُس نے خداوند کریم (جل جلالہٗ) کو نہ پہچانا)۔

Marfat.com

☆

ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ دِل چاہتا ہے کہ قیامت کے دِن دوزخ کی طرف اپنا خیمہ نصب کرلوں کہ وہ مجھے دیکھ کر پست اور ٹھنڈا ہو جائے اور خلقِ خدا کو راحت ملے۔ پھر فرمایا کہ ایک بار مَیں نے خواب میں اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کو دیکھا۔ مَیں نے عرض کیا، یا اللہ! تجھ تک پہنچنے کا راستہ کس طرح سے ہے؟ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے فرمایا: دع نفسک وتعالیٰ الی ''یعنی اپنے نفس کو چھوڑ اور آ''۔ پھر ارشاد کیا کہ نماز سے سوائے کھڑے ہونے اور روزہ سے سوائے بھوکا رہنے کے کچھ حاصل نہ ہوا۔ مجھے تو جو کچھ ملا، اللہ تعالیٰ رب العزت کے فضل وکرم سے ملا ہے نہ کہ عمل سے، کیونکہ:

''جب تک اللہ تعالیٰ سبحانہٗ کا فضل وکرم شاملِ حال نہ ہو
، جہد وسعی سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا''۔

ہم گنہ گاروں کی یارب! تیری رحمت پر نظر ہے
تیری بخشش کے سہارے آس پرور ہر بشر ہے

☆

ایک دفعہ آپ کو روحانی قبض کا عارضہ لاحق ہو گیا۔ عبادت سے نا اُمید ہو کر ارادہ باندھا کہ بازار سے زنار خرید کر کمر میں باندھ لوں۔ بازار جا کر ایک زنار کی قیمت دریافت کی تو دِل میں خیال آیا کہ ایک درہم ہوگی، مگر دکاندار نے اس کی قیمت ایک ہزار درہم بتائی۔ آپ سُن کر خاموش ہو گئے۔ ہاتفِ غیب نے آواز دی کہ جو زنار تو باندھے، اُس کی قیمت ایک ہزار درہم ہی ہونی چاہئے۔ اس پر آپ کا دِل خوش ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی عنایت اُن کے شاملِ حال ہے۔

☆

ایک دفعہ فرمایا کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ اے بایزید! تو عبادت تو کرتا ہے مگر اس سے بہتر چیز ہمارے سامنے پیش کر۔ میں نے عرض کیا، اے ربِّ ذوالجلال! تیرے پاس کیا چیز نہیں ہے جو لاؤں؟ الہام ہوا، اے بایزید! ہمارے ہاں ''عاجزی''، ''انکساری''، ''بیچارگی'' اور ''شکستگی'' نہیں ہے وہ لا کر پیش کر۔

یہی مقام ہے کہتے ہیں جس کو سلطانی
اس مقام سے آدم ہے ظلِ سبحانی

☆

Marfat.com

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ خلوت میں آپ کی زبان سے "سبحانی ما اعظم شانی" نکلا۔ جب اپنے آپ میں آئے تو مریدوں نے عرض کیا کہ آپ کی زبان سے یہ کلمہ نکلا تھا۔ فرمایا! تم پر خدا کی مار ہو، اب اگر ایسا کلمہ میرے منہ سے سنو تو مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دینا اور ایک ایک چھری اُن سب کو دے دی۔ پھر جب اُن سے یہ کلمہ سرزد ہوا، تو مریدوں نے قتل کے ارادے سے چھریاں اٹھائیں مگر تمام گھر کو ان کی شکل سے معمور پایا۔ مریدانِ باصفا چھریاں چلاتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ وہ پانی پر چلا رہے ہیں۔ آخر کار چڑیا کی طرح محراب میں بیٹھے نظر آئے تو مریدوں نے تمام قصہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ "بایزید تو یہ ہے جو سامنے موجود ہے جس کو تم دیکھتے رہے وہ "بایزید" نہ تھا۔

جہاں میں اہلِ ایماں صورتِ خورشید جیتے ہیں
اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے، اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے

☆

ایک مرتبہ حضرت شفیق بلخی اور حضرت ابوتراب بخشی (رحمۃ اللہ علیہم)، آپ کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے۔ ایک مرید پاس بیٹھا تھا جو شریکِ طعام نہ تھا۔ حضرت ابوتراب بخشیؒ نے اُس سے کہا کہ آؤ، تم بھی کھانا کھاؤ۔ اُس نے کہا کہ میرا روزہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ کھانا کھاؤ اور ایک مہینہ کے روزوں کا ثواب حاصل کرو، وہ نہ مانا۔ پھر حضرت شفیق بلخیؒ نے اُسے کہا کہ آؤ میاں! کھانا کھاؤ اور ایک برس کے روزوں کا ثواب پاؤ، اُس نے پھر انکار کیا۔ اس پر حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ:

"اِسے جانے دو، یہ راندۂ درگاہ ہے"۔

چنانچہ چند دنوں بعد وہ چوری کے جرم میں پکڑا گیا اور اس کے دونوں ہاتھ کاٹ دیئے گئے۔

☆

ایک دفعہ کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ کا پیر کون ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ایک بوڑھی عورت۔ اُس شخص نے پوچھا وہ کیونکر؟ فرمایا کہ:

"ایک مرتبہ مَیں نے غلبۂ شوق میں جنگل کی راہ لی۔ وہاں ایک بڑھیا کو بوجھ اُٹھائے دیکھا۔ وہ مجھ سے کہنے لگی کہ یہ بوجھ مجھ سے بہت بھاری ہے، ذرا اِسے اُٹھانا۔ اُس وقت میری حالت یہ تھی کہ میں اپنے وجود کا بوجھ اُٹھانے سے قاصر تھا، اُس

Marfat.com

بڑھیا کا بوجھ کیسے اُٹھاتا۔ مَیں نے ایک شیر کی جانب اشارہ کیا، وہ آیا تو مَیں نے وہ بوجھ اُس کی پُشت پر رکھ دیا اور بڑھیا سے کہا، اب تو شہر جا کر کیا بیان کرے گی؟

اُس بڑھیا نے کہا کہ میں کہوں گی کہ آج ایک ظالم کو دیکھا ہے۔ میں نے کہا کیسے؟ اُس نے مجھ سے سوال کیا کہ شیر مکلف ہے یا غیر مکلف؟ مَیں نے کہا کہ غیر مکلف۔ بڑھیا نے کہا کہ جس کو خداوند قدوس تکلیف نہ دے اور اُس کو تو تکلیف دے تو تو ظالم ہے یا نہیں؟ مَیں نے کہا کہ ظالم۔ اِس پر بڑھیا نے کہا کہ پھر بھی تو چاہتا ہے کہ شہر کے لوگ جان لیں کہ شیر تیرے تابع ہے اور تو صاحب کرامت ہے۔ یہ سُن کر میں نے توبہ کی"۔

☆

ایک مرتبہ آپ قبرستان سے واپس شہر تشریف لا رہے تھے کہ رؤسائے شہر کا ایک بگڑا ہوا نوجوان باجا بجاتا چلا آ رہا تھا۔ آپ نے اُسے دیکھ کر لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم، پڑھا۔ اُس رئیس زادے نے اپنا باجا آپ کے سرِ اقدس پر اِس زور سے مارا کہ باجا ٹوٹ گیا اور آپ کا سرِ اقدس بھی پھٹ گیا۔ دوسرے دِن صبح کے وقت آپ نے باجا کی قیمت اور حلوے کی ایک پلیٹ اپنے ایک مریدِ خاص کے ہاتھ اُس جوانِ رعنا کے پاس بھیجی اور معذرت کی کہ کل باجا کے ٹوٹنے سے اُس کا نقصان ہو گیا ہے، لہٰذا اس قیمت سے نیا باجا خرید لو اور حلوہ کھا کر کل کے غم وغصہ کو فراموش کر دو۔ اُس نوجوان نے جب یہ معاملہ دیکھا تو زار و قطار روتا ہوا، آپ کے قدموں سے لپٹ گیا۔ معذرت چاہی، توبہ کی اور پھر شرفِ بیعت سے مشرّف ہو گیا۔ اُس کے تمام ساتھی بھی بیعت ہو کر صراطِ مستقیم پر گامزن ہو گئے۔ یہ تھا، آپ کی خوش اخلاقی کا کرشمہ۔ آپ کا اخلاق حضور سیّدِ عالم علیہ التحیۃ والثناء کے اخلاقِ کریمہ کا سچا نمونہ تھا، جس کے بارے میں کسی شاعر نے کہا۔

کچھ اُنؐ کے خُلق نے کچھ اُنؐ کے پیار نے کرلی
مسخر اس طرح دُنیا شاہِ ابرارؐ نے کرلی

☆

Marfat.com

ایک روز آپ کو ذوقِ عبادت حاصل نہیں ہو رہا تھا۔ خادم کو حکم دیا کہ دیکھو! آج گھر میں کیا چیز آ گئی ہے جو سُوہانِ روح بن گئی ہے۔ تلاش کرنے پر انگور کا ایک خوشہ نکلا۔ فرمایا! اسے فوراً کسی مستحق کو دے دو، ہمارا گھر میوہ فروش کی دکان نہیں ہے۔ فوراً آپ کی عبادت میں لذت وسرور پیدا ہو گیا۔

جس کا عمل ہے بے غرض اُس کی جزا کچھ اور ہے
حور وخیام سے گزر، بادہ وجام سے گزار

☆

آپ کے پڑوس میں ایک آتش پرست رہتا تھا۔ ایک دفعہ وہ کسی کام کی غرض سے سفر پر گیا۔ رات کو اُس کا بچہ اندھیرے کی وجہ سے روتا تھا۔ آپ اپنا چراغ اُس کے گھر لے جاتے تو وہ بچہ ہنسنے کودنے اور کھیلنے لگتا۔ جب وہ آتش پرست سفر سے واپس آیا تو بیوی نے تمام حال کہہ سنایا۔ اُس نے کہا کہ جب آپ کی روشنی ہمارے گھر آ گئی تو اَب کاہے کو اندھیرے میں رہیں۔ اُسی وقت مسلمان ہو گیا۔ بقول اقبالؒ ؎

سطوت از کوہ ستانند وبکاہے بخشند   کلۂ جم بہ گدائے سرِ راہے بخشند
گاہ شاہی بہ جگر گوشۂ سُلطان ندہند   گاہ باشد کہ بہ زندانی چاہے بخشند

(ترجمہ:۔ پہاڑوں کی رفعت اور اُن کی بلندیاں بعض اوقات حقیر سے تنکے کو بخش دی جاتی ہیں اور کسی سرِ راہ فقیر کے سر پر بعض اوقات کلاہِ جمشید (بادشاہ) سجا دیا جاتا ہے۔ بعض دفعہ بادشاہ کے بیٹے کو بادشاہی نہیں دی جاتی اور بعض دفعہ کنویں کے قیدی (حضرت یوسف علیہ السلام) کو بادشاہی بخش دی جاتی ہے۔ یہ تو مقدر کی بات ہے)

☆

روایت ہے کہ ایک آتش پرست کو کسی نے کہا کہ تو مسلمان ہو جا۔ اُس نے کہا کہ "اگر مسلمانی یہ ہے جو "بایزید" میں ہے تو وہ مجھ سے بھاری ہے اور جیسی تم میں ہے وہ مجھے منظور نہیں"۔

☆

آپ کے پاس ایک مرید تیس (۳۰) برس سے خدمت گزار تھا۔ آپ ہر روز اُس سے نام دریافت فرماتے، وہ بتا دیتا۔ ایک روز اُس نے کہا کہ اے شیخ! میں تیس سال سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوں، آپ ہر روز میرا نام دریافت فرماتے ہیں اور پھر بھول جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ:

Marfat.com

''میں مذاق نہیں کرتا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جب سے اللہ تعالیٰ (جل شانہٗ) کا نام دِل میں سما گیا ہے، کچھ اور یاد نہیں رہتا۔ ہر روز تیرا نام پوچھتا ہوں اور بھول جاتا ہوں''۔

☆

ایک شخص آپ کی خدمت و بابرکت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا کہ مجھے ایسی نصیحت فرمایئے جس سے میری نجات ہو جائے۔ آپ نے فرمایا، دو باتیں یاد کر لے، یہی کافی ہیں:

اوّل:۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ دانا و بینا ہے یعنی تیرے تمام حال سے آگاہ ہے اور تیرے ہر کام کو دیکھتا ہے۔

دوم:۔ یہ کہ تیرے عمل سے بے نیاز ہے۔

☆

ایک روز کسی شخص نے عرض کیا کہ اپنے پوستین کا ایک ٹکڑا مجھے دے دیجئے کہ آپ کی برکت حاصل ہو۔ فرمانے لگے کہ:

''میرا پوستین پہننے کا کیا فائدہ، جبکہ میرے جیسے عمل نہ کرے''۔

پھر فرمایا کہ:

''سچا عابد اور سچا عامل وہ ہے کہ جو اپنی جدوجہد کی تلوار سے اپنی تمام خواہشات کا سر کاٹ دے اور اس کی تمام شہوات و تمنائیں اللہ تعالیٰ عزوجل کی محبت میں فنا ہو جائیں اور جو چیز اللہ تعالیٰ کو پسند ہو، اُسے بھی وہی پسند ہو اور جو اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کی مرضی ہو، اُس کی بھی وہی مرضی ہو''۔

سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے

عشق میں مجھ کو جلا اور درد دے دِل میں مرے
عشق کی دولت سے کر آباد دِل میرا اللہ

☆

ایک دفعہ ارشاد کیا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کو پہچاننے کی یہی نشانی ہے کہ لوگوں سے دور رہے۔ (۲) عارف کے لئے یہ ادنیٰ سی بات ازبس ضروری ہے کہ مال و دولت سے محترز رہے۔ (۳) نیک لوگوں کی صحبت، نیک کام کرنے سے بہتر ہے اور بُرے لوگوں کی صحبت، بُرے کام

Marfat.com

کرنے سے بُری ہے، کیونکہ

صحبتِ صالح تُرا صالح کند صحبتِ طالح تُرا طالح کند

(۴) جس نے اپنی خواہشات ترک کردیں، اُس نے اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کو پالیا۔ (۵) اپنے آپ کو ایسا ظاہر کرو جیسے کہ تم ہو۔ (۶) اللہ تعالیٰ عزوجل کی محبت یہ ہے کہ دُنیا اور آخرت کو دوست نہ رکھے۔ (۷) اللہ تعالیٰ سبحانہٗ کے نزدیک اور قریب سب سے زیادہ وہ شخص ہے کہ لوگوں کی تکلیفیں برداشت کرے اور خوش اخلاقی سے پیش آئے۔

☆

ایک دفعہ کسی نے دریافت کیا کہ آپ بھوک کی کیوں زیادہ تعریف کرتے ہیں؟ فرمایا کہ اگر فرعون بھوکا ہوتا تو انا ربکم الاعلیٰ نہ کہتا۔ کسی نے دریافت کیا کہ "متکبر" کس کو کہتے ہیں؟ فرمایا کہ جو دُنیا میں اپنے آپ سے زیادہ خبیث چیز دیکھے۔ پھر فرمایا کہ مَردوں کا کام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کے سوا کسی سے دِل نہ لگائیں۔

☆

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے پاس پیغام بھیجا کہ اے بایزید! رات کو جنگل میں آرام اور سکون سے سوتے ہو، قافلہ تو چلا گیا۔ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ:

"کامل تو وہ ہے جو رات کو سو جائے اور صبح کو قافلہ اُترنے سے پہلے منزل پر پہنچ جائے"۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ یہ سُن کر رو پڑے اور کہا کہ بایزید! "تمہیں مبارک ہو، میں اس مرتبے کو نہیں پہنچا"۔

☆

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو لکھا کہ "ایسے شخص کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے جو ایک جامِ ازلی سے ایسا مست ہو گیا ہے کہ اُس کی مستی ابد تک جاری رہنے والی ہو گئی ہے"۔ آپ نے جواباً تحریر فرمایا کہ "یہاں ایک ایسا فرد بھی موجود ہے جو ازل و ابد کے بحرِ بیکراں کو پی کر بھی یہی کہتا ہے کہ کچھ اور مل جائے"۔

پھر ایک مرتبہ حضرت یحییٰ بن معاذؒ نے تحریر کیا کہ میں آپ کو ایک راز بتانا چاہتا ہوں لیکن اُس وقت بتاؤں گا، جب ہم دونوں "شجرِ طوبیٰ" (بہشت کا ایک عظیم الشان درخت) کے

Marfat.com

نیچے کھڑے ہوں گے اور قاصد کو ایک ٹکیہ دے کر یہ ہدایت بھی فرمادی کہ بایزید سے کہنا، اس کو کھالیں کہ یہ آبِ زمزم سے گوندھی گئی ہے۔ جواباً حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا کہ ''جس جگہ خداوند قدوس کو یاد کیا جاتا ہے، وہاں جنت اور طوبیٰ دونوں موجود ہوتے ہیں، اور ٹکیہ اس لئے واپس کر رہا ہوں کہ آبِ زمزم سے گوندھنے کی فضیلت اپنی جگہ مسلّم لیکن یہ کسے معلوم کہ جو بیج بویا گیا تھا وہ کسبِ حلال کا تھا یا کسبِ حرام کا۔ مجھے اس ٹکیہ کے حلال ہونے میں شک ہے''۔

☆

یہ دفعہ ایک جماعت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور قحط کی شکایت کی اور دُعا کی درخواست کی کہ بارانِ رحمت ہو جائے۔ یہ سُن کر آپ نے سر جھکا لیا۔ پھر سر اُٹھا کر فرمایا، ''جاؤ! اپنے پرنالوں کو درست کر لو''، فوراً بارش آ گئی اور مسلسل ایک دن ایک رات برستی رہی۔

☆

حضرت ابو سعید میخورانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی خدمت میں بغرضِ امتحان آئے۔ آپ نے فرمایا! میرے مرید ابو سعید راعی کے پاس جاؤ کیونکہ ولائت و کرامت ہم نے اُسے بخش دی ہے۔ جب ابو سعید وہاں پہنچے تو راعی کو دیکھا کہ صحرا میں نماز پڑھ رہے ہیں اور بھیڑیئے نے آپ کی بھیڑوں کی گلہ بانی کے فرائض سنبھال رکھے ہیں۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا، کیا چاہتے ہو؟ کہا گرم روٹی اور انگور، راعی نے ہاتھ کی لکڑی کے دو ٹکڑے کر کے ایک اپنے آگے اور دوسرا اُس کے آگے گاڑ دیا۔ فوراً انگور لگ گئے۔ مگر راعی کی طرف سفید اور اُس کی طرف سیاہ تھے۔ اُس نے راعی سے سبب پوچھا۔ راعی نے جواب دیا کہ میری طلب بطور ''یقین'' اور تیری طلب بطور ''امتحان'' تھی۔ ہر چیز کا رنگ اُس کے حال کے موافق پر ہوا کرتا ہے۔ اس کے بعد راعی نے ابو سعید میخورانی علیہ الرحمہ کو اپنی گدڑی دی اور فرمایا کہ اسے سنبھال کر رکھنا۔ مگر جب وہ حج کو گئے تو عرفات میں گم ہوگئی۔ جب بسطام واپس آئے تو راعی کے پاس دیکھی۔

☆

ایک دفعہ ملک روم میں لشکرِ اسلام کے مقابلہ میں کفار کا لشکرِ جرار تھا۔ قریب تھا کہ مسلمانوں کو شکستِ فاش ہو کہ حضرت بایزید نے یہ آواز سُنی۔ ''بایزید دریاب'' (اے بایزید خبر لیجیو)۔ اُسی وقت خراسان کی طرف سے آگ نمودار ہوئی جس کی دہشت سے لشکرِ کفار میں تہلکہ مچ گیا اور مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ یہ تھیں آپ کی کشف و کرامات۔

Marfat.com

☆

آپ کی وفاتِ حسرت آیات ۱۵۔شعبان المعظم ۲۶۹ھ بمطابق ۲۷/فروری ۸۸۳ء بروز بدھ، بعمر ۱۳۳ سال بُسطام شہر میں ہوئی۔ وصال کے بعد لوگوں نے آپ کو خواب میں دیکھا اور آپ کا حال دریافت کیا تو آپ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے مجھ سے پوچھا، ’’بوڑھے! تو میرے واسطے کیا لایا ہے‘‘؟ میں نے عرض کیا، ’’خداوندا! جب کوئی فقیر بادشاہ کی درگاہ میں آتا ہے تو اُس سے یہ نہیں پوچھا جاتا کہ تو ہمارے واسطے کیا لایا ہے بلکہ یہ پوچھتے ہیں کہ تو کیا مانگتا ہے‘‘۔

خودی کو بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے؟

☆

جب آپ کو دفن کیا گیا تو شیخ احمد خضرویہ کی بیوی زیارت کو حاضر ہوئی، زیارت سے فارغ ہو کر کہنے لگی، تم جانتے ہو شیخ بایزید کون تھے؟ لوگوں نے کہا، تو بہتر جانتی ہے۔ کہنے لگی کہ ایک رات میں طواف کعبہ کر رہی تھی، کچھ دیر بعد بیٹھ گئی اور سو گئی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے آسمان پر لے جایا گیا۔ مَیں نے عرش کے نیچے ایک بیابان دیکھا۔ جس کی لمبائی اور چوڑائی کی کوئی حد نہ تھی۔ وہ تمام بیابان گل و گلزار بنا تھا اور اُس کے پھولوں کی ہر پتی پر لکھا ہوا تھا کہ:

’’بایزید ولی اللہ تھا‘‘۔

☆

حضرت شیخ ابو سعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ آپ کی زیارت کو آئے تو فرمانے لگے کہ:

’’یہ وہ جگہ ہے کہ دُنیا میں جس شخص کی کوئی چیز گم ہو جائے تو وہ یہاں آکر ڈھونڈھ لے‘‘۔

☆

آخر میں چند ’’اقوالِ زرّیں‘‘ اور ’’کلماتِ قدسیہ‘‘ سے بھی فیضیاب ہونا ضروری ہے۔

ارشاد فرماتے ہیں کہ:

❖ ’’اگر تم کسی شخص میں کرامات دیکھو اور وہ ہوا میں اڑ کر دکھائے تو اس پر فریفتہ نہ ہو جاؤ، جب تک یہ نہ دیکھ لو کہ وہ ’’امر و نہی‘‘، ’’حفظِ حدود‘‘ اور ’’آدابِ شریعت‘‘ میں کیسا ہے‘‘؟

Marfat.com

- "میں نے اللہ کو اللہ کے ساتھ پہچانا اور اللہ کے ماسوا کو اللہ کے نور کے ساتھ پہچانا"۔
- "میں نے رب العزت کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا، اے میرے پروردگار! میں تجھے کس رُخ پاؤں؟ ارشاد ہوا کہ "اپنے نفس کو چھوڑ اور میری طرف آ"۔
- "اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے اپنے بندوں کو نعمتوں سے نوازا تا کہ وہ اپنے اللہ عزوجل کا شکر ادا کریں اور اسے یاد کریں مگر وہ نعمتیں پا کر غافل ہو گئے"۔
- "جو گن کر کام کرتا ہے، اس کا اجر بھی گن کر ملتا ہے" (مراد ہے تسبیح)۔
- "تواضع یہ ہے کہ درویشوں سے تواضع کرے اور امیروں سے تکبر"۔
- "اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی محبت یہ ہے کہ دنیا اور آخرت ہر دو کو دوست نہ رکھ"۔
- "خوش خلقی اور خاموشی ہلکی ہیں پیٹھ پر اور بھاری ہیں میزان پر"۔
- "اپنے آپ کو اتنا ہی ظاہر کر جتنا کہ تو ہے، یا ویسا ہو جا جیسا کہ اپنے آپ کو ظاہر کرے"۔
- "توکل یہ ہے کہ تو زندگانی کو ایک دن کیلئے جانے اور کل کی فکر نہ کرے"۔
- "نیک بخت وہ ہے کہ نیکی کرے اور ڈرے اور بدبخت وہ ہے کہ بدی کرے اور مقبولیت کی امید رکھے"۔
- "اللہ عزوجل اُسے دوست رکھتا ہے جس میں تین خصلتیں پائی جائیں۔ (۱) دریا کی مانند سخاوت (۲) آفتاب جیسی شفقت اور (۳) زمین کی طرح تواضع"۔

(☆)......(☆)

Marfat.com

(۷)

☆

حضرتِ شیخ ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ

خرقان (ایران) ۳۵۲ھ / ۹۶۳ء ○ ۴۲۵ھ / ۱۰۳۳ء خرقان (ایران)

☆قطعہءتاریخِ وصال☆

(۱)

ہیں شیخ خرقانی وہ میر بزم اولیاء — شاداب جن کے دم سے ہے اسلام کا چمن
صابرؔ سنِ وصال یہی کہیے شیخ کا — ''ہیں صاحب کمالِ حقیقت ابوالحسن''

۱۰۳۳ء

(حضرت صابر براریؒ، کراچی)

(۲)

''محبوبِ رب خواجہ ابو الحسن''

۱۰۳۳ء

بوالحسنؒ سرہنگِ اہل اِتقا — تھے وہ مردِ پاک سیرت باصفا
سالِ رحلت اُن کا اے فیضؔ الامین — ''نورِ حقانی'' کہو آئی صدا

۴۲۵ھ

(حضرت صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی مدظلہٗ
مونیاں ٹھیکریاں، گجرات)

☆

Marfat.com

﴿حضرتِ شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ﴾

☆

آپ کا اسمِ گرامی علی بن احمد بن جعفر بن سلمان ہے اور ''قزوین'' کی نواحی بستی ''خرقان'' جائے پیدائش ہے۔ طریقت میں بطریقِ اویسیت آپ کی روحانی تربیت سلطان العارفین حضرت بایزید بُسطامی قدس سرہٗ السامی سے ہوئی، کیونکہ آپ کی ولادت باسعادت حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت شریف کے بعد ۳۵۲ھ/۹۶۳ء میں ہوئی۔

☆

روایت ہے کہ حضرت بایزید بُسطامیؒ ہر سال ''دہستان'' میں شہیدوں کی قبروں کی زیارت کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ جب موضع خرقان سے گزرتے تو ٹھہر جاتے اور اس طرح سے سانس لیتے جیسے کوئی خوشبو سونگھتا ہے۔ مریدوں نے پوچھا کہ آپ کس چیز کی بُو سونگھتے ہیں، ہم کو تو کچھ محسوس نہیں ہوتا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ:

''چوروں، ڈاکوؤں اور راہزنوں کے اس گاؤں سے ایک مردِ خدا کی خوشبو آتی ہے، جس کا نام ''علی'' اور کنیت ''ابوالحسن'' ہے۔ اس میں تین باتیں مجھ سے زیادہ ہوں گی۔ (۱) وہ اہل وعیال کا بوجھ اُٹھائے گا۔ (۲) کھیتی باڑی کرے گا اور (۳) درخت لگایا کرے گا''۔

☆

مولانا رومؒ مستِ بادۂ قیوم نے اپنی مشہور عالم کتاب مثنوی شریف (انقلاب الحقیقت) میں اس واقعہ کو طویل نظم میں قلم بند کیا ہے، چند منتخب اشعار ملاحظہ ہوں:

ایں طبیبانِ بدن دانشورند
بر مقامِ تو زتو واقف ترند

(یہ بدن کے طبیب، دانشور ہوتے ہیں، وہ تیرے مقام کے بارے میں خود تجھ سے زیادہ واقف ہوتے ہیں)۔

بلکہ پیش از زادنِ تو سالہا
دیدہ باشندت بچندیں حالہا

Marfat.com

(بلکہ تیری پیدائش سے سالہا سال پہلے وہ تجھے اس حال میں دیکھتے ہیں)۔

آں شُنیدی داستانِ بایزید
کہ زحالِ بو الحسن از پیش دید

(تو نے حضرت بایزیدؒ کی داستان سُنی ہے کہ اُنہوں نے حضرت ابوالحسنؒ (خرقانی) کا حال پہلے ہی دیکھ لیا تھا)۔

بوئے خوش آمد مرا ورا ناگہاں
در سوادِ رَے زحدِ خارقاں

(اُنہیں اچانک رَے کے نواحی علاقہ میں شہرِ خرقان کی حد سے خوشبو آ گئی تھی)

گفت زیں سُو بوئے یارے می رسد
کاندریں دہ شہر یارے می رسد

(ارشاد کیا کہ اس طرف سے ایک دوست کی خوشبو آ رہی ہے کہ اس گاؤں میں ایک شہریار پہنچ رہا ہے)

بعد چندیں سال می زاید شہے
می زند بر آسماں ہا خرگہے

(اتنے سال کے بعد ایک بادشاہ پیدا ہوگا جو آسمانوں پر اپنا خرگاہ نصب کرے گا۔)

مولانا رومی علیہ الرحمہ اس کے بعد حضرت بایزیدؒ کے الفاظ میں بتاتے ہیں کہ اُس مردِ عظیم کا نام، کنیت، قد، رنگ، شکل وگیسو غرضیکہ پورا حلیہ ایسے ہوگا۔ چنانچہ سالہا سال کے بعد حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ہوئی، تو آپ کی تمام نشانیاں پیش گوئی کے عین مطابق تھیں۔

تجھے معلوم بھی ہے کچھ کہ صدیوں کے تفکر سے
کلیجہ پھونک کر کرتی ہے فطرت اک بشر پیدا...... (اقبالؒ)

☆

آپ مشائخ کے سردار، اوتاد و ابدال کے قطب اور اہل طریقت وحقیقت کے پیشوا تھے، توحید و معرفت میں کمال کے درجہ پر فائز تھے۔ اُن کے شب و روز، ریاضت ومجاہدہ اور حضور ومشاہدہ میں گزرتے تھے۔ آپ کے زُہد وتقویٰ، عبادت وپرہیزگاری اور سلوک ومعرفت کے پیشِ نظر ہی حضرت ابوالعباس قصاب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ:

"ہمارے بعد ہمارا بازار 'ابوالحسن خرقانی' سنبھالیں گے"۔

Marfat.com

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

حضرت اُستاذ ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ:

"مَیں جب "خرقان" کی حدود میں داخل ہوا تو حضرت ابوالحسن خرقانی کی دہشت سے میری فصاحت و بلاغت جاتی رہی۔ مَیں نے خیال کیا کہ مَیں اپنی ولایت سے معزول ہو گیا"۔

☆

اوائل زندگی میں آپ کا یہ معمول تھا کہ نماز عشاء با جماعت خرقان میں ادا کر کے حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مقدس کی زیارت کے لئے بُسطام روانہ ہو جاتے اور وہاں پہنچ کر یوں دُعا کرتے:

"خدایا! جو خلعت تو نے بایزیدؒ کو عطا کیا ہے وہ ابوالحسن کو بھی عطا فرما"۔

پھر زیارت سے فارغ ہو کر خرقان واپس ہوتے اور تمام راستے میں اپنے شیخ کریم کے مزار کی طرف پیٹھ نہ کرتے اور نمازِ فجر، عشاء کے وضو کے ساتھ خرقان میں ادا فرماتے۔ بارہ برس کی مسلسل حاضری اور دُعاؤں کے بعد مزار مبارک سے آواز آئی:

"اے ابوالحسن! تمہارے بیٹھنے کا وقت آ گیا ہے"۔

یہ سُن کر عرض کیا کہ:

"میں اَن پڑھ ہوں، رموزِ شریعت سے چنداں واقف نہیں"۔

آواز آئی کہ:

"تم نے جو کچھ خداوند قدوس سے مانگا، وہ تمہیں مل گیا، فاتحہ شروع کیجئے"۔

جب آپ خرقان واپس پہنچے تو قرآن مجید ختم کر لیا اور علومِ ظاہری و باطنی آپ پر منکشف ہو گئے۔

☆

ایک دِن آپ بہت سے درویشوں کے ساتھ خانقاہ شریف میں جلوہ فرما تھے اور سات روز سے فاقہ گزار رہے تھے۔ ایک شخص آٹے کی بوری اور ایک بکری لے کر حاضر ہوا اور آواز دی کہ میں یہ صوفیوں کے لئے لایا ہوں۔ آپ نے درویشوں سے فرمایا کہ:

Marfat.com

''تم میں سے جو کوئی ''صوفی'' ہو، وہ یہ لے لے، مجھ
میں تو جرأت نہیں ہے کہ تصوّف کا دعویٰ کروں''۔

یہ سُن کر کسی نے بھی نہ لیا اور وہ شخص واپس لے گیا۔

☆

جیسا کہ گزشتہ سطور میں تحریر کیا جا چکا ہے کہ آپ زُہد و تقویٰ اور پابندیٔ شریعتِ مطہرہ کے معاملہ میں عبقریٔ عصر اور نابغۂ روزگار تھے۔ چالیس سال تک آپ نے اپنا سرِ مُبارک تکیہ پر نہیں رکھا اور صبح کی نماز عشاء کے وضو سے ادا کی۔ ایک دفعہ ایک شخص آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ مجھے اپنا خرقہ پہنائیں۔

آپ نے فرمایا کہ:

''پہلے مجھے ایک مسئلہ کا جواب دو کہ اگر عورت مرد کے
کپڑے پہن لے تو کیا وہ مرد بن جائے گی''۔

اُس شخص نے کہا کہ نہیں۔ فرمایا کہ:

''پھر خرقہ سے کیا فائدہ؟ اگر تو مرد نہیں ہے تو خرقہ پہننے
سے مرد نہیں ہو سکتا''۔

☆

ایک شخص نے عرض کیا کہ مجھے آپ اجازت بخشیں کہ مَیں لوگوں کو خدا کی طرف آنے کی دعوت دوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ:

''اللہ تعالیٰ عزوجل کی طرف دعوت دینا، خبردار! کہیں
ایسا نہ! کہ اپنی طرف دینے لگ جاؤ''۔

اُس نے عرض کیا کہ اپنی طرف دعوت کیسی ہوتی ہے؟ فرمایا:

''اس کے یہ معنی ہیں کہ اگر کوئی اور شخص بھی لوگوں کو اللہ
تعالیٰ عزوجل کی دعوت دے اور تجھے ناگوار گزرے، تو یہ اپنی
طرف دعوت دینے کی نشانی ہے''۔

☆

ایک دفعہ ایک شخص آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ آپ اُس وقت گھر پر تشریف فرما نہ تھے۔ اُس نے آواز دی تو آپ کی اہلیہ نے جواب دیا کہ ''اُس زندیق اور کذّاب سے تجھے

Marfat.com

کیا غرض ہے"۔ پھر اس کے علاوہ بھی بے شمار نازیبا کلمات کہے۔ اس شخص کے دِل میں خیال آیا کہ جس شخص کی بیوی منکر ہے وہ کیسے باوقار، باخدا اور با کرامت ہوسکتا ہے۔ خیر، آپ کی تلاش میں جنگل کو نکل گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ آپ ایک شیر پر لکڑیوں کا گٹھا رکھ کر چلے آرہے ہیں۔ عرض کیا کہ معاملہ سمجھ سے باہر ہے۔ گھر کا وہ حال اور باہر کا یہ حال۔ آپ نے ارشاد کیا کہ:

"جب تک میں ایسی بکری (بیوی) کا بوجھ برداشت
نہیں کروں گا، تو شیر میرا بوجھ کیسے اُٹھائے گا"۔

☆

مولانا عبدالرحمٰن جامیؔ قدس سرہٗ السامی آپ کی "منقبت" میں فرماتے ہیں:

☆دلم ز ہجرِ خراسان ازآں ہراسان است ☆ کہ بحرِ فقر و محیط فنا خراسان است

(میرا دِل خراسان کی جدائی میں یوں خوف زدہ ہے، جیسے خراسان بحرِ فقر اور محیطِ فنا ہے)

☆نخست گوہر ازآں بحر شاہِ بسطامی ☆ کہ قطب زندہ دلان و خدا شناسان است

(اس بحر کے اوّلین گوہر شاہِ بسطام (حضرت بایزیدؒ) ہیں، جو اہلِ دِل اور عارفوں کے قطب ہیں)۔

☆بکش لباسِ رعونت کہ شیخ خرقانی ☆ستادہ خرقہ بکف بہرے لباسان است

(رعونت کا لباس اُتار دے کہ شیخ خرقانیؒ (ایسے) بے لباسوں کے لئے خرقہ ہاتھ میں لئے ہوئے ہیں)۔

☆ بگو سپاس مہین عارفی کہ درمہنہ است ☆ کہ عشق درپی آزار ناسپاسان است

(اس عظیم عارف کے احسان کا شکر ادا کر جو مہنہ میں ہے کہ عشق ناشکر گزاروں کو عذاب میں پھنسا دیتا ہے۔)

☆ بگوشِ جان بشنو نکتہ ہائے پیرِ ہرات ☆ کہ مشکلاتِ طریق از بیانش آسان است

(جان کے کان (یعنی غور) سے پیرِ ہرات کے نکات سُن کہ راستے کی مشکلات اُن کے بیان سے آسان ہوجاتی ہیں)

☆چو کاسِ خویش شکستی بیا کہ ساقی جام ☆نہادہ بادہ بدست شکستہ کاسان است

(جب تو اپنا پیالہ توڑ بیٹھا ہے تو جا کہ (یہ) ساقی ٹوٹے ہوئے پیالے والوں کے ہاتھ میں بادہ تھماتا ہے)

گدائی درشان پیشہ کردہ ای "جامیؔ"
بجز تو کیست گدائی کہ پادشاسان است

(جامیؔ، تو نے اُن کے دَر کی گدائی کو اپنا پیشہ بنالیا ہے، تیرے سوا بادشاہوں کے مرتبہ کا گدا کون

Marfat.com

ہوگا؟)

☆

آپ کی کرامات بے حد وحساب ہیں، چند ایک، آپ کی عظمت وسطوت کا اندازہ لگانے کے لئے درج ذیل ہیں:

❖ سلطان محمود غزنویؒ آپ کی زیارت کے ارادہ سے خرقان حاضر ہوا۔ ایک شخص کے ذریعے آپ کی خدمتِ عالیہ میں عرض گزار ہوا کہ سُلطان، آپ کی زیارت سے مشرّف ہونے کے لئے غزنی سے آیا ہے۔ اگر آپ خانقاہ شریف سے باہر تشریف لاکر سُلطان کی بارگاہ میں قدم رنجہ فرمائیں تو عنایت سے کچھ بعید نہ ہوگا اور قاصد سے کہہ دیا کہ اگر شیخ انکار کریں تو اُن کے سامنے یہ آیت پڑھ دینا۔

یا ایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم (نسا: ۵۹)

"اے ایمان والو! حکم مانو اللہ عزوجل کا اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اور اُن کا جو اختیار والے ہیں، تم میں سے"۔

قاصد نے جب آپ کی خدمت میں پیغام عرض کیا تو آپ نے انکار فرمایا۔ اس پر قاصد نے مذکورہ بالا آیت پڑھ کر سنائی تو آپ نے جواب دیا کہ مجھے معذور رکھیئے، محمود سے کہہ دیجئے کہ میں "اطیعوا اللہ" میں ایسا غرق ہوں کہ "اطیعوا الرسولؐ" سے شرمندہ ہوں [1]۔ اولی الامر تو ایک طرف رہا۔ جب قاصد نے سلطان محمود سے یہ جواب عرض کیا تو وہ آبدیدہ ہوگیا اور کہنے لگا کہ آؤ ہم خود ان کی بارگاہ میں جبینِ عقیدت جھکائیں۔ یہ مردِ خدا، ایسا نہیں ہے جیسا کہ ہم نے خیال کیا تھا۔ چنانچہ اپنا شاہی لباس اپنے غلام "ایاز" کو پہنایا اور خود "ایاز" کے کپڑے پہن لئے۔ دس لونڈیوں کو غلاموں کا لباس پہنا کر آپ کے امتحان کی غرض سے خانقاہ شریف کا رُخ کیا۔ سب نے حاضر ہو کر سلام عرض کیا تو آپ نے سلام کا جواب دیا مگر تعظیم کے لئے نہ اُٹھے۔

---

[1] حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ: حضرت شیخ (ابوالحسن خرقانی) نے حق سبحانہٗ کی اطاعت کو اُس کے رسول کی اطاعت کے مغائر جانا۔ یہ بات استقامت سے دور ہے۔ مستقیم الاحوال مشائخ اس قسم کی باتوں سے پرہیز کرتے ہیں اور شریعت وطریقت وحقیقت کے تمام مراتب میں حق سبحانہٗ کی اطاعت کو اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں جانتے ہیں اور حق سبحانہٗ کی اطاعت کو جو اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں مغائر ہو، عین گمراہی خیال کرتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ حضرت شیخ کا یہ کلام حالتِ سُکر وغلبۂ حال میں صادر ہوا ہے ورنہ اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم عین اطاعتِ حق سبحانہٗ ہے۔ (مکتوبات شریف دفتر اوّل مکتوب ۱۵۲)

Marfat.com

پھر آپ نے سلطان کی طرف توجہ فرمائی اور ایاز کی طرف مطلق نگاہ نہ کی۔ سلطان محمود نے عرض کیا کہ آپ سلطان کی تعظیم کے لئے نہیں اُٹھے۔ آپ نے ارشاد کیا کہ یہ سب کچھ "جال" ہے۔ محمود نے کہا، ہاں، جال ہے مگر، اس کا پرندہ آپ نہیں ہیں۔ پھر آپ نے محمود کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

"آگے آؤ، تم مقدم ہو"۔

پس سلطان محمود بیٹھ گیا اور عرض کیا کہ مجھے کچھ ارشاد فرمایئے۔ آپ نے فرمایا کہ نامحرموں کو نکال دو۔ محمود نے اشارہ کیا اور وہ لونڈیاں باہر چلی گئیں۔ پھر عرض کیا کہ حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی حکایت ارشاد فرمایئے۔ آپ نے فرمایا، سُنو کہ اُنہوں نے ارشاد کیا ہے:

"جس نے مجھے دیکھا وہ بدبختی سے محفوظ ہو گیا"۔

محمود نے کہا کہ "حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ تو بایزید سے زیادہ تھا، پھر ابوجہل اور ابولہب، جنہوں نے حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، کیوں شقی رہے؟ آپ نے ارشاد کیا:

"اے محمود! ادب کو ملحوظ رکھ اور اپنی بساط سے باہر پاؤں مت رکھ۔ حضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کو سوائے صحابہ کرامؓ کے کسی نے نہیں دیکھا۔ اس کی دلیل قرآنِ حکیم میں یوں ہے:

وترھم ینظرون الیک وھم لایبصرون (الاعاف: ۱۹۸)	"اور تو اُن کو دیکھتا ہے کہ وہ چشمِ ظاہر سے تیری طرف دیکھتے ہیں، حالانکہ چشمِ بصیرت سے تجھے نہیں دیکھتے"۔

محمود! ابوجہل اور ابولہب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چشمِ ظاہر سے دیکھا جبکہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے چشمِ باطن سے دیکھا۔ ابوجہل اور ابولہب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک یتیم کی حیثیت سے دیکھا جبکہ صحابہ کرامؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کے رسول علیہ التحیۃ والثناء کی حیثیت سے دیکھا"۔

یہ بات سلطان محمود کے دِل کو بہت اچھی لگی اور عرض کرنے لگا کہ مجھے نصیحت فرمایئے۔ آپ نے فرمایا کہ:

Marfat.com

چار چیزوں کو اختیار کیجئے۔ (۱) پرہیزگاری (۲) نماز
باجماعت (۳) سخاوت اور (۴) خلق خدا پر شفقت۔

سلطان محمود نے التجا کی کہ میرے لئے دعا فرمائیں۔ آپ نے ارشاد کیا کہ "میں پانچوں وقت دعا کرتا ہوں۔ اللھم اغفر للمومنین والمؤمنات (یا اللہ! مومنین ومومنات کے گناہ بخش دے)۔ سلطان نے عرض کیا کہ خاص دعا فرمایئے۔ فرمایا! "اے محمود! تیری عاقبت محمود ہو"۔ اس کے بعد سلطان نے اشرفیوں کی تھیلی پیش کی۔ آپ نے جو کی ایک روٹی اُس کے آگے رکھ کر فرمایا:

"اِسے کھایئے"!

سلطان چباتا تھا مگر حلق سے نیچے نہ اُترتی تھی۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ:

"تمہارا گلا پکڑتی ہے"؟

محمود نے کہا، ہاں۔ فرمایا:

"تمہاری اشرفیوں کی تھیلی بھی اسی طرح میرا گلا پکڑتی ہے، اسے لے جاؤ"۔

سلطان نے عرض کیا کہ مجھے کوئی یادگار مرحمت فرمایئے، آپ نے اپنا پیراہن مبارک عطا فرمایا۔ جب محمود واپس آنے لگا تو آپ اُس کی تعظیم کو اُٹھے۔ سلطان نے کہا کہ جب میں آیا تھا تو آپ نے کچھ التفاف نہ کی اور اب تعظیم کے لئے کھڑے ہوگئے ہیں۔ فرمایا:

"اُس وقت تو بادشاہی رعونت اور امتحان کی نخوّت میں
آیا تھا اور اب تو عاجزی وانکساری کا مجسمہ بن کر جا رہا ہے۔
لہذا میں تب تیری بادشاہی کے لئے نہ اُٹھا اور اب تیری
درویشی کے لئے کھڑا ہوگیا"۔

غرض سلطان وہاں سے چلا آیا اور جب سومنات کے مندر کو فتح کرنے کے لئے لشکرکشی کی اور شکست کا خطرہ پیدا ہونے لگا تو اضطراب وبے قراری کی حالت میں گوشۂ تنہائی میں آپ کے پیراہن مبارک کو ہاتھ میں لے کر اپنی پیشانی زمین پر رگڑ کر یوں دعا کی:

Marfat.com

الٰہی ! بآبروئے ایں خرقہ رابریں کفار ظفر دہ کہ ہرچہ از ینجا غنیمت بگیرم بدرویشاں بدہم۔

''خداوندا! اس خرقہ کے طفیل اور صدقے، مجھے ان کافروں پر فتح ونصرت عطا فرما۔ یہاں سے جو مالِ غنیمت ہاتھ آئے گا، وہ سب کا سب درویشوں، محتاجوں اور حاجت مندوں کو دے دوں گا''۔

اچانک لشکر کفار کی طرف سے آسمانی بجلی اور تاریکی اس شدت سے نمودار ہوئی کہ اُنہوں نے ایک دوسرے کو ہی تہ تیغ کیا اور باقی ماندہ اِدھر اُدھر بھاگ گئے، اس طرح لشکرِ اسلام کو کامیابی وکامرانی، فتح وظفر اور مسرّت وشادمانی نصیب ہوئی۔ اُسی رات سلطان محمود نے خواب میں دیکھا کہ حضرت شیخ ابوالحسن فرما رہے ہیں:

''اے محمود! تو نے ہمارے پیراہن کی قدر نہ کی، اگر تو اس وقت خداوند تعالیٰ جل جلالہٗ سے دُعا کرتا کہ تمام کفار مسلمان ہوجائیں تو سب کے سب مُسلمان ہوجاتے''۔

☆

﴿ ایک روز حضرت شیخ عبداللہ داستانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے، اُس وقت آپ کے سامنے ایک تھال پانی سے بھرا ہوا رکھا تھا۔ شیخ موصوف نے تھال میں ہاتھ ڈال کر ایک زندہ مچھلی نکال کر آپ کے سامنے رکھ دی۔ آپ نے نظر کی تو سامنے ایک گرم تنور نظر پڑا۔ آپ نے اُس میں ہاتھ ڈال کر زندہ مچھلی نکالی اور فرمایا کہ:

''پانی میں سے زندہ مچھلی نکالنا آسان کام ہے، مزا تو جب ہے آگ سے نکالی جائے''۔

شیخ نے کہا، آؤ! ہم دونوں اس تنور میں کود پڑیں، پھر دیکھیں کہ کون زندہ نکلتا ہے۔ آپ نے ارشاد کیا:

''اے عبداللہ! آ، ہم اپنی **نیستی** میں چلے جائیں اور پھر دیکھیں کہ اس کی ہستی کے ساتھ کون نکلتا ہے''۔

شیخ نے اس پر خاموشی اختیار کرلی۔

☆

﴿ آپ کے ایک مرید نے درخواست کی کہ مجھے کوہِ لبنان میں جا کر ''قطب عالم'' کی زیارت کرنے کی اجازت فرمائیں، آپ نے اجازت دے دی۔ جب وہ مرید سفر کی صعوبتیں

Marfat.com

برداشت کر کے لبنان پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ بہت سے لوگ ایک جنازہ سامنے رکھے قبلہ رو بیٹھے ہیں۔ مرید نے پوچھا کہ نمازِ جنازہ کیوں نہیں پڑھتے؟ اُنہوں نے کہا کہ ''قطب عالم'' کا انتظار ہے، وہ ہر روز یہاں پانچوں وقت کی امامت کرتے ہیں۔ یہ سُن کر مرید بہت خوش ہوا کہ اب زیارت ہو جائے گی۔ ''قطبِ عالم'' تشریف لائے اور امام بن کر نمازِ جنازہ ادا کی۔ مرید پر دہشت طاری ہو گئی اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جب ہوش میں آیا تو لوگ مردہ کو دفنا چکے تھے اور ''قطبِ عالم'' تشریف لے جا چکے تھے۔ مرید نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ شخص کون تھا جو ''قطبِ عالم'' کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ حضرت ابوالحسن خرقانی ہیں۔ مرید نے پھر پوچھا کہ اب کب تشریف لائیں گے؟ لوگوں نے بتایا کہ اب دوسری نماز کے وقت جلوہ افروز ہوں گے۔ اِس پر مرید رونے لگا اور کہا کہ مَیں اُن کا مرید ہوں لیکن مجھے معلوم نہ تھا کہ وہی ''قطبِ عالم'' ہیں ورنہ یہ دور دراز کا سفر اختیار نہ کرتا۔ تم میری سفارش کرنا کہ وہ مجھے خرقان لے چلیں۔ جب نماز کا وقت آیا، آپ تشریف لائے، امامت فرمائی اور جب سلام پھیرا تو مرید نے آپ کا دامن پکڑ لیا اور عرض کی کہ مَیں بہت پشیمان و شرمسار ہوں، خدارا مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلیں۔ آپ نے ارشاد کیا کہ:

> ''تجھے اس شرط پر خرقان لے چلتا ہوں کہ جو کچھ تو نے دیکھا ہے، کسی پر ظاہر نہ کرے کیونکہ مَیں نے اللہ تعالیٰ عزوجل سے درخواست کی ہے کہ اس جہان سے مجھے خلقت سے پوشیدہ رکھے۔ چنانچہ مجھے سوائے بایزید بسطامی کے کسی مخلوق نے نہیں دیکھا''۔

☆

آپ سماع بالکل نہیں سنتے تھے لیکن جب شیخ ابوسعیدؒ آپ کی زیارت کے لئے آئے تو کھانے سے فارغ ہونے کے بعد اجازت طلب کی کہ قوال کچھ گائیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہمیں سماع کی بالکل رغبت نہیں ہے مگر آپ کی موافقت اور دل جوئی کے لئے سُن لیتے ہیں۔ قوالوں نے ایک شعر پڑھا تو شیخ ابوسعیدؒ نے کہا، اے شیخ! اب وقت ہے کہ آپ اُٹھیں۔ آپ اُٹھے اور اپنی آستین کو تین بار حرکت دی اور سات مرتبہ قدم مبارک زمین پر مارا۔ خانقاہ کی تمام دیواریں آپ کی موافقت میں ہلنے لگیں۔ شیخ ابوسعیدؒ نے کہا، اے شیخ اب بس کیجئے! ورنہ خانقاہ کی تمام دیواریں خراب ہو جائیں گی اور قسم ہے خداوندِ ذوالجلال کی عزت کی کہ زمین و آسمان بھی آپ کی موافقت

Marfat.com

میں رقص کرنے لگیں گے۔ اس پر آپ نے فرمایا:

''اے ابوسعید! سماع اُس شخص کے لئے جائز ہے جس کی نظر اُوپر عرشِ معلیٰ تک اور نیچے تحت الثریٰ تک ہو''۔

اور پھر اپنے مرید سے ارشاد کیا کہ:

''اگر تم میں سے کوئی دریافت کرے کہ رقص کیوں کرتے ہو تو یہ جواب دینا کہ اُن لوگوں کی موافقت میں جو ہو گزرے ہیں اور وہ ایسے ہوا کرتے ہیں''۔

☆

ایک دفعہ حضرت شیخ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اُس وقت آپ کے ہاں جَو کی چند روٹیاں موجود تھیں جو آپ کی اہلیہ نے خود پکائی تھیں۔ لوگوں کا خاصا اجتماع تھا۔ آپ نے اپنی اہلیہ سے فرمایا کہ ان روٹیوں پر چادر ڈال دو اور جتنی روٹیاں چاہو، نکال نکال کر باہر بھیجتی رہو۔ اہلیہ نے ایسا ہی کیا، خادم روٹیاں لاتا رہا اور لوگ ذوق وشوق سے کھاتے رہے لیکن وہ روٹیاں جوں کی توں باقی بچی رہیں، مگر جب آپ کی اہلیہ نے چادر اُٹھا دی تو کوئی روٹی باقی نہ رہی۔ آپ نے اپنی اہلیہ سے ارشاد فرمایا:

''تو نے غلطی کی، اگر چادر نہ اُٹھاتی تو قیامت تک اسی طرح چادر کے نیچے سے روٹیاں نکلتی رہتیں اور خلقِ خدا کھاتی رہتی''۔

☆

آپ کی وفات مبارک کا وقت قریب آیا تو وصیت فرمائی کہ:

''میری قبر تیس (۳۰) گز گہری کھودنا تاکہ حضرت بایزید بُسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر سے اونچی نہ رہے''۔

چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اس کی وجہ یہ فرمائی کہ خرقان کی نسبت بُسطام شہر پستی میں واقع تھا۔ اگر آپ کی قبر اونچی رہتی تو یہ ترکِ ادب ہوتا کہ پیر کی قبر نیچے اور مرید کی قبر بلند۔

☆

آپ کا وصال ۱۰۔ محرم ۴۲۵ھ بمطابق ۵/ دسمبر ۱۰۳۳ء بروز بدھ ہوا۔ خرقان (ایران) میں آخری آرام گاہ بنی جو آج تک مرجعِ خاص وعام ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ تا قیامت رہے گی۔

Marfat.com

آ اے چشمِ آرزو کہ گہر باریاں تو دیکھ
لٹتے ہیں صبح وشام خزانے نئے نئے

یہ بات مشہور ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ:

''جو شخص میرے مزار پر ہاتھ رکھ کر دُعا مانگے گا وہ قبول ہو جائے گی''۔

اور یہ بات بارہا تجربہ میں آچکی ہے۔ حکیم الامت حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے یوں ہی تو نہیں کہہ دیا تھا ۔

کیمیا پیدا کُن از مشتِ گلے
بوسہ زن بر آستانہ کاملے

☆

آخر میں چند ارشادات گرامی درج ذیل ہیں۔

☆ ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدارج اور مغفرتِ الٰہی (جل جلالہٗ) کی انتہا مجھے آج تک معلوم نہیں ہو سکی، (یعنی ان چیزوں کی کوئی انتہا نہیں ہے)''۔

☆ ''گو مَیں اَن پڑھ ہوں لیکن خداوند قدوس نے اپنے فضل وکرم سے مجھ کو تمام علوم سے بہرہ ور کیا ہے''۔

☆ ''میں عشاء کے بعد اُس وقت تک آرام نہیں کرتا جب تک دِن بھر کا حساب اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کو نہیں دے لیتا''۔

☆ ''کرامت کا مفہوم یہ ہے کہ اگر درویش پتھر سے کوئی سوال کرے تو پتھر اُس کا جواب دے''۔

☆ ''جب تک تمہارے قلوب مُردہ ہیں، تمہیں سکون نہیں مل سکتا''۔

☆ ''خداوند قدوس نے جو مرتبہ مجھے عطا فرمایا ہے، مخلوق اُس سے نابلد ہے''۔

☆ ''مَیں فردوس وجہنم سے بے نیاز ہو کر صرف اللہ تعالیٰ (جل جلالہٗ) کی عبادت کرتا ہوں اور اُس سے خوف زدہ رہتا ہوں''۔

☆ ''ترکِ دُنیا کے بعد مَیں نے کبھی کسی کی طرف نہیں دیکھا''۔

☆ ''نیک بندہ وہی ہے جو خود کو نیک نہ کہے، کیونکہ نیک ذات صرف خداوند قدوس کی ہے''۔

☆ ''خداوند تعالیٰ نے مجھے وہ جرأت وہمت عطا کی ہے کہ مَیں ایک قدم میں ایسے مقام تک پہنچ سکتا ہوں، جہاں ملائکہ کو رسائی بھی ممکن نہیں''۔

Marfat.com

☆ ''جوانمرد وہی ہے جس کو دُنیا ''نامرد'' تصور کرتی ہے اور جو دُنیا کے نزدیک ''مرد'' ہوتا ہے وہ حقیقت میں ''نامرد'' ہے''۔

☆ ''میں نے خالق و مخلوق سے اس طرح صلح کر لی ہے کہ کبھی جنگ نہیں کروں گا''۔

☆ ''میرے قلب پر عشق (الٰہی) کا ایسا غلبہ ہے کہ پوری دُنیا میں کوئی بھی اس کی تہہ تک نہیں پہنچ سکتا''۔

☆ ''قیامت میں مخلوق کا ایک دوسرے سے ناطہ ختم ہو جائے گا لیکن میرا جو رشتہ خداوند کریم سے قائم ہے، وہ ختم نہیں ہوگا''۔(ان شاء اللہ تعالیٰ)

☆ مَیں اللہ تعالیٰ (جل شانہٗ) سے عرض کرتا ہوں کہ مجھے وہ مقام عطا نہ کر جس میں تیرے سوا میری خودی کا وجود باقی رہ جائے''۔

☆ ''اے اللہ! مجھے ایسے بندے سے ملا دے جو تیرا نام حق و صداقت کے ساتھ لیتا ہو تا کہ میں بھی اُس کی صحبت سے فیض یاب ہو سکوں''۔

☆ ''جو راز قلب اولیاء (رحمۃ اللہ علیہم) میں نہاں ہوتے ہیں، اگر وہ اُن میں سے ایک راز بھی ظاہر کر دیں تو آسمان و زمین کی تمام مخلوق پریشان ہو جائے''۔

☆ ''دوست، دوست کے پاس پہنچ کر عالمِ محویت میں خود بھی گم ہو جاتا ہے''۔

☆ ''روح کی مثال ایسے پرندہ کی طرح ہے، جس کا ایک بازو مشرق اور دوسرا مغرب میں ہے اور قدم ''تحت الثریٰ'' میں''۔

☆ اہل اللہ کا راز یہ ہے کہ نہ تو وہ دین و دُنیا میں کسی پر ظاہر کریں اور نہ خدا تعالیٰ (جل جلالہٗ) اس پر کسی کو ظاہر ہونے دے''۔

☆ ''خداوند قدوس کے فضل و کرم اور عنایت و نوازش سے بندے کو ایسی لسانِ غیبی عطاء کر دی جاتی ہے کہ وہ کچھ بھی زبان سے نکال دیتا ہے تو اس کی تکمیل ہوتی ہے''۔

☆ ''خداوند تعالیٰ (جل جلالہٗ) کے سوا مخلوق سے کوئی تعلق نہ رکھو، کیونکہ صرف دوست سے ہی تعلق رکھا جاتا ہے اور خداوند قدوس سے بڑھ کر کوئی دوست نہیں ہو سکتا''۔

☆ ''اہل اللہ کے غم اور خوشی منجانب اللہ (جل شانہٗ) ہوا کرتے ہیں''۔

(☆)......(☆)

Marfat.com

(۸)

☆

حضرت شیخ ابو علی فارمدی رحمتہ اللہ علیہ

☆

فارمد نزد طوس شہر (ایران) ۴۰۷ھ ○ ۴۷۷ھ طوس (ایران)

۱۰۱۶ء ۱۰۸۴ء

☆

﴿قطعہ تاریخ وصال﴾

شیخ ابو علی تھے وہ سلطان اولیاء
روشن ہے جن سے طوس و خراساں کی ہر گلی

سایہ فگن ہیں اپنے مریدوں پہ بالیقیں
"شیریں کلام عالی مناقب ابو علی"

۱۰۸۴ء

(حضرتِ صابر براریؒ، کراچی)

☆

"روشن جمال ابو علی فارمدی"

۱۰۸۴ء

ہوئے جب جہاں سے رواں ابو علیؒ
ہوا حکم حق و ادخلی جنتی

پئے سالِ ترحیل فیض الامین
ندا آئی "قطب الوریٰ ابو علی"

۴۷۷ھ

(حضرت صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی مدظلہٗ
سیالوی، گجرات)

☆

Marfat.com

حضرت شیخ ابو علی فارمدی رحمتہ اللہ علیہ

آپ کا اسم گرامی فضل اللہ بن محمد بن علی اور کنیت ''ابو علی'' ہے۔ آپ کی ولادت ''فارمد'' نامی گاؤں جو طوس (ایران) کے نواح میں واقع ہے، میں ۴۰۷ھ بمطابق ۱۰۱۶ء میں ہوئی۔ اسی نسبت سے آپ کو ''فارمدی'' کہا جاتا ہے۔ آپ کے والد گرامی ''فارمد'' میں بڑی عزت اور احترام سے دیکھے جاتے تھے، جو عالمِ اجل تھے اور بے شمار لوگ اُن کے گرویدہ تھے۔

☆

آپ نے ''فقہ'' حضرت امام ابو حامد غزالی کبیر رحمتہ اللہ علیہ سے پڑھی، ابو عبداللہ بن باکو شیرازی، ابو منصور تمیمی، ابو حامد غزالی کبیر، ابو عبدالرحمٰن نیلی اور ابو عثمان صابونی رحمتہ اللہ علیہم سے ''سماعِ حدیث'' کیا۔ وعظ و تذکیر میں حضرت امام ابوالقاسم قشیریؒ (صاحب رسالہ قشیریہ) کی شاگردی اختیار کی۔ علمِ باطن میں آپ نے حضرت ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت ابوالقاسم گرگانیؒ سے بیعت کی اور تکمیل سلوک کے بعد خلافت حاصل کی۔ حضرت شیخ گرگانیؒ کی شفقت اتنی بڑھی کہ اُنہوں نے آپ کو اپنی دامادی کا شرف بھی عطا فرمایا۔

☆

اگرچہ آپ کو حضرت ابوالقاسم گرگانی رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت و خلافت کا شرف حاصل ہے مگر بطور ''اویسیت'' آپ کو حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی نور اللہ مرقدہٗ سے خرقۂ خلافت عطاء ہوا ہے اور یہی ''اویسی'' سلسلہ آگے چلا ہے، اسی لئے شجروں میں حضرت ابوالقاسم گرگانیؒ کا نام نہیں ہے۔ ''اویسی نسبت'' نے ہی آپ کو شہرتِ عام اور بقائے دوام بخشی اور آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے باکمال بزرگ ٹھہرے۔

☆

اوائل عمری میں نیشاپور میں دورانِ تعلیم حضرت شیخ ابو سعید بن ابی الخیر قدس سرہٗ العزیز سے فیوض و برکات حاصل کئے۔ اُن کی صحبت سے بہت فائدے اور روشنی ظاہر ہوئی اور حالات وارد ہوئے۔ حضرت ابوالقاسم گرگانیؒ کی صحبتوں نے آپ کو عالمِ اجل اور فاضل بے بدل بنا دیا۔ چنانچہ آپ کا شمار اپنے زمانے کے نامور اولیائے کرام میں ہوا۔ امام تصوف امام غزالیؒ نے بھی آپ کے دستِ حق پرست پر شرفِ بیعت حاصل کیا اور معرفت کے اعلیٰ درجات کو پہنچے۔

☆

Marfat.com

آپ نے طوس، نیشا پور اور خراسان کو بھی اپنے فیوض و برکات سے نوازا۔ اپنے پُرتاثیر وعظ کی وجہ سے طبقۂ امراء کے ہاں بے حد شرفِ قبولیت حاصل کیا۔ کہتے ہیں کہ آپ کو جو کچھ ملتا تھا وہ صوفیۂ کرام اور مساکین پر خرچ کر دیتے تھے۔ آپ صوفیائے کرام اور غرباء کے مرجع اور "لسانِ الوقت" تھے۔ جناب ابنِ سمعانی کا قول ہے کہ:

"ابوعلیؒ، "لسانِ خراسان" و "شیخِ خراسان" تھے اور اپنے اصحاب و مریدین کی تربیت میں طریقہ حسنہ رکھتے تھے۔ آپ کے وعظ کی مجلس گویا ایک باغ ہوتا تھا، جس میں طرح طرح کے پھول کھلے ہوئے ہوں"۔

☆

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ سے استفادہ کیا۔ چنانچہ وہ رقمطراز ہیں کہ:

"میں ایک دِن ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھا تھا، کہ میرے دِل میں جوانی کی نخوت کی وجہ سے خیال آیا کہ اپنا حال اُن پر ظاہر کروں اور یہ کہ شائد اس شیخ کو ابتداء میں اِس کوچہ کی طرف گزر نہیں ہوا جو میرے حق میں اتنی عاجزی کرتا ہے اور اپنے حق میں اس قدر انکساری سے کام لیتا ہے۔ آپ میرے غرور کو سمجھ گئے اور فرمایا:

"اِس بات کو خوب جان لے کہ میری یہ انکساری تیرے لئے نہیں بلکہ احوال بدلانے کے واسطے ہے اور یہ محض تمہارے لئے نہیں بلکہ تمام طالبوں کے لئے ہے۔"

"مَیں نے یہ بات سُنی تو بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ آپ نے میری طرف توجہ کی اور فرمایا:

"اے بیٹے! آدمی کو طریقت سے نسبت یہ ہے کہ جب اُسے طریقت کی طرف لائیں تو اس بارے میں دریافت کرنے کا خیال نہ کرے اور جب اُسے اُس سے معزول کریں تو عبادت کا خیال باندھ لے۔ آدمی کبھی بھی خیالات کی قید سے

Marfat.com

رہائی حاصل نہیں کرسکتا۔اس لئے بندگی کرنا لازمی ہے۔تمام نسبتوں سے کام رکھنا اوراس کے لئے بہتر ہے"۔

☆

آپ کی وفات حسرت آیات ۴۔ربیع الاوّل ۴۷۷ھ بمطابق ۱۱/ جولائی ۱۰۸۴ء کو ہوئی اورطوس (ایران) میں مزارِ مقدس بنا جو آج بھی مرجعِ خاص وعام ہے۔

☆

آپ کے ارشادات وملفوظات بہت کم ملتے ہیں، جو مل سکے ہیں، درج ذیل ہیں۔

- پیرومُرشد کی خدمت میں حاضری دینے سے نورِ معرفت کی روشنی ملتی ہے بشرطیکہ خلوصِ دِل سے ہو۔
- آدمی کبھی بھی خیالات کی قید سے رہائی حاصل نہیں کرسکتا، اُس کے لئے بندگی کرنا لازمی ہے۔

☆

آپ کے خلفاء میں دو نامور ہستیاں شامل ہیں

(۱) حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ جن سے "سلسلہ نقشبندیہ" چلا (اُن کا ذکر اگلے صفحات میں آرہا ہے)۔

(۲) حضرت امام احمد غزالی جو کہ امام محمد غزالی کے چھوٹے بھائی تھے مگر روحانی مرتبہ اتنا بلند تھا کہ شہرۂ آفاق بڑے بھائی امام محمد غزالی کے شیخِ صحبت تھے۔امام غزالیؒ کے توسط سے دو بڑے سلسلے "سہروردیہ" اور "مولویہ" (مولانا رومیؒ سے موسوم) پھیلے۔یوں تصوف کی تاریخ میں حضرت ابوعلی فارمدیؒ کو یہ ممتاز مقام حاصل ہے کہ آپ بڑے سلاسل کے شیخ تھے۔

(☆)......(☆)

Marfat.com

(۹)

☆

حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ

بوزنجرد نزد ہمدان (ایران) ۴۴۱ھ ○ ۵۳۶ھ بامیین (تاجکستان)

۱۰۴۹ء ۱۱۴۲ء مزار: مرو

☆

﴿قطعہ تاریخ وصال﴾

☆

رہبر و رہنمائے فقر و سلوک — غیر ممکن ہے آج اُن کی مثال

آپ ہمعصرِ غوثِ اعظمؒ تھے — "خواجہ یوسف جمال بدرِ کمال"

۱۱۴۲ء

(حضرت صابر براریؒ، کراچی)

☆

"صاحب نعم خواجہ یوسف ہمدانیؒ "

۱۱۴۲ء

خواجہ یوسفؒ محرم اسرارِ قدرت — حکم حق سے ہوگئے وہ زیب جنت

سال رحلت یوں کہا فیض الامیں سے — ہاتفِ حق نے، "زہے پاکیزہ طینت"

۵۳۶ھ

(حضرت صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی مدظلہ، گجرات)

☆

Marfat.com

حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ

☆

آپ کا اسمِ گرامی یوسف بن محمد ایوب اور کنیت ابو یعقوب تھی۔ آپ کی ولادت باسعادت ۴۴۱ھ/۱۰۴۹ء میں موضع بوزنجرد (ہمدان کا نواحی گاؤں) میں ہوئی مگر ہمدان کی نسبت سے یوسف ہمدانی کے نام سے شہرۂ آفاق مقبولیت حاصل کی۔ اٹھارہ برس کی عمر میں بغداد شریف میں آئے اور ابو اسحاق شیرازیؒ کی صحبت اختیار کر کے فقہ پڑھی۔ یہاں تک کہ اصول فقہ و دیگر علوم فقہ میں مہارتِ تامہ حاصل ہوگئی۔ قاضی ابوالحسنین محمد بن علی بن مہتدی باللہ، ابوالغنائم عبدالصمد بن علی بن مامون اور ابو جعفر بن احمد بن مُسلم رحمتہ اللہ علیہم سے سماع حدیث کیا اور اصفہان و سمرقند کے مشائخِ حدیث سے بھی استفادہ کیا۔ بعدازیں عبادت و ریاضت میں خاص مقام حاصل کیا۔

☆

تصوف میں آپ کا انتساب حضرت ابو علی فارمدی رحمتہ اللہ علیہ سے ہے۔ شرفِ بیعت کے بعد جلد ہی خرقۂ خلافت عطا ہوا اور حضرت ابو علی فارمدی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفۂ اعظم بنے۔ آپ بہت بڑے عالم، عامل، عارف، زاہد، عابد، پرہیزگار، صاحب حال اور صاحب کرامت تھے۔ اپنے وقت کے سرکردہ مشائخ میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ خراسان میں مریدوں کی تربیت آپ جیسی کسی نے نہ کی۔ آپ کی مجلس میں علماء، فقہاء و صلحاء کا بہت بڑا اجتماع رہتا تھا۔ لوگ آپ کے ارشاد و کلام سے استفادہ کرتے تھے۔ آپ ساٹھ سال سے زیادہ عرصہ تک مسندِ رُشد و ہدایت پر متمکن رہے۔ کچھ عرصہ تک کوہِ (خراسان کے نواح) میں بھی مقیم رہے اور سوائے نمازِ جمعہ کے کبھی باہر نہ نکلتے تھے۔

☆

آپ کے خُلفاء میں سے چار کو بڑی شہرت و عظمت ملی، خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ، خواجہ احمد یسوی، خواجہ احمد اندانی اور عبداللہ برقی۔ ''مرو'' میں آپ کا قیام کافی عرصہ تک رہا۔ وہاں آپ کی خانقاہ میں جس قدر طالبانِ خدا (جل جلالہٗ) تھے کسی دوسری خانقاہ میں نہ تھے۔ ''مرو'' سے آپ ''ہرات'' تشریف لائے۔ کچھ عرصہ بعد پھر ہرات سے مرو چلے گئے۔ بعدازاں دوبارہ ہرات کو اپنا مسکن بنالیا۔ کچھ مدت بعد پھر مرو چلے گئے۔ یہ آپ کا آخری سفر تھا۔

☆

Marfat.com

آپ کی طرح حضرت سیّدنا غوث الاعظم سیّد عبدالقادر جیلانیؒ بھی اٹھارہ سال کی عمر مبارک میں حصولِ علم کے لئے اپنے وطن سے بغداد شریف تشریف لائے تھے۔ جب آپ تحصیلِ علم سے فراغت پا چکے تو ایک روز آپ یعنی خواجہ یوسف ہمدانیؒ سے اُن کی ملاقات ہوئی۔ جسے اُنہوں نے یوں سپردِ قلم فرمایا ہے:

بغداد میں ایک شخص ہمدان سے آیا جسے ''یوسف ہمدانی'' کہتے تھے اور کہا جاتا تھا کہ وہ ''قطب'' ہیں۔ وہ ایک مسافر خانے میں اُترے۔ جب مَیں نے یہ حال سُنا تو مسافر خانے میں گیا مگر اُن کو نہ پایا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ ''سرداب'' میں ہیں۔ پس مَیں وہاں پہنچا تو مجھے دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور اپنے پاس بٹھایا۔ میرے تمام حالات مجھ سے ذکر کئے اور میری مشکلات کو حل فرمایا۔ پھر مجھ سے یوں ارشاد فرماہوئے:

''اے عبدالقادر! تم لوگوں کو وعظ سنایا کرو''۔ میں نے عرض کیا، آقا! مَیں عجمی ہوں، اہل بغداد کی فصاحت و بلاغت کے سامنے میری گفتگو کی کیا حیثیت ہے؟ یہ سُن کر آپ نے فرمایا کہ تم کو اب فقہ، اُصولِ فقہ، اختلافِ مذاہب، نحو، لغت اور تفسیرِ قرآن یاد ہے۔ تم میں وعظ کہنے کی صلاحیت و قابلیت موجود ہے، برسرِ منبر لوگوں کو وعظ سنایا کرو کیونکہ میں تم میں ایک ''جڑ'' دیکھ رہا ہیں جو عنقریب ''درخت'' ہو جائے گا''۔

اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ اُن مشائخ کبار میں سے ہیں جن کی صحبت میں حضور غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی قدس سرۃ العزیز جیسے عظیم بزرگ بھی حاضر ہوتے رہے ہیں اور فیض پاتے رہے ہیں۔

☆

ایک روز ایک درویش آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ میں ابھی ابھی شیخ احمد غزالیؒ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، وہ درویشوں کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے کہ دریں اثناء اُن کو غیبت (استغراق) ہو گئی۔ اس کے بعد اُنہوں نے فرمایا کہ:

''ابھی ابھی حضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم تشریف لائے ہیں اور میرے منہ میں لقمہ رکھا ہے"۔
یہ سن کر آپ (حضرت خواجہ ہمدانیؒ) نے ارشاد کیا:

"تلک خیالات تربی بھا اطفال الطریقہ"

"یعنی یہ خیالات ہیں کہ جن سے اطفالِ طریقہ پرورش کئے جاتے ہیں یعنی یہ ابتدائے کشود کی باتیں ہیں"۔

☆

حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہٗ العزیز اپنے وقت کے غوث اور پانچویں صدی کے "مجدد" تھے، ساٹھ سال سے زیادہ سجادہ نشینی اور مسندِ ارشاد پر فائز رہے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ حضور کی خدمتِ عالیہ میں چھ ماہ تک قیام فرما کر فیض حاصل کیا۔

☆

آپ کی کرامات تو بہت زیادہ ہیں، چند ایک کا اندراج کیا جاتا ہے:

ایک دفعہ ایک عورت روتی پیٹتی آپ کے پاس آئی اور عرض کیا کہ فرنگی میرے لڑکے کو پکڑ کر لے گئے ہیں، دُعا فرمایئے کہ وہ واپس آجائے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ:

"صبر کر اور گھر واپس جا کر دیکھ تیرا لڑکا تو گھر میں موجود ہے"۔

آپ نے اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ سے یوں دُعا فرمائی:

اللھم فک اسرہ وعجل فرجہ.	"اے اللہ! اس کی بیڑی توڑ دے اور اس کا غم جلدی دور فرمادے"۔

وہ عورت جب واپس آئی تو دیکھا کہ واقعی اس کا لڑکا گھر میں موجود تھا۔ لڑکے سے حال دریافت کیا تو اُس نے بتایا کہ میں ابھی قسطنطنیہ میں قید تھا۔ پہرے دار میرے اِرد گرد موجود تھے کہ ناگاہ ایک نامعلوم شخص آیا اور مجھ کو آنکھ جھپکتے ہی گھر میں پہنچادیا۔ اُس عورت نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ:

"تجھے حکمِ خدا سے تعجب آتا ہے"۔

☆

ایک دفعہ آپ وعظ فرما رہے تھے۔ وعظ کی تاثیر سے تمام مجمع مسحور تھا۔ دو فقیہہ بھی حاضرین میں موجود تھے۔ وہ یہ منظر برداشت نہ کر سکے اور آپ سے کہنے لگے، "چپ رہو کہ تم بدعتی

Marfat.com

ہو"۔ آپ نے ارشاد کیا:

"تم خاموش رہو کہ تمہیں موت آنے والی ہے"۔

چنانچہ وہ دونوں اُسی وقت اُسی جگہ مر گئے"۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود

گرچہ زحلقومِ عبداللہ بود

☆

ایک دفعہ آپ مدرسہ نظامیہ بغداد میں وعظ فرما رہے تھے کہ ایک فقیہہ ابنِ سقا نامی اُٹھا اور کوئی مسئلہ پوچھا۔ آپ نے فرمایا:

"بیٹھ جا کہ تیری گفتگو سے بوئے کُفر آتی ہے اور تیری موت اسلام پر نہ ہوگی"۔

......کچھ مدت بعد خلیفۂ وقت کے پاس شاہِ روم کا سفیر آیا تو اُس فقیہہ کی نشست و برخاست اُس کے ساتھ ہوگئی اور وہ نصرانیت سے متاثر ہوگیا۔ آخر کار اُس نے سفیر سے التجا کی کہ مجھے اپنے ساتھ لے چلو، مَیں دینِ اسلام چھوڑ کر عیسائیت اختیار کرنا چاہتا ہوں۔ وہ اُسے اپنے ساتھ روم لے گیا۔ وہاں وہ شاہِ روم سے ملا اور عیسائی ہوگیا اور عیسائی ہی مرا۔ کہتے ہیں کہ ابن سقا قاری وحافظ قرآن تھا۔ مرضِ موت میں ایک شخص نے اُسے قسطنطنیہ میں دیکھا کہ ایک دکان میں لیٹا ہوا ہے اور ہاتھ میں ایک پرانا پنکھا ہے جس سے وہ اپنے چہرے سے مکھیاں اُڑا رہا ہے۔ اس حالت میں اس سے پوچھا گیا کہ کیا تمہیں کچھ قرآن یاد ہے؟ بولا کہ نہیں، سب کچھ بھول گیا ہیں۔ صرف یہ آیت یاد ہے۔

ربما یودالذین کفروا لو کانو امسلمین (سورہ حجر: ۲	"بعید نہیں کہ وہ وقت آئے، جب کافر لوگ پچھتا کر آرزو کریں گے کہ کاش ہم مسلمان ہوتے"۔

سچ کہا ہے کسی نے

جراحتے کہ زتیغ زباں رسد بردلے

بہ ہیچ مرہمے راحت نکو نخواہد شد

ترجمہ: جس دِل پر زبان کی تلوار سے زخم لگتا ہے وہ کسی بھی مرہم سے راحت حاصل نہیں کر سکتا)۔

چوں خدا خواہد کہ پردۂ کس درد

Marfat.com

ملیش اندر طعنۂ پاکاں زند

ترجمہ: جب خداوند کریم کسی کا پردہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں تو اِس کے دِل میں پاک لوگوں کے خلاف طعن وتشنیع کی میل بھر دیتے ہیں)۔

☆

آپ کی تصانیف میں (۱) ''زینت الحیاۃ'' (زبدۃ الحیات) (۲) ''منازل السالکین'' اور (۳) ''منازل السائرین'' شامل ہیں۔ آپ حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متبع تھے۔ آپ کی مجلس مبارک میں علماء، فقہاء اور صلحاء کا بڑا مجمع رہا کرتا تھا۔

☆

کتاب ''تذکرہ انعاماتِ رحمٰن'' مصنفۂ مولانا سید محمد عبدالقادر ندوی مطبوعہ لاہور ۱۹۹۲ء صفحہ ۱۳۶ پر، بقول اویس زمانہ حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادیؒ لکھا ہے کہ ''حضرت خواجہ یوسف ہمدانی''، ''سید'' تھے اور سرسید احمد خاں، اُن کی اولاد میں سے تھے''۔ (واللہ اعلم)

☆

یوں تو آپ کی ذاتِ گرامی سے بڑی تعداد میں خلائق فیض یاب ہوئی لیکن آپ کے دو خلفاء ایسے ہیں جن سے آپ کا سلسلہ خوب پھلا پھولا۔ اوّل، حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ، جن کا ذکرِ خیر آگے آرہا ہے اور دوسرے حضرت احمد یسویؒ، جن سے تُرکی میں یہ سلسلہ بہت پھیلا۔ ترک قبائل کو مسلمان کرنے میں بڑی کامیابی حاصل کی، بدیں وجہ انہیں، ''حضرتِ ترکستان'' کہا جاتا ہے۔

☆

چند ارشاداتِ عالیہ درج ذیل ہیں، جن سے آنکھوں کو نور اور دِل کو سرور ملتا ہے۔

- ''اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کے ساتھ صحبت رکھو۔ اگر یہ میسر نہ آئے تو اُس شخص کے ساتھ صحبت رکھو جو اللہ تعالیٰ کریم عزوجل کے ساتھ صحبت رکھتا ہو''۔
- ''جو لوگ صحیح معنوں میں خدا پرست ہیں، وہ کنویں کی چرخی کی آواز پر بھی اللہ کی یاد میں مست ہو جاتے ہیں''۔
- ''آپؒ سے لوگوں نے پوچھا کہ جب اہل اللہ ہم سے روپوش ہو جاتے ہیں تو ہمیں کیا کرنا چاہیے تا کہ ہم سلامت رہ سکیں۔ آپ نے فرمایا کہ:

Marfat.com

"اُن کی باتیں دُہراتے رہو"۔

☆

آپ کی وفات حسرت آیات ۱۷/ رجب المرجب ۵۳۶ھ/ ۱۵/ فروری ۱۱۴۲ء کو ہرات اور بغشور کے درمیان موضع باسین میں ہوئی اور وہیں سپردِ خاک ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد آپ کے ایک مریدِ خاص شیخ ابن النجار (بعض جگہوں پر ابن النجار بھی لکھا ہے) نے آپ کے جسدِ مبارک کو شہر "مرو" میں لے جا کر دفن کر دیا، جہاں آج مزار مقدس موجود ہے۔

اے چشم آرزو یہ گہرباریاں تو دیکھ
لٹتے ہیں صبح و شام خزانے نئے نئے

(☆)---(☆)

Marfat.com

(۱۰)

☆

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمتہ اللہ علیہ

☆

غجدوان نزد بخارا	۴۳۵ھ	○	۵۷۵ھ	غجدوان نزد بخارا
(ازبکستان)	۱۰۴۴ء		۱۱۷۹ء	(ازبکستان)

☆

﴿قطعہ تاریخِ وصال﴾

☆

عمر بھر آپ نے فرمائی ہے دیں کی تبلیغ ہم پر اللہ کا انعام ہیں عبدالخالق
ہے بزرگوں کی روایت سے یہ روشن صابرؔ "حامیٔ داعیٔ اسلام ہیں عبدالخالق"

۱۱۷۹ء

(حضرت صابرؔ براری، کراچی)

☆

"عابدِ پارسا عبدالخالق"

۱۱۷۹ء

خواجہ عبدالخالق اِک مردِ متیں آج ہیں وہ خُلدِ جنت میں مکیں
پوچھا جب فیضؔ الامیں نے سالِ وصال بولا ہاتفِ "رونقِ بزمِ یقین"

۵۷۵ھ

(حضرت صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی مدظلہٗ، گجرات)

☆

Marfat.com

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمتہ اللہ علیہ

☆

آپ حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفۂ اعظم، سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے سردار، طبقۂ خواجگان کے سرِ دفتر اور صدق وصفا میں کامل واکمل تھے۔ طریقت میں آپ کا کلام "حجت" اور حقیقت میں "برہان"۔ آپ اپنے وقت کے شیخ الشیوخ، مجتہد اور قطب زمانہ تھے۔ آپ کی ولادت ۲۲/ شعبان المعظم ۴۳۵ھ بمطابق ۲۵۔ مارچ ۱۰۴۴ء کو غجدوان نزد بخارا میں ہوئی۔

☆

آپ کے والد گرامی کا نام نامی عبدالجمیلؒ تھا جو امام عبدالجمیلؒ کے نام سے مشہور ومتعارف تھے۔ وہ اپنے وقت کے مقتدر پیشواء عالم ظاہر وباطن اور حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کی اولادِ امجاد میں سے تھے۔ چونکہ اُن کی شادی روم کے شاہی خاندان میں ہوئی تھی اس لئے روم میں رہا کرتے تھے اور حضرت خضر علیہ السلام کے صحبت دار تھے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے اُن کو بشارت دی تھی کہ تمہارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا، اُس کا نام عبدالخالق رکھنا۔ اُس کو میں اپنی فرزندی میں قبول کرتا ہوں اور اپنی نسبت سے اُس کو حصہ دوں گا۔ بعدازاں حوادث روزگار کے سبب روم سے نکل کر ماوراء النہر کی طرف روانہ ہوئے اور ولایتِ بخارا میں پہنچ کر بخارا سے اٹھارہ میل کے فاصلے پر "غجدوان" میں سکونت پذیر ہوئے۔ جہاں آفتابِ طریقت اور ماہتابِ معرفت حضرت خواجہ عبدالخالق متولد ہوئے اور پرورش پائی۔

☆

حضرت خواجہ عبدالخالقؒ نے تعلیم حضرت صدرالدین قاضی بخارا سے پائی اور اجازتِ ذکرِ خفی وذکرِ نفی واثبات حضرت خضر علیہ السلام سے پائی۔ حضرت خواجہ خواجگان شہنشاہِ مشکل کشاء خواجہ محمد بہاؤالدین نقشبند بخاری قدس سرہٗ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ:

> "جن دنوں حضرت خواجہ عبدالخالق اپنے اُستاذ شیخ صدرالدین کے حضور تفسیر پڑھ رہے تھے، تو جب آپ اس آیت شریفہ پر پہنچے:

Marfat.com

ادعوا ربکم تضرعا وخفیة، انہ لا یحب المعتدین"(الاعراف:۵۵)	"تم اپنے رب کو زاری اور پوشیدگی کے ساتھ پکارو، تحقیق وہ حد سے زیادہ تجاوز کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا"۔

تو آپ نے اپنے استاذ گرامی سے پوچھا کہ اس پوشیدگی کی حقیقت اور اس کا طریقہ کیا ہے؟ اگر ذاکر بلند آواز سے ذکر کرے یا ذکر کرتے وقت اعضاء سے حرکت کرے تو غیر شخص اُس ذکر سے واقف و آگاہ ہو جاتا ہے اور اگر دِل سے کرے تو بحکمِ حدیث شریف:

"الشیطان یجری من الانسان مجری الدم" (ابو داؤد)	"شیطان انسان میں خون کی طرح چلتا ہے"

شیطان ذکر سے واقف ہو جاتا ہے۔

اُستاد نے فرمایا کہ یہ "علم لدنی" ہے، اگر خداوند قدوس نے چاہا تو اہل اللہ میں سے کوئی تمہیں مل جائے گا اور بتا دے گا"۔

☆

اس کے بعد آپ اولیاء اللہ (رحمۃ اللہ علیہم) کی تلاش میں رہے، یہاں تک کہ ایک روز حضرت خضر علیہ السلام سے شرفِ ملاقات حاصل ہوا۔ حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ:

"میں نے تمہیں اپنی فرزندی میں قبول کیا اور تمہیں ایک سبق بتاتا ہوں، اسے ہمیشہ دہراتے رہنا، تم پر اسرار کھل جائیں گے"۔

پھر "وقوفِ عددی" کی تعلیم دی اور ارشاد کیا کہ:

"حوض میں اُترو، غوطہ لگاؤ اور دِل سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہو"۔

آپ نے اسی طرح کیا اور اس وِرد میں مشغول و مصروف رہے۔ یہاں تک کہ بہت سے اسرار کھل گئے۔ بعد ازاں جب حضرت یوسف ہمدانی علیہ الرحمہ بخارا تشریف لائے تو جب تک اُن کا قیام

Marfat.com

بخارا میں رہا، اُن کی خدمت میں حاضر ہو کر فیوض و برکات حاصل کرتے رہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام آپ کے "پیرِ سبق" ہیں۔ اور حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ "پیرِ صحبت" اور "پیرِ خرقہ"۔ اگرچہ خواجہ یوسف ہمدانی نور اللہ مرقدہٗ اور اُن کے مشائخ "ذکر بالجہر" کیا کرتے تھے لیکن چونکہ آپ کو "ذکرِ خفی" کی تلقین حضرت خضر علیہ السلام سے تھی بدیں وجہ حضرت خواجہ یوسف ہمدانیؒ نے اس میں ردّ و بدل نہیں کیا بلکہ فرمایا کہ جس طرح تمہیں تلقین ہوئی ہے، کئے جاؤ۔

☆

آپ نے اپنی بعض تحریروں میں ذکر کیا ہے کہ جب حضرت خضر علیہ السلام نے مجھے حضرت خواجہ یوسف ہمدانیؒ کے سپرد کیا تو اُس وقت میری عمر بائیس (۲۲) سال تھی۔ ایک مدّت کے بعد حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ خراسان میں آ گئے تو آپ ریاضات و مجاہدات میں مشغول ہو گئے اور اپنے حالات پوشیدہ رکھا کرتے تھے۔ ملک شام میں بہت سے لوگ آپ کے مرید ہو گئے اور وہاں خانقاہ و آستانہ بن گیا۔

☆

ایک روز ایک درویش نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر خدا تعالیٰ جل جلالہٗ مجھے یہ اختیار دے کہ دوزخ اور بہشت میں سے ایک اختیار کر لے تو مَیں دوزخ کو اختیار کروں گا۔ کیونکہ میں تمام عمر اپنے نفس کی خواہش پر نہیں چلا اور اُس صورت میں بہشت میرے نفس کی مراد ہو گی۔ آپ نے اُس درویش کی بات کی تردید کی اور فرمایا کہ:

"بندے کو اختیار سے کیا کام؟ جہاں مالک بھیجے چلا جائے اور جہاں ٹھہرائے، ٹھہر جائے۔ بندگی اسی چیز کا نام ہے نا کہ جو تم کہہ رہے ہو"۔

اُس درویش نے پوچھا کہ "سالکانِ طریقت" پر شیطان کا غلبہ ہوتا ہے کہ نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ:

"جو سالک مقامِ فنائے نفس کو نہ پہنچا ہو، غصہ کے وقت شیطان اُس پر قابو پالیتا ہے، لیکن جو اُس مقام پر پہنچ گیا ہو، اُس کو غصہ نہیں آتا بلکہ غیرت آتی ہے اور جہاں غیرت ہوتی ہے، وہاں سے شیطان بھاگ جاتا ہے اور یہ صفت اُس شخص

Marfat.com

میں ہوتی ہے جو کتاب اللہ کو دائیں ہاتھ میں اور سنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بائیں ہاتھ میں لئے ہوئے ہو اور اُن دونوں کی روشنی میں راستہ چلتا ہو"۔

نہ ہم نے شاخِ گل چھوڑی نہ ہم نے قافلہ بدلا
نہ ہم منزل سے باز آئے نہ ہم نے راستہ بدلا

☆

ایک روز آپ عبادت خانے میں رو رہے تھے، مریدوں نے عرض کیا کہ آپ کے اقوال وافعال ایسے عمدہ اور اچھے ہیں کہ اُن کی نظیر نہیں ملتی، پھر یہ رونے اور خوف کھانے کی وجہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:

"جب اللہ تعالیٰ عزوجل کی بے نیازی کا خیال کرتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جان، قلب وروح سے نکلا چاہتی ہے......خوف اس وجہ سے آتا ہے کہ شاید بلا ارادہ اور نادانستہ طور پر مجھ سے کوئی ایسا کام سرزد ہو جائے تو اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کو ناپسند ہو"۔

آپ جس جگہ بیٹھتے، خوفِ خداوندِ قدوس کی وجہ سے حالت ایسی ہوتی کہ گویا آپ کو قتل کرنے کے لئے بٹھایا گیا ہے۔ حالانکہ ولایت میں آپ کا یہ مرتبہ تھا کہ بارہا نماز کعبۃ اللہ میں ادا فرمانے کے بعد واپس گھر پہنچ جاتے۔

جہاں میں اہلِ ایماں صورتِ خورشید جیتے ہیں
اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے، اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے

☆

آپ سے بہت سی کرامات منسوب ہیں، چند ایک درج ذیل ہیں۔

❁ ایک دن آپ کثیر التعداد مجمع کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک نوجوان لباسِ زاہدانہ پہنے، جانماز کندھے پر ڈالے ہوئے آیا اور ایک کونہ میں بیٹھ گیا۔ آپ نے اُسے بغور دیکھا اور خاموشی اختیار فرمائی۔ تھوڑی دیر بعد وہ جوان اُٹھا اور کہنے لگا کہ حدیث شریف میں جو آیا ہے:

اِتقوا فراسة المومن فانهٗ ينظر بنور الله	"مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ (جل جلالہٗ) کے نور سے دیکھتا ہے"۔

Marfat.com

اِس کا مطلب کیا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ:

"اس کا مطلب یہ ہے اپنا زنار توڑ ڈال اور مشرف بہ ایمان ہو جا"۔

جوان نے کہا، خدا نہ کرے کہ میں زنار پہنوں۔ آپ نے خادم کو اشارہ کیا۔ خادم نے اُس کے کپڑے اُتار کر دیکھا تو زنار موجود تھا۔ اُس جوان نے فی الفور زنار توڑ کر توبہ کی اور ایمان قبول کر لیا۔ اس پر آپ نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"یارو! آؤ ہم بھی اس نومسلم کی طرح زنار توڑ ڈالیں اور ایمان لائیں، جس طرح اِس نے زنارِ ظاہری توڑا ہے، ہم اپنے زنارِ باطنی (خود پسندی) کو توڑ ڈالیں تاکہ اس طرح ہم بھی بخشے جاویں"۔

یہ سُن کر حاضرین پر عجیب کیفیت طاری ہوئی اور سب کے سب آپ کے قدموں میں گر کر توبہ کرنے لگے۔

☆

بخارا شہر میں ایک عورت مجذوبہ برہنہ حالت میں گلی کوچوں میں پھرا کرتی تھی۔ لوگوں نے اُس سے پوچھا کہ تو کپڑے کیوں نہیں پہنتی۔ وہ کہنے لگی کہ اس شہر میں کوئی مرد ہے کہ جس سے پردہ کروں؟ ایک روز صبح نانبائی کی دکان پر گئی، تنور گرم تھا، اُس میں چھلانگ لگا دی اور کہا کہ "اس کا منہ بند کر دو کیونکہ ایک مرد اس شہر میں داخل ہو گیا ہے، اُس سے اپنے آپ کو چھپاتی ہوں"۔

تھوڑی دیر بعد لوگوں نے تنور کا منہ کھولا اور پوچھا کیا حال ہے؟ اس نے کہا، کپڑے لاؤ تاکہ پہنوں۔ چنانچہ کپڑے لائے گئے۔ وہ کپڑے پہن کر تنور سے صحیح سلامت نکلی۔ ایک بال کا بھی نقصان نہیں ہوا تھا۔ سب لوگ حیران و پریشان رہ گئے کہ یہ تو "ولیہ" ہے۔ سب نے قسم دے کر پوچھا کہ سچ بتا کہ وہ مرد کون ہے جس سے تو پردہ کرتی ہے؟ اُس نے کہا کہ میرے ساتھ آؤ کہ میں اُن کی زیارت کو جا رہی ہوں۔ وہ سیدھی آپ (حضرت خواجہ عبدالخالق) کے حضور پہنچی جبکہ آپ ابھی غجدوان سے تشریف لا کر بخارا شہر میں داخل ہوئے تھے۔ آپ اُسے دیکھ کر تعظیم کے لئے اُٹھے اور آپس میں کچھ باتیں ہوئیں، جو وہی سمجھی یا آپ سمجھے۔

☆

Marfat.com

ایک مرتبہ آپ مع مریدوں کے حج بیت اللہ کے لئے جا رہے تھے۔ راستے میں پیاس کی شدت نے غلبہ کیا۔ ناگاہ ایک کنویں پر پہنچے مگر وہاں رسّی اور ڈول نہ تھا۔ نہایت مایوسی ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ "مَیں تو نماز پڑھتا ہوں، تم پانی پیئو اور وضو کرو"۔ مریدوں نے جو یہ سُنا تو سمجھ گئے کہ اس میں کچھ بھید ہے۔ پھر کنویں پر گئے تو آپ کی برکت سے پانی کناروں تک آ گیا تھا۔ سب نے جی بھر کر پانی پیا اور وضو کیا۔ ایک شخص نے ایک برتن پانی سے بھر لیا تو پانی فی الفور کنویں کی تہہ تک پہنچ گیا۔ یہ بات کسی نے آپ کی بارگاہ میں عرض کی تو فرمایا:

"یاروں نے اللہ تعالیٰ جل شانہٗ پر بھروسہ نہ کیا، ورنہ پانی قیامت تک اوپر ہی رہتا"۔

آپ کی ولایت اس مرتبہ تک پہنچ گئی تھی کہ ہر نماز کے وقت آپ خانہ کعبہ جاتے اور واپس آ جاتے۔

آپ کے علاقہ کے حکمران صدر سعید نے ایک اہل کار کو غجدوان بھیجا کہ اوقاف کو ضبط کر لے۔ اُس اہل کار نے صبح کی نماز آپ کی مسجد میں ادا کی اور تھوڑی دیر بیٹھا رہا۔ اُس نے دیکھا کہ ایک درویش محراب میں سر جھکائے بیٹھے ہیں۔ اسی اثناء میں ایک مسافر آیا اور بلا سلام کئے آپ کے قریب بیٹھ گیا اور تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد چلا گیا۔ اسی طرح پھر ایک مسافر آیا اور وہ بھی اسی طرح چلا گیا۔ پھر تیسرا شخص آیا وہ بھی بلا سلام کئے بیٹھ گیا۔ حضرت خواجہ نے "مراقبہ" سے سر اُٹھایا اور پوچھا کہ:

"اب وہ چھت کیسی ہے؟"

مسافر نے جواب دیا کہ تعمیر ہو رہی ہے اور وہ مسافر سلام کر کے واپس مسجد سے نکلا۔

وہ اہل کار بیان کرتا ہے کہ میں بھی اُس مسافر کے پیچھے باہر آیا اور اُس سے پوچھا کہ یہ درویش کون ہیں اور تم لوگ کون ہو؟ تم میں سے ہر ایک آتا ہے اور بغیر سلام کئے بیٹھ جاتا ہے اور تھوڑی دیر کے بعد بلا سلام کئے اُٹھ جاتا ہے اور تم نے بھی ایسا ہی کیا مگر تم سے اُن کی ملاقات ہوئی ہے۔ بتایئے کہ اس میں راز کیا ہے؟ اُس مسافر نے کہا کہ اِن بزرگوں کا اسم گرامی حضرت خواجہ عبدالخالق ہے، یہ ہمارے پیر و مُرشد اور ہادیٔ طریقت ہیں، ہم "شام" میں رہتے ہیں، ہم پر جب کوئی مشکل پیش آتی ہے تو ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں، آپ کو دِل سے سلام کرتے ہیں اور دِل ہی سے آپ سے اپنی پریشانی کا ذکر کرتے ہیں اور قلبی طریقہ سے آپ ہمیں سلام کا جواب اور ہماری مشکل کا حل فرما دیتے ہیں، تو پھر ہم واپس چلے جاتے ہیں۔

Marfat.com

اہل کار نے استفسار کیا کہ چھت کے متعلق جو حضرت اقدس نے پوچھا، وہ کیا بات ہے؟ مسافر نے کہا کہ دمشق کی مسجد کی چھت مخدوش ہوگئی تھی، اس کے متعلق آپ نے دریافت فرمایا۔ پھر مسافر اپنی منزل کو روانہ ہوگیا اور اہل کار نے واپس آکر یہ سارا واقعہ صدر سعید کی خدمت میں عرض کیا۔ صدر نے کہا:

''ہم پر افسوس ہے کہ ایسے اولیاء اللہ (رحمۃ اللہ علیہم) دُنیا میں موجود ہیں اور ہم کو خبر نہیں''۔

اُسی وقت ایک پروانہ لکھ کر اہل کار کے حوالے کیا کہ ''اوقاف غجدوان'' کی تمام رقم وصول کر کے حضرت خواجہ کی بارگاہِ عالیہ میں پیش کی جائے۔ اہل کار نہایت خوشی و فرحت سے پروانہ لے کر حضرت والا مرتب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے دیکھا اور پھر واپس اُسی کے حوالہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''صدر سے کہو کہ آپ کی حکومت تو ان حدود کے اندر اندر ہے اور مجھے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے مشرق سے مغرب تک حکومت عطا فرمائی ہے۔ مجھے آپ کے محاصل کا وصول کرنا نامناسب ہے''۔

وہ اہل کار صدر کے پاس واپس گیا اور پورا واقعہ بیان کیا۔ صدر حضرت خواجہ حضور کے نہایت نیاز مندی کے ساتھ معتقد ہوئے اور خدام میں شامل ہوگئے۔

☆

جب آپ کا آخری وقت قریب آیا تو آپ کے مریدین اور صاحبزادگان موجود تھے۔ آپ نے آنکھ کھول کر فرمایا:

''اے عزیزو! خوشخبری ہو کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ مجھ سے راضی ہے اور اپنی رضا کی بشارت دی ہے''۔

تمام لوگ رونے لگے اور عرض کی کہ ہمارے لئے بھی دُعا فرمائیں۔ آپ نے ارشاد کیا:

''تم کو بھی بشارت ہو۔ اللہ تعالیٰ عزوجل نے مجھے فرمایا ہے کہ جو شخص اس طریقہ پر تا آخر استقامت رکھے گا، اُس پر رحمت کروں گا اور اُسے بخش دوں گا۔ کوشش کرو کہ اس طریقہ سے علیحدہ نہ رہو''۔

Marfat.com

تھوڑی دیر بعد آواز آئی:

یاایها النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة (سورہ البلد: ۲۸،۲۷)	"اے مطمئن نفس! اپنے رب (جل جلالہٗ) کی طرف لوٹ آ (کہ دُنیا میں بھی تو اپنے رب (عزوجل) کے حضور ہی رہتا تھا) تو اس سے خوش اور وہ تجھ سے خوش ہے"۔

لوگوں نے جو خیال کیا تو آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تاریخ وصال ۱۲۔ ربیع الاوّل ۵۷۵ھ/ ۱۷، اگست ۱۱۷۹ء ہے۔ مرقد اقدس غجدواں نزد بخارا میں باعثِ تسکین قلوب عاشقاں ہے ۔

اُن کی لحد پہ نور کی بارش سدا رہے ۔ دُنیا و آخرت میں بھی رُتبہ بڑا رہے
حکمت کی ہے خدا سے دُعا ہو کے سجدہ ریز ۔ جاری تھا فیض آپ کا جاری سدا رہے

☆

آپ کے کلماتِ قدسیہ میں آپ کی اصطلاحات ہیں، جن پر "طریقہ عالیہ نقشبندیہ" کی بنیاد ہے۔ یہ آٹھ کلمے ہیں، (۱) ہوش در دم (۲) نظر بر قدم (۳) سفر در وطن (۴) خلوت در انجمن (۵) یاد کرد (۶) بازگشت (۷) نگاہداشت (۸) یادداشت۔ اِن آٹھ کے علاوہ تین کلمے اور بھی ہیں جو مصطلحاتِ نقشبندیہ میں ہیں۔ (۱) وقوف عددی (۲) وقوف زمانی (۳) وقوفِ قلبی۔ ان گیارہ کلمات پر طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی بنیاد ہے، جن کی مختصر سی تشریح درج ذیل ہے:

۱۔ ہوش در دم:۔

اِس سے مراد یہ ہے کہ "سالک کا ہر سانس حضور و آگاہی سے ہو نہ کہ غفلت سے۔ یعنی کسی سانس میں بھی خداوند قدوس کی یاد سے غافل نہ رہے"۔ شہنشاہِ مشکل کشا خواجۂ خواجگان حضرت سیّد بہاء الدین نقشبند قدس سرہٗ العزیز ارشاد فرماتے ہیں:

"کسی سانس کو ضائع نہ ہونے دو، سانس کے خروج ودخول میں اور خروج ودخول کے درمیان محافظت چاہئے کہ کوئی وقفہ غفلت کا نہ پایا جائے"۔

۲۔ نظر بر قدم:۔

اِس سے مُراد یہ ہے کہ اپنی نظر اپنے پاؤں کی پُشت پر رکھے تاکہ بیجا نظر نہ پڑے

Marfat.com

اور دلِ محسوساتِ متفرقہ سے پراگندہ نہ ہو جائے۔ پس راہ چلتے وقت اِدھر اُدھر نہ دیکھے کیونکہ یہ بہت بڑے فساد کا سبب اور مقصد کے حصول کے لئے رکاوٹ و مانع ہے۔ یہ عمل بیرونی تفرقہ کے دفع کرنے کے لئے ہے، جیسا کہ "ہوش دردم" اندرونی تفرقہ کے دفع کرنے کے لئے ہے یا اس سے مراد یہ ہے کہ سالک کا قدم باطن، اُس کی نظرِ باطن سے پیچھے نہ رہے۔

"رشحات" میں ہے کہ شائد نظر بر قدم، سُرعتِ سیر کی طرف اشارہ ہے یعنی مسافتِ ہستی کے قطع کرنے اور عقباتِ خود پرستی کے طے کرنے میں قدم نظر سے پیچھے نہ رہے بلکہ منتہائے نظر پر پڑے۔ چنانچہ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ محمد بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی مدح وستائش میں فرماتے ہیں ؎

بسکہ خود کردہ سُرعت سفر بازنماندہ قدمش ازنظر

۳۔ سفر در وطن:۔

اس سے مراد یہ ہے کہ سالک اپنی صفاتِ ضمیمہ سے صفاتِ حمیدہ کی طرف جائے یعنی بشری تقاضوں کے تحت جو سفلی صفات انسانی فطرت میں موجود ہیں، اُن کو ترک کر کے اپنے اندر عُلوی صفات پیدا کی جائیں۔ سلوکِ طریقت کے ضمن میں اس کلمہ کی تشریح یوں بھی کی جاتی ہے کہ سالک اپنے مطلوب کو اپنے اندر تلاش کرے۔ اسے "سیرِ انفسی" کہتے ہیں۔ سلسلہ نقشبندیہ کا یہی خاصہ ہے جبکہ دوسرے طریقے مطلوب کو اپنے سے باہر تلاش کرتے ہیں، جسے "سیر آفاقی" کا نام دیا جاتا ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ میں سلوک، "سیر انفسی" سے شروع کرتے ہیں اور "سیرِ آفاقی" پر ختم کرتے ہیں۔ جبکہ دوسرے سلسلے "سیرِ آفاقی" سے شروع کر کے "سیرِ انفسی" پر ختم کرتے ہیں۔

۴۔ خلوت در انجمن:۔

اس سے مراد یہ ہے کہ سالک دُنیاوی اُمور اور مجالس میں مصروف ہوتے ہوئے بھی اپنے اندر ایسی کیفیت پیدا کئے رکھے کہ گویا وہ تنہائی میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی طرف راغب اور متوجہ رہے۔ یعنی اپنی نشست و برخاست، کھانے پینے، بات چیت وغیرہ کے دوران سالک کا قلب اللہ تعالیٰ عزوجل کی طرف سے غافل نہ رہے۔ گویا وہ بظاہر خلقت کے ساتھ اور بباطن اپنے مطلوب کے ساتھ رہے۔ شروع میں خلوت کی صورت بہ تکلف پیدا کی جاتی ہے لیکن آخرکار کیفیت میں بے تکلفی آجاتی ہے۔

اس کی وضاحت وتشریح حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کے جانشین خواجہ اولیاء کبیرؒ نے اس

Marfat.com

طرح کی ہے کہ:

''سالک اگر بازار میں بھی جائے تو ''ذکر خفی'' میں استغراق کے سبب کوئی آواز نہ سننے پائے''۔

حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''اگر ذکر میں مشغول ومصروف رہنے کی صحیح اور پوری کوشش، سعی اور مجاہدہ کیا جائے تو پانچ چھ روز میں یہ کیفیت پیدا ہو جاتی ہے''۔

''مشائخ نقشبندیہ'' سالک کو چلّہ کرانے کے بجائے اسی ''خلوت در انجمن'' پر زور دیتے ہیں کیونکہ اس میں دائمی چلّہ کی کیفیت موجود ہے۔

۵۔یاد کرد:۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر وقت اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہے، خواہ زبانی ہو یا خفی۔ بقول حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ:

''اس سے مراد یہ ہے کہ اپنے شیخ کی تلقین کے مطابق ذکر میں بہ تکلف مشغول رہے، یہاں تک کہ مرتبۂ حضوری حاصل ہو جائے''۔

۶۔بازگشت:۔

اس سے مراد یہ ہے کہ سالک ذکر کرتے وقت خاص وقفے کے بعد یہ الفاظ دُہرائے:

''الٰہی! میرا مقصود تو ہے اور تیری رضا ہے، مجھے اپنی محبت عطاء فرما''۔

اس سے ذکر کے اصل مقصود کی طرف توجہ لوٹ آتی ہے اور سالک ذہنی انتشار سے محفوظ رہتا ہے۔

۷۔نگاہ داشت:۔

اس سے مراد یہ ہے کہ قلب کو خطرات وظنون اور خیالاتِ نفس سے پاک وصاف رکھا جائے تاکہ پورے انہماک کے ساتھ ذکر کا شغل جاری رہے۔

۸۔یادداشت:۔

اس سے مراد یہ ہے کہ سالک میں ایسی کیفیت پیدا ہو جائے کہ الفاظ وخیال کے بغیر

Marfat.com

بھی وہ حق تعالیٰ جل سبحانہٗ کی طرف متوجہ رہے۔ گویا اُسے دائمی حضوری آگہی حاصل ہو جائے۔ جب سالک اس حال کو پہنچ جاتا ہے تو اُسے اپنے وجود کا احساس بھی نہیں رہتا۔ اس حالت کو ''مقامِ فنا'' بھی کہتے ہیں۔

انتباہ! حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار قدس سرہٗ العزیز نے آخیر کے چار کلموں کی تشریح یوں کی ہے۔

> ''یاد کرد'' سے مراد، ذکر میں تکلف ہے یعنی جس ذکر کی شیخ سے تلقین ہوئی ہے، اُس کے تکرار میں بتکلّف مشغول رہے، یہاں تک کہ مرتبہ حضور حاصل ہو جائے، اور ''بازگشت'' سے مراد رجوع بحق سبحانہ بدیں طور کہ جتنی بار کلمہ طیبہ کا ذکر کرے، ہر بار اُس کلمہ کے بعد دِل میں خیال کرے، کہ ''خدایا! مقصود میرا تو ہے اور تیری رضا''۔ اور ''نگاہداشت'' سے مراد ہے اُس رجوع کی محافظت بغیر زبان سے کہنے کے اور ''یادداشت'' سے مراد ''نگاہداشت'' میں رسوخ ہے۔

☆

بعد میں حضرت خواجہ خواجگان سیّد محمد بہاء الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اِن میں مزید تین اُصولوں کا اضافہ فرمایا جو مندرجہ ذیل ہیں:

ا۔ وقوفِ عددی:۔

اس سے مراد یہ ہے کہ سالک ذکر نفی و اثبات کرتے وقت ذکر کی تعداد سے واقف و آگاہ رہے یعنی ذاکر اس ذکر میں سانس کو عددِ طاق پر چھوڑے نہ کہ جفت پر۔ بزرگوں نے ایک سانس میں اکیس (۲۱) عدد نفی و اثبات کیا ہے۔ لیکن اصل چیز تعداد کی زیادتی نہیں بلکہ طاق عدد اور ذکر کی اثر آفرینی ہے۔ اثر یہ ہے کہ ''نفی'' (لا الہ) کرتے وقت خود وجودِ بشریت منفی ہو جائے اور ''اثبات'' (الا اللہ) کے وقت صفاتِ الٰہی (جل شانہٗ) کے اثرات میں سے کوئی اثر محسوس ہو۔

۲۔ وقوفِ زمانی:۔

اس کا ایک مطلب تو ''ہوش در دم'' سے ملتا جلتا ہے یعنی سالک ہر وقت اپنے نفس اور سانس کی آمد و رفت سے واقف رہے اور خیال رکھے کہ ہر سانس حضوری میں گزر رہا ہے یا

Marfat.com

غفلت میں۔

دوسرا مطلب یہ ہے کہ وہ ہر وقت اپنے حال سے واقف رہے اور اپنے اوقات کا محاسبہ کرے۔ اگر اُس کا وقت اطاعت میں بسر ہوا ہے تو شکر بجالائے اور اگر گناہ یا غفلت کی نذر ہو گیا ہے تو توبہ و استغفار کرے۔

۳۔ وقوفِ قلبی:۔

اس سے مراد یہ ہے کہ ذکر کرتے وقت سالک قلب کی کیفیت سے واقف رہے اور اُس کی توجہ قلب پر (جو سینہ کے بائیں جانب ہے) مرکوز رہے اور وہ قلب کو ذکر میں مشغول کرے۔ (سورہ احزاب:۴۱)

یا ایھا الذین امنو ذکروالله ذکرا کثیرا	''اے ایمان والو! خدا کو بہت یاد کیا کرو۔''

میں اِسی ''وقوفِ قلبی'' کی طرف اشارہ ہے۔

حضرت عُروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''وقوف قلبی یہ ہے کہ دِل کا نگران و واقف رہے اور قطع نظر ذکر کے، اُس کی طرف توجہ رکھے تا کہ اُس میں تفرقہ راہ نہ پائے اور وہ ماسوائے نقوش سے منقش نہ ہو جائے''۔

کہتے ہیں کہ دِل بے کار نہیں رہتا، یا تو ماسوا سے ملا رہتا ہے یا مطلوبِ حقیقی سے۔ جب دِل ماسوا سے ممنوع ہو گیا تو اُسے مطلوب کی طرف توجہ سے چارہ نہ ہوگا۔ غرض تم دِل کو دشمن سے باز رکھو۔ دوست کی طلب کی حاجت نہیں، وہ خود جلوہ گر ہو جائے گا۔

چشمِ تریک نیم شب ، گو اے خدا، درمن نگر
پس شاروزے، نظر را، شصت وسہ صد ، برشا

(اگر تم آدھی رات کو صرف ایک بار اپنی چشم تر سے، اپنے خدا سے درخواست کرو، کہ مجھ پر نظر ہو ا پھر تم فریادِ نیم شبی کے کرشمے دیکھو، تم دیکھو گے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل رات دن میں، تین سو ساٹھ بار تمہیں محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے)۔

☆

چند ایک ملفوظات بھی ملاحظہ فرمائیں:

Marfat.com

(۱) ایک درویش نے آپؒ سے دریافت فرمایا کہ تسلیم کس کو کہتے ہیں؟ ارشاد فرمایا:

''تسلیم یہ ہے کہ روز الست جو نفس و مال فروخت کر کے بہشت خریدا ہے، آج بھی تسلیم کرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ (جل شانہٗ) ارشاد فرماتا ہے کہ اِن اللّٰہ اشتری من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنہ۔ تسلیمِ نفس و مال اسطرح ہوتا ہے کہ اپنے نفس کو مملوکِ حق تعالیٰ سمجھے اور اپنے آپ کو وکیل خرچ حق تعالیٰ جانے اور جہاں تک ہو سکے اپنے نفس اور مال سے بندگانِ خدا کے ساتھ بے لوث نیکی کرے۔ اور مالِ دنیا کو باطن میں جگہ نہ دے اور اپنے آپ کو حکم و قضاءِ حق تعالیٰ کے تسلیم کرے۔

☆

(۲) ایک روز ایک خادم نے عرض کیا کہ ''فراغت'' کس کو کہتے ہیں؟ فرمایا:۔

''فراغتِ دل یہ ہے کہ محبتِ دنیا دل میں راہ نہ پائے اور یہ نہیں کہ دنیا کے کام کاج سے آزاد ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: فَاِذَا فَرَغتَ فَانصَب یعنی جس وقت تمام موجودات سے دل فارغ ہو جائے، اُس وقت میری خدمت میں مشغول ہو۔ جو لوگ خرید و فروخت اور لوگوں سے معاملہ داری میں اللہ تعالیٰ عزوجل سے غافل نہیں ہوتے اُن کی تعریف اللہ تعالیٰ جل شانہٗ قرآن پاک میں یوں فرماتا ہے:

رِجَالٌ لاتُلھِیھِم تِجَارۃٌ وَّ لا بیعٌ عَن ذِکرِ اللّٰہ

ترجمہ: ایسے لوگ جن کو خدا کے ذکر سے نہ سوداگری غافل کرتی ہے نہ خرید و فروخت۔ (سورہ النور آیت ۳۷)

اگر ان لوگوں میں ہو جاؤ تو سبحان اللہ، ورنہ اِن لوگوں کی جان و مال سے خدمت کرنے میں کوتاہی نہ کرنا تا کہ قیامت کے دن اُن کی خدمت اور محبت کیوجہ سے اُن کے ساتھ ہی تمہارا حشر ہو''۔

Marfat.com

☆

(۳) کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ نماز میں خشوع سے کیا مراد ہے؟ فرمایا:
''نمازی کو اللہ جل شانہٗ کا خوف اور خشیت اسقدر ہو کہ اگر اسے تیر بھی مارا جائے تو اُسے خبر نہ ہو''۔

☆

(۴) تین کام ایسے ہیں کہ جو شخص ان میں سے ایک کو بھی دوست رکھے گا تو دوزخ اُس کی رگِ گردن سے بھی نزدیک ہو جائے گا۔ اوّل: عمدہ کھانا، دوم: امیروں کی صحبت، سوم: عمدہ پوشاک۔ کیونکہ غالب یہ ہے کہ یہ تینوں کام ہوائے نفس سے ہوتے ہیں اور جو شخص ہوائے نفس کے تابع ہو، اُس کی جگہ دوزخ ہے''۔

☆

(۵) کسی نے آپ سے پوچھا کہ عالم کی ''عقوبت'' کسے کہتے ہیں؟ فرمایا:
''جس وقت کوئی مردِ عالم آخرت کی طلب سے ہٹ کر دنیا کی طلب میں مشغول ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ عزوجل اُسے دنیا میں یہ عقوبت دیتا ہے کہ اطاعت کی لذت سے محروم کر دیتا ہے اور وہ کاہل ہو کر نیکیوں سے رہ جاتا ہے۔ اس وقت اُسے عقوبتِ آخرت میں مبتلا کر دیتا ہے''۔

☆

(۶) جو چلنے والا فناءِ نفس کی حد پر نہ پہنچا ہوگا، وہ غصہ میں ہوگا تو شیطان اُس پر قابو پالے گا۔ البتہ جو سالک فناءِ نفس میں پہنچ گیا ہوگا، اُس کو غصہ نہ آئے گا، غیرت ہوگی۔ شیطان بھاگ جائے گا۔

(۷) خدا تعالیٰ جل جلالہٗ سے ہمیشہ ڈرتے رہو اور خداوند قدوس اور حضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کو نگاہ میں رکھو۔

(۸) قرآن شریف کا پڑھنا ترک نہ کرو۔ تلاوت بلند آواز سے ہو یا آہستہ، زبانی ہو یا دیکھ کر۔ قرآنِ مجید کو غور و تفکر اور خوف و گریہ سے پڑھو اور تمام اُمور میں قرآنِ حکیم کی پناہ لو کیونکہ

Marfat.com

بندوں پر خدا تعالیٰ سبحانہ کی حُجت، ''قرآنِ حکیم'' ہے۔

(۹) علم فقہ کی طلب سے ایک قدم بھی دور نہ رہو اور حدیث کا علم سیکھو۔

(۱۰) جاہل صوفیوں سے دور رہو کیونکہ وہ دین کے چور اور مسلمانوں کے راہزن ہیں۔

(۱۱) مذہب اہل سنّت و جماعت کے پابند رہو اور آئمہ سلف کے مسلک کو اختیار کرو کیونکہ جو نئی باتیں پیدا ہوئی ہیں وہ گمراہی ہیں۔

(۱۲) لوگوں سے حسنِ سلوک سے معاملہ کرو۔

(۱۳) شیخ اپنے مرید کے لئے بمنزلہ باپ کے ہے۔ بلکہ باپ سے بھی زیادہ مُشفق کیونکہ وہ مرید کو ''مقامِ قُرب'' میں پہنچا دیتا ہے۔

(۱۴) لوگوں سے مت کوئی چیز مانگو اور کل کے لئے ذخیرہ نہ کرو۔

(۱۵) رزق قسمت میں لکھا ہوا ہے، جواں مرد سخی بنو۔ جو کچھ خدا تعالیٰ عزوجل نے تمہیں دیا، تم خلقِ خدا پر خرچ کرو۔

(۱۶) بخل و حسد سے دور رہو کیونکہ ''بخیل'' اور ''حاسد'' قیامت کے دِن دوزخ میں ہوں گے۔

(۱۷) اپنے آپ کو آراستہ مت کرو کیونکہ ظاہر کا آراستہ باطن کی خرابی ہے۔

(۱۸) خداوندِ قدوس کے وعدہ پر بھروسہ کرو اور تمام خلائق سے نا اُمید ہو جاؤ اور اُن سے اُنس نہ پکڑو۔

(۱۹) کم بولو، کم کھاؤ، کم سوؤ اور جلدی اُٹھو۔

(۲۰) تمہارا بول غمگین، تمہارا بدن بیمار، تمہاری آنکھ روتی، تمہارا عمل خالص، تمہاری دُعا مجاہدہ کے ساتھ، تمہارا کپڑا پرانا، تمہارے رفیق درویش، تمہارا گھر مسجد، تمہارا مال کُتبِ دین، تمہاری آرائش زُہد اور تمہارا مونس باری تعالیٰ ہو۔

(☆)......(☆)

Marfat.com

(۱۱)

حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ

☆

ریوگر نزد بخارا ۵۵۱ھ ○ ۷۱۵ھ ریوگر نزد بخارا

(ازبکستان) ۱۱۵۶ء ۱۳۱۵ء (ازبکستان)

☆

﴿قطعہ تاریخ وصال﴾

☆

خواجہ خالقؒ کے جو خلیفہ تھے اُن کو رُتبے میں سب سے اعظم لکھ

سالِ رحلت جناب کا صابر "خواجہ عارف بہارِ عالم"، لکھ

۱۳۱۵ء

(حضرت صابر براریؒ، کراچی)

☆

"اہل اللہ خواجہ عارف ریوگری"

۱۳۱۵ء

خواجہ عارف افتخارِ اصفیاء ماہتابِ فلکِ عظمتِ باصفا

سالِ رحلت اُن کا اے فیض الامین یوں کہو تم "زُبدۂ اہلِ سخا"

۷۱۵ھ

☆

"باادب خواجہ محمد عارف ریوگری"

۱۳۱۵ء

زہے خواجہ عارف سراپا کرم وہ مردِ خجستہ لقا ذی حشم

سنِ رحلت اُن کا اے فیض الامین کہو، "عارفِ حق ہمایوں قدم"

۷۱۵ھ

(حضرت صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی، گجرات)

☆

Marfat.com

حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمتہ اللہ علیہ

☆

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ العزیز کے چار خلفاء تھے۔(۱) خواجہ احمد صدیق، (۲) خواجہ اولیائے کبر، (۳) خواجہ سلیمان کرمنی اور (۴) خواجہ عارف ریوگری۔ رحمتہ اللہ علیہم اجمعین۔

☆

حضرت خواجہ عارف ریوگری خلیفۂ اعظم تھے۔ تمام عمر اپنے پیر روشن ضمیر کی خدمتِ بابرکت میں رہے اور باطنی فیوض وبرکات سے مالا مال ہوئے۔ علم وحلم، زُہد وتقویٰ، عبادت وریاضت اور رُشد وہدایت میں عالی شان رکھتے تھے۔ اپنے پیرومُرشد حضرت خواجہ محمد عبدالخالق غجدوانی رحمتہ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد سجادہ نشین بنے اور ایک خلق کو راہِ ہدایت پر گامزن کیا۔ اقبالؒ نے ایسے ہی کاملوں کی تلاش پر زور دیا ہے۔

۱ اگر اُو را نیابی در طلب خیز — اگر یابی بدامانش درآویز

۲ فقیہہ وشیخ وملّا را مدہ دست — مرو مانندِ ماہی غافل از شُست

۳ بکارِ مُلک ودیں اُو مردراہے است — کہ ماکوریم واُو صاحب نگاہے است

۴ مثالِ آفتاب صبح گاہے — دہد از ہر بنِ مُویش نگاہے

(اقبالؒ۔ زبورِ عجم)

ترجمہ:۔

۱۔ اگر تو مردِ کامل کو نہیں پاتا تو اس کی طلب میں اُٹھ یعنی اُس کی تلاش کر۔ اگر تو اُسے پالے تو اُس سے چمٹ جا۔

۲۔ فقیہہ، شیخ اور مُلّا کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دے یعنی اُس کی بیعت نہ کر (مردِ کامل کو تلاش کر جس نے مشاہدۂ ذات کیا ہو، اُس کے ہاتھ میں ہاتھ دے)۔ مچھلی کی طرح اپنی شُست سے (یعنی کانٹے سے جو مچھلی پکڑنے کے لئے لگایا جاتا ہے) غافل نہ ہو۔ مراد یہ ہے کہ مُلّا، شیخ وفقیہہ جو صرف ظاہری علوم کے حامل اور باطنی علوم سے غافل ہوتے ہیں، وہ ایسی نگاہ نہیں رکھتے جو ناقص کو کامل بنا سکے۔ یہ نگاہ صرف مردِ فقیر یا مردِ درویش کے پاس ہوتی ہے۔

۳۔ (مردِ کامل صرف ایک رُخ نہیں رکھتا، اُسے دین اور دُنیا یا جسم اور رُوح دونوں کے

Marfat.com

آداب کی خبر ہوتی ہے۔ ملک اور دین کے کاموں میں وہ مرد راہبر و راہنما ہوتا ہے (جو دونوں راستوں کے نشیب و فراز اور منازل و مراد کو جانتا ہے) جبکہ ہم اندھے ہیں (یعنی شعور سے عاری ہیں) اور وہ نگاہ والا (دیدہ ور) ہوتا ہے۔

۴۔ صبح طلوع ہوتے ہوئے سورج کی طرح (مردِ کامل) کے ہر بال کی جڑ سے نگاہ پیدا ہوتی ہے یعنی وہ ہر پہلو سے نگاہِ فیض رساں کا سرچشمہ ہوتا ہے۔

☆

آپ کی ولادت باسعادت ۲۷۔ رجب المرجب ۵۵۱ھ بمطابق ۱۵/ ستمبر ۱۱۵۶ء کو موضع ''ریوگر'' میں ہوئی جو کہ سرزمینِ اولیاء ''بخارا شریف'' سے تقریباً تیس (۳۰) کلومیٹر اور ''غجد وان'' سے تقریباً پانچ (۵) کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔

☆

آپ کو اپنے شیخ طریقت سے بے پناہ محبت تھی۔ تمام عمر اپنے پیر روشن ضمیر کی خدمتِ بابرکت میں گزار دی اور مکمل طور پر ظاہری و باطنی کمالات و فیوضات و برکات سے مالا مال ہوئے۔ آپ کے شیخ گرامی بھی آپ سے بہت محبت و شفقت کا اظہار فرماتے تھے۔ آپ کا حلقۂ عقیدت بہت وسیع تھا۔ ترکی کے بے شمار علاقے آپ سے فیض یاب ہوئے۔ بُردباری اور خندہ پیشانی سے پیش آنا، آپ کا خاص وصف تھا۔ خلافِ شرع کاموں سے سخت نفرت تھی۔ اتباعِ سنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں عالی شان مرتبہ کے حامل تھے۔ اپنے دورِ مبارک میں لاثانی اور اقلیم ولایت کے بادشاہ تھے۔

☆

آپ صاحب تصنیف بزرگ تھے۔ سیّد زوار حسین شاہ نے اپنی کتاب ''حضرت مجدّد الف ثانیؒ'' مطبوعہ کراچی (ادارہ مجدّدیہ) ۱۹۷۲ء کے صفحہ ۱۰۸ میں آپ کے مختصر حالات کے تحت لکھا ہے کہ:

> ''تصوّف میں آپ کا ایک رسالہ 'عارف نامہ'، موسیٰ زئی شریف (ڈیرہ اسمٰعیل خان) کے کتب خانہ میں موجود ہے''۔

☆

آپ کی رحلت یکم۔ شوال ۷۱۵ھ بمطابق ۲۹۔ دسمبر ۱۳۱۵ء کو ''ریوگر'' نزد بخارا (ازبکستان) میں ہوئی [illegible] زیارت گاہ عاشقاں ہے۔

Marfat.com

اُن کے در سے کوئی خالی جائے ، ہو نہیں سکتا
اُن کے دروازے کھلے ہیں ہر گدا کے واسطے

☆

آپ کی عمر شریف بہت دراز تھی۔ آپ کے پیر و مُرشد خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت ۵۷۵ھ میں ہوئی اور آپ کی ۷۱۵ھ میں۔ گویا آپ اپنے پیر و مُرشد کی رحلت کے بعد ایک سو چالیس (۱۴۰) سال زندہ رہے اور خلقِ خداوند قدوس کو فیض یاب فرماتے رہے۔

گردِ مستاں گرد، گرے کم رسد، بوئے رسد
بوئے اُوگرکم رسد رویتِ ایشاں بس است

(مستوں کے گرد گھوما کر، اس لئے کہ جب تو اُن کے گرد گھومتا رہے گا تو معرفتِ الٰہی (جل جلالہٗ) کے جامِ شراب کا کوئی گھونٹ تمہیں بھی نصیب ہو جائے گا۔ اگر شراب کا ایک گھونٹ نہ ملا تو شرابِ معرفتِ الٰہی (جل شانہٗ) اور شرابِ عشق کی خوشبو تو مل ہی جائے گی۔ اگر خوشبو بھی نہ مل سکے تو اپنے آپ کو محروم نہ سمجھ کہ کم از کم تمہیں اُن کا دیدار تو ہو ہی جائے گا، کیونکہ جو اُن کی صحبت میں آتے ہیں، وہ کچھ نہ کچھ پا کر ہی جاتے ہیں، محروم نہیں لوٹتے)۔

تیرے در سے ہی ملا ہے میری زندگی کو جینا ہوا قلب میرا روشن جب نظر تو نے ڈالی

☆

یوں تو آپ کے بہت سے خلفاء کرام تھے مگر سب سے زیادہ شہرت اور ناموری حضرت خواجہ محمود الخیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ کو ملی، جن کے حالات مبارکہ آگے آ رہے ہیں۔

☆

آپ کے ارشاداتِ قدسیہ شریعت و طریقت اور معرفت و حقیقت کے آئینہ دار ہیں اور آسمانِ رُشد و ہدایت کے درخشندہ ستارے۔ لیجئے! ملاحظہ فرمایئے:

(۱) جو شخص اپنی تدبیر کے دام میں دھنسا ہوا ہے وہ دوزخ کا مال ہے اور جو اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی تقدیر پر شاکر ہے وہ جنتی ہے۔

(۲) ایک دن حاضرین سے سوال کیا کہ:

"کھانا کھاتے وقت جسم کا ہر عضو اپنے اپنے کام میں مشغول ہوتا ہے، "دل" کس کام میں مشغول ہوتا ہے؟

حاضرین نے کہا "ذکرِ خداوند قدوس میں"۔

Marfat.com

آپ نے فرمایا کہ اس موقع پر "اللہ اللہ" یا "لاالہ"
کا ذکر نہیں کرتے بلکہ اس موقع پر نعمت پا کر نعمت دینے والے
کی طرف توجہ جاتی ہے اور نعمت سے نعمت دینے والے کو دیکھتے
ہیں"۔

(۴) اگر دوست یہ چاہتے ہیں کہ اُن کا بوجھ کوئی اٹھائے تو یہ بہت مشکل ہے۔ اگر دوست یہ چاہتے ہیں کہ تم دوسروں کا بوجھ اٹھاؤ، تو تمام لوگ تمہارے ہی اُٹھانے کے قابل ہیں۔ (یعنی پورے جہان کا بوجھ اُٹھانا تمہاری ہی ذمہ داری ہے۔)

(☆)......(☆)

Marfat.com

(۱۲)

☆

حضرت خواجہ محمود الخیر فغنوی رحمتہ اللہ علیہ

☆

الخیر فغنہ نزد بخارا ۶۲۷ھ ○ ۷۱۷ھ وابکنہ نزد بخارا
(ازبکستان) ۱۲۳۰ء ۱۳۱۷ء (ازبکستان)

☆

﴿قطعہ تاریخ وصال﴾

جانشین تھے وہ خواجہ عارفؒ کے
مرد ہشیار اور شب بیدار

تھے نگاہوں میں سب کی اے صابرؔ
"خواجہ محمود مہر و ماہِ وقار"
۱۳۱۷ء

(حضرت صابر براریؒ، کراچی)

☆

"معزِ دوراں محمود الخیرؒ"
۱۳۱۷ء

حضرتِ محمودؒ بدرِ کاملاں
حکم حق سے ہو گئے زیبِ جناں

سالِ رحلت کے لئے فیض الامیں
بولا ہاتف "عارفِ سرِّ نہاں"
۷۱۷ھ

(حضرت صاحبزادہ پیر فیض الامین
فاروقی سیالوی، گجرات)

☆

Marfat.com

حضرت خواجہ محمود الخیر فغنوی رحمتہ اللہ علیہ

☆

آپ حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمتہ اللہ علیہ کے تمام اصحاب میں افضل واکمل، خلیفۂ اعظم اور رفیقِ معتمد تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۸۔ شوال المکرم ۶۲۷ھ بمطابق ۳۰/ اگست ۱۲۳۰ء کو موضع "الخیر فغنہ" نزد قصبہ "وابکنہ" جو بخارا شریف سے تیس (۳۰) کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے، میں ہوئی۔

☆

آپ نے رزقِ حلال کی خاطر نقاشی (گلکاری، بیل بوٹے کا کام) کو تازیست اپنا ذریعہ معاش بنایا۔ جب آپ کو اجازتِ ارشاد مل گئی تو آپ نے مصلحتاً اور بتقضائے وقت "ذکرِ جہر" شروع کیا کیونکہ حضرت خواجہ عارف ریوگری قدس سرہٗ العزیز نے آخری وقت ارشاد فرمایا تھا کہ:

"اب وہ وقت آگیا ہے جس کی طرف ہمیں اشارہ ہوا تھا کہ طالبوں کو بربنائے مصلحت "ذکرِ جہر" اختیار کرنا پڑے گا"۔

☆

مولانا حافظ الدین بخاری رحمتہ اللہ علیہ (جو اس وقت کے بہت بڑے عالم اور حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ العزیز کے جدِ اعلیٰ تھے) نے رئیس العلماء شمس الائمہ حلوانی رحمتہ اللہ علیہ کے اشارے پر علماء عصر کی ایک جماعت کے روبرو حضرت محمود الخیر نور اللہ مرقدہٗ سے سوال کیا کہ آپ "ذکرِ جہر" کس نیت سے کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا:

"تاکہ سویا ہوا بیدار اور غفلت سے ہشیار ہو جائے اور توبہ وانابت (خداوند قدوس کی طرف رجوع، انکساری وعاجزی) کی طرف رغبت کرے"۔

مولانا نے فرمایا کہ آپ کی نیت درست ہے اور آپ کے لئے یہ شغل جائز ہے لیکن "ذکرِ جہر" کی ایک حد مقرر کر دیجئے کہ جس سے "حقیقت"، "مجاز" سے اور "بیگانہ"، "آشنا" سے ممتاز ہو جائے۔ اس پر حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

"ذکرِ جہر اُس شخص کے لئے جائز ہے جس کی

Marfat.com

(۱) زبان جھوٹ اور غیبت سے
(۲) جس کا حلق حرام وشبہ سے
(۳) جس کا دل، ریا وسمعہ سے
(۴) اور باطن بماسواہ سے پاک ہو"۔

☆

حضرت خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ حضرت خواجہ محمود فغنوی قدس سرہٗ العزیز کے زمانہ میں ایک درویش نے حضرت خضر علیہ السّلام کو دیکھا اور اُن سے پوچھا کہ اس زمانے میں حضراتِ مشائخ میں سے ایسا کون ہے جو طریقِ استقامت پر ثابت قدم ہوتا کہ اُس کا مرید بن کر اُس کی پیروی کروں۔ حضرت خضر علیہ السّلام نے جواب دیا کہ حضرت خواجہ محمود الخیر فغنوی"۔ حضرت خواجہ رامیتنی علیہ الرحمہ کے بعض اصحاب نے کہا کہ وہ درویش سائل خود "خواجہ رامیتنی" تھے، مگر اپنا نام اس وجہ سے نہ لیا کہ یہ ظاہر نہ ہوجائے کہ اُنہوں نے حضرت خضر علیہ السّلام کو دیکھا ہے۔

☆

گزشتہ سطور میں ذکر کیا جاچکا ہے کہ حضرت خواجہ محمود الخیر فغنوی قدس سرہٗ العزیز کسی وقت مصلحت کی بنا پر طالبانِ سلوک کو ذکر جہر کی تعلیم دینے لگے تھے، چنانچہ آپ کے سلسلہ عالیہ میں ذکرِ جہر کا رواج ہوگیا، لیکن جب حضرت سیّد امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ پاک آیا اور شہنشاہِ مشکل کُشا امام الطریقہ حضرت خواجہ محمد بہاء الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اُن سے بیعت کی سعادت حاصل کی تو حضرت خواجہ نقشبند نور اللہ مرقدہٗ علمائے بخارا کو جمع کر کے حضرت سیّد امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ بابرکت میں لے گئے تا کہ وہ آپ کو ذکرِ جہر سے منع کریں۔

> "چنانچہ علمائے کرام نے حضرت امیر کلال قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں عرض کیا کہ ذکرِ جہر بدعت ہے، آپ ایسا نہ کریں۔ اُنہوں نے جواب میں فرمایا کہ ہم آئندہ نہیں کریں گے"۔

اس کے بعد بدستورِ قدیم "ذکرِ خفی" کی تعلیم جاری ہوگئی۔

☆

آپ صاحب کرامت بزرگ تھے، جن کی کرامتیں زبان زدِ عام تھیں۔ بطور تبرک

Marfat.com

ایک کرامت درج ذیل ہے:

''ایک روز حضرت خواجہ علی رامتینی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ محمود الخیر فغنویؒ کے باقی اصحاب کے ساتھ موضع ''رامتین'' میں مشغول ذکر تھے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بہت بڑا سفید پرندہ اُن کے اوپر اُڑا چلا آرہا ہے۔ جب وہ پرندہ اُن کے عین سر پر آیا بزبان فصیح بولا:

''اے علی! مرد بن اور اپنے کام میں مشغول رہ''۔

یہ بات سُن کر تمام اہلِ مجلس پر ایک کیفیت طاری ہوگئی اور بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو حضرت خواجہ سے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ تھا؟ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ:

''وہ حضرت خواجہ محمود فغنوی قدس سرہٗ العزیز تھے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے اُنہیں یہ طاقت، ہمت اور قوت بخشی ہے کہ وہ جس مخلوق کے قالب میں چاہیں متشکل ہو جائیں اور وہ ہمیشہ اس مقام پر پرواز کرتے ہیں، جہاں اللہ تعالیٰ عزوجل نے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السّلام سے کئی ہزار کلمات فرمائے۔

وہ وقت خواجہ دہقان قلتی بر ولایتِ دیگر خواجہ دہقان قلبیؒ (خلیفہ اوّل اولیائے کبیرؒ) کا وقتِ آخر تھا۔ اُنہوں نے دُعا کی تھی، یا اللہ! میرے اِس آخری وقت میری مدد کے لئے اپنے دوستوں میں سے کسی کو بھیج تا کہ اُس کی برکت سے اپنا ایمان سلامت لے جاؤں۔ چنانچہ بادشاہِ ربانی حضرت خواجہ محمود فغنویؒ کی روح مبارک، خواجہ دہقانؒ کے پاس پہنچی تھی۔ اُن کا خاتمہ بالخیر ہوگیا اور اب واپس تشریف لے گئے ہیں۔ چونکہ انہیں میرے حال پر فرطِ محبت وعنایت تھی لہٰذا اس راہ سے گزرتے ہوئے، مجھ پر کرم فرمایا''۔

معرفتِ الٰہی (جل جلالہٗ) میں ایسا مقام آتا ہے کہ اولیاء اللہ (رحمۃ اللہ علیہم) اس دُنیاوی زندگی میں ہی جو قالب وقتی طور پر اختیار کرنا چاہیں، کر سکتے ہیں۔ موت کے بعد اس بدنِ خاکی کی قید نہیں رہتی تو حسبِ خواہش دوسرے کسی قالب کو اختیار کرنا اور بھی آسان بات ہے۔ تصوّف کی اصطلاح میں اس انتقالِ قالب کو ''بروز'' کہتے ہیں۔ یہ ایک عارضی کیفیت ہوتی ہے۔

☆

Marfat.com

واضح رہے کہ حیاتِ دینوی میں بعض بندگانِ خدا کو علتِ صفا و لطافت سے بعنایت ایزدی اس بات پر قدرت ہوتی ہے کہ جسمِ ظاہری کی قید کے باوجود مختلف بدن تبدیل کر سکیں۔ چونکہ موت کے بعد جبکہ یہ قید رفع ہو جاتی ہے اور طائر روح اس قفس سے آزاد ہو جاتا ہے۔ لہٰذا وہ دوسرے بدن میں تبدیل ہونے پر بطریقِ اولیٰ قادر ہیں، اسے "بروز" کہتے ہیں۔ "بروز" و "تناسخ" میں فرق ہے۔ "اہل تناسخ" عموم و لزوم کے قائل ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ کوئی روح، نفیس ہو یا خسیس، مسلمان ہو یا کافر، انسان ہو یا حیوان، کسی بدن سے جدا نہیں ہوتی جب تک کہ کوئی دوسرا بدن اُس کے واسطے تیار نہ ہوتا کہ پہلے بدن سے نکلتے ہی دوسرے میں چلی جائے۔

اس کے برعکس "اہل بروز" کے نزدیک نہ عموم ہے نہ لزوم یعنی اس طائفہ کے نزدیک یہ کاملین سے خاص ہے اور وہ بھی بر سبیل لزوم نہیں۔ کیونکہ موت کے بعد کبھی مصلحت کی بنا پر دوسرے بدن میں ظاہر ہوتے ہیں، خواہ وہ بدن اصلی دینوی کی مثل ہو یا نہ ہو اور صورتِ بشری میں ہو یا نہ ہو۔ اور پھر اتمامِ مطلوب کے بعد پس پردہ غائب ہو جاتے ہیں۔ جو لوگ "بروز و تناسخ" میں فرق نہیں کرتے وہ اولیائے کرام پر بے جا اعتراض اور طعن و تشنیع کرتے ہیں۔

تاچند کنی بباده نوشاں اِنکار انکار مکن کہ نیست نیکو ایں کار
رندے کہ بود زبادۂ عرفاں مست زنہار بروطعنہ مکن صد زنہار

☆

آپ کی وفات حسرت آیات ۱۷۔ ربیع الاول ۷۱۷ھ بمطابق ۳۰۔ مئی ۱۳۱۷ء کو ہوئی اور مزار اقدس وابکنہ نزد بخارا (ازبکستان) میں مرجعِ خلائق ہے۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است برجریدۂ عالم دوامِ ما

☆

آپ کے ملفوظاتِ طیبات سالکین کے لئے سرمۂ چشم اور عاشقوں کے لئے راحتِ قلب و جاں ہیں:

- ذکرِ جہر اُس مبتدی شخص کو بہت فائدہ دے گا، جس کی زبان جھوٹ اور غیبت سے پاک ہو اور روزی حلال کھاتا ہو اور اُس کا دل ریا سے اور باطن توجہ ماسوا سے پاک ہو"۔
- ذکرِ جہر سے مبتدی کا دل پاک و صاف ہو جاتا ہے"۔
- ہم ذکرِ جہر اس نیت سے کرتے ہیں کہ سویا ہوا بیدار اور غفلت سے ہوشیار ہو جائے،

Marfat.com

راہِ راست پر آجائے اور شریعت و طریقت پر استقامت حاصل کرے اور خداوندِ قدوس کی طرف رجوع، انکساری و عاجزی کی طرف رغبت کرے"۔

﴿ حضرت عارفؒ (عارف ریوگریؒ) آخیر وقت میں فرمایا کرتے تھے کہ:

ہمیں اشارہ ہوا تھا کہ ایک وقت آنے والا ہے جبکہ طالبوں کو مصلحت کی بنا پر ذکرِ جہر اختیار کرنا پڑے گا اور اب وہ وقت آگیا ہے"۔

(☆)......(☆)

Marfat.com

(۱۴)

☆

حضرت خواجہ علی رامیتنی ملقب بہ عزیزاں علی رحمتہ اللہ علیہ

☆

رامیتن نزد بخارا ۵۹۱ھ ○ ۷۲۱ھ خوارزم (ازبکستان)
(ازبکستان) ۱۱۹۵ء ○ ۱۳۲۱ء

☆

﴿قطعۂ تاریخ وصال﴾

☆

دین کی تبلیغ فرمائی جہاں
نُور سے معمور تھی وہ انجمن
اہل حق پہ اب بھی صابر بالیقیں
"ہیں شہِ خواجہ علی سایہ فگن"
۱۳۲۱ء

(حضرت صابر براری، کراچی)

☆

"ایمان پرور علی رامیتنی"
۱۳۲۱ء

وہ خواجہ علیؒ زُبدۂ اہل عظمت
ہوئے واصلِ حق بصد شان و شوکت
تھی فکرِ سنِ وصل فیض الامیں کو
صدا دل سے آئی "اسیرِ محبت"
۷۲۱ھ

(حضرت صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی مدظلہ، گجرات)

☆

Marfat.com

حضرت خواجہ علی رامیتنی ملقب بہ عزیزان علی رحمۃ اللہ علیہ

☆

اسم گرامی آپ کا علی، لقب عزیزاں اور شہرت حضرت عزیزاں علی کے نام سے پائی۔ آپ کی ولادت باسعادت موضع رامیتن (بخارا شہر سے دس کلومیٹر دور) ۵۹۱ھ/۱۱۹۵ء میں ہوئی۔ آپ کے مقاماتِ عالیہ اور کراماتِ عجیبہ بہت ہیں۔ آپ ''صنعت بافندگی'' میں مشغول ومصروف رہا کرتے تھے۔ مولانا جامیؔ قدس سرہٗ السامی نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''نفحات الانس'' میں تحریر فرمایا ہے کہ:

''میں نے بعض اکابر سے یوں سُنا ہے کہ حضرت مولانائے روم مستِ بادۂ قیوم قدس سرّہ العزیز کے شعرِ ذیل میں آپ (حضرت خواجہ عزیزاں علیؒ) ہی کی طرف اشارہ ہے۔

گر نہ علم حال فوقِ قال بودے، کے شُدے

بندۂ اعیانِ بخارا ، خواجہ نساج را''

(علم حال اگر علمِ قال سے بہتر نہ ہوتا تو سردارانِ بخارا خواجہ نساج (بافندہ) کے کب غلام بنتے)

☆

اتفاقاتِ زمانہ سے آپ رامیتن سے ''باورد'' تشریف لائے اور ایک مدت تک یہاں کے لوگوں کو راہِ خدا بتاتے رہے اور رُشد وہدایت کی طرف بلاتے رہے۔ بعد ازاں خوارزم شہر میں مقیم ہو گئے اور حسب معمول ہدایتِ خلق اور مجاہدہ میں مشغول رہے۔ خوارزم میں لاتعداد لوگ آپ کے سلسلہ میں داخل ہو کر فیض یاب ہوئے۔

اے حلقۂ درویشاں وہ مردِ خدا کیسا ہو جس کے گریباں میں ہنگامۂ رُستاخیز
جو ذکر کی گرمی سے شعلے کی طرح روشن جو فکر کی سرعت میں بجلی سے زیادہ تیز
(اقبالؔ)

☆

آپ حضرت خواجہ محمود الخیر فغنوی قدس سرّہ العزیز کے خلفاء کبار میں سے ہیں۔ جب حضرت خواجہ محمود الخیر رحمۃ اللہ علیہ وقتِ آخیر قریب پہنچا تو اُنہوں نے اپنی خلافت اور جمیع اصحاب آپ کے سپرد کر دیئے۔ آپ حضرت خضر علیہ السّلام کے صحبت دار تھے اور اُنہی کے اشارہ سے ہی حضرت خواجہ محمود فغنوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید باصفا بنے تھے۔ خواجہ حافظ شیرازی کا ارشاد ہے۔

Marfat.com

اے دل آنجا بادب باش کہ سُلطانی مُلک
ہمہ از بندگی ٔ خدمتِ درویشاں است

(عارفانِ باللہ کے حضور نہایت ہی ادب کا لحاظ رکھ، کیونکہ ملکوں کی بادشاہت ان حضرات کی خدمت اور بندگی سے حاصل ہوتی ہے)۔

☆

گزشتہ سطور میں تحریر کیا گیا ہے کہ آپ باورد سے خوارزم شہر میں تشریف لا کر مقیم ہو گئے تھے۔ اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ خوارزم میں داخلہ سے پہلے جب آپ شہر کی فصیل تک پہنچے تو باہر ہی رُک گئے اور دو دَرویشوں کو حکامِ خوارزم کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ:

"فقیر آپ کے شہر کے دَروازے پر آیا ہے اور یہاں قیام کا ارادہ رکھتا ہے۔ اگر آپ کی کوئی مصلحت مانع نہ ہو تو شہر میں داخل ہو جائے ورنہ واپس چلا جائے"۔

آپ نے درویشوں کو یہ سمجھا دیا تھا کہ اگر حاکم خوارزم اجازت دے تو اُس سے اِس بارے میں تحریر حاصل کر لیں اور اس پر اُس کی مہر بھی ثبت کرائیں۔ جب حاکمِ شہر اور اُس کے مصاحبوں نے اُن درویشوں کی درخواست سُنی تو ہنسنے لگے کہ کیسے سادہ لوح لوگ ہیں۔ تاہم حاکم نے تحریری اجازت نامہ لکھ کر اپنی مہر ثبت کر دی۔

اب آپ شہر میں داخل ہوئے اور ایک گوشہ میں درویشوں کے ساتھ عبادت و ریاضت میں مصروف ہو گئے۔ آپ کا معمول تھا کہ ہر روز صبح دو مزدوروں کو تلاش کر کے اپنے ساتھ لاتے اور گھر آ کر اُنہیں فرماتے کہ وضو کرو، ظہر اور عصر کی نماز ہمارے ساتھ ادا کرو اور ذکر میں مصروف ہو جاؤ۔ شام کو تمہیں پوری مزدوری مل جائے گی۔ مزدور اِسے آسان کام سمجھتے ہوئے بہت خوش ہو کر ان ہدایت کی تعمیل کرتے۔ اس ایک دن کی صحبت کا اُثر اُن مزدوروں پر ایسا پڑتا کہ وہ شیخ کے پاس بغیر بلائے حاضری پر مجبور ہو جاتے۔ اس طرح آہستہ آہستہ آپ کا حلقہ وسیع تر ہونے لگا اور ایک وقت آیا کہ لوگوں کا ہجوم آپ کے درِ دولت پر حاضر رہنے لگا۔ اِن میں شہر کے بااَثر افراد بھی تھے۔

☆

حاکمِ خوارزم کو جب اس صورتِ حال کا علم ہوا تو اسے خدشہ لاحق ہوا کہ شیخ کے اَثر و رسوخ اور مقبولیت سے حکومت کے خلاف فساد نہ اُٹھ کھڑا ہو۔ اس خیال کے تحت وہ حضرت اقدس

Marfat.com

کو شہر بدر کرنے کے دَر پے ہوا۔ آپ نے ان دونوں درویشوں کو اجازت نامہ مع مُہر دے کر اُس کے پاس بھیجا کہ ہم تمہاری اجازت سے اس شہر میں داخل ہوئے ہیں۔ اگر تم بدعہدی کرنا چاہتے ہو تو ہم چلے جاتے ہیں۔ حاکم اپنا اجازت نامہ بھول چکا تھا۔ اب اُس نے اسے ملاحظہ کیا تو شرمندہ ہوا اور وہ اور اُس کے درباری حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی درویشی اور کشف کے قائل ہو گئے اور آپ کے عقیدت مندوں میں داخل ہو گئے۔

☆

آپ سے بہت سی کرامات صادر ہوئیں۔ چند ایک درج ذیل ہیں:

﴿ حضرت سیّد اَتا رحمۃ اللہ علیہ اور آپ (حضرت عزیزاں علیؒ) ہم عصر تھے اور کبھی کبھی ایک دوسرے سے ملاقات بھی کر لیا کرتے تھے۔ شروع شروع میں سیّد اَتا رحمۃ اللہ علیہ کا دِل آپ کے متعلق صاف نہیں تھا۔ چنانچہ ایک روز سیّد اَتاؒ کی طرف سے آپ کی شان میں کوئی بے ادبی اور گستاخی وقوع پذیر ہو گئی۔ اتفاق ایسا ہوا کہ اُنہیں دِنوں ایک جماعت "دشتِ قبچاق" کی طرف حملہ آور ہوئی اور سیّد اَتاؒ کے لڑکے کو پکڑ کر لے گئی۔ سیّد اَتاؒ کو خیال آیا کہ یہ حادثہ اُس بے ادبی کے نتیجے میں ظہور پذیر ہوا ہے۔ فوراً آ کر معذرت کی اور آپ کی اپنے ہاں دعوت کی، جسے آپ نے قبول فرمالیا۔ آپ اُن کی دعوت پر تشریف لے گئے۔ دعوت میں بڑے بڑے علماء اور مشاہیر تھے۔ آپ اُس روز نہایت خوش وخرم اور عالم کیفیت میں تھے۔ جب خادم نے دستر خوان بچھایا اور نمکدان لایا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ

> "علی (حضرت نے اپنے آپ کو مخاطب کیا) اُس وقت تک اپنی انگلی نمک پر نہ رکھے گا اور نہ ہاتھ کھانے کی طرف بڑھائے گا، جب تک کہ سیّد اَتا کا لڑکا دستر خوان پر حاضر نہ ہو جائے"۔

یہ کہہ کر آپ نے تھوڑی دیر سکوت فرمایا تو اچانک لڑکا دَروازے سے اندر داخل ہوا۔ مجلس میں یکبارگی شور بلند ہوا اور سب کے سب حیران رہ گئے۔ لڑکے سے اُس کے آنے کی کیفیت دریافت کی گئی تو اُس نے بتایا کہ میں اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتا کہ ابھی ابھی تُرکوں کی قید میں تھا اور وہ مجھے اپنے مُلک میں لے جارہے تھے، لیکن اب دیکھ رہا ہوں کہ آپ سب کے سامنے حاضر ہوں۔ اہل مجلس کو یقین ہو گیا کہ یہ آپ (حضرت عزیزاں علیؒ) کا تصرّف ہے۔ سب آپ کے پاؤں پر گر پڑے اور مرید ہو گئے۔

☆

Marfat.com

ایک روز آپ کے ہاں ایک عزیز مہمان آ گیا۔ گھر میں کھانے کے لئے کوئی چیز نہ تھی۔ آپ پریشان ہو کر گھر سے نکلے۔ اچانک آپ کا ایک معتقد طعام فروش لڑکا کھانے کی بھری ہوئی دیگ سر پر اُٹھائے ہوئے آ پہنچا۔ اُس نے عرض کی کہ حضور! میں نے یہ کھانا آپ کے خادموں کے لئے تیار کیا ہے، اُمیدوارِ شرفِ قبولیت ہوں۔ آپ کو اُس لڑکے کی یہ خدمت بہت پسند آئی۔ جب مہمان کھانا کھا چکے تو اُس لڑکے کو بُلا کر فرمایا:

"ہم تیری اِس خدمت سے بہت خوش ہیں، اب تیری جو مراد ہے، ہم سے بلا دھڑک مانگ، اِن شاء اللہ تعالیٰ پوری ہو جائے گی"۔

لڑکا بہت زیرک اور دانا تھا۔ بولا کہ:

"میں چاہتا ہوں کہ خواجہ عزیزاں علی بن جاؤں"۔

آپ نے ارشاد فرمایا:

"یہ تو نہایت مشکل ہے۔ اس قدر بھاری بوجھ اُٹھانے کی تجھ میں طاقت نہیں ہے"۔

لڑکے نے عرض کیا کہ:

"مری مراد تو پھر یہی ہے، اس کے سوا کوئی آرزو نہیں ہے"۔

حق نہیں ہے نہ سہی، تیری سخاوت کے حضور
ہے مرا کام تمنا کی جسارت کرنا

آپ نے ارشاد فرمایا کہ بالکل اسی طرح ہو جائے گا اور اُس کا ہاتھ پکڑ کر جلوت سے خلوتِ خاص میں لے گئے، اُس پر توجہ ڈالی اور وہ لڑکا تھوڑی دیر میں صورت و سیرت میں آپ کی طرح کا بن گیا۔ اس کے بعد وہ تقریباً چالیس روز زندہ رہا اور پھر داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گیا۔

آہستہ برگِ گل بہ فشاں بر مزارِ ما
بس نازک است شیشۂ دِل در کنارِ ما

(ہمارے مزار پر پھول کی پتیاں آہستہ آہستہ ڈالو کہ ہمارے پہلو میں شیشۂ دِل بہت نازک ہے۔)

☆

آپ کے دو بیٹے تھے، ایک خواجہ محمد جو "خواجہ خورد" کے نام سے مشہور تھے، کیونکہ

Marfat.com

آپ کے اصحاب آپ (حضرت عزیزاں علی) کو خواجۂ بزرگ کہا کرتے تھے اور خواجہ محمد کو خواجہ خورد۔ دوسرے خواجہ ابراہیم تھے جو خواجہ محمد سے چھوٹے تھے۔ جب آپ کا زمانہ وفات قریب آیا تو آپ نے خواجہ ابراہیم کو اجازت وخلافت عطاء فرمائی۔ بعض مریدوں کے دِل میں خیال آیا کہ بڑے صاحبزادے کی موجودگی میں (جو عالم وعارف ہیں) چھوٹے کو کیوں خلیفہ بنایا گیا ہے۔ آپ نے اُن کے خطرے پر آگاہ ہو کر فرمایا کہ:

"خواجہ خورد ہمارے بعد زیادہ دیر تک زندہ نہیں رہیں گے بلکہ جلد ہی ہمارے پاس پہنچ جائیں گے"۔

چنانچہ ایسا ہی وقوع وظہور ہوا۔ آپ کی رحلت کے اُنیس (۱۹) روز بعد خواجہ خوردؒ نے وفات پائی جبکہ خواجہ ابراہیم نے ۷۹۳ھ میں وفات پائی۔

☆

آپ نے ایک مختصر رسالہ "محبوب العارفین" (وسیلہ الطالبین) تصنیف فرمایا، جس میں سلوک وتصوف کی راہ کے مسافروں کے لئے دس شرطیں تحریر وتجویز فرمائیں، جن کا خلاصہ کچھ یوں ہے:۔

۱۔ طہارت:۔

اس میں طہارتِ ظاہر یعنی پاک لباس اور وضو ...... طہارتِ باطن یعنی حرام لقمہ اور حرام مشروبات سے پرہیز، طہارتِ دِل یعنی صفاتِ سفلی سے پاک دل کو پاک رکھنا اور طہارت سر یعنی غیر اللہ سے ہٹ کر صرف اللہ تعالیٰ عزوجل کی طرف توجہ شامل ہیں۔

۲۔ خاموشی:۔

یعنی زبان کو ناشائستہ کلام سے بچانا اور ذکر وتلاوت میں مصروف ہونا۔

۳۔ خلوت وگوشہ نشینی:۔

اس سے نامحرم کو دیکھنے، ہاتھ، پاؤں، کان کے غلط استعمال سے روکنا ہے۔

۴۔ روزہ:۔

جو بدن وروح کو پاک کرنے کا ذریعہ ہے اور جس کی جزا خود اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی ذات ہے۔

Marfat.com

۵۔ ذکر:۔

اللہ تعالیٰ سبحانہٗ کی یاد، حضور اور اخلاص کے ساتھ، بغیر طلب دُنیا اور جاہ و مال کے۔

۶۔ نگہداشتِ خاطر:۔

اِس میں ''خاطرِ رحمانی'' (غفلت کی تنبیہ)، ''خاطرِ ملکانی'' (طاعت کی ترغیب)، ''خاطرِ شیطانی'' (تزئین معصیت) اور ''خاطرِ نفسانی'' (شہوت کا مطالبہ) جیسی قابلِ قبول اور قابلِ ردّ خاطر شامل ہیں۔

۷۔ راضی بہ رضا اور توکل:۔

سالک کو خوف و رجا کی کیفیت میں رہنا چاہیے۔

۸۔ صُحبتِ صالحین:۔

نیکوں کی صحبت اِختیار کرنا اور بدوں کی صحبت سے بچنا۔

۹۔ شب بیداری:۔

رات، اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ سے راز و نیاز کا وقت ہے۔

سحر سحر ہی ہے اللہ سے التجا کے لئے
اگرچہ اور بھی اوقات ہیں سحر کے سوا

۱۰۔ لُقمہ کی حفاظت:۔

یعنی لقمہ پاک اور حلال ہو۔

☆

کچھ منظوم کلام بھی آپ سے منسوب ہے، ذیل میں چند رباعیات ترجمہ کے ساتھ پیش خدمت ہیں:

(۱)

باہر کہ نشستی ونشد جمع دِلت وز تو نہ رہید زحمتِ آب وگلت
از صحبتِ وَے اگر تبرّا نہ کنی ہرگز نکند روحِ عزیزاں بحلت

ترجمہ: ''اگر تو کسی ایسے شخص کے پاس بیٹھا، جس کی صحبت سے تجھے دِل کا سکون نہ ملا اور تو اپنی بدنی صفاتِ سفلی سے نجات اور رہائی نہ پاسکا''۔

Marfat.com

پھر اگر تو اُس شخص کی صحبت سے بیزار اور لاتعلق نہ ہوا تو عزیزاں علی کی روح تجھے ہرگز معاف نہیں کرے گی"۔

(۲)

بے چارہ دلم کہ عاشقِ روئے تو بود   تا وقتِ صبوح دوش در کوئے تو بود
چوگانِ سرِ زلفِ تو از حالے بحال   می بُردش وہم چناں یکے گوئے تو بود

ترجمہ: "میرا بے چارہ دل! جو تیرے چہرے کا عاشق تھا اور کل صبح تک تیرے کوچے میں تھا۔
تیری زلف کے سِرے کا بَلا اُسے ایک حال سے دوسرے حال تک لے جاتا تھا، گویا میرا دِل تیرے ہاتھ میں ایک گیند کی مانند تھا"۔

(۳)

چوں ذکر بدل رسد دِلت دَرد کند   آں ذکر بود کہ مرد را فرد کند
ہر چند کہ خاصیّتِ آتش دارد   لیکن دوجہاں بردلِ تو سرد کند

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ عزوجل کا ذکر (ذکر الٰہی) دِل تک پہنچتا ہے تو تیرا دِل دَرد کرتا ہے یعنی اَثر پذیر ہوتا ہے۔ ذکر وہ چیز ہے جو مَرد کو منکسر المزاج بنا دیتا ہے۔
ہر چند کہ ذکر آگ کی خاصیت رکھتا ہے لیکن تیرے دِل پر دونوں جہانوں کی محبت کو ٹھنڈا کر دیتا ہے"۔

خواہی کہ بحق رَسی بیارا مے تن   واندر طلب دوست نیارا مے تن
خواہی مدد از روحِ عزیزاں، یابی   پا از سرِ خود ساز وبیا "رامتین"

ترجمہ: اگر تو چاہتا ہے کہ خداوندِ قدوس تک پہنچ جائے تو بدن کو شریعتِ مطہرہ کے تابع کرے اور دوست کی طلب میں بدن کو بیتاب رکھ۔
اگر تو عزیزاں (حضرت خواجہ عزیزاں علیؒ) کی روح پاک کی مدد چاہتا ہے تو وہ تجھے مل جائے گی لیکن شرط یہ ہے کہ سَر کے بل (اُن کی خانقاہ) "رامتین" میں چلا آ"۔

☆

آپ کا وصال ۲۸۔ ذی قعدہ ۷۲۱ھ/۱۹۔ دسمبر ۱۳۲۱ء کو خوارزم میں ہوا اور وہیں مزار مقدس بنا جو زیارت گاہِ عاشقاں ہے۔

بچہ تسکین دہم دیدہ و دِل را کہ مُدام
دِل ترامی طلبد ودیدہ ترامی خواہد

Marfat.com

(میں اپنی آنکھ اور دل کو کیسے مطمئن کروں کہ دل ہمیشہ تجھے طلب کرتا ہے اور آنکھ تجھے چاہتی ہے)

☆

آپ کے ارشادات عالیہ کثیر تعداد میں ہیں چند ایک درج ذیل ہیں:

- آپ سے پوچھا گیا کہ ایمان کیا چیز ہے؟ آپ نے اپنی صنعت (بافندگی) کی مناسبت سے جواب دیا کہ توڑنا اور جوڑنا۔ یعنی ماسواء (غیر اللہ) سے توڑنا اور اللہ تعالیٰ عزوجل سے جوڑنا۔
- عمل کرنا چاہیے مگر "نا کردہ" خیال کرنا چاہیے اور اپنے آپکو ہمیشہ قصور وار سمجھنا چاہیے اور بصورت نقصان عمل کو از سر کرنا چاہیے۔
- دو وقتوں پر اپنے آپ پر کڑی نگاہ رکھنی چاہیے۔ بات کرنے کے وقت اور کوئی چیز کھانے کے وقت۔
- ایسی زبان سے دُعا کرو کہ جس سے گناہ نہ کیا جاتا ہو، تا کہ وہ دُعا درجہ قبولیت پائے۔
- اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحبت رکھو، اگر یہ ممکن نہ ہو تو ایسے شخص کے ساتھ صحبت رکھو جو اللہ تعالیٰ عزوجل کے ساتھ صحبت رکھتا ہو کیونکہ خداوند قدوس کے مصاحب کا مصاحب، "مصاحب خدا" ہے۔
- نیک کام سے نیک دوست بہتر ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ نیک کام سے تجھ میں تکبر و غرور پیدا ہو جائے مگر نیک دوست تو تجھے نیک کام ہی کا مشورہ دیگا۔
- "مردانِ حق" کے سامنے پوری روئے زمین ایک دسترخوان کی مانند ہے"۔

(☆)......(☆)

Marfat.com

(۱۴)

حضرت بابا محمد سماسی رحمتہ اللہ علیہ

سماس نزد بخارا ۵۹۱ھ ○ ۷۵۵ھ سماس نزد بخارا
(ازبکستان) ۱۱۹۵ء ۱۳۵۴ء (ازبکستان)

☆

قطعہء تاریخ وصال

میسر تھی خواجہ علیؒ سے خلافت ودیعت ہوئی تھی انہیں حق شناسی
ہوئے اب نگاہوں سے روپوش صابرؔ ''خواجہء عشق بابا محمد سماسیؒ''
۱۳۵۴ء

(حضرت صابرؔ براریؒ، کراچی)

☆

''شہیدِ عشقِ رسولؐ بابا محمد سماسیؒ''
۱۳۵۴ء

جو تھا عبدِ یکتا محمد سماسیؒ ہے جنت کا دُلہا محمد سماسیؒ
کہا سالِ رحلت یوں فیض الامیں نے ''زہے نقشِ زیبا محمد سماسیؒ''
۷۵۵ھ

(حضرت صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی، گجرات)

☆

Marfat.com

حضرت بابا محمد سماسی رحمتہ اللہ علیہ

☆

آپ حضرت خواجہ علی رامیتنی ملقب بہ عزیزاں علی قدس سرّہ العزیز کے اجل واعظم خلفاء میں ہیں، جن کو حضرت خواجہؒ نے اپنی رحلت کے وقت خلافت و نیابت کے تمام مناصب سے سرفراز فرمایا اور تمام اصحاب کو آپ کی متابعت و ملازمت کا حکم دیا۔

آپ کی ولادت باسعادت ۲۵۔رجب المرجب ۵۹۱ء بمطابق ۴/اگست ۱۱۹۵ء کو "قصبہ سماس" نزد بخارا (ازبکستان) میں ہوئی۔"قصبہ سماس"، آپ کے پیرومرشد حضرت خواجہ علی رامیتنی ملقب بہ عزیزاں علی رحمتہ اللہ علیہ کی جائے ولادت "رامیتن" سے تقریباً سات کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔سنوسئی ہند قبلہ عالم امیر ملت حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری قدس سرّہ العزیز کے خلیفہ اجل پیر خیر شاہ امرتسریؒ اپنی تصنیف منیف "برکات علی پور شریف" میں بتحقیق رقمطراز ہیں کہ "قصبہ سماس"، "بخارا" اور "رامیتن" ہر دو سے بیس بیس کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔بہرحال حضرت بابا محمد علیہ الرحمہ کو "قصبہ سماس" کی نسبت سے "سماسی" کہا جاتا ہے۔

☆

آپ عرصہ دراز تک حضرت خواجہ علی رامیتنی عرف حضرت عزیزاں علی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمتِ بابرکت میں رہے اور فیوضیاتِ ظاہری و باطنی سے خوب مالا مال ہوئے۔آپ کی محویت اور استغراق کا یہ عالم تھا کہ آپ اپنے چھوٹے سے باغ میں کبھی کبھی تشریف لے جاتے اور انگوروں کی شاخوں کو اپنے دستِ مبارک سے تراشتے۔جب ایک شاخ کو کاٹتے تو غلبۂ حال و استغراق کی وجہ سے آری آپ کے دستِ اقدس سے گر پڑتی اور آپ بے خود ہو جاتے۔یہ بیخودی اور غیبت (غلبہ) دیر تک رہتی۔جب ہوش میں آتے تو پھر شاخ کو کاٹنا شروع کر دیتے اور پھر بے ہوش ہو جاتے۔اس طرح یہ کام بہت دیر بعد ختم ہوتا۔

☆

آپ اپنے مرشدِ کریم کے نہایت ہی منظور نظر تھے۔چنانچہ مرشدِ عالی مقام نے اپنی رحلت سے پہلے آپ کو اپنا خلیفہ مقرر کیا اور تمام اصحاب کو آپ کی متابعت کا حکم دیا۔آپ نے خواجۂ خواجگان حضرت سیّد بہاء الدین نقشبند بخاری رحمتہ اللہ علیہ کو اپنی فرزندی میں قبول فرمایا تھا۔جس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ حضرت شاہِ نقشبند نور اللہ مرقدہ، کی ولادت باسعادت سے قبل

Marfat.com

آپ بارہا ''کوشک ہندواں'' سے گزرتے اور فرماتے:

''ازیں خاک بوئے مردے می آئد، روزباشد کہ کوشک ہندواں قصرے عارفاں شود	''اِس زمین سے ایک مرد کی خوشبو آتی ہے، جلد ہی ایسا ہوگا کہ کوشکِ ہندوواں ''قصرِ عارفاں'' بن جائے گا''۔

ایک روز آپ اپنے خلیفۂ اعظم سیّد امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کے مکان سے ''قصرِ عارفاں'' کی طرف متوجہ ہوئے، اور پھر وہاں پہنچ کر فرمایا کہ:

''وہ خوشبو اب زیادہ ہوگئی ہے، بلاشک وشبہ وہ مرد پیدا ہوگیا ہے''۔

☆

اُس وقت حضرت خواجہ نقشبند کی ولادت مبارک کو تین روز ہو چکے تھے۔ اُن کے جدِّ امجد اُن کو لے کر آپ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ:

''یہ ہمارا فرزند ہے، ہم نے اس کو اپنی فرزندی میں قبول کیا''۔

پھر اپنے اصحاب سے فرمایا کہ:

''یہ وہی مردِ خدا ہے جس کی خوشبو ہم نے سُونگھی تھی، یہ لڑکا عنقریب اپنے وقت کا مقتدا ہوگا''۔

بعد ازاں سیّد امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کی طرف متوجہ ہوکر ارشاد کیا کہ:

''تُم میرے فرزند بہاء الدین کے حق میں شفقت و تربیت سے ہرگز ہرگز دریغ اور کوتاہی نہ کرنا، اگر تُم اس میں کوتاہی کروگے تو میں معاف نہیں کروں گا''۔

حضرت سیّد امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ نے کھڑے ہوکر بصد ادب و احترام اپنے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھ کر عرض کیا کہ:

''اگر کوتاہی کروں تو مَیں مرد نہیں''۔

☆

حضرت خواجہ نقشبند قدس سرّہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں جب میری عمر عزیز اٹھارہ برس کے قریب ہوئی تو میرے جدِّ امجد کو میرے نکاح کی فکر ہوئی۔ اُنہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں حضرت بابا محمد سماسی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر اُنہیں ''قصرِ عارفاں'' تشریف

Marfat.com

لانے کی دعوت دوں تا کہ اُن کے قدوم میمنت لزوم فرمانے سے یہ کام سرانجام پا جائے۔ جب میں زیارت سے مشرف ہوا تو سب سے پہلی کرامت یہ دیکھنے میں آئی کہ اُس رات آپ کی صحبت کی برکت سے مجھ میں بڑی گریہ زاری، عاجزی اور انکساری پیدا ہوئی۔ رات کے آخری حصے میں اُٹھ کر میں نے وضو کیا اور آپ کی مسجد مبارک میں جا کر دو رکعت نماز پڑھی اور سر سجدے میں رکھ کر دُعا اور گریہ زاری بہت کی۔ اسی اثناء میں میری زبان سے نکلا:

''خداوند! مجھے دکھ تکلیف کا بوجھ اُٹھانے اور اپنی محبت کی محنت و مشقت برداشت کرنے کی قوت عطا فرما''۔

☆

صبح میں جب آپ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوا تو آپ نے از رُوئے فراست و بصیرت میری رات کی سرگزشت سے آگاہ ہو کر فرمایا:

''اے فرزند! دُعا میں یوں کہنا چاہیے، ''خدایا! اس بندۂ ضعیف کو اپنے فضل و کرم سے اُسی پر قائم رکھ، جس میں تری رضا ہے''۔

پھر ارشاد فرمایا کہ:

''بے شک اللہ تعالیٰ جل شان کی رضا تو اس میں ہے کہ بندہ مصیبت میں مبتلا نہ ہو، لیکن اگر وہ کسی حکمت کی وجہ سے اپنے کسی دوست پر مصیبت اور آزمائش نازل کرتا ہے تو اپنی عنایت سے اُس دوست کو اُس مصیبت اور آزمائش کو برداشت کرنے کی قوت عطا فرماتا ہے اور اس کی حکمت اُس پر ظاہر کر دیتا ہے۔ خود اپنی مرضی و اختیار سے مصیبت و تکلیف، دکھ اور درد اور رنج و بلا طلب کرنا دشوار ہے، گستاخی نہ کرنی چاہیے''۔

☆

بعد ازاں کھانا لایا گیا۔ جب کھانے سے فارغ ہوئے تو آپ نے دسترخوان پر سے ایک روٹی اُٹھا کر مجھے عنایت فرمائی۔ میں لینا نہ چاہتا تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا، ''لے لو، کام آئے گی''۔ میں نے وہ روٹی لے لی اور آپ کی معیّت میں ''قصرِ عارفاں'' کی طرف روانہ ہوا۔ اثنائے راہ میں جب بھی کوئی خطرہ پیدا ہوتا تو آپ فرماتے کہ ''باطن کی حفاظت کرنا چاہیے''۔

اِن حالات و واقعات کے مشاہدے سے آپ کی نسبت میرا یقین و اعتماد بڑھتا گیا۔ راستے میں یک ایسی جگہ پہنچے جہاں آپ کا ایک محب و مخلص رہتا تھا۔ وہ بڑی بشاشت و عاجزی سے پیش آیا جب آپ اس کے مکان میں جلوہ فرما ہوئے تو اس پر اضطراب و بے قراری کی کیفیت

Marfat.com

طاری ہوگئی۔ یہ حالت دیکھ کر آپ نے ارشاد فرمایا کہ:

''سچ سچ بتا! تمہارے مضطرب ہونے کا سبب کیا ہے''؟

اس نے عرض کیا کہ، حضور! گھر میں دودھ کا پنیر تو حاضر ہے مگر روٹی موجود نہیں ہے۔

آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ:

''وہ روٹی لاؤ، تم نے دیکھا آخر کام آہی گئی۔

☆

آپ کے چار خلفاء کامل واکمل اور مشہور و معروف ہوئے۔

۱۔ حضرت خواجہ محمد صوفیؒ، جن کا مزارِ مقدس قصبہ سُوخار نزد بخارا میں ہے۔

۲۔ حضرت خواجہ محمود سماسیؒ، جو کہ آپ کے فرزندِ ارجمند تھے۔

۳۔ حضرت خواجہ دانشمندؒ

۴۔ حضرت خواجہ سیّد امیر کلالؒ، جن کے حالات مبارکہ آئندہ صفحات میں آرہے ہیں۔

☆

آپ کا وصال ۱۰۔ جمادی الآخر ۷۵۵ھ، بمطابق ۲۔ جولائی ۱۳۵۴ء کو ہوا۔ مزار مبارک ''موضع سماس'' نزد بخارا (ازبکستان) میں عاشقوں کے دل کا سرور، مریضوں کے لئے شفا، اہل درد کے دَرد کا درمان ہے۔

نہ ہو آرام جس بیمار کو سارے زمانے سے
اُٹھا لے جائے تھوڑی خاک اُن کے آستانے سے

(☆)......(☆)

Marfat.com

(۱۵)

☆

حضرت خواجہ سیّد شمس الدین امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ

قصبہ سوخار نزد بخارا	۶۷۶ھ	۷۷۲ھ	قصبہ سوخار نزد بخارا
(ازبکستان)	۱۲۷۸ء	۱۳۷۰ء	(ازبکستان)

☆

﴿قطعہ تاریخ وصال﴾

باغ زہرہؓ کے خوبصورت پھول — خواجۂ خواجگاں امیر کلالؒ
لکھ دو ان کے مزار پر تاریخ — "عزّت گلستاں امیر کلالؒ"
۱۳۷۰ء

(حضرت صابر براریؒ، کراچی)

☆

"مہرِ طریقت سیّد امیر کلال"
۱۳۷۰ء

پاک باطن خوش جمال و خوش خصال — پی چکے وہ جامِ وصلِ ذوالجلال
سالِ رحلت اُن کا اے فیض الامین — کہہ "زہے عالی وقار امیرِ کلالؒ"
۷۷۲ھ

(حضرت صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی مدظلہٗ، گجرات)

☆

Marfat.com

حضرت خواجہ شمس الدین امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ

☆

آپ کا اسم گرامی سید شمس الدین امیر ہے، آپ صحیح النسب ''سید'' اور نجیب الطرفین ہیں۔ آپ کا انتساب حضرت بابا محمد سماسی قدس سرّہ العزیز سے ہے۔ آپ ''قصبہ سُوخار''، جو قصبہ سماس سے پچیس کلومیٹر اور بخارا شریف سے چھ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے، میں ۶۷۶ھ بمطابق ۱۲۷۸ء میں پیدا ہوئے۔

☆

آپ کوزہ گری کا شغل رکھتے تھے۔ فارسی زبان میں ''کوزہ گر'' کو ''کلال'' بھی کہتے ہیں۔ لہٰذا آپ ''امیر کلال'' کے نام سے آسمانِ طریقت و معرفت پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے۔ اوائل جوانی میں آپ کشتی لڑا کرتے تھے۔ ایک روز آپ ''رامتین'' میں کشتی لڑنے میں مشغول تھے کہ حضرت بابا محمد سماسی رحمتہ اللہ علیہ کا اُدھر سے گزر ہوا، اور وہ یہ نظارہ دیکھنے کیلئے ایک دیوار کے سایہ میں فروکش ہوگئے۔ اور آپ پر توجہ مرکوز کر کے محو ہوگئے۔ خدام میں سے ایک نے عرض کیا، یا حضرت! آپ ان لوگوں پر جو ''امور بدعت'' میں مصروف ہیں، کیوں حیران و پریشان ہیں۔ حضرت بابا علیہ الرحمتہ نے ارشاد کیا کہ:

> ''اس میدان میں ایک ایسا مرد ہے اور اس شکارگاہ میں ایک ایسا شکار ہے جس کی صحبت سے کاملینِ زمانہ فیض یاب ہوں گے، کیونکہ اس کی پرواز نہایت بلند و بالا ہے۔ ہم اُسی مرد کے منتظر ہیں کہ کاش وہ ہمارے جال میں آ پھنسے''۔

اسی اثناء میں حضرت سیّد امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ کی نظر حضرت بابا محمد سماسی قدس سرّہ العزیز کے چہرۂ اقدس پر پڑی تو ان کے دل کا پرندہ حضرت بابا رحمتہ اللہ علیہ کی محبت کے جال میں آ پھنسا۔ حضرت باباؒ نے اپنی قوتِ جاذبہ سے اپنی طرف کھینچ لیا۔

خوب رُو خوب کام کرتے ہیں
یک نگاہ میں غلام کرتے ہیں

اس طرح آپ بے اختیار پیچھے پیچھے بابا جی نور اللہ مرقدہ، کے دولت کدہ پر آ پہنچے۔

Marfat.com

جسم ہمہ اشک گشت و چشم بگریست
درعشقِ تو بے چشم ہمی باید زیست

ترجمہ: "میرا تمام جسم اشک (آنسو) بن گیا ہے اور آنکھ روتی ہے۔(اب) تیرے عشق میں آنکھ کے بغیر ہی جینا ہوگا"۔

از من اثر نماند ازعشقِ حبیب
چوں من ہمہ معشوق شُدم عاشق کیست؟

ترجمہ: "محبوب کے عشق میں میرا نقشِ ہستی مٹ گیا ہے، جب میں خود ہی معشوق بن گیا ہوں تو پھر عاشق کون ہے"؟

حضرت بابا جی رحمتہ اللہ علیہ نے اُسی وقت آپ کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی تلقین فرمائی اور فرزندی میں قبول فرما کر ادنیٰ سے اعلیٰ بنا دیا۔

نگاہِ ناز جسے آشنائے راز کرے
وہ اپنی خوبی قسمت پہ کیوں نہ ناز کرے

اس کے بعد آپ کبھی بھی کشتی کے دنگل یا بازار میں دکھائی نہ دیئے اور حضرتِ خواجگان کے طریقہ کے مطابق مشغولِ ریاضت ومجاہدہ رہے، یہاں تک کہ درجۂ تکمیل وارشاد پر پہنچ گئے۔

پیہم دیا پیالۂ مے بَر بلا دیا
ساقی نے التفات کا دریا بہا دیا

☆

آپ فنافی الشیخ کی سچی تصویر تھے۔ متواتر آٹھ سال تک بلا ناغہ پیر وار اور جمعۃ المبارک کے روز نمازِ مغرب "سُوخار" میں پڑھ کر "سماس شریف" کو روانہ ہو جاتے اور عشاء کی نماز حضرت باباؒ کی مبارک اقتداء میں ادا کرتے اور پھر نمازِ فجر واپس "سُوخار" میں آکر پڑھتے۔ آپ کی زندگی میں کسی کو بھی آپ کے اس حال کی خبر نہ ہوئی۔

دررہِ منزلِ لیلیٰ خطرہاست بجاں
شرطِ اوّل آنست کہ مجنوں باشی

☆

ایک روز آپ "راستین" کے ایک باغ میں کپڑے دھو کر خشک کرنا چاہتے تھے۔ مریدوں نے کانٹوں کی باڑ پر کپڑے پھیلا کر خشک کرنے چاہے تو آپ نے منع فرمادیا کہ

Marfat.com

باڑ کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔ درختوں کی شاخوں سے بھی منع فرما دیا کہ مبادا شاخیں ٹیڑھی ہو جائیں اور زمین پر پھیلانے سے بھی روک دیا تاکہ مویشیوں کے کھانے کی گھاس خراب نہ ہو۔

آپ کے یہ ارشادات طیبات سن کر مریدین دنگ رہ گئے اور عرض کرنے لگے کہ اے امیر! تو پھر آپ کپڑے کس طرح خشک کیا کرتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنے کپڑے اپنی پیٹھ پر پھیلا کر سکھا لیا کرتا ہوں۔ پھر فرمایا، اے یارو! اگر باڑ کو نقصان پہنچے، کسی درخت کی شاخ ٹیڑھی ہو جائے یا مویشیوں کی گھاس خراب ہو جائے تو تم باغ کے مالک کے سامنے کیا عذر پیش کرو گے؟ یہ عمل تم خلافِ شریعت کرتے ہو۔ دوسروں کی ملکیت میں تصرف و اختیار جائز نہیں۔ گناہ خواہ صغیرہ ہی کیوں نہ ہو، اُسے سہل اور معمولی نہ سمجھو۔ آدمی گناہ کو سہل اور معمولی سمجھنے سے دوزخ میں جاتا ہے۔ اسی حال میں آپ کی زبانِ اقدس سے نکلا کہ حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

لا صغیرہ مع الاصرار ولا کبیرہ مع الاستغفار	''اصرار'' کے ساتھ کوئی ''صغیرہ'' نہیں بلکہ ''کبیرہ'' ہو جاتا ہے اور ''استغفار'' کے ساتھ کوئی کبیرہ نہیں رہتا''۔

بعد ازاں فرمایا کہ:

''راہِ خدا (جل جلالہٗ) کسی پر نہیں کھلتا جب تک کہ وہ ''تقویٰ'' کو اپنا شعار نہ بنائے''۔

☆

امیر تیمور (المتوفی ۸۰۷ھ/۱۴۰۵ء) نے سمرقند میں جب قیام کیا تو ایک قاصد کو حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ بابرکت میں بھیجا کہ آپ یہاں قدم رنجہ فرمائیں اور اس ملک کو اپنے قدم مبارک سے مشرف فرمائیں کیونکہ حالات کے پیش نظر ہمارا حاضر ہونا بہت مشکل اور دشوار ہے۔

وہ قاصد حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے عذر کیا اور فرمایا کہ ''ہم اسی جگہ ہی دُعا گو ہیں''۔ اور اپنے صاحبزادے امیر عمر کو عذر خواہی کیلئے بھیجا اور اسکو تاکید کر دی کہ:

''اگر امیر تیمور تم کو انعام یا جاگیر دے تو ہرگز قبول نہ کرنا، اگر قبول کرو تو ہمارے پاس نہ لانا کیونکہ حضور پُر نور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے معاملے قبول نہیں فرمایا کرتے تھے۔ لہٰذا اگر تم قبول کرو گے۔ تو اپنے جدِ بزرگوار علیہ التحیۃ والثناء کی

Marfat.com

مخالفت کرو گے۔ درویش ہر وقت مومنوں کیلئے دعا میں مشغول رہتے ہیں، اگر وہ دنیا کی طرف میلان کریں تو ان کی دعا حجاب میں ہو جاتی ہے"۔

☆

جب امیر عمر رحمۃ اللہ علیہ، امیر تیمور کے پاس پہنچے تو عذر خواہی کی اور چند روز کے بعد اجازتِ رخصت طلب کی تو امیر تیمور نے عرض کیا کہ:

"میں نے تمام بخارا آپ کی نذر کیا"۔

امیر عمرؒ نے انکار کر دیا تیمور نے پھر عرض کیا کہ:

"چلو سارا نہ سہی کچھ تو قبول فرمائیے"۔

آپ نے انکار فرمایا کہ اجازت نہیں ہے۔ اس پر امیر تیمور نے کہا کہ میں حضرت اقدس سیّد امیر کلالؒ کے حضور کیا چیز ارسال کروں کہ ہمارا تقرب ہو جائے۔ امیر عمر رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ:

"اگر تم چاہتے ہو کہ درویشوں کے دل میں تمہارا تقرب ہو جائے تو تقویٰ اور عدل کو اپنا شعار بناؤ، کیونکہ اللہ جل جلالہٗ اور خاصانِ خداوندِ قدوس کے قرب کا ذریعہ یہی چیزیں ہیں"۔

☆

خل الذنوب صغیرها وکبیرها هو التقیٰ

(تو گناہ کو چھوڑ دے، خواہ وہ چھوٹے ہو یا بڑے، بس یہی "تقویٰ" ہے)

☆

حضرت سیّد امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ "خالص سیّد" تھے، آپ کا سلسلۂ نسب کچھ اس طرح سے ہے: (۱) حضرت سیّد امیر کلالؒ (۲) حضرت سیّد امیر حمزہؒ (۳) حضرت سیّد امیر عزیزؒ (۴) حضرت سیّد ابوالقاسمؒ (۵) حضرت سیّد امیر حسینؒ (۶) حضرت سیّد امیر موسویؒ (۷) حضرت سیّد عبداللہ الملقب بہ مظلوم (۸) حضرت سیّد محمد شہید موسویؒ (۹) حضرت سیّد احمد موسویؒ (۱۰) حضرت سیّد محمد عزیز موسویؒ (۱۱) حضرت سیّد محمد جعفر موسویؒ (۱۲) حضرت سیّد ابراہیم رضاؒ (۱۳) حضرت سیّد امام موسیٰ کاظمؒ (۱۴) حضرت سیّد امام جعفر صادقؒ (۱۵) حضرت سیّد امام محمد باقرؒ (۱۶) حضرت سیّد امام زین العابدینؒ (۱۷) حضرت سیّد امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

(۱۸) حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ۔۔۔حضرت سیدہ النساء فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (۱۹) حضور سیدِ عالم محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

☆

آپ کی رحلت ۸ جمادی الاول ۷۷۲ھ/ ۲۸ نومبر ۱۳۷۰ء بروز جمعرات بوقت صبح صادق ہوئی۔ مزار مقدس قصبہ "سوخار" نزد بخارا میں ہے۔

کرد رحلت چوں امیر اولیاء　　ہر کسے سالش بہ سلک سُفت
ہاتف غیبی بتاریخ وصال　　"صاحب انوار عرفان بُوذ"، گفت

۷۷۲ھ ☆

آپ کی کرامات بے حد وحساب ہیں۔ جتنا بڑا ولی اللہ، خُدا رسیدہ اور پاکباز ہوگا، اُتنا ہی زیادہ صاحب کرامت ہوگا۔ چند ایک کرامات درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت سید امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ رحمتہ اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ جب آپ پیٹ میں تھے، اگر اتفاقاً کبھی مشتبہ لقمہ میرے پیٹ میں چلا جاتا تو اس قدر درد ہوتا کہ میں بے ہوش ہو جاتی۔ جب یہ کیفیت کئی بار گزری تو مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ بات اس بچے کی برکت سے ہے، جو میرے پیٹ میں ہے۔

(۲) بیعت سے پہلے ایک روز آپ کشتی لڑ رہے تھے کہ حاضرین کی ایک سیاہ باطن جماعت غیبت (چغلی) کرنے لگی کہ ایسے سیّد زادہ اور بزرگ زادہ کو اس امر بدعت میں مشغول نہ ہونا چاہیے۔ اسی وقت اس جماعت پر خواب (نیند) نے غلبہ کیا، کیا دیکھتے ہیں کہ قیامت برپا ہے اور وہ کیچڑ میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ہر چند کوشش کرتے ہیں مگر نکل نہیں سکتے۔ ناگاہ حضرت امیر کلالؒ ان کے پاس پہنچتے ہیں اور ان لوگوں کو کیچڑ سے نکالتے ہیں۔ جب وہ بیدار ہوئے تو آپ نے ان کے کان پکڑ کر ارشاد کیا:

"یارو! ہم اسی روز کیلئے زور آزمائی کرتے ہیں، تم درویشوں کے حق میں بد اعتماد نہ بنو"۔

(۳) ایک روز آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے اصحاب کے ساتھ حضرت خواجہ ابو حفص بخاری قدس سرہ العزیز کی مسجد میں تشریف فرما تھے اور مناسکِ حج بالتفصیل بیان فرما رہے تھے، ایک بداعتماد شخص کے دل میں خیال آیا کہ آپ نے کعبہ کو کب دیکھا ہے کہ بیان فرما رہے ہیں، یہ مسائل تو وہ بیان کرے جس نے خانہ کعبہ کو دیکھا ہو، کچھ دیر بعد آپ باہر نکلے اور اس شخص کا ہاتھ

Marfat.com

پکڑ کر فرمایا:

"اے نادان! دیکھ تجھے کیا دکھائی دیتا ہے"؟

اس نے جو نظر اٹھائی تو دیکھا کہ کعبہ آپ کے سر پر طواف کر رہا ہے۔ آپ علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا:

"اے نادان جس کے پاس ایک درہم نہ ہو، وہ اس خیال میں
ہے کہ کسی کے پاس کچھ نہیں تاوقتیکہ اُس کے دل کی آنکھ نہ کھلے،
اسے کچھ نظر نہیں آئے گا"۔

وہ شخص قدموں میں گر کر تائب ہوا۔ ~ گر کر قدموں میں وہ قربان ہو گیا

(۴) ایک روز آپ رحمتہ اللہ علیہ کے اصحاب کی ایک جماعت حضرت جبروں اتار رحمتہ اللہ علیہ کے مزارِ پاک کی زیارت کیلئے گئی۔ ابھی کچھ فاصلہ طے کیا تھا کہ ایک شیر کو راستے میں کھڑا دیکھا۔ وہ حیران ہوئے کہ اب کیا کریں۔ اتنے میں آپ رحمتہ اللہ علیہ تشریف لائے اور شیر کی گردن پکڑ کر راستے سے ایک طرف کر دیا۔ جب وہ جماعت گزر گئی تو شیر نے بغرضِ تعظیم سر جھکایا اور ایک طرف چل دیا۔ کچھ عرصہ بعد اصحاب نے آپ سے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ تھا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

"جو ظاہر باطن میں اللہ تعالیٰ سبحانہٗ سے ڈرتا ہے، سب چیزیں اس سے ڈرتی ہیں، کیونکہ اصل چیز خدا ترسی ہے"۔

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ
کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

(۵) ایک روز حضرت بہاء الدین رحمتہ اللہ علیہ، سلطان قضان کے دربار میں جلاّد کا کام کرنے میں مصروف تھے کہ ایک مجرم پیش ہوا۔ سلطان نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ خواجہ صاحب اسے قتل گاہ میں لے گئے، اس کی آنکھیں باندھیں اور تلوار کھینچ لی، درود شریف پڑھنے کے بعد تلوار اس کی گردن پر ماری مگر تلوار نے اثر نہ کیا۔ دوسری بار وار کیا مگر تلوار نے اثر نہ کیا، تیسری بار بھی وار کیا مگر کوئی اثر نہ ہوا۔ خواجہ صاحب نے جب دیکھا کہ تلوار کھینچتے وقت مجرم ہونٹ ہلاتا ہے اور منہ میں کچھ کہتا بھی ہے۔ حضرت خواجہ نے اس سے استفسار کیا:

"تجھے خدائے عزوجل کی قسم! تو سچ سچ بتا کہ منہ میں کیا کہتا تھا"؟

Marfat.com

اس نے جواب دیا کہ:

''میں اپنے شیخ وسید کو یاد کرتا تھا''۔

حضرت خواجہ نے پوچھا کہ تیرا شیخ کون ہے؟

اس نے جواب دیا کہ:

''میرے شیخ وسید حضرت امیر کلالؒ ہیں''۔

پوچھا کہ اس وقت کہاں تشریف فرما ہیں؟ جواب دیا کہ:

''بخارا کے علاقہ میں ایک قصبہ ''سوخار'' میں جلوہ افروز ہیں''۔

یہ سن کر حضرت خواجہ نے تلوار پھینک دی اور فوراً ''سوخار'' روانہ ہو گئے۔ فرماتے تھے کہ:

''وہ بزرگ اور شیخ جو اپنے مرید کو تلوار کے نیچے سے بچا سکتا ہے، اگر کوئی اس کی خدمت بجالائے تو تعجب نہیں اللہ تعالیٰ سُبحانہ اسے دوزخ کی آگ سے بچالے''۔

(۶) ایک روز آپ جامع مسجد بخارا سے نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد اپنے آستانہ عالیہ کو روانہ ہوئے۔ راستے میں ''فتح آباد وکلا آباد'' کے درمیان امیر تیمور مع فوج خیمہ زن تھا۔ آپ نے اپنے مریدوں اور یاروں سے استفسار فرمایا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ امیر تیمور کا خیمہ ہے۔ امیر تیمور یہ سن کر اپنے خیمہ سے باہر نکلا اور آپکی خدمت میں عرض کی کہ:

''اے مخدوم! میں آج آپ کی زبان فیضِ ترجمان سے کچھ سننا چاہتا ہوں تاکہ میرے دل کو تسکین وراحت نصیب ہو''۔

آپ نے ارشاد کیا کہ:

''فقیر کو جب تک حضرت عزیزاں علی رحمتہ اللہ علیہ کی طرف سے روحانی اشارہ نہ ہوگا، اپنی طرف سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ یہی حال میرے جدّ بزرگوار حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا، مگر تم منتظر رہو''۔

جب آپ اپنے آستانے پر پہنچے تو نماز عشاء ادا کر کے حضرت عزیزاں علیؒ کی روحانیت کی طرف متوجہ ہوئے، اور اپنے ایک محرم راز شیخ منصور کو جو قراماں میں رہتا تھا، طلب کر کے ارشاد فرمایا کہ:

Marfat.com

"فوراً امیر تیمور کے پاس جا کر اسے پیغام دو کہ مشائخ بخارا کی ارواحِ طیبہ نے "مملکت خوارزم" تمہیں عطا فرما دی ہے تم بلاتوقف وہاں پہنچ جاؤ"۔

امیر تیمور نے ایسا ہی کیا اور فتح و نصرت کے شادیانے بجاتا ہوا واپس آیا۔

(۷) ایک روز آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنے اصحاب کے ہجوم بجوم کے ساتھ جامع مسجد بخارا کو تشریف لے جا رہے تھے کہ ایک کھیت میں ایک کسان کام کر رہا تھا۔ اس کے غلام نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ آقا (کسان) نے جواب دیا کہ "مفت خورے" ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے نورِ فراست و نورِ کرامت سے یہ بات معلوم کر لی اور فرمایا کہ:

"یارو! حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ العزیز نے ارشاد کیا ہے کہ درویشوں کے متعلق بداعتقادی نہ کرو اور ان کو چشمِ حقارت سے نہ دیکھو تاکہ دنیا سے ذلیل و خوار ہو کر نہ جاؤ"!

یار حیران ہوئے کہ حضرت والا تبار آج کیا فرما رہے ہیں؟ جب مسجد سے واپس آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ شخص (آقا) دردِ گردہ کی تکلیف سے قریب المرگ ہے۔ جب نزدیک پہنچے تو اس نے کہا کہ مجھے حضرت سیّد امیر کلال کی خدمت میں لے چلو۔ جب اس کو آپ کی خدمتِ اقدس میں پیش کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ:

"اس شخص نے کارگر تیر کھایا ہے، اس کا علاج نہیں ہو سکتا، اسے واپس لے جاؤ، یہ انجام کو پہنچ چکا ہے"۔

چنانچہ وہ شخص گھر پہنچتے ہی مر گیا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

خاکسارانِ جہاں را بحقارت منگر   توچہ دانی کہ پسِ ایں گرد سوارے باشد
ہر بیشہ را میراں کہ خالی است   شائد کہ پلنگے خفتہ باشد

بقول حکیم الامت علامہ اقبالؒ۔

جلا سکتی ہے شمعِ کشتہ کو موجِ نفس اُن کی
الٰہی! کیا چھپا ہوتا ہے اہلِ دل کے سینوں میں

(۸) ایک مرتبہ آپؒ اپنے چند مریدوں کے ساتھ کسی دریا کے کنارے فروکش ہوئے، سیر کرتے کرتے اصحاب سے کچھ دور نکل گئے۔ تھوڑی دیر بعد کچھ سوچتے ہوئے واپس لوٹ آئے اور فرمایا:

Marfat.com

"دوستو! علی صوفی ابھی آجائے گا"۔

ارادت مند خاموش رہے مگر انہیں تعجب ہو رہا تھا کہ علی صوفی جسے حضرت امیر (سیّد امیر کلالؒ) یہاں سے بہت دور بخارا میں چھوڑ آئے ہیں، یہاں کیسے آئے گا؟ اتنے میں دیکھا کہ علی صوفی ہوا کی مانند پانی پر دوڑتا چلا آرہا ہے اور جب دریا سے نکل کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس کا ایک بال بھی تر (بھیگا ہوا) نہ تھا۔ آپ نے علی صوفی کو جھڑکا کہ تو گھر سے کب باہر آیا تھا؟ اس نے عرض کیا: "میرے مخدوم! وہاں مجھے آپ کے جمال کا اس قدر اشتیاق غالب ہوا کہ مجھے خبر نہ رہی اور آنکھ کھولی تو اپنے آپ کو یہاں دیکھا"۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ:

"جیسے آیا ہے، ویسے ہی لوٹ جا اور جب تک ہم نہ لوٹیں، تم اپنی جگہ پر موجود رہو"۔

علی صوفی نے آپ کے اشارے پر پانی پر قدم رکھا اور ہوا کی مانند چل پڑا اور فوراً منزل مقصود پر جا پہنچا۔

مبیں حقیر گدایانِ عشق را کایں قوم
شہاں بے کرو خسروانِ بے کلہ اند

(۹) ایک دفعہ خواجۂ خواجگان شہنشاہ مشکل کشا حضرت خواجہ محمد بہاء الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ (جو آپ کے خلیفۂ اعظم ہیں) زیارت کیلئے حاضر خدمت ہوئے۔ سامنے آگ دہک رہی تھی آپ نے حضرت خواجہ نقشبندؒ کو دیکھکر انتہائی اظہار مسرت فرمایا، اور ارشاد کیا:

"تم اچھے موقع پر آئے"۔

حضرت خواجہ نقشبندؒ نے آگ میں لکڑی ڈالی اور بیٹھ رہے، ان پر اضطراب کا عالم طاری تھا۔ اس حالت میں انہوں نے اپنی پوستین اتار کر آگ میں ڈال دی حالانکہ اس کی جیبوں میں کچھ شکار کردہ پرندے موجود تھے۔ باہر آکر آپ نے حضرت خواجہ نقشبندؒ کو ملامت کی اور حکم دیا کہ: "جاؤ! پوستین اٹھا لاؤ"۔ حضرت خواجہ نقشبند نے عرض کیا "حضرت! پوستین تو جل کر خاکستر بن چکی ہوگی"۔

فرمایا!

"بہاء الدین! جو چیز سالہا سال تک درویشوں کے زیر استعمال رہی ہو، اسے آگ کس طرح جلائے گی، اسے تو آتش عشق نے پہلے ہی جلا رکھا ہے"۔

Marfat.com

سوختہ از بس کہ بریاں کے شود مثلِ کباب"

حضرت خواجہ محمد بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے گئے اور اپنی پوستین وہاں سے صحیح و سالم باہر نکال لی، حالانکہ یہ کام آپ کو دہکتی ہوئی آگ سے گذر کر کرنا پڑا مگر گزند نہ پہنچی۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا:

"بہاء الدین! درویشوں اور ان کی چیزوں پر یہ دنیوی آگ اثر نہیں کرسکتی، کیا عجب جو کوئی درویشوں کو اپنے دل میں جگہ دے دے، اسے دوزخ کی آگ بھی نہ جلائے"۔

آہن بپارس آشنا شد

(۱۰) آپ کے انتقال پُر ملال کے بعد مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے صوفیاء کی ایک جماعت "بخارا شریف" میں وارد ہوئی اور "قصبہ سُوخار" کا پتہ پوچھا۔ لوگوں کے استفسار پر انہوں نے بتایا کہ وہ حضرت سیّد امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ لوگوں نے بتایا کہ وہ تو رحلت فرما گئے ہیں۔ ان صوفیاء نے خواہش ظاہر کی کہ ان کی اولاد امجاد سے ملیں گے۔ چنانچہ وہ "سوخار" آئے اور حضرت امیر رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ملے اور حضرت کے کمالات کا ذکر کرنے لگے۔

لوگوں نے کہا کہ حضرت امیر علیہ الرحمہ تو کبھی مکہ شریف اور مدینہ طیبہ گئے ہی نہیں، آپ انہیں کیسے جانتے ہیں؟ صوفیاء نے کہا کہ:

"حرمین شریفین میں ان کے متعدد مرید موجود ہیں، جن میں ہم لوگ بھی شامل ہیں، ہم گزشتہ ۳۲ سال سے ان کے ساتھ حج کرتے رہے۔ اس سال آپ کو نہ دیکھا تو ان کے جمال کی کشش نے ہمیں یہاں کھینچ لیا مگر افسوس کہ وہ انتقال فرما گئے"۔

مذکورہ جماعت کے صوفیاء نے حضرت امیر قدس سرّہ العزیز کے مزارِ مقدس پر حاضری دی اور ارادت مندوں کی طرح آنسو بہائے اور لوگوں سے کہا:

"کتنے افسوس کی بات ہے کہ ایسے صاحبِ کمال کی قدر تم نے نہ کی، ان کی قدر عرب میں جا کر دیکھو"۔

یہ کہہ کر وہ سب خدا حافظ کہتے ہوئے چل دیئے۔

قدرِ گُل و مُل بادہ پرستاں دانند نے تنگ دلاں و تنگ دستاں دانند

Marfat.com

اے بے خبر، از بے خبری، معذوری　　سرّ یست دریں شیوہ کہ مستاں دانند

☆

آخر میں آپ کے چند ملفوظات پیش کیے جاتے ہیں:

☆ دوسروں کے دل موہ لینے کی پوری پوری کوشش کرو۔

☆ جب تک زندہ رہو، طلب علم سے ایک قدم بھی دور نہ رہو، کیونکہ طلب علم تمام مسلمانوں پر فرض ہے اور حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی "سنت" ہے۔

☆ دنیا داروں کی دوستی اللہ تعالیٰ عزوجل کے راستے کی بہت بڑی رکاوٹ ہے۔

☆ خداداں بنو اور خدا خواں بھی، تا کہ تمہارے دین وایمان کا زیاں نہ ہو۔

☆ ہر حالت میں خدا سے ڈرتے رہو اور یاد رکھو کہ خدا (جل جلالہ) ترسی سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں ہے۔ جو شخص خدا سے نہیں ڈرتا، اس سے مت ڈرو۔ ہاں جو خداوند قدوس سے ڈرتا ہے، اس سے تم بھی ڈرو۔ خدا ترس کو مت تکلیف دو، ایسا نہ ہو کہ اس کی بددعا سے مبتلاءِ مصیبت ہو جاؤ۔

☆ "دوسروں کے دل موہ لینے کی پوری پوری کوشش کرو"۔

☆ "جہاں تک ممکن ہو سکے اللہ تعالیٰ عزوجل کے "ذکر" پر زیادہ توجہ دو۔"

☆ "اخلاص" اختیار کرو اور دوسروں پر رحم کرو تا کہ نجات پاؤ"۔

☆ "دل، زبان اور جسم کی پاکیزگی، حلال لقمے سے حاصل ہوتی ہے۔ آدمی کے معدے کو پانی کا حوض جانیئے۔ حوض سے مختلف سمتوں میں پاک پانی اسی صورت میں نکل سکے گا جبکہ خود حوض پاک پانی کا مجموعہ ہو"۔

☆ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو کوئی چالیس دن تک حلال روزی کھائے، اللہ تعالیٰ عزوجل اس کے دل اور زبان کو علم وحکمت سے بھر دے گا اور اسکا دل روشن ہونے لگے گا" مگر شرط یہ ہے کہ تقویٰ کو ہر حال میں اپنا شعار بنائے رکھے"۔

☆ "سالک تائب رہے کیونکہ توبہ سب طاعتوں کا سر چشمہ ہے۔ توبہ یہ ہے کہ پہلے اپنے کیے پر دل میں نادم وشرمندہ ہو، پھر ترکِ گناہ کی نیت کرے اور اس کے بعد ان گناہوں کا ارتکاب نہ کرے، اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ سبحانہ سے ڈرتا رہے اور گناہوں کی معافی مانگے"۔

Marfat.com

☆ اتنی گریہ زاری کرو کہ اپنی توبہ کی قبولیت کا یقین ہو جائے۔ اور تائب کے لقب کے سزوار بن سکو۔

☆ ''روزی کا غم دل سے نکال دو اور آخرت کے غم سے فکر مند رہو، عبادت کرتے رہو کیونکہ یہ بندہ ہونے کی علامت ہے''۔

☆ ''اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے احکام خاکساری سے بجالاؤ۔ تم جہاں بھی ہو، علم وعمل کی طلب کا ثبوت دو، علم وعمل حاصل کرنے کی خاطر آب وآتش کے طوفان سے بھی گزرنا سیکھو''۔

☆ اپنے اعمال کی کسوٹی ''سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' کو بناؤ۔ جو کام اس کسوٹی پر پورا اترے وہ مقبول ہے وگرنہ غلط اور گمراہی ہے''۔

☆ مال جمع کرنے کی ہوس نہ رکھو، جو ملے اسے خرچ کرتے رہو''۔

☆ ادائے زکوۃ کا اہتمام کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

''جو زکوۃ نہ دے، اس کی نماز، روزہ، حج اور جہاد نامقبول رہتے ہیں''۔

ایک دوسرا ارشاد ہے:

''بخیل، اللہ عزوجل کی رحمت، اس کے بندوں کے دلوں اور بہشت سے دور ہے اور دوزخ کے قریب ہے۔ سخی، اللہ سبحانہ، کی رحمت، اسکے بندوں کے دلوں اور بہشت سے قریب ہے اور دوزخ سے دور''۔

☆ ''اگر عبادت میں تمہاری پیٹھ کبڑی ہو جائے اور ریاضت میں تمہارا جسم کمان کے چلے کی طرح باریک ہو جائے۔ اللہ رب العالمین (جل جلالہ) کی قسم! تم ہرگز مقصود تک نہیں پہنچ سکتے، جب تک رزق حلال نہ کھاؤ گے۔ خرقہ کو پاک نہ رکھو گے۔ اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی پیروی کرو کیونکہ تمام کاموں کی اصل اسی پر ہے''۔

☆ جب تک تم زندہ ہو طلب علم سے ایک قدم بھی دور نہ رہو کیونکہ طلب علم تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔ علم ایمان، علم نماز، علم روزہ، علم زکوۃ، علم حج اگر استطاعت ہو۔ والدین کی خدمت کا علم، صلہ رحمی اور رعایت، ہمسایہ کا علم، خرید وفروخت کا علم اگر ضرورت ہو حلال وحرام کا علم کیونکہ بہت سے آدمی ایسے ہیں کہ بے علمی کے سبب تباہی کے حضور میں گر پڑتے ہیں''۔

☆ تم توبہ کرتے رہو کیونکہ توبہ تمام بندگیوں کا سر ہے۔ توبہ یہ نہیں کہ زبان سے کہو، میں توبہ کرتا ہوں۔ توبہ یہ ہے کہ تم اپنے گناہوں سے دل سے پشیمان ہو کر نیت کرو کہ اس گناہ کی

Marfat.com

طرف نہیں جاتا ہے اور ہمیشہ ہمیشہ اللہ رب العزت (جل شانہ) سے ڈرتے رہو، اور اپنے گناہوں کی معافی مانگو، اور اپنی روزی کا غم اپنے دل سے نکال دو اور آخرت اور ادائے بندگی کے غم کو اپنے دل میں جگہ دو کیونکہ تمام کاموں میں اصل کام یہی ہے"۔

☆ علماء کرام کی خدمت میں رہو، ان کے پاس بیٹھا کرو کیونکہ علماء امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چراغ ہیں۔ جاہلوں اور ان کی صحبت سے دور رہو اور دنیا داروں سے محبت نہ رکھو۔ کیونکہ دنیا داروں کی صحبت اللہ کریم (جل شانہٗ) سے دوری کا سبب بن جاتی ہے"۔

☆ "ہر حال میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر بجالاؤ۔ (یعنی نیکی کا حکم اور برائی سے بچنے کی تاکید) اور دل میں غیر شرعی کام اور بدعت سے بچتے رہو"۔

☆ اے ایمان والو! اس آیت پر غور کرو۔ "اپنی جانوں کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہے۔ (سورہ التحریم) تاکہ میدان حشر میں تمہیں شرمندگی نہ اٹھانا پڑے"۔

(☆)......(☆)

Marfat.com

(۱۶)

☆

حضرت خواجۂ خواجگان سیّد محمد بہاء الدین نقشبند بخاری رحمتہ اللہ علیہ

☆

قصر عارفاں، بخارا ۷۲۸ھ ○ ۷۹۱ھ قصر عارفاں، بخارا

(ازبکستان) ۱۳۲۸ء ۱۳۸۹ء (ازبکستان)

☆

﴿قطعۂ تاریخِ وصال﴾

چُھپ گئے ہیں چشم عالم سے بظاہر وہ مگر
رکھتے ہیں عالم میں آب وتاب خواجہ نقشبند

سال رحلت حضرت سیّد بہاء الدین کا
کہیئے اے صابرؔ ''دُرِّ نایاب خواجہ نقشبند''

۱۳۸۹ء

(حضرت صابر براری، کراچی)

☆

حضرت خواجہ بہاء الدین تھے
حق شناس وحق نگاہ وحق پسند

نقشِ حیرت ہے زمانہ دیکھ کر
اُن کی عظمت اُن کا کردار بلند

ہے رقم شاہدؔ سرِ لوحِ مزار
''جلوہ زارِ پاکباز نقشبند''

۷۹۱ھ

(خان شاہدؔ اکبر آبادی، کراچی)

☆

''شمعِ منور سیّد بہاء الدین نقشبند''

۱۳۸۹ء

تھے ''بہاء الدین'' مردِ پاک دِل شیریں خصال
باغِ جنت میں ہے حاصل اُن کو قُربِ ذوالجلال

اِک سروشِ غیب نے فیض الامیں کو دی خبر
اُن کا ''نور افشاں بہاء الدین'' ہے سالِ وصال

۷۹۱ھ

(حضرت صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی مدظلہ، گجرات)

☆

Marfat.com

در مدح

حضرت خواجہ سیّد محمد بہاء الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ

☆

دل ہے اسیر جلوۂ دلدار نقشبندؒ
وہ تاجدار وقافلہ سالار نقشبندؒ

مثلِ حرم ہے گویا بخارا کی سرزمین
پیش نظر ہے روضۂ سرکار نقشبندؒ

ظلمت فزائے کفر تھی تیرہ سفالِ ہند
سرہند سے طلوع ہوئے انوار نقشبندؒ

دُنیا ہے اُن کے فیضِ طریقت سے ارجمند
وہ خواجگانؒ حلقۂ دربار نقشبندؒ

قرآن کی ترجمان ہے اُن کی زبانِ شوق
دلبند و دلپسند ہیں افکار نقشبندؒ

پھیلی ہوئی ہے چارسُو خوشبوئے دِلنواز
پُر کیف وپُر بہار ہے گلزار نقشبندؒ

اِس آبروئے حُسن پہ نازاں ہے بزمِ ناز
اُونچی ہے ہر کلاہ سے دستار نقشبندؒ

آسودگانِ فقر ہوئے ماسوا سے دور
دیکھی ہے دِل نے رونق بازار نقشبندؒ

دِل کیوں نہ ہو ہجوم کشاکش سے بے نیاز
مشکل کشا ہیں سیّدِ ابرار نقشبندؒ

تن کے روئیں روئیں سے نکلتی ہے یہ دُعا
قائم رہیں اَبد تلک آثار نقشبندؒ

سوئے حرم رواں ہے انیسِؔ شکستہ پا
وقتِ مدد ہے قافلہ سالار نقشبندؒ

☆

پروفیسر انیس احمد شیخ

Marfat.com

حضرت خواجہ سیّد محمد بہاء الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ

☆

نقشبند اسمِ "ھو" خواجہ بہاء الدین ہیں عارفوں کی آبرو خواجہ بہاء الدین ہیں
عکسِ حُسنِ ذات ہے فیضان اُن میں جلوہ گر سر بہ سر آئینہ رُو خواجہ بہاء الدین ہیں

☆ (پروفیسر فیض رسول فیضان)

حضرت خواجہ محمد نقشبندؒ (۱) قاسمِ رحمت، رفیق و درد مند
حضرت خواجہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ، خداوندِ قدوس کی رحمت کے تقسیم کرنے والے اور مہربان وہمدرد ہیں۔

پیشوائے و رہنمائے عارفاں (۲) نکتہ سنج و واقفِ رازِ نہاں
وہ عارفوں کے رہنما اور پیشوا ہیں اور راز کی باتیں جاننے والے ہیں۔

نورِ قلبِ مصطفیٰ برداشتہ (۳) بر قلوبِ مومناں انباشتہ
انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نور حاصل کر کے، مومنوں کے دلوں کو اس سے منور کیا۔

صد ہزاراں دل سیہ نفسِ اسیر (۴) از نگہ خواجہ شُدند بدرِ منیر
لاکھوں سیاہ اور دُنیادار دل، اُن کی ایک نظر کرم سے روشن اور منور ہو گئے۔

واقفِ رازِ شریعت ہم طریق (۵) دستگیرِ بیکساں مسکیں غریق
وہ شریعت اور طریقت کے راز سے خوب واقف ہیں اور گنہ گاروں اور بیکسوں کے مددگار ہیں۔

آں طریق از لطفِ حق آوردہ اند (۶) در لحہ صد سالہ رہ طے کردہ اند
یہ طریقہ نقشبندیہ اُن کو خداوند تعالیٰ (جل جلالہٗ) کے فضل و کرم سے عطاء ہوا ہے، اس طریقہ سے انہوں نے ہزاروں برس کا راستہ ایک لحہ میں طے کیا ہے۔

تا بہ کعبہ خاص ربِّ دو جہاں (۷) سالکاں را می برند از رہ نہاں
وہ پروردگار کی طرف، طالبانِ حق کو پوشیدہ راستوں سے لے جاتے ہیں۔

نورِ عرفان در قلوب اند اختند (۸) خیالِ ناقص از دلاں برداشتند
انہوں نے دلوں میں معرفت کا نور بھر دیا اور مومنوں کے دل برے خیالات سے پاک کر دیئے۔

از وجودِ شاں منور شُد جہاں (۹) مُلکِ روم و شام و چین و ہندوستاں
اُن کے وجودِ پاک سے ملک روم، شام، چین و ہندوستان بلکہ سارا جہان روشن ہو گیا۔

Marfat.com

صد ہزاراں قُطب و اَوتاد و نجیب (۱۰) صاحبِ ارشاد بودند و عجیب!
اُن کی وجہ سے لاکھوں اولیائے خدمت اور اولیائے ارشاد ہوئے۔

ایں ہمہ فضلِ خدا از بہرِ آں (۱۱) کردہ حق خالقِ زمین و آسماں
یہ سب کمالات خداوند تعالیٰ نے اُن کو اپنے فضل و کرم سے عطا فرمائے۔

یک توجہ خواجہ کافی می شود (۱۲) بہتر از صد چلّہ وجد و جہد
اُن کی ایک توجہ سَو چلّوں اور ریاضتوں سے بہتر ہے۔

روحِ اقدس خواجہ محبوبِ خدا (۱۳) می کند مجذوب و تابع مصطفیٰؐ!
اُن کی روحِ پاک خدا (جل جلالہٗ) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کھینچتی ہے۔

از زباں چوں خواجہ صادر شُد عیاں (۱۴) زندہ مُردہ، مُردہ زندہ شُد جواں
اُن کی زبان سے جو کچھ نکلا وہی ہو گیا، مُردہ زندہ ہو گیا اور زندہ مُردہ ہو گیا۔

حکم چوں زنبیل را فرمود آں (۱۵) بَر ہوا پَرواز کرد اُو آں زماں
جب اُنہوں نے زنبیل کو حکم دیا تو وہ ہوا پر اُڑنے لگا۔

چوں نباشد ذاتِ آں منبعِ کمال (۱۶) خاصہ احمدؐ و خاصہ ذوالجلال
اُن کی ذات سرچشمۂ کمال کیوں نہ ہو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے مقبول ہیں۔

راست گفتہ مولوئ معنوی (۱۷) واقفِ رازِ خدا، در مثنوی
مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ جو خداوند قدوس کے رازوں سے واقف ہیں، نے اپنی کتاب مثنوی شریف میں سچ کہا ہے۔

آں دُعا شیخ کہ نے چوں ہر دُعاست (۱۸) فانیست وگفتۂ گفتہ خداست
اُس بزرگ کی دُعا عام دُعاؤں کی طرح نہیں ہے، وہ فانی فی اللہ ہے اور اُس کا کہنا گویا خداوند تعالیٰ کا کہنا ہے۔

کے تو اند مدحِ خواجۂ نقشبندؒ (۱۹) وصفِ آں جن و ملک اِنساں کُند
بھلا مَیں خواجہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کیسے کرسکتا ہوں، جن کی تعریف جن و انسان اور فرشتے کیا کرتے ہیں۔

عرض ایں ست از خواجۂ نقشبندؒ (۲۰) بَر ہدایت کُن نظر، نقشے بہ بند
حضرت خواجہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے التجا ہے کہ خادم محمد ہدایت علی پر نظرِ کرم فرمایئے۔

Marfat.com

نقش آں خواہم کہ وقتے جاں رَود (۲۱) نے رود از دِل نہ شیطاں اُو بُرد
میں ایسا نقش چاہتا ہوں کہ مرتے وقت تک دِل سے نہ مٹے اور نہ اُس کو شیطان بھلا سکے۔

مَن سگ درگاہِ زِسگ ادنیٰ ترم (۲۲) بر سگِ خود کُن نگہِ لُطف وکرم
میں آپ کی بارگاہ کے کُتّے سے بھی حقیر ہوں۔ اس لئے اپنے اِس کُتّے پر بھی نظرِ لُطف وعنایت فرمایئے۔

آرزو دارم کہ دَر روزِ حساب! (۲۳) کفشِ خواجہؒ در بَرم مثلِ کتاب
میری یہ آرزو ہے کہ قیامت کے دن حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمہ کی نعلین مبارک کتاب کی طرح میری بغل میں ہوں۔

گر شود نعلینِ خواجہؒ در بَرم (۲۴) بے شُبہ از فضلِ حق جنت رَوم
اگر حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کی نعلین مبارک میری بغل میں ہوں تو یقیناً خداوند قدوس کی مہربانی سے جنت میں چلا جاؤں گا۔

اے خدا سامع دُعائے اِنس وجاں (۲۵) اے خدا صانعِ زمین وآسماں
اے جن وانسان کی دُعا سننے والے خدا جل جلالہٗ اور اے زمین وآسماں بنانے والے پروردگار،

ایں دُعارا استجب از فضلِ خویش (۲۶) از برائے جُملہ مقبولانِ خویش
اس دُعا کو اپنے فضل سے قبول فرما، اپنے تمام مقبول بندوں کے صدقے سے۔

☆ (حضرت شاہ محمد ہدایت علی جے پوریؒ)

سکّہ کہ در یثرب وبطحا زدند | نوبت آخر بہ بُخارا زَدند
از خطِ آں سکّہ نہ شُد بہرہ مند | جُز دِل بی نقش شہِ نقشبندؒ
تاج بہا برے دین او نہاد | قُفل ہَوا از درِ دین اُو کشاد

☆ (مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرّہٗ السامی)

یا شاہِ نقشبند نقشِ مرا بہ بند | نقشم چناں بہند کہ گویند نقشبند
یا حضرتِ شاہِ نقشبند بیں حال زارِ ما | رحمے بکن بحالتِ پُر اضطرارِ ما

شیاء للہ چوں گدائے مستمد
المدد خواہم زشاہِ نقشبند

☆

Marfat.com

حضرت خواجۂ مشکل کشا سیّد محمد بہاء الدین نقشبند قدس سرہٗ العزیز کی ولادت باسعادت ۷۲۸ھ/۱۳۲۸ء میں "قصرِ عارفاں" (بخارا سے پانچ کلومیٹر دور) ہوئی۔ والد گرامی کا اسمِ مبارک سیّد محمد البخاری تھا۔ آپ مادرزاد "ولی اللہ" تھے۔ پیدائش سے پہلے حضرت بابا محمد سماسی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی ولادت کی بشارت دی تھی۔ تولّد سے تیسرے روز آپ کے جدِّ امجد آپ کو حضرت بابا جی قدس سرہٗ العزیز کی خدمتِ اقدس میں لے گئے۔ حضرت بابا قدس سرہٗ العزیز نے آپ کو اپنی فرزندی میں قبول فرمایا اور اپنے خلیفۂ اعظم سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کی تربیت کے بارے میں عہد لیا۔

☆

بچپن ہی سے آثارِ ولائت اور انوارِ کرامت وہدایت آپ کی مبارک پیشانی سے آشکارا تھے۔ چنانچہ آپ کی والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا کا ارشاد ہے کہ:

> "میرا فرزند بہاء الدین چار سال ایک ماہ کا تھا۔ میرے پاس ایک گائے تھی جو حاملہ تھی۔ ایک روز میرے فرزند نے اُس کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ یہ گائے گوسالہ سفید پیشانی والا جنے گی۔ چنانچہ چند ماہ بعد قدرتِ حق تعالیٰ (جل جلالہٗ) سے اُس گائے نے ویسا ہی گوسالہ جنا۔ جنہوں نے میرے فرزند کی بات سُنی وہ حیران ہوئے اور حضرت بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ کے نفسِ مبارک کا اثر ثابت ہو گیا۔"

☆

آپ کو اگرچہ آدابِ طریقت کی ظاہری تعلیم حضرت سیّد امیر کلال قدس سرہٗ العزیز سے ہے، مگر حقیقت میں آپ "اویسی" ہیں، کیونکہ آپ کی تربیت حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت سے ہوئی ہے۔ چنانچہ آپ خود ارشاد فرماتے ہیں:

> "اوائلِ احوال اور غلبات، جذبات و بے قراری میں راتوں کو میں نواحیٔ بخارا میں پھرا کرتا تھا اور ہر مزار پر جاتا تھا۔ ایک رات میں تین مزاروں پر گیا۔ جس مزار پر پہنچتا، ایک چراغ ٹمٹماتا نظر آتا۔ چراغ میں پورا تیل اور بتی ہوتی مگر بتی کو ذرا اکسانے کی ضرورت تھی تاکہ تیل سے باہر آجائے اور بخوبی

Marfat.com

جلے۔ شروع رات میں خواجہ محمد واسع رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر پہنچا۔ وہاں اشارہ ہوا کہ حضرت خواجہ محمود فغنوی علیہ الرحمہ کے مزارِ اقدس پر جانا چاہئے۔ جب میں اُس مزار شریف پر پہنچا تو دو شخص آئے اور اُنہوں نے دو تلواریں میری کمر پر باندھیں اور گھوڑے پر سوار کر کے اُس کی باگ مزارِ مزداخن کی طرف پھیر دی۔ جب وہاں پہنچا تو فتیلہ اور چراغ اُسی حالت میں تھا۔ میں رو بقبلہ بیٹھ گیا اور اس توجہ میں غیبت طاری ہوگئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ قبلہ کی جانب سے دیوار شق ہوگئی ہے اور ایک بڑا تخت ظاہر ہوا، جس پر ایک نورانی صورت والا بزرگ بیٹھا ہوا ہے اور اُس کے آگے ایک سبز پردہ لٹکا ہوا ہے۔ اُس تخت کے گرد ایک جماعت حاضر ہے۔ میں نے اُس جماعت میں حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا اور جان گیا کہ یہ جماعت گزشتہ بزرگوں کی ہے، مگر دل میں خیال آیا کہ وہ بزرگ اس جماعت میں کون ہیں؟ دریں اثناء اس جماعت میں سے ایک بزرگ نے کہا کہ ''وہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی علیہ الرحمہ ہیں اور یہ جماعت والے بزرگ سب اُن کے خُلفاء ہیں۔ خُلفاء کے نام گن گن کر اُس نے ہر ایک کی طرف اشارہ کیا کہ یہ خواجہ احمد صدیق ہیں، یہ خواجہ اولیائے کلاں ہیں، یہ خواجہ عارف ریوگری، یہ خواجہ محمود الخیر فغنوی اور خواجہ علی رامیتنی ہیں۔ جب خواجہ محمد بابا سماسی تک پہنچا تو اشارہ کر کے کہا کہ اِن کو تم نے حالتِ حیات میں دیکھا ہے، یہ تیرے شیخ ہیں، انہوں نے تجھے کلاہ مرحمت کی ہے، کیا تو ان کو پہچانتا ہے؟ مَیں نے کہا، میں اِن کو پہچانتا ہوں۔ کلاہ کا قصہ بہت دنوں کا ہے، مجھے یاد نہیں رہا۔ اُس نے کہا کہ وہ کلاہ تیرے گھر میں ہے اور تجھے یہ کرامت عطا ہوئی ہے کہ جو ''بلا'' (دُکھ، تکلیف، رنج) اور مصیبت نازل ہو وہ تیری برکت سے

Marfat.com

دور ہو جائے گی۔ اُس وقت اُس جماعت نے کہا کہ کان لگا کر سُنو! حضرت خواجہ بزرگ خواجہ عبدالخالق غجدوانی، ارشادات وفرمودات سے نوازیں گے، جو تجھے راہِ حق کے سلوک میں کام آئیں گے اور مشعلِ راہ ہوں گے۔

☆

مَیں نے اُس جماعت سے درخواست کی کہ میں حضرت خواجہ کو سلام کرنا چاہتا ہوں۔ اُنہوں نے وہ پردہ آگے سے اُٹھا دیا اور میں نے حضرت خواجہ کے حضور سلام پیش کیا۔ حضرت اقدس نے سلام کا جواب دیا اور ارشادات فرمائے جو سلوک کے ابتداء، وسط اور انتہا سے تعلق رکھتے ہیں۔ اُن میں سے ایک یہ تھا کہ "جو چراغ تجھے اس حالت میں دکھائے گئے، تیرے لئے بشارت ہیں اور اس اَمر کی طرف اشارہ ہے کہ تجھ میں اس شے کی استعداد وقابلیت ہے مگر استعداد کی بتّی کو اکسانا چاہیے تاکہ روشن ہو جائے اور اسرار ظاہر ہوں اور قابلیت کے مطابق عمل کرنا چاہیے تاکہ مقصد حاصل ہو۔

☆

دوسرا ارشاد جس کی آپ نے تاکید فرمائی، یہ تھا کہ ہر حال میں جادۂ شریعت واستقامت پر قدم رکھنا چاہیے اور عزیمت وسُنّت پر عمل کرنا اور رُخصت وبدعت سے دور رہنا چاہیے اور ہمیشہ احادیث مصطفیٰ کریم علیہ التحیۃ والثناء کو اپنا پیشوا ورہنما بنانا اور اخبار حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آثارِ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تلاش وجستجو میں رہنا چاہیے۔

☆

اِن ارشاداتِ عالیہ کے ختم ہونے پر حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء نے مجھ سے کہا کہ

Marfat.com

تیرے حال کی صداقت کا شاہد ایک یہ ہے کہ تم مولانا شمس الدین ابکنوی علیہ الرحمہ کے پاس جا کر کہنا کہ فلاں تُرک نے ایک شخص "سقا" نام پر دعویٰ کیا ہے، حق اُس ترک کی طرف ہے اور تم "سقا" کی رعایت کرتے ہو۔ اگر سقا مدعی کی جانب کی حقیقت کا منکر ہو تو اُس سے کہنا کہ "اے سقائے تشنہ"! وہ اس بات کو جانتا ہے"۔

☆

دوسرا شاہد یہ ہے کہ سقا نے ایک عورت سے زنا کیا ہے، جب وہ حاملہ ہوگئی تو حمل کو اسقاط کر کے بچہ کو فلاں جگہ انگور کے نیچے دفن کر دیا ہے۔ پھر اُن خلفاء نے فرمایا کہ جب تم یہ پیغام مولانا شمس الدین کو پہنچا دو تو دوسرے روز صبح کے وقت فوراً تین عدد "مویز" (سوکھے ہوئے انگور، منقا) لینا اور ریگِ مُردہ کے راستے نسف کی طرف حضرت سیّد امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں روانہ ہو جانا۔ جب تو جنگل میں پہنچے گا تو ایک بوڑھا ملے گا، جو تجھے ایک گرم روٹی دے گا، وہ روٹی لے لینا مگر اُس سے بات نہ کرنا۔ آگے بڑھ کر تجھے ایک قافلہ ملے گا، قافلہ سے گزر کر ایک سوار آگے آئے گا، جسے تو نصیحت کرے گا اور وہ تیرے ہاتھ پر توبہ کرے گا۔ حضرت عزیزاں رحمۃ اللہ علیہ کی کلاہ جو تیرے پاس ہے، اُسے اپنے ساتھ حضرت سیّد امیر کلال قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں لے جانا۔

☆

بعد ازاں اُس جماعت نے مجھے ہلا دیا اور میں ہوش میں آ گیا۔ صبح کو میں فوراً اپنے مکان پر گیا اور متعلقین سے کلاہ کا قصہ دریافت کیا۔ انہوں نے بتایا کہ مدّت ہوئی وہ کلاہ فلاں جگہ رکھا تھا۔ جب میں نے حضرۃ عزیزاں علیہ الرحمہ کی کلاہ مبارک دیکھی تو میری حالت بہت دگرگوں ہوگئی اور مَیں بہت

Marfat.com

رویا۔ اُسی وقت ''ایکنہ'' پہنچا اور نماز فجر مولانا شمس الدین کی مسجد میں پڑھی۔ نماز سے فارغ ہو کر میں نے وہ قصہ بیان کیا۔ سقا حاضر تھا، وہ مدعی کے دعویٰ کا منکر ہو گیا۔ میں نے سقا سے کہا کہ تو سقائے تشنہ ہے، تجھے عالمِ معنی سے کوئی حصہ نہیں ہے۔ وہ خاموش ہو گیا۔ پھر میں نے کہا کہ میرا دوسرا گواہ یہ ہے کہ تو نے ایک عورت سے زنا کیا، وہ حاملہ ہو گئی اور تیرے حکم سے اسقاطِ حمل کیا گیا اور بچہ کو تو نے فلاں جگہ انگور کے نیچے دفن کیا۔ سقا نے اس سے بھی انکار کیا۔ مولانا اور مسجد کے لوگ اُس جگہ پہنچے اور تلاش کے بعد وہاں بچہ مدفون پایا۔ سقا نے معافی مانگی۔ مولانا اور مسجد کے لوگ رو پڑے اور عجیب حالات رونما ہوئے۔

☆

جب وہ دن گزر گیا تو میں دوسرے روز آفتاب طلوع ہونے پر تین عدد ''مویز'' لے کر ریگ مُردہ کے راستے نسف کی طرف روانہ ہونے لگا۔ جب مولانا کو میری روانگی کی خبر ہوئی تو مجھے بلایا اور مجھ پر بڑی عنایت کی اور فرمایا کہ تجھ میں دردِ طلب پیدا ہو گیا ہے۔ اِس درد کی دوا ہمارے پاس ہے، اگر تو ہمارے پاس ٹھہر جائے تو ہم تمہاری تربیت کریں گے۔ میں نے عرض کیا کہ میں دوسروں کا فرزند ہوں، اگر آپ پستانِ تربیت میرے منہ میں دیں تو مجھے لینا نہ چاہیے۔ یہ سُن کر مولانا خاموش ہو گئے اور مجھے اجازت دے دی۔ میں نے اُسی وقت کمر ہمت باندھی اور چل پڑا۔ جب جنگل میں پہنچا تو ایک بوڑھا مجھ سے ملا، جس نے مجھے ایک گرم روٹی دی۔ میں نے روٹی تو لے لی مگر اُس سے کوئی بات نہ کی۔ آگے بڑھ کر ایک قافلہ پر سے گزر ہوا۔ قافلہ والوں نے مجھ سے پوچھا کہ تو کہاں سے آ رہا ہے؟ میں نے کہا کہ ''ایکنہ'' سے۔ وہ بولے کہ وہاں سے تُو کب

Marfat.com

روانہ ہوا۔ میں نے کہا کہ طلوعِ آفتاب کے وقت۔ جب قافلہ والوں کی بات ہو رہی تھی تو چاشت کا وقت تھا، وہ حیران ہوئے کہ "ابکنہ" یہاں سے بارہ میل کا فاصلہ ہے۔ ہم اوّل شب وہاں سے روانہ ہوئے تھے اور تم طلوعِ آفتاب پر وہاں سے چلے اور یہاں ایک ساتھ ہی پہنچ گئے۔

عزم راسخ ہوتو دیتی ہے صدا خود منزل
حوصلہ ہوتو کوئی راہ بھی دشوار نہیں

☆

قافلہ والوں سے فارغ ہو کر آگے بڑھا تو وہ سوار ملا۔ میں نے سلام کیا۔ تو اُس نے کہا: تو کون ہے؟ میں تجھ سے ڈرتا ہوں"۔ میں نے کہا میں وہ ہوں، جس کے ہاتھ پر تجھے توبہ کرنی ہے۔ وہ جلدی سے گھوڑے سے اُترا، بہت گریہ زاری کی اور تائب ہوا۔ اس کے پاس بہت سی شراب تھی، جو اُس نے پھینک دی۔ اُس سے آگے بڑھ کر "نسف" کی حد میں پہنچا تو وہاں حضرت سیّد امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے۔ میں اُن کی زیارت سے مشرف ہوا اور حضرت عزیزاں (قدس سرہٗ العزیز) کی کلاہ مبارک اُن کی خدمت میں پیش کی۔ حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ ایک لحظہ تو خاموش رہے اور پھر ارشاد کیا کہ "یہ کُلاہ مبارک تو حضرت عزیزاں علیہ الرحمہ کی ہے"۔ میں نے عرض کیا، جی، حضور! اِس پر انہوں نے فرمایا کہ اس کے بارے میں اشارہ یوں ہے کہ "اس کو دو پردوں کے درمیان محفوظ رکھو"۔ مَیں نے قبول کیا اور کلاہ مبارک اُٹھالی۔

پھر حضرت امیر کلال علیہ الرحمہ نے مجھے تلقینِ ذکر کی اور بطریق خُفیہ نفی و اثبات میں مشغول کیا۔ میں ایک عرصہ تک اس سبق میں مشغول رہا، جیسا کہ واقعہ میں مامور تھا۔ میں نے عزیمت و استقامت پر عمل کیا اور ذکرِ جہر نہ کیا۔ چونکہ مجھے

Marfat.com

اخبار وآثار رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کی تفحص وجستجو کا حکم تھا، بدیں وجہ حضرات علمائے کرام کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا اور احادیث پڑھا کرتا تھا، آثار صحابہؓ معلوم کیا کرتا تھا۔ ہر ایک پر عمل کرتا اور اُس کا نتیجہ اپنے باطن میں مشاہدہ کرتا تھا"۔

☆

حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ اوائل احوال میں، ایک دفعہ نو ماہ تک دروازۂ فیض مجھ پر بند رہا، جس کی وجہ سے مَیں کمزور اور بے چین ہو گیا۔ میں نے چاہا کہ مخلوق کی خدمت وملازمت میں مشغول ومصروف ہو جاؤں۔ اس حال میں میرا گزر ایک مسجد پر ہوا، جس پر یہ شعر لکھا ہوا تھا۔

اے دوست بیا کہ ما تُرائیم　　بیگانہ مشو کہ آشنائیم

(اے دوست! آ کہ ہم تیرے ہیں، بیگانہ نہ بن کہ ہم تجھ سے آشنا ہیں)

جب میں نے یہ شعر پڑھا تو مجھ پر رقت طاری ہوگئی اور اللہ تعالیٰ سبحانہٗ کے فضل وکرم اور لُطف وعنایت سے وہ دروازہ مجھ پر کھل گیا۔

☆

آپ فرماتے ہیں کہ مبادی احوال مَیں مسجد زیورتوں میں ایک ستون کے پیچھے روبقبلہ بیٹھا تھا، ناگاہ غیبت وفناہ کا اثر ظاہر ہونے لگا اور مَیں رفتہ رفتہ بے خود ہو گیا اور اُسی وقت اور اُسی حالت میں ارشاد ہوا کہ ہوشیار ہو جاؤ! جو مطلوب ومقصود تمہارا تھا، وہ تمہیں مل گیا ہے۔ کچھ دیر کے بعد ہوش وحواس میں آ گیا۔ فرماتے ہیں کہ اس قصہ کے بعد ایک روز مَیں اُس باغ میں تھا، جس میں آپ کا مزارِ مقدس واقع ہے۔ متعلقین کی ایک جماعت میرے ساتھ تھی، ناگاہ عنایاتِ الٰہی (جل جلالہٗ) کے جذبات واکرام کا اثر ظاہر ہونے لگا۔ اضطراب وبے قراری پیدا ہوئی، مَیں اُٹھ کر روبقبلہ ہو گیا۔ اچانک غیبت واقع ہوئی اور غیبت فنائے حقیقی تک پہنچ گئی۔ مَیں اس فنا میں کیا دیکھتا ہوں کہ میری روح کو آسمانوں کے ملکوت سے آگے لے گئے اور اس مقام پر پہنچا کہ میری روح، ستارہ کی شکل میں نورِ بے نہایت کے دریا میں محو ونا پدید ہو گئی اور میرے قالب میں حیاتِ ظاہری کا کچھ نام ونشان نہ رہا۔ میرے گھر والے اور متعلقین اُس حالت میں گریہ زاری کرتے تھے، یہاں تک کہ میں آہستہ آہستہ وجودِ بشریت میں آ گیا۔ وہ غیبت وفناہ کم وبیش چھ گھنٹے

Marfat.com

رہی تھی۔

☆

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے خواجگانِ کرام، حضرت خواجہ محمود الخیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ کے وقت سے لے کر حضرت سیّد امیر کلال علیہ الرحمہ کے مقدس زمانے تک ذکر خفی کو ذکرِ جہری کے ساتھ جمع کیا کرتے تھے مگر شہنشاہِ مشکل کشا حضرت خواجہ محمد بہاء الدین نقشبند بخاری قدس سرہٗ العزیز ذکر خفی کیا کرتے تھے اور ذکرِ جہری سے پرہیز فرمایا کرتے تھے، جیسا کہ صفحاتِ گذشتہ میں بیان ہو چکا ہے۔ جب حضرت سیّد امیر کلال علیہ الرحمہ کے اصحاب و مریدین حلقہ میں ذکرِ جہری کرتے تو حضرت خواجہ نقشبند نور اللہ مرقدہٗ مجلسِ ذکر سے اُٹھ جایا کرتے۔ حضرت سیّد امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب کو یہ بات بہت ناگوار اور شاق گزرتی مگر خواجہ نقشبندؒ اپنے پیر و مرشد حضرت سیّد امیر کلالؒ کی خدمت و عزت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے اور ہمیشہ سرِ تسلیم خم کرتے اور حضرتؒ بھی روز بروز خواجہ نقشبندؒ کی طرف زیادہ توجہ والتفات فرماتے۔ یہاں تک کہ ایک روز تمام اصحاب نے حضرت سیّد امیر کلالؒ کی خدمت میں تنہائی میں شکایت کی مگر حضرت امیرؒ نے کوئی جواب نہ دیا۔ مگر بعد ازاں ایک دن حضرت امیر کلالؒ کے تمام اصحاب بتعداد پانچ صد، ''سوخار'' میں مسجد، جماعت خانہ اور دیگر مکانات کی تعمیر کے لئے جمع تھے اور ہر ایک کام میں لگا ہوا تھا۔ جب مٹی کا کام ختم ہو گیا تو آپ نے مجمع سے مخاطب ہو کر شکایت کرنے والوں سے فرمایا کہ:

''تم، میرے فرزند بہاء الدین نقشبندؒ کے حق میں بدگمانی کرتے ہو اور غلطی سے اُس کے بعض احوال کو قصور پر محمول کرتے ہو، تم لوگوں نے اُسے نہیں پہچانا۔ اللہ تعالیٰ عزوجل کی نظرِ خاص ہمیشہ اُس کے شاملِ حال ہے اور بندگانِ حق تعالیٰ سبحانہٗ کی نظر اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کی نظر کے تابع ہے۔ اُس کے حق میں مزید التفات کے بارے میں میرا کچھ اختیار نہیں''۔

☆

پھر حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ، جو اینٹیں اُٹھا کر لا رہے تھے، طلب کر کے ارشاد فرمایا:

''اے فرزند بہاء الدین! حضرت خواجہ بابا محمد سماسیؒ نے تمہارے حق میں جو وصیت فرمائی تھی، مَیں اُسے اپنی ہمت

Marfat.com

وبساط کے مطابق بجالایا۔ اُنہوں نے مجھے ارشاد کیا تھا کہ جس طرح میں نے تمہاری تربیت کی، بالکل اُسی طرح میرے فرزند بہاء الدین کی تربیت کرنا۔ مقامِ شکر ہے کہ میں نے ویسا ہی کیا۔ پھر اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا، مَیں نے یہ پستان تمہارے واسطے خشک کئے اور تمہاری روحانیت کا مُرغ، بشریّت کے بیضہ (انڈا) سے نکل آیا ہے اور تمہاری ہمت کا مُرغ بہت بلند واقع ہوا ہے۔ ترک وتاجیک یا جس جگہ سے بھی کوئی خوشبو تمہارے دماغ میں پہنچے، طلب کرو اور اپنی ہمت کے مطابق طلب میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرو"۔

☆

اس ارشاد کی تعمیل کے لئے حضرت خواجہ نقشبندؒ سات سال تک مولانا عارف دیک کرانیؒ کی خدمت میں رہے۔ (دیک کراں ایک گاؤں ہے جو بخارا سے ۲۷ میل دور واقع ہے۔ مولانا عارف کا مزار مبارک گاؤں سے باہر قصبہ ہزارہ کو جانے والے راستہ پر واقع ہے۔ قصوری) اور اُن کی متابعت، تعظیم اور آداب بجالاتے رہے۔ چنانچہ وضو کے وقت نہر کے کنارے جب مولانا تشریف فرما ہوتے تو خواجہ نقشبندؒ نیچے کی طرف بیٹھ کر وضو کرتے اور چلتے وقت مولانا کے قدم پر قدم نہ رکھتے۔ بعد ازاں قُثم شیخ کی خدمت میں دو تین مہینے رہے۔ جب پہلی بار شیخ کی خدمت میں پہنچے تو شیخ اُس وقت خربوزہ کھا رہے تھے۔ شیخ نے چھلکا آپ کی طرف پھینک دیا، جسے آپ نے بطور تبرک کھالیا۔ اسی مجلس میں دو تین بار ایسا ہی وقوع پذیر ہوا۔ دریں اثناء شیخ کے خادم نے آکر اطلاع دی کہ تین اونٹ اور چار گھوڑے گم ہو گئے ہیں۔ شیخ نے حضرت خواجہ نقشبندؒ کی طرف اشارہ کیا۔ حضرت خواجہ مراقب ہو کر متوجہ ہو گئے۔ نمازِ مغرب کے بعد خادم نے اطلاع دی کہ اونٹ اور گھوڑے خود بخود آگئے ہیں۔

اولیاء راہست قدرت از اِلٰہ
تیرِ جستہ باز گرداند زِ قضا

☆

اس کے بعد حضرت خواجہ نقشبندؒ بارہ سال تک حضرت اُتاؒ کی خدمت میں رہے۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں کہ:

Marfat.com

''اوائل حال میں ایک روز مَیں نے خواب دیکھا کہ حضرت حکیم اَتا قدس سرہٗ العزیز، جو کہ اکابر مشائخ تُرک میں سے تھے، مجھ سے ایک درویش کی سفارش فرماتے ہیں۔ جب میں بیدار ہوا تو اُس درویش کی صورت میرے ذہن میں تھی۔ مَیں نے اپنی دادی جان جو بڑی صالحہ، عابدہ اور زاہدہ تھیں، سے اس خواب کا ذکر کیا۔ اُنہوں نے فرمایا کہ بیٹا! تجھے مشائخ تُرک سے کچھ فیض پہنچے گا۔ میں ہمیشہ اُس درویش کی ملاقات کا طالب رہا۔ ایک روز بخارا کے بازار میں اُس سے میری ملاقات ہوگئی۔ اُس کا نام ''خلیل اَتا'' تھا۔ اُس وقت تو اس کی صحبت میسر نہ ہوئی۔ جب میں گھر پہنچا تو شام کے وقت ایک قاصد آیا کہ درویش خلیل آپ کو یاد کرتے ہیں۔ میں نے کچھ تحفہ لیا اور بڑے نیاز وشوق سے اُن کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔ مَیں نے چاہا کہ وہ خواب اُن سے بیان کروں مگر اُنہوں نے خود تُرکی زبان میں مجھ سے فرمایا کہ جو کچھ تمہارے دِل میں ہے، وہ ہمارے سامنے عیاں ہے، بیان کی ضرورت نہیں۔ یہ سُن کر میرا حال دگرگوں ہوگیا، اور میرا میلانِ خاطر اُن کی طرف زیادہ ہوگیا۔ اُن کی صحبت میں عجیب حالات دیکھنے میں آتے تھے۔ اتفاقاً کچھ مدت بعد اُن کو ماوراء النہر کی بادشاہی مل گئی۔ ایک دفعہ ایامِ سلطنت مَیں ایک کام کے لئے اُن کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اُنہوں نے مجھے اپنی ملازمت وخدمت کی عزت بخشی۔ بادشاہت کے زمانے میں بھی اُن سے بڑے بڑے حالات ظہور میں آتے اور میرا میلانِ خاطر اُن کی طرف اور زیادہ ہوتا گیا۔ وہ مجھ پر بڑی شفقت فرماتے تھے اور کبھی مہربانی اور کبھی غصہ سے مجھے آدابِ خدمت سکھاتے ،جس سے مجھے بہت فائدے پہنچتے۔ اُن آداب کی تعلیم اس راہ کی سیر وسلوک میں بہت کارآمد ثابت ہوئی۔ مَیں اُن کے عہد

Marfat.com

سلطنت میں چھ سال اس طریقہ سے اُن کی خدمت میں رہا کہ مجلسِ عام میں آدابِ سلطنت بجالاتا اور تنہائی میں اُن کا محرم خاص تھا۔ اپنے خواصِ بارگاہ کے سامنے وہ اکثر یوں فرمایا کرتے کہ "جو شخص اللہ تعالیٰ عزوجل کی رضا جوئی کے لئے میری خدمت کرے گا وہ خلق میں بزرگ ہو جائے گا"۔ مجھے معلوم تھا کہ اُن کا مقصود کون اور کیا ہے؟ اس سے اُن کا اشارہ اس امر کی طرف تھا کہ بادشاہوں کا اعزاز و اکرام اُن کی عظمت کی وجہ سے نہ کرنا چاہئے بلکہ اس واسطے کرنا چاہئے کہ خداوند تعالیٰ جل جلالہٗ نے اُن کو اپنے جلال و بزرگی کا مظہر بنایا ہے۔ کچھ مدت بعد جب اُن کی سلطنت کو زوال آیا تو ایک دم میں وہ خدم وحشم و ملک اُڑتی ہوئی خاک ہو گئے۔ یہ دیکھ کر دُنیا کا ہر کام، ہر چیز میری نظروں میں ہیچ ہو گئی میں بخارا چلا آیا اور زیورتوں جو بخارا کے نواح میں ایک گاؤں ہے، ساکن ہو گیا"۔

☆

حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ منازل و مقامات کے طے کرنے میں حضرت حسین بن منصور حلاج کی صفت دو مرتبہ میرے وجود میں ظاہر ہوئی۔ نزدیک تھا کہ وہ آواز جو اُن سے ظہور میں آئی تھی، مجھ سے بھی ظاہر ہو جائے، میں دونوں دفعہ اپنے آپ کو اُس سولی کے نیچے لے گیا اور کہا کہ:

"تیری جگہ یہی سولی ہے"۔

مگر عنایت الٰہی سے میں اُس مشکل مقام کو عبور کر گیا۔

☆

فرمایا کہ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ کی روحانیت کا اثر علائق ظاہری و باطنی سے تجردِ کلی اور انقطاع تمام ہے اور امام محمد علی حکیم ترمذی علیہ الرحمہ کی روحانیت کا اثر بے صفتی محض ہے۔

☆

فرمایا کہ میں نے سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی، شیخ جنید بغدادی، شیخ شبلی اور

Marfat.com

ابن منصور حلاّج رحمۃ اللہ علیہم کے مقامات کی سیر کی۔ جہاں وہ پہنچے تھے، میں بھی وہاں پہنچا۔ یہاں تک کہ صفاتِ انبیاءؑ کی سیر میں ایسی جگہ پہنچا کہ جس سے بڑی کوئی بارگاہ نہ تھی۔ میں نے جان لیا کہ یہ بارگاہِ محمدیؐ ہے، علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ سلطان العارفین حضرت بایزید بُسطامی رحمۃ اللہ علیہ جب اس بارگاہ تک پہنچے تو اُنہوں نے چاہا کہ سیر کرنے میں حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مماثلت کریں لیکن اُن کو روک دیا گیا۔ مگر مَیں نے ایسی گستاخی نہ کی بلکہ نیاز و تعظیم حضور سیّدنا ومولانا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے آستانہ اقدس پر کیا۔

☆

فرمایا کہ غلباتِ طلب میں ایک روز میں بخارا سے نسف کی طرف جا رہا تھا تو راستے میں ایک سوار سے ملا۔ وہ چرواہوں کی طرح ایک بڑی لکڑی ہاتھ میں لئے اور نمدہ پہنے میرے پاس آیا اور اُس لکڑی سے مجھے مارا، اور تُرکی زبان میں کہا کہ کیا تو نے گھوڑے دیکھے ہیں؟ مَیں نے اس سے کوئی بات نہ کی۔ اُس نے کئی بار میرا راستہ روکا اور لکڑی ماری۔ مَیں نے اُس سے کہا کہ میں آپ کو پہچانتا ہوں۔ وہ کافی دیر تک میرے پیچھے آیا اور مجھ سے کہا کہ آؤ کچھ بات چیت کریں مگر مَیں نے توجہ نہ کی۔ جب میں اپنے وَلیٔ نعمت حضرت سیّد امیر کلال قدس سرہٗ العزیز کے قدموں میں حاضر ہوا تو اُنہوں نے ارشاد کیا کہ:

''تم نے حضرت خضر علیہ السّلام کی طرف توجہ نہیں کی''۔

میں نے عرض کیا کہ ہاں۔ میں آپ کی محبت میں اس قدر مستغرق تھا، اس لئے اُدھر متوجہ نہ ہو سکا

ہم تو محبت میں بھی توحید کے قائل ہیں فراز
اک شخص کو ساری عمر محبوب بنائے رکھا

☆

حضرت خواجہ علاء الدین عطار قدس سرہٗ العزیز کا ارشاد ہے کہ ہمارے مُرشد کریم حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی نظرِ لطف وکرم کی برکتوں سے طالبوں کا یہ حال تھا کہ قدم اوّل میں سب کے سب مراقبہ کی سعادت سے مشرف ہو جایا کرتے تھے۔ جب نظرِ عنایت زیادہ ہوتی تو درجۂ عدم کو پہنچ جاتے۔ جب اس سے بھی زیادہ نظرِ عنایت ہوتی تو مقامِ فنا کو پہنچ جاتے اور فانی از خود اور باقی بحق ہو جاتے۔ اس حال میں حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ یوں فرماتے ہیں کہ ہم تو دولتِ وصال کے واسطہ ہیں، ہم سے منقطع ہو کر مقصودِ حقیقی سے ملنا چاہئے اور اربابِ تکمیل وایصال کا طریقہ یہ ہے کہ اس راستے کے بچوں کو طریقت کے گہوارے میں لٹاتے ہیں اور تربیت

Marfat.com

کے پستان سے دودھ پلاتے ہیں، یہاں تک کہ حدِ فصال کو پہنچ جاتے ہیں۔اس کے بعد اُن کا دودھ چھڑاتے ہیں اور بارگاہِ احدیّت کا محرم بناتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ عزوجل سے بلاواسطہ فیض حاصل کرسکیں۔

حضرت خواجہ نقشبند نور اللہ مرقدہٗ "فقیر" تھے اور ہمیشہ "فقر" کی تائید فرمایا کرتے تھے۔فرماتے تھے کہ ہم نے جو کچھ پایا ہے، محبتِ فقر ہی میں پایا ہے۔آپ کے دولت خانہ میں موسم سرما میں خاشاک مسجد ہوا کرتا تھا اور گرما میں پرانا بوریا۔ہر چیز بالخصوص طعام میں حلال کی رعایت اور شبہات سے اجتناب میں نہایت احتیاط فرماتے تھے۔اپنی مجلس میں ہمیشہ اس حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان فرمایا کرتے تھے:

"عبادت کے دس اجزاء ہیں، جن میں سے نو طلب حلال ہیں اور اُن میں سے ایک باقی عبادات ہیں۔

☆

کمالِ فقر کے باجود آپ رحمۃ اللہ علیہ میں ایثار اعلیٰ درجہ کا تھا۔جو شخص آپ کی خدمت میں ہدیہ لاتا، اتباعِ سُنّت کے طور پر آپ اُسی قدر یا زیادہ اُس کے ساتھ احسان کرتے۔اگر کوئی دوست یا مہمان آپ کے درِ دولت پر حاضری دیتا تو پُر تکلف کھانا کھلاتے۔آپ کی بسر اوقات، زراعت سے تھی۔ہر سال کچھ "جَو" اور کچھ "ماش" کاشت کرتے، تیاری زمین، انتخابِ بیج اور بیلوں سے کام لینے میں بڑی احتیاط فرماتے۔اکابر علماؤ مشائخ جو حاضر خدمت ہوتے، آپ کا طعام بطور تبرک کھاتے تھے۔آپ کا کوئی مکان ملکیتی نہ تھا، بطور رعایت رہا کرتے۔آپ کے ہاں کوئی خادم یا خادمہ نہ تھی۔جب وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا:

"بندگی با خواجگی راست نمی آئد"۔

☆

آپ فرماتے تھے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ:

"حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مبارک حُجروں میں "جو کا آٹا"، چھلنی سے نہ چھانا جاتا تھا"۔صحیح بخاری، کتاب الاطعمہ)

اس لئے چند روز ہمارے گھر میں جو کا آٹا بغیر چھانے پکتا رہا۔تمام متعلقین و فرزندان بیمار ہوگئے۔مجھے معلوم ہوا کہ اس کا باعث یہ تھا کہ اہل بیت رسالتؐ کے ساتھ بے ادبی کی گئی ہے

Marfat.com

کیونکہ اس کھانے میں صورتِ مساوات کی تشبیہ پیدا ہوگئی ہے۔ بے شک متابعت میں بہت کوشش کرنی چاہئے مگر حقیقت میں اپنے آپ کو ہر امر میں قصوروار خیال کرنا چاہئے۔ بعدازاں جو کا آٹا نہ پکایا گیا۔ تمام اہل خانہ تندرست ہوگئے۔

انہیں کے فیض سے بازارِ عقل روشن ہے
جو گاہ گاہ جنون اختیار کرتے ہیں

☆

حضرت خواجہ اکثر وبیشتر کھانا پکاتے اور دستر خوان کی خدمت خود انجام دیتے تھے۔ درویشوں کو بالخصوص طعام کھانے کے وقت شعور وتمیز اور حاضری کی پابندی اور نگہداشت کا حکم دیتے اور تاکید فرماتے۔ اگرچہ دستر خوان پر بڑا اجتماع ہوتا، مگر جب اُن میں کوئی غفلت سے لقمہ کھاتا تو آپ از راہِ لطف وکرم اُسے آگاہ فرماتے اور لقمہ کھانے نہ دیتے۔ اگر کھانا غصہ اور کراہت سے پکا ہوتا تو آپ اُسے نہ کھاتے اور نہ ہی درویشوں کو کھانے دیتے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ ''غدیوت'' میں جلوہ افروز تھے۔ ایک درویش آپ کی خدمت میں کھانا لایا۔ آپ نے فرمایا کہ ہمیں یہ کھانا نہ چاہئے کیونکہ غصہ کی حالت میں پکایا گیا ہے۔ آٹا چھاننے، خمیر کرنے اور پکانے کے وقت کسی میں غصہ رہا ہے۔

☆

ایک دن ایک شخص نے مچھلی پکا کر آپ کی خدمت میں پیش کی۔ اس وقت درویشوں کی ایک جماعت بھی موجود تھی، جن میں ایک جوان عابد وزاہد وروزہ دار تھا۔ آپ نے فرمایا کہ آؤ، ہمارے ساتھ شریک ہو جاؤ۔ اُس نے انکار کیا۔ تین بار فرمایا لیکن وہ انکار کرتا رہا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو کہ دور افتادہ ہے۔ بالآخر وہ جوان بوجہ بے ادبی سخت ذلیل وخوار ہو کر مرا۔ لسان الغیب حضرت حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے کیسی خوبصورت بات کہی ہے۔

بے سجادہ رنگیں کن گرت پیرِ مغاں گوئد
کہ سالک بے خبر نبود زِ راہ ورسمِ منزلہا

کسی پنجابی شاعر نے اس شعر کا کیا عارفانہ ترجمہ کیا ہے۔

وچ شرابیں رنگ مصلیٰ جویں ہادی فرماوے
کہ سالک واقف راہ ورسم تھیں پل وچ پار لنگھاوے

ایک اور جگہ حافظِ شیراز رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔

Marfat.com

اے دِل آنجا بادب باش کہ سلطانیٔ مُلک
ہمہ از بندگی خدمتِ درویشاں است

(اے مخاطب! عارفانِ باللہ کے حضور نہایت ہی ادب کا لحاظ رکھ، کیونکہ ملکوں کی بادشاہت اِن حضرات کی خدمت اور بندگی سے حاصل کی جا سکتی ہے۔)

کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں کہ:

جہاں پہنچے زمیں کو آسماں سے کر دیا اونچا — جہاں ٹھہرے درودیوار کا نقشہ بدل آئے
سمندر میں بھی اُن کے دوڑ کی راہیں نکل آئیں — پہاڑوں پر بھی اُن کے فیض کے چشمے اُبل آئے

☆

روایت ہے کہ ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں "ہریسہ" (ایک قسم کا کھانا جو گندم کے آٹے، گوشت کی یخنی اور دودھ سے پکاتے ہیں) پیش کیا گیا۔ آپ نے تناول فرمایا۔ اتنے میں ایک درویش حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے فرمایا، آؤ، کھاؤ! اُس نے نفلی روزہ رکھا تھا، عذر کیا۔ آپ نے فرمایا:

"ہم کو اِس راہ میں فضل سے لایا گیا اور ہمارا وظیفہ فرض واجب اور سُنّت ہے۔ بے متابعت درویش کو ہمارے ساتھ کوئی نسبت نہیں ہے"۔

جگر مرادآبادی علیہ الرحمہ نے کیسی کہی ہے۔

اللہ اگر توفیق نہ دے انسان کے بس کا کام نہیں
وجدانِ محبت عام سہی ، عرفانِ محبت عام نہیں
آتا ہے جو بزمِ جاناں میں ، پندارِ خودی کو توڑ کے آ
اے ہوش و خرد کے دیوانے، یاں ہوش و خرد کا کام نہیں

☆

حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ کو حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس قدر مناسبتِ تامہ ہے کہ عارف جامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں۔

سکّہ کہ در یثرب وبطحا زدند
نوبت آخر بہ بخارا زدند

☆

Marfat.com

حضرت خواجہ" کا ارشاد ہے کہ "مجھے غائبانہ طریق سے کہا گیا کہ تو کس طرز اور روش سے آنا چاہتا ہے"؟ میں نے عرض کیا کہ "اس روش سے کہ جو میں چاہوں"۔ پھر ندا آئی کہ "جو ہم چاہیں گے کرنا وہ ہوگا"۔ میں نے کہا کہ یہ مجھ میں طاقت نہیں کہ آپ جو فرماؤ، بجالا سکوں۔ اگر میری حسب منشاء ہوتا رہا تو قدم اس راہ پر رکھ سکتا ہوں ورنہ مجھ میں وہ طاقت نہیں"۔

اس گفتگو کے بعد پندرہ روز تک کچھ جواب نہ آیا۔ آخر کار حکم آیا:

"اچھا، آؤ! جیسا تم چاہو گے ویسا ہی ہوگا"۔

پھر آپ نے فرمایا:

"ہر کہ در سلسلۂ ما قدم نہد تا بمقصود نرسد از دنیا نرود، و ہر کہ از سلسلۂ ما روئے تابد از دُنیا بے ایمان رود"۔

"یعنی جو کوئی ہمارے سلسلہ میں قدم رکھے گا، جب تک مقصد کو نہیں پہنچے گا، اس دُنیا سے نہیں جائے گا، اور جو کوئی ہمارے سلسلہ سے تحقیراً اور تخفیفاً منہ پھیر لے، وہ دُنیا سے ایمان کے بغیر ہی جائے گا"۔ سبحان اللہ! اس ارشاد گرامی سے ثابت ہو گیا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ عزوجل نے محبوبیت و معشوقیت کا درجہ عطاء کیا ہے اور جو لوگ "طریقہ نقشبندیہ" سے سرکش اور رُوگرداں ہیں اور اس طریقہ کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں، وہ "مرتد" اور "منافق ابدی" ہیں۔ چنانچہ خود حضرت خواجہ نقشبند قدس سرّہ العزیز فرماتے ہیں:

امروز منم بزور بازو مغرور   پُر زوریٔ من بہ کُل عالم مشہور
من ہچو مردم عدو چوں افعی   کز دیدن من دیدۂ او گردد کور

ترجمہ: حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کا اس رباعی میں ارشاد ہے کہ:

"آج مَیں ہوں جو اپنے درجاتِ عالیہ کے ماتحت اپنے بازو پر فخر و ناز کر سکتا ہوں، میری شہ زوری تمام جہاں میں مشہور ہے، تمام اولیائے زمانہ آج میرے ہی زورِ بازو کے ماتحت ہیں۔

میں آنکھ کی پُتلی ہوں اور میرا دشمن سانپ کی مانند ہے، اللہ تعالیٰ عزوجل کے فضل و کرم اور لُطف و عطا سے دشمن مجھے نقصان نہیں پہنچا سکتا، کیونکہ جس وقت وہ میری شہ زوری، اعلیٰ درجات اور نورانی تجلیات کو دیکھتا ہے، تو اُس کی آنکھیں اندھی

Marfat.com

ہو جاتی ہیں اور وہ بغض وحسد کی آگ میں جل جاتا ہے''۔

دیگر

من صرفہ گنم کہ برزخم اعدازد — مشتِ خاشاک بطمع بردر پازد
ماتیغ برہنہ ایم دردستِ قضا — شُد کُشتہ ہر آنکہ خویش رابرما زد

ترجمہ: ''میں اس بات کا افسوس اور دُکھ کرتا ہوں کہ میرا کوئی دُشمن میرے منہ پر کوئی چیز مارے، مٹھی بھر خاک اپنے پاؤں کے نیچے سے میرے منہ پر مارے۔ مگر یہ حقیقت اُس دشمن کو یاد رہے کہ ہم درویش لوگ تیغ برہنہ ہیں، جس کو ماریں وہ مقتول ہو جاتا ہے اور جو اپنے آپ کو ہم پر مارے وہ بھی کشتہ (قتل) ہو جاتا ہے۔ یعنی جو ہم سے ٹکرائے گا، پاش پاش ہو جائے گا۔

ہم درویش لوگ ہیں، ہم کو دُنیا سے کوئی غرض نہیں ہے لیکن اگر کوئی دُنیا پرست ہمیں ستائے گا تو مجھے افسوس اور دُکھ ہوگا کہ وہ نقصان اُٹھائے گا اور تباہ و برباد ہو جائے گا، ذلیل وخوار ہو جائے گا، اُسے کہیں بھی پناہ نہیں ملے گی''۔

سُنا دو یہ خاشاکِ باطل سے جاکر
سنبھل جائیں میں آگ برسا رہا ہوں

☆

حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ ارشاد کرتے ہیں کہ جن ایام میں مجھے کششِ عشق میں خداوند تعالیٰ جل شانہٗ نے سخت مضطرب کر رکھا تھا، میں حضرت سیّد امیر کلالؒ کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک دن اچانک حضرت امیر کلالؒ نے فرمایا کہ:

''چونکہ تم مجھے نہیں چاہتے لہذا یہاں سے چلے جاؤ''۔

آپ پر یہ بات بہت ناگوار گزری اور چل دیئے۔ راستے میں خیال آیا کہ حضرت امیرؒ کے ایک بار ایسا کہنے سے کیوں چلا جاؤں؟ واپس آگئے۔ حضرت امیرؒ نے فرمایا:

''تیرا یہاں کوئی کام نہیں، کوئی دوسرا دروازہ تلاش کر''۔

آپ نے کہا، اب جاتا ہوں اور پھر نہ پلٹ کر آؤں گا''۔ چنانچہ چل دیئے اور شہر بخارا میں آگئے۔ ایک قمار خانے کے پاس سے گزرے تو دیکھا کہ دو قمار باز کھیل رہے ہیں۔ ایک سب کچھ ہار چکا

Marfat.com

تھا لیکن پھر بھی دوسرے سے قرض مانگتا اور کھیل جاری رکھنے پر اصرار کر رہا تھا۔ دوسرے نے کہا: ''اب چلے جاؤ، تمہارے پاس کھیلنے کے لئے اب رہ ہی کیا گیا ہے''؟ اُس نے کہا: اَب جان کی بازی لگاؤں گا۔

اے دادہ رُخِ تُو ماہِ زیبائی خاکِ قدمِ تُو دیدہ را بینائی
در خدمتِ توجان و دِل و دیدہ وتن می در بازم اگر قبول فرمائی

کسی اُردو شاعر نے بھی اس مضمون کو اپنے انداز میں باندھا ہے۔

قتل کردو یا خطائیں بخش دو
لو کھڑے ہیں ہاتھ باندھے تمہارے سامنے

☆

آپؒ یہ جواب سُن کر بے قرار ہو گئے اور ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپنے لگے۔ اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہنے لگے:

''بہاءالدین! تم قمار باز سے بھی گئے گزرے ہو، تم اتنی جلدی کیوں میدان چھوڑ گئے، تم فوراً حضرت امیرؒ کے آستانے پر لوٹ جاؤ''۔

تا جان دارم درغمت آویزم تا اشک بود بر سرِ کُویت ریزم
چوں صبح قیامت بردمد باعشقت از خاکِ دَرت نعرہ زناں برخیزم

(اے میرے محبوب! جب تک میری جان میں جان ہے، تیرے غم میں گھلتا رہوں گا اور جب تک میری آنکھوں سے اشک جاری رہیں گے، اپنا سر تیرے کوچے میں جھکاتا رہوں گا۔ جب صبحِ قیامت نمودار ہو گی تو تیرے عشق میں تیرے دروازے سے نعرہ مارتے ہوئے اُٹھوں گا''۔)

☆

چنانچہ آپ واپس لوٹ آئے۔ آپ کا معمول تھا کہ حضرت امیر رحمۃ اللہ علیہ کے وضو اور طہارت کے لئے پانی کا اہتمام فرماتے تھے۔ آپ اُسی طرح پانی کا آفتابہ (لوٹا) بغل میں لئے آئے اور رات کو وہاں پہنچے۔ رات بے حد سرد تھی اور برف گر رہی تھی۔ آپ پانی لئے دروازہ میں پڑے رہے اور برف گرتے گرتے آپ کا سارا جسم برف میں ڈوب گیا۔

علی الصبح جب حضرت امیر کلالؒ نمازِ تہجد کے لئے اُٹھے اور باہر تشریف لائے تو اُن کا مبارک پاؤں آپ کے سر پر پڑا۔ حضرت امیر رحمۃ اللہ علیہ نے بکمال شفقت ومحبت تمام برف

Marfat.com

اور خس وخاشاک کو دُور کر کے آپ کے سر کو اُٹھایا اور فرمایا:

"بیٹے، بہاء الدین! اُٹھ جا کہ جس طرح ہمارا قدم تمہارے سر پر پڑا ہے، اسی طرح تمہارا قدم لوگوں کی بڑی تعداد پر آئے گا۔ اور یہ خلعتِ سعادت تیرے ہی قد مبارک کو موزوں تھا"۔

پھر نظرِ عنایت فرمائی اور آپ درجۂ کمال کو پہنچ گئے۔

ے
ہزار عمر فدائے دے کہ من از شوق
بخاک وخون تپم وگوئی از برائے من است

نجانے کیوں مجھے یہ الفاظ لکھتے ہوئے جگر مراد آبادی یاد آ گئے:

اُن کا حریم ناز کہاں اور ہم کہاں نقش و نگار دیوار و در دیکھتے رہے
ہر لحظہ شانِ حُسن بدلتی رہی جگر ہر آن ہم جہانِ دگر دیکھتے رہے

☆

آپ کا جامہ اونی، عمامہ سفید، پاپوش پرانا اور کبھی کلاہ بھی پہنا کرتے، درویشوں کی نہایت تعظیم کرتے۔ ہر ایک دوست کے ساتھ تواضع کے ساتھ پیش آتے۔ آپ "قطبِ عالم" تھے۔ اکثر فرمایا کرتے تھے:

"طریقہ ما از نوادر است وعروہ الوثقی است۔ ما از فضل آوردہ اند۔ دریں طریقہ باندک عمل فتوح بسیار است، لہٰذا رعایتِ سُنّت بزرگ تر است"۔

(ہمارا طریقہ نوادر میں سے ہے اور بہت ہی مضبوط طریقہ ہے۔ ہم فضل سے لائے گئے ہیں۔ اس طریقہ میں تھوڑے عمل سے بہت فتوحات حاصل ہوتی ہیں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت مبارک کی رعایت بہت ضروری ہے۔)

☆

کسی نے آپ کی خدمت عالیہ میں عرض کیا کہ آپ کو کہاں اور کس طرح حاصل کروں؟ فرمایا: "اتباعِ سُنّت"۔ اور فرمایا:

(۱) جو شخص میرے طریقہ سے منہ پھیرے، اُس کو دینی خطرہ ہے۔

Marfat.com

(۲) میرا مرید خواہ دور ہو یا نزدیک مجھے ہر روز اُس کی خبر اور اطلاع ہے"۔

فرماتے تھے کہ:

"آئینۂ ہر یک مشائخ را دو جہت است و آئینۂ ما را شش جہت است"۔

ترجمہ: (ہر ایک مشائخ کے آئینہ کی دو جہتیں ہیں جبکہ ہمارے آئینہ کی چھ جہتیں ہیں۔)

اور اپنے مخلصین سے فرمایا کرتے:

"ہر گاہ کُرا مُہمے پیش آید توجہ بما نمائے"۔

(ترجمہ: (جہاں کہیں تم لوگوں کو کوئی مُہم، مُشکل اور پریشانی پیش آئے، ہماری طرف توجہ کرو۔)

☆

آپ کو مریدوں کی سخت غیرت ہے۔ جو شخص "طریقہ عالیہ نقشبندیہ" کا مخالف ہو، وہ فوراً افتادہ و برباد ہو جاتا ہے۔ چنانچہ آپ کی مندرجہ ذیل تین رُباعیاں اس بات پر شاہد عادل ہیں۔

(۱)

رَو در صفِ دوستانِ ما باش و مترس   خاکِ رہِ آستانِ ما باش و مترس
گر جملہ جہاں قصدِ وجودِ تو کنند   دِل فارغ دار ازاں، باما باش و مترس

ترجمہ: (میرے دوستوں کی صف شامل ہو جاؤ اور کسی سے بھی خوف نہ رکھو، میرے آستانہ عالیہ کے راستہ کی خاک بن جاؤ اور کسی سے خوف مت کھاؤ۔

اگر تمام جہان تمہارے وجود کو فناہ کرنے کا ارادہ کرے تو بھی تم دل کو اُن کے خوف سے فارغ رکھو، کیونکہ تم میرے ہو، کسی اور کا خوف نہ کرو)۔

(۲)

درویشانیم نشستہ برکوہ و درّہ   کانجا کہ پلنگ و شیرو اژدر گذرہ
پیرانِ قوی داریم و مردانِ برّہ   ہرکس کہ بما کج نگرد جاں نبرہ

ترجمہ: (ہم دریش لوگ ہیں، پہاڑ اور درّہ کے سر پر بیٹھے ہوئے ہیں، جہاں پر کہ شیر، چیتے اور اژدھا رہائش رکھتے ہیں۔ ہمارے پیران (خواجگانِ عظام) بڑے زبردست اور طاقت ور ہیں اور مردانِ جوانمردان (طالبانِ مولیٰ) بالکل صاف اور خالص ہیں۔ اس لئے جو آدمی اور جو کوئی بھی ہماری طرف ٹیڑھی آنکھ سے دیکھے گا، اُس کی جان سلامت نہ ہوگی)۔

Marfat.com

(۴)

من دوش دُعا کردم وبادآمینا تا بہ شود آں دوچشم بادآمینا
گرچشمِ ترا چشم بداندیش رسید درچشمِ بد اندیشم باد آمینا

ترجمہ: (مَیں نے کل دُعا کی کہ اے مولا کریم! (جل جلالہٗ وشانہٗ) وہ دونوں آنکھیں تندرست ہوجائیں ...... اے میرے مولا کریم! (عزوجل وسبحانہٗ) ایسا ہی کر۔ اگر تمہاری آنکھ کو دشمن کی آنکھ سے کوئی صدمہ پہنچا ہے تو وہ نظر لگنا یا صدمہ پہنچنا دشمن کی آنکھ کو ہو دے)۔

یعنی

"کل میں نے رب کریم (جل جلالہٗ) کی بارگاہِ اقدس واعلیٰ میں دُعا کی کہ اے اللہ تعالیٰ (سبحانہٗ)! میرے محبوب کی دونوں بیمار آنکھوں کو کسی بداندیش کی نظر بد کا اَثر ہوگیا ہے، نظر لگ گئی ہے، صدمہ پہنچا ہے، تو اے میرے خداوند قدوس! وہ صدمہ پہنچنا یا نظر لگنا، اُس کے دشمن پر وارد ہوجائے اور میرے محبوب کو محفوظ ومامون رکھ۔ (امین)"۔

بقول شاعرے ؎

"عدو شرے برانگیز کہ خیرِ ما درآں باشد"

یعنی: "مخالف دشمن، اور بدخواہ شرانگیزی کرتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ سبحانہٗ اس میں ہمارے لئے سامانِ خیر وبرکت بہم پہنچا دیتا ہے"۔

☆

حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ العزیز اکثر وبیشتر فرماتے تھے:

"مقصودِ ما آنست کہ سلوکِ ما بر جادۂ مُصطفویہ ومتابعتِ سُنّتِ باشد وحق از باطل مستمیز گردد"۔

یعنی: ہمارا مقصود ومدّعا یہ ہے کہ ہمارا طریقہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جادہ (راستہ) پر ہے اور سُنّت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہے اور باطل سے حق کا فرق بیان کرتا ہے"۔

☆

اور بعض دفعہ ارشاد فرماہوتے:

"بنائے طریقہ ما تتبعِ احادیث وآثار است"۔

(ہمارے طریقہ کی بنیاد، حدیث شریف اور آثارِ صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے اتباع میں ہے)۔

☆

Marfat.com

یہی وجہ ہے کہ طریقہ نقشبندیہ کا نام طریقہ رسولیہ صدیقیہ مشہور ہے۔ طریقہ نقشبندیہ میں غیرت، جوش، شجاعت اور تصرّف بہت زیادہ ہے۔

☆

آپ امامِ وقت ہیں۔ حضرت خواجہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ:
"جس قدر خواجہ نقشبند علیہ الرحمہ، عالمِ پیری و ضعیفی میں مجاہدہ وریاضت اور ذکر و مراقبہ کرتے تھے، ہم سے تو جوانی میں اُس قدر نہ ہو سکا۔ اور بے نفس اس قدر تھے کہ اپنے گاؤں میں جو مسجد تیار کرائی تو اپنے سر پر مٹی کی ٹوکری اُٹھاتے اور زبان مبارک سے یہ شعر یاد فرماتے۔

بجان ودِل کارِ تو چُرا نہ کنم
بسر و دیدہ کشم بارِ تو چرانہ کشم

یعنی "میں جان و دل سے تیرا کام کیوں نہ کروں، میں تو بسر و چشم تیرا "بار" اٹھاتا ہوں، کیوں نہ اٹھاؤں"۔

☆

حضرت خواجہ باقی باللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی لئے تو مندرجہ ذیل الفاظ میں آپ کی بارگاہِ عالیہ میں ہدیۂ تحسین پیش کیا ہے۔

ابو الوقتِ دو عالم قطبِ ارشاد — بہاء الدین کہ دین خُد از وے آباد
زمستی درجنیدؒ افگند آشوب — بہ جذبہ بایزیدؒ یدش آسماں روب
پے تسکینِ مشتاقانِ دیدار — جمال مصطفےٰ را آئینہ دار
دراں آئینہ می یابم محقق — سُوا دمن رآنی قدرائی الحق
فنا فی اللہ خواجہ بس بلند است — مکن تاویل، خواجہ نقشبند است

خلیفہ بود حق را در زمانہ
نمودش برزخے واں درمیانہ

☆

آپ حج مبارک سے واپسی پر جب "طوس" پہنچے تو شاہ معزالدین حسینی والئی ہرات کا قاصد خط لے کر آیا کہ "میں آپ کی زیارت سے مشرف ہونا چاہتا ہوں لیکن حاضر ہونا بہت مشکل ہے"۔ اس پر بموجب واما السائل فلا تنھر (قرآن حکیم) اورواذ طلبا فکن لا خادما، آپ ہرات کی طرف جادہ پیما ہوئے۔ بادشاہ سے ملاقات ہوئی اور بعد ادائے مراسم توقیر فقراء،

Marfat.com

مجلس منعقد ہوئی۔ بادشاہ نے دریافت کیا کہ کیا آپ کو "شیخیت" اپنے آبا واجداد سے بطریقِ وراثت پہنچی ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "نہیں"۔ بادشاہ نے عرض کیا، آپ سماع اور ذکرِ جہر کرتے ہیں؟ آپ نے ارشاد کیا: "نہیں"۔

بادشاہ نے کہا، انہی باتوں کو درویشی کہتے ہیں، وہی آپ میں نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا:

"جذبۂ عنایتِ الٰہی (جل شانہٗ) مجھ پر پہنچا اور بلا مسابقتِ ریاضت قبول فرمایا اور بادشاہِ حقانی حضرۃ خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء سے بیعت ہوا۔ اِن حضرات کے ہاں اِن چیزوں میں سے کچھ نہ تھا"۔

بادشاہ نے عرض کیا، پھر اِن کے ہاں کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:

"ظاہر با خلق و باطن با حق"۔

بادشاہ عرض گزار ہوا، کیا ایسا ہو جاتا ہے؟ آپ نے ارشاد کیا:

"ہاں ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے،

رجال لا تلهيهم تجارة و لا بيع عن ذكر الله

(سورہ نور:۳۷)

(ترجمہ: "ایسے مرد (مومن) جن کو سوداگری اور خرید وفروخت اللہ سبحانہ کی یاد سے غافل نہیں کرتی"۔

اور "خلوت" میں "شہرت" ہے اور "شہرت" میں "آفت"۔

☆

پھر ارشاد فرمایا کہ ہمارے خواجگان رحمۃ اللہ علیہم کا اُصول ہے: (۱) ہوش در دم (۲) نظر بر قدم (۳) سفر در وطن (۴) خلوت در انجمن (۵) یاد کرد (۶) بازگشت (۷) نگاہ داشت (۸) یادداشت (۹) وقوفِ عددی (۱۰) وقوفِ زمانی (۱۱) وقوفِ قلبی۔ پھر اس کی مختصر تشریح بیان کی اور فرمایا کہ جو حضورِ ذوق، ذکر جہر اور سماع سے ہوتا ہے، اس کو قیام واستقلال نہیں۔ اگر کوئی وقوفِ قلبی پر مداومت کرے تو جذبہ پیدا ہوتا ہے اور جذبہ سے کام تمام ہو جاتا ہے۔ حقیقتِ ذکرِ خفیہ وقوفِ قلبی سے حاصل ہوتی ہے اور ایسا ہو جاتا ہے کہ دِل کو خبر نہیں ہوتی کہ ذکر میں مشغول ہے۔ کیونکہ بزرگانِ دین کا قول ہے کہ ان علم القلب انه ذاكر فاعلم انه غافل یعنی اگر قلب کو معلوم ہو جائے کہ وہ ذاکر ہے تو جان لو کہ وہ غافل ہے۔ اور آیۃ واذكر ربك في نفسك

Marfat.com

تضرعا وخفية ودون الجهر من القول بالغدود الا صال ولا تكن من الغفلين (سورہ الاعراف: ۲۰۵۔) (اور اپنے پروردگار کو دِل ہی دِل میں عاجزی اور خوف سے اور پست آواز سے صبح وشام یاد کرتے رہو اور دیکھنا غافل نہ ہونا)۔ قال الحسن رحمۃ اللہ علیہ لا تظهر ذکرک لنفسک فتطلب له عوضا)۔

اور بعض بزرگوں کا مقولہ ہے، ذکر اللسان هذيان وذكر القلب وسوسة اور یہ بہت پڑھا۔

دل را گفتم بیادِ اُوشاد کنم، گفت
چوں من ہمہ اوشُدم کرا یاد کنم

(میں نے دِل سے کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ سبحانہٗ کی یاد سے خوش کر، اُس نے کہا کہ جب تو میری طرح تمام کا تمام، اُس کا ہو گیا ہے، میں کیا یاد کروں)۔

☆

حضرت شہنشاہِ مشکل کشا خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جب میرا آخری وقت آئے گا تو سب کو مرنا سکھاؤں گا۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ:

"جب آپ کا وقتِ آخر آیا تو ہم سورہ یٰسین پڑھ رہے تھے، جب نصف سورت پڑھی گئی تو انوار ظاہر ہونے لگے، ہم کلمہ پڑھنے لگے۔ آپ نے دونوں ہاتھ دُعا کے واسطے اُٹھائے اور دیر تک دُعا مانگتے رہے۔ جب بعد دُعا ہاتھ منہ پر پھیرے تو تارِ نفس ٹوٹ گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون"۔

بیدم اُن کے جاتے ہی کچھ ایسی حالت ہوگئی
ضبط کی ہمت نہ رہی اور صبر کا دامن چھوٹ گیا

☆

یہ واقعہ ۳۔ ربیع الاوّل شریف ۷۹۱ھ بمطابق ۲۔ مارچ ۱۳۸۹ء بروز پیر کا ہے۔ مزارِ مقدس، قصرِ عارفاں نزد بخارا (ازبکستان) میں ہے۔ کسی عقیدت مند نے یہ قطعہ تاریخ وفات کہا۔

رفت شاہِ نقشبنداں خواجۂ دنیا ودیں — آنکہ بودے شاہراہِ دین ودولتِ ملتش
مسکن وماوائے اوچوں بود قصرِ عارفاں — "قصرِ عارفاں" زیں سبب آمد حسابِ رحلتش

۷۹۱ھ

Marfat.com

آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ میرے جنازہ کے آگے کلمۂ شہادت اور قرآن حکیم نہ پڑھیں کیونکہ یہ بے ادبی ہے، بلکہ یہ رُباعی پڑھیں۔

"مفلسا نیم آمدہ در کوئے تو شیئاً للہ از جمالِ روئے تو
دست بکشا جانبِ زنبیلِ ما آفریں بر ہمتِ بازوئے تو"

ترجمہ

"اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! ہم مفلس و غریب لوگ تیرے کوچے میں آئے ہیں، اللہ جل شانہٗ کے صدقے اپنے چہرۂ اقدس کے حسن و جمال سے کچھ حصہ ہمیں بھی عطا فرما"۔

اے سخی! ہماری زنبیل کی طرف اپنا ہاتھ کھول یعنی کشادہ فرما اور ہمیں وافر مقدار میں خیرات سے نواز۔ تیرے مبارک بازو کی ہمت پر آفرین ہو، دل کھول کر صدقہ و خیرات سے نوازنے پر ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ بیکس پناہ میں خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں"۔

☆

آپ کی کرامات بے حد حساب ہیں۔ چند ایک بطور تبرک پیش کی جارہی ہیں:

(۱) ایک مرتبہ کسی نے آپ سے کرامت طلب کی تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ یہی کرامت ہے کہ باوجود اس قدر گنہ گار ہونے کے نہ تو مجھے زمین نگل لیتی ہے اور نہ آسمان سے کوئی عذاب نازل ہوتا ہے بلکہ زمین پر چلتا پھرتا رہتا ہوں۔

شمار اپنی خطاؤں کا بتادوں؟
تمہیں شاید حساب آئے نہ آئے

☆

(۲) آپ کے ایک درویش کا بیان ہے کہ میرے پچیس دینار (ایک دینار برابر اڑھائی روپے کے) گم ہو گئے۔ مَیں نے آپ کی خدمتِ عالیہ میں یہ قصہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ ان دیناروں کو اس گھر کی لونڈی لے گئی ہے اور لونڈی کو حکم دیا کہ دینار واپس کر دو۔ اُس نے کہا کہ میں نے فلاں جگہ زمین میں دفن کر دیئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ زمین میں صرف تین دینار مدفون ہیں۔ حاضرین متعجب ہوئے۔ جب دیکھا گیا تو زمین میں تین ہی دینار تھے۔

☆

(۳) ایک روز حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے ایک درویش کو کسی کام کے لئے کہیں روانہ کیا اور حسبِ عادت اُس کو بغل میں لے کر نظرِ عنایت ڈالی، اتفاقاً اخی محمد دراہنی، جو حضرت

Marfat.com

خواجہ" کے بڑے درویشوں میں سے تھا، اُس درویش کے آگے آگے جاتا تھا۔ ایک ساعت کے بعد وہ درویش گر پڑا اور اُس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ جب اخی محمد" نے یہ حال دیکھا تو وہ جلدی جلدی حضرت خواجہ" کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور تمام داستان عرض کی۔ حضرت اقدس" فوراً اُس درویش کے پاس تشریف لے گئے اور اپنا قدم مبارک اُس کے سینے پر رکھا، وہ ہلنے لگا اور اُس کی روح قالب میں آ گئی۔ بعد ازاں حضرت خواجہ" نے فرمایا کہ:

"میں نے اُس کی روح چوتھے آسمان میں پائی اور وہاں سے واپس کر لی"۔

☆

(۴) ایک نجیب الطرفین سیّد جو حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت و محبت رکھتا تھا، نے یہ حکایت بیان کی کہ ایک دفعہ آپ بیت اللہ شریف کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے تھے، جس روز حاجی قربانیاں دے رہے تھے، آپ نے فرمایا:

"ہم بھی قربانی دیتے ہیں۔ ہمارا ایک بیٹا ہے، اُسی کو قربان کر دیتے ہیں"۔

جو درویش اُس سفر میں آپ کے ساتھ تھے، اُنہوں نے یہ بات لکھ لی۔ جب بخارا واپس آئے تو معلوم ہوا کہ جس روز کعبہ میں حضرت خواجہ" کی زبان مبارک پر وہ الفاظ جاری ہوئے تھے، اُسی دن بخارا میں آپ کا وہ بیٹا وفات پا گیا تھا۔

☆

(۵) ایک درویش کا بیان ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ نقشبند" اور شیخ شمس الدین کلال" (خلیفہ حضرت سیّد امیر کلال") اُس ندی کے کنارے بیٹھے تھے جو شیخ سیف الدین اور شیخ حسن بلغاری رحمہا اللہ کے مزار کے سامنے ہے اور آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ اسی اثناء میں مچھلی کے قصہ کا ذکر آیا جو ایک دفعہ شیخ سیف الدین اور شیخ حسن کے درمیان گزرا تھا۔ شیخ شمس الدین کلال" نے کہا کہ بے شک اولیاء اللہ کے ایسے تصرّفات ہوئے ہیں۔ کیا اس زمانے میں بھی کوئی ایسا بزرگ ہے جس سے ایسے حالات ظہور میں آتے ہیں۔ حضرت خواجہ نقشبند" نے فرمایا کہ:

"میں یہ نہیں چاہتا بلکہ ایسے بزرگ بھی ہوتے ہیں کہ اگر مثلاً اس ندی کی طرف اشارہ کر دیں کہ اُلٹی بہے، تو اُلٹی بہنے لگے"۔

Marfat.com

حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ یہ فرما ہی رہے تھے کہ وہ ندی اُلٹی بہہ گئی۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ مَیں یہ نہیں چاہتا، اس پر وہ ندی بدستور بہنے لگی۔ بہت سے لوگوں نے اس کرامت کا مشاہدہ کیا اور حضرت خواجہ نقشبندؒ کی کمالِ ولایت کا اعتراف بھی۔

☆

(۶) ایک دفعہ حضرت خواجہؒ ایک طرف تشریف لے جا رہے تھے، شیخ امیر حسین اور چند درویش ساتھ تھے۔ ایک نالہ کے پُل پر پہنچے تو آپ نے شیخ سے فرمایا:

''امیر حسین! پانی سے گزر جا''۔

حسبِ ارشاد شیخ پانی میں کود پڑے اور حضرت خواجہؒ پُل پر سے گزر گئے۔ کچھ دیر کے بعد فرمایا:

''امیر حسین! پانی سے نکل آ''۔

شیخ پانی سے نکل آئے اور اُن کے کپڑے خشک تھے۔ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے پوچھا کہ:

''جس وقت تم پانی میں کودے، تمہارا کیا حال تھا''؟

عرض کیا کہ میرا حال اچھا تھا۔ میں ایک نہایت صاف مکان میں تھا۔ کچھ دیر کے بعد ایک دروازہ ظاہر ہوا، آپ کی آواز مبارک سُن کر میں اس دروازے سے باہر نکل آیا۔

حضرت خواجہ حافظ شیرازیؒ نے سچ کہا ہے۔

بے سجادہ رنگیں کن گرت پیرِ مغان گوید
کہ سالک بے خبر نبود زراہ ورسمِ منزلہا

☆

(۷) ایک درویش کا بیان ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ میرے غریب خانہ پر جلوہ افروز ہوئے۔ مجھے از حد خوشی و مسرّت ہوئی۔ گھر میں آٹا نہ تھا۔ مَیں آٹے کی بوری لے آیا۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ اس آٹے کو خرچ کرتے رہو مگر اس کی کمی بیشی کا حال کسی سے ذکر نہ کرنا۔ حضرت خواجہ دو ماہ تک غریب خانہ پر تشریف فرما رہے۔ ہر روز درویش اور دوست آپ کی زیارت سے مشرّف ہونے کے لئے آتے رہے، اسی آٹے سے کھانا تیار ہوتا رہا مگر وہ آٹا بدستور رہا۔ جب حضرت خواجہ علیہ الرحمہ تشریف لے گئے تو مدتوں بعد بھی اسی بوری سے پکتا رہا۔ بعد ازاں حضرت خواجہ قدس سرہٗ العزیز کے ارشاد و فرمان کی خلاف ورزی کرتے ہوئے یہ قصہ اپنے اہل وعیال سے ذکر کر دیا، لہٰذا پھر وہ برکت ورحمت نہ رہی اور آٹا ختم ہو گیا۔

صرف اِک قدم اُٹھا تھا غلط راہِ شوق میں

Marfat.com

منزل تمام عمر ہمیں ڈھونڈتی رہی!

☆

(۸) حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ العزیز کے خلیفۂ اوّل خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ ناقل ہیں کہ حضرت خواجہؒ کے ایک درویش نے ایک روز سیب لا کر پیش خدمت کیا۔ آپ نے حاضرین سے فرمایا کہ ٹھہرو، اس سیب کو ابھی نہ کھاؤ، یہ تسبیح پڑھتا ہے۔ حضرت خواجہؒ کا ارشاد درست ثابت ہوا کہ حاضرین میں سے بعض لوگوں نے اس سیب کی تسبیح سُنی۔

☆

(۹) نقل ہے کہ مُلک خوارزم کے لوگ کسی جہاز پر سوار ہوئے۔ اتفاقاً بادِ مخالف چل پڑی، جہاز غرق ہونے کے قریب تھا، اتنے میں کسی کے منہ سے نکلا:

''یا شاہِ نقشبند المدد''

کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ قدس سرہٗ العزیز فوراً تشریف لائے۔ آپ کی تشریف آوری سے فوراً ہی جہاز پار لگ گیا۔ جب وہ لوگ ''بخارا شریف'' پہنچے تو حضرت خواجہ قدس سرہٗ العزیز کو دیکھتے ہی پہچان لیا، حالانکہ اُن کی آپ سے پہلے ملاقات نہ ہوئی تھی۔ اُن لوگوں نے آپ کو سلام کیا۔ آپ نے تبسم فرمایا اور ارشاد کیا کہ:

''جب تم نے جہاز میں مجھے سلام کیا تھا، مَیں نے تم کو جواب تو دے دیا تھا مگر تم نے سلام کا جواب نہیں سُنا''۔

☆

(۱۰) ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص رات کو اپنے محبوب کے بوس و کنار میں مشغول رہا، صبح کو آپ کے پاس آ کر اشتیاقِ صُحبتِ درویشاں کیا۔ آپ نے فرمایا کہ:

''رات کو تو یہ کام کرو اور دِن کو ہم سے یوں کہو۔ وہ شخص از حد نادم و شرمندہ ہوا''۔

☆

(۱۱) ایک مرتبہ حضرت خواجہ نقشبندؒ نے اپنے خلیفۂ خاص خواجہ علاء الدین عطارؒ سے دریافت فرمایا کہ ظہر کی نماز کا وقت ہوا ہے یا نہیں؟ مطلع اَبر آلود تھا۔ اُنہوں نے عرض کیا کہ نہیں۔ آپ نے ارشاد کیا کہ آسمان کی طرف دیکھو۔ اُنہوں نے دیکھا تو سب حجاب دور ہو گئے اور دیکھا

Marfat.com

کہ فرشتے آسمان پر نمازِ ظہر میں مشغول و معروف ہیں۔ اس پر خواجہ عطارؒ سے فرمایا کہ "تم تو کہتے تھے کہ ابھی ظہر کا وقت نہیں ہوا"۔

☆

آپ کے ارشادات قدسیہ کا سلسلہ بڑا وسیع و عریض ہے، ایک بحرِ بے کنار ہے اور ایک چمن ہے جس میں گلہائے رنگا رنگ کی بہار ہے۔ آیئے ذرا اِس گلشنِ سدا بہار کی کچھ سیر کریں:۔

ایک دن ایک لڑکا اپنے گھر سے نکلا۔ قرآن شریف اس کے پاس تھا، اس نے حضرت خواجہؒ کو سلام کیا۔ جب آپ نے قرآن مجید کو کھولا تو یہ آیت نکلی:۔

و کلبھم باسط ذراعیہ بالوصید "اور ان کا کتا اپنے دونوں ہاتھ چوکھٹ پر پھیلا رہا ہے"۔ (سورہ کہف: ۱۸)

حضرت خواجہ نقشبندؒ نے فرمایا کہ امید ہے کہ ہم وہ ہوں گے"۔

☆

"اگرچہ نماز اور روزہ اور ریاضت و مجاہدہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا طریقہ ہے مگر ہمارے نزدیک وجود کی نفی سب طریقوں سے اقرب (بہت زیادہ قریب) ہے اور یہ ترکِ اختیار اور دیدِ قصور کے سوا حاصل نہیں ہوتی"۔

☆

ایک روز حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کی زبان مقدس سے نکلا کہ اس راستے کے سالکوں کے لیئے ماسوا کے ساتھ تعلق نہایت بڑا حجاب ہے۔

یہ سن کر خواجہ صالح بن مبارک بخاریؒ کے دل میں خیال آیا، اس صورت میں ایمان و اسلام کے ساتھ تعلق بھی مضر ہونا چاہیے۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ:

"کیا تو نے ابن منصور حلاجؒ کی یہ بیت نہیں سنی؟۔

کفرت بدین اللہ و الکفر واجب
لدی و عند المسلمین قبیح

("میں اللہ کے دین سے کافر ہوا اور یہ کفر میرے نزدیک واجب ہے اور مسلمانوں کے نزدیک برا ہے۔")

پھر فرمایا کہ:

Marfat.com

''ایمان و اسلام حقیقی درکار ہے اور اہل حقیقت نے ایمان کی تعریف یوں کی ہے:۔

''ایمان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل کے سوا وہ تمام مضار و منافع جن پر دل شیدا ہیں، ان کی نفی کا اعتقاد جازم رکھے''۔

☆

''ہمارا طریق صحبت ہے کیونکہ خلوت میں شہرت ہے اور شہرت میں آفت ہے''۔
امام ربانی شہباز لامکانی حضرت مجددؒ الف ثانی قدس سرہٗ العزیز اس قول کی تشریح یوں فرماتے ہیں:

''صحبت سے مراد موافقانِ طریقت کی صحبت ہے نہ کہ مخالفانِ طریق کی، کیونکہ ایک دوسرے میں نفی ہونا صحبت کی شرط ہے اور نفی بغیر موافقت کے حاصل نہیں ہوتی''۔
(مکتوباتِ امام ربانی دفتر اوّل مکتوب ۲۶۵)

☆

''خیریت، جمعیت میں ہے اور جمعیت، صحبت میں ہے بشرطیکہ ایک دوسرے میں نفی ہو جائیں''۔

☆

''مرشد کو چاہیے کہ طالب کے تینوں حال (ماضی، حال اور مستقبل) سے باخبر ہو، تا کہ اس کی تربیت کر سکے۔ طالب کی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ جس وقت خداوندِ قدوس کے دوستوں میں سے کسی دوست کی صحبت میں ہو، اپنے حال سے واقف ہو اور صحبت کے زمانے کا گزشتہ زمانہ سے مقابلہ کرے۔ پس اگر وہ نقصان سے کمال کی طرف کچھ تفاوت دیکھے تو ''بحکم اصبت فالزم'' (تو نے پالیا، پس لازم پکڑ) اس بزرگ کی صحبت کو اپنے اوپر فرض جانے''۔

☆

''ذکر کی تعلیم کسی کامل سے مکمل ہونی چاہیے تا کہ مؤثر ہو اور اس کا نتیجہ ظہور میں آئے۔ تیر بادشاہ کی ترکش سے لینا چاہیے تا کہ شایانِ حمایت ہو''۔

☆

''وقوف عددی، علم لدنی کا اول مرتبہ اور درجہ ہے''۔

Marfat.com

علم لدنی وہ علم ہے جو اہل قُرب کو تعلیم الٰہی اور تفہیم ربانی سے معلوم و مفہوم ہوتا ہے نہ کہ دلائل عقلی و شواہد نقلی سے۔ چنانچہ قرآن مجید میں حضرت خضر علیہ السلام کے بارے میں آیا ہے۔ و علمنہ من الدنا علماً۔ (ہم نے سکھایا تھا اس کو ایک علم۔ سورۃ کہف رکوع۔ ۹)

☆

"چالیس (۴۰) سال سے ہم آئینہ داری کرتے ہیں، ہمارے آئینہ نے کبھی غلطی نہیں کی"۔
اس ارشاد گرامی میں حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ نے اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم جو کچھ دیکھتے ہیں، نور فراست سے دیکھتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ عزوجل نے ان کو عطا کیا ہے اور جو کچھ خداوند قدوس کی طرف سے ہوتا ہے وہ بے شک صواب و درست ہوتا ہے"۔

☆

"حدیث شریف میں ہے الکاسب حبیب اللہ یعنی کسب کرنیوالا اللہ تعالیٰ عزوجل کا دوست ہے۔ اس حدیث میں "کسب رضا" کی طرف اشارہ ہے نہ کہ "کسب دنیا" کی طرف"۔

☆

"متوکل کو چاہیے کہ اپنے آپ کو "متوکل" خیال نہ کرے اور اپنے توکل کو کسب میں چھپائے"۔

☆

"سالک کو چاہئے کہ قلب کی نگہداشت کا لحاظ ہر حالت میں رکھے، کلام و طعام، خرید و فروخت، عبادات کی بجا آوری، تلاوت قرآن حکیم اور دوران وعظ وغیرہا غرضیکہ چشم زدن میں بھی خداوند تعالیٰ سے غافل نہ رہے تاکہ مقصود حاصل ہو۔

یک چشم زدن غافل ازاں ماہ نباشی
شاید کہ نگاہے کند، آگاہ نباشی "

☆

"جو شخص اپنے آپ کو بکلیت خود، اللہ تعالیٰ عزوجل کے سپرد کردے، اُس کا غیر سے التجا کرنا شرک ہے، یہ شرک عام لوگوں کے لئے معاف ہے مگر خواص کے لئے معاف نہیں"۔

☆

"اللہ تعالیٰ عزوجل نے مجھے دُنیا کی خرابی کے لئے موجود کیا ہے مگر لوگ مجھ سے دُنیا

Marfat.com

کی عمارت طلب کرتے ہیں"۔

☆

❁ "اگر اس وجود سے خراب کوئی اور وجود ہوتا تو "فقر" کے اس خزانہ کو وہاں رکھتے کیونکہ خزانہ ہمیشہ ویرانہ میں پوشیدہ رکھتے ہیں"۔

☆

❁ "اہل اللہ، خلق خدا کا بوجھ اس لئے اٹھاتے ہیں کہ ان کے اخلاق کی اصلاح ہو جائے یا کسی ولی سے ملاقات ہو جائے۔ اس لئے کہ کوئی ولی ایسا نہیں کہ اللہ تعالیٰ سبحانہٗ کی نظر عنائت اس پر نہ ہو۔ خواہ ولی اس سے واقف ہو یا نہ ہو۔ پس جو شخص اس ولی سے ملے گا، اس نظر الٰہی سے اسے فیض ملے گا"۔

☆

❁ "تو شمع کی طرح بن اور تو شمع کی طرح نہ بن۔ شمع کی طرح بن کے معنی یہ ہیں کہ تو دوسروں کو روشنی پہنچائے اور شمع کی طرح نہ بن کے معنی یہ ہیں کہ تو اپنے آپ کو تاریکی میں رکھے"۔

☆

❁ "اس راستے (راہ سلوک) میں صاحب پندار اور تکبر (مغرور) کا کام نہایت مشکل ہے"۔

☆

❁ "جس شخص نے کسی روز ہمارا جوتا بھی سیدھا کیا، ہم اس کی شفاعت کریں گے"۔

☆

❁ "درویش کو چاہیے کہ جو کچھ کہے حال سے کہے۔ مشائخ طریقت کا قول ہے کہ جو شخص ایسے حال سے کلام کرتا ہے جو اس میں نہیں، حق تعالیٰ کبھی اس کو اس حال کی سعادت نہ بخشے گا"۔

☆

❁ "یہ ضروری نہیں کہ جو دوڑے گا وہ گیند لے جائے مگر ملتی اسی کو ہے جو دوڑتا ہے۔ یہ اشارہ ہے اس امر کی طرف کہ اس راہ میں ہمیشہ کوشش وسعی کرتا رہے"۔

☆

❁ حضرت سیّد عالم علیہ التحیۃ والثناء کی دعا کی برکت سے مسخ صورت اس امت سے مرتفع (دور کر دی گئی) ہے مگر مسخ باطن باقی ہے۔

Marfat.com

اندریں امت نباشد مسخ تن
لیک مسخ دل بودائے ذوالفطن

☆

"اولیاء اللہ کو اسرار پر آگاہی ہے اور آگاہی دی جاتی ہے لیکن وہ بغیر اجازت کے ان کو ظاہر نہیں کرتے۔ کہتے ہیں کہ جس کے پاس جو کچھ ہے، اسے چھپاتا ہے اور جس کے پاس کچھ نہیں وہ شور مچاتا ہے۔ "اسرار کا چھپانا ابرار کا کام ہے"۔

☆

"میں نے اکابر دین میں سے ایک سے پوچھا کہ درویشی کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ زبونی و خواری (یعنی بے عزتی اور ذلت و خواری)"۔

☆

"درویش کو تحمل و برداشت کے مقام میں ڈھول کی طرح رہنا چاہئے کہ ہر چند طمانچہ کھائے مگر صدائے مخالف اس سے ظاہر نہ ہو"۔

☆

آپؒ سے سوال کیا گیا کہ اگر کوئی علم منطق پڑھے تو کس نیت سے پڑھے؟ فرمایا کہ:
"حق و باطل کے امتیاز کی نیت سے"۔

☆

"بندہ کے اختیارات ثابت کرنے میں بہت سعادت ہے تا کہ اگر کوئی عمل، رضائے حق تعالیٰ (جل شانہٗ) کے خلاف اس سے سرزد ہو جائے اور وہ اپنا اختیار سمجھے، تو شرم کے مارے عذر و انابت میں مشغول ہو جائے اور اگر رضائے تعالیٰ جل شانہٗ کے موافق اور اپنا اختیار سمجھے تو اس کی توفیق کا شکر ادا کرے"۔

☆

"مرید سے احوال کا ظاہر ہونا، شیخ کی کرامت ہے"۔

☆

"اللہ تعالیٰ عزوجل سے قرب کا سب سے نزدیک راستہ یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کی مخالفت کرتا رہے"۔

☆

Marfat.com

"جو کام غضب وغفلت یا کراہت ودشواری سے کیا جائے، اُس میں خیر وبرکت نہیں کیونکہ اس میں نفس وشیطان کا دخل ہوتا ہے۔اس سے اچھا نتیجہ کب پیدا ہو سکتا ہے"۔

☆

"خوارق اور کرامات کے ظاہر ہونے پر کوئی اعتماد نہیں ہونا چاہئے، معاملہ استقامت پر ہے"۔

☆

"ایمانِ حقیقی تب ہی وجود میں آئے گا جب صرف حق تعالیٰ سبحانہٗ کے ساتھ دِل کا لگاؤ اور جوڑ ہو جائے گا"۔

☆

"آپ کے پاس کوئی غلام یا نوکر نہ تھا، کسی نے اس کے متعلق پوچھا تو فرمایا:
"آقائی کے ساتھ بندگی نہیں سجتی"، یہ کہ "آدمی غلام بھی ہو اور آقا بھی، یہ بات اچھی نہیں لگتی"۔

☆

"علم دو قسم کے ہیں ۔علم لسان کا وعلم قلب کا ۔اور علم قلب کا حضرات انبیاء کرام علیہ السلام کا ورثہ ہے جو سینہ کے نور سے حاصل ہوتا ہے"۔

☆

"ہم فضلی ہیں۔ہم دو سو آدمی تھے جنہوں نے طلب کے کوچہ میں قدم رکھا مگر فضل الٰہی مجھ پر ہوا"۔

☆

"جس شخص نے اللہ عزوجل کو پہچان لیا، اس پر کوئی شے پوشیدہ نہیں رہتی"۔
(حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کلمہ قدسیہ سے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی مراد یہ ہے کہ:
"عارف پر اشیاء کا ظاہر ہونا اس کی توجہ پر موقوف ہے۔")

☆

آپ کی بے شمار "رُباعیات" ہیں جو پند ونصائح سے لبریز ہیں اور جن کے پڑھنے سے مردہ دِلوں کے اندر تازہ روح پیدا ہوتی ہے۔یہ رُباعیات بفضل خدا (جل شانہٗ) راقم آثم

Marfat.com

نے کتابی شکل میں فارسی سے اُردو ترجمہ کر کے جون ۱۹۹۷ء میں لاہور سے چھپوا دیں تھیں۔ بطور تبرک چند ایک درج کی جا رہی ہیں:

(۱)

"اے ذاتِ تو برتر ز شناسائی ما وصفِ تو بروں زحدِ گویائی ما
حمدِ تو چناں است کہ خود گوئی بے واسطہ عبارت آرائی ما"

ترجمہ

اے خداوندِ کریم! اے دارین کے پیدا کرنے والے! اے تمام مخلوق کو روزی دینے والے، اے مخلوق کو ہر طرح سے آرام و آسائش دینے والے! اے خالق، اے مالک رب رحیم! اے اللہ کریم! تیری ذات میری شناخت سے، میری پہچان سے اور میرے ادراک سے بہت بلند و بالا ہے۔ میں کیا اور میری بساط کیا کہ جو اس کی حقیقت تک پہنچ سکوں۔

میں تیری ذاتِ والا صفات کو کماحقہٗ شناخت نہیں کر سکا۔ جب حضور سیدِ عالم علیہ التحیہ والثناء یہ ارشاد فرمائیں کہ:

"ما عرفنک حق معرفتک"

(میں تیری ذات کو مولیٰ کریم، کماحقہٗ شناخت نہیں کر سکا۔)

تو پھر دوسرا کون ہے جو شناخت کر سکے؟ انسان محدود عقل، محدود علم اور محدود عمر رکھتا ہے، چند روزہ حیاتِ مستعار رکھتا ہے۔ مخلوق حادث ہے، ذاتِ مولیٰ کریم جل جلالہٗ، ازلی، ابدی، قدیم، حیّ و قیوم، علیم و خبیر اور سمیع و بصیر ہے۔ اس لئے محدود، غیر محدود کو حادث، قدیم کو کس طرح محیط ہو سکتا ہے۔ اس لئے اپنے عجزِ معرفت کا اعتراف کر کے تسلیم کرتے ہیں کہ اے رب کریم و قدیم، رحیم و قیوم تیری ذات کسی انسان کی شناخت سے بہت برتر اور اعلیٰ ہے اور کوئی انسان تیرے اوصاف بیان کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

تیری حمد و ثناء کی بابت کیا عرض کروں کہ خود تیرا ارشاد ہے:

"میری ذات عبارت آرائی سے بہت اعلیٰ ہے"۔

گویا انسان نہ تو خداوندِ کریم جل جلالہٗ کی قدرت کی کماحقہٗ شناخت حاصل کر سکتا ہے نہ ہی اُس کی ذات کی۔ نہ ہی مولا کریم جل شانہٗ کے اوصاف بیان ہو سکتے ہیں، نہ ہی اُس کی حمد، ختم ہو سکتی ہے۔ کس کس قدر کو سمجھے اور کس کس وصف کی صفت بیان کرے۔

Marfat.com

صدیوں تراشتے رہے الفاظ کے صنم
قاصر رہے مگر تیری حمد وثنا سے ہم

☆

(۲)

"یارب بمحمدؐ و علیؓ وزہراؓ یا رب بحسینؓ وحسنؓ وآل عباؓ
از لطف بر آر حاجتم دردوسرا بے منت مخلوق ما علی الاعلیٰ"

.........ترجمہ.........

"اے میرے پروردگار! بہ طفیلِ سیّد الانبیاء والمرسلین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور بہ طفیل اسد اللہ الغالب علی کرم اللہ تعالیٰ اور سیّدہ النساء حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا، اے رب کریم! بصدقہ شہزادگانِ کونین سیّدنا امام حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم، اے رب ذوالجلال! اور بہ طفیل آل سیّدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، دارین کی حاجت اپنی مہربانی، لطف وعطا اور فضل وکرم سے پوری کر۔ مخلوق کی منت واحسان کے بغیر میرے لئے جو کچھ اعلیٰ سے اعلیٰ اور اچھے سے اچھا ہے، میسر فرما، عطا فرما اور عنایت فرما۔

اے اللہ جل جلالہٗ! مَیں نے اتنے واسطے اس لئے دیئے ہیں کہ میں جانتا ہوں، کہ:

بیدم یہی تو ہیں پانچ مقصودِ کائنات
خیر النساءؓ، حسینؓ وحسنؓ، مصطفےٰؐ، علیؓ

☆

(۳)

"اے دِل تو مطیع ہیچ فرمان نشدی حرز جرم گناہِ خود پشیمان نشدی
مفتی وفقیہہ وعالم ودانشمند ایں جملہ شُدی ولے مسلمان نشدی"

.........ترجمہ.........

اے دِل! تو نے اللہ تعالیٰ عزوجل کا کوئی بھی حکم نہیں مانا اور اپنے گناہوں کے جرموں سے پشیمان بھی نہیں ہوا، تو مفتی، فقیہہ، عالم وفاضل اور دانشمند سب کچھ بن گیا ہے مگر افسوس کہ تو مسلمان نہیں بن سکا۔

اے دِل! جب تک تو اپنے علم وفضل کے نشے میں رہے گا، معرفتِ خداوندی سے یکسر بے بہرہ رہے گا۔ آ! مَیں تجھے ایک نقطہ بتاؤں کہ تو اپنی خودی کے لبادے کو اُتار پھینک تا کہ تجھے

Marfat.com

معرفت کی محرومی سے نجات مل جائے۔

حافظ شیرازؒ نے کیا خوب کہا ہے۔

تا فضل و علم بینی بے معرفت نشینی
یک نکتہ ات بگویم خود را مبیں کہ رستی

حکیم الامت اقبالؒ نے کیسی مزے کی کہی ہے۔

چومی گویم مُسلمانم بلرزم
کہ دانم مشکلاتِ لا الٰہ را

زباں سے کہہ بھی دیا لا الٰہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

☆

(۴)

"مُفلسا نیم آمدہ در کوئے تو شیاءً للہ از جمال روئے تو
دست بکشا جانب زنبیلِ ما آفریں بر ہمتِ بازوئے تو"

............ترجمہ............

"اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! ہم مفلس اور غریب لوگ تیرے کوچے میں آئے ہیں، اللہ عزوجل کے لئے! اپنے چہرۂ اقدس کے حُسن و جمال سے کچھ حصہ ہمیں بھی عطا فرما، ہماری زنبیل کی طرف اپنا دستِ مبارک کشادہ فرما یعنی ہم کو کچھ عطا فرما، تیرے بازوئے اقدس کی ہمت و مردانگی پر آفرین ہو۔

اقبالؒ نے اس مضمون کو کتنے حسین انداز میں بیان فرمایا ہے۔

بیا ساقی بگرداں جامِ مے را زمئے سوزندہ ترکُن سوزنے را
دگر آں دلِ بنہ در سینۂ مَن کہ پیچم پنجۂ کاؤس و کے را"

☆

(۵)

"شب خیز کہ عاشقاں بشب زار کنند گردِ در و بامِ دوست پرواز کنند
ہرجا کہ درے بود بشب بربند ند اِلّا کہ درِ دوست زاں شب تاز کنند

............ترجمہ............

''اے عشق کے رہ نوردو! رات کو اُٹھو! کیونکہ رات کو تنہائی میں عاشق اپنے غم، دَرد اور دُکھ کی داستان، زاری کر کے اپنے محبوب کو سناتے ہیں اور رات کی تاریکی میں خفیہ خفیہ دوست کے محل کی چھت اور دروازہ کی طرف پرواز کرتے ہیں، رات کو جاگنے اور ذکر و فکر اور زاری کرنے سے نہ صرف درِ دوست بلکہ بامِ دوست تک رسائی ہو جاتی ہے۔

اس لئے اے عاشقانِ ذاتِ سرمدی! شب زندہ دار بن جاؤ، کیونکہ عاشق لوگ اپنے دِل سے ماسوا کے تمام دروازوں کو رات کے ذکر و فکر سے بند کرتے ہیں، مگر صرف ایک دوست کا دروازہ (محبتِ الٰہی کا دروازہ) کُھلا رکھتے ہیں اور اسی طرح رات کو بھاگتے اور دوڑتے ہیں یعنی ماسوا کی محبت دِل سے نکال کر صرف محبوبِ حقیقی کی محبت کا دروازہ ہی کُھلا رکھتے ہیں۔

اک ہُوک سی دِل میں اُٹھتی ہے اِک دَرد سا پیدا ہوتا ہے
ہم رات کو اُٹھ کر روتے ہیں جب عالم سارا سوتا ہے

☆

(۶)

''حوران بہ نظارۂ نگارم صف زد رضوان زتعجب کفِ خود برکف زد
آں خالِ سیہ براں رُخاں مُطرب زد ابدال زبیم چنگ بر مصحف زد''

..............ترجمہ..............

''شبِ معراج میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم یعنی حضرت سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال اور نظارۂ حُسن کے لئے حوریں صف بستہ کھڑی تھیں۔ رضوان (داروغۂ جنت) اس کرّوفر، شان و شوکت اور جاہ وجلال کے ساتھ استقبال اور خیر مقدم کو دیکھ کر متعجب اور انگشت بدنداں تھا۔

اس محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے رُخِ تاباں اور منوّر پر خالِ سیہ کو دیکھ کر ابدال نے خوف زدہ ہو کر ہاتھ میں قرآن پاک لے لیا۔ (محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے رُخِ انور کو مصحف پاک سے تشبیہ دی گئی ہے)۔

تیرے رُخسار وگیسو کو بتا تشبیہ دوں کیوں کر
نہ لالہ میں ہے رنگ ایسا نہ سنبل میں ہے بو ایسی

حضرت خواجہ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔

Marfat.com

خیال روئے تو در کارگاہ دیدہ کشیدم
بصورتِ تو نگارے ندیدم وشنیدم"

☆

(۷)

"دروقتِ سپیدہ دم خروسِ سحری دانی کہ چرا ہمے کند نوحہ گری
در آئینہ صبح نمودند اُورا! ازعمر شبے گزشت و تُو بیخبری

ترجمہ

"ارے نادان! کیا تو جانتا ہے، کیا تجھے علم ہے کہ علی الصبح مرغ سحر نوحہ گری کیوں کرتا ہے اور کیوں چیختا چلاتا ہے؟ وجہ یہ ہے کہ صبح کے شیشہ میں اس کو یہ دکھلایا جاتا ہے کہ تیری عمر کی ایک اور رات تیری غفلت میں گزر گئی، لیکن تو بالکل بےخبر ہے۔

نادان یہ گھڑیال تجھے کرتا ہے منادی
گردوں نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی

ارے او ناسمجھ! ہر روز تیری کتابِ حیات کا ایک ورق کم ہو رہا ہے مگر تو ہے کہ غفلت کے پردوں میں چُھپا بیٹھا ہے۔ اُٹھ، کمر باندھ، ہمت کر! غفلت کے پردے چاک کردے اور باقی ماندہ عمرِ عزیز کو یادِ الٰہی جل جلالہٗ اور اس کے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ کے عشق ومحبت میں صرف کردے تاکہ تو نجات پاجائے، ابدی اور حقیقی مسرت وشادمانی حاصل کرے۔ بقول فخرالدین عراقیؒ۔

بگذر اے غافل زیادِ ایں وآں
یادِ حق کن تا بمانی جاوداں

حکیم الامت حضرت علامہ اقبالؒ نے کیا خوب کہا ہے۔

جوانی میں عدم کے واسطے سامان کر غافل
مسافر شب کو اُٹھتے ہیں جو جانا دور ہوتا ہے

☆

(۸)

قدرگل ول بادہ پرستاں دانند نے خود منشاں وتنگ دستاں دانند
ازنقش تواں بہ سوئے بےنقش شُدن کیں نقش غریب نقشبنداں دانند

Marfat.com

ترجمہ

''پھول اور شراب کی قدر بادہ پرست ہی جانتے ہیں، نہ کہ خود منش و تنگ دست لوگ، نقش سے بے نقش ہو جانا، یہ نقش، عاجز و غریب نقشبندی ہی جانتے ہیں۔

جس طرح گل و مل (پھول یعنی معشوق اور شراب) کی قدر و قیمت صرف شراب پینے والے ہی جانتے ہیں اور خود منش اور تنگ دست لوگ نہیں جانتے، بالکل اسی طرح نقش سے بے نقش اور بے نقش سے نقش کرنے کا عجیب و غریب عمل نقشبنداں (سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بزرگ) ہی جانتے ہیں۔ مطلب یہ کہ صرف سلسلہ نقشبندیہ ہی ایسا طریقہ ہے، سلسلہ ہے، جس میں باآسانی سالک خداوند قدوس تک پہنچ جاتا ہے کیونکہ یہ سلسلہ ''فضلی'' ہے۔

نقش سے مراد وجودِ انسانی ہے اور بے نقش سے ذاتِ ربانی ہے۔ ذات ربانی تک پہنچانے کا طریقہ ''غریب'' نقشبندی ہی جانتے ہیں، یہ اُن پر خصوصی فضل و کرم اور عنایت الٰہی ہے۔

لفظ ''غریب'' حدیث پاک سے لیا گیا ہے۔ بدء الاسلام غریبا، اسلام کا آغاز ہوا تو اسے عجیب سمجھا گیا، وہ ان کے لئے نرالا اور اجنبی تھا۔ جب دور اول گزر گیا تو دُنیا داروں نے علمبردارانِ اسلام کو بھی ''اجنبی'' ہی سمجھا۔ حضرت شہنشاہ نقشبند قدس سرہٗ العزیز نے بڑے بلیغ انداز میں اشارہ فرمایا ہے۔

☆

(۹)

جُز صُحبتِ عاشقاں مستاں مپسند ‌ ‌ ‌ دِل در ہوسِ قومِ فرومایہ مبند
ہر طائفہ ات بجائے خویش کشند ‌ ‌ ‌ چغدت سوئے ویرانہ وطوطی سوئے قند

ترجمہ

''عاشقوں اور مستوں کی صحبت کے علاوہ کسی اور کی صحبت کو پسند و اختیار نہ کر۔ اپنے دِل کو کمینے لوگوں کی خواہش سے بند کر، کیونکہ ہر گروہ اپنی ہی طرف کھینچتا ہے، جیسے اُلّو، ویرانے کی طرف اور طوطی باغ و بہار کی طرف۔

حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ ''اے راہِ سلوک کے مسافر! تو صرف عاشقوں اور مستوں (جنہوں نے اپنی لو اللہ تعالیٰ عزوجل سے لگائی ہوئی ہے) کی مجلس و صحبت اختیار کر، کسی اور کے پاس نہ بیٹھ کیونکہ خسارہ میں رہے گا۔ اللہ والوں کے پاس بیٹھنے سے

Marfat.com

تجھے اللہ تعالیٰ سبحانہٗ کی محبت نصیب ہوگی۔

اپنے دِل میں کمینے اور دُنیا دار لوگوں کو جگہ نہ دے کیونکہ یہ لوگ اپنی کمینی اور گھٹیا حرکات وسکنات کی وجہ سے اس مرتبہ کے اہل نہیں ہیں، ان سے گریز و پرہیز ہی بہتر اور اولیٰ ہے۔ اگر تو عاشقوں اور نیک لوگوں کی محفل میں بیٹھے گا تو باخدا ہو جائے گا اور اگر ان کمینے لوگوں کی مجلس اختیار کرے گا تو تباہ و برباد ہو جائے گا۔

ہر گروہ، ہر جماعت اور ہر طائفہ دوسروں کو اپنی طرف راغب کرتا ہے، جس طرح اُلو کو ویرانہ پسند ہے تو وہ دوسروں کو بھی ویرانے میں لے جائے گا اور طوطے کو باغ و بہار سے محبت ہے، سو وہ لازماً دوسرے پرندوں کو گل و گلزار ہی کی طرف دعوت دے گا۔ لہٰذا تو سوچ سمجھ کر قدم رکھ تاکہ بعد میں پچھتانا نہ پڑے۔

حضرت فخر الدین عراقیؒ کہتے ہیں:

زمنزل گاہِ دُوناں رَخت بربند ورائے ہردوعالم جوئے منزل
بُروں کن از دِرُوں سودائے گیتی کزیں سودا بجز سودا چہ حاصل

ایک اردو شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

مانتا تھا سب کی تو یہ سب میرے ہمراہ تھے
اپنے دِل کی مان کر مَیں کس قدر تنہا ہوا

(☆)......(☆)

Marfat.com

(۱۷)

☆

حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ

بخارا (ازبکستان) ———— ○ ———— ۸۰۲ھ قصبہ چغانیاں (ماوراء النہر)

۱۴۰۰ء (بخارا، ازبکستان)

☆

﴿قطعۂ تاریخ وصال﴾

بالیقیں اللہ اس کی مغفرت فرمائے گا — جس کے دل میں ہے نہاں الفت علاء الدین کی

ہم رہے محروم ان کی دید سے صابرؔ مگر — "ہے عزیز جان اب تربت علاء الدین کی"

۱۴۰۰ء

(حضرت صابرؔ براری، کراچی)

☆

"مسیحا نفس خواجہ علاء الدین عطارؒ"

———— ۱۴۰۰ء ————

خواجہ علاء الدین فخرِ کاملاں — رخصت ہوئے دنیا سے بصد عز وشاں

فیض الامیں نے پوچھا جب سالِ وصال — آواز دی ہاتف نے "شمسِ عارفاں"

۸۰۲ھ

(حضرت صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی مدظلہٗ، گجرات)

☆

Marfat.com

حضرت خواجہ علاء الدین عطّار رحمتہ اللہ علیہ

☆

حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ، شہنشاہِ مشکل کشا حضرت خواجہ محمد بہاء الدین نقشبند بخاری قدس سرّہ العزیز کے خلیفہ اوّل، بھانجے، داماد اور نائب مطلق تھے۔ آپ کا اسم گرامی محمد بن محمد بخاری" تھا۔ بچپن ہی سے فقیری کی طرف مائل تھے۔ جب آپ کے والد گرامی خُلد آشیاں ہوئے تو آپ نے اُن کے ترکہ سے کوئی بھی چیز قبول نہ کی اور حالتِ تجرید میں بخارا کے ایک مدرسہ میں تحصیلِ علوم میں مشغول ہو گئے۔ خوردسالگی میں ہی بڑے صابر و شاکر اور عابد وزاہد تھے۔

☆

ایک دن حضرت حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ قصرِ عارفاں کے اُسی مدرسہ میں تشریف لے گئے جہاں آپ تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ آپ ایک حجرہ میں پھٹے پرانے بوریہ پر ایک اینٹ سرہانہ کی طرف رکھ کر مطالعہ میں مصروف و مشغول تھے۔ حضرت خواجہ نقشبند کی نورانی شکل وصورت دیکھ کر تعظیم وتکریم کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمہ نے آپ میں آثارِ ولایت و بزرگی دیکھ کر آپ سے فرمایا کہ:

"میری ایک بیٹی ہے جو آج ہی بالغ ہوئی ہے، اگر تم رشتہ قبول کر لو تو میں تمہاری اُس سے شادی کر دوں"۔

آپ نے عرض کیا کہ یہ اس کمترین کے لئے بڑا باعث اعزاز وسعادت ہے، لیکن میرے پاس دُنیاوی اسباب میں سے کچھ بھی نہیں، جس سے میں خرچہ کی ذمہ داریاں پوری کر سکوں۔ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میری بیٹی ہی تیرے لئے رزق ہے، تجھے غیب سے رزق ملتا رہے گا۔ چنانچہ نکاح کر دیا گیا۔

☆

جب طریقِ حق کی طلب وجستجو آپ کے دل میں پیدا و ہویدا ہوئی تو علوم رسمی وظاہری کا مطالعہ چھوڑ کر حضرت خواجہ نقشبند" کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور شرفِ بیعت سے مشرف ہوئے۔ حضرۃ خواجہ نقشبند" کی آپ پر نظرِ خاص اور نگاہِ لطف وکرم تھی۔ مجالس میں آپ کو اپنے پاس بٹھاتے اور بار بار آپ کی طرف متوجہ ہوتے۔ بعض محرموں نے حضرت خواجہ نقشبند

Marfat.com

علیہ الرحمہ سے اس کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے ارشاد کیا کہ:

''میں اِن کو اپنے پاس بٹھاتا ہوں تاکہ اِن کو بھیڑیا نہ کھا جائے، اِن کے نفس کا بھیڑیا گھات میں ہے، اس لئے ہر لحظہ ان کا حال دریافت کرتا رہتا ہوں''۔

چنانچہ حضرتِ خواجہ نقشبند کی توجہاتِ عالیہ اور عنایاتِ وافرہ سے آپ بہت جلد درجۂ کمال پر پہنچ گئے۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی حیاتِ مبارکہ ہی میں بہت سے طالبوں کی تربیت و اصلاح آپ کے سپرد کر دیتے تھے اور ارشاد فرماتے تھے کہ:

''علاء الدین نے ہمارا بوجھ ہلکا کر دیا ہے''۔

☆

آپ سے بہت سارے انوار و تجلیات وآثارِ ولایت بدرجۂ اُتم واکمل ظہور میں آئے اور آپ کے حسنِ تربیت اور صحبتِ مبارکہ کی برکت سے بہت سے طالب دوری اور نقصان کے درجہ سے قُرب وکمال کی پیشگاہ پر پہنچ گئے اور مرتبۂ کمال و تکمیل پر فائز و براجمان ہوئے۔ بعض بزرگوں سے سُننے میں آیا ہے کہ قدوۃ المحققین حضرت سیّد شریف جرجانیؒ جو آپ کے اصحاب میں سے تھے، بارہا فرمایا کرتے تھے کہ جب تک میں شیخ زین العابدین کی صحبت میں نہ پہنچا، رفض سے رہائی نہ پائی اور جب تک خواجہ علاء الدین عطارؒ کی صحبت سے مشرف نہ ہوا، میں نے خدا کو نہ پہچانا۔

تجھے معلوم ہے معالِ نظر، اہلِ نظر
لوحِ محفوظ کی تحریر مٹا دیتے ہیں

☆

حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ صاحب طریقۂ خاص ہیں، اُن کے طریقہ کو ''طریقۂ علائیہ'' کہتے ہیں۔ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز اپنے مکتوب گرامی ۲۹۰ دفتر اوّل میں فرماتے ہیں کہ:

''تو اس طریقہ (نقشبندیہ) کا مُبداء حضرت خواجہ نقشبندؒ ہیں اور وہ معیّتِ ذاتیہ کے راستے سے اُبھرتا ہے، اور وہ جذبہ حضرت خواجہؒ سے اُن کے خلیفۂ اوّل خواجہ علاء الدینؒ کو پہنچا۔ اور چونکہ آپ اپنے وقت کے ''قطب ارشاد'' تھے، اس لئے آپ نے بھی اس قسم کے جذبہ کے حصول کے لئے ایک طریقہ وضع فرمایا اور وہ طریقہ آپ کے خانوادہ کے خلفاء میں ''طریقۂ علائیہ'' کے نام سے مشہور ہے۔ بلاشبہ یہ طریقہ کثیر البرکت ہے اور اس طریقہ کا تھوڑا حصہ بھی دوسروں

Marfat.com

کے بہت سے طریقوں سے زیادہ نافع ہے۔"

☆

آپ کا فیض باطنی اس قدر تھا کہ حضرت خواجہ نقشبندؒ کی رحلت کے بعد تمام اصحاب نے آپ سے استفادہ کیا۔ یہاں تک کہ حضرت خواجہ محمد پارساؒ نے بھی آپ سے بیعت کی، حالانکہ اُن کے بارے میں حضرت خواجہ نقشبندؒ نے فرمایا تھا کہ:

"جو مجھے دیکھنا چاہے، وہ محمد پارسا کو دیکھے"۔

☆

ایک روز علماء میں دیدارِ الٰہی کے ہونے نہ ہونے کی بابت مباحثہ ہوا اور سب نے بالاتفاق حضرت خواجہ علاء الدین عطارؒ کو فیصلہ کے لئے ثالث قرار دیا۔ حضرت نے منکرینِ دیدار سے فرمایا کہ تم تین روز تک باوضو ہماری صحبت میں رہو۔ اُنہوں نے حسبِ ارشاد تعمیل کی۔ تیسرے روز اُن میں ایسی کیفیت ظاہر ہوئی کہ بیخود ہو گئے۔ نہ معلوم اِس حال میں انہوں نے کیا دیکھا، جس کی بنا پر وہ ہوش میں آنے کے بعد نیاز مندی کرنے لگے اور کہا کہ ہم کو یقین ہو گیا ہے کہ "رویت حق ہے"۔

☆

آپ فرمایا کرتے تھے کہ مزاراتِ مشائخ سے کسی کو اس قدر فیض حاصل ہوتا ہے، جس قدر اُس کے دِل میں صاحبِ مزار کے متعلق اعتقاد ہو۔ اہلِ قبور کی مثالیہ صورتوں کا مشاہدہ بمقابلہ اُن کی صفات کے پہچاننے کے، کم معتبر ہے۔ مزید ارشاد کیا کہ "اکابر اولیاء اللہ کے مزارات کی زیارت کے وقت بھی توجہ حق تعالیٰ (جل جلالہٗ) کی طرف ہونی چاہئے۔ اُن کی روح کو فقط وسیلہ سمجھے اور یہی حال مخلوقات کے ساتھ تواضع کرنے کا ہے کہ ہر چند ظاہرہ تواضع خلق کی جانب ہو لیکن درحقیقت اللہ عزوجل کے واسطے ہو۔

☆

حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ کشف و کرامت بزرگ تھے۔ آپ سے بے شمار کرامات کا ظہور ہوا۔ بطور تبرک چند ایک درج ذیل ہیں:

- آپ کے ایک مرید نے کسی عورت پر نظرِ بد ڈالی، جب آپ کے پاس پہنچا تو اور قسم کی باتیں کرتا رہا مگر اس بات کا ذکر نہ کیا۔ آپ نے اُسے غصہ کی نظر سے دیکھ کر فرمایا کہ:

"وہ بات کہو ورنہ مَیں خود بتا دوں گا"۔

Marfat.com

یہ سُن کر وہ شرمندہ ہوا اور اُس عورت کا ذکر بھی کر دیا۔

❖ آپ مرض الموت میں اپنے شیخ حضرت خواجہ نقشبندؒ کو اپنے پاس موجود دیکھتے، اُن سے باتیں کرتے اور اُن کی باتوں کو سنتے تھے۔

❖ آپ نے مرض الموت میں فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت، بشریت کے رسوم اور عادات کو مٹا دینے اور سُنّت کی عادت ڈالنے کے لئے تھی۔ تمام کاموں میں احتیاط اور عزیمت پر عمل کرو اور بزرگوں کی صحبت اختیار کرو۔ یہ باتیں کرتے کرتے بلند آواز سے کلمہ طیبہ پڑھنا شروع کیا اور اپنے خالقِ حقیقی کے سپرد اپنی جان کر دی۔ یہ ۲۰۔ ماہ رجب ۸۰۲ھ بمطابق ۱۷/ مارچ ۱۳۹۹ء کی تاریخ تھی، بدھ کا دن تھا۔ بعد نماز عشاء کا وقت۔ مزارِ مقدس قصبہ چغانیاں علاقہ بخارا/ ماوراءالنہر میں زیارت گاہِ خاص وعام ہے۔

زیارت گاہِ اہل عزم وہمت ہے لحد میری
کہ خاکِ راہ کو مَیں نے بتایا رازِ الوندی!

☆

آپ کے ارشاداتِ عالیہ تاریخِ تصوف کا عظیم سرمایہ ہیں، جن سے رُشد وہدایت کے چراغ تا قیامت روشن رہیں گے:

❖ ”اہل اللہ کی صحبت کا دوام عقلِ معاد کی زیادتی کا باعث ہوتا ہے“۔

❖ ”صحبت سُنّتِ مؤکدہ ہے۔ ہر روز یا ایک روز کے فاصلہ سے اولیاء اللہ کی صحبت میں رہنا چاہئے اور آدابِ صحبت کو ضرور ملحوظ رکھنا چاہئے“۔

❖ ”آدمی کی خاموشی تین صفتوں سے خالی نہیں ہونی چاہئے:

(۱) اس میں خطرات سے نگہداشت ہو،

(۲) دِل کے ذکر کا مطالبہ ہو،

(۳) ان حالات کا مشاہدہ ہو، جو دل میں گزرتے ہیں“۔

❖ ”ریاضت سے مقصود جسمانی تعلقات کی پوری نفی اور عالمِ اَرواح وعالمِ حقیقت کی طرف مکمل توجہ ہے“۔

❖ اللہ عزوجل کا مجاور ہونا، مخلوق کی مجاورت سے اعلیٰ واولیٰ ہے“۔

❖ جب ملک وملکوت، طالب سے پوشیدہ اور فراموش ہو جائے اور وہ سب کو بھول جائے تو یہ مرتبہ ”فنا“ کا ہے اور جب سالک کی ہستی بھی سالک سے پوشیدہ ہو جائے تو یہ مرتبہ ”فناءِ فنا“

Marfat.com

کا ہے"۔

- جب آدمی اپنے اندر "رضا" کی جانب میلان دیکھے تو اللہ تعالیٰ عزوجل کا شکر ادا کرے اور "رضا" کے برعکس میلان ہو تو تضرع اور زاری کرے اور استغناء کی صفت سے ڈرے"۔
- اس زمانہ میں تجارت کے مقابلہ میں زراعت و باغبانی کے پیشے رزقِ حلال سے قریب تر ہیں"۔
- اپنے آپ سے "غیب" اور حق سبحانہٗ کے ساتھ "حضور" بقدرِ عشق ہوتا ہے اور افراطِ محبت کا نتیجہ ہوتا ہے۔ "عشق" جس قدر زیادہ ہوتا ہے، اُسی قدر عاشق کو اپنے آپ سے "غیبت" اور معشوق کے ساتھ "حضور" زیادہ ہوتا ہے۔
- جباری کی صفت کے دیکھنے سے مقصود تضرّع وزاری اور توبہ وانابت (توبہ و عاجزی) کی صفت کا ظہور ہے، اور اس کی دید صحت کی نشانی، مناجات کی طرف مائل ہوتا ہے نہ کہ خرابات (بتخانہ) کی طرف۔

(☆)......(☆)

Marfat.com

(۱۸)

☆

حضرت خواجہ محمد یعقوب بن عثمان چرخی رحمتہ اللہ علیہ

چرخ (غزنی، افغانستان) ۷۶۲ھ ○ ۸۵۱ھ ہلفتو (اب گلستان) نزد دوشنبہ
۱۳۶۰ء ۱۴۴۷ء دارالحکومت تاجیکستان

☆

﴿قطعہ تاریخ وصال﴾

ہوئی آپ سے اس طرح آبیاری - مہک اٹھا ہے گلشنِ نقشبندی
ندا مجھ کو ہاتف نے دی ہے یہ صابرؔ کہ "مقصود عالم ہیں یعقوب چرخی"
۱۴۴۷ء

(حضرت صابر براریؒ، کراچی)

☆

"بدیع عصر یعقوب چرخی"
۱۴۴۷ء

یعقوب چرخی افتخار اولیاء مرقد ہے اُن کی مخزنِ نور وضیاء
فیضِ الامیں نے پوچھا جب سالِ وصال آئی ندا "یعقوب محبوبِ خدا"
۸۵۱ھ

(حضرت صاحبزادہ فیض الامین فاروقی مدظلہ، گجرات)

☆

Marfat.com

حضرت خواجہ محمد یعقوب بن عثمان چرخی رحمتہ اللہ علیہ

☆

حضرت خواجہ محمد یعقوب بن عثمان چرخی رحمتہ اللہ علیہ، خواجہ بزرگ شہنشاہ مشکل کشا حضرت خواجہ سیّد محمد بہاء الدین نقشبند بخاری رحمتہ اللہ الباری کے خصوصی مرید اور ارشد اصحاب میں ہیں۔ روحانی تکمیل چونکہ حضرت خواجہ علاء الدین عطار قدس سرّہ العزیز سے ہوئی، بدیں وجہ ان کے خلفاء میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت "علاقہ غزنی" (افغانستان) میں ۷۶۲ھ/۱۳۶۰ء میں ہوئی۔ پورا نام ونسب کچھ اس طرح سے ہے:

"خواجہ یعقوب بن عثمان بن محمود بن محمد بن محمود الغزنوی ثم الچرخوی السررزی المعروف بہ یعقوب چرخی۔ رحمتہ اللہ علیہم"۔

آپ نے تفسیر (تفسیر چرخی) میں کئی جگہوں پر اپنے والد گرامی قدس سرّہ السامی کا ذکر خیر کیا ہے، جس سے یہ بات عیاں و آشکارا ہوتی ہے کہ وہ ارباب علم و ادب اور تحقیق و مطالعہ کے گروہ سے تعلق رکھتے تھے اور ان کی پارسائی، پرہیزگاری اور اہلیت کے چرچے تھے۔ ان کے زہد و تقویٰ اور عبادت و ریاضت کا یہ حال تھا کہ ایک روز ہمسایے کے گھر سے پانی لائے، چونکہ پانی یتیم کے پیالہ میں تھا، بدیں وجہ نہ پیا۔

☆

حضرت خواجہ یعقوب چرخی نور اللہ مرقدہ، نے مندرجہ ذیل "رُباعی" اپنے والد بزرگوار سے پڑھی تھی:

جز فضلِ تُو راہ کے نماید مارا   جز جودِ تُو بندگی کہ شاید مارا
گر جملۂ ہر دو کون طاعت داریم   بے لطف تُو کار بر نیاید مارا

(ترجمہ: تیرے فضل کے بغیر کون ہماری رہنمائی کر سکتا ہے، تیرے کرم کے سوا ہماری بندگی کب قبول ہو سکتی ہے۔ ہم خواہ کتنی ہی عبادت کیوں نہ کر لیں، تیری مہربانی کے بغیر ہمارا کام نہیں بن سکتا)۔

☆

آپ نے جامع ہرات اور دیارِ مصر میں تعلیم حاصل کی۔ شیخ زین خوافیؒ آپ کے ہم درس اور ہم جماعت تھے اور آپ نے مولانا شہاب الدین سیرامیؒ (جو اپنے زمانے کے مشہور

Marfat.com

عالم تھے) سے تلمذ کیا اور فتویٰ کی اجازت علمائے بخارا سے پائی۔

☆

شہنشاہِ نقشبند خواجہ محمد بہاء الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضری سے پہلے آپ کو ان سے بہت عقیدت و محبت تھی۔ جب آپ اجازت فتویٰ حاصل کر کے واپس اپنے وطن مالوف "چرخ" جانے لگے تو ایک روز حضرت خواجہ نقشبندؒ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور نہایت عجز و انکسار کے ساتھ عرض گزار ہوئے:

"میری طرف توجہ فرمائیں"۔

حضرت خواجہ قدس سرہ العزیز نے ارشاد فرمایا:

"کیا اس وقت جبکہ تم سفر کی حالت میں ہو"؟

آپ نہایت عاجزی سے درخواست گزار ہوئے:

"میں آپ کی خدمت عالیہ میں رہنا چاہتا ہوں"۔

حضرت خواجہؒ نے فرمایا، "کیوں"؟ آپ نے عرض کیا:

"اس لیئے کہ آپ بزرگ ہیں اور عوام الناس میں مقبول ہیں"۔

حضرت خواجہؒ نے ارشاد کیا کہ:

"کوئی اچھی دلیل"؟ ممکن ہے کہ یہ قول شیطانی ہو"۔

آپ نے بڑے ادب و احترام سے عرض کیا:

"صحیح حدیث مبارک میں ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ (جل جلالہ) بندے کو اپنا دوست بنا لیتا ہے تو اس کی محبت اپنے بندوں کے دل میں ڈال دیتا ہے"۔

حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے تبسم فرماتے ہوئے ارشاد کیا:

"ما عزیزانیم"

ان کے یہ فرمانے سے آپ کا حال دگرگوں ہو گیا۔ کیونکہ اس واقعہ سے ایک ماہ قبل انہوں نے خواب میں دیکھا تھا کہ حضرت خواجہ نقشبندؒ ان سے فرماتے ہیں:

"مُریدانِ عزیزان شو"۔

آپ یہ خواب بھول چکے تھے۔ جب حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ: ما عزیزانیم"، تو آپ کو وہ خواب یاد آ گیا۔

Marfat.com

☆

اس کے بعد آپ نے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے التماس کی کہ میری طرف بھی توجہ فرمائیں۔

حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد کیا:

''ایک شخص نے حضرت عزیزاں علیہ الرحمۃ والرضوان سے توجہ طلب کی تو انہوں نے فرمایا کہ ''غیر توجہ میں نہیں رہتا، کوئی چیز ہمارے پاس رکھو تا کہ میں جب اسے دیکھوں تو تم یاد آ جاؤ''۔

پھر حضرت خواجہ نقشبند نے آپ سے فرمایا کہ:

''تمہارے پاس تو ایسی چیز نہیں کہ ہمارے پاس رکھ جاؤ، لہٰذا ہمارا ''کلاہ'' ساتھ لے جاؤ، جب اُسے دیکھ کر ہمیں یاد کرو گے تو ہمیں پاؤ گے اور اس کی برکت تمہارے خاندان میں رہے گی''۔

پھر فرمایا:

''اس سفر میں مولانا تاج الدین دشتی کولکیؒ سے ضرور ملنا کہ وہ ''ولی اللہ ہیں''۔

☆

اس پر آپ نے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت لی اور ''بخارا'' سے ''بلخ'' کی طرف گامزن ہو گئے۔ اتفاق سے انہیں کوئی ضرورت پیش آئی اور ایسا موقع آیا کہ وہ ''بلخ'' سے ''کولک'' کی طرف روانہ ہوئے اور اس سفر میں انہیں حضرت خواجہ نقشبند قدس سرّہٗ العزیز کا ارشاد یاد آیا، جس میں انہوں نے حضرت مولانا تاج الدین دشتیؒ کولکی سے ملاقات کرنے کے لئے فرمایا تھا۔

تلاش بسیار کے بعد آپ نے حضرت مولانا تاج الدین دشتیؒ کو پا لیا۔ اس ملاقات اور مولانا دشتیؒ کا جو تعلق خاطر اور رابطۂ محبت، حضرت خواجہ نقشبندؒ سے تھا، نے آپ کے دل پر اس قدر اثر کیا کہ وہ دوبارہ بخارا کی طرف چل پڑے اور ارادہ کیا کہ وہاں جا کر حضرت شہنشاہ مشکل کشا خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ اقدس پر سعادت بیعت حاصل کریں گے۔

☆

''بخارا'' میں ایک ''مجذوب'' رہتے تھے جن سے آپ (یعنی خواجہ یعقوب چرخیؒ) کو

Marfat.com

بڑی عقیدت ومحبت تھی۔آپ نے ان کو سر راہ بیٹھے دیکھا تو ان سے پوچھا:

''کیا میں حضرت خواجہ نقشبند کی خدمت بابرکت میں جاؤں''؟

انہوں نے کہا کہ ''جلدی جاؤ''۔اس مجذوب نے اپنے سامنے زمین پر بہت سی لکیریں کھینچیں۔ آپ نے اپنے دل میں خیال کیا کہ میں ان لکیروں کو گنتا ہوں، اگر مفرد ہوئیں تو میرے ارادے کی دلیل ہوں گی کیونکہ: ''اِنَّ فَرد وَّ یُحِبُّ الفَرد''۔ (خداوند قدوس ایک ہے اور ایک کو پسند کرتا ہے، چنانچہ لکیروں کو گنا تو وہ مفرد تھیں۔)

☆

آپ کا اشتیاق اس واقعہ کے بعد مزید بڑھا کہ وہ حضرت خواجہ نقشبندؒ کی خدمت بابرکت میں جائیں اور ان کے مریدوں میں شامل ہوکر ان کی نظر التفات سے معمور ومشرف ہوں۔اللہ تعالیٰ عزوجل نے آپ کو ہدایت نصیب فرمائی اور آپ کو یقین کامل ہوگیا کہ حضرت خواجہ نقشبند کامل ومکمل ''ولی اللہ'' ہیں۔غیبی اشاروں اور واقعات کے بعد آپ نے قرآن مجید فرقان حمید سے فال نکالی تو یہ آیت سامنے آئی:

اولئک الذین ھدی اللّٰہ فبھدھم اقتدہ (سورہ انعام:۹۱)	''یہ وہ لوگ ہیں، جن کو اللہ جل شانہٗ نے ہدایت دی، پس تو اُن کی ہدایت کی پیروی کر''۔

☆

شام کے وقت آپ اپنے مسکن فتح آباد میں حضرت شیخ سیف الدین الباخرزی کے مزار مقدس کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھے تھے کہ اچانک قبول الٰہی کا ایک قاصد آپہنچا اور ان کے دل میں باطنی بے قراری اور بے چینی پیدا ہوئی، اسی وقت حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ العزیز کے آستانہ کی طرف چل پڑے۔جب حضرت خواجہؒ کی اقامت گاہ اور خانقاہِ ''قصرِ عارفاں'' (حضرت خواجہؒ کی ولادت با سعادت سے قبل اس موضع کا نام ''کوشک ہندواں'' تھا) پہنچے تو حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ سر راہ ان کے منتظر تھے اور آپ سے بڑے لطف واحسان اور شفقت ومحبت سے پیش آئے۔

یوں بلاتے ہیں کوچۂ جاناں والے
ادھر آ او چاک گریباں والے

نماز کے بعد آپ نے حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمہ کی خدمت بابرکت میں درخواست کی کہ آپ ازراہ لطف وکرم مجھے اپنے حلقۂ ارادت میں شامل فرما کر اپنی غلامی کا شرف بخشیں۔

Marfat.com

حضرت خواجہ نے ارشاد فرمایا کہ حدیث شریف میں ہے کہ:

''علم دو ہیں۔ایک ''قلب'' کا علم جو نفع بخش ہے اور یہ نبیوںؑ اور رسولوںؑ کا علم ہے۔دوسرا ''زبان'' کا علم اور یہ بنی آدمؑ پر حجت ہے۔

''امید ہے کہ علم باطن سے تمہیں کچھ نصیب ہوگا''۔

☆

پھر فرمایا کہ حدیث شریف میں آیا ہے:

''جب تم اہل صدق کی صحبت میں بیٹھو تو ان کے پاس صدق سے بیٹھو، کیونکہ وہ دلوں کے بھید جانتے ہیں، وہ تمہارے دلوں میں داخل ہو جاتے ہیں اور تمہارے ارادوں اور نیتوں کو دیکھ لیتے ہیں''۔

☆

''اور ہم مامور ہیں، ہم خود کسی کو قبول نہیں کرتے، آج رات دیکھیں گے کہ کیا اشارہ ہوتا ہے، اسی پر ہی عمل کیا جائے گا۔اور اگر انہوں نے تجھے قبول کیا تو ہم بھی قبول کر لیں گے''۔

☆

یہ رات آپ پر بڑی بھاری تھی، آپ کو یہ غم کھائے جا رہا تھا کہ شاید حضرت خواجہؒ مجھے قبول نہ کریں۔اگلے روز آپ نے نماز فجر حضرت خواجہ نقشبندؒ کی اقتداء میں ادا کی۔نماز کے بعد حضرت خواجہ قدس سرّہ العزیز نے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا:

''مبارک ہو، اشارہ قبول کرنے کا آیا ہے، ہم کسی کو قبول نہیں کرتے اور اگر قبول کریں تو دیر سے کرتے ہیں تاکہ دیکھیں کہ کوئی کس نیت سے آتا ہے اور کس وقت آتا ہے''۔

☆

اس کے بعد حضرت خواجہ نقشبندؒ نے اپنے مشائخ کا سلسلۂ طریقت حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمتہ اللہ علیہ تک بیان فرمایا اور پھر آپ کو ''وقوف عددی'' میں مشغول کیا اور فرمایا:

Marfat.com

''یہ علم لدنی کا پہلا سبق ہے، جو حضرت خواجہ خضر علیہ السلام نے
حضرت خواجہ بزرگ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کو پڑھایا تھا''۔

☆

شرف بیعت حاصل کرنے کے بعد آپ ایک عرصہ تک حضرت خواجہ نقشبند کی خدمتِ عالیہ میں رہے اور اس دوران حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ سے تکمیل تعلیم و تربیت کرتے رہے۔ پھر حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو بخارا سے جانے کی اجازت مرحمت فرمائی اور بوقت رخصت ارشاد فرمایا:

ہم سے جو کچھ تمہیں ملا ہے، اس کو بندگان خدا تک پہنچاؤ تا کہ
سعادت کا موجب بنے''۔

''پھر تین بار فرمایا: ''ترا بخدا سپردیم''۔ (ہم نے تجھے خداوند
قدوس کے سپرد کیا۔)

اور ساتھ ہی اشارۃً حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی پیروی کرنے کا حکم فرمایا۔

☆

اس سپرد کرنے سے آپ کی امید بندھ گئی۔ کیونکہ حدیث مبارکہ میں ہے:

''جب کوئی چیز اللہ تعالیٰ عزوجل کے حوالے کی جاتی ہے، تو اللہ
تعالیٰ جل شانہ اس کی حفاظت فرماتا ہے''۔

جب آپ بخارا شریف سے ''شہر کش'' (اصفہان یا ماوراء النہر کا ایک گاؤں) میں پہنچے اور کچھ عرصہ وہاں مقیم رہے تو اسی اثناء میں حضرت خواجۂ خواجگان خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پر ملال کی خبر ملی۔ آپ کو بہت صدمہ، غم اور رنج پہنچا اور ساتھ ہی ساتھ یہ خوف بھی دامنگیر ہوا کہ مبادا طبیعت کا دنیا کی طرف میلان ہو جائے اور طلب راہ سلوک کی خواہش نہ رہے۔ فوراً حضرت خواجہ نقشبندؒ کی روح مبارک کو دیکھا، تو انہوں نے حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ کا تذکرہ کیا اور قرآن کریم فرقانِ حمید کی یہ آیت پڑھی:

وما محمد الا رسول ج قد خلت من قبله الرسل ط افائن مات او قتل انقلبتم (آل عمران: ۱۴۴)	''اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو ایک رسولؐ ہیں، اُن سے پہلے بہت رسول ہو چکے۔ تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید کر دیئے جائیں، تم اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے''؟

Marfat.com

☆

چونکہ آپ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ العزیز کی صحبت مبارک سے محروم ہو گئے تھے ،لہٰذا خیال ہوا کہ درویشوں کے کسی دوسرے گروہ سے جا ملیں اور ان کے طریقہ عالیہ میں مشغول و مصروف ہو جائیں۔ پھر آپ نے عالم روحانی میں حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ فرماتے ہیں:

"قال زید بن الحارثہ الدین واحد" "فرمایا، زید بن حارثہ نے کہ دین ایک ہی ہے"۔

اس سے آپ سمجھ گئے کہ کسی اور طرف جانے کی اجازت نہیں ہے۔ حضرت خواجہ نقشبندؒ نے صحابہ کرامؓ میں سے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تخصیص اس لیے فرمائی کہ حضرت زیدؓ، حضور سیدِ عالم علیہ التحیۃ والثناء کے "منہ بولے بیٹے" تھے اور چونکہ ہمارے حضرات خواجگان قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم، طالبوں کو اپنی فرزندی میں قبول فرماتے ہیں، پس ان کے اصحاب یعنی مریدین ان کے منہ بولے بیٹے ہوتے ہیں۔

☆

اس کے بعد ایک دفعہ پھر آپ نے حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ العزیز کو عالم روحانی میں دیکھا تو ان سے دریافت کیا کہ میں کون سا عمل کروں، جس کے ہونے سے آپ کو قیامت میں پالوں۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ:

"شریعت محمدیؐ پر عمل کرنے سے"۔

ان تین بشارتوں سے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد کی طرف اشارہ ہوا۔ عالم حیات میں فرمایا کرتے تھے کہ:

"ہم نے جو کچھ پایا وہ بفضلِ الٰہی:

(۱) قرآن و حدیث پر عمل کرنے سے اور اس عمل سے نتیجہ طلب کرنے سے،

(۲) تقویٰ و حدودِ شرعیہ کی رعایت ملحوظ رکھنے سے اور عزیمت پر سے،

(۳) طریقہ اہلسنت و جماعت پر چلنے سے اور بدعت سے پرہیز کرنے سے پایا"۔

☆

کچھ عرصہ موضع "کش" میں قیام کرنے کے بعد آپ بدخشاں چلے گئے۔ یہاں پہنچنے پر آپ کو "چغانیاں" سے حضرت خواجہ علاء الدین عطار قدس سرہ العزیز کا "مکتوب گرامی" ملا، جس میں انہوں نے آپ کو اپنی "متابعت" کا اشارہ کیا۔ آپ "چغانیاں" کو روانہ ہو گئے اور

Marfat.com

حضرت خواجہ عطار رحمتہ اللہ علیہ کی صحبت و بابرکت کا شرف حاصل کیا۔ چند برس تک اُن کی صحبت مبارک میں رہے۔ حضرت خواجہ عطار علیہ الرحمہ آپ پر بے حد لطف و کرم اور نگاہ عنایت فرماتے تھے

تیرے در سے ہی ملا میری زندگی کو جینا
ہوا قلب میرا روشن جب نظر تو نے ڈالی

☆

حضرت خواجہ علاء الدین عطار نور اللہ مرقدہ نے ۸۰۲ھ/۱۴۰۰ء اس فانی دنیا سے باقی دنیا کی طرف انتقال فرمایا۔ تو اس کے بعد حضرت خواجہ محمد یعقوب چرخی رحمتہ اللہ علیہ، ''چغانیاں'' سے واپس ''حصار'' تشریف لے آئے اور حضرت خواجہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ کے اس ارشاد گرامی کی تعمیل کرنا چاہی کہ:

''جو کچھ ہم سے تمہیں پہنچا ہے، اُسے بندگان خدا تک پہنچا دینا اور مناسب حال حاضرین کو بطریق خطاب اور غائبین کو بذریعہ خط و کتابت تبلیغ کرنا''۔

ہر چند آپ، اپنے آپ کو اس کام کا اہل نہیں سمجھتے تھے مگر فرمانِ شیخ اور ارشادِ شیخ کی تعمیل کیلئے تبلیغ اور سلسلہ عالیہ کی ترویج کا کام شروع کر دیا۔

نگاہ ناز جسے آشنائے راز کرے
وہ اپنی خوبیٔ قسمت پہ کیوں نہ ناز کرے

☆

اگرچہ آپ کی ظاہری بیعت حضرت خواجہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ سے تھی مگر آپ کی تکمیل حضرت خواجہ علاء الدین عطار نور اللہ مرقدہٗ سے ہوئی۔ اس طرح آپ کو دو مقدس ہستیوں سے فیض پہنچا۔ آپ کو علوم ظاہری و باطنی اور خفی و جلی میں مہارت تامہ اور شہرت عامہ حاصل تھی، آپ نابغۂ روزگار، عبقری عصر، اعلیٰ درجے کے محقق اور مفسر تھے۔ آپ نے قرآن پاک کی تفسیر بھی تصنیف فرمائی ہے جو تصوف کے رنگ میں رنگی ہوئی ہے۔ آپ نے اس میں ''اسرار و معارف'' کے دریا بہا دیئے ہیں۔

علم آں باشد کہ جاں زندہ کند
مرد را باقی پائندہ کند

Marfat.com

☆

آپ صاحب تصنیف بزرگ تھے، آپ کی جن تصانیف کا علم ہو سکا وہ درج ذیل ہیں:

(۱) "تفسیر یعقوب چرخی":

اس میں "تسمیہ" تعوذ اور "سورہ فاتحہ" کے علاوہ آخری دو پاروں کی تفسیر موجود ہے۔ بڑی عمدہ اعلیٰ اور نادر تفسیر ہے۔ یہ ۸۵۱ھ/۱۴۴۷ء میں مکمل ہوئی۔ کئی بار زیور طباعت سے آراستہ و پیراستہ ہوئی۔ ۱۳۰۸ھ/۱۸۹۱ء میں لکھنو سے چھپی اور ایک بار حاجی عبد الغفار و پسران تاجران کتب ارگ بازار قندھار (افغانستان) نے ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء میں مطبع اسلامیہ اسٹیم پریس لاہور سے چھاپا ہے۔ اب ضیاء القرآن پبلی کیشنز داتا گنج بخش روڈ لاہور نے اردو ترجمہ کے ساتھ چھاپ کر اہل اردو پر احسان عظیم کیا ہے۔

(۲) "رسالہ نائیہ":۔

اس کا موضوع "شرح دیباچہ مثنوی معنوی" (مثنوی مولانا رومؒ) ہے۔

(۳) "رسالہ انسیہ":۔

یہ رسالہ تبصحیح جناب اعجاز احمد بدایونیؒ ("مجموعہ رسائل حضرات نقشبند" میں (صفحہ ۱۵ تا ۳۷ مطبع مجتبائی دہلی سے ۱۳۱۲ ہجری میں چھپ چکا ہے۔ ۱۹۸۱ء میں علامہ اقبال احمد فاروقیؒ ناظم مکتبہ نبویہ داتا گنج بخشؒ روڈ لاہور نے "رسائل نقشبندیہ" کا اُردو ترجمہ شائع کیا تو صفحہ ۸۵ تا ۱۲۶ پر "رسالہ انسیہ" شامل کر دیا۔ ۱۹۸۳ء میں یہ رسالہ تصحیح و ترجمہ و مقدمہ جناب محمد نذیر رانجھا، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد نے مکتبہ دائرہ ادبیات ڈیرہ اسمٰعیل خاں (صوبہ سرحد) کے اشتراک سے چھاپا۔ ہمارے پیش نظر آخری دونوں ایڈیشن ہیں۔ رسالہ درج ذیل فصول پر مشتمل ہے۔ (۱) "فضلیتِ دوامِ وضو" (۲) "ذکرِ خفی" (۳) "نفلی نمازیں" (۴) خاتمہ" بعض فوائد جو مصنف کو حضرت شہنشاہِ طریقت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے خلیفۂ اجل حضرت خواجہ علاء الدین عطار علیہ الرحمہ سے پہنچے۔

(۴) "شرح رُباعی ابوسعید ابی الخیرؒ":۔

(مطبوعہ) کے متعلق معلوم نہیں ہوا۔ کتابخانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد کے مجموعہ "۱۴ رسائل خطی" میں اس کا ایک قلمی نسخہ (ص ۱۵۴ تا ۱۶۱) موجود ہے۔ اس کا نمبر ۴۴۸۴ ہے۔ کاتب نے آخر میں اس کا نام "جمالیہ" لکھا ہے۔ اس مجموعہ کے

Marfat.com

گیارہویں رسالے کے آخر میں تاریخ کتابت ۱۱۰۰ھ درج ہے اور تمام مجموعہ ایک خط میں تحریر ہے۔

(۵) ''رسالہ ابدالیہ'':۔

اس کا موضوع ''اثباتِ وجودِ اولیاء اور اُن کے مراتب'' ہے۔ اس کا اُردو میں ترجمہ پہلی بار جناب محمد نذیر رانجھا نے کیا ہے، جو اپریل ۱۹۷۸ء میں اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور کی جانب سے چھپ چکا ہے، نیز موصوف ہی کا تصحیح کردہ فارسی متن مرکز تحقیقاتِ فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد نے جون ۱۹۷۸ء میں شائع کیا ہے۔ ہمارے پیش نظر دونوں ایڈیشن ہیں۔

(۶) ''شرح اسماء اللہ'':۔

اس کے دیباچے میں آپ نے لکھا ہے کہ اس سے پہلے 'علمائے طریقت'' نے 'اسماء اللہ'' کی عربی و فارسی میں متعدد شروح لکھی ہیں، مَیں نے اُن کے فوائد فارسی میں اکٹھے کیے ہیں تاکہ خاص و عام کو اس سے فائدہ پہنچے۔

(۷) ''قرآن شریف کا تاجک زبان میں ترجمہ'':۔

تاجک زبان میں سب سے پہلے قرآن حکیم کا ترجمہ پانچ چھ سو سال قبل کیا گیا تھا، جو آپ (خواجہ یعقوب چرخیؒ) نے کیا تھا۔ ۱۹۸۲ء میں سوویت تاجکستان کے دارالحکومت ''دوشنبہ'' کے نواح میں واقع ایک مسجد کو اُن کا نام دیا گیا ہے۔

(۸) ''رسالہ دربارۂ اصحاب و علامات قیامت'':۔

بخطِ نستعلیق ۱۳ویں صدی ہجری، کاتب محمد بن واملا آدنیہ خواجہ التیر خانی سرای، زیرنظر محمد تقی دانش پژدہ، تہران (ایران) میں موجود ہے۔

☆

آپ کے اقوالِ زرّیں مندرجہ ذیل ہیں:۔

- درویش کے لئے سوائے لقائے مولیٰ، کوئی چیز مطلوب نہیں ہونی چاہئے تاکہ رب تعالیٰ جل شانہٗ کے انوار و تجلیات کا کماحقہٗ مشاہدہ کر سکے۔
- صادق اور عاشق لوگوں کی صحبت اختیار کرو تاکہ تم بھی ویسے ہو جاؤ۔

صحبت مردانت ازمرداں کند ابر گریاں باغ را خندہ کند
با عاشقاں نشیں ہم عاشقی گزیں باآنکہ نیست عاشق یکدم مشو قریں

Marfat.com

❁ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا تھا کہ:

"تیرا ہاتھ ہمارا ہاتھ ہے، جس کسی نے تیرا ہاتھ پکڑا، اُس نے ہمارے ہاتھ کو پکڑا"۔

❁ اس سے جوڑ جو تجھ سے قطع تعلق کرے اور کٹے۔

❁ بندہ کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل کے ناموں سے ہر نام سے اپنا خاص حصہ حاصل کرے اور اس پر عمل کرے تاکہ اسم الٰہی (جل شانہٗ) کا مظہر بن جائے۔

❁ علم دو طرح کا ہے۔ پہلا علم قلب۔ یہ علم نفع دیتا ہے اور یہ نبیوںؑ اور مرسلوںؑ کا علم ہے۔ اور دوسرا علم زبان۔ یہ اللہ تعالیٰ سبحانہٗ کی حُجت ہے، آدمؑ کی اولاد پر۔

❁ آپ یہ دُعا مانگا کرتے تھے کہ "یا اللہ! میں تو ذرّہ بھر زادِ راہ نہیں رکھتا، بجز لاتقنطو امن رحمة اللہ، کے کوئی سہارا نہیں۔ اے پروردگار! ہمیں محروم لوگوں میں سے نہ فرما بلکہ اپنی چادرِ رحمت سے ڈھانپ لے۔ (آمین)

❁ ظاہری استقامت، حدودِ شرعیہ کی رعایت کرنا ہے جبکہ باطنی استقامت، ماسوا اللہ کی نفی کرنا ہے۔

❁ اہلِ معرفت نے استقامت کی تین اقسام بیان فرمائی ہیں:

(۱) استقامتِ اقوال:۔ یہ ہے کہ بندۂ مومن کے اقوال شریعتِ مطہرہ کے موافق ہوں۔

(۲) استقامتِ افعال:۔ یہ ہے کہ بندۂ مومن کے افعال سُنّت و شریعت کے مطابق ہوں۔

(۳) استقامتِ احوال:۔ یہ ہے کہ سالک و عارف کے احوال اولیاء کاملین اور علماء راسخین کے اقوال کے مطابق ہوں۔

(☆)......(☆)

Marfat.com

(۱۹)

☆

حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار رحمتہ اللہ علیہ

یاغستان نزد تاشقند (ازبکستان)	۸۰۶ھ / ۱۴۰۴ء	۸۹۵ھ / ۱۴۹۰ء	شہر سمرقند (ازبکستان)

☆

﴿قطعہ تاریخ وصال﴾

ناصر الدین خواجۂ احرار — تھے مشائخ میں کامل و یکتا
خلق کے آج بھی ہیں فیض رساں — "شیخ والا منش عبید اللہ"

۱۴۹۰ء

(حضرت صابر براری، کراچی)

☆

"محبوبِ حبیبِ کبریا خواجہ عبید اللہ احرارؒ"

۱۴۹۰ء

زیب جنت عبید اللہ احرار ہیں — تھے وہ پاکیزہ باطن خجستہ سرشت
پوچھا فیض الامیں نے جو سالِ وصال — بولا ہاتف "عبید اللہ اہل بہشت"

۸۹۵ھ

(حضرت صاحبزادہ فیض الامین فاروقی مدظلہ، گجرات)

☆

Marfat.com

حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ

☆

زد بجہان نوبتِ شاہنشہی کوکبۂ فقر عبیداللّٰہی
آنکہ از حریتِ فقر آگہ است خواجۂ احرار عبیداللہ است
(مولانا جامیؒ)

☆

آپ کا نام نامی اسم گرامی عبید اللہ ہے اور لقب ناصر الدین ہے، کیونکہ آپ کی ذاتِ والا صفات سے دینِ واسلام کو نصرت، مدد اور تقویت پہنچی۔ "احرار" بھی آپ کا لقب ہے جو دراصل "خواجہ احرار" ہے، اور آپ "خواجہ احرار کے نام سے زیادہ تر معروف ہیں۔ اس لقب میں آپ کی بڑی منقبت ہے کیونکہ اہل اللہ کے نزدیک "حُر" (احرار کا واحد) اُسے کہتے ہیں، جو عبودیّت کی حدود بدرجۂ کمال قائم کرے اور اغیار کی غلامی و ماتحتی سے نکل جائے۔ مولانا عبدالرحمٰن جامیؔ قدس سرہٗ السامی نے آپ کی تعریف و مدحت میں ارشاد کیا ہے ۔

"امانت دار اُو یعقوب چرخی"

☆

آپ کی ولادت باسعادت باغستان، مضافاتِ تاشقند میں ماہِ رمضان المبارک ۸۰۶ھ/ مارچ ۱۴۰۴ء میں ہوئی۔ مادۂ تاریخ ولادت "تاج عارفاں" (۸۰۶ھ) ہے۔ والد ماجد کا اسم گرامی حضرت خواجہ محمود بن حضرت مولانا شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ آپ حضرت خواجہ محمد عبدالباقی بغدادی قدس سرہٗ العزیز کی اولاد امجاد سے ہیں۔ مادر زاد ولی تھے۔ والدہ ماجدہ حضرت شیخ عمر باغستانی کی اولاد میں سے تھیں اور حضرت خواجہ محمود شاشی علیہ الرحمہ کی دختر نیک اختر تھیں، جن کا سلسلۂ نسب سولہ (۱۶) واسطوں سے حضرت عبداللہ بن سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔

☆

ولادت کے بعد چالیس دن تک جو کہ ایام نفاس ہیں، آپ نے اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ نہ پیا۔ جب اُنہوں نے نفاس سے پاک وصاف ہو کر غسل کیا تو پینا شروع کر دیا۔ بچپن ہی سے آثارِ رُشد وہدایت اور انوارِ قبول وعنایت الٰہی آپ کی مبارک پیشانی سے ہویدا تھے۔ تین چار

Marfat.com

سال کی عمر سے نسبتِ آگاہی بحق سبحانہ وتعالیٰ حاصل تھی۔ آپ کے جدّ امجد حضرت خواجہ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ جو کہ قطبِ وقت تھے، کا جب وقت اخیر ہوا تو اپنے پوتوں کو الوداع کہنے کے لئے بلایا۔ خواجہ احرار اُس وقت بہت کم سن تھے، جب جدِّ امجد کے حضور حاضر ہوئے تو وہ اُن کو دیکھ کر تعظیم وتکریم کے لئے کھڑے ہو گئے اور پھر اپنی گود مبارک میں لے کر فرمایا:

"اِس فرزند کے بارے میں مجھ کو بشارت نبویؐ ہے کہ یہ پیر عالمگیر ہوگا اور اس سے شریعت وطریقت کو رونق حاصل ہوگی"۔

☆

آپ بچپن ہی سے مشائخ کے مزارات عالیہ پر حاضر ہوتے تھے، جب سنِ بلوغت کو پہنچے تو تاشقند سے مزارات کی گشت کرآتے۔ آپ کے ماموں خواجہ ابراہیمؒ کو آپ کی تعلیم کا بڑا خیال تھا، وہ آپ کو تاشقند سے سمرقند لے گئے، مگر شغلِ باطنی کا غلبہ علمِ ظاہری کی تحصیل سے مانع رہا۔

☆

خواجہ فضل اللہ ابو اللیثیؒ (جو سمرقند کے اکابر علماء میں سے تھے) فرماتے ہیں کہ ہم خواجہ عبید اللہ احرارؒ کے کمالِ باطن کو نہیں جانتے مگر اتنا جانتے ہیں کہ انہوں نے بحسب ظاہر علومِ رسمی سے بہت کم پڑھا ہے اور ایسا دن کم ہوگا کہ وہ "تفسیر قاضی بیضاوی" میں ہمارے سامنے کوئی شُبہ (شک، گمان) پیش کریں اور ہم سب اُس کے حل سے عاجز نہ آئے ہوں۔ بائیس (۲۲) برس کی عمر سے انتیس (۲۹) برس کی عمر تک آپ سفر ہی میں رہے، اور اس دوران میں آپؒ کو لاتعداد مشائخِ زمانہ کی خدمت بابرکت میں حاضری کا موقعہ میسّر آیا۔ چنانچہ سمرقند میں اکثر وبیشتر مولانا نظام الدینؒ خلیفۂ ارشد حضرت خواجہ علاء الدین عطار قدس سرہٗ العزیز کی صحبتِ عالیہ میں حاضر رہے۔ آپ کی تشریف آوری سے ایک روز قبل مولانا علیہ الرحمہ نے "مراقبہ" کے بعد نعرہ مارا۔ جب سبب دریافت کیا گیا تو فرمایا:

"مشرق کی طرف سے ایک شخص نمودار ہوا ہے، جس کا نام عبید اللہ احرار ہے اور اس نے تمام روئے زمین کو اپنی روحانیت میں لے لیا ہے اور وہ عجیب بزرگ شخص ہے"۔

سمرقند کے قیام کے دوران ایک روز آپ، حضرت مولانا کے ہاں سے نکلے تو ایک بزرگ نے

Marfat.com

پوچھا کہ یہ جوانِ رعنا کون ہے؟ مولانا نے فرمایا:

"یہ خواجہ عبیداللہ احرار ہیں، عنقریب دُنیا کے سلاطین اِن کے دَر کے گدا ہوں گے"۔

☆

سمرقند ہی میں آپ، حضرت سیّد قاسم تبریزیؒ کی صحبت سے مشرف ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد آپ وہاں سے بخارا کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک ہفتہ حضرت شیخ سراج الدین کلال پرمسیؒ (پرمس قصبہ وابکنی کے نواحی دیہات میں سے ہے، جو بخارا سے بیس کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے) خلیفۂ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ العزیز کی صحبت مبارک میں رہے۔ بخارا پہنچ کر مولانا حسام الدین شاشیؒ کی زیارت کی، جو سیّد امیر حمزہ بن حضرت سیّد امیر کلال قدس سرہما کے خلیفۂ اوّل تھے۔ شہنشاہِ مشکل کشا حضرت خواجہ سیّد محمد بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ ارشد خواجہ علاء الدین غجدوانیؒ کی خدمت اقدس میں بھی بہت دفعہ حاضر ہوئے۔ بعدازاں آپ نے خراسان کا سفر اختیار کیا اور مَرو کے راستے ہرات میں آئے۔ ہرات میں آپ نے چار سال قیام کیا۔ اس عرصہ میں آپ اکثر سیّد قاسم تبریزیؒ اور شیخ بہاء الدین عمر قدس سرہما کی صحبت میں رہے اور کبھی کبھی شیخ زین الدین خوافی قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوتے۔

☆

ہرات میں آپ نے ایک سوداگر سے حضرت خواجہ یعقوب چرخیؒ کے فضائل سُنے۔ اس لئے وہاں سے اُن کی صحبت کی نیت سے "بلخ" کے راستے "حصار" کی طرف متوجہ ہوئے۔ بلخ میں مولانا حسام الدین پارساؒ خلیفۂ اجل خواجہ علاء الدین عطار قدس سرہما کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہاں سے حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس کی زیارت کے لئے چغانیاں تشریف لے گئے اور چغانیاں سے ہلفتو، مولانا یعقوب چرخیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے، جس کا قصہ آپ خود یوں بیان فرماتے ہیں:۔

"جب میں ولایتِ چغانیاں پہنچا تو بیمار ہو گیا اور بیس روز تپ لرزہ آتا رہا۔ اس عرصہ میں نواحِ چغانیاں کے بعض لوگوں نے حضرت مولانا خواجہ یعقوب چرخیؒ کی بہت غیبت (بدگوئی، برائی) کی، بیماری کے دنوں میں ایسی پریشان باتوں کے سننے سے حضرت خواجہ چرخیؒ کی ملاقات کے ارادے

Marfat.com

میں بڑا فتور واقع ہوا۔ آخر کار مَیں نے اپنے دِل میں کہا کہ تو اس قدر دُور فاصلہ سے آیا ہے۔ لہٰذا اب یہ بات اچھی نہیں کہ تو اُن سے ملاقات نہ کرے۔ چنانچہ مَیں اُن کی خدمت میں پہنچا، وہ بڑی عنایت سے پیش آئے اور ہر طرح کی باتیں کیں۔ لیکن دوسرے روز جو مَیں اُن کی خدمت میں حاضر ہوا تو بہت غصے ہوئے اور سختی و درشتی سے پیش آئے۔ میرے دِل میں خیال آیا کہ اُن کے غصہ کا سبب غیبت کا سُننا اور تیرے ارادے میں فتور کا آنا ہوگا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ لُطف و کرم سے پیش آئے، اور بہت توجہ اور عنایت فرمائی۔ اور حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی ملاقات کا حال بیان فرما کر اپنا ہاتھ میری طرف بڑھایا اور کہا کہ بیعت کرو۔ چونکہ اُن کی پیشانی پر کچھ سفیدی مشابہ برص تھی جو طبیعت کی نفرت کا موجب وسبب ہوتی ہے۔ اس لئے میری طبیعت اُن کے ہاتھ پکڑنے کی طرف مائل نہ ہوئی۔ وہ میری کراہت کو سمجھ گئے اور جلدی اپنا ہاتھ ہٹا لیا اور صورت تبدیل کر کے ایسی خوب صورت (خوش شکل) اور شاندار لباس میں ظاہر ہوئے کہ میں بے اختیار ہو گیا۔ قریب تھا کہ بے خود ہو کر آپ سے لپٹ جاؤں، آپ نے دوسری دفعہ اپنا دستِ مبارک بڑھایا اور فرمایا کہ حضرت خواجہ محمد بہاء الدین نقشبند قدس سرہٗ العزیز نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا تھا کہ "تیرا ہاتھ ہمارا ہاتھ ہے۔ جس نے تمہارا ہاتھ پکڑا، اُس نے ہمارا ہاتھ پکڑا"۔ خواجہ محمد بہاء الدین نقشبند بخاریؒ کا ہاتھ پکڑ لو۔ میں نے بلا توقف اُن کا ہاتھ پکڑ لیا۔ حسب طریقہ حضراتِ خواجگانِ نقشبندیہ مجھے شغل نفی و اثبات، جس کو "وقوفِ عددی" کہتے ہیں، سکھایا اور فرمایا کہ "جو کچھ ہم کو حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمہ سے پہنچا ہے، یہی ہے۔ اگر تم "بطریق جذبہ" طالبوں کی تربیت کرو تو تمہیں اختیار و اجازت ہے"۔

Marfat.com

☆

کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اصحاب نے آپ سے پوچھا کہ جس طالب کو آپ نے اس وقت طریقہ کی تعلیم دی، اُس کی نسبت آپ نے کس طرح فرمادیا کہ تمہیں اختیار ہے، چاہو تو بطریق جذبہ تربیت کرو۔ اس کے جواب میں خواجہ چرخیؒ نے فرمایا کہ:

''طالب کو مُرشد کے پاس اس طرح آنا چاہئے کہ سب چیزیں تیار ہوں، صرف اجازت کی دیر ہو''۔

☆

مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہٗ السامی لکھتے ہیں کہ:

''خواجہ یعقوب چرخیؒ فرماتے تھے کہ جو طالب کسی کی صحبت میں آنا چاہے، تو اُسے خواجہ عبیداللہ احرار کی طرح آنا چاہئے کہ چراغ، تیل اور بتی سب تیار ہے، صرف دیا سلائی دکھانے کی دیر ہے''۔

☆

اس کے بعد حضرت خواجہ یعقوب چرخیؒ نے مجھ سے حضرات خواجگانِ نقشبند کے تمام طریقے بیان فرمادیئے اور جب طریق رابطہ کی نوبت پہنچی تو فرمایا کہ:

''اس طریقہ کی تعلیم میں دہشت نہ کھانا اور استعداد والوں کو بتا دینا''۔

☆

حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر و مُرشد حضرت خواجہ یعقوب چرخی نوراللہ مرقدہٗ کی خدمت بابرکت میں تین ماہ تک چلہ کشی کی حالت میں رہے اور سلوک کی تمام منازل طے کیں۔ اس کے بعد خرقۂ خلافت عطاء ہوا، تو پھر رُخصت پا کر دوبارہ ہرات میں تشریف لے آئے اور کم و بیش ایک سال وہاں رہے۔ بعدازاں انتیس (۲۹) سال کی عمر شریف میں وطنِ مالوف کی طرف مراجعت فرمائی اور تاشقند میں مقیم ہو کر زراعت کا کام ایک شخص کی شراکت میں شروع کیا۔ دونوں ایک جوڑی بیل سے کھیتی کا کام کرنے لگے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ سبحانہٗ نے آپ کی زراعت میں بڑی برکت دی۔ آپ کے مال و منال، گلہ و مواشی اور اسباب واملاک اندازہ کی حد سے زائد تھے، مگر یہ سب درویشوں کے لئے تھے۔ چنانچہ مولانا جامی اپنی

Marfat.com

کتاب ''یوسف زلیخا'' میں آپ کی منقبت میں یوں لکھتے ہیں

(۱) ازاں دانہ کز وآدمؑ بنا کام
زبُستانِ بہشت آمد بدیں دام

''جس دانہ کے سبب حضرت آدم علیہ السلام ناچار باغ بہشت سے اس جال (دُنیا) میں آئے۔

(۲) ہزارش مزرعہ درزیر کشت است
کہ زادِرفتنِ راہِ بہشت است

''اُن کے ہزار کھیت زیرِ کاشت ہیں جو کہ راہِ بہشت میں چلنے کا توشہ ہیں''۔

(۳) دریں مزرعہ فشاند تخم دانہ
درآں عالم کُند انبارِ خانہ

''وہ اس کھیت (دُنیا) میں بیج بورہے ہیں اور اُس عالم (آخرت) میں ذخیرہ کررہے ہیں''۔

☆

آپ مجاہدۂ نفس وریاضت میں یگانہ روزگار تھے۔ ہروقت باوضو رہتے اور فرماتے تھے کہ:

''باوضو رہنے سے رزق میں برکت ہوتی ہے اور لطافت بڑھتی ہے''۔

☆

آپ اکثر عشاء کی نماز سے فارغ ہوکر دوزانو بیٹھ جاتے اور نمازِ تہجد تک اسی طرح بیٹھے رہتے اور ذکر وفکر میں مشغول ومصروف رہتے تھے۔ تہجد کے بعد صبح تک مراقبہ فرماتے اور پھر عشاء کے وضو سے ہی نماز فجر ادا فرماتے تھے۔ آپ اُس صدی کے ''مجدد'' تھے۔ بادشاہِ وقت بھی آپ کا مرید تھا اور حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ جو آپ کے ارشد خلفاء میں سے ہیں، وہ اپنے ایک شعر میں اسی مضمون کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

چوں فقر اندر قبائے شاہی آمد
بہ تدبیرِ عبیداللّٰہی آمد

(جب فقر شاہی قبا میں آیا یعنی بادشاہ نے فقر حاصل کیا تو یہ حضرۃ خواجہ عبیداللہ رحمۃ اللہ علیہ کی تدبیر سے وقوع میں آیا)۔

☆

آپ کے زمانہ اقدس میں شریعت وطریقت کو بہت عروج حاصل ہوا۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''بعض اکابر کی صحبت میں مجھ کو یہ بات حاصل ہوئی کہ

Marfat.com

جو کچھ مَیں لکھوں وہ نئی ہو، پرانی (قدیم) نہ ہو اور جو کچھ کہوں،
مقبول ہو، مردود نہ ہو"۔

☆

آپ کے پاس دُنیاوی اسباب اور مال و دولت بہت تھا۔ چنانچہ گھوڑے باندھنے کی میخیں سونے چاندی کی تھیں لیکن آپ کے دِل کو اُن سے بال برابر بھی تعلق نہ تھا اور آپ فرماتے تھے کہ میخیں مٹی میں گاڑی جاتی ہیں نہ کہ عارف کے دِل میں۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ:

"اگر مَیں شیخی کروں تو جہان میں کسی شیخ کا کوئی مرید نہ رہے۔ لیکن میرے متعلق کچھ اور کام ہے اور وہ شریعت کا رواج دینا اور مذہب کی تائید کرنا ہے"۔

☆

آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ:

"اگر تمام احوال و مواجید ہمیں دے دیے جائیں اور ہماری حقیقت کو اہل سنت و جماعت کے عقائد کے ساتھ آراستہ نہ کریں تو سوائے خرابی کے ہم کچھ نہیں جانتے اور اگر تمام خرابیوں کو ہم پر جمع کر دیں لیکن ہماری حقیقت کو اہل سنت و جماعت کے عقائد سے نوازش فرمائیں تو ہم کچھ خوف نہیں رکھتے"۔

☆

آپ کی بدولت قبائل میں اسلام وسیع پیمانے پر پھیلا۔ خاص طور پر ازبک قبائل نے بڑی تعداد میں اسلام قبول کیا۔ آپ کے خلفاء کے ذریعے وسط ایشاء میں سمرقند، مرو، خیوا، تاشقند، بخارا، ہرات کے شہر سلسلہ نقشبندیہ کے اہم روحانی مرکز بنے۔ مغرب میں اناطولیہ اور ترکی، کوہِ قاف کے علاقہ داغستان وغیرہ میں یہ سلسلہ خوب پھیلا اور امام شامل رحمۃ اللہ علیہ جیسے مجاہد پیدا ہوئے۔ برصغیر پاک و ہند میں حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ کے ذریعہ یہ سلسلہ پہنچا، جسے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی نے بامِ عروج پر پہنچایا۔

☆

آپ کی وفاتِ حسرت آیات ۲۹/ ربیع الاوّل ۸۹۵ھ مطابق ۲۰/ فروری ۱۴۹۰ء کو ہوئی۔ رات کو جب آپ کا نفس شریف منقطع ہونے لگا تو مکان مبارک میں بہت سی شمعیں روشن

Marfat.com

کی گئیں، جن سے مکان نہایت روشن ہوگیا۔ اس حال میں اچانک دیکھا گیا کہ آپ کے دو ابروئے مبارک کے درمیان سے ایک نور چمکتی بجلی کی طرح نمودار ہوا۔ جس کی شعاع نے شمعوں کے نور کو مات کر دیا۔ حاضرین نے اس نور کا مشاہدہ کیا۔ بعد ازاں آپ کا وصال ہوگیا اور محلہ خواجہ کفشیر محوطہ ملایاں سمرقند میں دفن ہوئے۔ آپ کی اولاد امجاد نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرقد مبارک پر عالی شان عمارت تعمیر کردی اور قبر مبارک کو نہایت عمدہ وضع پر بنایا۔

بعد از وفات تربتِ ما در زمیں مجو

در سینۂ ہائے مردمِ عارف مزارِ ماست

آپ کے مرید باصفا مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ قطعۂ تاریخ وصال کہا۔

ہشت صد ونود وپنج درشب شنبہ — کہ بود سلخ مہ فوت احمدِ مرسلؐ

۸۹۵ھ

کشید خواجۂ دُنیا ودیں عبیداللہ — شرابِ صافی عیشِ ابد زجامِ اجل

☆

آپ کی کرامات کے کئی دفتر ہیں۔ چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے:

حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ ہمت سے مراد یہ ہے کہ دِل ایک امر پر اس مضبوطی سے جم جائے اور پھر اُس کے خلاف کوئی چیز دِل میں نہ آئے۔ ایسی ہمت سے مراد متخلف نہیں ہوتی۔ فرماتے ہیں کہ اوائلِ جوانی میں جبکہ ہم مولانا اسعدالدین کاشغریؒ کے ساتھ ہرات میں تھے اور دونوں سیر کیا کرتے تھے، تو کبھی کشتی لڑنے والوں کے اکھاڑہ میں جا پہنچتے اور اپنی قوت وتوجہات کا امتحان کرتے۔ دو پہلوانوں میں سے ایک کی طرف توجہ مبذول کرتے تو وہ غالب آجاتا پھر مغلوب کی طرف متوجہ ہوتے تو وہ غالب آجاتا۔ اس طرح کئی بار اتفاق ہوا مقصود یہ تھا کہ معلوم ہوجائے کہ ہمت کی تاثیر کس درجہ پر پہنچتی ہے۔

مولانا شیخ ابوسعید مجلدؒ جو میرزا شاہ رُخ کے زمانہ میں نہایت خوبصورت جوان تھے، بیان کرتے ہیں کہ جوانی میں ایک بار ایک خوبصورت عورت سے اتفاقاً میری ملاقات ہوگئی۔ وہ میرے مکان میں آگئی۔ مَیں نے چاہا کہ خلوت میں اس سے بات چیت کروں۔ دریں حضرت خواجہ عبیداللہ احرارؒ کی آواز مبارک سُنی کہ فرماتے ہیں:

"ابوسعید! چہ کار می کُنی؟

(ابوسعید! کیا کام کر رہے ہو؟)

Marfat.com

یہ سُن کر میری حالت بدل گئی اور میرے دِل پر ہیبت طاری ہوگئی اور میرے اعضاء میں رعشہ طاری ہوگیا۔ مَیں نے فوراً اُس عورت کو مکان سے نکال دیا۔ کچھ عرصہ بعد حضرت تشریف لائے۔ جب مجھ پر نظر پڑی تو فرمانے لگے:

"اگر حق تعالیٰ (جل شانہٗ) کی توفیق تیری یاوری نہ کرتی تو شیطان تجھ کو برباد کردیتا"۔

جس وقت آپ نے مولانا جامیؔ قدس سرۃ السامی سے حضرت خواجہ یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرید ہونے کی داستان بیان فرمائی اور بتایا کہ کس طرح خواجہ چرخیؒ، نورانی شکل میں ظاہر ہوئے تھے تو آپ بھی بطریقِ خلع و بس مولانا جامیؔ کے روبرو ایسی نورانی شکل میں ظاہر ہوئے کہ جو مولانا جامیؔ کے محبوب تھے۔

آپ کے ایک مرید ہوا میں اُڑتے تھے۔ آپ نے یہ گستاخی آمیز حال دیکھ کر اُس کا سب حال چھین لیا۔ اُس نے بہت عاجزی اور آہ وزاری کی، مگر آپ نے نہ دیا۔ تب وہ آپ کو اکیلا پاکر چھُری سے حملہ آور ہوا۔ آپ فوراً جنگلی چرواہے کی شکل میں ظاہر ہوئے اور چھری اُس کے ہاتھ سے چھین لی اور پھر اصلی حالت میں آگئے۔ وہ مرید بہت حیران و پریشان ہوا۔ آپ نے فرمایا:

"اب بتا! تیرا کیا حال کروں"؟

وہ قدموں میں گر پڑا۔ آپ نے خطا معاف فرمادی اور جو کچھ چھینا تھا، واپس کردیا۔

آپ کے کچھ خُدّام ایک دفعہ بازار گئے۔ اُن میں سے ایک خادم، ایک صاحبِ جمال کو دیکھنے لگا تو دوسروں نے منع کیا۔ اُس نے کہا کہ میں بنظرِ شہوتِ نفس نہیں دیکھتا۔ جب واپس آیا تو آپ نے فرمایا کہ:

"مَیں تو اب تک نفس کے مکروفریب سے بے ڈر نہیں ہوا، تم کب سے ہوگئے کہ بغیر شہوتِ نفس دیکھتے ہو"؟

وہ مرید از حد نادم و شرمسار ہوا۔ آپ بہت ہی اشرافِ خواطر رکھتے تھے، جو جو خطرہ کسی کے دِل پر گزرتا، آپ اُس کو پکڑ لیتے تھے اور فرمادیتے تھے۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ آپ کے پاس بیٹھ کر کسی طرح کا خطرہ جی میں لاوے۔

☆

آپ کے ارشاداتِ قدسیہ بے شمار ہیں، جن سے رُشد و ہدایت کے چشمے پھوٹ پڑتے

Marfat.com

ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:۔

☆ ”تن کا رقص صرف خاک اُڑاتا ہے لیکن جان کا رقص افلاک میں انقلاب پیدا کرتا ہے“۔

☆ ”پیر کا سایہ ذکرِ حق سے بہتر ہے“۔

☆ ”وہ فقیر بہت بُرا ہے جو امیر کے دروازے پر جائے“۔

☆ ”اگر کوئی فرشتہ صفت بھی ہو، حق تعالیٰ سبحانہٗ اور اُس کے بندوں کی عنایات کے بغیر اُس کا ورق (نامہ اعمال) سیاہ ہی رہے گا“۔

☆ ہر دو عالم میں تجھے ایک بندہ (مرشد) ہی کافی ہے تاکہ بغیر اُس کی یاد کے تمہاری ایک سانس بھی نہ نکلے“۔

☆ ”اگر درویش کی تصویر دیوار پر کھینچی ہو تو اس کے نیچے سے بھی ادب کے ساتھ گزرنا چاہیئے“۔

☆ ”جو شخص فقیروں کی صحبت میں آئے، اسے چاہیے کہ اپنے آپ کو نہایت مفلس ظاہر کرے تاکہ اس پر اس پر رحم آئے“۔

☆ ”اولیاءاللہ، موت کے بعد ترقی کرتے ہیں“۔

☆ ”سلسلہ نقشبندیہ کے خواجگان قدس اللہ ارواحہم، ہر ریا کار اور بازیگر کی طرف نسبت نہیں رکھتے، اِن کا کارخانہ بہت بلند و بالا ہے“۔

☆ ”جس بستی میں سادات رہتے ہوں، مَیں اُس میں نہیں رہنا چاہتا کیونکہ اُن کی بزرگی اور شرف زیادہ ہے، مَیں اُن کی تعظیم و تکریم کا حق ادا نہیں کر سکتا“۔

☆ ”ایک روز امام الائمہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، درس کی مجلس میں کئی بار اُٹھے۔ کسی کو اس کا سبب معلوم نہ ہوا۔ آخر کار حضرت امام قدس سرہٗ العزیز کے ایک شاگردِ رشید نے سبب دریافت کیا۔ حضرت امام نور اللہ مرقدہٗ نے فرمایا کہ:

”سادات علوی کا ایک لڑکا اِن لڑکوں میں ہے جو مدرسہ کے صحن میں کھیل رہے ہیں، وہ لڑکا جب اس درس کے قریب آتا ہے تو اس پر میری نظر پڑتی ہے، لہٰذا مَیں اُس کی تعظیم کے لئے اُٹھتا ہوں“۔

☆ ”عبادات سے مراد یہ ہے کہ ”اوامر“ پر عمل کریں اور ”نواہی“ سے پرہیز کریں۔ عبودیت سے مراد اللہ تعالیٰ سبحانہ کے حضور ہمیشہ توجہ اور اقبال ہے“۔

Marfat.com

☆ ''شریعت، طریقت اور حقیقت تین چیزیں ہیں۔ احکام ظاہری کا جاری کرنا ''شریعت'' ہے، جمعیتِ باطن میں تعمل وتکلف ''طریقت'' ہے اوراس جمعیت میں رسوخ، ''حقیقت'' ہے''۔

☆ ''علم دو ہیں، علم وراثت اور علم لدنی۔ علم وراثت وہ ہے جس سے پہلے کوئی عمل ہو، چنانچہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص اپنے علم پر عمل کرتا ہے، اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ اُس کو وارث بناتا ہے، اُس علم کا جو اُسے معلوم نہیں''۔

اور ''علم لدنی'' وہ علم ہے، جس سے پہلے کوئی عمل نہ ہو بلکہ بغیر کسی سابق عمل کے، اللہ سبحانہٗ تعالیٰ محض عنایتِ بے علّت سے، اپنے پاس سے بندے کو کسی خاص علم کے ساتھ مشرف کرے۔

چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے:

وعلمنه من لدنا علما (سورہ کھف، رکوع ۹)۔

''اور سکھایا تھا ہم نے اس کو اپنے پاس سے علم''۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ علم کی طرح اُجر بھی دو قسم کا ہوتا ہے۔ اُجرِ ممنون اور اُجرِ غیر ممنون۔ اُجرِ ممنون وہ ہے جو کسی عمل کے مقابلہ میں نہ ہو''۔ بلکہ محض موہبت (عطاء، بخشش) ہو، اور اجر غیر ممنون'' وہ ہے جو کسی عمل کے مقابلہ میں ہو''۔

☆ ''لوگوں نے خیال کیا ہے کہ شاید کمال ''انا الحق'' کہنے میں ہے۔ نہیں، بلکہ کمال اس میں ہے کہ ''انا'' کو دور کیا جائے اور کبھی اُسے یاد نہ کیا جائے''۔

☆ ''ہر روز سونے سے قبل اپنے اوقات کو یاد کرو کہ کس طرح گزرے ہیں۔ اگر غیر طاعت سے گزرے ہیں تو توبہ واستغفار کرنا چاہئے''۔

☆ ''منجملہ آدابِ طریقت سے یہ ہے کہ ہمیشہ باوضو رہے کیونکہ دوامِ وضو سے فراخیٔ رزق ہوتی ہے''۔

☆ ''زندگی سے اُس شخص کو بہرہ (فائدہ) ہے کہ جس کا دِل دُنیا سے سرد اور اللہ سبحانہٗ کے ذکر سے گرم ہو''۔

(☆)......(☆)

Marfat.com

(۲۰)

☆

حضرت خواجہ محمد زاہد وخشی رحمتہ اللہ علیہ

☆

وخش نزد حصار	۸۵۲ھ	○	۹۳۶ھ	وخش نزد حصار
علاقہ بخارا	۱۴۴۸ء		۱۵۲۹ء	علاقہ بخارا (ازبکستان)

☆

﴿قطعۂ تاریخ وصال﴾

خواجۂ احرار کی نظر کے طفیل خوش طبیعت تھے اور خوش اوصاف

مل گیا غیب سے سن رحلت ''خواجہ زاہد خلیفہء اسلاف''

۱۵۲۹ء

(حضرت صابر براری، کراچی)

☆

''پسندیدہ سیرت خواجہ محمد زاہدؒ''

۱۵۲۹ء

بنا زیب جنت وہ مردِ مجاہد بیاں ہو نہیں سکتے اُس کے محامد

کہو سالِ رحلت یوں فیضِ الامیں تم ''گیا سوئے مُلکِ بقا خواجہ زاہد''

۹۳۶ھ

(حضرت صاجزادہ فیض الامین فاروقی مدظلہٗ، گجرات)

☆

Marfat.com

حضرت خواجہ محمد زاہد وخشی رحمتہ اللہ علیہ

☆

حصار علاقہ بخارا (ازبکستان) کے مضافات میں "وخش" ایک موضع (قصبہ) ہے، جسے "وخشوار" بھی کہتے ہیں، آپ کی ولادت باسعادت اس موضع میں ۱۴۔شوال ۸۵۲ھ مطابق ۱۱۔دسمبر ۱۴۴۸ء کو ہوئی۔آپ کا انتساب "طریقہ عالیہ نقشبندیہ" میں حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار قدس سرّہ العزیز سے ہے۔آپ حضرت خواجہ یعقوب چرخی رحمتہ اللہ علیہ کے نواسہ ہیں۔سلسلہ عالیہ کے اذکار کی تلقین اور اطوار کی تعلیم آپ نے حضرت چرخی علیہ الرحمہ کے بعض ان اصحاب سے حاصل کی تھی جو اس علاقہ میں اس خدمت پر مامور و مشغول تھے۔چنانچہ آپ اس تلقین کے بعد اپنے اوقات کو ذکر سے معمور رکھتے اور وعزلت و گوشہ نشینی کی زندگی بسر کرتے تھے۔لیکن جونہی حضرت خواجہ احرار علیہ الرحمہ کے رشد و ہدایت اور تربیت وارشاد کا آوازہ آپ کے کان میں پہنچا تو فوراً حصار سے سمرقند کی طرف روانہ ہوئے۔

زاہد بہ ہشت خلوت و دامن پا کشید
چوں از بہار دامن صحرا بہشت شُد

"(جیسے ہی دامنِ صحرا، موسم بہار کے باعث جنت نظیر ہوا، زاہد نے گوشہ نشینی کے آٹھ پردوں سے قدم باہر نکالا۔)

☆

سمرقند پہنچ کر محلہ وانسرائے میں قیام فرما ہوئے، یہاں سے حضرت احرار قدس سرّہ العزیز کی خانقاہ شریف دس کلومیٹر کے فاصلہ پر تھی۔حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ کو بذریعہ کشف معلوم ہو گیا کہ "خواجہ زاہد" ہماری ملاقات کو آ رہے ہیں، دل میں خیال آیا کہ آپکا استقبال کرنا چاہیے، عین دوپہر کے وقت فرمایا کہ:

"سواری کا اونٹ لاؤ"۔

اس پر سوار ہو کر تمام مریدین کو ساتھ لے کر چل پڑے۔کسی کو معلوم نہ تھا کہ آپ کہاں جا رہے ہیں۔آپ نے اونٹ کو اس کے حال پر چھوڑ دیا کہ جہاں چاہے چلا جائے۔جب اونٹ حضرت خواجہ زاہد کی قیام گاہ پر پہنچا تو خود بخود رُک گیا اور حضرت خواجہ احرار قدس سرّہ العزیز

Marfat.com

اونٹ سے اُتر پڑے۔

خواجہ محمد زاہد علیہ الرحمہ کو حضرت خواجہ احرار قدس سرّہ العزیز کی تشریف آوری کی خبر ہوئی تو بے اختیار دوڑے، حضرت کا استقبال کیا اور پاؤں کا بوسہ لیا۔ پھر خلوت میں اپنے واردات ومعاملات ومقامات، حضرت خواجہ قدس سرّہ العزیز کی خدمت عالیہ میں پیش کیے اور بیعت کی خواہش ظاہر کی۔ حضرت خواجہ احرار رحمتہ اللہ علیہ نے بیعت کر کے اسی مجلس میں درجۂ تکمیل تک پہنچادیا اور خلافت عطا فرما کر وہیں سے رخصت کر دیا۔

☆

اس استقبال کی ایک وجہ یہ بھی ہوئی کہ خواجہ محمد زاہدؒ کو حضرت حضرت خواجہ یعقوب چرخیؒ سے قرابت کا فخر وشرف حاصل تھا، اور اس سلسلہ عالیہ کے بزرگوں کا یہ پسندیدہ طریقہ رہا ہے کہ وہ خود خواہ کتنے ہی بلند درجات پر فائز ہو جائیں، ان بزرگوں کے ساتھ ہمیشہ انتہائی انکساری کے ساتھ پیش آتے، جن کی برکات صحبت کی نسبت سے وہ مستفیض ومستفید ہوئے ہوں۔ ان بزرگوں کے فرزندگان بلکہ ان حضرات تک کے ساتھ بھی وہ اسی خاکساری کا اظہار کرتے ہیں۔ جن کی ان بزرگوں کیساتھ تھوڑی سی نسبت رہی ہے، جیسا کہ صحیح حدیث میں وارد ہوا ہے، جو واقعہ کی وضاحت کرتی ہے:

مَن اَحَبَّ شیاء اَحَبَّ مَحبُوبَاتِہ و مَا یُشبِہ وَمَا یَتَعَلقُ۔

(جو کسی سے محبت کرتا ہے، اس کی پسندیدہ چیزوں سے اور اس سے مشابہ یا متعلق چیزوں سے بھی محبت کرتا ہے۔)

☆

خواجہ محمد زاہد پر نوازشات واکرام دیکھ کر حضرت خواجہ احرار رحمتہ اللہ علیہ کے بعض اصحاب آتشِ غیرت سے جلنے لگے کہ خواجہ زاہد کو آپ نے پہلی ہی صحبت میں خلافت واجازت عطا فرمادی، حالانکہ ہم برسوں سے آپکی خدمت اقدس میں ہیں مگر ہم پر یہ نگاہِ عنایت نہیں ہوئی۔ حضرت خواجہ احرار نور اللہ مرقدہ، نے فرمایا کہ:

"مولانا زاہد، چراغ، تیل اور بتی تیار کر کے ہمارے پاس آئے تھے۔ ہم نے صرف روشن کر کے رخصت کر دیا۔"

یہ معاملہ حضرت خواجہ احرار قدس سرّہ العزیز کے تصرفِ عظیم اور مولانا خواجہ محمد زاہد کے کمال

Marfat.com

استعداد و قابلیت پر دلالت کرتا ہے۔

☆

خواجہ احرار قدس سرّہ العزیز کے ارشاد کے مطابق خواجہ محمد زاہد علیہ الرحمہ نے طالبین طریقت کو اس سلسلہ عالیہ کی تلقین ذکر و فکر شروع کردی۔ دریں اثناء ایک واقعہ یوں رُونما ہوا کہ حصار و بدخشان کا حاکم سلطان محمود مرزا اپنے بڑے بھائی سلطان احمد مرزا حاکم سمرقند سے جنگ کرنے کے ارادہ سے سمرقند کی طرف متوجہ ہوا۔ حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے اسے جنگ سے روکنے کی کوشش کی اور ایک خط لکھا مگر وہ نہ مانا۔ حضرت خواجہ زاہد نے کشف میں دیکھا کہ حضرت خواجہ احرار قدس سرّہ العزیز کے دست تصرف نے سلطان محمود مرزا کی فوج کو شکست دے دی ہے۔ اتفاقاً ایک دن خواجہ نے یہ واقعہ کسی سے بیان کردیا۔ ایک چغل خور نے یہ بات حاکم وخش کر پہنچادی جو سلطان محمود کے بہی خواہوں میں سے تھا۔ حاکمِ وخش نے آپ کے خلاف انتہائی سخت الفاظ کے ساتھ سلطان محمود کو ایک شکایتی خط لکھا، وہ نامہ بر جب یہ خط لے کر پہنچا تو اس نے دیکھا کہ سمرقند میں وہی کچھ ہوا ہے جس کا خواجہ زاہد علیہ الرحمہ کو کشف ہوا تھا اور سلطان محمود اس شہر سے اس طرح شکست کھا کر بھاگ گیا ہے۔ حاکم وخش کو جب یہ معلوم ہوا تو وہ بے حد نادم و شرمندہ ہوا۔ حضرت خواجہ محمد زاہد سے معذرت چاہی اور آپ کا مرید ہوگیا۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جس نے میرے ولی سے دشمنی کی، میں اس کو اپنی طرف سے جنگ کا الٹی میٹم دیتا ہوں"۔ (بخاری شریف، روایت ابو ہریرہؓ)

حافظ شیرازی نے کیا خوب کہا ہے۔

اے دِل آنجا باادب باش کہ سلطانی مُلک
ہمہ از بندگی خدمتِ درویشاں است

(اے دل، اے مخاطب! عارفانِ باللہ کے حضور نہایت ہی ادب کا لحاظ رکھ، کیونکہ ملکوں کی بادشاہت ان حضرات کی خدمت اور بندگی سے حاصل ہوتی ہے۔)

بس تجربہ کردیم دریں دارِ مکافات
بادرد کشاں ہر کہ افتاد، بَر اُفتاد

Marfat.com

(ہم نے اس دنیا میں یہی تجربہ کیا ہے کہ اللہ جل شانہٗ کے
بندوں کے ساتھ جس نے بھی ٹکر لی وہ گر پڑا۔)

خواجہ محمد زاہد علیہ الرحمہ، حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ قدس سرّہ العزیز کے خلیفۂ اعظم تھے، ظاہری و باطنی، خفی و سرّی علوم میں وافر حصہ رکھتے تھے، فقر و تجرید اور توحید و ورع میں مقامات عالیہ پر فائز تھے۔ بیعت ہونے سے قبل برسوں عبادت و ریاضت، مجاہدہ اور نفس کے خلاف جہاد میں مشغول رہے۔ آپ نہایت ہی بلند ہمت اور اعلیٰ استعداد کے مالک تھے۔

☆

آپ کی رحلت یکم۔ ربیع الاول ۹۳۶ھ/۳۔ نومبر ۱۵۲۹ء بروز بدھ، ''وخش'' میں ہوئی۔ اور مزار مقدس بھی وہیں بنا، جو مرجع خاص و عام ہے

آ چشم آرزو کہ گُہر باریاں تو دیکھ
لٹتے ہیں صبح و شام خزانے نئے نئے

☆

کسی فارسی شاعر نے مندرجہ ذیل قطعۂ تاریخ وصال یوں کیا

محمد زاہد آں شیخ معلّٰی — چو با حق شُد ازیں دُنیا وصالش
''ولی فیض'' و ہم ''فیض الٰہی'' — رقم کن ''شیخ زہدی'' ارتحالش

۹۳۶ھ ۹۳۶ھ ۹۳۶ھ

آپ کے ملفوظاتِ طیبات میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

(۱) جب آپ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرّہ العزیز کے آستانہ عالیہ کی طرف متوجہ ہوئے تو فرمایا:

زاہد بہ بہشت خلوت و دامن زپا کشید
چوں از بہار دامنِ صحراء بہشت شُد

(جیسے ہی دامن صحراء موسم بہار کے باعث جنت نظیر ہوا، زاہد
نے گوشہ نشینی کے آٹھ پردوں سے قدم باہر نکالا۔

(۲) خاندان نقشبندیہ کا خانوادہ بڑا صاحب تصرف ہے، اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ ان کے دلی ارادہ کے مطابق کر دیتا ہے اور یہ خانوادہ کسی اور کا مطیع نہیں ہے۔

(☆)......(☆)

Marfat.com

(۲۱)

☆

حضرت خواجہ درویش محمد سبزواری رحمتہ اللہ علیہ

☆

وخش نزد بخارا ۸۴۶ھ ○ ۹۷۰ھ استفرار مضافات شہر سبز

(ازبکستان) ۱۴۴۴ء ۱۵۶۲ء (ماوراءالنہر، ترکی)

☆

﴿قطعہ تاریخ وصال﴾

مصروف رہا کرتے تھے وہ ذکر خدا میں مست کمال تھے شہ درویش محمد

صابرؔ سن وصال ہے اس فخرِ ملک کا "یوسف جمال تھے شہِ درویش محمد"

۱۵۶۲ء

(حضرت صابر براریؒ، کراچی)

☆

"اہل جود خواجہ درویش محمد سبزواری"

۱۵۶۲ء

خواجہ درویش محمد کانِ سخا صاحب سرمایۂ عشق مصطفےٰ ﷺ

یوں سنِ ترحیل اُن کا فیض الامیں کہہ دو" درویش محمد قطب الوریٰ"

۹۷۰ھ

(حضرت صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی مدظلہٗ، گجرات)

☆

Marfat.com

حضرت خواجہ درویش محمد سبزواری رحمتہ اللہ علیہ

☆

حضرت خواجہ درویش محمد رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۱۶۔شوال المکرم ۸۴۶ھ مطابق ۶۔فروری ۱۴۴۳ء کو "وخش" نزد بخارا (ازبکستان) میں ہوئی۔آپ حضرت خواجہ محمد زاہد قدس سرہٗ العزیز کے بھانجے تھے اور حضرت خواجہ امکنگی رَوَّحَ اللّٰہُ رُوْحَہٗم کے والد گرامی اور مرشدِ کریم تھے۔آپ کو اپنے ماموں جان حضرت خواجہ زاہد نور اللہ مرقدہٗ سے اجازت وخلافت تھی۔ بیعت سے پندرہ سال پہلے زُہد وعبادت اور مجاہدہ وریاضت میں مشغول رہا کرتے تھے اور تجرید وتفرید (خلوت، تنہائی اور گوشہ نشینی) کی حالت میں بے خور وخواب ویرانوں میں بسر اوقات کرتے تھے۔ایک روز بھوک کی شدّت میں آسمان کی طرف منہ اُٹھایا تو اُسی وقت حضرت خضر علیہ السّلام تشریف لے آئے اور فرمایا:

"اگر صبر وقناعت مطلوب ہے تو خواجہ محمد زاہد کی خدمت میں حاضر ہو کر قدمبوسی کرو، وہ تم کو صبر وقناعت سکھا دیں گے اور وہاں سے آپ کی تکمیل ہوگی۔"

یہ سُن کر آپ حضرت خواجہ محمد زاہد علیہ الرحمہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور درجۂ تکمیل کو پہنچے۔پھر اُن کے انتقال پُر ملال پر اُن کے مستقل نائب ہو گئے۔

حافظا! جناب پیرِ مغاں مامنِ وفا است
من ترکِ خاک بوسی ایں درنمی کنم
(حافظ شیرازی)

(اے حافظ! پیر مغاں کا در ہی امن واماں اور حصولِ دولتِ اُخروی کی جگہ ہے، میں اس در کی خاک چومنے سے ہرگز باز نہ آؤں گا۔)

☆

آپ ورع وتقویٰ، عمل بعزیمت اور حفظِ نسبت میں عظیم شان رکھتے تھے۔طریق گمنامی اور حالات کے چھپانے کا بڑا التزام تھا۔شہرِ سبز میں بچوں کو قرآنِ مجید، فُرقانِ حمید پڑھایا

Marfat.com

کرتے تھے۔ یہ کام اتنی خاموشی وگمنامی سے کرتے تھے کہ کسی کو پتہ نہ تھا اور نہ ہی آپ کے حال وکمال سے کسی کو آگاہی تھی۔ ایک دن اتفاقاً "مشائخِ تُرک" میں سے ایک بزرگ کا وہاں سے گزر ہوا۔ کشف کے ذریعے اُنہیں آپ کا علم ہوا تو اُنہوں نے فرمایا:

"ایں جا بوئے مَردے می آید"

(اِس جگہ سے ایک مردِ بزرگ کی خوشبو آتی ہے)

اور آپ کی طرف اشارہ کیا۔

☆

آپ کے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد املنکی قدس سرہٗ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار حضرت خواجہ درویش محمد نور اللہ مرقدہٗ کی شہرت کا باعث یہ واقعہ ہوا کہ ایک دن اُن کے پاس شیخ نور الدین خوافی رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگی کا تذکرہ کیا۔ یہ شیخ نور الدین، شیخ حاجی محمد جوشائی کے خلفاء میں سے تھے۔ اُس درویش نے میرے والد بزرگوار کے سامنے مجھے مخاطب کرتے ہوئے ارشاد کیا کہ یہ شیخ نور الدین بڑے پائے کے بزرگ ہیں، اگر اس علاقے سے اُن کا گزر ہو تو تم ضرور ان کے پاس جانا۔ ابھی چند ہی روز گزرے تھے کہ شیخ نور الدین" اس نواح میں تشریف لائے۔ میرے والد گرامی علیہ الرحمہ کو جب اُن کی آمد کا پتہ چلا تو فرمانے لگے کہ آج رات ہمیں شیخ کی طرف جانا ہے۔ چنانچہ اُن ہی کپڑوں میں (جو میلے کچیلے تھے) کچھ ہدیہ لے کر شیخ کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے۔ مَیں بھی آپ کے مبارک قدموں کے ساتھ تھا۔ جب ہم وہاں پہنچے تو شیخ نے میرے والد گرامی سے خوب معانقہ کیا اور کافی دیر تک بغل گیر رہے۔ پھر شیخ دوزانو ہو کر مراقبہ میں بیٹھ گئے۔ شیخ اُس وقت ٹوپی پہنے اور کُرتے میں بے تکلفی کے ساتھ بیٹھے تھے۔ میرے والد گرامی بھی بیٹھے رہے۔

خلوتِ ایں قوم اندر انجمن خواہد شُدن
لب چُو بربندند از ہر جا سخن خواہد شُدن

(بھری محفل میں بھی یہ لوگ خلوت وتنہائی کی حالت میں ہوتے ہیں۔ جب ہونٹوں پر خاموشی طاری کرتے ہیں تو ان کے جسم کا ہر حصہ گفتگو کرتا ہے)۔

☆

Marfat.com

کچھ دیر بعد میرے والد ماجد نے شیخ سے واپسی کی اجازت چاہی تو شیخ نے چند قدم ساتھ چل کر مشایعت کی اور انتہائی عاجزی وانکساری سے رُخصت کیا۔ بعدازاں شیخ نے حاضرینِ مجلس سے پوچھا کہ یہاں کے طالبانِ خدا (جل جلالہٗ) اس بزرگ کے پاس کافی آمدورفت رکھتے ہوں گے۔ لوگوں نے کہا، یہ تو کوئی شیخ نہیں ہیں بلکہ ایک ملا ہیں، یہاں اِن کا ایک مکتب ہے، جس میں بچوں کو قرآن مجید پڑھانے میں مشغول ومصروف رہتے ہیں۔ یہ سُن کر شیخ نورالدین علیہ الرحمہ نے فرمایا:

> ''سبحان اللہ! یہاں کے لوگ کیسے اندھے اور مُردہ دِل ہیں کہ اس بات سے قطعاً ناواقف ہیں کہ اِن جیسے درویشِ کامل سے فائدہ اور استفادہ کیا جاسکتا ہے اور وہ نہیں کرتے''۔

حضرت شیخ کی زبان سے یہ بات نکلنا تھی کہ ہر طرف سے طالبانِ طریقت میرے والد گرامی کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ مگر آپ ہمیشہ گمنامی وگوشہ نشینی کی لذت کو یاد کیا کرتے اور خلقِ خدا کی آمدورفت کی کثرت سے پریشان ہوا کرتے تھے۔

اے حلقۂ درویشاں وہ مردِ خدا کیسا ہو جس کے گریباں میں ہنگامۂ رُستاخیز
جو ذکر کی گرمی سے شعلے کی طرح روشن جو فکر کی سُرعت میں بجلی سے زیادہ تیز
(اقبالؒ)

☆

حضرت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا ارشادِ گرامی ہے:

وابتغو الرزق من خبایا الارض (زمین کی پنہائیوں سے رزق تلاش کرو۔)

حضرت خواجہ درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ اس فرمان عالیہ کے مطابق کاشتکاری کیا کرتے تھے۔ کاشتکاری سے متعلق تمام اُمور ضروریہ خود اپنے دستِ مبارک سے سرانجام دیا کرتے تھے اور آپ کے سب دادے پردادے بھی انتہائی منکسر المزاج اور بڑے عالم فاضل تھے۔ آپ کے اجداد میں سے ایک بزرگ بڑے عالم، فاضل اور متقی تھے۔ بہت بڑا مکان تھا اور بہت سے مزارع تھے۔ زمین میں ہل چلاتے اور بیج ڈالتے جاتے اور ساتھ ساتھ علوم کا درس بھی دیتے جاتے تھے۔ ان بزرگ کی ایک صاحبزادی تھیں، جو ایک بزرگ زادہ کے عقد میں تھیں، لیکن یہ بزرگ زادہ تقویٰ و پرہیزگاری کا خیال نہ رکھتا تھا۔ جب بھی یہ بزرگ اُس کے گھر جاتے، اُس کے گھر نہ کچھ کھاتے نہ

Marfat.com

پیتے۔ایک دن وہ بزرگ زادہ دن کے آخری حصے میں نمازِ جنازہ کے سلسلے میں اُن کے گھر آیا۔ آپ نے کملی کا کونہ سرکایا، زمین پر بیٹھ گئے اور فرمایا:

"میاں! خداوند قدوس تمہارے گناہ معاف کرے، تم نے وہ طریقہ نہ رکھا کہ بیٹھ سکو"۔

چند دن بعد اُن بزرگ نے اپنی صاحبزادی کے لئے ایک لباس بھیجا اور فرمایا کہ غُسل کر کے یہ لباس پہن لو اور میرے گھر آجاؤ۔

☆

آپ صاحب کرامت بزرگ تھے۔آپ کے معاصرین میں سے حضرت شیخ حسین خوارزمی کُردی قدس سرہٗ العزیز اپنے وقت کے مقتدر تھے، جہاں کہیں بھی تشریف لے جاتے، وہاں کے مشائخ کی اُن کے تصرّفات کے سامنے کوئی حیثیت نہ رہتی۔ جو درویش اُن کی ملاقات کو آتا، وہ اُس کی نسبت سلب کر لیتے۔رفتہ رفتہ وہ، حضرت خواجہ درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ کے شہر مبارک میں بھی اُن کا گزر ہوا۔شہر کے مشائخ عظام اُن کی ملاقات کے لئے گئے۔خواجہ درویش محمد نور اللہ مرقدہٗ نے فرمایا کہ "ہم کو بھی شیخ حسین کی ملاقات کے لئے جانا چاہئے"۔یہ فرما کر آپ نے شیخ حسینؒ کی نسبت اپنے باطن میں اندر ہی اندر سلب کر لی۔اُدھر شیخ حسینؒ اپنے آپ کو نسبت سے خالی پا کر حیران و پریشان ہوئے۔ جب آپ یعنی خواجہ درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ ملاقات کے لئے سوار ہوئے تو اُس وقت شیخ حسینؒ نے اپنے باطن میں نسبت کی بو پائی۔(جیسا کہ حضرت یعقوب علیہ السّلام نے اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السّلام کی قمیض کی بو پائی تھی جبکہ وہ مصر سے روانہ ہوئے تھے)۔شیخ حسینؒ اونٹ پر سوار ہو کر نسبت کی بُو کے پیچھے روانہ ہوئے۔جس قدر شیخ حضرت خواجہ درویش محمد قدس سرہٗ العزیز کے قریب ہوتے تھے، اپنی گمشدہ نسبت کی بُو زیادہ محسوس کرتے گئے۔

جب اثنائے راہ میں حضرت شیخ اور حضرت خواجہ درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ میں باہم ملاقات ہوئی تو وہ "بو" بھی منقطع ہو گئی۔اُسی وقت شیخ نے جان لیا کہ میری نسبت، حضرت خواجہ درویش محمدؒ نے اپنے تصرف عالیہ سے سلب کر لی ہے۔شیخ نے نہایت انکسار اور بے حد تواضع کی اور بصد عاجزی عرض کیا کہ:

"مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ اقلیم آپ کے زیر حکومت ہے۔ اب میں یہاں سے چلا جاتا ہوں"۔

Marfat.com

حضرت خواجہ درویش محمد علیہ الرحمہ کو شیخ" پر ترس اور رحم آ گیا اور سلب شدہ نسبت واپس مرحمت فرما دی۔ چنانچہ شیخ" نے اُسی وقت اپنے آپ کو معمور پایا اور اُسے غنیمت سمجھ کر اُسی سواری پر واپس ہوئے اور اپنی قیام گاہ پر پہنچ کر وطن کو لوٹ گئے۔

تیرے در سے ہی ملا ہے میری زندگی کو جینا
ہُوا قلب میرا روشن جب نظر تو نے ڈالی

☆

آخر میں آپ کے ملفوظاتِ عالیہ بھی ملاحظہ ہوں:

- گمنامی اور گوشہ نشینی میں جو لذت ہے، اُس کا کوئی بدل نہیں ہے۔
- طریقِ گمنامی اور حالات کے چھپانے کا التزام بڑی چیز ہے۔
- فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ بھوک کی حالت میں سخت ناچار ہوا اور اپنا منہ آسماں کی طرف کیا تو فی الفور حضرت خضر علیہ السّلام تشریف لے آئے اور فرمانے لگے:

"اگر صبر و قناعت مطلوب ہے تو خواجہ محمد زاہد" کی صحبت میں جاؤ کہ تجھے صبر و قناعت سکھائیں گے"۔

آپ کا انتقال پُر ملال ۱۹۔ محرم الحرام ۹۷۰ھ بمطابق ۱۸۔ ستمبر ۱۵۶۲ء بروز جمعرات ہوا۔ مزارِ مقدس موضع "استفرار" (ماوراء النہر) متصل "شہر سبز" میں مرجع خاص و عام ہے۔

زیارت گاہِ خاص وعام ہے لحد مری

(☆)......(☆)

Marfat.com

(۲۲)

☆

حضرت خواجہ محمد مقتدیٰ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ

☆

امکنہ نزد بخارا ۹۱۸ھ — ۱۰۰۸ھ امکنہ نزد بخارا
(ازبکستان) ۱۵۱۲ء — ۱۶۰۰ء (ازبکستان)

☆

قطعۂ تاریخِ وصال

آپ کے انوار سے روشن ہے قصبہ امکنہ — آپ سے پھیلا ہے ہر سو نقشبندی سلسلہ
کہیئے! اے صابر براری ان کی تاریخ وصال — "ماہِ علم دینِ حق خواجہ محمد مقتدا"

۱۶۰۰ء

(حضرت صابر براری، کراچی)

☆

"دانش مآب خواجہ محمد مقتدیٰ امکنگی"

۱۶۰۰ء

تھے محمد مقتدیٰ بحرِ سخا — تاجدارِ اولیاء شیریں ادا
یوں کہو فیض الامیں سالِ وصال — "مرحبا سالک محمد مقتدیٰ"

۱۰۰۸ھ

(حضرت صاجزادہ فیض الامین فاروقی مدظلہ، گجرات)

☆

Marfat.com

حضرت خواجہ محمد مُقتدٰی املنگی رحمتہ اللہ علیہ

آپ کا نام نامی اسم گرامی محمد مقتدیٰ ہے۔آپ موضع ''امکنہ'' (امکنگہ) نزد بخارا (ازبکستان) کے رہنے والے تھے۔اس گاؤں کی نسبت سے آپ کو ''املنگی'' کہا جاتا ہے۔آپ کی ظاہری و باطنی تربیت اپنے والد بزرگوار خواجہ درویش محمد قدس سرہ العزیز سے ہے اور ان ہی سے آپ کو خلافت و اجازت کی سعادت حاصل ہے۔

☆

آپ شہنشاہ مشکل کشا حضرت خواجہ سید محمد بہاء الدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ کے اصل طریقہ نقشبندیہ کی بڑی سختی سے پابندی فرماتے تھے اور اس طریقہ میں جو نئی باتیں بعض نقشبندی بزرگوں کی وجہ سے پیدا ہوگئی تھیں، مثلاً ''ذکر جہر''، اور ''جماعت نماز تہجد'' وغیرہ ان سے پرہیز اور احتراز فرماتے تھے۔حضرت خواجہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ کے بالکل قدم بقدم چلتے تھے۔نہایت عابد و زاہد اور صاحب کرامات و خوارق بزرگ تھے۔اپنے حالات کے اخفاء کی بہت کوشش فرماتے تھے۔اپنے دور میں طالبان طریقت کے مرجع تھے۔تصرف باطنی کا یہ عالم تھا کہ علماء و فضلاء اور امراء و فقراء مستفید و مستفیض ہوئے تھے بلکہ سلاطین وقت آپ کے آستانہ عالیہ کی خاک کو سرمۂ چشم بناتے تھے۔چنانچہ عبداللہ خاں والئی ''توران'' آپ کا بہت معتقد مرید تھا۔

گر بخواہی بختِ تو گرد بلند
باش مرید سلسلۂ نقشبند

☆

آپ عزیمت کے بڑے پابند تھے اور رخصت سے گریز پا رہتے تھے۔آپ کو انتہا درجہ کی تمکین حاصل تھی۔بدیں وجہ آپ کی مبارک مجلس میں رقص و سماع اور شور و شغب کی گنجائش نہ تھی۔ایک دفعہ بعض مخلصین نے درخواست کی کہ کیا حرج ہے، اگر آپ کی مجلس شریف میں ''مثنوی مولانا روم'' پڑھی جائے۔آپ نے ارشاد فرمایا:

''مشکوٰۃ شریف کی چند حدیثیں پڑھی جایا کریں، بلاشبہ حدیث شریف کا پڑھا جانا بزرگوں کے کلام پڑھے جانے سے بہتر ہے''

Marfat.com

☆

ایک صاحب نے عرض کیا کہ نماز کے بعد مجلس میں اگر "پنج سورہ" بلند آواز سے پڑھا جائے تو کیسا ہے؟ فرمایا:

"بلند آواز سے پڑھنا کیا ضروری ہے؟ جو چاہے اپنے طور پر آہستہ آواز سے پڑھ لے"۔

☆

آپ کی طبیعت میں انتہا درجہ کی انکساری تھی اور اپنی دید قصور کا شدید احساس۔ ایک دن ایک صاحب نے عرض کیا کہ مسجد کا راستہ اونچائی پر ہے اور حضرت کو بڑھاپے کے باعث کمزوری لاحق رہتی ہے، اگر عصر، مغرب، عشاء کی نمازیں مسجد میں ادا کر کے ایک ہی بار واپس جایا کریں تو زیادہ بہتر ہو کہ تین بار آنا جانا مشکل کام ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

"جیسی نمازیں ہم پڑھتے ہیں، اس میں مسجد میں آنا جانا ہی تو کام ہے باقی، ہماری نمازوں میں اور کیا رکھا ہے"۔

☆

زُہد و تقویٰ، ریاضت و عبادت اور نسبت عالیہ کا نُور آپ کی پیشانی مبارک سے ظاہر ہوتا تھا، مہمانوں کی خاطر تواضع آپ کے بوستانِ کردار کا خصوصی حصہ تھا۔ مہمان کی خدمت باوجود بڑھاپے کے خود بہ نفس نفیس کرتے۔ باوجود کہ آپ کے مبارک ہاتھوں میں لرزہ تھا، آپ خود مہمانوں کیلئے دستر خوان بچھاتے اور بسا اوقات مہمان کی سواری اور خادم تک کی خود خبر گیری فرمایا کرتے تھے۔ مختصر یہ کہ آپ انتہائی بلند اخلاق کے مالک تھے اور حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خلفاء کے طریقہ پر کاربند تھے۔

☆

حق گوئی و بیباکی آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔ ایک دفعہ آپ کے قصبہ "امکنہ" میں دو آدمیوں کے درمیان جھگڑا پیدا ہو گیا۔ آپ تمام معاملہ سے آگاہ تھے۔ جب دونوں آدمیوں نے فیصلہ کیلئے قاضی کی طرف رجوع کیا تو قاضی نے آپ سے شہادت طلب کی۔ آپ نے اس شخص کے حق میں شہادت دی جو سچا تھا۔ فریق مخالف نے کہا کہ "جب تک آپ قسم نہ کھائیں، ہم آپ کی شہادت نہیں مانتے"۔ اس پر آپ نے ارشاد کیا:

"سچی قسم کھانا شریعت میں جائز ہے لہٰذا میں شرعی کام میں تاخیر

Marfat.com

نہیں کروں گا"۔

☆

حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرّہ العزیز اپنے ایک مکتوب شریف میں "وجودِ عدم" اور "وجودِ فناء" کے مقام کے دقائق اور باریکیاں بیان کرتے ہوئے، فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ امکنگی رحمتہ اللہ علیہ نے "فنائے اتم" کے ارشادات کے سلسلہ میں یہ شعر پڑھا

مدح و ذمت گر تفاوت میکند
بت گرے ہستم کہ او بت میکند

(تیری برائی اور تعریف اگر فرق پیدا کرتی ہے تو میں بت بنانے والا ہوں کہ وہ بت بناتا ہے۔)

☆

ایک رات آپ کسی جگہ تشریف لے جا رہے تھے کہ آپ کا ایک مخلص ننگے پاؤں چند خدام کے ہمراہ ساتھ ہی چل رہا تھا کہ اتفاقاً اس کے پاؤں میں ایک کانٹا چبھا۔ اس کے دل میں خیال گزرا کیا ہی اچھا ہو اگر اس سلسلے میں مجھ پر کچھ عنایت ہو۔ آپ نے اسی وقت اس کی طرف توجہ فرمائی اور ارشاد کیا:

"اے بھائی! جب تک پاؤں میں کانٹا نہ چبھے، پھول ہاتھ نہیں آتا"۔

مولانا روم مست بادۂ قیوم قدس سرّہ العزیز فرماتے ہیں۔

گنج بے مار گل بے خار نیست
شادی بے غم دریں بازار نیست

(سانپ کے بغیر خزانہ نہیں، کانٹے کے بغیر پھول نہیں۔ اس کائنات میں غمی کے بغیر خوشی ہیں۔)

☆

آپ کے مقام و مرتبہ اور عظمت وار جمندی کا اندازہ اس واقعہ سے کیا جا سکتا ہے کہ سلطان عبداللہ خاں والئی توران نے خواب میں دیکھا کہ ایک عظیم الشان خیمہ لگا ہوا ہے جس میں حضور سید کائنات تاجدار مدینہ علیہ التحیہ والثناء جلوہ افروز ہیں اور ایک بزرگ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے در اقدس پر عصا لیے ہوئے کھڑے ہیں اور لوگوں کی درخواستیں سرور دو عالم

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کر رہے ہیں اور ان کے جواب لا کر لوگوں کو دے رہے ہیں۔ دریں اثناء حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تلوار اس بزرگ کو عطاء فرمائی، جو انہوں نے میری (سلطان عبداللہ خان کی) کمر میں باندھ دی۔ صبح بیدار ہونے پر سلطان نے اپنا خواب درباریوں سے بیان کیا اور اس بزرگ کا حلیہ بتایا۔

حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا کہ یہ حلیہ تو حضرت خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ سلطان یہ سن کر بہت خوش ہوا۔ چنانچہ وہ بڑے شوق سے بہت سے تحائف لے کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو یہ دیکھ کر کہ آپ کا حلیہ بعینہٖ وہی ہے جو خواب میں دیکھا تھا بہت شاد ہوا۔ نہایت عاجزی و انکساری کا اظہار کیا اور نذرانہ و تحائف پیش کیے۔ آپ نے قبول نہ فرمایا اور ارشاد کیا:

"شریعئ فقر، نامرادی اور قناعت میں ہے"۔

سلطان نے عرض کیا ارشاد خداوندی ہے:

"اطیعو اللّٰہ و اطیعو الرسول والی الا مرمنکم"

(سورہ نساء:۵۹)

(اطاعت کیجئے! اللہ عزوجل کی، اس کے رسول

صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حاکموں کی۔)

للہ میری درخواست قبول فرمائیں۔

یہ سن کر آپ نے مجبوراً ہدیہ قبول فرمایا۔ اس کے بعد سلطان روزانہ صبح و شام آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر فیض یاب ہوتا رہا۔

تمنا درد دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں
(اقبالؒ)

☆

آپ کی کرامات بے حد و حساب ہیں۔ چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے:

(۱) پیر محمد خاں والئی ماورالنہر نے پچاس ہزار سواروں کیساتھ "سمرقند" پر چڑھائی کی۔ حاکم سمرقند باقی محمد خاں کے پاس صرف چودہ ہزار سوار و پیادہ تھے۔ وہ بغرض استمداد حضرت خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اس پر آپ نے پیر محمد خاں کے پاس تشریف لے جا کر

Marfat.com

اسے نصیحت کی مگر وہ تکبر کا پتلا صلح و آشتی پر رضا مند نہ ہوا، اور آپ خفا ہو کر واپس تشریف لے آئے۔ باقی محمد خاں سے فرمایا کہ:

''اگر تو دل سے تائب ہو جائے کہ آئندہ خلق خدا (جل شانہ) پر کبھی ظلم و تشدد نہیں کرے گا اور عدل و انصاف سے حکومت کرے گا تو فتح و نصرت تیرے قدم چومے گی''۔

باقی محمد خاں نے عہد کیا کہ آئندہ ظلم و تعدی نہیں کرونگا۔ اس پر آپ نے حکم دیا کہ:

''جاؤ! جا کر حملہ کرو، ماوراء النہر کی سلطنت تجھے مبارک ہو''۔

یہ فرما کر دست شفقت اس کی پیٹھ پر رکھا اور اپنی تلوار مبارک اسکی کمر پر باندھ کر روانہ کیا۔ پھر اس کے پیچھے پیچھے آپ بھی درویشوں کی ایک جماعت کے ساتھ روانہ ہوئے اور شہر کے کنارے ایک پرانی مسجد میں روبقبلہ ''مراقب'' ہو بیٹھے، اور بار بار سر اقدس اٹھا کر پوچھتے تھے کیا خبر ہے؟ دریں اثناء خبر آئی کہ باقی محمد خاں نے فتح پائی اور پیر محمد خاں مارا گیا ہے۔ اس پر آپ ''مراقبہ'' سے اٹھ کر اپنی قیام گاہ پر تشریف لے آئے۔

؎ دشمنی اہل خرد جز دشمنی باخویش نیست

(اہل اللہ کے ساتھ دشمنی کرنا، درحقیقت اپنے ساتھ دشمنی کرنا ہے۔)

☆

(۲) ایک دفعہ تین طالب علم مختلف ارادوں سے آپ کی خدمت میں آئے۔ ایک نے نیت کی اگر حضرت، فلاں قسم کا ''کھانا'' کھلائیں تو بے شک ''اہل کرامت'' ہیں۔ دوسرے نے دل میں کہا کہ اگر فلاں قسم کا ''میوہ'' مجھے عطا فرمائیں تو ''ولی'' ہیں۔ تیسرے نے خیال کیا کہ اگر فلاں حسین لڑکے کو مجلس میں حاضر کردیں تو ''صاحب خوارق'' ہیں۔

حضرت اقدس نے پہلے دونوں کو تو ان کے خیال و خواہش اور طلب و تمنا کے مطابق کھانا اور میوہ عطا کیے مگر تیسرے کو فرمایا کہ درویشوں نے جو کمالات حاصل کیے ہیں، وہ صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اتباع و اطاعت سے کیے ہیں۔ لہٰذا ان سے کوئی کام خلاف شریعت صادر نہیں ہوتا۔

اس کے بعد تینوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''امرِ مباح کی نیت سے بھی درویشوں کے پاس نہیں آنا چاہیے کیونکہ بسا اوقات وہ

Marfat.com

ایسے کاموں کی طرف توجہ نہیں کرتے اور آنے والے بد اعتقاد ہو کر ان کی صحبت کی برکات سے محروم رہ جاتے ہیں۔ فقراء کے ہاں کرامتوں کا کوئی اعتبار نہیں۔ ان کے پاس خالصتاً ''توجہ اللہ'' آنا چاہیے تاکہ فیض باطنی کا کچھ حصہ مل سکے''۔

محکوم کو پیروں کی کرامات کا سودا
ہے بندۂ مومن خود اک زندہ کرامات
(اقبالؒ)

☆

آپ نے اپنے انتقال سے چند روز قبل اپنے خلیفۂ اکبر حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ کو ایک خط لکھا تھا، جس میں اظہار شفقت و محبت اور اشتیاق بے پایاں کے بعد آخر میں یہ ''رُباعی'' تحریر فرمائی۔

زماں تا زماں مرگ یاد آیدم ندانم کنوں تاچہ پیش آیدم
جدائی مبادا مرا از خدا دگر ہرچہ پیش آیدم شایدم

(مجھے ہر لحظہ موت یاد آ رہی ہے، مجھے معلوم نہیں کہ کیا پیش آنے والا ہے۔)
(مجھے ہر دم وصلِ خدا رہے اور جو کچھ پیش آنا ہے، آ جائے۔)

☆

اس خط کے پہنچتے ہی آپ کا انتقال ہو گیا۔ اس وقت آپ کا سن مبارک نوے (۹۰) برس تھا اور تاریخ ۲۲۔ شعبان ۱۰۰۸ھ مطابق ۸۔ مارچ ۱۶۰۰ء ہے۔ قصبہ ''امکنہ'' میں آپ کا مزار مقدس بنا۔ کسی فارسی شاعر نے یہ قطعۂ تاریخ وفات کہا ہے ۔

چوں شہ خواجگی باوج بہشت جلوہ گر گشت چوں مہر انور
ہست ''شیخ زمان'' وصالِ او ہم بخواں ''خواجہ یقین اکبر''
۱۰۰۸ھ ۱۰۰۸ھ

☆

برصغیر پاک و ہند کی سرزمین آپ کی احسان مند رہے گی کہ آپ نے اپنے خلیفۂ اعظم حضرت خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہ العزیز کو یہاں بھیجا تاکہ روحانیت کی پیاسی یہ سرزمین بھی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے فیوض و برکات سے مستفید و مستفیض ہو۔ اللہ تعالیٰ عزوجل آپ کو جزائے

Marfat.com

خیر سے نوازے اور ان کے وسیلہ جلیلہ سے ہم جیسے ناکارہ و بے مایہ اور نابکار و ناہنجار کو بھی یہ دولت نصیب ہو۔ آمین ثم آمین بجاہِ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

بلند مرتبہ زیں خاک آستاں شدہ ام
غبارِ کوچہ تو ، اگرچہ آسماں شدہ ام

(میں اس آستانہ عالیہ کی خاک سے بلند مرتبہ ہوا ہوں، اگرچہ میں آسمان پر اُڑ رہا ہوں، لیکن میں تیرے کوچہ کا غبار ہوں۔)

☆

آخر میں آپ کے "ارشادات عالیہ" پیش خدمت ہیں:

☆ فقر کی حلاوت و شیرینی، نامرادی اور قناعت میں ہے۔

☆ جب تک پاؤں میں کانٹا نہیں چبھتا، پھول ہاتھ نہیں آتا۔

☆ درویشوں نے جو کمالات حاصل کیے ہیں، وہ صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اتباع سے کیے ہیں۔ لہٰذا ان سے کوئی کام خلاف شریعت صادر نہیں ہوتا۔

☆ ریاضت اتنی کرنی چاہیے کہ رخسار چمکے نہ یہ کہ چہرہ کملا جائے اور چہرہ کا رنگ دیکھتے ہی ریاضت و عبادت کرنے کا راز افشا ہو جائے۔

☆ سچی قسم کھانا شریعت مطہرہ میں جائز ہے لہٰذا شرعی کام میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔

☆ فقراء کے ہاں کرامتوں کا کوئی اعتبار نہیں، ان کے پاس خالصتاً لوجہ اللہ آنا چاہیے تاکہ فیضِ باطنی کا کچھ حصہ مل سکے۔

☆ جو چیز جوانی کے زمانہ میں حاصل کرنے کی ہے، اگر وہ کسی نے بڑھاپے کے زمانہ میں حاصل کی تو اس نے جوانی کا پاس کیا اور وہ پہلوان ہے۔

(☆)......(☆)

Marfat.com

(۲۳)

☆

حضرۃ خواجہ مویدالدین محمد باقی باللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

☆

کابل (افغانستان) ۹۷۱ھ ○ ۱۰۱۲ھ دہلی (بھارت)
۱۵۶۴ء ۱۶۰۳ء

﴿ قطعہ تاریخ وصال ﴾

☆

تھے ولی ابن ولی ابن ولی صاحبِ کشف و کرامت شہِ باقی اللہ
کہیے صابر یہی تاریخِ وصال خواجہ "وقفِ رشد وہدایت شہِ باقی باللہ"
۱۶۰۳ء

(حضرت صابر براری، کراچی)

☆

"پاک سیرت خواجہ محمد باقی باللہ"
۱۶۰۳ء

ذی شان خواجہ باقی باللہ حق نما پاکیزہ باطن خوب سیرت پارسا
فیض الامیں نے اُن کا سالِ ارتحال "مخدومِ عالم باقی باللہ" کہہ دیا
۱۰۱۲ھ

(حضرت صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی مدظلہ، گجرات)

☆

Marfat.com

حضرت خواجہ محمد باقی باللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

☆

پیشوائے مجددؒ ہے ذات آپ کی — حق نما، روح پرور صفات آپ کی
نقشبندِ حقیقت حیات آپ کی — اے خوشا، مرحبا، کیا بات آپ کی

☆ (پروفیسر فیض رسول فیضان)

آپ کا اسمِ گرامی محمد عبدالباقی، عرف باقی باللہ ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۵۔ ذوالحجہ ۹۷۱ھ بمطابق ۱۵۔ جولائی ۱۵۶۴ء کو کابل (افغانستان) میں ہوئی، جہاں آپ کے والد گرامی قاضی عبدالسلام خلجی سمرقندی قریشیؒ ایک عرصے سے اپنے قبائل سمیت سکونت پذیر تھے۔ قاضی صاحب، صاحب وجدوحال، اربابِ فضل وسخا اور صاحب کشف وکرامت میں سے تھے۔ کابل میں شادی کر کے مستقل طور پر رہ پڑے تھے۔ چونکہ اُس زمانے میں اکابر علماء کو "شیوخ" کے لقب سے سرفراز کیا جاتا تھا، بدیں وجہ قاضی عبدالسلامؒ کو بھی شیخ کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔

☆

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی والدہ ماجدہ کی طرف سے حضرت شیخ عمر یاغستانی علیہ الرحمہ تک پہنچتے ہیں، جو حضرت خواجہ عبیداللہ احرار قدس سرہٗ العزیز کے نانا تھے۔ حضرت خواجہؒ کی نانی صاحبہ خاندانِ سادات میں سے تھیں اور رابعہ وقت تھیں۔ آپ کی پیشانی سے آثارِ بزرگی وہمت، تجرید وتفرید اور شوقِ خلوت وگوشہ نشینی بچپن ہی سے ظاہر وغالب تھے۔

بالائے سرش زہوش مندی
می تافت ستارۂ بلندی

☆

اُن ایام میں بعض اوقات آپ تمام دن گوشۂ تنہائی میں گزار دیتے تھے۔ مولانا صادق حلوائیؒ، جو کابل کے اکابر علماء میں سے تھے، سے علومِ مروّجہ کی تعلیم شروع کی اور اُن کی رفاقت سے "ماوراء النہر" چلے گئے۔ اپنی علوِ فطرت کے سبب سے تھوڑے ہی عرصہ میں اپنے ہم عصروں میں امتیاز وفوقیت کے حامل ٹھہرے۔ مروّجہ علوم ابھی تکمیل تک نہیں پہنچے تھے کہ آپ کو درویشی کا شوق دامنگیر ہوگیا، اس لئے "ماوراء النہر" کے شہروں میں جو اُن دنوں مشائخ کبار کے مخزن ومعدن تھے، اولیاء اللہ کی تلاش میں گشت لگاتے پھرے۔ بعضوں سے استفادہ کیا اور بعضوں کے

Marfat.com

ہاتھ پر توبہ وانابت کی تجدید کی۔ چنانچہ آپ خود یوں ارشاد فرماتے ہیں:

''پہل پہل خواجہ عبید اللہ کی خدمت میں گناہوں سے توبہ کی گئی لیکن رجوع کا خیال اور ترک کا عزم باطن میں تھا اور فاتحہ کی التماس ظاہر میں۔ خواجہ عبید اللہ، مولانا لطف اللہ کے خلفا میں سے تھے اور مولانا لطف اللہ، مولانا خواجگی دہیدی علیہ الرحمہ کے خلیفہ تھے مگر جب استقامت کی توفیق حاصل نہ ہوئی تو دوسری بار حضرت بندگان افتخار شیخ کی خدمت میں توبہ کی گئی جو سمرقند میں تشریف رکھتے تھے اور حضرت خواجہ احمد بسویؒ کے سلسلہ کے اکابر میں سے تھے۔ اگرچہ شیخ سمرقندی راضی نہ تھے اور فرماتے تھے کہ تم ابھی جوان ہو۔ لیکن چونکہ فقیر کا ارادہ مصمم تھا، ناچار آپ نے فاتحہ پڑھی اور فرمایا کہ خدا (عزوجل) استقامت بخشے۔ اِن بزرگوں کی فراست کے مطابق عزیمت درہم برہم ہوگئی اور عجیب خرابی پیدا ہوئی۔ تیسری مرتبہ فقیر کے مقصد واختیار کے بغیر حضرت امیر عبداللہ خلجی کی خدمت میں از سرِ نو توبہ ظہور میں آئی۔ یہ غیر مترقب نعمت تھی۔ امید ہے کہ ان بخششوں کی برکتیں قیامت تک رہیں گی۔ القصہ کچھ مدت اور نگہداشتِ حدود کے مقام میں رہا۔ پھر اسم المضل کی تاثیر نے اس دیوار کو توڑ دیا۔ آخر کار خدائے بے نیاز کی ہدایت سے خواب میں حضرت خواجہ بہاء الحق والدین قدس سرہٗ العزیز کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اور اُن کی خدمت میں صورتِ توبہ منعقد ہوئی، اور اہل اللہ کے طریقہ کی طرف میلان ظہور میں آیا۔ فقیر بموجب ''الغریق یتشبث بکل حشیش'' (ڈوبنے والا ایک تنکے کا سہارا ڈھونڈتا ہے) ہر طرف ہاتھ مارتا تھا۔ انجام کار مخدوموں میں سے بعض نے فرمایا کہ ذکر وہی نتیجہ خیز ہے جو بطریق عنعنہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے۔ میری تشنگی و بے قراری

Marfat.com

نے مجھے اس پر آمادہ کیا کہ اسی بزرگ سے ذکر مراقبہ کا طریق حاصل کیا جائے۔

چنانچہ دو سال اسی مخدوم کے بتائے ہوئے ذکر و مراقبہ اور اَوراد کی پابندی کی گئی۔ میرے سُننے میں آیا تھا کہ سالک جب تک قریباً چالیس سال لا الٰہ کے میدان کو طے نہیں کرتا، الا اللہ کی منزل پر نہیں پہنچتا۔ اس لئے سادہ لوحی یہ خیال دلاتی تھی کہ عمر، ذکر میں گزرنے کو غنیمت سمجھ اور اسی طرح کی عبادت پر قناعت کر۔ اگرچہ اس اثناء میں دوسرے طریقہ کے سلوک کے لئے غیبی اشارے ظہور میں آتے تھے، مگر اپنے مضبوط قدم کو جگہ سے نہ اُٹھاتا تھا اور اسی طبقہ (نقشبندیہ) کے بزرگوں کی زمینِ کرم میں وفیھا ماتشتھیہ الانفس (اور اس میں وہ چیز ہے جسے جی چاہے) کا بیج بوتا تھا، بدیں اُمید کہ اِن شاءاللہ تعالیٰ العزیز آخرکار کسی بزرگ کا دستِ کرم اس بیج کو مالا عین رات ولا اذن سمعت کی نہر سے سیراب کرے گا۔

آخرکار ۹۹۹ھ میں فقیر کشمیر پہنچا اور حضرت بابا والی قدس اللہ سرہٗ العالی کی ملازمت میں حاضر ہونے کا اتفاق ہوا، اور اُن کی نظر کی برکتوں سے بہرہ مند ہوا۔ اللہ تعالیٰ (عزوجل) کا شکر و احسان ہے کہ ان نظروں سے قبولیت کا دروازہ کھل گیا۔ چونکہ حضرت شیخ کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی بھی اجازت تھی اور فقیر طالب کی استعداد اس بزرگ کے آستانہ کی طرف متوجہ تھی، اس لئے اسی خانوادہ کی کھڑکی سے فیضانِ الٰہی (جل جلالہٗ) پہنچنا شروع ہوا۔

جب حضرت شیخ ۱۵۔ صفر ۱۰۰۱ھ (بمطابق ۲۱۔ نومبر ۱۵۹۲ء) کو انتقال کر گئے تو حضراتِ خواجگانِ نقشبندیہ کی غیبتِ معہودہ جلوہ گر ہوئی تو اُن کی پاک روحیں مبشرات میں نظر آنے اور طرح طرح کی تلقین کرنے لگیں۔ اُن کی توجہ کی برکت سے

Marfat.com

اس نسبت میں قوت پیدا ہوگئی، اور غیبت کا دائرہ وسیع اور راستہ روشن ہوگیا اور ایک قسم کی جمعیت حاصل ہوئی۔ یہاں تک کہ اُن کی عنایات کی کشش سے مخدومی حقائق پناہی، ارشادِ دستگاہی حضرت مولانا خواجہ محمد مقتدیٰ امکنگی قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں رسائی ہوگئی اور خوشی ورغبت سے اُن سے بیعت ومصافحہ کر کے خواجگان کا طریقہ حاصل کیا گیا۔ حضرت کی ملازمت، خواجہ نقشبندؒ اور اُن کے خلفاء کی پاک روحوں کی طفیل اس راستہ کے چلنے والوں اور اُس درگاہ کے نیازمندوں کے سلسلہ میں داخل ہوگیا۔ یا اللہ! مجھے مسکینی کی حالت میں رکھنا اور مسکینی کی حالت میں موت دینا اور مسکینوں کے زمرہ میں اُٹھانا۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ''۔

☆

حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''انفاس العارفین'' میں رقمطراز ہیں کہ:

''حضرت خواجہ محمد باقی باللہ تلاشِ مُرشد میں دہلی بھی تشریف لائے اور حضرت شیخ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں اُن کے صاحبزادے شیخ قطب العالمؒ کے پاس رہے۔ اُسی زمانے میں شیخ قطب العالم علیہ الرحمہ کو کشف سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ باقی باللہ کو فیضِ روحانی ''مشائخ بخارا'' سے حاصل ہوگا، لہٰذا انہوں نے اس کا ذکر حضرت خواجہؒ سے کیا اور اُنہیں ''بخارا'' روانہ کیا۔

☆

ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت خواجہ امکنگی قدس سرہٗ العزیز سے بیعت ہونے سے پیشتر آپ جب ہندوستان تشریف لائے تو یہاں آپ کے ہم عصروں میں سے بعض لوگوں نے جو شاہی مناصب پر مامور تھے، آپ کی مادی ترقی کی غرض سے چاہا کہ آپ بھی اربابِ لشکر کے زمرہ میں داخل ہو کر دینوی دولت ومتاع سے تونگری حاصل کریں لیکن چونکہ آپ کی

Marfat.com

قسمت میں دولتِ دین و متاع کی تونگری مقدر تھی، اس لئے اُن کی کوشش رائیگاں گئی۔ ایک درویش جو آپ کے ہمراہ تھا، بیان کرتا ہے کہ آپ نے سالکوں اور مجذوبوں کی تلاش میں اِس قدر سعی و کاوش کی کہ اس سے بڑھ کر طاقتِ بشری سے متصوّر نہیں۔ شہر لاہور میں برسات کے موسم میں کیچڑ کی کثرت سے گلی کوچوں میں گزرنا بہت دشوار تھا مگر آپ باوجود نازک تنی کے، بہت سی گزرگاہوں، ویرانوں، قبرستانوں، بیابانوں اور باغوں کو اربابِ باطن کی ملاقات و زیارت کے شوق میں روندتے پھرتے تھے۔ ایک روز میرے دِل میں ولولہ و جوش پیدا ہوا کہ میں بھی آپ کے ساتھ چلوں، آپ نے ہر چند منع کیا مگر میں باز نہ آیا۔ جب میں نے چند کوچے آپ کی رفاقت میں طے کئے تو کیچڑ کی شدت کے سبب میں تھک گیا اور میرے پاؤں میں درد ہونے لگا۔ پاسِ ادب و حیا میں اپنا حال ظاہر نہ کر سکتا تھا، یہاں تک کہ خود آپ نے میرے حال سے آگاہ ہو کر مجھے واپس کر دیا۔ اُس وقت مَیں نے جان لیا، سمجھ لیا کہ آپ ظاہری قدموں سے نہیں بلکہ دوسرے قدموں سے یہ راہیں طے کر رہے ہیں۔

؎ قطع ایں راہ بجز پائے جنوں نتواں کرد (یہ راہ جنون کے بغیر طے نہیں کیا جا سکتا)۔

؎ در نیابد حالِ پختہ ہیچ خام
پس سخن کوتاہ باید والسّلام

(کاملین کے حال و مرتبہ کو ناتجربہ کار و ناپختہ کیا سمجھے،
پس گفتگو مختصر کر کے والسّلام کہنا ہی بہتر ہے)

☆

آپ کا ایک اور رفیق بیان کرتا ہے کہ اُن دنوں شہر لاہور کے ایک باغ و قبرستان کے قریب ایک عجیب مجذوب صاحب احوال تھا۔ آپ کو اُس کے حال سے آگاہی ہوئی تو اُس کے پیچھے پھرا کرتے۔ وہ جس وقت آپ کو دیکھتا تو سوائے گالیاں دینے کے کچھ نہ کہتا۔ کبھی آپ پر پتھر پھینکتا اور کبھی آپ سے متنفر ہو کر کسی اور جگہ بھاگ جاتا، لیکن حضرت خواجہ قدس سرہٗ العزیز طلبِ صدق کے سبب اُس کا پیچھا نہ چھوڑتے۔ حتیٰ کہ ایک روز اُس دیوانہ صورت فرزانہ سیرت کی رگِ مہربانی حرکت میں آئی اور آپ کو اپنے پاس بلا کر حصولِ مراد کے لئے توجہات اور دعائیں کیں، جن کی برکت سے آپ کو فوائد باطن حاصل ہوئے۔

☆

حضرت امام ربانی شہباز لامکانی مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی کے خلیفۂ ارشد

Marfat.com

مولانا محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مستطاب ''زُبدۃ المقامات'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

''ایک صادق القول صاحب دل نے جو اُس وقت حضرت خواجہ قدس سرۂ العزیز کی خدمت میں حاضر تھا، مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ابھی ہندوستان سے ماوراالنہر تشریف نہ لے گئے تھے کہ ایک روز لاہور کی ایک مسجد میں نمازِ فرض ادا کرنے کے لئے تشریف لائے۔ دورانِ نماز آپ کے سینہ مبارک سے ایک ہیبت ناک آواز ظاہر ہوئی، جس سے تمام نمازی حیران و پریشان ہوئے۔ امام کے سلام پھیرتے ہی آپ نہایت سُرعت و تیزی سے مسجد سے نکل گئے اور اُس دن کے بعد دو تین ساتھیوں کو جمع کر کے اپنے مکان پر جماعت کرا لیا کرتے تھے''۔

☆

''ایک اور بزرگ کا بیان ہے کہ جو لوگ آپ کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے، اُن میں سے ایک مَیں بھی تھا۔ ایک روز مَیں نے اثنائے نماز میں دیکھا کہ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کا رُخ مبارک قبلہ کی طرف ہے اور ہماری طرف بھی اور ہمیں دیکھ رہے ہیں۔ یہ صورتِ حال دیکھ کر مجھے رعشہ طاری ہو گیا۔ تھرتھراتے ہوئے بڑی دُشواری سے مَیں نے نماز پوری کی اور جو کچھ دیکھا تھا، وہ سب آپ کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا۔ آپ نے مُسکرا کر فرمایا کہ اس واقعہ کا کسی سے ذکر نہ کرنا''

☆

مندرجہ بالا دونوں واقعات اس امر پر شاہد عادل ہیں کہ آپ کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال تبعیت و مناسبت حاصل تھی، کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے بارے میں یہ روایت ہے کہ نماز میں آپ کے سینۂ انور سے ایک ایسا جوش اُٹھتا تھا کہ جس کی آواز ایک میل تک

Marfat.com

پہنچتی تھی اور یہ بھی حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل میں سے ہے کہ آپ جس طرح سامنے دیکھتے تھے، بالکل اسی طرح پیچھے سے بھی آپ علیہ التحیۃ والثناء کو ہر چیز نظر آتی تھی، کیونکہ حضور سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کیفیت وفوقیت ہر وقت اور ہر آن بلکہ ہر لحظہ حاصل تھی۔ پس حضور پُر انور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کے اس بزرگ کو اگر نماز میں جو معراج مومن ہے، نبیٔ رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے غایت اتباع کے سبب سے کسی وقت یہ دولت حاصل ہو جائے تو محال نہیں۔ کیونکہ بزرگوں کا قول ہے کہ تابع کامل کو متبوع کے تمام کمالات سے کچھ نہ کچھ حصہ ضرور ملتا ہے۔

گر بدیوانِ غزل صدر نشینم چہ عجب
سالہا بندگیٔ صاحب دیوان کردم

☆

اگرچہ آپ کو یہ حالات وکمالات حاصل تھے اور طالبگان حق کا رجوع بھی آپ کے آستانہ کی طرف کثرت سے تھا، لیکن آپ کی عالی ہمت، مشیخیت اور تعلیم، طریقت پر مائل نہ ہوئی۔ بلکہ ہندوستان سے ماوراء النہر اور بلخ وبدخشاں تک کشاں کشاں لے گئی تاکہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اور دیگر سلاسل کے بزرگوں کی صُحبت میں پہنچ کر فوائد حاصل کریں اور احوال حاصلہ کی تصحیح فرمائیں۔ اس سفر میں آپ مولانا شیر غانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پھر وہاں سے سمرقند کو روانہ ہوئے۔ راستے میں ہندوستان کے بعض دوستوں کو آپ نے ایک خط لکھا، جس کا آغاز اس شعر سے کیا۔

من از محیطِ محبت نشاں ہے دیدم
کہ استخوانِ عزیزاں بساحل اُفتاد است

☆

اس سفر میں آپ ماوراء النہر کے ایک شہر کو جا رہے تھے کہ حضرت خواجہ محمد مقتدیٰ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ واقعہ میں آپ پر نمودار ہوئے اور فرمانے لگے:

"اے فرزند! چشمِ ما براہِ شُما است"۔

(اے بیٹے! ہماری نظریں، تمہاری راہ پر لگی ہوئی ہیں)۔

آپ اس واقعہ سے بہت خوش ہوئے اور بے ساختہ یہ شعر آپ کی زبان پر جاری ہو گیا۔

Marfat.com

ے گزشتم زغم آسودہ کہ ناگاہ زمیں
عالم آشوب نگاہے سرِ راہم بگرفت
(میں غم سے آسودہ جارہا تھا کہ اچانک گھات میں سے ایک
جہاں آشوب نے مجھے راستے میں گھیر لیا۔)

☆

المختصر جب آپ حضرت خواجہ امکنگی قدس سرۂ العزیز کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے آپ پر نہایت عنایات ورعایات مبذول فرمائیں اور آپ کے احوال حاصلہ سُن کر آپ کو تین دن رات اپنی صحبتِ مبارکہ میں رکھا۔ اور بعض مزید فوائد کی اطلاع دے کر فرمایا:

"تمہارا کام اللہ تعالیٰ (جل جلالہٗ) کے فضل وکرم سے اس سلسلہ عالیہ (نقشبندیہ) کے اکابر کی روحانیت کی تربیت سے انجام کو پہنچ گیا ہے، لہٰذا اب تم پھر ہندوستان چلے جاؤ تاکہ تمہارے ذریعہ سے یہ سلسلہ عالیہ وہاں پوری رونق پائے اور وہاں کے عالی قدر مستفید تمہاری تربیت کی برکت سے کامیابی حاصل کریں"۔

☆

آپ نے انتہائی عاجزی وانکساری سے بہت عذر پیش کئے مگر حضرت خواجہ امکنگی قدس سرۂ العزیز کا اصرار بڑھتا گیا اور استخارہ کا حکم دیا۔ آپ نے استخارہ کیا تو دیکھا کہ:

"ایک خوب صورت طوطی شاخ پر بیٹھا ہے۔ دِل میں خیال کیا کہ اگر وہ طوطی شاخ سے اُڑ کر میرے ہاتھ پر بیٹھ جائے تو میرے لئے اس سفر میں بہت فتوح ظاہر ہوں گے۔ اس خیال کا آنا تھا کہ طوطی اُڑ کر میرے ہاتھ پر آبیٹھا اور میں نے اپنا لعاب دہن اُس کے منہ میں ڈالا اور اُس طوطی نے میرے منہ میں شکر ڈالی"۔

☆

اگلے دن استخارہ کا سب حال حضرت خواجہ امکنگی قدس سرۂ العزیز کی بارگاہ میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ:

Marfat.com

"وہ طوطی ہندوستان کا پرندہ ہے اور ہندوستان میں تمہارے دامنِ برکت سے ایک بزرگ کا ظہور ہوگا اور اُس سے تم بھی بہرہ ور ہوگے"۔

یہ ارشاد سُن کر آپ عازم ہندوستان ہو گئے ؎

سودائے جاناں داشتم از خلق پنہاں داشتم
لنا دریغا فاش شد بر ہر طرف افسانہ ام

(مجھے محبوب کی جدائی کی دیوانگی ہے، میں یہ دیوانگی مخلوق سے پوشیدہ رکھتا تھا مگر افسوس) کہ اب اس راز کا پردہ فاش ہو گیا ہے اور میں ہر طرف ایک افسانہ بن گیا ہوں۔)

☆

جب حضرت خواجہ امکنگی رحمہ اللہ علیہ کے پرانے خدمت گاروں کو معلوم ہوا کہ آپ کو صرف چند روزہ صحبت میں "خلافت اور اجازتِ کاملہ" عنایت فرما کر ہندوستان کی طرف جانے کا حکم دیا ہے تو انہوں نے غیرت کے مارے شور مچایا۔ یہ خبر جب حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچی تو آپ نے اُن سے فرمایا:

"تم کو معلوم نہیں کہ یہ جوان درجۂ تکمیل کو پہنچا ہوا تھا، وہ ہمارے پاس صرف اپنے احوالِ حاصلہ کی تصحیح کے لئے بھیجا گیا تھا، اور یہ ضرور ولازم ہے کہ جو شخص جیسا آئے گا، ویسا ہی جائے گا"۔

☆

الغرض آپ بیابانِ ہندوستان کے تشنہ لبوں کے لئے ابرِ رحمت بن کر آئے اور زمانہ نے بزبانِ حال یہ شعر پڑھا ؎

شکر شکن شوند ہمہ طوطیانِ ہند
زیں قند پارسی کہ بربنگالہ مے رود

☆

جب آپ ہندوستان پہنچے تو ایک سال شہرِ لاہور میں رہے۔ وہاں کے بہت سے علماء وفضلاء آپ کی محبت کے اسیر وگرویدہ ہو گئے۔ بعد ازاں شہر دہلی میں جو "دارالاولیاء" اور "بیت

Marfat.com

الفقرا'' تھا، تشریف فرما ہوئے۔ روایت ہے کہ جب لاہور سے دہلی تشریف لے جارہے تھے تو راستہ میں ایک عاجز ودرماندہ شخص پر نظر پڑی جو کہ پیدل جارہا تھا۔ آپ نے گھوڑے سے اُتر کر اُس شخص کو تو گھوڑے پر بٹھادیا اور خود منزل تک پیدل سفر کیا۔ اس دوران سر پر چادر ڈالے رکھی تاکہ کوئی جاننے والا اس عملِ خیر سے واقف وآگاہ نہ ہوجائے۔ جب منزل کے قریب پہنچے تو گھوڑے پر سوار ہوگئے تاکہ یہ کارِ خیر پردۂ اخفاء میں رہے۔

☆

''گلزارِ ابرار'' کی روایت کے مطابق لاہور سے دہلی جاتے ہوئے، جب آپ سرہند شریف کی حدود میں پہنچے تو آفتاب کی سی روشنی اُس شہر کے گرد پھیلی ہوئی تھی۔ یہ حال مشاہدہ کرکے کمال حیرت ہوئی۔ ''رجال الغیب'' میں سے ایک نے آواز دی کہ مُرشد کامل نے جس مرد کی بشارت فرمائی وہ اسی سرزمین میں مشغولِ خداپرستی ہے۔ لیکن ازلی فرمان کا مضمون یہ ہے کہ اُس کو دہلی مقام پر آپ کی مصاحبت میں داخل کریں گے۔ لہٰذا اب مزید جستجو کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

☆

دہلی کا شہر چونکہ سارے ہندوستان میں مرکزی حیثیت کا حامل تھا اور ہمیشہ سے اولیاء کرام کا مستقر رہا ہے، بدیں وجہ آپ دہلی پہنچ کر قلعہ فیروز شاہ میں مقیم ہوگئے جو اُس زمانہ میں دریائے جمنا کے کنارے پر واقع تھا اور نہایت دلکش اور پُرفضا مقام تھا۔ اس قلعہ کی مسجد بہت شاندار، خوبصورت اور قابلِ دید تھی۔ آپ تادمِ آخریں وہیں سکونت پذیر رہے۔

☆

دہلی پہنچنے کے بعد روحانی حلقوں میں بہت جلد آپ کی شہرت وعظمت کا ڈنکہ بجنے لگا اور اکناف واطراف اور دور دراز سے طالبانِ حقیقت آپ کے پاس رُشد وہدایت کے لئے حاضر ہونے لگے۔ بہت سے امرائے شاہی بھی آپ کے معتقد ہوگئے تھے۔ چنانچہ شیخ فرید بخاری، عبدالرحیم خانخاناں، مرزا قلیچ بیگ، صدرِ جہاں وغیرہ آپ کے معتقد ونیازمند تھے۔ ان سب امراء کے ذریعہ آپ اکبر بادشاہ کی ملحدانہ پالیسی کے بُرے اثرات دور کرنے کی کوشش فرماتے تھے۔ آپ نے اپنے مکتوبات میں ان امراء کو سُنّت اور شریعتِ نبوی ﷺ کی پابندی کی بار بار نصیحت فرمائی ہے اور اُنہیں اسلامی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا ہے۔

☆

Marfat.com

آپ علماء کرام اور سادات عظام کا بہت احترام کرتے تھے، شرعی معاملات میں بالعموم پرہیز گار علماء و فقہاء سے رجوع فرماتے تھے اور فتویٰ حاصل کرنے والوں کو انہی علماء کی طرف بھیجتے تھے اور تمام درویشوں کو شریعت کی پابندی کی نصیحت فرماتے تھے بلکہ مرید کرنے سے زیادہ آپ شریعت کے احیاء اور تبلیغ پر زور دیتے تھے۔ کسی کو بصد اصرار اور طویل آزمائش کے بعد مرید کرتے تھے۔

☆

آخر وہ وقت آیا کہ آفتابِ ہند امام ربانی شہباز لامکانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی ۱۰۰۸ھ مطابق ۱۵۹۹ء میں سرہند شریف سے حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہوئے۔ جب دہلی پہنچے تو آپ (حضرت خواجہ باقی باللہؒ) کے روحانی، بلند مقامات کا شہرہ سُنا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نہایت بشاشت اور مہربانی سے پیش آئے اور حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز کی درخواست پر اُن کو "سلسلہ عالیہ نقشبندیہ" میں بیعت کر لیا۔

☆

حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ کو دہلی میں آنے کے بعد رُشد و ہدایت کی تبلیغ کے لئے صرف تین سال میسّر آئے۔ پھر ہزاروں لوگ آپ کے چشمۂ فیض سے سیراب ہوئے اور اس تھوڑی سی زندگی میں آپ نے بندگانِ خدا میں ایسا تصرّف فرمایا کہ اکثر مشائخ وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ سے تلقین پائی اور آپ کے انوار و برکات تمام روئے زمین میں پھیل گئے۔ جب امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز آپ سے فیضیاب ہوئے تو آپ نے اپنے تمام مریدوں کی تعلیم و تربیت اُن کے سپرد کر دی اور آخری سال میں خود بالکل گوشہ نشین ہو گئے تھے۔

☆

آپ کے غلبۂ عشق الٰہی (جل شانہٗ) کا یہ حال تھا کہ جس پر آپ کی نظر پڑ جاتی وہ مُرغِ بسمل کی طرح تڑپنے لگتا اور اگر ہوش میں رہتا تو اشکباری کرتا، ورنہ بے ہوش ہو جاتا اور اُس کو دُنیا و مافیہا کی کوئی خبر نہ رہتی۔ ایک مرتبہ ایک فوجی افسر آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور اپنا گھوڑا دروازہ کے باہر خادم کے سپرد کر کے اندر آ گیا۔ اُس وقت آپ کسی ضروری امر کے لئے باہر تشریف لے گئے تھے۔ جب اندر تشریف لانے لگے تو آپ کی نظرِ کیمیا اثر اُس خادم پر پڑ گئی، جو گھوڑا سنبھالے ہوئے تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر مبارک پڑتے ہی اُس پر وجدانی کیفیت

Marfat.com

طاری ہوگئی اور وہ گھوڑے کو چھوڑ کر کپڑوں کو پھاڑتا، چیختا اور چلاتا دیوانوں کی طرح جنگل کی طرف نکل گیا اور تلاشِ بسیار کے باوجود اُس کا پتہ نہ چل سکا۔

☆

اسی طرح ایک مرتبہ نماز جمعۃ المبارک کے لئے مسجد میں تشریف لے گئے۔ جب خطیب منبر پر گیا تو اتفاقیہ اُس کے چہرے پر آپ کی نظر پڑگئی اور نظر سے نظر مل گئی۔ بس وہ اُسی وقت کلیجہ تھام کر رہ گیا اور بے قرار ہو کر نیچے گرا اور اُس میں خطبہ پڑھنے کی طاقت وسکت نہ رہی۔ دوسرے خطیب نے خطبہ پڑھا اور آپ نے نماز پڑھائی۔ نظر لاگی پیاری سانوریا تمہاری

☆

عجز وانکسار کی نسبت آپ پر ایسی غالب تھی کہ اگر کسی طالب سے کوئی خطا سرزد ہو جاتی تو فرماتے:

"یہ بیچارے فقیر کیا کریں، یہ تو ہماری
ہی بد صفتی کا اثر ہے جوان پر منعکس ہو رہا ہے"۔

آپ کی تواضع کا یہ عالم تھا کہ جب کوئی طالب آپ کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوتا تو بہت سے عذر فرماتے اور ارشاد کرتے کہ:

"میں کس لائق ہوں۔ تم نے جو گمان کیا ہے، میں اُس
کے شایاں نہیں۔ تم کسی اور جگہ جاؤ۔ اگر کوئی رہبر ملے تو مجھے بھی
مطلع کرنا تاکہ ہم بھی اُس کی خدمت میں حاضری کا شرف
حاصل کر سکیں"۔

مگر صادق العقیدہ طالب آپ کے آستانہ مبارک کو نہ چھوڑتے اور اپنے مقصود کو پہنچتے۔

در ہوائے نفسِ گمرہ عمر ضائع کردہ ایم   پیش اہل اللہ از طوار خود شرمندہ ایم
نظر بر مخلصانِ خستہ ات کن تاکہ ما   خواجگی را ماندہ اکنوں خواجگی را بندہ ایم

(ہم نے گمراہ نفس کی تکمیل خواہشات میں عمر ضائع کر دی۔ اپنے اطوار پر ہم اہل اللہ کے سامنے شرمندہ ہیں۔ اے خواجہ! (اے پیرو مرشد!) اپنے خستہ حال معتقدوں پر ایک نظر ہو جائے، ہم آپ ہی کے تھے اور ہمیشہ آپ ہی کے رہیں گے)۔

☆

کہتے ہیں کہ ایک خراسانی جوان، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ

Marfat.com

العزیز کے مزار مقدس کا مجاور تھا اور اُن کی روحانیت سے ایک ایسے پیر کامل کا طالب تھا جو قیدِ حیات میں ہو۔ جب حضرت محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ دہلی میں رونق افروز اور جلوہ فگن ہوئے تو اس جوان کو واقعہ میں دکھایا گیا کہ "طریقہ نقشبندیہ" کا ایک بزرگ اب شہر میں وارد ہوا ہے۔ تم اُس کی خدمت کو لازم پکڑو۔ چنانچہ وہ جوان حسب الامر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور واقعہ عرض کر کے قبولیت کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا کہ:

"یہ مسکین اپنے آپ کو اس کے شایاں نہیں سمجھتا، وہ کوئی دوسرا ہوگا"۔

جب آپ نے بطریقِ انکسار بہت سے عذر کیے تو وہ جوان واپس چلا گیا۔ دوسری رات پھر واقعہ میں اس سے کہا گیا کہ پیرِ کامل وہی بزرگ ہیں، جن کی خدمت میں تم حاضر ہوئے اور اُن کا عجز وانکسار دیکھا۔ دوسرے روز وہ آپ کے آستانہ پر ایسا آیا کہ پھر واپس نہ آیا اور شرفِ قبولیت حاصل کیا اور دیکھا جو دیکھا ۔

یکے لحظہ ازو دُوری نشاید
کہ از نزدیک بودن مہر زاید
(اقبالؔ)

(اُن سے ایک لحظہ بھی دوری نہ چاہئے کہ اُن کے نزدیک ہونے سے آفتاب کی مانند، درخشاں وتاباں شخصیت جنم لیتی ہے)۔

☆

اسی طرح آپ کے خلیفہ حسام الدین علیہ الرحمہ کا بیانِ پُر ایمان ہے کہ میں حسب الارشاد پیر کامل کی تلاش وسعی میں آگرہ کی طرف متوجہ ہوا۔ اُس شہر میں پہنچ کر حیران و پریشان تھا کہ کیا کیا جائے اور دِل ہی دِل میں کہتا تھا کہ آپ کے آستانہ پر حاضر ہو کر عرض کروں گا کہ میں نے آپ کے ارشاد کی تعمیل کی تھی، مگر جیسا بزرگ اور مردِ کامل آپ فرما رہے تھے، مجھے نہیں ملا۔ اسی اثناء میں، مَیں ایک راستہ میں گزر رہا تھا کہ ایک مکان سے راگ کی آواز آئی۔ کان لگا کر بغور جو سُنا اور سماعت کیا، تو قوال حضرت شیخ مصلح الدین سعدیؔ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر گا رہے تھے۔

تو خواہی آستیں افشاں وخواہی دامن اندر کش
مگس ہرگز نخواہد رفت از دُکان حلوائی

یہ شعر سُن کر مجھے مزید اشتیاق پیدا ہوا اور مَیں نے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں

Marfat.com

حاضر ہو کر اپنا ماجرا بیان کیا اور پھر پایا جو پایا ۔

گر تو سنگِ خارا و مَر مَر شوی
چوں بصاحبدل رَسی گوہر شوی

(اگرچہ تو سنگِ خارا اور سنگِ مرمر ہو گیا ہے، لیکن جب تو کسی صاحبِ دِل کی بارگاہ میں پہنچے گا تو گوہر (موتی، لعل) بن جائے گا"۔

☆

لاہور کے ایک درویش نے واقعہ میں دیکھا کہ حضرت خواجہ نور اللہ مرقدہٗ گھوڑے پر سوار ہو کر تشریف لے جا رہے ہیں اور بہت سے لوگ آپ کے پیچھے پیچھے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ:

"یہ قطبِ وقت ہیں"۔

بعدازاں اُس درویش نے حاضر خدمت ہو کر قبولیت کی درخواست کی۔ آپ نے حسبِ معمول عذر پیش کیا۔ وہ بیچارہ مسجد میں آ کر درویشوں کے مجمع میں رو رو کر کہنے لگا:

"یارو! کیا ناز و گداز ہے کہ اپنا جمال دکھا کر میرا دِل لے لیا ہے، اب جو ناشاد و خانہ خراب حاضر ہوا ہوں، تو یوں جواب دیتے ہیں اور آستانہ سے نکالتے ہیں۔ کیا کروں اور کہاں جاؤں"۔

مَن عاشق و شوریدہ و مَستم چہ تواں کرد
دِل دادہ وجاں برکفِ دستم چہ تواں کرد

(میں عاشق و دیوانہ و مَست ہوں، اب کیا ہو؟ مَیں نے دِل دے دیا ہے اور جان اپنی ہتھیلی پر رکھے ہوئے ہوں، اب کیا ہو؟)

اُس نے اس ماجرا اور داستانِ غم کو ایسے انداز و پیرایہ میں بیان کیا کہ بہت سے حاضرین بے ہوش ہو گئے اور عجیب شور برپا ہوا، یہاں تک کہ آپ کے کان مبارک تک پہنچا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ شور کیسا ہے؟ عرض کیا گیا کہ:

کزلبِ شیریں تو شوریست در ہر خانہ ۔
(آپ کے لبِ شیریں سے ہر گھر میں شور و غوغا ہے)

آپ نے تبسم فرمایا اور اُس درویش کو بُلا کر تلقین و ارشاد سے سرفراز کیا:

Marfat.com

تا نگرید طفل کے جوشد لبن
تا نگرید ابر کے خندد چمن

(جب تک بچہ نہیں روتا دودھ کب جوش مارتا ہے اور جب تک بادل نہیں برستا، چمن (باغ) کب ہنستا (خوبصورت اور چمکدار بنتا) ہے۔

☆

صاحب ''زبدۃ المقامات''، مولانا محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز مَیں ایک مسجد کے گوشہ میں یک وتنہا بیٹھا ہوا تھا، مجھ سے کچھ فاصلے پر ایک فقیر دوسرے فقیر سے شیوۂ اولیاء اللہ (جل جلالہٗ) کا تذکرہ کررہا تھا۔ اسی ضمن میں اُس نے کہا کہ مَیں نے عمر بھر میں ایک شخص کو دیکھا ہے، جو بے نفسی اور بُردباری میں اس زمانہ میں بے مثل ہے اور حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی لیا۔ پھر بیان کیا کہ مَیں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ العزیز کے مزار مبارک پر تھا کہ ناگاہ خبر پہنچی کہ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لارہے ہیں۔ خدام نے مزار شریف کے قریب آپ کے لئے ایک تخت بچھایا اور اُس پر فرش اور تکیہ لگایا۔ آپ کی تشریف آوری سے پہلے ایک آزاد فقیر آیا، اُس کی نظر جو تخت وفرش پر پڑی تو پوچھا کہ یہ کیا ہے اور کس کے لئے ہے؟ خدام نے کہا کہ فلاں بزرگ کے لئے ہے۔ یہ سُن کر وہ آپ کو سخت سُست کہنے لگا۔ دریں اثناء آپ بھی جلوہ افروز ہوگئے۔ آپ کو دیکھ کر وہ اور بھی برافروختہ ہوا اور آپ کے سامنے ہرزہ گوئی کرکے کہنے لگا کہ:

''اے شخص! تو ایسی کون سی لیاقت رکھتا ہے کہ یہاں تیرے واسطے فرش بچھایا جائے''۔

آپ کے ہمراہ جو درویشوں کی بڑی جماعت تھی، وہ یہ سُن کر غیض وغضب میں آگئی اور چاہتی تھی کہ اس بے لگام فقیر کو تنبیہہ کرے مگر آپ نے اپنی چشمِ خشم آلود سے سب کو اس ارادے سے باز رکھا اور خود اُس بدزبان فقیر کے پاس جاکر بڑی نرمی سے عذر کیا اور فرمایا کہ:

''میں کسی لائق نہیں، آپ جو کچھ فرماتے ہیں، درست ہے۔ یہ سارا تکلف میرے اشارے اور علم کے بغیر ہوا ہے، آپ معاف کردیجئے اور مجھے بدنصیب کے پیچھے اپنا مغز خالی نہ فرمایئے''۔

آپ زبانِ مقدس سے یہ فرماتے جاتے تھے اور اپنی آستین مبارک کے ساتھ اُس کی پیشانی کا

Marfat.com

پسینہ پونچھتے جاتے تھے اور اظہارِ تواضع فرمارہے تھے۔ چند درہم جو اس نے مانگے تھے، اُسے دے رہے تھے۔

ہرکجا ایں نیتی افزوں تراست
کارِ حق را کار گاہِ آں سراست

(جس شخص میں انکساری اور فروتنی زیادہ تر ہے، اللہ کریم جل شانہٗ کی بارگاہِ عظمت میں اُس آدمی کا سرِ نیاز زیادہ مقبول ہے)۔

راوی کا قول ہے کہ مَیں نے کسی طرح کا تغیر و تذبذب حضرت خواجہ کے حال و قال میں نہ دیکھا۔ اُس وقت مجھے یقین ہوگیا کہ "نفس کشی" جسے کہتے ہیں، وہ اس عالم میں موجود ہے۔

خاک شو خاک تا بروید گل
کہ بجز خاک نیست مظہرِ گل

(مٹی بن کے رہو کہ تم سے پھول کھلیں، کیونکہ مٹی ہی سے پھول پیدا ہوتے ہیں۔)

☆

اکثر ایسا ہوتا تھا کہ مخلص اُمراء آپ کی خدمت میں سیم وزر (روپیہ پیسہ) اس غرض سے بھیجتے تھے کہ آپ کی صوابدید ورائے سے فقراء میں تقسیم کیا جائے۔ خلقِ خدا (جل شانہٗ) پر شفقت وعنایت کی وجہ سے وہ رقم خود مستحقین میں تقسیم کردیتے اور اس ضمن میں اپنے ہاں سے بھی کچھ نہ کچھ شامل فرمالیتے تھے۔ آپ کی شفقت ومحبت اور لطف وکرم کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ لاہور میں قحط پڑا، آپ اس وقت وہاں تشریف فرما تھے، کئی دن تک کھانا نہ کھایا۔ جس وقت کھانا سامنے رکھا جاتا تو فرماتے کہ "یہ انصاف سے بعید ہے کہ ایک تو گلی کوچہ میں بھوک کے مارے جان دے رہا ہو اور ہم کھانا کھائیں"۔ ماحضر کو بھوکوں کے لئے بھیج دیتے۔

☆

آپ نہ صرف انسانوں پر رحمت وشفقت فرماتے تھے بلکہ جانوروں پر بھی بے حد شفیق ومہربان تھے۔ چنانچہ ایک رات تہجد کے لئے اُٹھے تو ایک بلی آکر لحاف پر سوگئی۔ جب آپ "نمازِ تہجد" سے فارغ ہوکر بستر پر تشریف لائے تو بلی کو لحاف پر سوتے دیکھا۔ اُس وقت آپ نے ازراہِ شفقت بلی کو نہیں جگایا اور خود صبح تک بیٹھے موسم سرما کی سختی اور تکلیف برداشت کرتے تھے۔

کرم ضائع نمی گردد بکن ہمت اگر مردی
کہ نامت زندہ بعد از مرگ در ملکِ عدم دارد

Marfat.com

(کرم (مہربانی) ضائع نہیں ہوتی، اگر تو مرد ہے تو یہ کرتا رہ، کہ مرنے کے بعد ملک عدم میں نام زندہ رہتا ہے)

☆

آپ بڑے سادہ مزاج تھے۔ کتنی ہی مدت تک غیر مرغوب کھانا ہوتا، کبھی نہ فرماتے کہ اسے بدل دو یا اور پکاؤ۔ اگر کپڑے میلے ہو جاتے تو اُس کی پرواہ نہ کرتے۔ آپ کا مکان نہایت تنگ و شکستہ تھا۔ اُس کی صفائی اور درستی کا خیال بھی فرماتے باوجودیکہ آپ نہایت نحیف و نزار تھے مگر دوامِ ذکر و کثرتِ عبادت و طاعت پر نہایت شغف رکھتے تھے۔

☆

آپ کے زہد و استغناء کا یہ حال تھا کہ آپ کی مجلس شریف میں اُمورِ دُنیا کا ذکر نہ ہوتا تھا، ہاں اگر کوئی حاجت مند حاضر ہوتا تو اُس کی سفارش فرما دیتے اور ان کاموں میں اپنے اور اپنے درویشوں کے لئے کبھی کوئی تدبیر نہ کرتے تھے۔ اپنے مریدوں کے لئے سوائے فقر و مسکنت وقناعت کے کچھ نہ چاہتے اور فرماتے کہ جس کو ہم سے مالی امداد پہنچے، وہ یقین کر لے کہ اُس کے ساتھ ہمیں دینی محبت اور اسلامی شفقت کم ہے۔ آپ کے عقیدت مندوں میں بعضے متمول و مالدار التماس کرتے تھے کہ اگر حکم ہو تو آستانہ عالیہ کے فقراء و خدّام کے لئے کچھ روزینہ مقرر کر دیا جائے مگر آپ اُن لوگوں کے بارے میں اجازت نہ دیتے تھے جنہوں نے آپ کے ساتھ نسبتِ معنوی درست اور پختہ کر لی تھی، ہاں اَوروں کے لئے منظور فرماتے۔ آپ متاعِ دینوی کے قبول کرنے سے اس قدر متنفر تھے کہ جس وقت سفرِ حجاز کا ارادہ کیا تو مرزا عبدالرحیم خانخاناں نے جو فقراء سے عموماً اور آپ سے خصوصاً کمال عقیدت رکھتا تھا، ایک لاکھ روپیہ نقد آپ کے اور آپ کے ہمراہیوں کے خرچہ کے لئے بھیجا اور عرض کیا:

"اِسے قبول فرما کر مجھے ممنون فرمائیں"۔

آپ نے یہ سُنا تو خفا ہوئے اور فرمایا کہ:

"حج کرنا ہمارے لئے اس قدر ضروری نہیں کہ مسلمانوں کا اِس قدر مال و دولت اپنے صرف میں لا کر ضائع کر دیں"۔

غرض وہ روپیہ قبول نہ فرمایا اور واپس کر دیا۔

Marfat.com

ضمیر پاک ، نگاہ بلند و مستیٔ شوق
نہ مال و دولتِ قاروں نہ فکرِ افلاطون
(اقبالؒ)

☆

اگر چہ آپ پر ابتداء سے انتہاء تک بڑے بڑے عظیم الشان اور رفیع البیان حالات وارد ہوئے مگر آپ کی بلند ہمت نے کسی ایک حال و کشف پر قناعت نہ کی بلکہ باوجود کمال آپ ہمیشہ عاجزی وانکساری اور اپنی نایافت کا اظہار فرماتے رہے اور عین بحرِ وصال میں خشک لب وتشنہ رہتے تھے، جیسا کہ آپ کی اس رباعی سے پایا جاتا ہے۔

در راہِ خدا جملہ اَدب بائد بود تاجاں باقیست درطلب بائد بود
دریا دریا اگر بکامت ریزند کم باید کرد وخشک لب بائد بود

☆

آپ کے جلیل القدر خلیفہ شیخ تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک دن آپ عجیب کیفیت کے ساتھ دریا کے ساحل کی طرف متوجہ ہوئے۔ قبا کے بند کھلے، سینہ ننگا، عمامہ پریشان، چہرہ مبارک سے شکستگی اور قلق واندوہ کے آثار نمایاں۔ آپ کی یہ کیفیت دیکھ کر میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے ہولیا۔ کچھ دیر کے بعد آپ کو میرا احساس ہوا۔ نہایت آہ و درد کے ساتھ فرمایا کہ:

''تاج الدین! اس قدر واردات ، احوال، فیوضات اور انوار واسرار مجھ پر وارد ہورہے ہیں کہ اگر یہ دریا سیاہی ہو جائے تو اُن کے لئے لکھنے کے لئے کافی نہ ہو۔ مگر مجھے اِن سے کیا کام۔ میرا مطلوب دید و دانش سے دور ہے۔

طلب بے چون و مطلب بیچ گونہ
نہ آں راشبہ و نہ ایں رانمونہ''

☆

شیخ تاج الدینؒ مزید بیان فرماتے ہیں کہ ایک روز مَیں صفِ جماعت میں آپ کے پہلو مبارک میں تھا، نماز کے دوران آپ پر گریہ واضحلال کے غلبہ کے آثار محسوس ہوئے۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ اسی حالت میں حُجرے میں تشریف لے گئے۔ میں بھی آپ کے پیچھے آیا اور آپ کو اُسی حالت میں پایا۔ تھوڑی دیر بعد مَیں نے خلافِ ادب اور خلافِ آدابِ طریقت عرض کیا کہ حضور والا کے اس بے اختیار رونے اور اندوہ والم کا سبب کیا ہے؟ فرمایا:

Marfat.com

''تو اس بات کو دریافت نہ کر، ہم کو اس درد و اندوہ میں
رہنے دے کیونکہ بقول لسان الغیب حضرت حافظ شیرازیؒ۔

تنم از واسطۂ دوریِ دلبر بگداخت
جانم از آتشِ ہجرِ رُخِ جانانہ سوخت!

(محبوب کی دوری کے سبب میرا تن بدن پگھل گیا ہے اور جانِ
رُخِ جاناں کے ہجر کی آگ میں جل گئی ہے)''

چونکہ آپ کی عنایاتِ بے پایاں نے مجھے دلیر کر دیا تھا لہذا میں نے اصرار کیا تو فرمایا:

''عین نماز میں جو مومن کی معراج ہے، میری روح نے
مقصودِ وراء لوراء کی طلب وحصول میں عروج کیا اور حتیٰ المقدور
اُس کی جستجو میں کوشش کی مگر کامیابی وکامرانی حاصل نہ ہوئی
تو ناچار حیران وگریاں اپنے تیئں قفسِ قالب میں لا ڈالا۔ اُس
کا یہ گریہ واندوہ اسی حسرت کی وجہ سے تھا''۔

فانی کو یاجنوں ہے یا تیری آرزو ہے
کل نام لے کے تیرا دیوانہ وار رویا

☆

آپ پر ''تفرید'' (تنہائی) اس قدر غالب تھی کہ طالبوں کو اپنی صحبت میں رکھنے اور مشیخیت کا خیال تک نہ تھا۔ صرف دو تین سال درویشوں کی تربیت میں مشغول رہے۔ امام ربانی شہباز لامکانی حضرت مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ السامی آپ کی عنایات وعطایات سے درجۂ کمال پر پہنچ گئے تو اربابِ ارادت وعقیدت کی تعلیم وتربیت اور صحبت سے کنارہ کش ہو گئے۔ یاروں کو اُن کے حوالہ کر کے خود گوشہ نشینی اختیار کی اور بجز مسجد کے وہ بھی نماز باجماعت کے لئے اور کہیں تشریف نہ لے جاتے تھے۔ جو شخص آپ کو دیکھتا، اُسے حضور سیدِ عالم علیہ التحیۃ والثناء کی یہ حدیث یاد آ جاتی تھی:

''جو شخص مُردہ کو روئے زمین پر چلتا ہوا دیکھنا چاہے وہ
ابو قحافہ کے بیٹے (ابو بکر صدیقؓ) کو دیکھ لے......''

☆

باجود حالتِ مذکورہ بالا کے آپ کی ہیبت ودہشت اس قدر تھی کہ غافل وبے خبر لوگ بھی

Marfat.com

جب آپ کو دیکھتے تو اُنہیں بمصداقِ حدیث "اذرؤا ذکر اللہ" خدا یاد آجاتا تھا۔ (عبدالرحمٰن بن غنم اور اسماء بنت یزید سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خیار عباد اللہ الذین اذرؤا ذکر اللہ"۔ خداوند قدوس کے سب سے نیک بندے وہ ہیں، جنہیں دیکھ کر خدا یاد آجاتا ہے (مشکوٰۃ شریف، کتاب الآداب)۔

چنانچہ ایک روز آپ کا گزر ہندوؤں کی ایک بستی پر ہوا۔ جہاں کے باشندے کھیتی باڑی کا کام کیا کرتے تھے، جونہی اُن کی نظر آپ پر پڑی، ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ یہ عجیب شخص ہے، اس کے دیکھنے سے خدا یاد آجاتا ہے۔

آں پری رُخسار آمد جائے دَر دِل کرد و رفت
مُرغ جانم را بہ تیغ غمزہ لبمل کرد و رفت

(وہ حسین رُخسار والا محبوب آیا، دل میں جگہ بنائی اور چلا گیا، میری روح کو اپنی ناز و ادا اور غمزہ کی تیغ سے زخمی کیا اور چلا گیا۔)

☆

ایک معمر فاضل کا بیان ہے کہ ایک روز میں مسجد میں نماز پڑھنے گیا۔ دیکھا کہ صفِ جماعت کھڑی ہے اور آپ بھی صف میں تشریف رکھتے ہیں۔ پہلی صف بھر گئی تھی مگر آپ کے پہلو میں درویشوں نے بپاسِ ادب کچھ جگہ چھوڑی ہوئی تھی۔ چونکہ مجھے آپ سے چنداں عقیدت نہ تھی اور میں نے آپ کو بچہ سا دیکھا تھا، اس لئے اپنی نسبت اُن کو کم عمر پا کر رعایتِ ادب کا خیال نہ کیا اور اس خالی جگہ میں گھس کر نیت باندھ لی، کچھ وقت نہ گزرا تھا کہ آپ کی عظمت وسطوت اور شکوہِ جلال و جمال نے مجھ پر اثر کیا۔ میں نے ہر چند بچنے کی کوشش کی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا، یہاں تک کہ میں عین نماز میں پیچھے ہٹنے لگا، اور ہٹتے ہٹتے نوبت باینجا رسید کہ اگر ایک قدم اور پیچھے ہٹوں تو چبوترے سے نیچے گر پڑوں، مگر میں نے اپنے آپ کو سنبھال لیا اور یہ معاملہ دیکھ کر آپ کے مخلصوں اور غلاموں کے سلسلہ میں داخل ہو گیا۔

خوب رُو خوب کام کرتے ہیں
ایک نظر میں غلام کرتے ہیں

☆

آپ کی عظمت وعلوِ مرتبہ کی شہادت میں یہی ایک امر کافی ہے کہ صرف دو تین سال

Marfat.com

مسند مشیخت پر جلوہ افروز رہے مگر اس قلیل عرصہ میں کس قدر بندگانِ خدا (جل جلالہٗ) آپ کے خوانِ دولت سے بہرہ ور اور مستفید و مستفیض ہوئے، اور کیسی کیسی برکتیں آپ کی بدولت برصغیر پاک و ہند کے وسیع و عریض علاقہ میں پھیل گئیں۔ "سلسلہ عالیہ نقشبندیہ" جو آپ کے زمانۂ اقدس تک برصغیر میں انتہائی کسمپرسی کی حالت میں تھا، آپ کے ذریعہ سے پورے طور پر رائج ہو گیا۔ اگرچہ اس سلسلہ عالیہ کے بہت سے مشائخ کرام اس سرزمین میں جلوہ گر ہوئے اور برسہا برس یہیں رہے مگر آپ کی دو تین سالہ محنت اور برکات، اِن مشائخ کی برسوں کی کوششوں اور ہمتوں میں کہاں۔ شیخ محمد بن فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ جو فقر و عرفان اور ایمان و ایقان میں بلند مرتبہ رکھتے ہیں، فرماتے ہیں کہ :

"آپ کی بزرگی کا یہی نشان کافی ہے کہ آپ تین چار سال سے زیادہ بندگانِ خدا (جل شانہٗ) کی ہدایت میں مشغول نہیں رہے مگر آج تک آپ آثار و برکات روز افزوں ہیں"۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

☆

ستر احوال، دید قصور، عزلت نشینی اور گمنامی آپ کا شیوہ تھا۔ سادات کرام اور علماء اسلام کی تعظیم میں مبالغہ فرمایا کرتے تھے۔ جزوی و کلی عملیات میں فقہائے متورع کی طرف رجوع کیا کرتے تھے۔ تمام امور میں آپ کا عمل عزیمت و اولیٰ پر تھا۔ سماع و رقص و وجد کو آپ کے ہاں دخل نہ تھا، یہاں تک کہ ایک روز ایک درویش نے بآواز بلند پکار کر کہا، "اللہ" آپ نے فرمایا کہ اس سے کہہ دو کہ مجلس کے آداب کو ملحوظ رکھ کر ہمارے پاس آیا کرے۔

خموش اے دل بھری محفل میں چلانا نہیں اچھا
ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

☆

آپ حنفی مسلک پر عمل پیرا تھے۔ ایک دفعہ امام کے پیچھے "سورہ فاتحہ" پڑھنی شروع کر دی، ابھی چند روز ہی گزرے تھے کہ خواب میں امام الائمہ سراج الامہ حضرت امام ابوحنیفہ المعروف امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی، جو ایک طرف کھڑے ہوئے اپنی مدح و ستائش میں ایک قصیدہ پڑھ رہے تھے، جس سے یہ سمجھا جا رہا تھا کہ میرے مذہب میں بکثرت اولیائے

Marfat.com

کرام ہوئے ہیں جو امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھتے تھے۔ اس واقعہ کے بعد آپ نے امام کے پیچھے فاتحہ کا پڑھنا ترک کر دیا اور کبھی بھی "حنفی مسلک" سے ایک انچ بھی پیچھے نہ ہٹے۔ یہ تھی آپ کی استقامت، شہنشاہِ مُشکل کشا حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

ما برائے استقامت آمدیم
نے پئے کشف و کرامت آمدیم

(ہم استقامت کے لئے آئے ہیں نا کہ کشف و کرامت دکھانے کے لئے)۔

☆

کھانے پینے میں احتیاط کا یہ حال تھا کہ جو ہدیہ آتا، اگرچہ اُسے بحکمِ حدیث شریف:
"ہم ہدیہ رَد نہیں کرتے"۔
رَد نہیں فرماتے تھے مگر اُسے بجنسہٖ اپنے مصارف میں نہیں لاتے تھے بلکہ قرض حسنہ لے کر اُس کے عوض اُسے دے دیتے کیونکہ بحکم فقہاء وہ حلّت میں ایک اور درجہ پیدا کر دیتا ہے۔ آپ نہایت تاکید فرمایا کرتے تھے کہ کھانا پکانے والا وضو کے ساتھ صاحب حضور و احتیاط بھی ہو اور پکاتے وقت دینوی بات زبان پر نہ لائے، اور فرماتے تھے کہ جو لقمہ بغیر حضور و احتیاط کے کھایا جائے، اُس سے ایک دُھواں پیدا ہوتا ہے جو فیض کے راستوں کو بند کر دیتا ہے اور ارواح طیبہ جو فیض کا وسیلہ ہیں، ایسے قلب کے مقابل نہیں ہوتیں۔ آپ تمام مریدوں کو اس احتیاط کی ترغیب دیتے تھے۔ جو لوگ اس احتیاط میں تساہل سے کام لیتے، آپ اپنی نسبت کی نزاکت و صفائی کی وجہ سے اُن کا نقصان اُن کے حالات میں معائنہ فرماتے۔ چنانچہ ایک روز ایک صاحب حال و کشف درویش آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ میں اپنے کام میں بستگی اور باطن میں کدورت پاتا ہوں، مجھے معلوم نہیں کہ مجھ سے کیا تقصیر سرزد ہوگئی ہے۔

آپ نے متوجہ ہو کر ارشاد کیا کہ "لقمہ میں بے احتیاطی ہوگئی ہے"۔ اُس نے عرض کیا کہ "لقمہ تو وہی ہے جو میں ہر روز کھایا کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ "واپس جا کر اچھی طرح دریافت کرو، ہمیں تو اس کے سوا کوئی اور نظر نہیں آتا، لقمہ کے جُز میں ضرور فتور آیا ہوگا"۔ جب اُس درویش نے اچھی طرح تفتیش کی تو معلوم ہوا کہ جن لکڑیوں سے کھانا پکایا جاتا تھا، اُن میں سے دو تین لکڑیاں ایسی شامل کر دی گئیں تھیں، جن میں احتیاط سے کام نہ لیا گیا تھا۔

☆

Marfat.com

لقمہ کی طرح آپ نماز میں بھی احتیاط کرتے کہ صفِ جماعت میں اپنی جانب اپنے خاص اصحاب میں سے کسی کو کھڑا کرتے، کیونکہ اگر بیگانہ ہوتا تو فوراً اُس کی غفلت ونقصان مع خطرات کے، آپ کے آئینۂ قلب میں منعکس ہوتا۔ ایک روز ایک درویش نے جو لحاف کا محتاج تھا، آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ اُس کے دل میں لحاف مانگنے کا خطرہ گزرا، وہ خطرہ آپ پر ظاہر ہوگیا۔ ادائے نماز کے بعد فرمایا کہ جس کو لحاف کی ضرورت ہے، اُسے لحاف دے دو۔ اس درویش کا بیان ہے کہ میں اُس دِن کے بعد ڈرتا رہا کہ مبادا کوئی خطرہ جو آپ کی ملامت کا باعث ہو، میرے دِل پر گزرے۔

فیضِ نظر کے لئے ضبطِ سخن چاہئے
حرفِ پریشاں نہ کہہ اہلِ نظر کے حضور!
(اقبالؒ)

☆

آپ کا طریقِ تلقین وہدایت یہ تھا کہ جس طالب کو اپنے سلسلہ عالیہ میں داخل وشامل فرماتے تھے، پہلے اُس سے توبہ کراتے، پھر اگر اپنی طرف اُس کا عشق ومحبت اور ذوق وشوق زیادہ دیکھتے تو اُسے "طریقہ رابطہ ونگہداشتِ صورت" کی تعلیم دیتے، اُس سے طالب کو بہت کشائش حاصل ہوتی۔ خواجگانِ دہبیدی (سلسلۂ نقشبندیہ کی ایک شاخ) میں سے خواجہ بُرہان نامی ایک بزرگ، جس نے اپنے اکابر سے بہت سی نسبتیں اور اجازتیں حاصل کی تھیں، آپ کی خدمت میں بغرض استفادہ حاضر ہوا، تو آپ نے اُسے اپنی "صورت کی نگہداشت" کی تلقین کی۔ وہ حیران ہوا اور اپنے دوستوں سے کہنے لگا کہ یہ شغل تو مبتدیوں کے حال کے مناسب ہے، مجھے تو آپ ازراہِ کرم اس سے اعلیٰ "مراقبہ" ارشاد فرمائیں۔ اُس کے دوستوں نے کہا کہ تعمیل ارشاد تو کرو۔ چونکہ اُس کا عقیدہ درست تھا لہٰذا اس شغل میں مشغول ہوگیا۔ دو ہی روز گزرے تھے کہ آپ نے اُس پر، پرتو ڈالا اور بڑی نسبت اُس پر غالب ہوئی اور اُس کو "سُکر" کا ایسا غلبہ ہوا کہ باوجود تمکین اور کبرسنی کے زمین سے دو دو ہاتھ اوپر اُچھلتا تھا اور دیواروں اور درختوں سے ٹکراتا تھا، یہاں تک کہ کئی جوان اُسے سنبھال نہ سکتے تھے۔ لیکن زیادہ تر آپ طالبوں کو "ذکرِ قلب" جیسا کہ "سلسلہ نقشبندیہ" میں مقرر ہے، تلقین فرماتے اور ایک جماعت کو "ذکرِ نفی واثبات" اور بعضوں کو صرف "اثبات" یعنی "ذکرِ ذاتِ عزّ شانہٗ" فرماتے۔

Marfat.com

ذکر کُن ذِکر ، تاتُرا جان است
پاکئ دِل، ز ذکرِ رحمٰن است

(جب تک تیری جان ہے، اللہ رب العزت جل جلالہٗ کا ذکر کر، کیونکہ اللہ تعالیٰ عزوجل کے ذکر سے ہی دِل پاک ہوتا ہے)۔

☆

آپ کی تعلیم میں یہ اَمر بھی قابل غور ہے کہ آپ جس طالب کو ذکر کی تعلیم فرماتے، اُس تعلیم کے ساتھ اپنی ہمت وتوجہ بھی اُس کے شاملِ حال رکھتے اور اُس کی حقیقتِ جامعہ کے ادراک پر ''نقوشِ کونیہ'' کا راستہ بند کردیتے، گویا ''سرچشمۂ نقشبندیہ'' کو ظہور میں لاتے۔ اُسی وقت اُس کا دِل ذاکر ہوجاتا اور حضور وجذبہ اُس کو اپنی آغوش میں لے لیتا۔ بعضے مُرغ بسمل کی طرح خاک پر لوٹتے اور بعضے بیخود ہوکر حیرت میں چلے جاتے اور بعضوں کو اسی حال میں ''عالم مثال'' (ایک جہان کا نام) یا ''عالم اَرواح'' (عالم ارواح وآخرت) یا ''عالم معانی'' (ایک خاص علم کا جہان) منکشف ہوجاتا اور کئی کئی دن یہی حال رہتا۔ پھر آپ کی توجہ سے ہوش میں آتے اور ''الشیخ یحیی ویمیت'' (پیر زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے) کا نظارہ دیکھنے میں آتا۔ آپ کی یہ عنایت عام طور پر تھی ۔

درسِ ادیب اگر بود زمزمۂ محبتے
جمعہ بمکتب آورد طفلِ گریز پائے را
(نظیریؔ)

(اگر اُستاد کا درس محبت کے زمزمے کی طرح بہہ رہا ہو تو مدرسہ سے بھاگنے والا بچہ، جمعہ کی چھٹی کے روز بھی مدرسہ میں آنا پسند کرے گا)۔

☆

آپ کی نسبت کا سریان اس درجہ کا تھا کہ بہت سے طالب آپ کو دیکھتے ہی مجذوب ومغلوب ہوجاتے تھے۔ ماہِ رمضان کی ایک رات امامِ ربانی حضرت مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز نے آپ کے لئے فالودہ بھیجا۔ خادم نے سادہ لوحی کے سبب سے دروازۂ خاص جا کھٹکھٹایا۔ آپ نے کسی دوسرے کو نہ جگایا اور بذاتِ خود باہر نکلے اور فالودہ کا برتن خادم کے ہاتھ سے لے کر

Marfat.com

پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ اُس نے عرض کیا کہ میرا نام "باما" ہے۔ آپ نے فرمایا کہ "چونکہ تم ہمارے "شیخ احمد" کے خادم ہو"، ہمارے ساتھ ہو۔ واپس ہوتے ہی اُس خادم پر "جذبۂ سُکر ونسبت" غالب ہوا۔ وہ شور وفغاں کرتا ہوا، گرتا پڑتا، حضرت امام ربانی مجدّدالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پہنچا۔ حضرت اقدس نے دریافت فرمایا کہ "کیا معاملہ ہے"؟ وہ شوریدگی ومستی کی حالت میں کہتا تھا کہ:

"میں شجر وحجر اور زمین وآسمان میں ہر جگہ ایک نہایت بے رنگ نور دیکھتا ہوں کہ جسے بیان نہیں کرسکتا"۔

حضرت مجدّد قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا کہ:

"یہ حضرت خواجہ باقی باللہ کے سامنے گیا ہے، اُس آفتاب کے مقابلہ سے ایک پرتو اس ذرّہ پر پڑ گیا ہے"۔

دوسرے روز حضرت مجدّدالف ثانی قدس سرہٗ النورانی نے یہ قصہ آپ (حضرت خواجہ باقی باللہ) سے عرض کیا تو آپ مسکرا پڑے۔

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا
گاہے بہ نگاہے۔۔۔۔۔۔

☆

حضرت میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میری لڑکی کی ایک "انا" تھی۔ ہم نے اُسے کئی بار کہا کہ "حضرت خواجہ" کی مرید بن جاؤ مگر اُس نے انکار کیا۔ ایک روز ایک تقریب پر ہم نے لڑکی کو "انا" سمیت آپ کی خدمتِ عالیہ میں بھیج دیا۔ آپ نے شیر خوار لڑکی کو بغل میں لے کر نہایت شفقت فرمائی۔ لڑکی نے آپ کی داڑھی مبارک کی طرف ہاتھ بڑھایا اور ایک بال اُس کے ہاتھ میں رہ گیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ:

"یہ لڑکی ہم سے یادگار لے رہی ہے"۔

عجیب نظر دور بین تھی کہ اُن ہی ایام میں آپ نے انتقال فرمایا اور وہ موئے مبارک بطور تبرک ویادگار باقی رہ گیا۔

مرا از زلفِ تو موئے بسند است
فضولی مے کنم بوئے بسند است

(تیری زُلف سے موئے مبارک میرے لئے "سند" ہے، مَیں

Marfat.com

فضول گفتگو کر رہا ہوں، حقیقت میں زلف کی خوشبو میرے لئے
''سند'' کا درجہ رکھتی ہے۔)

جب وہ ''انا'' واپس گھر آئی تو تھوڑی دیر کے بعد اُس پر مستی اور جذبات کے آثار ظاہر ہونے لگے اور وہ سنبھل نہ سکی۔ یہاں تک کہ چیخیں مار کر بے ہوش ہوگئی۔ اُس کے بائیں پہلو میں دل کی حرکت اس زور سے جاری ہوگئی کہ تمام حاضرین نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ کچھ دیر کے بعد وہ ہوش میں آئی تو اُس سے پوچھا گیا کہ تجھ پر کیا حالت گزری اور تو نے کیا دیکھا۔ اُس نے کہا کہ:

> ''حضرت خواجہ لحہ بالحہ عجیب ہیبت ناک شکلوں میں نمودار ہوتے ہیں، یہاں تک کہ میں بے ہوش ہوگئی، اس کے علاوہ مَیں اور کچھ نہیں جانتی۔ ہاں اتنا جانتی ہوں کہ میرا دِل ''ذاکر'' ہوگیا ہے''۔

حضرت میر محمد نعمان ؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے اُس ''انا'' کا حال، حضرت خواجہ علیہ الرحمہ سے عرض کیا تو آپ نے تبسم فرمایا اور اُس کو ذکر کی تلقین کی۔ چنانچہ وہ فیروز آباد دہلی میں صاحب حال عورتوں میں سے ہوگئی۔

☆

آپ کی کرامات کو احاطۂ تحریر میں لانے کے لئے کئی دفتر درکار ہیں، بلطور تبرک یہاں صرف چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے'':

حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ''تفسیر عزیزی'' پارہ عم سورہ اقراء کی تفسیر میں رقمطراز ہیں کہ ایک دن حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ العزیز کے ہاں چند مہمان آگئے، اتفاقاً اُس دن گھر میں کھانے کی کوئی چیز نہ تھی۔ حضرت خواجہ، مہمانوں کی خاطر تواضع کے سلسلے میں پریشان ہو کر کسی چیز کی تلاش میں تھے۔ آپ کے گھر سے متصل ایک نانبائی کی دکان تھی، جب اُس کو صورت حال کا پتہ چلا تو بڑے تکلف کے ساتھ روغنی روٹیاں معہ سالن پکا کر خدمتِ اقدس میں لایا۔ آپ اُس کی اِس خدمت وسلوک سے بہت خوش ہوئے، اور فرمایا کہ مانگ، کیا مانگتا ہے؟ اُس نے عرض کی کہ مجھے اپنے جیسا (اپنی مثل، اپنے مانند) بنا دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ تو اس حالت کا متحمل نہیں ہوسکتا، کوئی اور چیز مانگ۔ لیکن وہ اسی پر ہی مصر رہا۔ آپ گریز فرماتے رہے۔ جب اُس کی لجاجت حد سے بڑھ گئی تو ناچار اُس کو حُجرہ میں لے گئے اور

Marfat.com

معانقہ فرما کر اُس پر نظر ڈالی۔ جب باہر آئے تو آپ اور نانبائی میں شکل وصورت کے لحاظ سے کوئی فرق نہ تھا اور لوگوں کے لئے امتیاز کرنا مشکل ہو گیا۔ البتہ یہ فرق ضرور رہا کہ آپ صاحبِ ہوش جبکہ نانبائی بے ہوش اور بے خبر تھا۔ آخر کار تین روز بعد اسی حالتِ سکر و بے ہوشی میں ہی انتقال کر گیا۔

ہزار عمر فدائے دے کہ من از شوق
بخاک وخون تپم وگوئی از برائے من است

☆

❁ ایک دفعہ ایک فوجی افسر نے آپ کے ایک ہمسایہ پر ظلم کیا۔ آپ وہ ظلم دیکھ کر بے قرار و بے سکون ہو گئے اور اُس افسر کو سمجھایا اور نصیحت کی مگر وہ بدبخت باز نہ آیا۔ آپ کو اس مظلوم پر نہایت رحم آیا۔ آپ نے اُس افسر سے فرمایا:

''ہمارے خواجگان" (خواجگانِ نقشبند") بہت غیرت مند ہیں، یہ اُنہیں کے پڑوس میں رہتا ہے، خبردار رہنا!''

دو تین دن ہی گزرے تھے کہ وہ ایک چور کے خون کے مقدمہ میں گرفتار ہو کر قتل ہوا۔

☆

❁ ایک بانجھ عورت حاضر خدمت ہو کر عرض گزار ہوئی کہ میرا خاوند دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہے کیونکہ مجھ سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ اُس وقت آپ ''معجونِ فلاسفہ'' نوش فرمارہے تھے۔ تھوڑی سی کھا کر باقی اُس عورت کو دے دی اور فرمایا کہ:

''اس وقت تو یہی مادہ الحیات ہے''۔

اُس عورت نے وہی لے کر کھایا تو اللہ تعالیٰ عزوجل نے اُس کو اولاد سے نواز دیا اور اُس کے خاوند نے نکاح ثانی کا ارادہ ترک کر دیا۔

☆

❁ ایک چشتیہ شیخ زادہ آپ کا مرید ہوا تو اتفاقاً اُس کو ایک مرض لاحق ہو گیا کہ زندگی کی اُمید باقی نہ رہی۔ کسی نے یہ معاملہ آپ سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ:

''اس کے دِل میں یہ خیال گزرا تھا کہ اس طریقہ کو چھوڑ کر اپنے بزرگوں کی نسبت حاصل کرنی چاہئے اور یہ بات مجھ پر ظاہر ہو گئی۔ اس لئے مجھے غیرت آئی اور یہی وجہ علالت ہے''۔

Marfat.com

اُس شخص نے مریض سے بیان کیا تو اُس نے تصدیق کی اور توبہ وندامت ظاہر کی، اس پر فوراً شفایاب اور صحت مند ہو گیا۔

☆

﴾ ایک ضعیف عورت کا لڑکا قلعۂ فیروز آباد کی دیوار سے گر پڑا۔ دیوار کے نیچے سنگین و پختہ فرش تھا۔ گرتے ہی اُس کے کانوں سے خون بہنے لگا اور سانس بند ہو گیا۔ گریہ وزاری اور بے قراری کی حالت میں ماں کو اس کے سوا کوئی چارہ نہ سوجھا کہ آپ کے مبارک قدم پر سر رکھ کر اُس کی زندگی کی التماس کی۔ آپ کی عادتِ کریمہ تھی کہ اپنی توجہ و تصرّف کو بہت چھپایا کرتے تھے۔ آپ نے طب کی ایک کتاب طلب فرمائی اور ارشاد کیا کہ:

"یہ لڑکا نہ مرے گا"۔

حاضرین و ناظرین نے تعجب کا اظہار کیا کہ کون سی کتاب یہ بات بتا رہی ہے۔ آپ ایک لحظہ خاموش رہے، اور وہ قریب المرگ لڑکا ہوش میں آ کر اصلی حالت پر آ گیا۔ لوگ حیران و ششدر رہ گئے۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں
(اقبالؒ)

☆

جب آپ کا سن مبارک تقریباً چالیس برس کا ہو گیا تو ایک دن آپ نے فرمایا کہ:

"بعض خوابوں سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ عنقریب
"سلسلہ عالیہ نقشبندیہ" کا ایک بہت بڑا شخص فوت ہوگا"۔

یہ فرما کر ارشاد کیا:

"شہر دہلی کے نواح میں کوئی جگہ اختیار کرنی چاہئے،
جہاں تنہائی میں بسر اوقات کروں اور اختتامِ عمر پر وہیں مدفون ہو جاؤں"۔

اِس بارے میں آپ نے اپنے بعض مخلص اصحاب کو استخارہ کا حکم دیا۔ جب اجازت معلوم نہ ہوئی تو اس ارادے کو ترک کر دیا۔ بعد ازاں ایک روز فرمایا کہ:

Marfat.com

"ایسا دیکھا گیا ہے کہ کہہ رہے ہیں کہ جس غرض کے لئے تجھے بلایا گیا تھا، وہ پوری ہوگئی ہے اب سفر کرنا چاہیے"۔

انتقالِ پُرملال سے کچھ روز پہلے یہ بھی فرمایا کہ:

"کہہ رہے ہیں کہ قُطبِ زمانہ فوت ہوگیا اور مَیں اس وقت اپنا مرثیہ وقصیدہ پڑھ رہا ہوں، جس میں عالی ارشادات وکنایات مندرج ہیں"۔

☆

غرض ۲۵۔ جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ بمطابق ۳۰۔ نومبر ۱۶۰۳ء بروز ہفتہ، امراضِ جسمانی نے آپ پر غلبہ پایا۔ آپ نے فرمایا کہ:

"مَیں نے حضرت خواجہ عبیداللہ احرار قدس سرہٗ العزیز کو خواب میں دیکھا ہے، وہ فرمارہے ہیں کہ پیراہن پہنو"۔

یہ خواب بیان کرکے آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ:

"اگر ہم زندہ رہے تو ایسا ہی کریں گے، ورنہ کفن بھی ایک طرح کا پراہن ہے"۔

☆

اسی دوران نزع کا عالم طاری ہوگیا، ایک درویش کی زبان سے کلمہ "یا اللہ العالمین" نکلا۔ آپ نے فوراً اُس کی طرف منہ پھیر کر دیکھا۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا کہ "حضرت خواجہ" کی یہ توجہ نامِ محبوب کے سُننے کے شوق سے ہے۔ اس کلام سے چشم مبارک میں آنسو بھر لائے۔ جب تھوڑا سا دِن باقی رہ گیا تو آپ "اسمِ ذات" میں مشغول ہوگئے اور "اللہ"، "اللہ" کہتے ہوئے وصال فرما گئے۔

اربابِ فقر بلند دست ایشانند   از جامِ بقائے عشق مَست ایشانند

درمعرضِ نیستی است ہرچیز کہ ہست   ہست ایشانند ہرچہ ہست ایشانند

(جو حضرات فقر ودرویشی اختیار کرتے ہیں، اُن کا مقام بہت بلند ہے۔ عشقِ الٰہی جو انسان کو فنا کے مقابلہ میں بقا عطا کرتا

Marfat.com

ہے، یہ اربابِ فقر اور درویش، اُس بقائے عشق کے جام میں
مست اُلست ہیں۔
ہر وجود کو "فنا" ہے اور ہر "ہست"، "نیست" میں بدل
جائے گا، مگر اِن اربابِ فقر کو اس عشقِ الٰہی کے باعث جو بقا ملی
ہے، اُن کا نام ہمیشہ باقی و زندہ و تابندہ رہے گا"۔)

☆

دوسرے روز آپ کے مخلص اصحاب کی قرارداد کے مطابق ایک جگہ قبر شریف کھودی گئی، مگر جب دلریش درویشوں نے جنازہ اُٹھایا تو اُس دیوانگی کی وجہ سے جو حاملانِ جنازہ پر طاری تھی، تابوت کو اُس مقام پر نہیں اُتارا، جہاں قبر مبارک تیار کی گئی تھی بلکہ ایک اور زمین میں جا اُتارا۔ اُتارنے کے بعد کیا دیکھتے ہیں کہ یہ وہی زمین ہے جہاں ایک روز آپ نے وضو فرما کر دوگانہ ادا کیا تھا۔ اُٹھتے وقت وہاں کی کچھ خاک دامن مبارک پر لگ گئی تھی، اس پر زبانِ اقدس سے فرمایا تھا کہ:

"اس جگہ کی خاک ہماری دامنگیر ہوگئی ہے"۔

اس لئے یاروں نے اُسی مکان میں جو جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم گاہ کے جوار میں اور شاہراہ کے متصل ہے، اس شاہِ اقلیم کو سپردِ خاک کیا۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اِس گھر کی نگہبانی کرے

☆

آپ کا مزار مبارک خواجہ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ کی سعی وکاوش سے نہایت زیب وزینت سے تیار ہوا۔ آپ کی وصیت کے مطابق مرقد انور پر گنبد نہیں بنایا گیا، صرف ایک بلند چبوترہ بنادیا گیا ہے۔ آپ کے تصرّف کو ملاحظہ فرمایئے کہ اس چبوترے پر سخت گرمی میں بھی پاؤں کو تکلیف وحرارت محسوس نہیں ہوتی۔

نہ ہو آرام جس بیمار کو سارے زمانے سے
اُٹھا لے جائے تھوڑی خاک آستانے سے

☆

Marfat.com

آپ کے ارشادات وملفوظات کا سلسلہ لامتناہی ہے، تاہم "مشتے از خروارے"، قارئین کرام کے لئے بطورِ روحانی غذا، درج ذیل ہیں:

☆ "صبر" نفس کے تمام حظوظ و پسندیدہ اُمور سے باہر آنے کا نام ہے"۔

☆ "رضا" یہ ہے کہ نفس کی رضا سے نکل کر رضائے الٰہی (جل جلالہٗ) میں داخل ہو کر اور اُس کے احکام کی تسلیم اور اپنے امور اُس کے سپرد کر دے"۔

☆ "توجہ" تمام لذات سے منہ موڑ کر تمام تر توجہ کے ساتھ حق تعالیٰ (جل شانہٗ) کی طرف متوجہ ہونے کا نام ہے"۔

☆ "قناعت" فضول کو ترک کرنے اور محض حاجت کی حد تک اکتفا کرنے، عمدہ کھانے، لباس، رہائش سے پرہیز کرنے کا نام ہے۔ کمالِ قناعت یہ ہے کہ صرف ہستی اور محبتِ الٰہی پر اکتفا کرے"۔

☆ "انصاف" سے بعید ہے کہ بھوکے پیاسے گلی کوچوں میں تڑپتے پھریں اور ہم گھروں میں بیٹھ کر کھانا کھائیں"۔

☆ "توکل" یہ نہیں کہ اسباب چھوڑ کر بیٹھ جائیں بلکہ "توکل" کا مطلب یہ ہے کہ "اسبابِ مشروع" کو اختیار کریں اور سبب کی طرف نظر نہ کریں"۔

☆ "ہمارے طریقہ ذکر سے جذبہ پیدا ہوتا ہے اور جذبہ کی مدد سے جمیع مقامات بسہولت واستقامت حاصل ہو جاتے ہیں"۔

☆ "دوامِ مراقبہ" بڑی دولت ہے، اس سے دلوں میں قبولیت پیدا ہوتی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ (عزوجل) کی قبولیت کی نشانی ہے"۔

☆ "عزلت" گوشہ نشینی، مخلوق کے میل جول سے کنارہ کشی کو کہتے ہیں"۔

☆ "توبہ" گناہ سے باز آجانے کو کہتے ہیں۔ چونکہ ہر ایک گناہ حجاب ہے، اس لئے خلق سے قلبی جدائی میں توبہ کمال ہے، جس کی وجہ سے خداوند قدوس سے ملنا لازمی ہے"۔

☆ ہمارے طریقہ (سلسلہ عالیہ نقشبندیہ) کا دارومدار تین باتوں پر ہے۔

(۱) اہل سنت و جماعت کے عقائد پر ثابت قدم رہنا۔

(۲) دوام آگاہی

Marfat.com

(۳) عبادت۔

''اگر کسی شخص کی اِن تینوں چیزوں میں سے ایک میں خلل وفتور آجائے تو وہ ہمارے طریقہ سے خارج ہے۔ہم ''عزت'' کے بعد ''ذلت'' اور ''قبول'' کے بعد ''رَدّ'' سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں''۔

☆ ''جب تک اللہ تعالیٰ (عزوجل) بندے پر صفت ارادہ سے تجلی نہیں فرماتا، اُس وقت تک بندہ ''اہل اللہ'' کا راستہ اختیار نہیں کرتا اور کسی کا مرید نہیں ہوتا''۔

(☆)......(☆)

Marfat.com

(۲۴)

☆

امامِ ربّانی مجدّد الفِ ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

☆

سرہند شریف (بھارت) ۹۷۱ھ ○ ۱۰۳۴ھ سرہند شریف ضلع فتح گڑھ
۱۵۶۴ء ۱۶۲۴ء ریاست پٹیالہ (بھارت)

☆

﴿ قطعۂ تاریخِ وصال ﴾

☆

ہے مکتوباتِ اقدس سے یہ ظاہر
تھے حضرت علم دینِ حق کے کاشف
کہو یہ سالِ رحلت اُن کا صابر
"مجدّد الف ثانی نقشِ عارف"
۱۶۲۴ء

(حضرت صابر براری، کراچی)

(۲)

"مجدّد الفِ ثانی" سے ہوا ثابت کہ ہر صورت
ہے مومن وہ سرکارِ دو عالم کی نشانی ہیں
کہاں دینِ الٰہی اور دینِ خدا شاہد
"ستونِ حسنِ دینِ حق مجدّد الف ثانی ہیں"
۱۶۲۴ء

(خان شاہد اکبرآبادی، کراچی)

☆

Marfat.com

﴿حدیثِ تجدید اور اُس کی تخریج﴾

☆

''مجدّد'' کی اصطلاح ایک حدیث سے ماخوذ ہے، جس کو اصحابِ صحاح میں سے امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے۔ اس حدیث کا متن یہ ہے:

ان اللّٰہ عزوجل یبعث لھذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدّد لھا دینھا.	''اللہ تعالیٰ عزوجل امت کے لئے ہر سو سال کے سرے پر ایسے بندے پیدا کرے گا جو اس کے دین کو نیا اور تازہ کرتے رہیں گے''۔

(سنن ابی داؤد باب مایذکر فی قرن المائۃ)

اس حدیث کو حاکم نے بھی اپنی ''مستدرک'' میں روایت کیا ہے۔ (ص ۵۲۲، ج ۴)

ملا علی قاریؒ نے ''مرقاۃ شرح مشکوٰۃ'' میں ابوداؤد اور حاکم کے علاوہ طبرانی کی ''معجم اوسط'' کا بھی اس حدیث کی تخریج کے سلسلہ میں ذکر کیا ہے، اور سند و رجال کے بارے میں لکھا ہے، ''سندہ صحیح ورجالہ کلھم ثقات''۔ (مرقاۃ ص ۲۴۸، ج ۱)

اور ''کنز العمال'' میں اس حدیث کو روایت کرنے والے محدثین میں امام بیہقی کا اور اُن کی کتاب ''معرفۃ السنن والآثار'' کا بھی حوالہ دیا ہے۔ (کنز العمال ص ۲۳۸، ج ۶)

اور حضرت مولانا عبدالحیٔ فرنگی محلیؒ نے ''مجموعۃ الفتاویٰ'' میں اس حدیث کی تخریج کے سلسلہ میں ان کے علاوہ ''حلیۂ ابونعیم'' اور ''مسندِ بزار'' اور ''مسندِ حسن بن سفیان'' اور ''کامل ابن عدی'' کا بھی ذکر کیا ہے۔ (مجموعہ الفتاویٰ ص ۱۵۱، ج ۲)

☆

(تذکرہ مجدد الف ثانیؒ، مولانا محمد منظور نعمانی، کتب خانہ الفرقان۔
کچہری روڈ لکھنو (بھارت) طبع ششم، اکتوبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۱۲)

☆☆☆

Marfat.com

نذرانۂ عقیدت

جہانے را سرُودِ جاودانی | پیامش کاشفِ سرِّ نہانی
چہ خوش افزود رسمِ لا الٰہ را | تعالیٰ اللہ مجدّدِ الف ثانیؒ

☆

ترجمہ:۔ "آپ کا ابدی پیام (مکتوبات شریف) ایک عالم (دنیا و جہان) کے لئے نغمۂ جاودانی ہے۔ جو باطن کے اسرار و رموز کو کھول کر بیان کرتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لا الٰہ کی رسم کو کس عمدگی اور خوبی سے پروان چڑھایا۔ آپ (قدس سرّہ العزیز) واقعی "مجدّد الفِ ثانیؒ" تھے"۔

☆

Marfat.com

عروس البلاد سرہند

☆

ازل سے ہے مرا دِل جلوۂ عالم کا سودائی
کشش سرہند میں آوارۂ الفت کو لے آئی

وہی سرہند جس کو جنتِ ماویٰ نشاں کہیئے
طریقت کی زباں میں قبلۂ رُوحانیاں کہیئے

وہی سرہند جو اسلام کی عظمت کا محور تھا
وہی جو کفر کے ظلمات میں ایمان کا گھر تھا

وہی سرہند جو رفعت پناہ تھا بادشاہوں کا
وہی جو منزلِ مقصود تھا ماضی کی راہوں کا

وہ جس کو دیوِ استبداد نے پامال کر ڈالا
مگر قائم ہے جس کے سر پہ ابتک نور کا ہالہ

☆

(پروفیسر انیس احمد شیخ)

Marfat.com

﴿گلہائے عقیدت﴾

☆

ہوں داتاؒ کی نگری میں بھی دیوانہ سرہند
اے خواجۂ مستانہ و فرزانہ سرہند

آنکھوں کا مقدر تھا کہ یہ نگہ کرم ہے
ہے پیشِ نظر جلوۂ جانانہ سرہند

پردیس میں یہ سخنِ دِل آویز کسی کا!
نسبت ہے تو پھر غیر نہیں خانہ سرہند

برباد ہوئے اہل وفا دہر کے ہاتھوں
آباد تیرے دَم سے ہے ویرانہ سرہند

آثار یہاں بھی ہیں صنا دیدِ عجم کے
آئینۂ آفاق ہے افسانہ سرہند

تھی ظلمتِ الحاد میں ایمان کی قندیل
اک ہمتِ مردانہ و رندانہ سرہند

لاریب فقط کانَ زَہوٗ قاً کی ہے تفسیر
وہ ''دینِ الٰہی'' کہ ہے بیگانہ سرہند

معتوب ہے اکبر تو ہے مغلوب جہانگیر
یہ فقر کی ہے شوکتِ شاہانہ سرہند

ہے زندہ مقابر کا یہ ایوانِ پُر انوار
اللہ کے دربار میں نذرانہ سرہند

واں نقشِ بخارا کے امیں حضرتِ باقیؒ
یاں حلقۂ معصومؒ خسروانہ سرہند

غارت گرِ اسلام ہے یہ دَورِ پُر آشوب
ہے جنسِ گراں ضربِ کلیمانہ سرہند

پھر جامِ شریعت کو ترستا ہے زمانہ
ہاں ساقیٔ کوثرؐ! وہی پیمانہ سرہند

ٹل جائے کسی طور سے ہر شامتِ اعمال
ہو ہم کو عطا روحِ فقیرانہ سرہند

ہوگا نہ ہوا ہے ترے فیضان کا در بند
سرچشمۂ توحید ہے میخانہ سرہند

لِلّٰہ! وہاں نارِ جہنم سے بری ہو
اے شمعِ مجدد، ترا پروانہ سرہند

مل جائے ترے فیض سے جنت میں نشیمن
ہوں بلبلِ شوریدہ کاشانہ سرہند

طالب ہے انیس آج مسیحا نفسی کا
یکتائے زمانہ ہے شفاخانہ سرہند

☆

(۱۹۷۷ء میں سرہند شریف میں روضۂ مقدسہ حضرت امام ربانیؒ پر پڑھی گئی)
(پروفیسر انیس احمد شیخ)

Marfat.com

﴿گلدستۂ عقیدت﴾

☆

سُرمہ ہے میری آنکھ کا یہ خاکِ گہر بار
خوابیدہ ہے اِس خاک میں وہ بندۂ بیدار
وہ دہر میں آئینِ شریعت کا طلب گار
عالم میں ہوا شانِ مجدّد کا سزاوار
پروانہ کہ تھا شمعِ محمدؐ کا پرستار
ظلمت کدۂ کفر میں ایمان کا مینار
وہ عالمِ اِدراک میں اللہ (جل شانہٗ) کی تلوار!
وہ صاحبِ دِل، صاحبِ دیں، صاحبِ اسرار
اس قافلۂ شوق کا ہے قافلہ سالار!
وہ آیۂ صدیقؓ و عمرؓ مایۂ کرارؓ
آسودہ ہے اِس خاک میں وہ مردِ مُسلماں
"گفتار میں کردار میں اللہ (جل جلالہٗ) کی بُرہاں"
وہ عاملِ دوہ حاملِ دوہ حاصلِ قرآں
"وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہباں"
"اللہ (عزوجل) نے بروقت کیا جس کو خبردار"
باطل کو کہاں تاب ہے تکبیر کے آگے
ظلمت بھی کوئی چیز ہے تنویر کے آگے
آزاد منش قید کی زنجیر کے آگے!
"گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے"
وہ عصمتِ آئینِ پیمبر ﷺ کا نگہ دار
اس خاک میں ہے نکہتِ گلزارِ مدینہ (طیبہ)
اس خاک میں ہے عظمتِ رفتہ کا خزینہ
اُترا تھا یہاں رحمتِ باری کا سفینہ
سرہند بھی ہے خاتمِ ہستی کا نگینہ!
"یہ خاک کہ ہے زیرِ فلک مطلعِ انوار"

☆

(۱۹۷۶ء میں مزارِ گوہر بار سرہند شریف میں پڑھی گئی)۔ انیس احمد شیخ

Marfat.com

حضرت مجدّد الفِ ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

☆

ہے وہ شانِ امامِ ربّانی اولیاء کی بھی خم ہے پیشانی
اُن کے جلووں کی شان کیا ہوگی جن کی یادیں ہیں ایسی نورانی

☆ (پروفیسر فیض رسول فیضانؔ)

آفتابِ ہند امام ربانی شہباز لامکانی حضرت شیخ احمد سرہندی الملقب بہ مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی کا شجرۂ نسب امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طرح ملتا ہے:

۱ ۲ ۳ ۴
شیخ احمد بن شیخ عبدالاحد بن شیخ زین العابدین بن شیخ عبدالحیٔ
۵ ۶ ۷ ۸
بن شیخ نصیر الدین شیخ رفیع الدین بن شیخ حبیب اللہ بن شیخ محمد
۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲
بن شیخ عبداللہ بن شیخ اسحاق بن شیخ یوسف بن شیخ سلمان
۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶
بن شیخ شہاب الدین بن شیخ یوسف بن شیخ احمد بن شیخ شعیب
۱۷ ۱۸ ۱۹
علی الملقب بہ فرخ شاہ بن شیخ نصیر الدین بن شیخ محمود بن شیخ سلیمان
۲۰ ۲۱ ۲۲
بن شیخ عبداللہ الواعظ الاکبر بن شیخ عبداللہ الواعظ الاصغر بن شیخ مسعود
۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷
بن شیخ عبداللہ بن شیخ ناصر بن شیخ ابراہیم بن شیخ اسحاق بن شیخ ابوالفتح
۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲
بن عمر بن حفص بن عاصم بن عبداللہ بن عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم"

(ممتاز محقق مسعودِ ملت حضرت پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلہ نمبر ۲۶ یعنی شیخ ناصر سے شجرۂ نسب یوں بیان کیا ہے: شیخ ناصر بن شیخ عبداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن

Marfat.com

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ"۔ "سیرت مجدد الف ثانی"۔از پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود مطبوعہ کراچی ۱۹۸۳ء ص ۴۴)

☆

آپ کے اجداد میں سے سولہویں جد حضرت شیخ شہاب الدین علی الملقب بہ فرخ شاہ کابلی رحمۃ اللہ علیہ، سلاطینِ کابل کے بڑے اُمراء و وزراء میں سے تھے۔ حضرت شیخ پہلے مسلمان امیر ہیں، جنہوں نے غزنی و کابل سے ہندوستان جلوہ افروز ہو کر اسلام کی تبلیغ و ترویج کی خاطر کفار سے جہاد کیا، بتوں کا قلع قمع کیا اور اسلام کا بول بالا کیا۔ بارہا بکثرت مالِ غنیمت لے کر فتح و نصرت کے ساتھ ہندوستان سے واپس لوٹے۔ آخر میں ترکِ امارت و وزارت کر کے فقر اختیار کیا اور سلسلہ عالیہ چشتیہ میں بیعت ہو کر کوہستانِ کابل میں سکونت اختیار کی اور بندگانِ خدا (جل شانہٗ) کو اپنے روحانی فیوض و برکات سے مستفیض فرماتے رہے اور یہیں انتقال فرمایا۔ شیخ ضیاء الحق علیہ الرحمہ نے یہاں خانقاہ اور مسجد تعمیر کرائی۔ آج کل یہ مقام "درّہ فرخ شاہ" کے نام سے مشہور و معروف ہے۔

☆

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز کے ساتویں جدِّ امجد امام شیخ رفیع الدین ہیں، جو ظاہری و باطنی و سرّی و خفی علوم کے جامع تھے اور اُن کو حضرت جلال الدین بخاری معروف بہ مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت و خلافت تھی۔ آپ وہ پہلے بزرگ اور شخص ہیں جنہوں نے اس خاندانِ عالیہ میں سب سے پہلے ہندوستان میں قدوم میمنت لزوم فرما کر سکونت اختیار فرمائی۔ "شہر سرہند" کی بنا و بنیاد آپ نے رکھی تھی، جس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ:

"اس شہر کی آبادی کی جگہ ایک خوفناک جنگل تھا، جس میں درندے رہا کرتے تھے۔ اس جنگل کا نام ہندی زبان میں ("سہر" بمعنی "شیر"، "رند" بمعنی "جنگل") یعنی "بیشۂ شیر" تھا۔ اس سرزمین کے گرد و نواح میں کوئی شہر نہ تھا، صرف ایک "سامانہ" نامی شہر تھا، جو یہاں سے پچاس میل (۸۰ کلومیٹر) کے فاصلہ پر واقع تھا۔ لوگ خزانہ میں روپیہ پیسہ داخل کرنے کے لئے سامانہ جایا کرتے تھے، بدیں وجہ اردگرد کی رعایا بالخصوص "رعایائے براس" نے جو یہاں سے بارہ میل (۱۹،۲۰

Marfat.com

کلومیٹر) دور تھا، اوچ شریف (بہاولپور ڈویژن) حاضر ہو کر حضرت مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ، جو سلطان فیروز شاہ تغلق کے پیرومُرشد تھے، کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ دہلی تشریف لے جا کر سلطان کو حکم دیں کہ یہاں ایک نیا شہر بنایا جائے تا کہ ہماری مشکلات ختم ہو جائیں۔ حضرت مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ ازراہِ کرم دہلی تشریف لائے، سلطان نے پُر جوش استقبال کیا اور پہلی ہی ملاقات میں منظوری دے دی کہ فلاں مقام پر شہر آباد کیا جائے۔

☆

حضرت امام رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کے برادر عالی مقام خواجہ فتح اللہ، جو بادشاہ کے وزیر باتدبیر تھے، اس کام کو سرانجام دینے کے لئے مقرر ہوئے اور دو ہزار آدمیوں کو ساتھ لے کر وہاں تعمیر شہر میں مشغول و مصروف ہو گئے۔ پہلے ۷۶۰ھ/۱۳۵۹ء میں قلعہ کی بنیاد اُس ٹیلہ پر رکھی، جہاں جنگل تھا مگر ہر روز جتنی دیوار تیار ہوتی، دوسرے دن گری ہوئی نظر آتی۔ جب اس امر کی اطلاع بادشاہ کو ہوئی تو اس نے اس کے علاج کے لئے حضرت سیّد مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ کے حضور درخواست کی۔ اُنہوں نے اپنے خلیفہ و امام نماز حضرت امام شیخ رفیع الدین کو جو ”سنام“ میں رہائش پذیر تھے، کو حکم دیا کہ تم اپنے ہاتھ سے اس قلعہ کی بنیاد رکھو اور پھر اس شہر میں سکونت اختیار کرو کہ وہاں کی ولایت تمہارے متعلق ہے۔ چنانچہ حضرت امام علیہ الرحمہ اُس جگہ جلوہ افروز ہوئے اور مکاشفہ سے معلوم کیا کہ شاہی ملازمین ایک خدا دوست شخصیت حضرت بوعلی شاہ قلندر قدس سرہٗ العزیز کو زبردستی مزدوروں میں شامل کر لیتے تھے اور وہ رات کو توجہ ڈال کر دیوار کو گرا دیتے تھے۔ آپ نے اس حرکت سے منع فرمایا اور اپنے دستِ مبارک سے قلعہ کی بنیاد

Marfat.com

رکھی، اس طرح قلعہ اور شہر کی تعمیر حضرت امام رفیع الدین علیہ
الرحمہ کے زیرِ اہتمام انجام کو پہنچی۔ اختتامِ تعمیر پر حضرت امام
رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں کی سکونت اختیار فرمائی۔ آپ کا مزارِ پُر
انوار ''شہر سرہند'' سے باہر قریب ہی اب تک موجود ہے''۔

☆

یہ شہر خوب آباد رہا، یہاں تک ۱۰۷۷ھ/ ۶۷۔۱۶۶۶ء) میں سکھوں نے اسے تاخت وتاراج کر دیا اور پھر دوبارہ اُس کی رونق بحال نہ ہو سکی۔ ۱۹۴۷ء میں پاکستان معرضِ وجود میں آیا تو سرہند شریف (مشرقی پنجاب) ہندوستان کے حصہ میں آ گیا اور یہ مقدس سرزمین مسلمانوں کے وجود سے خالی ہو گئی، غیر مسلم پناہ گزینوں نے اپنے ڈیرے جما لئے۔ البتہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی کا روضہ مبارک اور اُن کی خانقاہ خود حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت سے اور بظاہر افغانستان کے احتجاج پر محفوظ رہ گیا۔ اس میں کچھ مسلمان بھی رہائش رکھتے ہیں مگر اب وہ بات کہاں۔ لیکن عشاق کے دلوں میں سرہند شریف ہمیشہ آباد وشاد رہا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ تا ابد رہے گا۔

سرہند قبلۂ دلہا ست خُدامی داند
دیدنش آرزوئے ماست خُدامی داند

(خداوندِ قدوس کی ذات جانتی ہے کہ سرہند شریف ہمارے
دلوں کا قبلہ ہے، اُس کے دیکھنے کی آرزو ہمارے دلوں میں کس
طرح چٹکیاں لے رہی ہے، بے قرار کر رہی ہے، یہ بھی اللہ کریم
عزوجل کی ذاتِ گرامی ہی جانتی ہے)۔

☆

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد حضرت شیخ عبدالاحد علیہ الرحمہ عالمِ شباب ہی میں، حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر اُن کے مرید ہو گئے تھے اور اُن کی خدمت میں حاضر رہنے کی اجازت کے خواہاں ہوئے مگر اجازت نہ ملی اور حکم ہوا کہ:

''علمِ دین وشریعت حاصل کر کے آ جانا کیونکہ علم کے
بغیر درویشی بے لُطف ہے''۔

Marfat.com

عرض کیا کہ ''مجھے خدشہ ہے کہ علومِ دینیہ کی تکمیل کے بعد آپ کی صحبت کو نہ پاؤں''۔ فرمایا:

''اگر تم مجھے نہ پاؤ تو میرے فرزند رکن الدین سے جو
کچھ چاہو، حاصل کر لینا''۔

اتفاقاً تحصیل علوم سے پہلے ہی حضرت شیخ قدس سرہٗ العزیز نے وصال فرمایا اور حضرت شیخ عبدالاحد علیہ الرحمہ علومِ دینیہ کی تحصیل اور مختلف شہروں کی سیاحت کے بعد شیخ رکن الدینؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے اپنے والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ کے اشارے کے مطابق آپ کی تربیت میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی اور ''سلسلہ عالیہ قادریہ و چشتیہ'' میں خرقۂ خلافت مرحمت فرما کر طالبانِ خدا (جل جلالہٗ) کی تعلیم و تربیت کا حکم دیا اور تحریری اجازت نامہ مرحمت فرمایا جو ''زبدۃ المقامات'' میں منقول و محفوظ ہے۔

پیہم دیا پیالۂ مے برملا دیا
ساقی نے التفات کا دریا بہا دیا
(حسرت موہانیؒ)

☆

حضرت امامِ ربانی قدس سرہٗ العزیز کا انتساب باطنی ہر چار سلاسل سے ہے، ''سلسلہ عالیہ نقشبندیہ'' میں آپ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ ہیں، جو حضرت خواجہ محمد مقتدیٰ امکنگی علیہ الرحمہ کے مرید و خلیفہ ہیں۔ ''سلسلہ عالیہ قادریہ'' میں آپ مرید و خلیفہ حضرت شاہ سکندر کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں، جو مرید و خلیفہ اپنے جدِّ بزرگوار حضرت شاہ کمال کیتھلی علیہ الرحمہ کے ہیں اور ''سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ، سُہروردیہ'' میں اپنے والد بزرگوار حضرت اقدس مخدوم عبدالاحد قدس سرہٗ العزیز کے مرید و خلیفہ ہیں، جو حضرت شیخ رکن دینؒ بن حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ اِن چاروں سلسلہ کے علاوہ آپ کو دیگر سلاسل مثلاً ''شطاریہ''، ''مداریہ''، ''کبرویہ'' وغیرہ کی تلقین کی اجازت بھی اپنے پدرِ بزرگوار سے حاصل تھی۔

طبعِ حسرت نے پایا ہے ہر اُستاد سے فیض

☆

حضرت امامِ ربانی، شہباز لامکانی، محبوبِ سبحانی، مجددِ الفِ ثانی قدس سرہٗ النورانی کی ولادت باسعادت ۱۴۔ شوال المکرم ۹۷۱ھ بمطابق ۲۶۔ مئی ۱۵۶۴ء کو شہر سرہند شریف میں شب جمعۃ المبارک کو ہوئی۔ آپ کے والد گرامی قدس سرہٗ السامی کا ارشاد ہے کہ:

Marfat.com

''آپ کی ولادت شریف سے پہلے مَیں نے خواب دیکھا کہ تمام جہان میں ظلمت پھیل گئی ہے، سُوّر، بندر اور ریچھ لوگوں کو ہلاک کر رہے ہیں، اسی اثناء میں میرے سینے سے ایک نور نکلا اور اُس میں ایک تخت ظاہر ہوا، اُس تخت پر ایک شخص تکیہ لگائے بیٹھا ہے اور اُس کے سامنے تمام ظالموں، زندیقوں اور ملحدوں کو بکرے کی طرح ذبح کر رہے ہیں اور کوئی شخص باواز بلند کہہ رہا ہے:۔

وقل جآء الحق وزهق الباطل ط ان الباطل كان زهوقا.

(سورہ بنی اسرائیل:۸۱)

(اور کہہ، حق آ گیا اور باطل مٹ گیا، بے شک باطل مٹنے والا ہے''۔

☆

اِس خواب کی تعبیر حضرت شیخ عبدالاحد علیہ الرحمہ نے حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ سے دریافت کی تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ:

''تمہارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا، جس سے بدعت والحاد کی تاریکی دور دو کافور ہوگی''۔

یہ تعبیر بالکل درست نکلی۔

☆

نقل ہے کہ ایک مرتبہ ایام رضاعت میں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ السامی بہت علیل ہو گئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ، آپ کو حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ بابرکت میں لے گئیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے اپنی زبان مبارک آپ کے دہن مبارک میں دے دی اور آپ اُسے تادیر چوستے رہے۔ شاہ صاحبؒ نے فرمایا:

''خاطر جمع رکھو! یہ لڑکا بڑی عمر کا ہوگا، عالم، عامل اور عارف کامل ہوگا، اور میرے تیرے جیسے بہت سے اس سے پیدا (فیض یافتہ) ہونگے''۔

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے جس نے اسمٰعیل کو آدابِ فرزندی؟

☆

جب آپ سنِ تعلیم کو پہنچے تو آپ کو مکتب میں داخل کر دیا گیا۔ تھوڑی مدت میں ہی

Marfat.com

آپ نے قرآن پاک حفظ کرلیا، ازاں بعد بیشتر علوم متداولہ والد گرامی سے حاصل کر کے سیال کوٹ تشریف لے گئے اور معقولات کی بعض کتابیں حضرت مولانا کمال کشمیریؒ اور حدیث کی بعض کتابیں مولانا یعقوب کشمیریؒ سے پڑھیں۔ مولانا یعقوب کاشمیریؒ نے جو قطب مکرم شیخ حسین خوارزمی کبرویؒ کے اکابر خلفاء میں سے تھے، نے حرمین شریفین میں جا کر کبار محدثین سے تصحیح حدیث کی ہوئی تھی۔ اس کے بعد حضرت امام ربانی قدس سرہٗ السامی نے ''تفسیر واحدی'' و دیگر ''مولفاتِ واحدی''، اور ''تفسیر بیضاوی'' اور دیگر ''مصنفاتِ بخاری'' و ''مشکوٰۃ المصابیح'' و ''شمائل ترمذی'' و ''جامع صغیر سیوطی'' اور ''قصیدہ بردہ'' وغیرہ کی اجازت عالم ربانی حضرت قاضی بہلول بدخشانیؒ سے حاصل کی تھی۔ قاضی موصوف کو کتب مذکورہ کی اجازت شیخ عبدالرحمٰن بن مندب سے تھی، جن کا گھرانہ آباؤ اجداد سے ''بیت الحدیث'' چلا آرہا تھا۔ الغرض آپ سترہ سال کی عمر مبارک میں علوم ظاہری کی تحصیل کے سب مراحل طے کر کے اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہو کر تدریس میں مشغول ہو گئے اور طلبۂ علوم کو اپنے فیوض و برکات سے بہرہ ور فرماتے رہے۔ دریں اثناء آپ نے عربی، فارسی میں متعدد رسالے نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ تحریر فرمائے۔ چنانچہ ''رسالہ تہلیلیہ''، ''رسالہ اثباتِ نبوت''، ''رسالہ ردِّ شیعہ'' اِن ہی رسائل میں سے ہیں۔

به نزدیک دانائے صاحب ہنر
کتاب بود بہ ز انبارِ زر

(عقل مند کے نزدیک اور صاحب ہنر کے نزدیک، کتاب
سونے کے ڈھیر سے زیادہ قیمتی ہوتی ہے)

☆

''رسالہ ردِّ شیعہ'' کی تصنیف کا باعث و سبب یہ ہوا کہ عبداللہ خاں ثانی والئ سمرقند و بخارا نے جو ۹۹۰ھ/۱۵۸۲ء میں تخت نشین ہوا تھا، خراسان پر حملہ کیا اور نو (۹) ماہ کے محاصرہ کے بعد ہرات کو ۹۹۳ھ/۱۵۸۵ء میں فتح کرلیا۔ جب خان موصوف نے خراسان کے مشہور شہر طوس یعنی مشہدِ مقدس کا محاصرہ کر رکھا تھا تو فقہائے مشہد میں سے ایک نے ایک عرضداشت عبداللہ خان کی خدمت میں ارسال کی، جس کا ماحصل یہ تھا کہ رعایائے مشہد تو اکثر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل سے ہے، آپ نے کس دلیل سے مشہد کا محاصرہ کیا ہے اور وہاں کے باشندوں کا قتل اور اُن کے مال کا لوٹ لینا، جائز کر رکھا ہے؟ عبداللہ خان نے وہ تحریر، وہ عرضداشت علمائے

Marfat.com

ماوراء النہر کی خدمت میں پیش کی جو اس محاصرہ میں ہم رکاب تھے۔ اس کے جواب میں علمائے مذکورین نے ایک رسالہ بدیں مضمون لکھا کہ شیعہ کافر ہیں اور اُن کا مال لوٹ لینا جائز اور مسلمانوں کے لئے مباح ہے۔ اس پر محمد بن فخر الدین علی رستمداری شیعی نے جو مشہد میں روضۂ مقدس کی خدمت اور تدریس کا منصب رکھتا تھا، اس تحریر کے جواب میں ایک رسالہ لکھا، جیسا کہ ''مجالس المومنین'' میں مذکور ہے۔ جب یہ رسالہ حضرت مجدّد قدس سرہٗ العزیز کی خدمتِ بابرکت میں پہنچا تو آپ نے اُس کا نہایت مدلّل و معقول جواب لکھا۔ اُن دنوں اہل تشیع، ہندوستان میں اربابِ حشمت وجاہ تھے اور شاہی دربار میں تقرب تام رکھتے تھے، اور بادشاہِ وقت بھی دینِ اسلام اور اربابِ دین سے نہایت دشمنی رکھتا تھا۔ ان حالات میں حضرت اقدس کا ''تردیدِ شعیت'' میں قلم اُٹھانا آپ کی حمیت وغیرتِ اسلامی کی زبردست اور روشن دلیل ہے۔

فطرت نے مجھے بخشے ہیں جوہرِ ملکوتی — خاکی ہوں مگر خاک سے رکھتا نہیں پیوند!
کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق — نے ابلۂ مسجد ہوں نہ تہذیب کا فرزند!
اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش — مَیں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند!
مشکل ہے اک بندۂ حق بین وحق اندیش — خاشاک کو تو دے کو کہے کوہِ دماوند!

(اقبالؒ)

☆

آگرہ (اکبر آباد) کے مشاہیر علماء وفضلاء کا شہرہ سُن کر آپ کے دِل میں ان حضرات کی ملاقات کا اشتیاق پیدا ہوا اور وہاں تشریف لے گئے۔ کچھ عرصہ وہاں قیام کیا اور کئی دفعہ ابوالفضل کی مجلس میں شرکت کا موقعہ ملا۔ وہ آپ کی خاص رعایت وتعریف کیا کرتا تھا۔ ایک دن اُس نے فلاسفہ اور اُن کے علوم کی توصیف میں نہایت مبالغہ آرائی کی، جس سے علمائے دین کی توہین لازم آتی تھی۔ آپ جیسی شخصیت سے یہ کب برداشت ہو سکتا تھا، فرمایا کہ:

''امام غزالی قدس اللہ سرہٗ تعالیٰ نے رسالہ ''منقذ من الضلال'' میں لکھا ہے کہ وہ علوم جن کے واضح فلاسفہ اپنے تئیں بتاتے ہیں مثلاً ''ہیئت''، ''نجوم وطب'' ۔ یہ کتب انبیائے سابقین سے سرقہ ہیں اور ریاضی وغیرہ، جو فلاسفہ کے طبع زاد ہیں، دین میں کس کام آتے ہیں''۔

ابوالفضل یہ سُن کر برداشت نہ کر سکا اور خفا ہوا اور کہنے لگا کہ غزالیؒ نے نامعقول کہا

Marfat.com

ہے۔ آپ اُس کی اِس لغویات سے ناراض ہوگئے اور اُس کی مجلس سے تشریف لے آئے۔ واپس آتے وقت اُٹھتے ہوئے فرمایا کہ:

"اگر تُو ہم سے اہلِ علم کی صحبت کا ذوق رکھتا ہے تو ایسی دُور از ادب باتوں سے زبان کو بند رکھ"۔

پھر آپ کئی روز تک اُس کی مجلس میں تشریف نہ لے گئے، یہاں تک کہ اُس نے ایک شخص کو آپ کی خدمتِ اقدس میں بھیج کر معافی مانگ کر تشریف لانے کی درخواست کی۔

وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستانِ وجود
ہوتی ہے بندۂ مومن کی اذان سے پیدا
(اقبالؒ)

☆

ایک روز آپ ابوالفضل کے بھائی فیضی کے ہاں تشریف لے گئے، وہ اُن ایام میں اپنی بے نقط تفسیر، "سواطع الالہام" لکھ رہا تھا، آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ خوب موقعہ پر تشریف لائے ہیں، ایک مشکل درپیش ہے کہ جس کی تاویل و تفسیر "حروفِ غیر معجمہ" میں دشوار ہے۔ مَیں نے ہر چند دماغ سوزی کی ہے مگر دلخواہ عبارت نہیں سوجھ رہی۔ یہ سُن کر آپ نے قلم برداشتہ اِس صفحہ کے مطالبِ کثیرہ "حروفِ بے نقط" میں کمال فصاحت و بلاغت کے ساتھ تحریر فرمادیئے کہ فیضی حیران رہ گیا۔ اس واقعہ سے آپ کی زبردست علمی قابلیت و دسترس ظاہر ہوتی ہے۔ یا مجددؒ۔

آثارِ اقتدارِ تُو تاحشر مستقل
خصمِ سیاہ روئے تو بے حاصل وخجل

(تیرے اقتدار (عظمت و حشمت اور خدماتِ جلیلہ) کے آثار (نشانیاں اور یادگاریں) حشر تک مستقل طور پر قائم و دائم رہیں گی اور تیرا رُوسیاہ دشمن نامراد، ناکام اور شرمندہ و خوار رہے گا"۔

☆

جب آپ کو آگرہ میں قیام فرما ہوئے کچھ عرصہ بیت گیا تو حضرت والد گرامی کو فرزند دلبند کی دوری بڑی شاق و ناگوار گزری، شوقِ دیدار میں آگرہ پہنچے اور آپ کو ہمراہ لے کر وطنِ

Marfat.com

مالوف کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں تھانیسر ٹھہرے، جہاں کے رئیس شیخ سلطان کی صاحبزادی سے آپ کا عقد ہوا۔ وطن واپس پہنچ کر آپ نے "سلوک طریقہ صوفیہ" میں قدم رکھا اور اپنے والد بزرگوار کی صحبتِ عالیہ میں بہت سے فوائدِ باطنی حاصل کئے۔ چنانچہ آپ اپنے رسالہ "مبد او معاذ" میں رقمطراز ہیں:

> "اور اس فقیر کو اس نسبت فردیت کا سرمایہ جس کے ساتھ آخری عروج مخصوص ہے، اپنے والد گرامی (حضرت مخدوم عبدالاحد قدس سرہٗ العزیز) سے حاصل ہوا تھا اور میرے والد ماجد کو یہ نسبت اپنے ایک عزیز (بزرگ حضرت شاہ کمال قادری کیتھلیؒ) سے جو جذبہ قوی کے مالک تھے اور کرامات وخوارقِ عادات میں مشہور تھے، حاصل ہوئی تھی۔ لیکن یہ فقیر اپنی بصیرت کی کوتاہی اور اس نسبت کے محض گاہے گاہے ظہور پذیر ہونے کی وجہ سے سلوک کی منزلیں طے کر لینے سے پہلے تک اس نسبت کو اپنے اندر نہیں پاتا تھا اور نہ اس بات کا قطعاً کوئی علم تھا کہ یہ نسبت مجھے حاصل ہے، نیز اس فقیر کو عباداتِ نافلہ خصوصاً نفل نمازیں ادا کرنے کی توفیق بھی والد ماجد ہی کی مدد سے حاصل ہوئی تھی اور میرے والد بزرگوار کو یہ سعادت اپنے شیخ (یعنی حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ اور اُن کے صاحبزادے شاہ رکن الدین قدس سرہٗ ہما) سے حاصل ہوئی تھی جو سلسلہ چشتیہ سے تعلق رکھتے تھے"۔ (مبداء معاذ" (معہ اُردو ترجمہ از سید زوار حسین شاہ) مطبوعہ کراچی ۱۹۶۴ء صفحہ ۹۶)۔

☆

انہی ایام میں آپ ایک مرتبہ بیمار و علیل ہو کر بہت کمزور ہو گئے، آپ کی یہ حالت دیکھ کر اہلیہ محترمہ بے قرار ہو گئیں اور اُنہوں نے دوگانہ ادا کر کے رو رو کر آپ کی صحت وسلامتی کے لئے دُعا کی۔ اسی حال میں اُنہیں نیند آ گئی۔ خواب میں دیکھتی ہیں کہ ایک شخص کہہ رہا ہے:

> "تسلی رکھو! ہمیں اِن سے بڑے بڑے کام لینے ہیں، جن میں سے ابھی ہزارواں حصہ (ہزار میں سے ایک) بھی

Marfat.com

ظہور میں نہیں آیا“۔
چنانچہ آپ جلدی تندرست و توانا ہو گئے اور اس معاملہ کے تھوڑی مدّت بعد حضرت خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرۂ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

منزلیں خود ، سمٹ کے آتی ہیں
قافلے جب قدم، بڑھاتے ہیں

☆

آپ کو حج بیت اللہ شریف اور زیارتِ روضہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا شوق مدت سے دامن گیر تھا، مگر اپنے والد گرامی کی ضعیفی اور کبرسنی کے سبب اس ارادے کو ملتوی رکھا ہوا تھا۔ آپ کے والد ماجد نے ۲۷۔جمادی الآخر ۱۰۰۷ء بمطابق ۲۵۔جنوری ۱۵۹۹ء بعمر مبارک اسی (۸۰) سال وصال فرمایا تو اگلے سال ارادۂ حج سے روانہ ہوئے۔راستے میں جب دہلی پہنچے تو مولانا حسن کشمیریؒ جو آپ کے دوستوں میں سے تھے، نے حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرۂ العزیز کی بہت تعریف کی اور اُن سے ملنے کی ترغیب دی۔ چونکہ آپ کو نسبتِ عالیہ نقشبندیہ کا شوق پہلے سے تھا لہذا آپ حضرت خواجہ قدس سرۂ العزیز کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوئے۔ وہ بہت محبت، شفقت اور مہربانی سے پیش آئے اور آپ کے ارادہ، مقصد اور قصد کے بارے دریافت فرمایا۔ آپ نے اپنا عزم ظاہر کیا۔ اگر چہ حضرت خواجہ قدس سرۂ العزیز کا یہ شیوہ وطریقہ نہ تھا کہ کسی طالب کو بذاتِ خود (اپنے آپ) اخذِ طریقہ کا اشارہ کریں یا ایسے سفر مبارک سے روک کر اپنی خانقاہ میں سکونت کے لئے ارشاد فرمائیں۔ مگر چونکہ اس شہبازِ بلند پرواز کی قابلیت واستعدادِ بلند پر نظر عالی تھی، بدیں وجہ اپنی عادتِ مبارکہ سے تجاوز کر کے ارشاد فرمایا:

”اگر چہ تم سفرِ مبارک کا ارادہ رکھتے ہو، لیکن کچھ مدت کم سے کم ایک ماہ یا ایک ہفتہ فقراء کی صحبت میں رہو تو کیا حرج ہے؟

☆

حسب الارشاد آپ نے ایک ہفتہ کا قیام اختیار فرمایا، لیکن ابھی دو روز بھی نہ گزرے تھے کہ حضرت خواجہ قدس سرۂ العزیز کے کشف وتصرف سے آپ پر اخذِ طریقہ کا شوق غالب ہوا، آپ نے حضرت خواجہ قدس سرۂ العزیز سے عرض کیا، اُنہوں نے فی الفور بغیر استخارہ کے داخلِ طریق کر لیا اور خلوت میں لے جا کر توجہ شروع کی، چنانچہ اُسی وقت آپ کا دِل ”ذاکر“ ہو گیا اور

Marfat.com

حلاوت التذاز (مزہ اور لذّت) پیدا ہوا اور روز بروز ترقیات وعروجات ظاہر ہونے لگے۔

فقط نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا
نہ ہو نگاہ میں شوخی تو دلبری کیا ہے

☆

اِن ایام میں ایک روز حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ العزیز نے آپ کے رُشد و ارشاد اور بلند استعداد کو ملاحظہ فرما کر آپ کو خلوت میں طلب کیا اور وہ وقائع بیان کیے جو اس سے چند سال پیشتر آپ کے حال وکمال کی بلندی کی نسبت معائنہ کیے تھے، اُن میں سے ایک یہ تھا کہ آپ نے فرمایا کہ:

''جب میرے مخدوم حضرت خواجہ محمد مقتدیٰ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے حکم دیا کہ تم ہندوستان جاؤ تا کہ یہ سلسلہ شریفہ تمہارے ذریعے وہاں جاری ہو جائے، تو مَیں نے اپنے آپ کو اس خدمت کے لائق نہ سمجھ کر عذر کیا۔ آپ نے استخارہ کے لئے فرمایا۔ مَیں نے استخارہ کیا اور دیکھا کہ گویا ایک طوطی شاخ پر بیٹھا ہے، مَیں نے اپنے دِل میں نیت کی کہ اگر وہ طوطی شاخ سے اُڑ کر میرے ہاتھ پر بیٹھ جائے تو میرے لئے اس سفر میں بہت سے فتوح ظاہر ہوں گے۔ اس خیال کا آنا تھا کہ طوطی اُڑ کر میرے ہاتھ پر آبیٹھا، اور مَیں نے اپنا لعابِ دہن اُس کے منہ میں ڈالا اور اُس طوطی نے میرے منہ میں شکر ڈالی۔ دوسرے روز مَیں نے یہ واقعہ حضرت خواجہ امکنگی قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ طوطی ہندوستان کا جانور (پرندہ) ہے، ہندوستان میں تمہارے دامنِ برکت سے ایک بزرگ کا ظہور ہوگا، جس سے ایک جہان روشن ہو جائے گا اور تم بھی اُس سے بہرہ ور ہو گے''۔

یہ واقعہ سُنا کر حضرت خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہٗ العزیز نے آپ سے فرمایا کہ:

''حضرت خواجہ امکنگی قدس سرہٗ

Marfat.com

العزیز کا اشارہ تمہاری طرف تھا"۔

☆

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ جب میں حضرت خواجہ امکنگی قدس سرۂ العزیز سے رُخصت ہو کر ہندوستان میں آیا اور تمہارے "شہر سرہند" پہنچا تو خواب میں مجھے بتایا گیا کہ تم "قطب" کے پڑوس میں اُترے ہو اور اُس قطب کے حُلیہ سے بھی اطلاع بخشی گئی۔ صبح کو اُٹھ کر میں شہر کے درویشوں اور گوشہ نشینوں کی ملاقات کے لئے گیا، لیکن کسی کو بھی اس حُلیہ کے مطابق نہ پایا اور نہ ہی کسی میں "قطبیت" کے آثار نظر آئے۔ میں نے خیال کیا کہ شہر والوں میں سے کسی میں "قطبیت" کی قابلیت ہوگی کہ جس کا ظہور بعد میں ہوگا، مگر جس روز مَیں نے تم کو دیکھا، تمہارا حُلیہ اُس حُلیہ کے مطابق پایا اور اُس کی قابلیت کا نشان بھی تم میں دیکھا گیا۔ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے ایک بڑا چراغ جلایا ہے، جس کی روشنی لحہ بہ لحہ اور ساعت بساعت بڑھتی چلی جا رہی ہے اور لوگوں نے اس چراغ سے بہت سے چراغ روشن کر لئے ہیں۔ مَیں جو سرہند شریف کے نواح میں پہنچا تو وہاں کے جنگل و صحرا کو مشعلوں سے پُر پایا۔ اس بات کو بھی مَیں نے تمہارے معاملہ کی طرف اشارہ سمجھا۔

نام پاک نقشبندی بے زوال
شیخ احمد مجمع البحرین عالمِ حال وقال

میرے پیر شیخ احمد (حضرت مجدّد الف ثانیؒ) ہیں، جو
عالمِ حال وقال اور دو سمندروں کو ملانے والے ہیں)۔

☆

حاصل کلام یہ کہ خداوند تعالیٰ جل جلالہٗ وشانہٗ کی عنایت اور حضرت خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرۂ العزیز کی تربیت کی برکت سے جو کچھ آپ نے دو تین ماہ میں حاصل کیا، وہ بیان میں نہیں آسکتا۔ ایک طالب کی ترغیب کے لئے خود آپ نے اس کا ذکر بطریقِ اجمال اپنے "مکتوبات شریف" (دفتر اوّل مکتوب: ۲۹۰) میں کیا ہے، جسے ہم بخوف طوالت یہاں نقل نہیں کر رہے۔

☆

حضرت خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرۂ العزیز نے کئی بار فرمایا کہ شیخ احمد مجدّد الف ثانی رحمۃ

Marfat.com

اللہ علیہ کی سُرعتِ سیر کا سبب یہ ہے کہ وہ ''**محبوب و مراد**'' ہیں۔ ابھی آپ کو حضرت خواجہ قدس سرۂ العزیز کی خدمتِ بابرکت میں چند دِن ہی گزرے تھے کہ حضرت خواجہ قدس سرۂ العزیز نے اپنے ایک مخلص کو خط میں یوں تحریر فرمایا:

''شیخ احمد نام کا ایک شخص سرہند کا رہنے والا، کثیر العلم اور قوی العمل ہے۔ وہ چند روز فقیر کی صحبت میں رہا، اُس کے بہت سے عجیب حالات دیکھنے میں آئے۔ وہ ایسا نظر آتا ہے کہ ایک چراغ ہوگا، جس سے جہان کے جہان روشن ہوں گے۔ الحمدللہ! اُس کے احوالِ کاملہ میرے نزدیک یقینی ہیں۔ اس مشارالیہ کے بھائی اور قریبی رشتہ دار سب نیک اور طبقۂ علماء سے ہیں۔ اُنہیں جواہر عالیہ سمجھ کر مَیں نے کئی حضرات سے ملاقات کی ہے، عجیب لیاقت رکھتے ہیں۔ اس شیخ کے بیٹے جو ابھی بچے ہیں، اسرارِ الٰہی سے ہیں۔ حاصل کلام شجرۂ طیبہ ہیں۔ فقرائے بابِ الٰہی ہیں اور عجیب دِل رکھتے ہیں۔ اللہ (عزوجل) اُسے اچھی طرح نشوونما دے''۔

☆

غرض کہ حضرت خواجہ قدس سرۂ العزیز نے خداوند قدوس کا شکر ادا کیا کہ اُس نے ایسا بلند استعداد مسترشد آپ کی خدمت میں بھیجا جو آپ کی نظرِ تربیت کی برکت سے تھوڑے ہی عرصہ میں درجۂ کمال و تکمیل کو پہنچ گیا اور آپ کو اجازتِ کاملہ کا خلعت پہنا کر وطن مالوف یعنی سرہند شریف کو روانہ کر دیا اور اپنے طالبوں کی ایک جماعت اُن کی خدمت میں متعین کر دی ۔

تمنا دردِ دِل کی ہو تو خدمت کر فقیروں کی — نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں
نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو — یدِ بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

☆

وطن واپس پہنچ کر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرۂ السامی، حسب الارشاد طالبوں کی تربیت میں مشغول ہو گئے اور تھوڑی سی مدت میں ہی ایک بڑی جماعت کو اپنے فیوض و برکات کے چشمہ سے شاداب کر دیا۔ اسی اثنا میں آپ کی بلند ہمت، حاصل شدہ کمال کو اندک و قلیل خیال کر کے عروج کے خواہاں ہوئی اور طالبوں کی تربیت سے کنارہ کشی کر کے عُزلت کی

Marfat.com

طرف مائل ہوئی مگر اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے وہ مطلب ومقصد جسے آپ عُزلت اور گوشہ نشینی میں حاصل کرنا چاہتے تھے، محض اپنے فضل وکرم سے عطا کردیا اور آپ پھر طالبانِ خداوند کریم کی روحانی تربیت میں مشغول ہوگئے۔ چنانچہ آپ اپنے ایک مکتوب گرامی میں یوں تحریر فرماتے ہیں:

''جب حضرت خواجہ (محمد باقی باللہ قدس سرہٗ العزیز) نے مجھے کامل سمجھ کر تعلیم طریقہ کی اجازت دے دی اور طالبوں کی ایک جماعت میرے سپرد کردی، تو اس وقت مجھے اپنے کمال وتکمیل میں کچھ تردّد تھا۔ اس پر حضرت خواجہ نے فرمایا کہ یہ تردّد کا محل نہیں کیونکہ مشائخ عظام نے ان مقامات کو کمال وتکمیل کا مقام بتایا ہے، اگر اس مقام میں کچھ تردّد پیدا ہو جائے تو اُن مشائخ کی کمالیت میں شک لازم آئے گا۔

میں نے حسب الارشاد، طریقت کی تعلیم شروع کردی اور طالبوں کے کام میں توجہات مبذول کیں۔ مریدوں میں بڑے اثر محسوس ہوئے، یہاں تک کہ سالوں کا کام گھڑیوں پر آگیا۔ کچھ مُدّت اس کام میں مصروف وسرگرم رہا۔ آخر کار پھر اپنے ناقص ہونے کا علم پیدا ہوا اور ظاہر کیا گیا کہ تجلی ذاتی برقی جس کو اکابر مشائخ نے ''نہایت'' بتایا ہے، وہ اس راہ میں پیدا نہیں ہوتی۔ اور یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ ''سیر الی اللہ'' اور ''سیر فی اللہ'' کیا ہے؟ لہٰذا اس قسم کے کمالات کا حاصل کرنا ضروری ہے۔ اس وقت اپنے ناقص ہونے کا علم دلائل قاطعہ سے ثابت ہوگیا۔ طالبانِ خدا (جل جلالہٗ) جو میرے گرد تھے، مَیں نے اُن کو جمع کرکے اپنے ناقص ہونے کا حال بیان کیا اور سب سے رُخصت چاہی مگر طالبوں نے اس بات کو تواضع پر معمول کیا اور استفاضہ سے باز نہ آئے۔ کچھ عرصہ کے بعد حضرتِ حق سبحانہٗ نے احوال منتظرہ حاصل کرادیئے، بطفیل اپنے حبیب پاک علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات''۔

(مکتوبات شریف، دفتر اوّل مکتوب:۲۹)

Marfat.com

☆

کچھ مدت کے بعد آپ پھر پیر و مُرشد حضرت خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہٗ العزیز کی زیارت کے لئے دہلی تشریف لے گئے اور تادیر اُن کی صحبت مبارکہ میں رہ کر بہ نسبتِ سابق درجات و معاملات بلند حاصل کئے مگر اس کے باوجود اپنے پیر و مُرشد کا ادب و احترام اس درجہ ملحوظ رکھتے تھے کہ اس سے زیادہ متصوّر نہیں۔ چنانچہ صاحب ''زُبدۃ المقامات'' لکھتے ہیں کہ:

''حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ العزیز کے مقبولین میں سے ایک نے مجھ سے بیان کیا کہ جن دنوں ہمارے خواجہ قدس سرہٗ العزیز اس خلیفۂ عالی درجات یعنی تمہارے شیخ میاں احمد (حضرت امام ربانی مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ السامی) کی طرف نہایت التفات فرماتے تھے اور اُن کی تعظیم و توقیر میں مبالغہ کرتے تھے، ایک روز کسی ضرورت کے لئے مجھے اُن کے بُلانے کو بھیجا۔ جب میں نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ حضرت پیر دستگیر (خواجہ باقی باللہ) نے تمہیں بُلایا ہے تو یہ سنتے ہی آپ کے رُخسار کا رنگ ڈر کے مارے متغیر ہو گیا اور غایتِ خوف سے اضطراب بلکہ بدن میں رعشہ طاری ہو گیا۔ مَیں نے اپنے دِل میں کہا کہ سُبحان اللہ! سُنا کرتے تھے کہ:

نزدیکاں را بیش بود حیرانی (نزدیک والوں کو زیادہ خوف و حیرانی ہوتی ہے)

آج بچشم خود دیکھ لیا''۔

ہیچ کسے بخویشتن رہ نہ بُرد بسوئے اُو
بلکہ بپائے اُو رود ہر کہ رود بسوئے اُو''

(کوئی بھی شخص خود بخود محبوب کی بارگاہ میں حاضری نہیں دے سکتا، بلکہ جو بھی حاضر ہوتا ہے، وہ صرف محبوب کی مرضی، توجہ اور طلب سے ہی جاتا ہے)۔

☆

آپ یعنی حضرت مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی اپنے رسالہ ''مبداء و معاد'' میں یوں تحریر فرماتے ہیں کہ:

Marfat.com

"ہم چار شخص اپنے خواجہ (محمد باقی باللہ) قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں لوگوں کے نزدیک تمام یاروں سے ممتاز تھے۔ حضرت خواجہ کی نسبت ہم میں سے ہر ایک کا اعتقاد علیحدہ اور معاملہ جدا تھا۔ یہ فقیر یقینی طور پر جانتا تھا کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے بعد ایسی صحبت واجتماع اور ایسی تربیت وارشاد کبھی ظہور میں نہیں آیا اور اس نعمت کا شکر بجالاتا تھا کہ اگرچہ حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے شرف سے مشرف نہیں ہوا مگر اس صحبت کی سعادت سے محروم نہیں رہا۔ حضرت خواجہ اُن تینوں کا حال یوں بیان فرماتے تھے کہ فلاں مجھے صاحب تکمیل جانتا ہے لیکن صاحب ارشاد نہیں سمجھتا اور اُس کے نزدیک ارشاد کا مرتبہ تکمیل سے زیادہ ہے، اور فلاں ہم سے کچھ تعلق نہیں رکھتا اور تیسرے کی نسبت فرمایا، وہ ہمارا انکار کرتا ہے۔ چنانچہ ہم سے ہر ایک کو اعتقاد کے موافق حصہ ملا۔

عزم راسخ ہوتو دیتی ہے صدا خود منزل
حوصلہ ہوتو کوئی راہ بھی دشوار نہیں

☆

اس کے بعد جب آپ واپس سرہند تشریف لائے تو طالبوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا، آپ اپنے حالات، اپنے یاروں اور پیر بھائیوں کی ترقیوں کا حال بذریعہ عرائض اپنے پیرومُرشد کی خدمت میں عرض کرتے رہے، جیسا کہ "مکتوباتِ شریف" دفتر اوّل کے ابتدائی مکتوبات سے ظاہر ہے۔ اسی طرح حضرت خواجہ (محمد باقی باللہ) قدس سرہٗ العزیز بھی اپنے اصحابِ موجودین کی ترقیات وقابلیات کا حال غائبانہ آپ سے دریافت کیا کرتے تھے اور کبھی اپنے لئے (واسطے) بھی حصول مقصد کے لئے دُعا وتوجہ کی درخواست کرتے تھے۔

کر محبت ذاتِ اقدس کی مجھے یا ربّ عطا
تاکہ مَیں سب بھول جاؤں جو کہ ہے تیرے سوا

☆

Marfat.com

جب تیسری بار آپ دہلی تشریف لے گئے تو حضرت خواجہ قدس سرہٗ العزیز نے حد سے زیادہ آپ کا احترام واکرام کیا۔ چنانچہ آپ کے استقبال کے لئے قلعہ فیروز شاہ سے پیدل روانہ ہوئے اور کابلی دروازہ پر آپ کا استقبال کیا۔ پھر بڑے اعزاز کے ساتھ آپ کو اپنے ہمراہ لے گئے اور اپنے سامنے آپ کو اپنے اصحاب کا سرِ حلقہ اور صبح وشام کے حلقۂ مراقبہ کا مقتدا بنایا اور خود اس حلقہ میں اپنے مترشدوں کی طرح داخل ہوتے۔ جب حلقہ یا اُس مجلس سے جس میں آپ ہوتے، اُٹھتے تو غایت ادب کی رعایت سے بطور رجعتِ قہقری، اُلٹے پاؤں واپس ہوتے۔ اسی طرح تحریر میں بھی نہایت نیاز مندی ظاہر کرتے اور اپنے اصحاب کو بھی تاکید کرتے تھے کہ آپ کی موجودگی میں ہماری تعظیم نہ کرو، بلکہ اپنی توجہ بھی ہماری طرف نہ رکھو۔ القصہ اُنہوں نے اپنے تمام مریدوں کو آپ کے حوالہ اور مشیخیت وارشاد کا معاملہ بھی کُلّی طور پر آپ کے سپرد کردیا۔ پھر فرمایا کہ "ضعفِ بدن کے آثار بہت زیادہ ظاہر ہورہے ہیں، اب زندگی کی اُمید بہت کم ہے" اور فرزندانِ گرامی خواجہ عبداللہ اور خواجہ عبیداللہ کو جو ابھی بچے تھے، طلب فرما کر اُن کے حق میں آپ سے توجہ کی خواہش فرمائی بلکہ اُن کی ماؤں کو بھی غائبانہ توجہ کرائی۔ میر محمد نعمان کا بیان ہے کہ:

"حضرت خواجہ قدس سرہٗ العزیز نے تمام اصحاب کو آپ کے حوالے کردیا تو اُس وقت مجھ سے بھی فرمایا کہ آپ کی صحبت کو سعادت سمجھ کر اُن کی خدمت میں رہا کرو"۔

چونکہ پیر بھائی ہونے کی وجہ سے نفس میں رعونت تھی، لہٰذا میں نے حضرت خواجہ قدس سرہٗ العزیز کی بارگاہ میں عرض کیا کہ وہ ہر چند بزرگ ہیں مگر میری توجہ کا قبلہ تو آپ کی درگاہ ہے۔ یہ سماعت فرما کر حضرت خواجہ قدس سرہٗ العزیز نے خفا ہو کر فرمایا:

"میاں! شیخ احمد ایسے آفتاب ہیں کہ ہم جیسے ہزاروں ستارے اُن کے ضمن میں گم ہیں۔ کامل اولیائے متقدمین میں سے خال خال اُن کی مثل ہوئے ہوں گے"۔ (زبدۃ المقامات)

ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہیں جسے

☆

اس کے بعد مَیں (میر محمد نعمان) درست اعتقاد اور پوری نیاز مندی سے آپ کی خدمتِ بابرکت میں پہنچا۔ ایک روز آپ اپنے حجرے مبارک میں چارپائی پر خواب استراحت فرما رہے تھے کہ ناگاہ حضرت خواجہ قدس سرہٗ العزیز اکیلے آپ سے ملاقات کے لئے حجرے کے دروازے پر پہنچے۔ خادم نے آپ کو جگانا چاہا لیکن حضرت خواجہ نے سختی سے منع کردیا اور بڑی نیاز

Marfat.com

مندی اور ادب واحترام سے دروازے کے باہر انتظار کیا۔ ایک لمحہ گزرا ہوگا کہ آپ نے بیدار ہو کر آواز دی کہ دروازے کے باہر کون ہے؟ حضرت خواجہ نے نہایت ادب سے فرمایا کہ ''فقیر محمد باقی'' ہے۔ یہ سُن کر آپ حالتِ اضطراب میں چارپائی سے اُتر کر باہر تشریف لائے اور نہایت نیاز مندی وانکساری سے حضرت خواجہ کی خدمت میں بیٹھ گئے۔ غرضیکہ وہ صحبت ومعاملہ جو اُن دونوں (پیرومرید) کے درمیان ظہور میں آیا، موجب حیرت اور عجائبِ روزگار سے ہے، کسی نے دیکھا تو کجا، ایسا سُنا بھی نہ ہوگا۔

بوئے مُشک و یاسمین و یاسمن کچھ اَور ہے
مُرشد عالی کی خوشبوئے بدن کچھ اَور ہے
خدا جانے کشش ہوتی ہے کیا اِن پاک لوگوں میں
کہ اِن کے شوق میں لوگوں کے دِل مجبور ہوتے ہیں

☆

حضرت خواجہ قدس سرہٗ العزیز نے جو کلماتِ مدحیہ آپ کی شانِ اقدس میں فرمائے ہیں، وہ احاطۂ تحریر میں نہیں آسکتے۔ ایک روز فرمایا کہ: ''آپ کامل مردوں اور محبوبوں میں سے ہیں''۔ دوسرے موقعہ پر فرمایا کہ: ''آج آسمان کے نیچے صوفیۂ کرام میں سے کوئی آپ جیسا نہیں''۔ پھر ایک دفعہ فرمایا کہ: ''صحابہ کرامؓ اور کامل تابعین ومجتہدینؒ کے بعد اخص الخصوص میں سے گنتی کے چند آپ جیسے نظر آتے ہیں''۔ حضرت خواجہ ہی کا ارشاد ہے کہ ''ان تین چار سالوں میں ہم نے مشیخت نہیں کی بلکہ چند روز کھیل کھیلا ہے، سو الحمد للہ والمنۃ کہ ہمارا یہ کھیل اور یہ دکان داری رائگاں نہیں گئی کہ جس سے ایسا شخص ظاہر ہوگیا''۔ خود آپ (حضرت مجددؒ) کی زبانی سنا گیا کہ:

''طالبوں کی تربیت میں حضرت خواجہ قدس سرہٗ العزیز کی سرگرمی اُس وقت تک تھی جبکہ میرا معاملہ انتہاء کو نہ پہنچا تھا۔ جب میرے کام سے فارغ ہوگئے تو دیکھا گیا کہ آپ نے اپنے تئیں (اپنے آپ کو) مشیخت کے کام سے ہٹالیا اور طالبوں کو میرے حوالہ کردیا اور ارشاد فرمایا کہ:

ہم اِس بیج کو بخارا اور سمرقند سے لائے اور ہند کی برکت والی زمین میں بودیا''۔

Marfat.com

گنج بخشد مُرشد از فضلش عطاء
شد نصیبِ طالباں وحدتِ خدا

حضرت خواجہ قدس سرہٗ العزیز نے یہ بھی فرمایا کہ:
"شیخ احمد کی صحبت کے اثر سے آخیر میں معلوم ہوا کہ
توحید تنگ کوچہ ہے اور اس سے اوپر وسیع شاہراہ ہے"۔

☆

تیسری دفعہ جب آپ واپس وطن تشریف لائے تو اُس کے بعد حضرت خواجہ قدس سرہٗ العزیز سے آپ کی ملاقات نہیں ہوئی۔ سرہند شریف میں آپ چندروز قیام فرما کر لاہور تشریف لے گئے۔ وہاں کے اصاغر واکابر نے آپ کی تشریف آوری اور جلوہ افروزی کو غنیمت سمجھا اور جانا، اور خواص وعوام میں بہت سے لوگ داخلِ طریقہ ہوئے اور بڑی سرگرمی اور اہتمام سے ہر جگہ حلقۂ شغل ومراقبہ ہونے لگا۔

ہوفناہ ذات میں کہ تو نہ رہے   تیری ہستی کی رنگ وبو نہ رہے
اس قدر اس میں ڈوب اے صابر   کہ بجز "ہو" کے غیر "ہو" نہ رہے

تصوّر دِل میں رکھو ذاتِ حق کا   بہر وقت وبہر حال وبہر جا
زباں خاموش ہو پر دِل میں جاری   رہے ہروقت ذکرِ ذاتِ باری

☆

قیامِ لاہور کے دوران میں ایک روز مولانا جمال تلوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے سوال کیا کہ آپ جامع علومِ ظاہری وباطنی ہیں، مسئلہ وحدت الوجود جو ظاہر شرع سے چنداں موافقت نہیں رکھتا اور بہت سے اولیائے کاملین کا مشرب ہے، اس بارے میں آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ اس پر آپ نے مولانا کے کان میں چند جملے کہے، جن کو سُن کر مولانا کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے اور اربابِ حال کی طرح اُن کے چہرے پر تغیّر پیدا ہوگیا، اور مولانا آپ کے زانوئے مبارک پر ہاتھ لگا کر اسی حالت میں بانکسار تمام رُخصت ہوئے اور کسی کو بھی معلوم نہ ہوسکا کہ آپ نے کیا ارشاد فرمایا اور مولانا نے کیا سُنا۔

ندانم چہ گفتی چہ انگیختی   کہ گفتی واز دیدہ خوں ریختی

میں نہیں جانتا، مجھے معلوم نہیں کہ آپ نے کیا کہا اور کیسے برانگیختہ کیا، کیا کہا کہ آنکھوں سے خون

Marfat.com

بہنے لگا)۔

☆

آپ کے اصحاب میں سے ایک نے "صاحب زُبدۃ المقامات" سے بیان کیا کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ:

"اوائل میں جب نسبتِ اَحاطہ وسریان ومعیّت (............) کا غلبہ تھا۔ ایک روز کسی نے میرے سامنے قلم پر قطہ لگایا تو میری انگلی کٹ گئی"۔

☆

القصہ جب لاہور میں اربابِ فضل وکمال کے ساتھ صحبت گرم تھی، تو ناگاہ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہٗ العزیز کے انتقال پُر ملال کی خبر پہنچی۔ آپ بحالتِ اضطراب، رنج وغم اور اندوہ والم کی تصویر بن کر دہلی روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر روضہ مُقدسہ کی زیارت کی۔ صاحبزادگان اور برادرانِ طریقت سے اظہارِ تعزیّت کیا۔ حضرت قدس سرہٗ العزیز کے اصحاب آپ کے حلقہ میں حسبِ سابق حاضر ہوتے، حسب وصیّت پیرومُرشد آپ بھی اُن کی طرف صدقِ دِل اور دلجمعی سے متوجہ ہوتے۔ آپ کی توجہات سے وہی باطنی طراوت وتازگی نظر آنے لگی جو حضرت خواجہ قدس سرہٗ العزیز کی حیاتِ ظاہری میں تھی مگر بعض اصحاب نے ازراہِ حسد آپ کی مخالفت شروع کی۔ آپ نے اُن کے شکوک وشبہات کو رفع دفع کرنے کے لئے بہت نصیحت فرمائی مگر سود مند ثابت نہ ہوئی۔ اس پر آپ نے بعضوں کی نسبتیں بھی سلب فرمائیں مگر وہ راہِ راست پر نہ آئے بلکہ سب جمع ہوکر حضرت خواجہ قدس سرہٗ العزیز کے روضہ مبارک پر گئے اور توجہ والتجا بجالائے۔

☆

اُن میں سے ایک صاحب کشف بھی تھے۔ اُنہوں نے دیکھا کہ ان درویشوں میں ہر ایک نے چراغ جلایا ہے، ایک چمکتی ہوئی بجلی آئی اور اُس نے سب کے چراغوں کو گُل کر دیا۔ وہ چراغ اُن درویشوں کی "دُعا وتوجہ" تھی اور چمکی بجلی آپ علیہ الرحمہ کی "توجہ عالی" تھی۔ اس کے باوجود اُنہوں نے آپ کی طرف رجوع نہ کیا اور آپ وطنِ عزیز سرہند شریف لے آئے۔ کچھ عرصہ بعد اُنہوں نے متنبہ ہوکر آپ سے معذرت کی۔ آپ نے ازراہِ لطف وکرم سب کو معاف کردیا۔

Marfat.com

☆

اس کے بعد آپ ہر سال ماہ جمادی الآخر میں حضرت خواجہ قدس سرہٗ العزیز کے عرس مبارک پر دہلی حاضر ہوتے اور چند روز وہاں قیام فرما کر سرہند شریف لے آتے۔ دو تین مرتبہ آگرہ جلوہ افروز ہونے کا بھی اتفاق ہوا۔ باقی تمام وقت سرہند شریف ہی میں قیام فرما رہے۔ ہاں آخیر عمر میں بادشاہِ وقت (شہنشاہ جہانگیر) کی مزاحمت کے سبب سے شاہی لشکر کے ساتھ بعض شہروں میں جانا پڑا، جس کی تفصیل آگے آئے گی۔

☆

آپ کے فضائل و مکاشفات بے حد و حساب ہیں۔ بخوف طوالت اختصار کے ساتھ چند ایک درج ذیل ہیں:

(۱) علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "جمع الجوامع" میں مندرجہ ذیل حدیث نقل کی ہے:

> "حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری اُمت میں ایک شخص ہوگا، جسے "صلہ" کہا جائے گا، اُس کی شفاعت سے اتنے اتنے مسلمان بہشت میں داخل ہوں گے"۔

☆

یہ حدیث شریف گویا آپ کے وجودِ مسعود کی طرف اشارہ ہے اور آپ خود یوں فرماتے ہیں:

> "میری پیدائش سے جو مقصود مجھے معلوم ہوا ہے، وہ میرے علم کے مطابق پورا ہو گیا ہے اور ہزار سالہ تجدید کی دُعا مقبول ہو گئی ہے۔ تمام تعریفیں ہر حال میں اُس پاک ذات (جل جلالہٗ) کے لئے ہیں، جس نے مجھے دو سمندروں کے درمیان رابطہ (صلہ) اور دونوں گروہوں کے درمیان صلح کرانے والا بنایا۔ اور درود وسلام ہو حضرت خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اُن کے برادرانِ کرام انبیاءؑ و ملائکہ عظام پر"۔
>
> (مکتوبات شریف دفتر دوم مکتوب ۶)

☆

Marfat.com

آپ کے اس ارشاد مبارک میں دو سمندروں سے مراد "شریعت و طریقت" اور دو گروہوں سے مراد علماء و صوفیاء کرام ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

☆

(۲) "صاحب حضرات القدس" نے لکھا ہے کہ میں نے 'مقامات شیخ احمد جام' رحمۃ اللہ علیہ میں لکھا دیکھا کہ انہوں نے فرمایا کہ میرے بعد سترہ (۱۷) آدمی میری مثل اور میرے ہم نام ظاہر ہوں گے اور اُن میں آخری شخص بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہزار سال کے بعد ظاہر ہوگا اور وہ اُن میں سب سے بڑا بزرگ ہوگا۔ یہ پیش گوئی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرۃ النورانی پر صادق آتی ہے۔

☆

(۳) آپ (حضرت مجدد الف ثانیؒ) حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی "طینت" (خمیر جسمِ اطہر) کے "بقیہ" سے پیدا ہوئے تھے، چنانچہ اس امر کی طرف آپ خود یوں اشارہ فرماتے ہیں:

"سُنیے، سُنیے! اگرچہ آپ اس دولتِ خاصہ محمدی (یعنی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خلقت کا ظہور نفس اسم الٰہی ہونا) میں کسی دوسرے کو شرکت نہیں، مگر فقیر اس قدر معلوم کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دولتِ خاصہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق و تکمیل کے بعد بقیہ رہ گیا تھا، کیونکہ سخیوں کی ضیافت کی دولت کے خوان میں زیادتیاں (بہتات) ضرور ہوا کرتی ہیں، جو بطور "اُلش" نوکروں کو نصیب ہوتی ہیں۔ وہ بقیہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے دولت مندوں میں سے ایک کو "اُلش" عطا کیا گیا ہے، اور اُس کو خمیر مایہ بنا کر اُس اُمتی کی طینت میں گوندھا گیا ہے اور اُسے تبعیت و وراثت کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دولتِ خاصہ میں شریک کیا گیا ہے۔ بر کریماں کارہا دشوار نیست۔

اکرموا عمتکم النخلة فانها خلقت من طینة ادم.	"تم اپنی پھوپھی کھجور کی عزت کرو کیونکہ وہ آدم علیہ السلام کی طینت سے پیدا کی گئی ہے"

ہاں! سخیوں کے پیالہ سے زمین کو حصہ ملا کرتا ہے"۔ (مکتوبات شریف، دفتر سوم، مکتوب: ۱۰۰)

ایک بزرگ نے کیا خوب کہا ہے ۔

نے نے ترا زتربتِ یثرب گرفتہ اند
پنہاں زشام و رُوم بہ سرہند ہشتہ اند

Marfat.com

☆

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ:

''ممکن ہے کہ بعض اولیاء اللہ بعض پیغمبروں کی طینت کے بقیہ سے پیدا ہوئے ہوں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طینت کے بقیہ سے بھی پیدا ہوئے ہوں''۔

اس کے بعد بعنوانِ سوال لکھتے ہیں کہ اکثر چیزیں ایسی ہیں جو انسان کی ''عقل'' سے ثابت نہیں ہوتیں مگر شریعت سے ثابت ہوتی ہیں یا کشف والہام سے۔ مثلاً نفسِ ولایت جس سے مراد قربِ الٰہی ہے۔ امام محی السنۃ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''تفسیر معالم التنزیل'' میں آیہ کریمہ منھا خلقنکم وفیھا نعیدکم ومنھا نخرجکم تارۃ اخری (طٰہٰ:۵۵) کی تفسیر میں عطائے خراسانی کا یہ قول ذکر کیا ہے کہ ''نطفہ'' جو رحم میں قرار پکڑتا ہے، فرشتہ کچھ خاک اُس مکان سے لاتا ہے، جس میں وہ دفن کیا جائے گا، اور اُس نطفہ میں ڈال دیتا ہے۔ پس آدمی ''خاک ونطفہ'' سے پیدا ہوتا ہے''۔

☆

خطیب بغدادیؒ نے بروایتِ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''نہیں کوئی مولود مگر یہ کہ اُس کی ناف میں وہ خاک ہے کہ جس سے پیدا ہوتا ہے۔ پس جب وہ ارزل عمر یعنی موت کے وقت پر پہنچتا ہے، تو اُسی خاک میں لوٹا دیا جاتا ہے کہ جس سے وہ پیدا ہوا تھا، اور اُسی میں دفن ہوتا ہے، اور تحقیق ''میں (حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم) اور ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ایک خاک سے پیدا ہوئے ہیں اور اسی میں دفن ہوں گے''۔

☆

میرزا محمد بدخشانی نے کہا ہے کہ اس حدیث مبارکہ کے شواہد ہیں۔ بروایت ابنِ عمر، و ابنِ عباس، ابوسعید وابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) جو ایک دوسرے کو قوت دیتے ہیں ''شرح صحیح بخاری'' میں کتاب ''الجنائز'' میں ابنِ سیرینؒ کا یہ قول مذکور ہے کہ اگر میں قسم کھاؤں تو سچا ہوں اور

Marfat.com

مجھے شک نہیں کہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ایک خاک سے پیدا ہوئے ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن جعفر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے فرمایا کہ:

''تو میری خاک سے پیدا ہوا ہے، اور تیرا باپ فرشتوں کے ساتھ آسمان میں پرواز کرتا ہے''۔

☆

اور جائز ہے کہ وہ خاک جو اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے کسی پیغمبرؑ کے لئے مہیا کی ہو اور آغازِ پیدائش سے اُس کی زمین کو انوار برکات ونزولِ رحمت سے پرورش کیا ہو، اُس میں سے کچھ بقیہ رہ جائے، جو اولیاء اللہ میں سے کسی شخص کا خمیر مایہ بنے۔ یہ امر از روئے عقل محال نہیں اور شرع سے مستفاد اور کشف سے ثابت ہے، اور اس کو اصطلاح میں ''اصالت'' (اصلیّت، خاصیّت) کہتے ہیں۔

(۴) آپ رحمۃ اللہ علیہ ''**مجدّد الف ثانی**'' تھے، یعنی سنِ ہجرت کے حساب سے دوسرے ہزار سال کے مجدّد تھے۔ چنانچہ آپ، میر محمد نعمانؒ کو یوں تحریر فرماتے ہیں:

''عین الیقین اور حق الیقین کی نسبت کیا کہوں؟ اگر کہوں تو کون سمجھے گا۔ یہ معارف ولائت کے احاطہ سے خارج ہیں۔ اربابِ ولائت مثل علمائے ظواہر کے، ان کے سمجھنے میں عاجز ہیں اور ان کی دریافت میں قاصر ہیں۔ یہ علوم انوارِ نبوّت کی مشکوٰۃ (فانوس) سے اقتباس کئے گئے ہیں۔ (اربابِ نبوّت پر درود وسلام وتحیہ ہو) جو الفِ ثانی (دوسرے ہزار) کی تجدید کے بعد تبعیّت اور وراثت سے تازہ ہوتے ہیں اور تروتازگی کے ساتھ ظہور میں آئے ہیں۔ ان علوم ومعارف کا صاحب اِس ''موجودہ الف کا مجدّد'' ہے۔ چنانچہ جو لوگ اس کے ان علوم ومعارف کو دیکھتے ہیں، جو ذات وصفات وافعال اور احوال ومواجید وتجلیات وظہورات کے متعلق ہیں، اُن پر یہ امر پوشیدہ نہیں اور وہ جانتے ہیں کہ یہ علوم ومعارف، علماء کے

Marfat.com

علوم اور اولیاء کے معارف سے پَرے (دور، فاصلے پر) ہیں، بلکہ علماء و اولیاء کے علوم ان علوم کی نسبت پوست (چھلکا) ہیں اور یہ معارف اُس پوست کا مغز ہیں۔ اللہ پاک (جل شانہٗ) ''ہادی'' ہے اور معلوم رہے کہ ہر صدی کے سرے پر ایک مجدّد گزرا ہے، لیکن صدی کا مجدّد اور ہے اور الف (ہزار) کا مجدّد اور۔ سَو اور ہزار میں جتنا فرق ہے۔ اتنا ہی بلکہ اُس سے بھی زیادہ اُن کے مجدّدوں میں بھی فرق ہے۔ ''مجدّد وہ ہوتا ہے کہ اس مدّت میں جو فیوض اُمتیوں کو پہنچتے ہیں، خواہ وہ اُس وقت کے اقطاب و اوتاد اور بدلا و نجبا ہوں، اسی کی وساطت سے پہنچتے ہیں۔

خاص کند بندہ، مصلحت عام را	خداوند کریم (جل شانہٗ) مصلحتِ عامہ کے لئے کسی بندے کو مخصوص کر دیتا ہے''

(مکتوب شریف، دفتر دوم، مکتوب:۴)

☆

ایک اور مکتوب میں جو آپ نے اپنے بڑے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کے نام تحریر فرمایا ہے، اپنی ''تجدید'' کی طرف یوں اشارہ کیا ہے:

''اے فرزند! اب وہ وقت ہے کہ پہلی اُمتوں میں ایسے وقت میں جو تاریکی سے پُر ہے، اولوالعزم پیغمبرؑ مبعوث ہوا کرتا تھا اور وہ نئی شریعت کو زندہ کیا کرتا تھا۔ اس امت میں جو ''خیر الامم'' ہے اور جس کے پیغمبر خاتم الرسل ہیں، علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات۔ علماء کو بنی اسرائیل کے پیغمبروں کا مرتبہ دیا گیا ہے۔ اور انبیاء کے وجود سے صرف علماء کے وجود پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اس لئے ہر صدی کے سرے (آخر) پر اس اُمت کے علماء میں سے ایک ''مجدّد'' متعین ہوتا ہے، جو شریعت کو زندہ کرتا ہے، بالخصوص ہزار سال کے گزرنے کے

Marfat.com

بعد جو پہلی اُمتوں میں اولو العزم پیغمبرؑ کے مبعوث ہونے کا وقت تھا اور اُس وقت ہر پیغمبر پر اکتفا نہ کیا جاتا تھا، ایسے وقت میں ایک عالم، عارف تام المعرفت درکار ہے جو پہلی اُمتوں کے اولوالعزم پیغمبرؑ کا قائم مقام ہو۔

فیضِ روح القدس ارباز مدد فرماید
دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا مے کرد

(اگر روح القدس کا فیض پھر مدد فرمائے، تو دوسرے بھی وہ کر دکھائیں جو حضرت مسیح علیہ السّلام کیا کرتے تھے)۔

☆

حضرت میر محمد نعمان کو ایک مکتوبِ گرامی میں یوں رقمطراز ہیں:

''اِس امت کی آخریت کا آغاز جناب سرورِ کائنات علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسّلام کی وفات شریف سے دوسرے ہزار سال کے شروع سے ہے، کیونکہ ہزار کے گزرنے کو تغیرِ امور میں بڑی خاصیت اور تبدیل اشیاء میں زبردست تاثیر ہے۔ چونکہ اس اُمت میں نسخ وتبدیل نہیں، اس لئے سابقین کی نسبت اُسی تر و تازگی سے متاخرین میں جلوہ گر ہوئی ہے اور شریعت کی تائید اور ملت کی تجدید دوسرے ہزار میں کی گئی ہے۔ اِس بات کے سچے گواہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام اور حضرت مہدی علیہ الرضوان ہیں۔

فیضِ روح القدس ارباز مدد فرماید
دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا مے کرد

بھائی جان! یہ بات آج اکثر لوگوں پر ناگوار اور اُن کی سمجھ سے دور ہے لیکن اگر وہ انصاف سے کام لیں اور ایک دوسرے کے علوم ومعارف کا مقابلہ کریں اور احوال کے صحت وسقم کو علومِ شرعیہ کی کسوٹی سے پرکھیں اور دیکھیں کہ شریعت اور نبوّت کی تعظیم وتوقیر کس میں زیادہ ہے تو شاید اس بات کو بعید سمجھنے سے باز آجائیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ فقیر نے اپنی کتابوں اور رسالوں میں لکھا ہے کہ کمالاتِ ولایت کو کمالاتِ نبوّت سے کوئی نسبت نہیں۔ کاش دریائے محیط سے ایک قطرہ

Marfat.com

کی نسبت رکھیں۔ اس طرح کی باتیں بہت لکھی ہیں۔ خصوصاً
اس مکتوب (دفتر اوّل، مکتوب ۲۶۰) میں جو میں نے اپنے
فرزند محمد صادق کے نام لکھا ہے، وہاں ملاحظہ فرمائیں۔
اس گفتگو سے مقصود حضرت حق سبحانہٗ کی نعمت کا اظہار
اور اس طریقت کے طالبوں کی ترغیب ہے، نہ کہ دوسروں پر
اپنے آپ کو فضیلت دینا۔ خدا جل وعلا کی معرفت اُس شخص پر
حرام ہے جو اپنے تئیں کافر فرنگ سے بہتر سمجھے، چہ جائیکہ اکابرِ
دین سے اپنے تئیں اچھا سمجھے۔

ولے چوں شہِ مرا برداشت از خاک — سزد گر بگورانم سرزا فلاک
من آں خاکم کہ ابرِ نو بہاری — کند از لُطف برمن قطرہ باری
اگر بروید تن صد زبانم — چوسوسن شکر لطفش کے توانم"

(مکتوبات شریف دفتر اوّل مکتوب ۲۶۱)

☆

علماء کے طبقہ میں سے مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی قدس سرہٗ العزیز جن کا تبحرِ علمی مشہور ومعروف ہے، پہلے "عالم" ہیں، جنہوں نے حضرت امام ربانی کو "**مجدد الف ثانی**" لکھا اور تجدید الف کے ثبات میں ایک رسالہ "دلائل التجدید" تصنیف فرمایا۔ واضح رہے کہ جمعہ کا دِن، ۱۰ ربیع الاوّل شریف ۱۰۱۰ھ بمطابق ۸/ستمبر ۱۶۰۱ء، آپ کو تجدید کا خلعت زیب تن ہوا۔

اُس کو نہ ہوائیں چھوسکیں گی
جو شمعِ طریقت میں جلا گیا ہوں

☆

(۵) اللہ تعالیٰ عزوجل نے آپ کو "منصب قیومیت" عطا فرمایا۔ چنانچہ "روضۃ القیومیہ" میں ہے کہ ایک رز آپ نمازِ ظہر کے بعد "مراقبہ" میں بیٹھے تھے کہ ناگاہ آپ نے اپنے اوپر ایک خلعتِ عالی نورانی پایا۔ ایسا معلوم ہوا کہ یہ خلعت تمام ممکنات کی "قیومیت" کا ہے، جو بوراثت وتبعیتِ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم عطا ہوا ہے۔ اتنے میں حضورِ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور اپنے دستِ مبارک سے آپ کے سرِ اقدس پر دستار شریف باندھی اور "منصب قیومیت"

Marfat.com

کی مبارک باددی۔ ''قیومیت'' کی کیفیت آپ کے مکتوبات شریف (دفتر ثالث مکتوب ۷۹،۸۰) میں درج ہے۔ بباعث طوالت یہاں نقل نہیں کی جارہی۔

واضح رہے کہ ۲۷۔ رمضان المبارک ۱۰۱۰ھ/ ۲۱ مارچ ۱۶۰۲ء بروز پیر آپ کو ''خلعتِ قیومیت'' عطا ہوا۔

یہ مرتبہ بلند جس کو ملا مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دارورسن کہاں

☆

(۶) قیومیت کے دوسرے سال حضرت شاہ سکندر کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اور خلیفہ تھے، کیتھل شریف سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خرقۂ حضور غوث الاعظم قدس سرہٗ العزیز، جو اُن کے سلسلہ میں بطور امانت چلا آرہا تھا، آپ کے مبارک کندھے پر رکھ دیا۔ آپ اُس وقت اپنے یاروں کے ساتھ ''حالتِ مراقبہ'' میں تھے۔ جب آپ نے آنکھ کھولی تو شاہ صاحب کو دیکھ کر تواضع سے معانقہ کیا۔

حضرت شاہ سکندر کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ مجھے معاملہ (خواب) میں میرے دادا حضرت شاہ کمال کیتھلی نور اللہ مرقدہٗ نے حکم دیا کہ میرا خرقہ فلاں یعنی آپ کو پہنچا دو۔ اگرچہ ایسے متبرک و مسعود خرقہ کو گھر سے نکال کر کسی کو دینا میرے لئے نہایت مشکل امر تھا لیکن جب مجھے تاکیدی حکم ملا تو ناچار میں نے تعمیل کی۔ دانائے شیراز حضرت سعدی علیہ الرحمہ نے شاید ایسے ہی مقام کے لئے کہا ہے۔

نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن
کہ جاہا سپر باید انداختن

(ہر جگہ گھوڑا نہیں دوڑایا جاسکتا، کیونکہ کتنی ہی جگہیں ایسی ہوتی ہیں، جہاں ہتھیار ڈالنے ہی پڑتے ہیں)۔

☆

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی اُس خرقہ کو پہن کر حرم سرا میں تشریف لے گئے۔ کچھ دیر کے بعد جو باہر جلوہ فرما ہوئے تو اپنے بعض محرمانِ اسرار سے ارشاد کیا کہ:

''اِس خرقہ کے پہننے کے بعد عجیب معاملہ پیش آیا، جب

Marfat.com

میں نے اسے پہنا تو حضرت شیخ الجن والانس سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے تمام خُلفاء حضرت شیخ کمال (کیتھلی) تک آپہنچے۔ حضرت غوث ربانیؒ نے میرے دِل کو اپنے تصرّف میں کرلیا اور تمام نسبتوں کے انوار و اسرار سے منوّر کردیا۔ ان انوار کے غلبہ میں میرے دِل میں یہ بات آئی کہ تو ''اکابرِ نقشبندیہ'' کا تربیت یافتہ ہے اور اب یہ صورت پیش آئی ہے۔

اس خیال کا آنا تھا کہ مشائخ سلسلہ نقشبندیہ خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ سے لے کر خواجہ محمد باقی باللہ قدس اسرارہم تک تشریف فرما ہوگئے۔ اور مشائخ ہر دو سلسلہ کے درمیان میری نسبت مباحثہ ہوا۔ ''اکابر نقشبندیہ'' نے کہا کہ یہ ہمارا تربیت یافتہ ہے اور ہماری تربیت سے ذوقِ وصال و کمال کو پہنچا ہے۔ ''اکابر قادریہ'' نے کہا کہ بچپن سے ہماری نظر اس پر ہے اور ہمارے خوانِ نعمت سے بہرہ ور ہے اور اب بھی ہمارا خرقہ پہنے ہوئے ہے۔ دونوں فریق اس مباحثہ میں تھے کہ ''مشائخ کبرویہ و چشتیہ'' رحمہم اللہ تعالیٰ کی ایک جماعت نے دونوں میں صلح کرادی یعنی تمام اکابر نے آپ کو اپنا مقبول بنانے میں اتفاق کیا اور ہر ایک نے اپنی نسبت سے سرفراز فرمایا''۔

☆

(۷) اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ و شانہٗ نے آپ کو ''علمائے راسخین'' سے بنایا اور آپ پر ''اسرارِ متشابہاتِ قرآنی'' اور ''رموزِ مقطعاتِ فرقانی'' ظاہر و عیاں فرمائے۔ چنانچہ آپ، حضرت شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کو یوں تحریر فرماتے ہیں:

''بھائی جان! حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ نے اپنی کتاب کو دو قسم کی بنایا۔ ''محکمات'' و ''متشابہات''۔ پہلی قسم ماخذ ہے، ''علمِ شرائع و احکام'' کا، اور دوسری قسم مخزن ہے، ''حقائق و اسرار'' کا۔ الفاظ۔ ''ید'' ، ''وجہ''، ''قدم''، ''ساق''، ''اصابع'' اور

Marfat.com

''انامل'' جو قرآن وحدیث میں آئے ہیں، سب ''قسم متشابہات'' سے ہیں۔ اسی طرح ''حروفِ مقطعات'' جو قرآن کی سورتوں کے شروع میں آئے ہیں، وہ بھی قسم متشابہات سے ہیں، کہ جن کی تاویل پر علمائے راسخین کے سوا کسی کو آگاہی نہیں دی گئی۔ آپ یہ خیال نہ کریں کہ تاویل سے مراد ''قدرت'' ہے جو لفظ ''ید'' سے تعبیر کی گئی ہے۔ یا ''ذات'' ہے جو لفظ ''وجہ'' سے تعبیر ہوئی ہے۔ بلکہ ان کی تاویل ''پوشیدہ اسرار'' سے ہے، جو ''اخص الخواص'' کو بتائی گئی ہے۔ ''حروفِ مقطعاتِ قرآنی'' کی بابت کیا لکھوں کہ اِن میں سے ہر ایک حرف عاشق ومعشوق کے پوشیدہ اسرار کا ایک ''موجزن سمندر'' ہے اور محبّ ومحبوب کی باریک رمزوں میں سے ایک ''پوشیدہ رمز'' ہے۔ ''محکمات'' اگرچہ قرآن کے اصول ہیں لیکن اُن کے نتائج وثمرات جو ''متشابہات'' ہیں، کتاب کے مقاصد سے ہیں۔

(یہاں تک کہ فرمایا) مدتوں تک یہ فقیر ''متشابہات'' کی تاویل کو حوالہ بعلم حضرت حق سبحانہ کرتا رہا اور ''متشابہات'' پر ایمان کے سوا علمائے راسخین کا حصہ نہ سمجھتا تھا اور جو تاویلیں کہ علمائے صوفیہ نے بیان کی ہیں، اُن کو اُن ''متشابہات'' کی شان کے لائق نہ جانتا تھا اور ان تاویلوں کو اُن اسرار سے تصور نہ کرتا تھا جو پوشیدگی کے قابل ہوں۔ چنانچہ عین القضاۃ نے بعضے ''متشابہات'' مثلاً الٓمٓ کی تاویل میں کہا ہے کہ اس سے مراد ''الم درد'' ہے جو عشق ومحبت کو لازم ہے اور اسی طرح کی اور تاویلیں بتائی ہیں۔

آخرکار جب حضرت حق سبحانہٗ نے محض اپنے فضل سے ''متشابہات'' کی تاویلات کا ایک شمّہ اِس فقیر پر ظاہر کیا، اس دریائے محیط سے ایک نہر اس مسکین کی استعداد کی زمین میں نکال دی تو معلوم ہوا کہ ''متشابہات'' کی تاویلات سے علمائے راسخین کو بھی حظِ وافر حاصل ہے''۔ (مکتوبات شریف، دفتر

Marfat.com

اوّل، مکتوب ۲۷۶)۔

☆

(۸) آپ ''محدّث'' (بفتح دال) تھے۔ چنانچہ حضرت خواجہ محمد صدیقؒ کو تحریر فرماتے ہیں:

''بھائی صدیق! جان لے کہ اللہ سبحانہٗ کا کلام انسان کے ساتھ کبھی رُو برُو ہوتا ہے، اس طرح کا کلام احاد انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات کے لئے ہے اور ایسا کلام کبھی حاد انبیاءؑ کے کامل تابعین کے لئے بھی بطور تبعیت و وراثت ہوتا ہے۔ جب اس قسم کا کلام کامل تابعین میں سے کسی شخص کے ساتھ کثرت سے ہوتا ہے، تو اُس شخص کو 'محدّث' کہتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ اور اس قسم کا کلام جُدا ہے، الہام سے اور القاء قلبی سے اور اُس کلام سے جو فرشتہ کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس کلام کے ساتھ انسانِ کامل ہی بعد طے امر و خلق و رُوح و نفس و عقل و خیال کے مخاطب کیا جاتا ہے، اللہ (عزوجل) اپنی رحمت کے ساتھ خاص کرتا ہے، جسے چاہتا ہے، اور اللہ (جل جلالہٗ) بڑے فضل والا ہے، تکلّم بالمشافہ سے لازم نہیں آتا کہ متکلّم دکھائی دے سامع کو۔ کیونکہ جائز ہے کہ سامع کمزور بینائی والا ہو جو متکلّم کے انوار کی چمک کو برداشت نہ کر سکتا ہو، جیسا کہ آنحضرت علیہ وعلیٰ آلہٖ الصلوٰۃ والتسلیمات سے شب معراج میں رویتِ باری تعالیٰ کی نسبت سوال کیا گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ ''وہ نور ہے''، میں اُسے کیوں کر دیکھ سکتا ہوں'۔ اور نیز تکلّم بالمشافہ میں حجب شہودی کا فرق ہے نہ حجب وجودی کا۔ پس تو سمجھ لے۔ کیونکہ یہ معرفت شریف وہ ہے، کہ بہت کم کسی نے اس کے ساتھ لب کشائی کی ہو۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ (مکتوبات دفتر دوم مکتوب نمبر ۵۱)

☆

Marfat.com

صاحب ''زُبدۃ المقامات'' لکھتے ہیں کہ وہ جو مخدوم زادہ خواجہ محمد معصومؒ نے اپنی بیاضِ خاص میں لکھا ہے کہ آپ کو اپنے جدِّ مکرم حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وراثت سے ''محدّث'' بنایا گیا ہے، اسی کی طرف اشارہ ہے۔

☆

(۹) آپ ''بطور تبعیّت'' زمرۂ سابقین سے تھے۔ چنانچہ آپ سیّد عبدالباقی سارنگپوری رحمۃ اللہ علیہ کو یوں تحریر فرماتے ہیں:

''جان لے! خدا تجھے نیک راستے چلائے، کہ بائیں ہاتھ والے ظلماتی پردوں والے ہیں اور دائیں ہاتھ والے نورانی پردوں والے۔ سابقین وہ ہیں جو ظلماتی پردوں اور نورانی پردوں سے نکل آئے ہیں، اور ایک قدم بائیں ہاتھ پر اور دوسرا دائیں ہاتھ پر رکھ کر سبقت کی گیند اصل کے میدان میں لے گئے ہیں، اور ظلالِ امکان اور ظلالِ وجوبی سے اوپر چلے گئے ہیں۔ اور اسم و صفت سے اور شان و اعتبار سے اُن کا مقصود سوائے ذاتِ خدا تعالیٰ و تقدّس کے نہیں۔ بائیں ہاتھ والے ''کفر و بدبختی'' والے ہیں اور دائیں ہاتھ والے ''اہل اسلام و ولایت'' ہیں۔ سابقین بطریق اصالت انبیاء ہیں، علیہم الصلوٰت والتسلیمات۔ اور اُن کی تبعیّت سے جن کو یہ شرف بخشا جائے، یہ دولت بطریقِ تبعیّت زیادہ تر انبیاء کے اکابر اصحاب میں ہے۔ علیہم الصلوٰت والتسلیمات والتحیات۔ اور بر سبیلِ قلت و ندرت غیر اصحاب میں موجود ہے۔ حقیقت میں یہ شخص (یعنی غیر اصحاب جو اس دولت سے مشرف ہے) بھی زمرۂ اصحاب میں سے ہے، اور کمالاتِ انبیاء سے ملحق ہے۔ علیہم الصلوٰت والتسلیمات والبرکات۔ شاید آنحضرۃ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسے ہی شخص کے حق میں فرمایا ہے، لا یدری اوّلھا خیر ام اخرھا''۔

(پوری حدیث شریف یوں ہے:

Marfat.com

"مثل امتی کمثل المطر لایدری اوّلها خیر ام آخرها (ترمذی شریف)	"میری امّت کا حال بارش کے حال کا سا ہے، معلوم نہیں، اس کا اوّل بہتر ہے یا آخر"۔

وہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خیر القرون قرنی، وہ باعتبار "قرن" کے فرمایا اور یہ باعتبار اشخاص کے۔
واللہ سبحانہٗ اعلم" (مکتوبات شریف، دفتر دوم مکتوب:۳۹)

☆

(۱۰) آپ کو اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے محض اپنے لطف و کرم سے "خزینۂ رحمت" بنایا، جیسا کہ مکتوبات شریف دفتر اوّل کے مکتوب ۳۱۱ سے ظاہر ہے۔

(۱۱) آپ پر خداوند قدوس کے بے شمار انعامات تھے، جیسا کہ آپ "مبدا و معاد" میں صفحہ ۱۰۳ پر "اظہارِ نعمت" کے عنوان سے تحریر فرماتے ہیں:۔

"واما بنعمته ربک فحدث (پارہ: ۳۰، سورہ والضحیٰ: ۱۱)	"اور جو کچھ تیرے پروردگار کا (تجھ پر) انعام ہو، اُسے بیان کردیا کر"۔

یہ فقیر اپنے دوستوں کے ساتھ ایک روز (تجدید کے بارھویں سال) حلقہ میں بیٹھا ہوا تھا اور اپنی کمزوریوں پر غور کررہا تھا، یہ فکر اس حد تک غالب آچکی تھی کہ اپنے آپ کو (درویشی کی) اس وضع کو بغیر کامل مناسبت کے محسوس کررہا تھا کہ اسی اثناء میں بہ مصداق حدیث شریف:

"من تواضع لله رفعه الله"	"جو اللہ تعالیٰ عزوجل کے لئے انکساری کرتا ہے، خداوند قدوس اُسے اور بلند فرمادیتا ہے"

(کارکنانِ قضا و قدر نے) اس دور اُفتادہ کو ذلت کی خاک سے اُٹھایا (اور مزید بلند کردیا) اور میرے باطن میں یہ ندا دی کہ:

"غفرت لک ولمن توسل بک الی بواسطة او بغیر بواسطة الیٰ یوم القیمةِ"	"میں نے تجھے بخش دیا اور قیامت تک پیدا ہونے والے اُن تمام لوگوں کو بھی بخش دیا، جو تیرے وسیلے سے مجھ تک پہنچیں، خواہ یہ وسیلہ بالواسطہ ہو یا بلا واسطہ"۔

اور یہ بشارت بار بار دی گئی کہ کسی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہ رہی اور اس نعمت پر

Marfat.com

"والحمد للّٰہ سبحانہٗ علی ذالک حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ ومبارکاً علیہ وکما یحب ربنا ویرضی والصلوٰۃ والسّلام علی رسولہٖ سیّدنا محمدو آلہٖ کما یحری"۔

"اللہ تعالیٰ عزوجل کی بے شمار حمد وثنا ہے، ایسی حمد وثنا جو پاکیزہ ہو، جس میں برکت ہو اور جس کے اوپر بھی برکت ہو، جیسی کہ ہمارا پروردگار پسند فرمائے اور جس سے وہ راضی ہو اور درود وسلام ہو اُس کے رسول ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر، ایسا درود وسلام جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے شایان ہو"۔

اس کے بعد مجھے حکم دیا گیا کہ میں اس واقعہ کو ظاہر کردوں۔

اگر پادشہ بردرِ پیرزن بیائد تو اے خواجہ سبت مکن

ترجمہ: گرآئے پادشاہ بڑھیا کے در پر نہ کرتو عیب جوئی خواجہ اُس پر

"ان ربک واسع المغفرۃ" (سورہ النجم:۳۲)

"یقیناً تیرا رب بڑی وسیع مغفرت والا ہے"

☆

(۱۲) آپ کو بشارت دی گئی کہ تم مجتہدینِ علم کلام سے ہو۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:

"اس فقیر کو توسطِ احوال میں حضرت پیغمبر علیہ وعلٰی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے خواب میں فرمایا ہے کہ "تو علمِ کلام کے مجتہدوں میں ہے"۔ اس وقت سے مسائل کلامیہ میں سے ہر مسئلہ میں اس فقیر کی رائے خاص اور مخصوص علم ہے۔ وہ مسائل جن میں **ماتریدیہ**[1] و**اشاعرہ**[2] اختلاف

۱:۔ شیخ ابومنصور محمد بن محمد بن محمود الحنفی المتکلم السمرقندیؒ الماتریدی مکتبۂ فکر کے سربراہ تھے۔ ماتریدی فرقہ سُنّی راسخ العقیدہ مسلمانوں کا ایک گروہ تھا، جو معتزلہ اور دیگر آزاد خیال فرقوں کے مقابلے میں وجود میں آیا تھا۔ شیخ ابومنصورؒ، امام ابوالحسن اشعری کے ہم عصر تھے۔ ۳۳۳ھ/۴۵-۹۴۴ء میں سمرقند میں وفات پائی۔ آپ سے فقہ حنفی کے لوگ زیادہ تر متاثر ہوئے (قصوری)۔

۲:۔ امام ابوالحسن اشعریؒ، فرقہ اشاعرہ کے بانی اور علم کلام کے موجد تھے۔ ۲۶۰ھ/۸۷۴ء میں بصرہ میں پیدا ہوئے۔ چالیس سال کی عمر تک آپ فرقہ معتزلہ کے سرگرم رکن رہے۔ بعد میں شافعی فقہ کی حدود میں

Marfat.com

رکھتے ہیں، اُن میں سے اکثر میں سرسری نظر سے حقیقت "اشاعرہ" کی طرف سمجھ میں آتی ہے، مگر جب "نورِ فراست" سے باریک بینی کے ساتھ غور سے دیکھا جاتا ہے تو واضح ہو جاتا ہے کہ حق "ماتریدیہ" ہی کی طرف ہے۔ "علم کلام" کے تمام اختلافی مسائل میں اس فقیر کی رائے "علمائے ماتریدیہ" کی رائے کے موافق ہے۔ (مبداء ومعاد)

☆

(۱۳) "آپ پر حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا غلبہ اس قدر تھا کہ ایک روز درویشوں کی جماعت میں فرمایا:

"محبتِ آنسرور بہ نہجے مستولی شدہ است کہ حق سُبحانہٗ وتعالیٰ را بواسطہ آں دوست می دارم کہ رَبِّ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) است" ہے۔ (مبداء معاد)

ترجمہ: آنسرور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی محبت اس طرح غالب آگئی ہے کہ میں حق سبحانہٗ وتعالیٰ کو اس لئے دوست رکھتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا "رب" ہے۔

☆

(۱۴) "اللہ تعالیٰ (جل جلالہٗ) نے محض اپنے کرم سے آپ کی دُنیا کو آخرت کر دیا تھا۔ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ العزیز اس بشارت کی شرح میں یوں فرماتے ہیں:

"ہمارے حضرت امام ربانی مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز کو بشارت دی گئی کہ **میں نے تیری دُنیا کو آخرت کر دیا**"۔

☆

(۱۵) آپ کو اللہ تعالیٰ (جل شانہٗ) نے حضور سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال متابعت کے سبب اس مقام سے مشرف فرمایا جو "**مقامِ رضا**" سے اوپر ہے اور جسے "مقامِ ذات

(بقیہ حاشیہ) رہ کر آپ نے دینی مسائل کو فلسفیانہ استدلال کے ساتھ مستحکم کیا۔ تقریباً تین سو کتابیں لکھیں۔ آپ کے ماننے والوں میں بڑے بڑے امام پیدا ہوئے۔ مثلاً باقلانی، ابن فورق، اسفرائنی، القشیری، جوینی اور امام غزالیؒ۔ ۳۲۴ھ/۹۳۶ء میں بغداد میں رحلت ہوئی۔ (قصوری)

Marfat.com

بحت'' سے تعبیر کرتے ہیں۔

☆

(۱۶) آپ فرماتے ہیں کہ اوائل حال میں دیکھتا ہوں کہ ایک مکان میں طواف کر رہا ہوں اور ایک اور جماعت بھی اسی طواف میں میرے ساتھ شامل ہے، لیکن اس جماعت کی رفتار اس قدر سُست ہے کہ جتنی دیر میں، مَیں طواف کا ایک دَور پورا کر لیتا ہوں وہ دو تین قدم فاصلہ طے کرتے ہیں۔ اسی اثناء میں معلوم ہوتا ہے کہ یہ مکان عرش کے اوپر ہے اور طواف کرنے والی جماعت ملائکہ کرام کی ہے۔ علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰات والتسلیمات۔ (ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن سب پر خداوند کریم کی رحمتیں اور سلامتیاں نازل ہوں)۔ اور خدا اپنی رحمت کے ساتھ جسے چاہتا ہے، مخصوص فرمالیتا ہے اور اللہ (عزوجل) بہت ہی بڑے فضل والا ہے۔ (مبداء و معاد)۔

☆

(۱۷) آپ رحمۃ اللہ علیہ ''نسبتِ خاصہ مجدّدیہ'' کی فوقیت کا اظہار کرتے ہوئے یوں تحریر فرماتے ہیں:

> ''مَیں خیال کرتا ہوں کہ حضرت مہدی موعود جن کے لئے ''اکملیت ولایت'' کا عہد کیا گیا ہے، وہ بھی اِسی نسبت پر ہوں گے اور اسی سلسلہ عالیہ (نقشبندیہ مجدّدیہ) کی تتمیم و تکمیل کریں گے کیونکہ ساری ولایتوں کی نسبت اس نسبتِ علیہ سے کم ہے۔ وجہ یہ کہ باقی ولایتوں کو مرتبہ نبوّت کے کمالات کا کم حصہ ملا ہے اور یہ ولایت حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہونے کے سبب اُن کمالات سے حظِ وافر رکھتی ہے، جیسا کہ ابھی گزرا۔
>
> بہ بیں تفاوتِ راہ از کجاست تا بکجا''

رسالہ ''مبداء معاد'' میں لکھتے ہیں: (مکتوبات شریف، دفتر اول، مکتوب: ۲۵۱)

واین نسبت بایں خصوصیتِ فرد احضرت مہدی ظہور خواہد یافت۔ ان شاء اللہ تعالیٰ	''حضرت امام مہدی اسی نسبت وخصوصیت کے ساتھ تشریف لائیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

☆

Marfat.com

(۱۸) آپ قدس سرۂ العزیز کو بشارت دی گئی کہ

"جس جنازے پر آپ شامل ہوں گے وہ میت بخشی جائے گی"۔

☆

(۱۹) آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دُعا سے سرہند شریف کے قبرستان سے عذاب اٹھالیا گیا۔ چنانچہ روضۃ القیومیہ" میں لکھا ہے کہ:

"تجدید کے تیرھویں سال ایک روز قیوم اوّل (یعنی آپ) قدس سرۂ العزیز اپنے چھوٹے دادا، سرہند شریف کے بانی حضرت امام رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پاک کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ فاتحہ کے بعد اُن کے مزار مبارک پر قبرستان کی مغفرت کے لئے جناب الٰہی (جل جلالہٗ) میں عاجزی والتجا کی۔ الہام ہوا کہ ہم نے ایک ہفتہ کے لئے اس قبرستان پر سے عذاب اُٹھالیا۔ پھر التماس کی کہ اے پروردگار! تیری رحمت کی کوئی انتہا نہیں، مغفرت اور زیادہ کر، پھر الہام ہوا کہ ایک مہینے کے لئے اس قبرستان سے عذاب اٹھا لیا۔ پھر التجا کی تو الہام ہوا کہ اچھا ایک سال کے لئے اس قبرستان سے عذاب اٹھالیا۔ پھر التماس کی تو جناب باری سے بفضلِ وکرم حکم ہوا کہ ہم نے اپنے فضل سے تمہاری خاطر اس قبرستان سے قیامت تک عذاب اٹھالیا"۔

☆

اسی سال ایک روز آپ اپنے والد بزرگوار حضرت مخدوم عبدالاحد قدس سرۂ العزیز کے مزار پر زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ اُس وقت آپ کے دِل میں اس "حدیث شریف" کے مضمون کا خیال آیا کہ جب کسی عالم کا گزر قبر پر سے ہوتا ہے تو چالیس روز تک صاحب قبر کو عذاب نہیں ہوتا، یہ خیال آتے ہی الہام ہوا کہ آپ کی تشریف آوری کے سبب ہم نے اس قبرستان سے قیامت تک عذاب اٹھالیا۔ آئندہ بھی جو شخص اس قبرستان میں دفن کیا جائے گا، ہم اپنے فضل وکرم سے بخشش دیں گے۔ شہر سرہند کا تمام قبرستان اسی مقام پر ہے، جس کی بابت آپ کو خوش

Marfat.com

خبری ملی تھی، اس قبرستان کے مرکز میں آپ کے والد بزرگوار کا مزار مبارک ہے۔

☆

(۲۰) آپ کا ارشاد مبارک ہے کہ وہ زن و مرد جو بالواسطہ یا بلاواسطہ ہمارے طریقہ میں داخل ہوئے ہیں یا قیامت تک ہوں گے، وہ سب ہمیں دکھائے گئے ہیں اور ہر ایک کا نام و نسب اور مولد و مسکن ہمیں بتایا گیا۔ اگرچہ ہم چاہیں تو ایک ایک کو بیان کر دیں۔

(۲۱) آپ کو مبادی سلوک میں "علوم لدنی" حضرت خضر علیہ السلام کی روحانیت سے حاصل ہوئے، جیسا کہ رسالہ "مبداء و معاد" کے صفحہ نمبر ۹۷ پر آپ فرماتے ہیں: اس فقیر کو علوم لدنی کی توفیق حضرت خضر علیٰ نبینا وعلیہ السلام کی روحانیت سے حاصل ہوئی۔ لیکن یہ صورت حال اُس وقت تک ہی رہی جب تک کہ میں "مقام اقطاب" سے نہیں گزر گیا، مگر اس مقام سے گزر جانے اور بلند تر مقامات میں ترقیاں حاصل کر لینے کے بعد علوم کا حصول خود اپنی حقیقت سے ہونے لگا، یعنی علوم اپنی ذات میں، خود بخود اپنی ذات ہی سے حاصل ہونے لگے، کسی غیر کی مجال نہ رہی کہ وہ درمیان میں آ سکے"۔

☆

(۲۲) آپ رحمۃ اللہ علیہ پر ظاہر کیا گیا کہ ہندوستان میں بھی پیغمبر مبعوث ہوئے ہیں۔ چنانچہ ارشاد کرتے ہیں:

> "پہلی اُمتوں میں جو فقیر ملاحظہ کرتا ہے تو ایسی جگہ کم پاتا ہے کہ جہاں کوئی پیغمبر مبعوث نہ ہوا ہو۔ یہاں تک کہ ہند کی زمین میں بھی، جو اس معاملہ سے دور معلوم ہوتی ہے، معلوم ہوتا ہے کہ اہل ہند میں سے پیغمبر مبعوث ہوئے ہیں، جنہوں نے خدا جل شانہٗ کی دعوت دی ہے اور ہند کے بعض شہروں میں محسوس ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات کے انوار، شرک کی تاریکیوں میں مشعلوں کی مثل روشن ہیں۔ فقیر اگر چاہے تو ہند کے ان شہروں کا پتا بتا سکتا ہے اور دیکھتا ہے کہ ان پیغمبروں میں کوئی ایسا ہے کہ اس پر کوئی ایمان نہیں لایا اور اس کی دعوت کو کسی نے قبول نہیں کیا، اور کوئی ایسا ہے کہ اس پر ایک شخص ایمان لایا اور کسی پر دو اور کسی پر تین شخص ایمان لائے

Marfat.com

ہیں۔ یہ نظر نہیں آیا کہ ہند میں تین آدمیوں سے زیادہ کسی پیغمبرؑ پر ایمان لائے ہوں تا کہ چار آدمی ایک پیغمبرؑ کی امت ہوں"۔(مکتوبات دفتر اوّل، مکتوب ۲۵۹)

☆

(۲۳) ایک روز صبح حلقہ میں حضرت الیاس اور حضرت خضر علیہ السلام آپ کی خدمت میں بصورت روحانیاں تشریف لائے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے تبلق روحانی (روحانیت سے مالا مال) فرمایا، کہ ہم عالم ارواح میں سے ہیں۔ خداوند تعالیٰ (جل شانہ) نے ہماری روحوں کو یہ قدرت کاملہ عطا فرمائی ہے کہ اجسام کی صورت میں متمثل ہو کر وہ کام کرتی ہیں، جو جسموں سے وقوع میں آیا کرتے ہیں، مثلاً حرکات و سکنات جسمانی اور طاعات و عبادات بدنی۔ اس وقت دل میں خیال آیا کہ ان دونوں بزرگوں سے کچھ مانگوں۔ انہوں نے فرمایا کہ عنایت ایزدی جس شخص کے شامل حال ہو، ہمیں اس میں کیا دخل ہے۔ حضرت الیاس علیہ السلام اس گفتگو میں خاموش رہے۔(مکتوبات شریف دفتر اول، مکتوب ۲۸۳)

☆

(۲۴) محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ کے سینہ بے کینہ سے خناس و وسواس دور کیا گیا۔

(۲۵) آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کیلئے ایک "اجازت نامہ" لکھا ہے، جیسا کہ مشائخ کرام اپنے خلفاء کو لکھ دیا کرتے ہیں۔ اس اثناء میں ظاہر ہوا کہ اس "اجازت نامہ" کے اجراء میں کچھ تاخیر ہے۔ خادم اس "اجازت نامہ" کو گویا دوسری بار حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ بیکس پناہ میں لے گیا ہے اور حضور انور علیہ التحیہ والثناء نے اس اجازت نامہ کی پشت پر ایک اور اجازت نامہ تحریر فرمایا ہے یا تحریر کروایا ہے اور اسے اپنی "مہر مبارک" سے مزین فرمایا ہے۔ اس دوسرے اجازت نامہ کا مضمون یہ ہے کہ:

"دنیا کے اجازت نامہ کے عوض میں آخرت کا "اجازت نامہ" دیا ہے اور مقام شفاعت سے نصیب عطا فرمایا ہے"۔(تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو، مکتوبات شریف دفتر سوم، مکتوب:۱۰۶)۔

Marfat.com

(۲۶) اللہ تعالیٰ عزوجل نے آپ کو طریقہ جدیدہ عطا فرمایا۔ آپ سے پہلے سالکین کی سیر صرف ''ولایتِ صُغریٰ'' یعنی قلب میں منحصر تھی۔ اور شاذونادر ہی کسی کو ''ولایت کبریٰ'' میں ہوا کرتی تھی، مگر خداوند قدس نے اپنے فضل و کرم سے آپ پر ''ولایت کبریٰ'' ولایتِ ملأ اعلیٰ کمالات نبوت و رسالت واولوالعزم، حقیقت ابراہیمیؑ، حقیقت موسویؑ، حقیقت محمدیؐ واحمدی ''حب صرفہ ولاتعین'' اور نیز حقیقت کعبہ، حقیقت قرآن، ''حقیقت صلوٰۃ و معبودیت مطلقہ'' سب منکشف فرمائے۔ اور آپ نے ان کمالات کی سیر بالتفصیل اپنے صاحبزادوں خواجہ محمد سعید اور خواجہ محمد معصوم کو کرائی۔ اور بفضلہٖ تعالیٰ آپ کے خاندان میں آج تک جاری وساری ہے اور ان شاء اللہ جاری رہے گی۔

نگیں گشتہ در حلقہ اولیاء
چوں در انبیاء خاتمؐ الانبیاء

(خواجہ عبدالاحد وحدت سرہندی)

(حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرّہ النورانی اولیاء اللہ کے حلقے میں نگینے کی طرح ہیں، جس طرح حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔)

☆

(۲۷) ایک روز آپ حلقۂ ذکر سے اٹھے اور فرمایا کہ اس حلقہ میں مجھے معلوم ہوا ہے کہ حاضرین میں سے ایک یار مرتد ہوجائے گا۔ میں نے اس کی پیشانی پر لفظ ''شقی'' لکھا ہوا دیکھا ہے۔ یہ سن کر تمام یاروں پر ہیبت طاری ہوگئی اور ہر ایک مارے خوف کے کانپنے لگا۔ وہ یار حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری تھے، جو صاحبزادگان والاتبار خواجہ محمد سعید اور خواجہ محمد معصوم کے استاد تھے۔ چند روز بعد ویسا ہی وقوع پذیر ہوا، جیسا کہ آپ نے ارشاد فرمایا تھا۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ ز حلقوم عبداللہ بود

☆

شیخ محمد طاہر لاہوری ایک کافرہ عورت پر عاشق ہو کر مرتد ہوگئے۔ صاحبزادوں نے آپ کی خدمت بابرکت میں عرض کیا کہ شیخ طاہر کیلئے دعا فرمائیں کہ وہ دوبارہ مسلمان ہوجائیں۔

Marfat.com

آپ نے بڑے عجز و نیاز سے دعا کی جو قبول ہو گئی۔ شیخ طاہر عشق مجازی کو چھوڑ کر آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے۔ اور مشرف بہ اسلام ہو کر آپ کی صحبت مبارکہ میں تھوڑے ہی عرصہ میں مراتب عالیہ پر پہنچے۔ آپ نے شیخ طاہر کے ''اجازت نامہ'' میں بھی اس قصے کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ [1]

حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز نے مکتوبات شریف کی جلد اول کے مکتوب نمبر ۲۱۷ میں اس واقعہ کا ذکر فرمایا ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ:

> ''جب اس بلاء کے دفیعہ کے لئے متوجہ ہوا تو میں نے ''لوح محفوظ'' میں اس کے دفیعہ کو کسی امر پر ''معلق'' نہ دیکھا اور اسے ''مبرم سمجھا''۔ مجھے حیرت ہوئی کیونکہ آثار و اخبار و اجماع امت سے مجھے معلوم تھا کہ ''قضائے مبرم'' میں تغیر نہیں ہو سکتا۔ اس اثنا میں مجھے حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی'' کا قول یاد آ گیا کہ ''میرے سوا کسی کو قضائے مبرم میں تصرف حاصل نہیں''۔ میں نے عرض کی کہ الٰہی! جب تیرے اولیاءؒ میں سے ایک کو یہ دولت حاصل ہے تو میں بھی امیدوار ہوں''، میں نے بہت عجز و نیاز ظاہر کیا اور میری دعا قبول ہو گئی، اور اس راز کی معرفت بھی مجھے عطا فرما دی گئی اور بتا دیا گیا کہ قضائے معلق دو قسم کی ہے، ایک معلق تو وہ ہے جو جسکی تعلیق لوحِ محفوظ میں لکھی ہوئی ہے اور ایک معلق ایسی ہے اس کی تعلیق علم خداوند قدوس میں ہے۔ شیخ طاہر کا قضیہ اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا قول دوسری قسم میں داخل ہے جس میں پہلی قسم کی مانند تبدیلی کا احتمال ہے۔ چونکہ یہ قسم ثانی لوح محفوظ میں صورت قضائے مبرم رکھتی ہے اس لیے حضرت غوث الاعظم قدس سرہ العزیز

---

[1] حضرت شیخ محمد طاہر، لاہور کے باشندے تھے اور محلہ شیخ اسحاق میں رہتے تھے۔ جہاں اب موتی بازار، چونہ منڈی اور جمعدار خوشحال سنگھ کی حویلی ہے۔ آپ بڑے پایہ کے عالم تھے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ نورانی کے مرید اور خلیفہ تھے۔ ۵۔ محرم الحرام ۱۰۴۰ھ/ اگست ۱۶۳۰ء میں وفات پائی مزار مقدس ''قبرستان میانی صاحب'' میں مرجع خاص و عام ہے۔ (قصوری)

Marfat.com

نے اسے مبرم سے تعبیر فرمایا ہے"۔

☆

(۲۸) جان محمد جالندھریؒ کا بیان ہے کہ ایک بزرگ درویش نے جسے میں آپ کے ارشاد کے مطابق "باغ حافظ رخنہ" سے لایا تھا، آپ سے میرے حالات دریافت کرنے کے بعد پوچھا کہ آپ نے اس کو کس سلسلہ میں مرید کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ "سلسلہ قادریہ" میں۔ اس نے کہا کہ میں سفارش کرتا ہوں کہ جان محمد کو حضرت غوث الثقلین سید عبدالقادر محی الدین جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت کرا دیں، اس پر آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر "قطب ستارہ" کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ "اسے خوب دیکھو"۔ میں نے دیکھا کہ ایک سیاہ گدڑی والے بزرگ اس میں سے نکلے اور شیر کی طرح ایک لحہ میں اس مقام پر آ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ "غوث الثقلین" یہی ہیں ان کی قدمبوسی کرو"۔ چنانچہ میں نے قدم بوسی کی۔ بعد ازاں حضرت غوث الثقلین رخصت ہوئے اور "قطب ستارہ" کی طرف متوجہ ہو کر اس میں غائب ہو گئے۔

(۲۹) جب آپ رحمتہ اللہ علیہ کے "مکتوبات شریف" کی جلد اول تیار ہو گئی اور جلد ثانی شروع کرنے کی اجازت طلب کی گئی تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ میں اس فکر و حیرت میں ہوں کہ تمام علوم جو تحریر میں آ چکے ہیں، خداوند تعالیٰ (جل جلالہ) کے نزدیک مقبول و پسندیدہ بھی ہیں یا نہیں! دوسرے روز فرمایا:

> کل رات آواز آئی اور ظاہر کیا گیا کہ یہ تمام علوم جو تو نے لکھے ہیں جو کچھ تیری گفتگو میں آ گیا ہے، سب مقبول و پسندیدہ ہے، اور میری تحریرات کی طرف اشارہ کر کے بتایا گیا کہ یہ سب ہمارا قول اور بیان ہے۔ اس وقت تمام علوم کو کہ جن میں ایک وقت مجھے کچھ تردد تھا سب کو میں نے اسی حکم میں داخل پایا۔ الحمد للہ علی الاحسان، دیباچہ، دفتر سوم مکتوبات شریف)۔

☆

اس کے بعد آپ نے "جلد ثانی" کے مکتوبات کو احاطۂ تحریر میں لانا شروع کیا "مکتوبات شریف" کی جلد اول مکتوب ۲۳۴ کے خاتمہ پر ارشاد فرماتے ہیں:

"اے فرزند! یہ معارف جو لکھے ہیں، امید ہے کہ

Marfat.com

الہامات رحمانی سے ہوں کہ جن میں ''وساوسِ شیطانی'' کی آمیزش کی بالکل مجال نہیں۔ اس امر کی دلیل فقیر کے پاس یہ ہے کہ جب میں ان علوم کے لکھنے کے درپے ہوا اور اللہ جل شانہ کی بارگاہ قدس میں ملتجی ہوا تو میں نے دیکھا کہ گویا ملائکہ کرام علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام، اس مقام کے اطراف سے شیطان کو دور کر رہے ہیں اور اسے اس مکان کے گرد رہنے نہیں دیتے۔ واللہ سبحانہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ چونکہ بڑی نعمتوں کا ظاہر کرنا اعظم محامد سے ہے، اس لئے ان بڑی نعمتوں کے اظہار کی جرأت کی گئی۔ امید ہے کہ خود بینی کے مظنہ (شبہ، گمان) سے خالی ہوگی۔ خود بینی کی گنجائش کس طرح ہو سکتی ہے جبکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عنایت سے اپنا نقص و شرارت ذاتی ہر وقت نصب العین ہے اور کمالات سب کے سب اللہ تعالیٰ (جل جلالہ) سے منسوب ہیں''۔

☆

(۳۰) ایک روز آپ نے فرمایا کہ ہم پر ایسا ظاہر کیا گیا ہے کہ ہماری تمام تحریرات حضرت مہدی آخر الزمان علیہ الرحمۃ والارضوان کی نظر سے گزریں گی اور آپ کے نزدیک مقبول ہوں گی۔

(۳۱) آپ نے ارشاد کیا میں نے دیکھا کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ''میں تم کو علم افلاک سکھانے آیا ہوں''۔

☆

(۳۲) آپ علیہ الرحمہ نے ایام وصال کے قریب فرمایا کہ سوائے نبوت کے جو کمالات نوع انسان میں ممکن ہیں وہ اللہ تعالیٰ (جل شانہ) نے مجھ کو حضور سید البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبعیت اور وراثت سے عطا فرمائے ہیں۔

☆

(۳۳) ''روضۃ القیومیہ'' میں سال اول کی ''تجدید الف ثانی'' کے تحت لکھا ہے کہ آپ کو ہمیشہ کعبہ کی زیارت کا شوق رہا لیکن بعض موانع کی بنا پر زیارت کعبہ میسر نہ ہو سکی۔ اس سال وہ شوق بہت زیادہ ہو گیا۔ چنانچہ آپ اسی شوق سے بے قرار رہنے لگے۔ ایک روز اسی بے قراری کی

Marfat.com

حالت میں بیٹھے تھے کہ کیا دیکھتے ہیں کہ انسان، فرشتے اور جن وغیرہ تمام مخلوقات نماز ادا کر رہی ہیں اور آپ کی طرف رُخ کر کے سجدہ کر رہی ہیں۔ جب آپ نے توجہ کی تو معلوم ہوا کہ کعبہ معظم خود آپ کی ملاقات کے لئے آیا ہے اور آپکو گھیر لیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو شخص کعبہ کی طرف سجدہ کرتا ہے وہ آپ ہی کو سجدہ کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ دریں اثنا الہام ہوا کہ تم ہمیشہ کعبہ کے مشتاق تھے، ہم نے کعبہ کو تمہاری زیارت کیلئے بھیجا ہے۔ تمہاری خانقاہ کی زمین بھی کعبہ کا حکم رکھتی ہے ۔ جو نور کعبہ میں تھا وہی نور ہم نے تمہاری خانقاہ کی زمین میں رکھ دیا ہے۔ بعد ازاں کعبہ نے آپ کی خانقاہ میں حلول کیا اور خانقاہ کی زمین کعبہ کی زمین سے مل گئی، اور اس مسجد کو بیت اللہ کی زمین سے پوری پوری فناء بقاء حاصل ہوئی اور آپ کی خانقاہ کی زمین میں تمام حقائق کعبہ تحقق ہو گئے ۔ فرشتہ نے غیب سے آواز دی کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی کی یہ مسجد تمام مسجدوں سے افضل ہے۔ جو ثواب ان تمام مسجدوں میں نماز ادا کرنے سے حاصل ہوتا ہے وہ ایک ہی مسجد میں نماز ادا کرنے حاصل ہو جاتا ہے۔

☆

حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم زمانی قدس سرۃ العزیز کے وقت میں اس مسجد کی توسیع کی گئی اور اس متبرک زمین کو جہاں پر کعبہ نے حلول کیا تھا، تبرک کے طور پر ''حوض مسجد'' کے مشرقی کنارے کی طرف باقی زمین سے اونچا رکھا گیا ہے۔ آج کل وہ ''صفہ'' زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ انتہیٰ۔

☆

(۳۴) آپ رحمتہ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ مقام اقطاب پر پہنچنے کے بعد حضور سرور کائنات علیہ الصلوات والتسلیمات نے مجھے ''قطب ارشاد'' کی خلعت سے سرفراز فرمایا۔ بعد ازاں بعنایت الٰہی و خداوندی (جل شانہ) ترقی کرتے کرتے اصل الاصل تک پہنچا۔ اس اخیر عروج میں حضرت غوث الاعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی ثم گیلانی قدس سرۃ العزیز کی روحانیت سے مدد پہنچی۔ (رسالہ مبداء و معاد)

☆

غرض کہاں تک لکھا جائے۔

نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی را سخن پایاں
بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچناں باقی

Marfat.com

☆

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی" نے سترہ (۱۷) برس کی عمر مبارک میں علوم ظاہری سے فارغ ہو کر درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کے ذریعے تبلیغ کا کام شروع کر دیا تھا۔ ازاں بعد حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت ارشاد پا کر تلقین طلاب میں مشغول ہو گئے تھے اور حسب اشارہ پیرو مرشد، لاہور میں اشاعت طریقہ فرما رہے تھے کہ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے رحلت فرمائی۔ ان کے وصال کے بعد ان کے مسترشدین نے آپ سے تجدید بیعت کر کے استفادہ باطنی جاری رکھا۔ آپ کے کمالات عالیہ کی برکت اور انوار صحبت کے فیض سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ تھوڑے عرصے میں ہندوستان کے طول و عرض میں پھیل گیا۔ اس کے بعد سلسلہ عالیہ مجددیہ ہندوستان سے باہر دیگر ممالک میں بھی پھیلنے لگا۔ چنانچہ تجدید و قومیت کے چھٹے سال شیخ طاہر بدخشی، شیخ احمد برکی، خواجہ یوسف برکی، شیخ حسن برکی، مولانا یار محمد قدیم طالقانی، مولانا صالح گولابی، شیخ عبدالحق شادمانی رحمۃ اللہ علیہم اپنے اپنے شہروں اور علاقوں سے دور دراز کے سفر طے کر کے سرہند شریف میں حاضر ہوئے اور سلسلہ عالیہ مجددیہ میں داخل ہوئے۔ یہ سب کے سب خلافت سے سرفراز ہو کر ذریعہ اشاعت طریقہ بنے۔ تجدید کے بارھویں سال بہت سے جن بھی آپ کے سلسلہ عالیہ میں داخل ہوئے چنانچہ جنوں کا بادشاہ مع لشکر آپکا مرید ہو گیا۔

☆

تجدید کے چودھویں سال آپ نے اپنے خلیفے بغرض ہدایت خلق، دنیا کے اطراف و اکناف میں روانہ کیے۔ چنانچہ ستر (۷۰) اہل ارادت بسر کردگی مولانا یار محمد طالقانی" ملک "ترکستان" و "قبچاق" کو بھیجے اور چالیس (۴۰) ارادتمند، یمن، شام، روم کی طرف بسر کردگی مولانا فرخ حسین" روانہ کیے اور اپنے دس معتبر یار حضرت مولانا صادق کابلی" کے تحت کاشغر کی طرف روانہ کئے اور تین بڑے خلیفوں کو شیخ احمد برکی" کی زیر قیادت توران، بدخشان اور خراسان کی طرف روانہ کیا۔ ان خلفاء کی ہر جگہ بڑی عزت و توقیر ہوئی اور ان ملکوں کے چھوٹے بڑے امیر، وزیر اور بادشاہ تک آپ کے خلفاء کے مرید بن گئے۔ "خراسان"، "بدخشان" اور توران میں تو "طریقہ عالیہ مجددیہ" اس قدر رائج ہوا کہ وہاں کا کوئی شہر یا قصبہ ایسا نہ تھا، جہاں اس سلسلہ کے خلفاء نہ ہوں، یہاں تک کہ عبداللہ خاں اوزبک جو وہاں کا بادشاہ تھا، آپ (حضرت مجدد الف ثانی) کا ایسا معتقد ہو گیا کہ کوئی کام آپ کے خلفاء کے مشورے کے بغیر نہ کرتا تھا۔

☆

Marfat.com

خلفاء کرام کے علاوہ آپ کے مکتوبات شریف کے ذریعے بھی تبلیغ واشاعت ظہور میں آئی۔ مکتوبات کی پہلی جلد ۱۰۲۵ھ/۱۶۱۶ء میں تمام ہوئی، جسے آپ کے خلیفہ خاص شیخ یار محمد جدید طالقانیؒ نے جمع کیا تھا۔ لوگوں نے اس کی نقلیں حاصل کیں اور ایران، توران، بدخشان اور ماوراء النہر میں شائع ہوئیں اور اس کا بہت اچھا اثر پڑا۔ چنانچہ تجدید کے بائیسویں سال ایک درویش "بلخ" سے ہندوستان آیا، اس کی وساطت سے وہاں کے اکابر نے مثلاً مشائخ میں سے سیادت پناہ سید میرک شاہ اور شیخ المشائخ کبروی میر محمد اور میر مومن بلخی نے اور علماء میں سے مولانا ربانی حسن قبادانی اور مولانا نولکؒ نے درخواستیں بھیج کہ غائبانہ بیعت کی۔

☆

اس مقام پر یہ بیان کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے تجدید وقیومیت کے پندرھویں سال اپنے خلیفہ شیخ بدیع الدین سہارنپوریؒ کو شہنشاہ ہند نور الدین جہانگیر کے لشکر کی خلافت دے کر بغرض اشاعت طریقہ آگرہ میں بھیجا، جہاں اس سلسلہ عالیہ کا کوئی خلیفہ نہ تھا، اور اسے تاکید کر دی کہ مستقل مزاج رہنا اور ہماری اجازت کے بغیر وہاں سے نقل وحرکت نہ کرنا۔ چنانچہ شیخ صاحب شاہی لشکر میں تشریف لے گئے اور وہاں انہیں قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ ارکان سلطنت میں سے خانخاناں، اعظم خان، جہان خان لودھی، سید صدر جہاں، اسلام خاں اور مہابت خاں وغیرہ داخل سلسلہ ہو گئے اور مجلس حلقہ گرم ہونے لگی۔

☆

آپ نے ردِّ روافض میں ایک رسالہ لکھا تھا، جس کا گذشتہ اوراق میں ذکر ہو چکا ہے، اور اپنی دیگر تحریرات میں بھی روافض کے عقائد باطلہ کی تردید فرمایا کرتے تھے۔ بدیں وجہ شیعہ آپ کے جانی دشمن ہو گئے تھے۔ شہنشاہ جہانگیر کا وزیر آصف جاہ شیعہ عقائد رکھتا تھا۔ اس نے جب خلیفہ بدیع الدینؒ کے ارشاد کا حال سنا تو بہت پیچ وتاب کھایا۔ اور بادشاہ سے کہہ دیا کہ:

> "آج کل شہر سرہند میں ایک سیاسی شخص شیخ احمد نام ہے، جس کے بہت سے مرید ہیں۔ غیر ممالک کے بادشاہ تک اس کے نیاز مند ومرید ہیں۔ اس کا ایک خلیفہ یہاں لشکر میں بھی آیا ہوا ہے اور لشکر کے اراکین اس کے مرید ہو گئے ہیں، ایسا نہ ہو کہ شیخ سرہندی آپ کی سلطنت پر ہاتھ ڈالے۔ شاہ اسمٰعیل صفوی نے مریدوں ہی کے ذریعے سلطنت ایران پر قبضہ کیا تھا"۔

☆

Marfat.com

دریں اثنا خلیفہ بدیع الدین بغرض اصلاح بعضے امور وطن چلے آئے۔آپ کو جو خبر لگی تو بہت خفا ہوئے کہ ہماری اجازت کے بغیر کیوں آئے۔انہوں نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی کہ میں پھر بغرض ارشاد آگرہ چلا جاتا ہوں۔آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

''وقت وہی تھا،اب اگر تم چلے جاتے ہو،تم جانو،تمہارا اختیار ہے''

☆

غرض خلیفہ بدیع الدینؒ دوبارہ آگرہ گئے اور وہاں مخالفین کی ایک جماعت کو خشونت آمیز نصیحتیں کیں اور اپنے بلند احوال گوش گزار کیے بلکہ بعض ایسے وقائع وکشوف بھی ذکر کیے جن کا ظاہر کرنا موجب فتنہ تھا۔اب مخالفین نے بادشاہ کو یہ پٹی پڑھائی کہ خلیفہ بدیع الدینؒ کا سرہند شریف جانا اور پھر آنا خالی از علت نہیں اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کے خلاف بہت کچھ کہا جن میں سے ایک امر یہ بھی تھا کہ آپ اپنے آپ کو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میرا مقام ان کے مقام سے اوپر ہے،اور انہوں نے اپنے زعم فاصد میں اس کے ثبوت میں آپ کا مکتوب نمبر 11 جلد اوّل پیش کیا۔جس میں آپ نے اپنا حال پیر و مرشد کی خدمت یوں تحریر فرمایا ہے:

''دوسری عرض یہ ہے کہ اس مقام کو دوبارہ ملاحظہ کرنے سے کچھ اور مقامات اوپر نیچے ظاہر ہوئے۔عاجزی اور شکستگی کے ساتھ توجہ کرنے کے بعد اس مقام جو مقام سابق سے فوق اور اوپر تھا،پہنچا تو معلوم ہوا کہ یہ مقام حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے اور دوسرے خلفاء رضی اللہ عنہ کو بھی اس مقام سے عبور حاصل ہو چکا ہے۔اور یہ مقام بھی تکمیل وارشاد کا مقام ہے۔اس طرح اوپر کے دو مقام بھی جن کا ذکر ابھی ہوگا مقام تکمیل وارشاد ہیں۔مقام ذوالنورینؓ سے اوپر ایک اور مقام نظر آیا جب اس مقام پر رسائی ہوئی تو معلوم ہوا کہ یہ مقام حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا مقام ہے اور دوسرے خلفاء کو بھی اس مقام سے عبور حاصل ہو چکا ہے،اس مقام سے اوپر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام ظاہر ہوا۔اس

Marfat.com

مقام پر بھی پہنچنا نصیب ہوا، اور اپنے مشائخ میں سے حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ العزیز کو ہر مقام پر اپنے ساتھ پایا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ دوسرے خلفاء کو بھی اس مقام سے عبور واقع ہو چکا ہے۔ "فرق صرف عبور، قیام، گزرنے اور ٹھہرنے کا ہے"۔ اور اس سے اوپر کوئی مقام محسوس نہیں ہوتا۔ سوائے خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کے۔ علیہ من الصلوٰت اتمھا ومن التحیات اکملھا۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مقام کے بالکل مقابل اور بہت نورانی مقام ظاہر ہوا کہ کبھی ایسا نظر نہ آیا تھا۔ یہ مقام حضرت صدیق اکبر رضی الہ تعالیٰ عنہ کے مقام سے ذرا بلند تھا، جس طرح چبوترے کو زمین سے قدرے بلند بناتے ہیں اور معلوم ہوا کہ وہ مقام "مقام محبوبیت" ہے۔ اور وہ مقام رنگین و منقش تھا۔ میں نے اپنے آپ کو اس مقام کے عکس سے رنگین و منقش پایا"۔

☆

القصہ شہنشاہ جہانگیر جو سیر و سلوک صوفیہ کرام سے بالکل بے خبر اور ناواقف تھا، مخالفین و معاندین کے دام فریب میں آ گیا، اس نے یہ حکم امتناعی نافذ کر دیا کہ لشکریوں میں سے کوئی خلیفہ کے پاس نہ جائے اور عقیدت مند ارا کین کو مختلف جگہوں پر تبدیل کر دیا۔ چنانچہ خانخاناں کو "ملک دکن" مہابت خاں کو "کابل"، سید صدر جہاں کو بنگال، جہان خان لودھی کو ملک مالوہ اور خان اعظم کو گجرات بھیج دیا۔ بعد ازاں حاکم سرہند کو لکھا کہ شیخ مجدد کو خود لے کر حاضر ہو۔ اس طرح جب آپ بارگاہ سلطانی میں پہنچے تو آپ نے بادشاہ کو سجدہ تعظیمی نہ کیا۔ وزیر یہ دیکھ کر حیران ہوا کہ بادشاہ نے خلاف عادت حضرت پر کوئی اعتراض نہیں کیا اور بادشاہ سے کہنے لگا کہ:

"یہ وہی شخص ہے جو اپنے آپ کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل سمجھتا ہے"۔

☆

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی نے اس کا نہایت معقول اور مدلل جواب دیا۔ پھر آپ کو سجدہ تعظیمی کیلئے کہا گیا اور ہر چند کوشش کی گئی کہ آپ ذرا سر جھکا لیں مگر آپ نے ہرگز ہرگز نہ مانا۔

Marfat.com

آئین جواں مرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

☆

القصہ بادشاہ نے اپنے وزیر بے تدبیر کی تحریک پر آپ کیلئے قید و بند کا حکم جاری کر دیا اور آپ کو قلعہ گوالیار میں بھیج دیا گیا۔ بادشاہ نے اس واقعہ کو "تزک جہانگیری" میں یوں لکھا ہے:

"ان ہی دنوں مجھ سے عرض کیا گیا کہ شیخ احمد نامی ایک مکار سرہند میں مکر و فریب کا جال بچھا کر کئی نادان اور بے سمجھ لوگوں کو اپنے فریب میں پھانسے ہوئے ہے۔ ہر شہر اور علاقے میں اس نے اپنے مریدوں میں سے ایک ایک کو جو معرفت کی دکانداری، معرفت فروشی اور لوگوں کو فریب دینے میں پوری مہارت رکھتے ہیں، خلیفہ کے نام سے مقرر کیا ہے، مذخرفات اور واہیات قسم کے خطوط اپنے مریدوں اور معتقدوں کے نام لکھ کر "مکتوبات" کے نام سے ایک مجموعہ جمع کیا ہے۔ اُس نے اس مجموعے میں اکثر ایسی فضول اور بے ہودہ باتیں لکھی ہیں جو کفر اور زندیقیت تک پہنچی ہیں۔ از آنجملہ اس نے مکتوب میں لکھا ہے کہ سلوک کی منزلیں طے کرتے ہوئے میرا گذر مقام ذی النورینؓ میں ہوا، جو نہایت عالی شان اور پاکیزہ تھا۔ وہاں سے گزر کر میں مقام فاروقؓ میں پہنچا، اور مقام فاروقؓ سے مقامِ صدیقؓ میں آیا۔ اس نے ہر مقام کی تعریف اس کے مناسب حال لکھی ہے۔ پھر اس نے لکھا ہے کہ وہ وہاں سے مقام محبوبیت میں پہنچا، جو منور اور رنگین تھا۔ اس مقام پر میں نے اپنے اندر مختلف انوار اور الوان کو منعکس پایا۔ استغفر اللہ، بزعم خویش وہ خلفاء کے مرتبے سے بھی آگے بڑھ گیا، اور ان سے بھی زیادہ عالی مرتبے پر فائز ہو گیا۔ اس کے علاوہ اُس نے اور بھی گستاخانہ باتیں لکھی ہیں جن کا تذکرہ طوالت کا باعث ہے، اور ادب کے خلاف ہے۔ اس بنا پر میں نے حکم دیا کہ اسے

Marfat.com

ہماری بارگاہ عدالت آئین میں حاضر کیا جائے۔ حسب الحکم وہ حاضر کیا گیا۔ میں نے اس سے جو بھی پوچھا وہ اس کا معقول جواب نہ دے سکا۔ بے وقوف اور کم عقل ہونے کے ساتھ نہایت مغرور اور خود پسند معلوم ہوا۔ میں نے اسکی اصلاح کیلئے یہی مناسب سمجھا کہ اسے چند دن قید رکھا جائے تاکہ اس کے مزاج کی شوریدگی اور اس کے دماغ کی آشفتگی دور ہو، اور عوام میں اسکے مذخرفات کی وجہ سے جو شورش پھیل رہی ہے، وہ رک جائے۔ چنانچہ میں نے اسے انی رائے سنگھ دلن کے حوالے کیا کہ وہ اسے قلعہ گوالیار میں قید کر دے"۔

("تزک جہانگیری"۔ اردو ترجمہ اعجاز الحق قدوسی مطبوعہ مجلس ترقی ادب لاہور طبع دوم دسمبر ۲۰۰۷ء صفحہ ۵۰۹، ۵۱۰۔)

☆

مندرجہ بالا عبارت سے ظاہر ہے کہ بادشاہ نے آپ، آپ کے مکتوبات شریف اور آپ کے خلفاء کی نسبت جو دریدہ دہنی کی ہے وہ کسی دوسرے کے کہنے سے کی گئی ہے۔ مکتوب شریف نمبر ۱۱ جلد اول کا جو حوالہ دیا گیا ہے، اگر بنظرِ انصاف غور وفکر کیا جائے تو اس سے یہ امر ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ آپ کا مقام حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام سے اعلیٰ ہے، کیونکہ کسی مقام پر وصول ورسائی اور بات ہے اور اس مقام کا حصول ویافت اور سلاطین اپنے ادنیٰ خادم کو خدمت کیلئے اپنے پاس بلا لیتے ہیں اور وہ امراء کے مقام سے گذر کر پیشی میں حاضر ہوتا ہے، پھر اپنے مقام پر واپس جا کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس نوکر کا مرتبہ امراء کے مرتبے سے زیادہ ہے۔ دیگر یہ کہ آپ نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنے آپ کو اس مقام کے عکس سے رنگین ومنقش پایا۔ یہ نہیں فرمایا کہ میں اس مقام پر پہنچ گیا۔

دیکھئے کہ سورج چوتھے آسمان پر ہے اور اس کا عکس زمین پر روشن ہے مگر اس سے یہ نہیں کہہ سکتے کہ زمین مقام آفتاب پر پہنچ گئی ہے۔ خود آپ کے ارادتمندوں نے آپ سے عبارت زیر بحث کا حل دریافت کیا ہے اور آپ نے ان کو کافی اور شافی جواب دیئے ہیں۔ (ملاحظہ ہوں: مکتوبات شریف جلد اول، مکتوب نمبر ۱۹۲، ۲۰۲، ۲۰۸، جلد ثانی مکتوب نمبر ۹۹)۔ بادشاہ کا یہ لکھنا کہ آپ معقول جواب نہ دے سکے، بالکل لغو اور غلط ہے۔ اور بقول حکیم الامت علامہ اقبال

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ

فکر بے نور ترا، جذب عمل بے بنیاد
سخت مشکل ہے، کہ روشن ہو شب تار حیات

☆

حضرت مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ اپنی مایۂ ناز کتاب ''سیرت مجدد الف ثانی'' مطبوعہ کراچی ۱۹۸۳ء میں یوں رقمطراز ہیں:

جہانگیر کا اس شرح و بسط کیساتھ ''تزک'' میں ذکر کرنا خود حضرت مجدد قدس سرہ العزیز کی اہمیت، مقبولیت اور شہرت پر دلیل قاطع ہے، ورنہ اس زمانے میں تو ہزاروں تہِ تیغ کر دیئے گئے، ہزاروں جیلوں میں ڈال دیئے گئے اور بیسوں صحراؤں میں پھینک دیئے گئے کسی کا کوئی پرسان حال نہ تھا آخر شاہ وقت کو کیا ہوا کہ ایک مجرم کی فرد جرم کے ساتھ ساتھ اپنی صفائی بھی پیش کر رہا ہے۔ اس تفصیل اور صفائی کی کیا ضرورت تھی؟

جہانگیر کے مندرجہ بالا بیان سے حضرت مجددؒ کے خلاف یہ فرد جرم تیار ہوتی ہے:۔

(۱) شیخ احمد جعل ساز ہے، جس نے سرہند میں مکر و فریب کا جال پھیلا رکھا ہے۔

(۲) ہر شہر و دیار میں اس نے اپنے خلیفے چھوڑ رکھے ہیں، جو معرفت کی دکان آرائی میں پختہ کار ہیں۔

(۳) اس نے ''مکتوبات'' کے نام سے ایک ''مجموعہ خرافات'' مرتب کرایا، جس میں بعض باتیں کفر کی حد تک پہنچتی ہیں۔

(۴) اس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ خلفاء کے مقامات سے بھی عالی تر مقام پر فائز ہوا ہے۔

(۵) وہ بے عقل و کم فہم ہے۔

(۶) وہ مغرور و خود پسند ہے۔

(۷) اس نے عوام الناس میں شورش پیدا کر دی ہے۔

Marfat.com

آیئے اب ہم اس فرد جرم کا تجزیہ کرتے ہیں:۔

(۱) جعل ساز کی حقیقت تو صورت دیکھ کر معلوم کی جا سکتی ہے، کیا ایک بادشاہ میں قیافہ شناسی کا اتنا بھی مادہ نہ تھا کہ وہ ایک جعل ساز اور فرشتہ صورت میں تمیز کر پاتا؟

(۲) دوسرے الزام کا تعلق پہلے الزام کے تحقق پر منحصر ہے ، جب یہی متحقق نہیں تو یہ الزام بے بنیاد ہے۔

(۳) مکتوبات شریف کا تعلق علم معرفت و شریعت سے ہے، اس کو وہی پرکھ سکتا ہے اور اسکے متعلق وہی فیصلہ صادر کرنے کا حق رکھتا ہے، جو علم معرفت و شریعت میں ید طولیٰ رکھتا ہو۔ ایک مبتدی اور نا آشنائے محض کو فیصلہ کرنے کا کوئی اختیار نہیں۔ اس لیے اسکے فیصلے ہر حالت میں نا معقول تصور کیے جائیں گے۔

(۴) اس بے بنیاد دعویٰ سے قطع نظر دربار میں ایسے حضرات بھی موجود تھے جو خلفاء اربعہؓ پر تبرا اور سب و شتم کو دین و ایمان سمجھتے تھے، آخر ان کے خلاف کیا کیا گیا، تو معلوم ہوا یہ الزام ایک بہانہ ہے۔

(۵) بے عقل و کم فہم ہونا قابل تعزیر جرم نہیں، پھر اس ہستی پر یہ الزام جس کی فراست و دانائی کو دنیا بھر کے دانشوروں نے تسلیم کیا ہے۔

(۶) مغرور و خود پسند ہونا فی نفسہ ایک فعل قبیح ہے، لیکن یہ الزام اس بادشاہ کی طرف سے لگایا جا رہا ہے جس کی خود پسندی اور غرور کا یہ عالم تھا کہ اس نے رعایا سے خود کو سجدے کرائے اور اس کا نام ''زمین بوس'' رکھا اسلئے یہ الزام بھی بے بنیاد ہے اور خود جہانگیر کے عجب و خود پسندی کی غمازی کر رہا ہے۔

(۷) ہاں شورش والی بات سمجھ میں آتی ہے، مگر اس شورش کی تفصیل نہ بتائی صرف اشارے ہی کو کافی سمجھا۔ کرشمہ دامنِ

Marfat.com

دل می کشد کہ جا ایں جا است

☆

یہی وہ شورش تھی جو حضرت مجددی کی اصلاحی تحریک نے ملک کے طول وعرض میں پیدا کر دی تھی اور جس نے آگے چل کر سلطنت مغلیہ کو ہم آغوش اسلام کر دیا، جہانگیر ایسی شورش کو دبانا چاہتا تھا، جیسا کہ ہر دور کے عیش پرست حاکموں نے ایسی تحریکوں کو دبایا، اس لیے جہانگیر نے گرفتاری کے دو خاص سبب بیان کیئے۔

ا: تا کہ اس کے مزاج کی شوریدگی اور اس کے دماغ کی آشفتگی جاتی رہے۔

ب: عوام میں جو شورش پھیلی ہوئی ہے، وہ تھم جائے۔

حریت پرستی اور اسلام دوستی کو شوریدگی و آشفتگی سے تعبیر کیا اور اس حریت پسندی اور اسلام دوستی نے فضاؤں میں جو زندگی بھر دی تھی، اس کو شورش سے تعبیر کیا۔ بر ایں عقل و دانش بباید گریست"!

☆

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی قید و بند کی منحوس خبر سن کر سلطنت میں سخت بے چینی پیدا ہوئی، چنانچہ خانخاناں، خانِ اعظم، صدر جہاں، اسلام خاں، مہابت خاں، تربیت خاں، جہانخاں لودھی، سکندر خاں، حیات خاں اور دریا خاں وغیرہ جو آپ کے مرید تھے، باہم خط و کتابت کر کے بغاوت پر آمادہ ہو گئے لیکن آپ نے ان سب کو تسلی و تشفی کے خط لکھ کر بغاوت کرنے سے روک دیا۔ آپ دورانِ قید بھی تبلیغ فرماتے رہے۔ چنانچہ بہت سے کفار آپ کے دست مبارک پر مشرف با سلام ہوئے۔ اور سینکڑوں کو خود داخل طریقہ فرما کر آپ نے درجۂ ولایت تک پہنچایا، ایام قید میں بھی آپ نے بادشاہ کیلئے بددعا نہ کی بلکہ فرماتے تھے، اگر بادشاہ مجھے نظر بند نہ کرتا تو اتنے آدمی جو فوائد دینی سے مستفید ہوئے، محروم رہ جاتے اور ہماری ترقی مقامات جو نزول بلا پر موقوف تھی، وقوع میں نہ آتی جیسا کہ ان مکتوبات سے ظاہر ہے جو آپ نے ان ایام میں صاحبزادگان و دیگر ارادتمندوں کو لکھے ہیں۔

☆

دو سال کے بعد بادشاہ اپنے کیے پر نادم و شرمسار ہوا، اور آپ کو اعزاز و کرام سے اپنے پاس بلوا کر معذرت کی اور آپ کا ایسا محب بن گیا کہ آپ کو لشکر میں اپنے پاس رکھتا تھا اور شہزادہ خرم کو جو ملقب بہ شاہجہان ہوا، آپ کے مریدین کے زمرہ میں داخل کر دیا۔ بعد ازاں اورنگ

Marfat.com

زیب عالمگیر بھی اسی سلسلہ میں داخل ہوا اور امراء و وزراء کثرت سے "سلسلہ عالیہ مجددیہ" سے منسلک ہوئے۔ القصہ آپ لشکری زندگی میں بھی اپنی بے اختیاری کا خوب ذوق و لطف اٹھاتے رہے اور بدستور تبلیغ و ارشاد میں مشغول و مصروف رہے۔

☆

۱۰۳۲ھ/۲۳-۱۶۲۲ء میں آپ اجمیر شریف میں تشریف رکھتے تھے کہ آپ کو قرب موت کے آثار محسوس ہوئے۔ آپ کو لشکر سے رخصت مل گئی۔ وطن تشریف لا کر آپ نے گوشہ نشینی اختیار فرمالی اور ارشاد کا کام اپنے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ علیہ کے سپرد کر دیا۔

☆

صاحب "زُبدۃ المقامات" لکھتے ہیں کہ:

"اگرچہ اس کے بعد بادشاہ اس امر سے نادم و پشیمان ہوا، اور اس نے بہت سے عذر کئے مگر یہ بے ادبی اس کے لئے نامبارک ہوئی۔ اس کی سلطنت میں بہت شور و فتور پیدا ہوا، اس کے بعض بڑے علاقوں پر ایرانیوں نے غلبہ پا کر اپنے قبضہ میں کر لیا اور وہ خود مہلک بیماریوں میں مبتلا ہو گیا، یہاں تک کہ اسی حال میں اس دنیا سے چل دیا۔"

جب ہوا دبدبۂ شان مجددؒ کا ظہور تہلکہ مچ گیا ایوان جہانگیری میں
ہو کے شرمندہ شہ ہند خطا سے اپنے مدتوں غرق رہا ورطۂ دلگیری میں

☆

آپ کے اخلاق و عادات کے بیان میں یہ ہے کہ صبر و شکیب، تسلیم و رضا، حسب حال ہر ایک کی تعظیم، لوگوں پر شفقت، صلہ رحم، ارباب حقوق کی رعایت، مریضوں کی عیادت، سلام میں سبقت، کلام میں نرمی، آپ کا شیوۂ حسنہ تھا۔ آپ کا طریقہ عمل بر عزیمت تھا۔ عبادات و عادات میں نہایت احتیاط اور سنت کا کمال اتباع ملحوظ تھا۔ چنانچہ ایک روز کا ذکر ہے کہ آپ معارف کے لکھنے میں مشغول تھے، پیشاب کیلئے جو جلدی سے اٹھے تو بیت الخلاء میں داخل ہوئے، لیکن فوری طور پر باہر تشریف لے آئے۔ حاضرین کو حیرت ہوئی کہ اتنی جلدی کیوں واپس چلے آئے۔ فوراً پانی منگا کر انگوٹھے کو دھویا اور پھر بیت الخلاء میں گئے۔ جب وہاں سے نکلے تو فرمایا:

Marfat.com

"جب میں بیت الخلاء میں داخل ہوا تو دیکھا کہ میرے انگوٹھے پر سیاہی کا داغ ہے جو حروف قرآنی کی کتابت کا سامان ہے۔اس لیئے مناسب نہ سمجھا کہ سیاہی سمیت وہاں پر بیٹھوں"۔

(اگرچہ آپ کو پیشاب کی سخت حاجت تھی لیکن ترک ادب کے معاملہ میں آپ نے اسے روک رکھا تھا۔)

☆

اسی طرح ایک روز بیت الخلاء میں داخل ہوئے تو غلطی سے پہلے دایاں پاؤں اندر کو رکھ دیا،اس روز احوال بندر ہے۔

☆

ایک دفعہ مولانا صالح ختلانی علیہ الرحمۃ کو فرمایا کہ تھیلی سے چند ایک لونگ نکال لاؤ۔وہ چھ دانے نکال لائے۔آپ نے جھڑک کر فرمایا کہ:

"یہ بھی صوفی ہیں۔اس نے اتنا بھی نہیں سنا کہ"اللّٰہ وتر یحب الوتر"۔عدد طاق کی رعایت مستحب ہے۔اگر اللہ تعالیٰ (عزوجل) کے پسندیدہ عمل کے عوض تمام دنیا و آخرت بھی دے دیں تو بھی سمجھو کہ کچھ نہیں دیا"۔

☆

ایک روز آپ اپنے تخت مبارک پر تکیہ لگائے بیٹھے تھے کہ فوراً نیچے اُتر آئے اور فرمایا:

"مجھے تخت کے نیچے کاغذ دکھائی دیا ہے،معلوم نہیں اس میں کچھ لکھا ہے یا نہیں"؟

☆

سبحان اللہ! آپ نے اتنی دیر بھی تخت پر بیٹھنا جائز نہ سمجھا کہ کسی کو حکم دیں کہ تخت تلے سے کاغذ نکال دے۔گویا آپ نے ایسی صورت میں تخت پر بیٹھنا بے ادبی سمجھا۔واہ رے سلطان العاشقین۔

من آدم بہ پیش تو سلطان عاشقاں
ذات تو ہست قبلۂ ایمانِ عاشقاں

Marfat.com

(اے عاشقوں کے سلطان! میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں، مجھے آپ کی غلامی پر فخر و ناز ہے۔ میں کتنا خوش نصیب ہوں کہ آپ کے دامن سے وابستہ ہوں، جس کے آپ پیر ومرشد ہوں، اس کے بخت اور نصیب کا کیا کہنا کہ آپ کی ذات گرامی تو عاشقوں کے ایمان کا قبلہ ہے۔)

نام پاک نقشبندی بے زوال
شیخ احمد مجمع البحرین عالم حال و قال

(میرے پیر، شیخ احمد سرہندی ہیں جو عالم حال وقال اور دو سمندروں کو ملانے والے ہیں۔)

☆

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک "حافظ" جس کے نیچے فرش بچھا تھا، قرآن مجید فرقان حمید پڑھنے میں مشغول ہوا۔ جب آپ نے نگاہ فرمائی تو دیکھا کہ جہاں پر خود تشریف رکھتے ہیں، وہاں فرش زیادہ ہے، فوراً اپنے نیچے سے نکال دیا تا کہ اس "حافظ" سے اونچے نہ بیٹھیں۔

☆

آپ کے خوارق بکثرت ہیں، ہم یہاں ان میں سے بعض کا ذکر کرتے ہیں:

(۱) آپ کی سب سے بڑی کرامت آپ کے مکتوبات شریف و دیگر تصانیف ہیں، جن میں وہ "نادر علوم" و "معارف الہامیہ" درج ہیں، جو سنت و شریعت کے عین موافق ہیں۔ چنانچہ آپ اپنے بڑے صاحبزادے خواجہ محمد صادق قدس سرہ العزیز کو تحریر فرماتے ہیں:۔

"اے فرزند! یہ علوم و معارف کہ جن پر اہل اللہ میں کسی نے صراحتہً نہ اشارۃً لب کشائی کی ہے، اشرف معارف اور اکمل علوم میں سے ہیں، جو ہزار سال کے بعد منصۂ ظہور پر آئے ہیں اور واجب تعالیٰ و تقدس کی حقیقت اور ممکنات کے حقائق کو جیسا کہ ممکن اور لائق ہیں، بیان کرتے ہیں۔ نہ کتاب و سنت کے مخالف ہیں اور نہ اہل حق کے اقوال سے مخالفت رکھتے ہیں۔ حضرت نبی کریم علیہ علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا میں جو کہ آپ نے گویا تعلیم امت کیلئے فرمائی ہے:

اللهم ارنا حقائق الا شياء كماهی (یا اللہ! تو اشیاء کی

Marfat.com

حقیقتیں ہم کو اس طرح دکھا جیسی کہ وہ ہیں۔) سے مراد یہی حقائق ہیں، جو ان علوم کے ضمن میں بیان ہوئے ہیں، اور مقام عبودیت کے مناسب ہیں اور نقص و ذلت و انکسار پر دلالت کرتے ہیں، جو بندگی کے حال کے موافق ہے۔ عاجز بندہ جو اپنے آپ کو اپنے مولائے قادر کا عین سمجھے، اس میں کون سی لطافت ہے بلکہ اس سے تو اس کی کمال بے ادبی ظاہر ہوتی ہے"۔ (مکتوبات شریف، دفتر اول مکتوب ۲۳۴)۔

☆

(۲) ایک صاحب سید رحمت اللہ نام جو آپ کے مریدوں میں سے تھے، بیان کرتے ہیں کہ میں اور دو تین درویش اطراف ملکِ دکن میں ایک لق و دق صحرا میں جا رہے تھے کہ ایک بت خانہ نظر آیا۔ میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہوا تھا کہ مسلمان سے بتوں اور بت پرستوں کی توہین، جس قدر ہو سکے اس میں کوتاہی نہ کرنی چاہیے کیونکہ اس سے غازی فی سبیل اللہ کا ثواب ملتا ہے۔ میں نے آپ علیہ الرحمہ کی نصیحت پر کاربند ہو کر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس صحرا میں کوئی اس بت خانہ کا محافظ و نگہبان نظر نہیں آتا، لہٰذا آؤ! اس بت خانہ کو جہاں تک ہو سکے ویران کر دیں۔ چنانچہ ہم نے ایک بت توڑ دیا اور بعض دیواروں کو گرانے کیلئے کمربستہ ہو گئے۔ دریں اثناء ایک ہندو کاشتکار نے دور سے اس بت خانہ کی تذلیل دیکھی تو اس نے دوڑ کر گاؤں میں خبر کر دی۔ ناگاہ دیکھا کہ ایک ہزار بت پرست لاٹھیاں، پتھر اور ہتھیار لئے غیض و غضب کی حالت میں ہماری طرف آ رہے ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر ہم سب حیرت و دہشت کے دریا میں ڈوب گئے۔ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن والی بات تھی۔ ہم نے کمر ہمت کو مضبوط کیا اور شہید ہونے کی ٹھان لی کیونکہ

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی
(اقبالؒ)

اور اس حال میں، مَیں آپ کی طرف متوجہ ہوا اور عرض کی:

"اے دین کے بزرگ! ہم نے آپ کی نصیحت پر کاربند ہو کر یہ کام کیا تھا، ہمیں کافروں کے ہاتھوں سے چھڑائیے"۔

Marfat.com

اس تضرع و نیاز میں میرے کان میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کی آواز مبارک آئی:

''اطمینان رکھو! تمہاری حفاظت کیلئے ابھی اسلام کا لشکر بھیج رہا ہوں''۔

☆

میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ عجیب معاملہ ہے، حضرت قدس سرہ العزیز کی آواز تو میرے کان میں آگئی مگر لشکر کب آئے گا؟ کفار تو آپہنچے۔ صرف ایک تیر کا فاصلہ رہ گیا تھا کہ اچانک ٹیلہ سے تیس چالیس ہزار سوار ہماری طرف گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے نظر آئے۔ جب کفار نے ان سواروں کو دیکھا تو خوف زدہ ہو کر پیچھے ہٹ گئے۔ گھوڑ سواروں نے ان کافروں میں سے بعض کو تازیانے لگائے اور بعضوں کو ڈانٹ پلائی، اور ہم کو اپنی حمایت میں لے لیا۔ معلوم ہوا کہ وہ سوار مسلمان تھے جو نواحی گاؤں میں کسی تقریب پر آئے ہوئے تھے اور جب وہ کفار ہمارے قتل کے ارادہ سے نکلے تھے تو ان کے گاؤں کے ایک مسلمان نے اس گاؤں جا کر سواروں کو خبر کر دی اور وہ سنتے ہی فوراً موقع پر پہنچ گئے اور ہم کو کافروں سے چھڑا لیا۔ بلاشک و شبہ یہ آپ ہی کا تصرف تھا۔

ہر جا قدمے زدیم در کوئے تو بود ہر گوشہ کہ رفتیم بیا ہوئے تو بود
گفتیم مگر سوئے دگر راہ نیست ہر راہ کہ دیدیم ہمہ سوئے تو بُود

(ہم جہاں بھی گئے قدم رکھا، تیرے کوچہ ہی پڑا اور جس جگہ جس گوشہ بھی گئے، تیری ہی آواز گونج رہی تھی۔ ہم نے سوچا کہ دوسری طرف بھی راستہ ہو گا مگر جس جس راہ میں بھی گئے، وہ سب تیری جانب ہی تھے۔)

میں آپ کے دامن میں چھپ جاؤں گا چپکے سے
جب عرصہ محشر وہاں دادگری ہو گی

☆

(۳) سید جمالؒ جو آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مقبولین میں سے تھے، بیان کرتے ہیں کہ ایک جنگل میں اچانک ایک شیر میرے آگے آ گیا۔ تنہائی کی وحشت اور اس درندے کی ہیبت سے میں سخت ہراساں ہوا۔ بھاگ جانا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن تھا۔ ناچار میں نے آپ کی طرف توجہ کی کہ بچائیے۔ میں نے اسی وقت معاملہ میں دیکھا کہ آپ عصا ہاتھ میں لئے دوڑے آ رہے ہیں۔ آپ نے تشریف لاتے ہی نہایت زور سے عصا اس شیر کے منہ پر مارا۔ جب اس معاملہ سے میری آنکھ

Marfat.com

کھلی تو میں نے نہ آپ کو دیکھا اور نہ ہی جنگل میں شیر کا کوئی نشان پایا۔

☆

(۴) محمد صادق کابلیؒ جو آپ کے بڑے مخلصوں میں سے تھے، مرض جذام میں مبتلا ہو گئے۔ اٹھنے، بیٹھے اور کھانے پینے میں یاران طریقت اس کی شرکت سے پرہیز کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک مجلس میں اس کے ایک خاص یار نے اس کے ساتھ کھانا کھانے سے علانیہ طور پر انکار کر دیا۔ وہ بیچارا بہت شرمندہ اور غمگین و پریشان ہوا، اور آپ قدس سرہ العزیز سے توجہ کی درخواست کی۔

مشکل خویش بر پیر مغاں بُردم دوش
کو بتائید نظر حل معما کردی

آپ علیہ الرحمہ مرض کے دفیعہ کی طرف متوجہ ہوئے اور اسکے مرض کو اپنے اوپر لے لیا۔ چنانچہ اس کا مرض مریض کے بدن سے آپ کے پاؤں مبارک میں منتقل ہو گیا۔ اس سے اگرچہ مخلصوں کی عقیدت و محبت میں اضافہ ہوا مگر آپ علیہ الرحمہ پر مرض کے منتقل ہونے سے پریشان اور رنجیدہ ہو گئے۔ جب آپؒ نے صاحبزادوں اور یاروں کی بے چینی دیکھی تو دعا فرمائی کہ وہ مرض آپؒ سے بھی دور ہو جائے۔ چنانچہ اللہ عزوجل کے فضل و کرم اور لطف و عنایت سے وہ بیماری آپ سے بھی جاتی رہی اور سب لوگ خداوند قدوس کا شکریہ بجالائے۔

اللہ کا نام ہے وہ اسم اعظم
کہ مٹ جاتا ہے جس سے درد اور غم

☆

(۵) آپؒ کے اعاظم اصحاب سے سنا گیا کہ ایک دفعہ آپ رحمتہ اللہ علیہ بیابان و جنگل کی سیر کو نکلے۔ اثنائے راہ میں دھوپ کی شدت اور غبار کی کثرت سے بڑے صاجزادے حضرت خواجہ محمد صادقؒ اور دوسروں پر جو پیادہ ہم رکاب تھے، پیاس نے غلبہ کیا مگر بپاسِ ادب کوئی بھی آپؒ کی خدمت اقدس میں عرض کرنے کی جرأت و ہمت نہ کر سکا۔ دریں اثناء آپ نے خود مولانا محمد یوسف سمرقندیؒ سے ارشاد فرمایا کہ "دھوپ کی شدت اور گرد و غبار کی کثرت سے یاروں کو تکلیف ہو رہی ہے"۔ مولانا نے عرض کیا، کہ حضور والا کو معلوم ہی ہے، یاروں کی حاجت کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس پر آپؒ نے مسکرا کر آسمان کی طرف آنکھ اٹھائی اور زیر لب کچھ کہا۔ چند قدم بھی آگے نہ بڑھے تھے کہ بادل کا ایک ٹکڑا ظاہر ہوا اور معتدل ہوا چلنے لگی حالانکہ وہ بارش کا موسم نہ تھا۔

Marfat.com

احوال و مقامات پہ موقوف ہے سب کچھ
ہر لحظہ ہے سالک کا زماں اور مکاں اور

(۶) ایک سیّد طالب علم کا بیان ہے کہ جو لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے لڑے، مجھے ان سے بالخصوص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نفرت اور بدظنی تھی۔ ''ایک روز مکتوبات شریف'' کا مطالعہ کر رہا تھا کہ ان میں یہ دیکھا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شتم کرنے والے پر جو حد لگاتے تھے، وہی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر شتم کرنے والے پر جاری کرتے تھے۔ میں نے یہ نقل دیکھ کر غصہ کی حالت میں کہا کہ یہ کیسی بے مزہ نقل ہے جو اس مرد (آپؒ) نے یہاں کی ہے۔ یہ کہہ کر میں نے ''مکتوبات شریف'' کو زمین پر پھینک دیا اور سو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ آپ (حضرت مجددؒ) نہایت غصہ کی حالت میں تشریف لائے اور اپنے ہاتھوں سے میرے دونوں کان پکڑ کر فرمانے لگے:

''اے طفلِ ناداں! تو بھی ہماری تحریر پر اعتراض کرتا ہے اور زمین پر پھینک دیتا ہے۔ اگر تو میرے قول کو معتبر نہیں سمجھتا تو تجھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے چلوں، جن کی خاطر تو ان کے بھائیوں یعنی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو برا کہتا ہے''۔

چنانچہ آپؒ مجھے کشاں کشاں ایک باغ میں لے گئے اور مجھے اس باغ کے کنارے ٹھہرا کر خود ایک محل کی طرف، جو اس باغ میں نظر آ رہا تھا، چلے گئے۔ میں نے دیکھا کہ وہاں ایک نہایت نورانی شکل وصورت والے بزرگ جلوہ افروز تھے۔ آپ نے بڑی تواضع سے ان کو سلام کیا۔ وہ بھی بڑی خوشی سے آپ کو ملے۔ اس کے بعد آپؒ اس بزرگ کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھ گئے۔ مجھے یقین ہو گیا کہ وہ میرے بارے میں کچھ کہہ رہے ہیں۔ کچھ دیر بعد آپؒ نے اٹھ کر مجھے نزدیک بلایا اور فرمایا:

''یہ جو بزرگ بیٹھے، حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ہیں، سنو! کیا فرماتے ہیں؟''۔

میں نے سلام کیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زبان گوہر فشاں سے فرمایا کہ:

''خبردار! حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے کوئی کدورت دل میں نہ رکھو اور ان کی ملامت زبان پر نہ

Marfat.com

لاؤ۔ہم جانتے ہیں اور ہمارے بھائی، کہ کن نیتوں سے ہمارے اوران کے درمیان جھگڑا ہوا تھا اور آپؒ (حضرت مجدد الف ثانیؒ) کا نام لے کر فرمایا کہ ان کی تحریر سے ہرگز سر نہ پھیرنا"۔

باوجود اس نصیحت کے میں نے اپنے دل کی طرف رجوع کیا تو اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی دشمنی بدستور موجود پائی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ معلوم کر کے ناراض ہوئے اور آپ رحمتہ اللہ علیہ سے فرمایا کہ اس کا دل ابھی صاف نہیں ہوا اور تھپڑ مارنے کیلئے اشارہ کیا۔ چنانچہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی ساری قوت سے میری گدی (سر یا گردن کا پچھلا حصہ) پر ایک تھپڑ مارا، تب میں نے اپنے دل کو کدورت سے پاک وصاف پایا۔ اس اثناء میں میری آنکھ کھل گئی۔ اب میں اس طرح سینہ پاک پاتا ہوں اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کے کلام مبارک کے بارے میں میرا حسن اعتماد سو گنا زیادہ ہو گیا ہے۔

(۷) آپ کے اصحاب بلکہ آپ کے صاحبزادے بھی روایت کرتے ہیں کہ ایک سوداگر کی ایک بوری نیل چوری ہوگئی۔ سوداگر نے آپؒ کے رشتہ داروں میں سے ایک جوان کو ملزم ٹھہرایا۔ وہ جوان اپنی اہانت وتکلیف کے ڈر سے بھاگ گیا۔ سرہند شریف کے کوتوال نے جب یہ سنا تو آپ رحمتہ اللہ علیہ کو طلب کیا۔ آپؒ نے ان یاروں کو جن کی نسبت آپ کو معلوم تھا کہ وہ آپ کا اس طرح جانا گوارا نہ کر سکیں گے، کسی نہ کسی طرف کام پر روانہ کر دیا اور خود ایک خادم کیساتھ پا پیادہ ہی تشریف لے گئے۔ وہ بے ادب کوتوال بڑی سختی اور درشتی سے آپؒ سے پیش آیا اور آپؒ بڑی نرمی اور خندہ پیشانی سے اس کو جواب دیتے رہے۔ دریں اثناء مولانا طاہر بدخشیؒ آپہنچے اور اس کوتوال کو ڈانٹ کر کہنے لگے ،ارے! ایسے تیسے! تجھے معلوم بھی ہے کہ تو نے کس ہستی کو طلب کیا ہے؟ آپؒ نے مولانا بدخشیؒ کو اس گفتگو سے روکا۔ کوتوال نے آپ کو رخصت کر دیا۔ کوتوال کی اس بے ادبی، گستاخی اور بدبختی کو ابھی چند دن بھی نہ گزرے تھے کہ کسی بات پر اس کی علاقہ کے کروری (سیٹھ) کے درمیان سخت لڑائی ہوئی۔ وہ کوتوال اپنے بیس تیس بیٹوں اور رشتہ داروں سمیت ایک بالا خانے پر چڑھ گیا جو بارود سے پُر تھا۔ اچانک اس بارود میں کہیں سے آگ لگ گئی، جس نے کوتوال سمیت تمام ساتھیوں کو جلا کر راکھ کر دیا اور ان کا نشان تک نہ چھوڑا۔

بے ادب تنہا نہ خودرا داشت بد
بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

Marfat.com

(بے ادب صرف اپنے آپ کو ہی برا نہیں بناتا بلکہ وہ تمام دنیا میں آگ لگا دیتا ہے۔)

☆

(۸) بادشاہ وقت نے ایک امیر زادے کو کسی تقصیر کے سبب لاہور سے طلب کیا، غضب شاہی کے مشاہدے سے حاضرین کو یقین تھا کہ اس امیر زادے کو آتے ہی ہاتھی کے پاؤں ڈال دیا جائے گا۔ جب وہ سرہند پہنچا تو آپ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں جان بخشی کی درخواست پیش کی۔ آپؒ نے ارشاد فرمایا کہ:

''خاطر جمع رکھو، ان شاء اللہ تعالیٰ تمہیں کوئی تکلیف نہ پہنچے گی بلکہ سلطان وقت تم پر مہربانیاں کرے گا''۔

اس نے نہایت اضطراب میں عرض کیا کہ آپؒ جو کچھ زبان مبارک سے ارشاد فرمارہے ہیں وہ مجھ کر تحریر فرمادیجئے تاکہ پورا پورا اطمینان ہوجائے۔ آپؒ نے اس کے اصرار پر یہ لکھ کر دے دیا کہ:

''چونکہ فلاں امیر زادے نے غضب شاہی کے خوف سے جو غضب الٰہی (جل جلالہ) کا نمونہ ہے، فقراء کی طرف رجوع کیا ہے اس لیے فقراء نے اسے پناہ میں لے لیا اور اس مہلکہ (ہلاکت کی جگہ) سے اسے رہائی دے دی''۔

☆

کئی دن بعد اچانک خبر آئی کہ بادشاہ نے اسے اذیت دے کر قید خانہ میں بھیج دیا ہے۔ جب آپ نے یہ ساعت فرمایا تو مسکرا کر ارشاد کیا کہ:

''فقیر کی نظر میں صبح کی روشنی کی طرح واضح ہے کہ وہ بادشاہ کی طرف سے شفقت وعنایت ہی دیکھے گا اور یہ خبر جو آئی ہے، غلط ہے''۔

دو تین دن کے بعد معلوم ہوا کہ بادشاہ اس امیر زادے کو دیکھتے ہی ہنس پڑا، اور نصیحت کے طور پر چند کلمے زبان پر لایا، پھر بڑی عنایت سے خلعت مرحمت فرما کر رخصت کیا۔

☆

(۹) مولانا محمد امینؒ جو حضرت دیوانہ سورتیؒ کے مریدوں میں سے تھے، مرض شدید میں مبتلا ہوگئے اور ایک مدت تک علیل وبیمار رہے۔ نہ دوا سے بیماری میں تخفیف ہوتی تھی نہ دعا سے بلکہ

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

Marfat.com

آپؒ کی شہرت سن کر انہوں ایک عریضہ آپ کی خدمت اقدس ارسال کیا اور دعائے صحت اور جامۂ تبرک کیلئے درخواست والتماس کی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ترس کھا کر ایک عنایت نامہ مع پیراہن مبارک تبرک ارسال فرمایا۔ اس عنایت نامہ میں مرض قلبی کے ازالہ کی تاکید فرما کر آپ نے یوں تحریر فرمایا:

''دوسری بات یہ ہے کہ آپ ظاہری ضعف و کمزوری کا کچھ فکر و اندیشہ نہ کریں۔ ان شاء اللہ یہ ضعف صحت و عافیت سے بدل جائے گا۔ فقیر کا دل اس طرف سے مطمئن ہے۔ آپ نے فقراء کا جامہ (حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کے پہنے ہوئے کپڑے) طلب کیا تھا۔ پیراہن بھیج دیا گیا ہے۔ اسے پہنیں اور نتائج و ثمرات کے منتظر رہیں، کیونکہ یہ کثیر الابرکت ہے۔''

ہر کس افسانہ بخواند افسانہ است
وآنکہ دیدش نقد، خود مردانہ است''

(جس نے اس بات کو بے اصل حکایت قرار دیا وہ خود بے کار ہے اور جس نے اسے حقیقت جانا اور سمجھا، وہ مرد ہے۔)

چنانچہ مولانا نے وہ پیراہن پہن لیا اور سالوں کی بیماری سے صحت پائی اور حاضر خدمت ہو کر آپ کے مریدوں کے زمرہ میں داخل ہوئے۔

☆

(۱۰) علاقہ سرہند شریف کے ایک فاضل مخلص کا بیان ہے کہ آپ سے میری ارادت کا باعث یہ ہوا کہ میرا ایک رشتہ دار تھا جس سے مجھے بہت محبت تھی۔ وہ ایک مرض شدید میں مبتلا ہو گیا اور دعا و دوا کے لیے فقراء و اطباء کی خدمت میں بہت پھرا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ ایک شخص نے مجھ سے آپ (حضرت امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ) کی تعریف کی۔ میں نے حاضر خدمت ہو کر توجہ کی درخواست والتماس کی۔ آپ حضرت نے فاتحہ پڑھی اور حجرے شریف میں داخل ہوئے۔ ایک لمحہ کے بعد حجرے سے باہر تشریف لا کر آواز دی، فلاں شخص جس نے اپنے مریض کیلئے فاتحۂ شفا کی درخواست کی تھی، کہاں ہے؟ میں حاضر ہوا تو فرمایا کہ ہم فاتحۂ مغفرت پڑھتے ہیں، پریشان

Marfat.com

وحیران اور رنج وغم میں مبتلا ہو کر اپنے مکان کی طرف جو سرہند شریف سے چند میل کے فاصلہ پر تھا ،روانہ ہوا، میں نے راستے میں اپنے دل سے کہا کہ حضرت کی یہ دوسری فاتحہ، موت کی صریح خبر ہے۔ جب میں گھر پہنچا تو اس مریض کو دفن کر چکے تھے۔ میں نے جو حساب لگایا تو ظاہر ہوا کہ جس وقت حضرت نے بلا کر فاتحہ مغفرت پڑھی تھی، وہ اسی وقت فوت ہوا تھا۔ یہ کرامت دیکھ کر میں آپ کا مرید ہو گیا۔

(۱۱) نواب عبدالرحیم خانخاناں صوبہ دار دکن، فقراء سے محبت کرنے والا اور آپ کا معتقد تھا، اس امر پر مامور تھا کہ ممالک دکن کو تصرف میں لائے ،ایک عرصہ دراز یوں ہی گزر گیا، معتمدان سلطنت نے بادشاہ سے عرض کیا کہ خانخاناں نے پوشیدہ طور پر دشمن سے صلح کر لی ہے، اور بظاہر جنگ میں مصروف ومشغول ہے۔ بادشاہ نے فوراً خانخاناں کو معزول کر دیا اور اس بات کا خطرہ ہوا کہ کہیں اسے قتل ہی نہ کر دے۔ حضرت میر محمد نعمانؒ، جو خانخاناں کے واقف اور آشنا تھے، یہ معاملہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں لکھا اور توجہ عالی کے لیے درخواست و التماس کی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے میر موصوف کے عریضہ کو پڑھ کر تحریر فرمایا کہ تمہارے خط کے مطالعہ کے وقت خان موصوف بہت عالی شان اور خوش وخرم نظر آئے، لہٰذا اس معاملے میں مطمئن رہو اور جمع خاطر رکھو۔

جب یہ جواب میر نعمان صاحبؒ کی خدمت میں پہنچا تو انہوں نے بجنسہ خانخاناں کے پاس ارسال کر دیا۔ خانخاناں نے شکریہ ادا کیا اور کہا کہ بزرگوں کی توجہ سے ایسا ہو جانا تعجب کی بات نہیں مگر بظاہر بہت ہی مشکل ہے، کیونکہ بادشاہِ وقت میرے حق میں نہایت بدگمان ہو گیا ہے اور حاسد لوگ ہر طرف سے ضرر پہنچانے کی فکر میں ہیں۔ آپ کے مکتوب کو دس بارہ روز بھی نہ ہوئے تھے کہ بادشاہ کا دل خانخاناں کی طرف سے صاف ہو گیا اور ملک دکن کی صوبہ داری پر بحال کر دیا۔

(۱۲) ایک سجادہ نشین بڑی محبت اور اشتیاق سے دور دراز سے آپ قدس سرہ العزیز کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا مگر آپ نے خلاف عادت اس پر چنداں عنایت نہ فرمائی۔ آپ کے بعض مخلصوں نے عرض کیا کہ یہ شخص مشاہیر مشائخ میں سے ہے اور بڑے اخلاص سے بہت زیادہ سفر کر کے حاضر خدمت ہوا ہے، آپ اس پر نگاہ لطف وکرم فرمائیں۔ آپ نے ارشاد کیا:

> ''ہاں ، میں بھی ایسا ہی گمان کرتا تھا، مگر اس کی پیشانی پر جلی حروف میں لفظ ''انکار'' لکھا ہوا دیکھتا ہوں ،کیا کیا جائے''۔

Marfat.com

یہ سن کر یاروں کو تعجب ہوا۔ کچھ مدت کے بعد آپ کی فراست
کے آثار ظہور میں آئے۔ سچ ہے کہ:
"اتقو فراسته المومن فان ینظر بنو راللّٰه"۔
(حدیث شریف)
(مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ (جل جلالہ، کے نور سے
دیکھتا ہے۔)

☆

(۱۳) شیخ محمد مسعودؒ جو آپ کے برادر خورد اور حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ العزیز کے مقبول مریدوں میں سے تھے، تجارت کیلئے قندھار گئے ہوئے تھے۔ اس اثنا میں ایک روز صبح کے وقت آپ نے اپنے ایک خادم سے فرمایا کہ عجیب معاملہ ہے، میں ہر چند محمد مسعودؒ کے احوال کی طرف متوجہ ہوا تو اس کی قبر نظر آئی کہ ابھی فوت ہوا ہے۔ سامعین نے تاریخ اور دن لکھ لیا۔ چند روز بعد اس کے ساتھی واپس آ گئے اور انہوں نے ان (شیخ محمد مسعودؒ) کی وفات کی تاریخ اور دن وہی بتایا جو آپ نے بیان فرمایا تھا۔

(۱۴) جن دنوں میں آپ رحمتہ اللہ علیہ اجمیر شریف، تشریف رکھتے تھے، رمضان کا مہینہ عین برسات میں آیا۔ آپ حسب عادت ختمات قرآنی میں مشغول ہو گئے۔ پہلی رات نماز تراویح میں بیس (۲۰) یاروں نے ایک مسجد میں جو نہایت تنگ تھی، نماز ادا کی۔ تعفن سے آپ کو اور درویشوں کو تکلیف پہنچی۔ نماز ادا کرنے کے بعد آپ کی زبان مبارک سے نکلا:
"جو ختمات ہم نے قرار دیئے ہیں ان کے اختتام تک اگر بفضل
الٰہی (جل شانہ) راتوں کو بارش نہ ہو، تاکہ مسجد کے باہر تراویح
پڑھی جائیں تو یہ بڑی نعمت ہے"۔
چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ستائیسویں رات تک چار ختم ہو گئے اور کسی رات بارش نہ ہوئی اور اٹھائیسویں تاریخ سے رات کو بارش شروع ہو گئی۔

☆

(۱۵) وہی مسجد جس کا اوپر ذکر ہوا، اس کی بنیاد کی دیوار کمزور ہو گئی تھی اور وہ ایک طرف کو اس قدر جھک گئی تھی اکثر نمازی اور آنے جانے والے خیال کرتے تھے کہ آج نہیں تو کل گر جائے گی۔ ایک روز آپؒ نے بطور خوش طبعی ارشاد فرمایا کہ جب تک فقراء یہاں ہیں، ان کی خاطر سے یہ دیوار

Marfat.com

نہ گرے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جس روز آپ رحمتہ اللہ علیہ نے وہاں سے کوچ کیا اور آپ اس مسجد سے اوجھل ہوئے ہی تھے کہ وہ دیوار یکبارگی گر پڑی۔

☆

(۱۶) ایک امیر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں جوانی سے گزر کر بڑھاپے کو پہنچ گیا مگر کوئی فرزند پیدا نہ ہوا، جو میرے بعد صفحۂ روزگار پر میری یاد رہتا۔ اس بارے میں توجہ فرمائیں۔ آپ کچھ دیر تک مراقب رہے، پھر فرمایا کہ "لوح محفوظ" میں اس موجودہ بیوی سے تمہاری قسمت میں کوئی اولاد نہیں ہے، اگر دوسری شادی کرو گے تو اولاد ہوگی اور تمہارے بعد تمہاری یادگار رہے گی۔ اتفاقاً اس کی بیوی نے وفات پائی اور دوسری بیوی سے اس کی شادی ہوگئی، جس سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی اور یہ دونوں اس کے بعد یادگار رہے۔

☆

(۱۷) شیخ نور محمد اناریؒ، جو آپ کے قدیم مرید اور صاحب اجازت تھے اور آٹھ بار حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہو چکے تھے، بیان کرتے ہیں کہ میرے بھائی کے گھر میں جن رہتا تھا جو ہمیشہ اس سے دشمنی کرتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کی اذیت سے میرے بھائی نے انتقال کیا۔ میں بھی اسی گھر میں رہتا تھا۔ بھائی کے انتقال کے بعد ہیبت ناک صورتیں میرے سامنے آنے لگیں اور پھر پھول کی خوشبو مہکتی محسوس ہونے لگی۔ میرے بھائی کی بھی ابتدائی حالت یہی ہوتی تھی۔ میرے اقرباء یہ سن کر میری زندگی سے مایوس و ناامید ہو گئے۔ ایک رات میں اپنی بیوی سے ہم بستر تھا اور ابھی فارغ نہ ہوا تھا کہ وہ جن آ گیا اور ہم دونوں کے اوپر چڑھ کر بیٹھ گیا، اور ہمیں ایسا دبایا کہ ہم ہاتھ اٹھانے سے عاجز آ گئے، لحاف کو بھی اپنے اوپر سے نہ اٹھا سکے۔ ہم اسی بے قراری اور پریشانی میں تھے آپ (حضرت امام ربانیؒ) نمودار ہوئے اور آواز دی کہ:

"نور محمد! کچھ خوف نہ کر، جن ابھی بھاگ جائے گا کیونکہ شیطان کا مکر کمزور ہوتا ہے"

جن نے آپ کی آواز مبارک سن کر ہمیں چھوڑ دیا۔ میں اٹھا اور آپ قدس سرہ العزیز غائب ہو گئے۔ اس کے بعد میرے گھر میں کسی کو بھی جن کا آسیب نہ ہوا، اور جنات وہاں سے جلاوطن ہو گئے۔ میں دیکھتا تھا کہ وہ اپنا ساز و سامان لیکر میرے گھر سے جا رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ نے ہم کو جلاوطن کر دیا۔ اب ہم موضع شادیوال میں جا کر ٹھہریں گے۔

☆

Marfat.com

(۱۸) جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر شریف پچاس سال کے قریب ہوگئی تو آپ نے فرمایا کہ میں اپنی عمر مبارک کے پچاس اور ساٹھ کے درمیانی زمانہ میں اپنے اوپر ایک حادثہ عظیم پاتا ہوں اور اس وقت میری وفات کی نسبت ''قضائے معلق'' مشہود ہوتی ہے مگر ساٹھ سال کے بعد جس میں اب بارہ برس باقی ہیں، میرے انتقال کی نسبت ''قضائے مبرم و قطعی'' محسوس ہوتی ہے۔ چنانچہ ایسا ہی واقع ہوا، کیونکہ پچاس اور ساٹھ کے درمیانی زمانہ میں بادشاہِ وقت جہانگیر نے آپ کو قلعہء گوالیار میں قید کر دیا اور وصال بھی ساٹھ سال کے بعد ہوا۔

☆

(۱۹) ایک روز آپ نے اپنے خاص احباب سے فرمایا کہ مجھے دکھایا گیا ہے کہ میری عمر کے بارے میں ''قضائے مبرم'' تریسٹھ سال ہے۔ ماہ ذوالحجہ ۱۰۳۲ھ/۱۶۲۳ء کے پہلے عشرہ میں آپ نے ''اجمیر شریف'' سے اپنے صاحبزادوں کو ''سرہند شریف'' میں لکھا کہ اس دنیا سے قربِ انتقال کے آثار دکھائی دے رہے ہیں۔ چنانچہ اس کے ایک سال تین ماہ اور چند روز بعد آپ کا انتقال پر ملال وقوع پذیر ہوا۔

☆

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ماہ شعبان ۱۰۳۳ھ بمطابق ۱۶۲۴ء میں شب برات کو خلوت خانہ میں شب بیداری کی۔ ناگاہ آدھی رات گزرنے کے بعد آپ دولت خانہ میں تشریف لائے۔ مخدوم زادوں کی والدہ محترمہ کی زبان عصمت پناہ سے یہ بات نکلی کہ آج ''آجال وارزاق'' (موت ورزق) کی تقدیر کی رات ہے۔ خدا جانے، کس کا نام ورقِ ہستی سے محو کیا گیا اور کس کا ثابت رکھا گیا۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ آپ تو بطور شک وتردد کہہ رہی ہیں، اس شخص کا کیا حال ہوگا جو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے کہ اس کا نام اس دنیا کی زندگانی کے صحیفہ سے محو کر دیا گیا ہے اور اشارہ اپنی طرف پایا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس بات کے قریباً ساڑھے چھ ماہ بعد آپ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔

☆

ہم نے خوارق ذکر کرنے میں نہایت اختصار سے کام لیا ہے اور جو بیان کیے ہیں، وہ بھی بطور مشتے نمونہ از خروار ہیں۔ وجہ یہ کہ کثرت خوارق سے کسی ''ولی'' کی شان نہیں بڑھتی اور نہ ہی قلت سے کسر شان ہوتی ہے چنانچہ آپ خود (حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں:

> ''خوارق کا کثرت سے ظاہر ہونا افضلیت پر دلالت نہیں کرتا، ایسا ہو سکتا ہے کہ ''ولی'' جس سے کوئی ''خارق'' ظہور میں نہ

Marfat.com

آئے، دوسرے "ولی" سے افضل ہو، جس سے خوارق وکرامات "ظہور میں ہوں"۔

(مکتوبات شریف دفتر اول مکتوب:۲۹۴)

اس طرح آپ میر محمد نعمان علیہ الرحمہ کر تحریر فرماتے ہیں:

"آپ کو معلوم رہے کہ "خوارق وکرامات" کا ظاہر ہونا "ولی" ہونے کی شرط نہیں جس طرح علماء خوارق وکرامات کے حصول کے ساتھ مکلف نہیں، اولیاء بھی خوارق کے ظہور کے ساتھ مکلف نہیں۔ کیونکہ ولایت سے مراد قرب الٰہی ہے جو اللہ تعالیٰ (جل جلالہ) اپنے ماسواء کے نسیان کے بعد اپنے اولیاء کو عطا فرماتا ہے۔ ایک شخص کو یہ قرب عطا کیا جاتا ہے اور اسے مخلوقات کے مغیبات پر کچھ اطلاع نہیں دی جاتی۔ ایک دوسرا شخص ہے، جس کو قرب بھی دیا جاتا ہے اور اسے مغیبات پر مطلع بھی کیا جاتا ہے۔ یہ تیسرا شخص اہل استدراج سے ہے۔ نفس کی صفائی نے اس کو مغیبات کے کشف میں مبتلا کیا ہے اور گمراہی میں ڈال رکھا ہے۔

☆

سورہ مجادلہ آیت ۱۸۔۱۹ میں ارشاد خداوندی ہے:

وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ ط اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝ (۱۸) اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ط اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ط اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (۱۹)

ترجمہ: "اور خیال رکھتے ہیں کہ وہ کچھ بھلی راہ پر ہیں، خبردار رہو، بتحقیق وہی جھوٹے ہیں۔ غالب آیا ان پر شیطان، پس بھلا دی ان کو یاد خدا (جل جلالہ) کی۔ یہ لوگ گروہ شیطان ہیں۔ خبردار رہو، گروہِ شیطان زیان پانے والے ہیں۔) ایسے ہی لوگوں کے حال میں وارد ہوا ہے۔

Marfat.com

پہلا اور دوسرا گروہ جو دولت قرب سے مشرف ہے، اولیاء اللہ سے ہیں، نہ کشف مغیبات ان کی ولایت میں زیادتی کرتا ہے اور نہ عدم کشف ان کی ولایت میں نقصان پیدا کرتا ہے۔ ان کا فرق باعتبار درجات قرب کے ہے۔ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ وہ شخص جسے صور غیبی کا کشف حاصل نہ ہو، قرب الٰہی (جل شانہ) کی زیادتی کے سبب سے اس شخص سے افضل و پیش قدم ہوتا ہے، جسے کشف صور حاصل ہو"۔ (مکتوب شریف دفتر دوم مکتوب: ۹۲)۔

☆

آپ (حضرت امام ربانی) ایام مرض و علالت میں تنہائی بہت پسند فرماتے تھے۔ ایک روز حرم سرا کی دہلیز میں استراحت فرماتے تھے ارشاد کیا کہ:

"اس سرما میں جو دو مہینے کے بعد آئے گی، ہم اس گھر میں نہ سوئیں گے"۔

حاضرین نے عرض کیا کہ آپ شاید خلوت خانہ میں آرام فرمائیں گے۔ فرمایا کہ:

"وہاں بھی نہیں اور نہ ان گھروں میں سوئیں گے"۔

حاضرین نے عرض کیا کہ پھر کس جگہ؟ فرمایا کہ:

"میں دیکھ رہا ہوں جو ہونے والا ہے"

☆

ماہِ ذوالحجہ ۱۰۳۳ھ/۱۶۲۴ء کے وسط میں عارضہ "ضیق النفس" (سانس کی تکلیف) نے غلبہ پایا۔ ان دنوں میں لقائے حق سبحانہ وتعالیٰ (اللہ عزوجل کے دیدار) کے شوق میں آپ رو پڑتے تھے۔ چند روز صحت بھی رہی۔ دریں اثناء خیرات و صدقات بکثرت وقوع میں آئے۔ بتاریخ ۱۲۔ محرم الحرام ۱۰۳۴/ ۲۵۔ اکتوبر ۱۶۲۴ء کو فرمایا کہ:

"ابھی مجھے بتایا گیا کہ چالیس پچاس دن کے درمیان تجھے اس جہان سے اس جہان میں جانا پڑے گا۔ اور میری قبر مجھے دکھائی گئی"۔

☆

Marfat.com

بتاریخ ۲۳۔ صفر ۱۰۳۲ھ/دسمبر ۱۶۲۲ء بروز جمعرات آپ نے درویشوں میں کپڑے تقسیم کئے، اور صدقہ و خیرات کیا کہ اے خداوند قدوس ؎

فلک تیرا، زمیں تیری، چمن تیرا، شجر تیرا — یہ گل تیرا، یہ بُو تیری، رنگت تیری، ثمر تیرا
تو ہی خالق، تو ہی رازق، تو ہی مالک، تو ہی سب کچھ — کبھی ہم چھوڑ سکتے ہیں کسی حالت میں در تیرا
تیرے خوانِ کرم سے نعمتیں ملتی ہیں ہر اک کو — کوئی بھی بھول سکتا ہے یہ احساں عمر بھر تیرا
ترا دریا، ترا پانی، تری موجیں، تری لہریں — تیرا قطرۂ نیساں، صدف تیری، گہر تیرا
یہ دن تیرا، یہ شب تیری، یہ ہیں شام و سحر تیرے — سفیدی وسیاہی تیری، ہے شمس و قمر تیرا
کسی کا کچھ نہیں، سب کچھ تیرا ہی ہے دو عالم میں — یہاں تیرا، وہاں تیرا، اِدھر تیرا، اُدھر تیرا

☆

اگرچہ آپ پر ضعف غالب آ گیا تھا، لیکن عبادات و وظائف کے اوقات میں سرِ مُو فرق نہ آیا۔ بدستور ذکر، شغل، مراقبہ، دن رات کے اَوراد اور نماز باجماعت ادا کرتے رہے، اور شریعت و طریقت کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ روزِ وصال کی شب کو آپ نے خادموں کو جو راتوں آپ کی خدمت کرتے رہے، فرمایا:

"تم نے بہت محنت کی، صرف آج کی رات اور محنت ہے، کل تمہاری خلاصی ہو جائے گی"۔

اور پھر تمام رات یہ ہندی مصرعہ بار بار پڑھتے رہے۔

"آج ملاوا کنت سوں سکھی سب جگ دیواں وار"

(اے محرم! آج وصالِ دوست ہے، میں تمام جہان نثار کرتا ہوں۔)

☆

اسی رات آپ نے وہ تمام دُعائیں پڑھیں، جن کا ذکر صحیحین (بخاری شریف و مسلم شریف) میں ہے۔ رات کے آخری تیسرے حصہ میں اُٹھ کر وضو کیا۔ تہجد کی نماز کھڑے ہو کر ادا کی اور فرمایا کہ

"یہ ہماری آخری نمازِ تہجد ہے"۔

اور واقعی ایسا ہوا۔ جب صبح ہوئی تو فجر کی نماز باجماعت ادا کی، حسبِ عادت مراقبہ کیا۔ بعد ازاں اشراق بڑی دلجمعی سے ادا کی اور اُس وقت کی "اَدعیہ ماثورہ" (وہ دعائیں جو حضور پُرنور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔) پڑھیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ پیشاب کے لئے طشت لاؤ۔

Marfat.com

اتفاقاً آپ کے خادم مولانا محمد قاسم نے بغیر ریت والا طشت حاضر کیا اور ریت والا طشت نہ لائے۔ فرمایا:

''اِس میں ریت نہیں ہے، احتمال ہے کہ کہیں پیشاب کے قطرے اُچٹ کر لباس پر گریں''۔

بدیں وجہ پیشاب کا ارادہ ترک فرما دیا۔ آخر ریت والا طشت لایا گیا تو فرمایا:

''اب اتنی فرصت کہاں کہ پیشاب کے بعد وضو کر سکوں، اس کو لے جاؤ اور مجھے بستر پر لٹا دو''۔

چنانچہ آپ کو تکیہ کے سہارے لٹا دیا گیا تو آپ نے بطریقِ مسنون سر شمال کی طرف، رُخ مبارک قبلہ کی طرف اور دایاں ہاتھ رُخسار مبارک کے نیچے رکھ لیا اور ذکر میں مشغول ہو گئے۔ چونکہ آپ نمازِ فجر سے باطہارت تھے اور آپ کو معلوم تھا کہ رحلت کا وقت بہت قریب ہے۔ لہذا پیشاب کا ارادہ ترک فرما دیا تا کہ پہلا وضو نہ ٹوٹے اور طہارت کے ساتھ اس دارِ فانی سے انتقال فرمائیں۔ جب حضرت صاحبزادہ محمد سعید خازن رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ سانس تیز آنا شروع ہو گیا ہے تو گھبرا کر پوچھا، حضور! مزاج مبارک کیسا ہے؟ ارشاد کیا:

''میں بہت اچھا ہوں، دو رکعت نماز جو ہم نے پڑھی ہے، وہ کافی ہے''۔

☆

اس میں بھی آپ کو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام کا اتباع نصیب ہوا، کیونکہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسّلام کا آخری کلام نماز کی بابت ہوا ہے۔ اس کے بعد آپ نے کوئی بات نہیں کی اور ایک لمحہ بعد ''اللہ، اللہ'' کہتے ہوئے، عالمِ قدس میں پہنچ گئے۔ آہ! وہ آفتابِ حقیقت جس کے فیضان کی شعاؤں سے ایک عالم منور ہوا، دیکھتے ہی دیکھتے غروب ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون، رحمۃ اللہ سبحانہٗ، رحمۃً واسعۃً

☆

آپ کا وصال تریسٹھ سال کی عمر میں پیر کے دن ۲۸۔ صفر المظفر ۱۰۳۴ھ بمطابق ۱۰۔ دسمبر ۱۶۲۴ء بوقت اشراق ہوا، اور اُس قُبہ منورہ میں جو خود آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بڑے صاحبزادے خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کے مرقد پر تعمیر فرمایا تھا، دفن ہوئے۔

Marfat.com

آسمان تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

مدت کے بعد ہوتے ہیں پیدا کہیں وہ لوگ
مٹتے نہیں دہر سے جن کے نشان کبھی

☆

آپ کے روضہ مقدسہ کی نسبت حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ "مکتوباتِ معصومیہ" دفتر ثانی مکتوب ۷۰ میں یوں تحریر فرماتے ہیں:

"مخفی نہ رہے کہ ہمارے حضرت مجدد الف ثانی (قدس سرہٗ العزیز) کو بھی حضور سرورِ دُنیا و دیں صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالِ اتباع کے سبب سے یہ بشارت دی گئی تھی کہ روضہ مبارک جس میں حضرت (امام ربانیؒ) کی قبر ہے اور اُس روضہ مقدسہ کا صحنِ قدیم ریاضِ جنت میں سے ایک روضہ ہے۔ فرماتے تھے کہ: "مجھے بشارت دی گئی ہے کہ اگر اس روضہ مقدسہ کی خاک کی ایک مٹھی کسی شخص کی قبر میں ڈال دی جائے تو اُمیدواریاں ہیں۔ پس اُس شخص کا کیا حال جو اس روضہ مقدسہ میں مدفون ہے"۔

اسی روضہ مقدسہ کی نسبت حضرت شاہ ابو سعید مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے شاہ عبدالغنی مہاجر دہلوی نور اللہ مرقدہٗ نے یہ چند ابیات نہایت پُر لطف تحریر فرمائی ہیں:

اے خاکِ پاکِ روضہ عبیری و عنبری — کہ اہل جہاں ز بوئے تو مدہوش گشتہ اند
ساقی فشاند بر تو خوش آبے کہ اہل دہر — عاقل بہ پیشت آمدہ مخمور رفتہ اند
سرّے ز خاکِ خُلد تو داری کہ اہل ارض — یک نفحہ از تو یافتہ بر چرخ رفتہ اند
نے نے ترا ز تربتِ یثرب گرفتہ اند — پنہا ز روم و شام بسر ہند ہشتہ اند
ایں خاکِ احمدی است بذاتِ احد نگر — نے یک کہ صد ہزار زیں خاک جستہ اند
اہلاً و مرحبا پئے زوارِ تو بے — اقفال بعد بر رُخ اعدات بستہ اند
یا رب مکن خلاص ازیں خاکِ در مرا — بدحال آنکساں کہ ازیں خاک رستہ اند
شیرے بخوابِ ناز بہ پہلوئے دو شبل — یا رب چہ رازہا ست کہ اینجا نہفتہ اند

Marfat.com

تنہا غنیؔ نہ نغمۂ مدحِ تو ساز کرد کرّو بیانِ عرش ہم اینگو نہ گفتہ اند

☆

اس روضہ مقدسہ کو حاجی سیٹھ ولی محمد و حاجی ہاشم خلف دارا ساکن دوراجی، کاٹھیاواڑ (انڈیا) نے ۱۹۲۵ء/۱۳۴۴ھ میں دوبارہ تعمیر کرایا تھا۔ قبہ قدیمہ کو بحالِ خود رکھ کر اُس کے اوپر سنگِ مرمر کا نہایت عالی شان اور خوبصورت ایسا گنبد بنایا گیا ہے کہ دِل کو سرور اور آنکھوں کو نور بخشتا ہے۔ اس جدید عمارت پر ایک لاکھ پینتالیس ہزار روپے صرف ہوئے تھے اور پانچ سال میں تیار ہوئی تھی۔ جنوبی دروازے پر یہ عبارت لکھی گئی ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مزارِ پُر انوار حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی

نقشبندی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

ایں روضہ منورہ بتاریخ ۱۳۴۴ھ بمطابق ۱۹۲۵ء

تعمیر یافت۔

☆

مندرجہ ذیل قطعۂ تاریخ تعمیر بھی کندہ ہے۔

بعد از سہ صد سال شد روضۂ محبوبِ ربانی
پرتوِ گنبدِ خضریٰ گویا "کانِ مجدد الفِ ثانی"

۱۳۴۴ھ

☆

دانائے راز ترجمان حقیقت حکیم الامت حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اس روضہ مبارک کی نسبت یوں لکھا ہے۔

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر وہ خاک کہ ہے زیرِ فلک مطلعِ انوار
اس خاک کے ذرّوں سے ہیں شرمندہ ستارے اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے جس کے نفسِ گرم سے ہے گرمیٔ احرار
وہ ہند میں سرمایۂ ملّت کا نگہباں اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

(بالِ جبریل)

Marfat.com

☆

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات کے بعد آپ کے صاجزادے خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ العزیز نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو واقعہ میں دیکھا۔ پوچھا کہ منکر نکیر کا سوال کس طرح گزرا؟ فرمایا کہ:

"حق سبحانہٗ نے کمال رحمت سے پہلے مجھے الہام کیا کہ اگر اجازت دو، تو منکر نکیر تمہارے پاس آئیں؟

میں نے عرض کیا کہ:

"بندۂ مسکین کے پاس نہ آئیں"۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ (جل جلالہٗ وشانہٗ) نے اپنی نہایت رحمت ورافت سے میرے پاس نہ بھیجے۔

پھر میں نے "ضغطۂ قبر" (قبر کی سختی) کی نسبت پوچھا، فرمایا کہ:

ہوا مگر اقلِ قلیل (بہت معمولی)"۔

خواب ہی میں معلوم ہوا کہ ایک شخص کہہ رہا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ "اقلِ قلیل" بطورِ تواضع فرما رہے ہیں ورنہ اتنا بھی نہیں ہوا۔

اربابِ فقر بلند دست ایشا نند ‏ ‏ از جام بقائے عشق مست ایشا نند
درمعرضِ نیستی است ہر چیز کہ ہست ‏ ‏ ہست ایشا نند ہرچہ ہست ایشا نند

ترجمہ:۔ جو حضرات فقر و درویشی اختیار کرتے ہیں، اُن کا مقام بہت بلند ہے۔ عشق الٰہی (جل شانہٗ) جو انسان کو فنا کے مقابلہ میں بقا عطا کرتا ہے، یہ اربابِ فقر اور درویش اُس بقائے عشق کے جام میں مست ہیں)۔

ہر وجود کو فنا ہے اور ہر ہست، نیست میں بدل جائے گا، مگر اِن ارباب فقر کو اس عشق الٰہی (جل جلالہٗ) کے باعث جو

Marfat.com

بقا ملی ہے، اُن کا نام ہمیشہ باقی وزندہ وتابندہ رہے گا۔
اِن شاء اللہ تعالیٰ)۔

☆

حکیم الامت اقبالؒ نے بھی کہا ہے ۔

احوال ومقامات پہ موقوف ہے سب کچھ
ہر لحظہ ہے سالک کا زماں اور مکاں اور

☆

آپ کا "**حلیہ مبارک**" اس طرح ہے۔ دراز قد، نازک بدن، گندم گوں، کشادہ پیشانی، پیشانی اور رُخسارے پُرنور ودرخشاں، آنکھیں بڑی بڑی، بینی مبارک بلند و باریک، دہن مبارک نہ دراز نہ کوتاہ، دندان مبارک ایک دوسرے سے متصل اور درخشاں مثل لعلِ بدخشاں، ریش مبارک خوب گھنی اور دراز و مربع، ہاتھ مبارک بڑے بڑے، انگلیاں مبارک باریک اور پاؤں نہایت لطیف ۔

جُدا جُدا جوخوبیاں اولیاء میں تھیں
وہ سب کی سب اس مردِ خدا میں تھیں

☆

طریقہ کی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کا لباس مبارک بھی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا سا تھا۔ ایک بڑا عمامہ سر مبارک پر، مسواک دستار کی کور میں، شملہ دونوں کندھوں کے بیچ تک، قمیض کے گریبان کا شگاف دونوں کندھوں پر۔ پاجامہ شرعی ٹخنوں سے اوپر تک بلکہ نصف پنڈلی تک۔ کفش مبارک پاؤں میں، عصا مبارک ہاتھ میں، سجادہ کندھے پر، سجدہ کا نشان پیشانی پر۔

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن
گفتار میں کردار میں اللہ کی بُرہان
(اقبالؒ)

☆☆☆

آپ کی تصانیف میں "مکتوبات شریف" کی تین جلدیں ہیں: جلد اوّل ۱۰۲۵ھ، دوسری جلد ۱۰۲۸ھ اور تیسری جلد ۱۰۳۱ھ کو اختتام کو پہنچی۔ پاک وہند، ماوراالنہر اور دیارِ عرب کے علماء وفضلاء اور اصفیاء وعرفاء نے اسے "مرشدِ طریق" قرار دیا۔ قریباً پونے تین سو

Marfat.com

سال تک طالبانِ حق اس کے خطی نسخوں سے مستفید و مستفیض ہوتے رہے اور دلدادگانِ تصوف و معرفت اور سالکانِ ہویت بختہ اپنی عمر عزیز کے قیمتی اوقات اس کی نقول لینے میں صرف کرتے رہے۔ چنانچہ اس کے خطی نسخے بہت جلد عالمِ اسلام میں پھیل گئے۔

زیور وزیب زناں است حریر وزر وسیم
مرد را نیست جز از علم وخرد زیور وزیب

☆

مطابع وجود میں آگئے تو مکتوباتِ قدسیہ کو متعدد مطابع نے طبع کر کے شائع کیا۔ اور سب سے بہتر طریق پر حضرت مولانا نور احمد نقشبندی مجددی امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت تصحیح اور بلیغ تحشیہ کے ساتھ نو حصوں میں منقسم کر کے ۱۳۲۷ھ تا ۱۳۳۴ھ/۱۹۰۹ء تا ۱۹۱۶ء میں امرتسر (بھارت) سے طبع وشائع کیا۔ حق تو یہ ہے کہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے یہ عظیم کارنامہ سرانجام دے کر حضرت امام ربانی قدس سرہٗ السامی سے اپنی سچی عقیدت اور روحانی تعلق کا حق ادا کر دیا ہے۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ!

☆

مولانا نور احمد امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے مصححہ ومحشی یہ مکتوبات ۱۹۶۴ء میں دوبارہ نور کمپنی انارکلی لاہور نے چھاپے۔ شروع میں مولانا نور احمد علیہ الرحمہ کے حالاتِ زندگی وخدماتِ علمی کا اجمالی تعارف ادیب الملک حکیم اہلسنّت حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری ثم لاہوری قدس سرہٗ العزیز نے تحریر فرمایا۔ ۱۹۷۲ء میں مولانا ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں مرحوم ومغفور آف حیدرآباد (سندھ) نے نسخۂ امرتسری کا عکسی ایڈیشن کراچی سے شائع کیا۔ جبکہ ۱۹۷۷ء میں عالم اسلام کے عظیم فاضل حسین حلمی نے استانبول (ترکی) سے نسخۂ کراچی کا شاندار اور آفسٹ پیپر پر عکسی ایڈیشن شائع کر کے امام ربانی محبوب سبحانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی کے عقیدت مندوں اور غلاموں کو روحانی تسکین کا سامان بہم پہنچایا۔ یہی ایڈیشن اس وقت ہمارے پیش نظر ہے۔

☆

''مکتوبات شریف'' کے بے شمار ''عربی ترجمے'' بھی ہوئے، جو اکناف عالم میں پھیلے۔ دو عربی ترجموں کے خطی نسخے کتب خانہ اوقاف بغداد شریف میں موجود ہیں۔ تیسرا ترجمہ علامہ محمد مراد مکی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جو ۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء۔۱۹۰۰ء میں مکہ مکرمہ میں زیورِ طبع سے

Marfat.com

آراستہ و پیراستہ ہوا۔

☆

پھر اُردو تراجم کا سلسلہ شروع ہوا۔ اُردو ترجمہ پیش کرنے کی ایک کوشش مولوی محمد حسین ابن مولوی قادر بخش ساکن احمد آباد ضلع جہلم نے کی۔ اس ترجمے کا پہلا حصہ ''الطاف رحمانی ترجمہ اُردو مکتوباتِ امام ربانی'' کے نام سے مولوی امام الدین تاجر کتب راولپنڈی نے ۱۳۱۴ھ/۱۸۹۶ء میں طبع کیا، جو صرف پہلے بیس مکتوبات کا ترجمہ ہے، اس کے اگلے حصے کبھی دیکھنے میں نہیں آئے۔

☆

مولوی عبدالرحیم نائب مدیر اخبار ''وکیل'' امرتسر (حال بھارت) نے مکتوبات کے ترجمے کا کام شروع کیا تھا، پہلا حصہ خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے نام لکھے گئے مکتوبات کو چھوڑ کر آگے کے سترہ (۱۷) مکتوبات کے ترجمے اور تشریحی حواشی پر مشتمل تھا، جو ''روز بازار اسٹیم پریس امرتسر'' میں ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء میں طبع ہوا مگر یہ سلسلہ جاری نہ رہ سکا۔ ''گنجینہ انوار رحمانی''، اردو ترجمہ ''مکتوباتِ امام ربانی'' کے نام سے ابتدائی چالیس مکتوبات کا اُردو ترجمہ ''اسلامی دکان کشمیری بازار لاہور'' نے ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء میں چھاپا تھا مگر یہ کام بھی یہیں رُک گیا۔ مکمل مکتوبات شریف کا اردو ترجمہ پیش کرنے کی سعادت مولانا عالم دین نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے حصے میں آئی۔ اُن کے مترجمہ مکتوبات، ''اللہ والے کی قومی دکان لاہور'' سے دوبارہ شائع ہو کر نایاب ہو چکے ہیں۔

☆

کئی حضرات نے مکتوباتِ قدسیہ کے فارسی، اُردو انتخاب اور خلاصے شائع کیے۔ اس انداز کا سب سے اچھا اور مستحسن کام شاہ ہدایت علی نقشبندی مجددی جے پوری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ اُنہوں نے ''دُرِ لاثانی'' کے نام سے مکمل مکتوبات کی اُردو تلخیص کی جو ۱۳۵۷ھ/۱۹۳۹ء میں معارف پریس اعظم گڑھ (بھارت) سے طبع ہوئی۔ ۱۹۶۱ء میں ''اعلیٰ کتب خانہ کراچی'' نے ''انتخاب مکتوبات'' کے نام سے اس کا دوسرا ایڈیشن شائع کیا، جبکہ اس کا تیسرا ایڈیشن ۱۹۷۶ء میں ''مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور'' نے ''خلاصہ مکتوباتِ امام ربانی'' کے نام سے چھاپا۔ یہی ایڈیشن ہمارے پیش نظر ہے۔ القصہ علماء اور صوفیہ نے ''مکتوبات'' پر بہت زیادہ کام کیا۔

تمنا دردِ دِل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینے میں

Marfat.com

☆

حضرت مولانا سعید احمد نقشبندی مجدّدی (ف ۱۹۸۶ء) نے محسوس کیا کہ حضرت مولانا نور احمد امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے محشّی مکتوبات کی اشاعت مسلسل سے عربی اور فارسی کے ماہرین کے ذوق کی تسکین کا سامان تو ہو گیا ہے مگر اُردو ترجے کی نایابی کی بنا پر فارسی سے ناواقف لوگ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ النورانی کے فیوض و برکاتِ علمیہ اور معارف لدنیہ سے بہرہ یاب ہونے سے محروم ہیں۔ چنانچہ انہوں نے محنتِ شاقہ سے مکمل مکتوبات کا ترجمہ تین جلدوں میں کیا۔ جسے مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی نے ۱۹۷۱ء میں بڑی آب و تاب سے شائع کر کے دُنیائے مجدّدیت میں خوشی کی لہر دوڑا دی۔ یہی ایڈیشن اس وقت ہمارے پیشِ نظر ہے۔

☆

ڈاکٹر سراج احمد خاں نے ''مکتوباتِ امام ربانی کی دینی و معاشرتی اہمیت'' کے زیر عنوان ''پی ایچ ڈی'' کی ہے۔ اُن کا یہ مقالہ ۱۹۷۶ء میں کراچی سے کتابی صورت میں طبع ہو چکا ہے۔ جو ہمارے پیشِ نظر ہے۔

☆

''حضرت مجدّد الف ثانیؒ کے سیاسی مکتوبات'' کے عنوان سے معروف ادیب، آباد شاہ پوری نے بھی تلخیص کی جو ۱۹۷۷ء میں مکتبہ چراغ اسلام ۴۰۔ بی، اُردو بازار لاہور نے شائع کی اور ہمارے پیشِ نظر ہے۔

(۲) رسالہ تہلیلیہ :۔

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان کی تحقیق کے مطابق یہ رسالہ ۱۰۱۰ھ/۱۶۰۱ء کی تصنیف ہے۔ اس رسالہ میں حضرت مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی نے ''کلمہ طیبہ'' سے متعلق مندرجہ ذیل امور سے بحث کی ہے۔ یعنی لفظ ''اللہ'' کی تحقیق، لفظ ''اللہ'' کے لطائف، ''دلیل توحید''، ''فلاسفہ کی دلیل''، ''قرآن و سُنّت کی روشنی میں کلمہ توحید کے فضائل'' اور ''حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے دلائل و معجزات'' وغیرہ۔

☆

اگرچہ ایسی بحث دوسرے بزرگوں کے یہاں بھی آجاتی ہے لیکن حضرت مجدّد قدس سرہٗ العزیز نے چونکہ اپنے زمانے کے جابرانہ اور کافرانہ نظام کے خلاف نہ صرف نظری بلکہ عملی طور

Marfat.com

پر بھی اعلائے کلمۃ الحق فرما کر دار و رسن کی اذیتیں جھیلی ہیں، اس لئے یہ رسالہ علمی اور تاریخی اعتبار سے بہت اہمیت رکھتا ہے۔ ہمارے پیش نظر اِس رسالہ کا اُردو ترجمہ ہے، جسے ادارہ مجددیہ ناظم آباد کراچی نے ۱۹۶۵ء میں بڑی محنت، تحقیق اور اہتمام سے شائع کیا ہے۔

(۳) رسالہ دَر رَدِّ رَوافض:۔

اس رسالہ کی وجہ تصنیف گذشتہ صفحات میں گزر چکی ہے، ہمارے پیش نظر اس کے تین ایڈیشن ہیں، پہلا ایڈیشن فارسی، اُردو، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان کا مرتبہ ہے، جو ۱۹۷۳ء میں کراچی سے طبع ہوا۔ دوسرا ایڈیشن پہلے ایڈیشن کا عکسی ایڈیشن ہے، جسے جناب حسین حلمی نے ۱۹۷۷ء میں استانبول (ترکی) سے شائع کیا جبکہ تیسرا ایڈیشن ۱۹۸۳ء میں فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ سے شائع کیا ہے، جو دوسرے ایڈیشن کا عکس ہے۔

جیسا کہ عنوان سے ظاہر ہے کہ اس رسالہ کا نام "رسالہ دررد روافض" ہے لیکن ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے اُردو میں ترجمہ کرتے وقت اِس کا نام بدل کر "تائید اہل سُنّت" رکھ دیا تھا، اس کی مصلحت کیا ہے، کیا نہیں؟ ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔

☆

(۴) رسالہ مکاشفاتِ عینیہ:۔

یہ رسالہ تقریباً ۱۰۵۱ھ/۱۶۴۱ء میں حضرت مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی کی رحلت کے بعد حضرت محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ نے مرتب کیا تھا، یہ حضرت مجدّد علیہ الرحمہ کی مبارک تحریروں پر مشتمل ہے۔ ۱۹۶۵ء میں کراچی سے "ادارہ مجددیہ" کراچی کے زیر اہتمام ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے شائع کرایا۔ یہی ایڈیشن ہمارے پیش نظر ہے۔

(۵) رسالہ معارفِ لدنّیہ:۔

اس کتاب کا ایک ایڈیشن مجلس عالمی ڈابھیل ضلع سورت (حال بھارت) کے زیر اہتمام ۱۳۵۱ھ/۱۹۳۲ء میں طبع ہوا تھا۔ ایک ایڈیشن حکیم عبد المجید سیفی نے ۱۳۷۶ھ/ ۵۸۔۱۹۵۷ء میں لاہور سے چھپوایا تھا۔ ایک اور ایڈیشن ادارہ سعدیہ مجددیہ لاہور کے زیر اہتمام حضرت مولانا محبوب الٰہی کا تصحیح شدہ نسخہ ۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۵ء میں طبع ہوا تھا۔ ہمارے پیش نظر وہ ایڈیشن ہے جو ادارہ مجددیہ کراچی نے ۱۳۸۸ھ/۱۹۶۸ء میں شائع کیا ہے۔

Marfat.com

(۶) رسالہ مبداء معاد:۔

یہ رسالہ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے متفرق مضامین کا مجموعہ ہے، جسے آپ کے خلیفہ مولانا محمد صدیق کشمی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۰۱۹ھ/۱۶۱۰ء میں مرتب فرمایا تھا۔ اس کا ایک ایڈیشن ۱۳۰۷ھ/۹۱۔۱۸۹۰ء مطبع انصاری دہلی کے زیر اہتمام شائع ہوا۔ ایک ایڈیشن مطبع مجددی امرتسر (حال بھارت) نے ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء میں شائع کیا، جسے حضرت مولانا نور احمد امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے تصحیح فرمایا تھا۔ ایک ایڈیشن ۱۳۷۶ھ/۱۹۵۷ء میں حکیم عبدالمجید سیفی نے لاہور سے چھپوایا تھا جبکہ ایک ایڈیشن "ادارہ مجددیہ سعدیہ لاہور" نے ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء میں طبع کیا تھا، مگر ہمارے پیش نظر "ادارہ مجددیہ کراچی" کا شائع کردہ ایڈیشن ہے جو ۱۳۸۸ھ/۱۹۶۸ء میں طبع ہوا۔

(۷) شرح رُباعیاتِ خواجہ باقی باللہ:۔

ہمارے پیش نظر "ادارہ مجددیہ" کراچی کا شائع کردہ ایڈیشن ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۷ء ہے۔

(۸) اثباتِ النبوّۃ:۔

یہ رسالہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان کی سعی و کاوش سے ۱۹۶۵ء میں کراچی سے شائع ہوا۔

(۹) "تعلیقات العوارف"، (۱۰) الحاشیہ علی العقائد الجلالی، (۱۱) رسالہ تعیّن ولا تعیّن، (۱۲) رسالہ مقصود الصالحین، (۱۳) رسالہ در بیان مسئلہ وحدت الوجود، (۱۴) آداب المریدین، (۱۵) رسالہ جذب و سلوک، (۱۶) رسالہ علم حدیث، (۱۷) رسالہ حالاتِ خواجگانِ نقشبندؒ، (۱۸) مجموعۂ تصوف، (۱۹) کنز الحقائق، (۲۰) رسالہ در بیان طریقت حضرات خواجگان، (۲۱) رسالہ نصائح وغیرہ، (۲۲) رسالہ معرفۃ النفس و معرفۃ الرب، وغیرہ وغیرہ

☆

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات وارشادات نقل کرنے کے لئے کئی دفتر درکار ہیں، ذیل میں کچھ نقل کیے جا رہے ہیں۔

(۱) اعلیٰ نصیحت یہ ہے کہ حضور سیّد کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اختیار کرو۔

(۲) اپنے عقائد کو فرقہ ناجیہ یعنی علمائے اہل سنت وجماعت کے عقائد کے مطابق درست کرو۔

(۳) حضور سیّد عالم علیہ التحیۃ والثناء نے ارشاد فرمایا کہ میرے اہل بیت کی مثال حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی طرح ہے جو اس میں سوار ہو گیا، بچ گیا، جو پیچھے رہ گیا وہ ہلاک ہو گیا۔

(۴) اپنے اہل وعیال کے ساتھ حد سے زیادہ محبت نہ کرو کہ ضروری کام میں فتور آئے۔

Marfat.com

(۵) اہل اللہ کو تجارت اور خرید و فروخت اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کے ذکر سے غافل نہیں کر سکتی۔
(۶) اہل اللہ سے کرامت مت ڈھونڈو، ان کے وجود ہی کو کرامت جانو۔
(۷) اہل کرم وہ ہے جو اپنی حاجت پر غیر کی حاجت کو مقدم رکھے اور ترجیح دے۔
(۸) اس اجتماع سے الگ اور دور رہو جو تفرقہ کا باعث ہو۔
(۹) اس غرض کا مٹا دینا، جو کفار سے وابستہ ہو، کامل ایمان ہے۔
(۱۰) افلاس اور غربت دونوں جہاں کی روسیاہی کا باعث ہے۔
(۱۱) احسان سب جگہ بہتر ہے لیکن ہمسایہ کے ساتھ بہترین ہے۔
(۱۲) آخرت کا کام آج کر، دنیا کا کام کل پر چھوڑ دے۔
(۱۳) اظہارِ عجز، عبادت ہے۔
(۱۴) انبیاء علیہم السلام کے قول کے مقابلہ میں حکماء کا قول رَد ہے۔
(۱۵) اولیاء اللہ (رحمۃ اللہ علیہم) کی نظر "دوا" ہے اور کلام "شفا" ہے اور صحبت "سراپا نور"۔
(۱۶) نقشبندی وہ ہے جو اپنی زبان کو ذکرِ خدا عزوجل سے تَر رکھے۔
(۱۷) بزرگانِ دین کی بے ادبی، ادبار کا پیش خیمہ ہے۔
(۱۸) بزرگوں کے کلام کے معنی خلافِ شریعت مراد لینا الحاد و زندقہ ہے۔
(۱۹) بلا استطاعت سفرِ حج تضیعِ اوقات ہے۔
(۲۰) بچوں پر پیار کا آنا اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی رحمت کا نشان ہے، جو اپنے مہربان بندوں کو عطا فرماتا ہے۔
(۲۱) بھائی کا حق اِس جگہ معاف کرا لے ورنہ وہاں نیکیاں دینی پڑیں گی۔
(۲۲) پنج وقتی نماز کو سستی اور کاہلی کے بغیر شرائط اور تعدیلِ ارکان کے ساتھ ادا کریں۔
(۲۳) پیر وہ ہے جو مرید کے مال میں خواہش نہ پائے۔
(۲۴) پیر کا دل مرید کے مال میں ہونا، مرید کی ہدایت کے مانع ہے۔
(۲۵) تمام سعادتوں کا سرمایہ سنت کی تابعداری ہے اور تمام فسادوں کی جڑ شریعت کی مخالفت ہے۔
(۲۶) تمام مخلوقات میں زیادہ محتاج انسان ہے۔
(۲۷) تُف ہے اس طریقہ پر، جس میں گالی دینا عبادت ہو۔
(۲۸) جس کو نرمی عطا ہوئی، اس کو دنیا و آخرت عطا ہوئی۔
(۲۹) جوانی میں زیادہ خوف درکار ہے اور پیری میں رجا۔

Marfat.com

(۳۰) جس گناہ کے بعد ندامت و شرمساری نہ ہو، اندیشہ و خطرہ ہے کہ اسلام سے باہر کر دے۔

(۳۱) جو ضرورت گناہ پر مجبور کرے، شرعاً مردود ہے۔

(۳۲) جو سالک اپنے آپ کو خسیس کتے سے بھی بہتر جانتا ہے وہ بزرگوں کے کمالات سے محروم ہے۔

(۳۳) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معراج جسمانی ہوئی اور دیدارِ حق آنکھوں سے ہوا۔

(۳۴) حُبّ دنیا سے خالی علماء بہت کم ہیں۔

(۳۵) حادثاتِ دنیا کی تلخی، کڑوی دوا کی مثل ہے۔

(۳۶) خداوند قدوس کے دشمنوں سے الفت کرنا، خداوند کریم کے ساتھ دشمنی ہے۔

(۳۷) خداوند تعالیٰ (جل شانہٗ) کو جاننا یہ ہے کہ شرک نہ کرے اور حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاننا یہ ہے کہ ان کے سوا کسی کی پیروی نہ کرے۔

(۳۸) خدا عزوجل کے کرم پر مغرور ہونا اور عفو کی امید پر گناہ کرنا، شیطان کا فریب ہے۔

(۳۹) خلافِ شریعت ریاضتیں اور مجاہدات خسارہ ہی خسارہ ہیں۔

(۴۰) دنیا ایک نجاست ہے، جو سونے (Gold) میں چھپائی گئی ہے۔

(۴۱) دنیا میں آرام کا خواہاں بے وقوف ہے۔

(۴۲) ''ذکر جہر'' سے اس قدر پرہیز چاہیے کہ کھانا شروع کرتے وقت ''بسم اللہ'' بھی دل میں پڑھے۔

(۴۳) سب سے زیادہ عذاب بے عمل عالم پر ہوگا۔

(۴۴) سادات کرام سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قرابت کے باعث محبت رکھنی چاہیے۔

(۴۵) ''سماع و رقص'' پسند کرنا تو درکنار، ہم ''ذکر جہر'' کی طرف بھی توجہ نہیں کرتے۔

(۴۶) سرود و نغمہ ایک زہر ہے جو شہد میں ملا ہوا ہے۔

(۴۷) شریعت دنیا و آخرت کی سعادتوں کی ضامن ہے۔

(۴۸) شرِ نفس، شیطان کے شر سے زیادہ ہے۔

(۴۹) ''شعر خوانی اور قصہ گوئی'' بدبختوں کے نصیب کر اور اپنے لئے ''خاموشی'' سرمایہ بنا۔

(۵۰) ضروری حاجتیں دنیا طلبی میں داخل و شامل نہیں ہیں۔

(۵۱) ''طریقہ نقشبندیہ'' کا اصول نہایت آسان ہے اور خداوند قدوس تک جلد پہنچانے والا ہے۔

(۵۲) ''طریقہ نقشبندیہ'' کا دار و مدار دو اصولوں پر ہے، ایک شریعت کی پیروی استقامت

Marfat.com

کے ساتھ، دوسرے شیخ طریقت کی محبت اور اخلاص میں استقامت۔

(۵۳) ظاہر دراصل، باطن کا نمونہ ہے۔

(۵۴) علمائے بے عمل پارس پتھر کی مثل ہیں جو اوروں کو سونا بناتا ہے اور خود پتھر کا پتھر رہتا ہے۔

(۵۵) علماء کیلئے دنیا کی محبت اور اسکی رغبت ان کے خوبصورت چہرے پر بدنما داغ ہے۔

(۵۶) علمائے بد وہ ہیں جو خلق کے نزدیک عزت کے خواہاں ہیں۔

(۵۷) علمائے سلف پر طعن کرنے والا گمراہ اور بدعتی ہے۔

(۵۸) علم، الہام کیا جاتا ہے نیکوں کو اور بد بخت اس سے محروم رکھے جاتے ہیں۔

(۵۹) عمل کی سستی پر مغفرت کی امید ہے، لیکن بد اعتقادی پر نہیں۔

(۶۰) عورت کا نامحرم مرد سے ملائم گفتگو کرنا بدکاری ہے۔

(۶۱) عورت اور بے ریش لڑکا ایک حکم رکھتے ہیں۔

(۶۲) فقراء کی محبت اور صحبت ضروری ہے۔

(۶۳) فقراء کی خاکروبی دولتمندوں کی صدر نشینی سے بہتر ہے۔

(۶۴) کفر کے بعد سب سے بڑا گناہ دل آزاری ہے خواہ مومن کا ہو یا کافر کا۔

(۶۵) کوئی جاہل ولی نہیں ہوا اور نہ ہوگا۔

(۶۶) گوشہ نشینی بے فائدہ اشغال سے منہ موڑنے کا نام ہے۔

(۶۷) گناہ کے بعد ندامت بھی توبہ کی شاخ ہے۔

(۶۸) مجھے اللہ تعالیٰ (جل شانہٗ) کے ساتھ اس لئے محبت ہے کہ وہ محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کا رب ہے۔

(۶۹) مومن دریافت کرنے والا ہے اور منافق فوراً گرفت کرنے والا۔

(۷۰) نرم خو اور متواضع کیلئے جہنم حرام ہے۔

(۷۱) نفسِ امارّہ کا مقصود ہمہ تن ہمسروں پر بلندی چاہنا ہے۔

(۷۲) نفس پر شریعت کی پابندی سے زیادہ کوئی چیز دشوار نہیں ہے۔

(۷۳) نفس کی کمال مخالفت، اتباعِ شریعت میں ہے۔

(۷۴) ناقص پیر آخرت کی کھیتی کا "ناقص تخم" ہے۔

(۷۵) ہمارا طریق صحبت ہے کیونکہ خلوت میں شہرت ہے اور شہرت میں آفت ہے۔

(۷۶) ہمارا ایمان ہے کہ حق تعالیٰ (جل جلالہٗ) قریب اور ساتھ ہے لیکن یہ قرب اور معیّت ہماری سمجھ سے باہر ہے۔

Marfat.com

(۷۷) ہر عمل جو موافق شریعت ہے، ذکر میں داخل ہے اگرچہ خرید و فروخت ہو۔

(۷۸) اہل خانہ تمہاری رعیت ہیں اور تم اس کی نسبت سوال کئے جاؤ گے۔

(۷۹) انسان کے تین دوست ہیں۔ ایک قبضِ روح تک، دوسرا قبر تک اور تیسرا قیامت تک۔ قبض روح تک کے ساتھی "مال"، قبر تک کے ساتھی "گھر والے" اور قیامت تک کے ساتھی "نیک اعمال" ہیں۔

(۸۰) ترکِ دنیا سے مراد اس میں رغبت کا ترک کرنا ہے، نہ کسی چیز کے آنے کی خوشی ہو اور نہ جانے کا غم۔

(۸۱) جمعیتِ خاطر سے حق تعالیٰ (جل شانہٗ) کی عبادت میں مشغول رہ اور متعلقین کا غم اللہ تعالیٰ عزوجل کے حوالے کر۔

(۸۲) جس نے دولت مند کی تواضع کی، اسکی دولتمندی کے سبب کی، اس نے دو حصہ دین برباد کر ڈالا۔

(۸۳) حق تعالیٰ (جل جلالہٗ) کو حق ہی سے پا سکتے ہیں نہ کہ تفکر اور تخیل سے۔

(۸۴) خلق کے ساتھ ضرورت سے زیادہ اختلاط نہ رکھ کیونکہ زیادہ معذرتوں کا سبب ہوتا ہے۔

(۸۵) دنیا کاشت کاری اور تخم ریزی کا مقام ہے نہ کہ کھانے اور سو رہنے کا۔

(۸۶) دولت مند کی صحبت زہرِ قاتل اور اُن کے چرب لقمے دل کو سیاہ کرنے والے ہیں۔

(۸۷) دل آنکھ کے تابع ہے۔ آنکھ کی گرفتاری کے بعد دل کی حفاظت مشکل ہے اور دل کی گرفتاری کے بعد شرمگاہ کی حفاظت مشکل تر ہے۔

(۸۸) دوسری نظر تیرے لئے وبال ہے، نظرِ اوّل وہ ہے جو بلا قصد ہو اور دوسری نظر وہ ہے جو قصداً ڈالی جائے۔

(۸۹) دوپہر کا سونا جو بہ نیتِ سنت ہو ان کروڑوں شب بیداریوں سے بہتر ہے جو اتباعِ سنت کی نیت سے نہ ہوں۔

(۹۰) زندگی کی فرصت بہت کم ہے اور ہمیشہ کا عذاب یا راحت اسی پر مرتب ہے۔

(۹۱) زکوٰۃ کا ایک پیسہ نفلی طور پر سونے کا پہاڑ صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔

(۹۲) سہو و نسیان نوعِ انسان کا لازمہ اور خطا و غلطی اس جہان کا خاصہ ہے۔

(۹۳) شریعت کے تین جزو ہیں (۱) "علم"، (۲) "عمل" اور (۳) "اخلاص"۔ جب تک یہ تینوں جزو متحقق نہ ہوں شریعت متحقق نہیں ہوتی۔ "علم و عمل" شریعت سے حاصل ہوتے ہیں اور "اخلاص" کا حاصل ہونا طریق صوفیہ پر منحصر ہے کہ جو علم و عمل کی روح ہے۔

Marfat.com

(۹۴) تمام امتی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خادم اور مملوک وغلام ہیں۔
(۹۵) محض زبان سے کلمۂ شہادت پڑھ لینا مسلمان ہونے کیلئے ہرگز کافی نہیں۔ تمام ضروریاتِ دین کو سچا ماننے اور کفر و کفار کیساتھ نفرت و بیزاری رکھنے سے آدمی مسلمان ہوگا۔
(۹۶) جو شخص تمام ضروریاتِ دین پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرے، لیکن کفر و کفار کے ساتھ نفرت و بیزاری نہ رکھے وہ درحقیقت ''مرتد'' ہے۔ اس کا حکم منافق کا سا ہے۔
(۹۷) جب تک خداوند قدوس اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی نہ رکھی جائے، اس وقت تک خداوند قدوس (جل جلالہٗ) اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ محبت کا رشتہ قائم نہیں ہوسکتا۔
(۹۸) جو لوگ کلمہ پڑھتے، اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں لیکن صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ دشمنی رکھتے ہیں، اللہ عزوجل نے قرآن حکیم میں ان کو کافر کہا ہے۔ لیغیظ بھم الکفار (تا کہ ان سے کافروں کے دل جلیں)۔
(۹۹) اکمل اولیاء اللہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ یہ قدرت عطا فرماتا ہے کہ وہ بیک وقت متعدد مقامات پر تشریف فرما ہوتے ہیں۔

احوال ومقامات پہ موقوف ہے سب کچھ
ہر لحظہ ہے سالک کا زماں اور مکاں اور

(۱۰۰) کفار و منافقین پر جہاد اور سختی کرنا ضروریاتِ دین سے ہے۔ کافروں اور منافقوں کی جس قدر عزت کی جائے گی اسی قدر اسلام کی ذلت ہوگی۔
(۱۰۱) اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے اولیاء کرام کو اس حد تک طاقت بخشی ہے کہ وہ جو چاہیں اور جس طرح چاہیں، تصرّف کر سکتے ہیں۔
(۱۰۲) اگر دینوی اعزاز کی کوئی قدر و قیمت ہوتی تو کافروں کو نہ دیا جاتا۔
(۱۰۳) مومن ہو یا کافر، کسی کی دل آزاری نہ کرو، اس لئے کہ کفر کے بعد یہی سب سے بڑا گناہ ہے۔
(۱۰۴) پیر اگر اس نیت سے بیعت لے کہ مرید نذرانہ دے گا، یا میرا ایک نذرانہ زیادہ ہو جائے گا، تو پیر مشرک ہو جاتا ہے، رَب کی رزاقیت پر اس کا ایمان ناقص ہے۔
(۱۰۵) میں اللہ تعالیٰ (جل جلالہٗ) کے ساتھ اس لئے محبت کرتا ہوں کہ وہ میرے آقا محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب ہے۔
(۱۰۶) اپنے عقیدوں کو علمائے اہلسنّت وجماعت کی تحقیق کے مواقف درست کریں کیونکہ

Marfat.com

نجاتِ اُخروی اِن ہی بزرگوں کی پیروی سے وابستہ ہے اور فرقہ ناجیہ یہی بزرگ اور اُن کے پیروکار ہیں، اور یہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے طریق پر ہیں۔

(۱۰۷) قرب بخشنے والے اعمال فرائض ہیں یا نوافل لیکن فرائض کے مقابل نوافل کی کچھ حیثیت نہیں۔

(۱۰۸) جاننا چاہئے کہ ذکر سے مراد غفلت کا دور کرنا ہے جس طرح کہ ہو سکے۔

(۱۰۹) بلاشائبہ تکلف و تعصب کہتا ہوں کہ نورانیت مذہب حنفی، نظرِ کشفی میں مثل دریائے عظیم کے معلوم ہوتی ہے اور دوسرے مذاہب مثل حوض کے ہیں۔

(۱۱۰) اُس غرض کا مٹا دینا، جو کفار سے ہو، کامل ایمان ہے۔

(۱۱۱) احسان سب جگہ بہتر ہے لیکن ہمسایہ کے ساتھ بہترین ہے۔

(۱۱۲) کوئی جاہل ولی نہیں ہوا اور نہ ہوگا۔

(۱۱۳) وہ شخص بڑا ہی بد بخت ہے جو نامناسب اُمور کو حق تعالیٰ جل شانہٗ کی پاک بارگاہ کی طرف منسوب کرے اور ناشائستہ اشیاء کو حضرت حق سبحانہٗ کے ساتھ نسبت دے۔

(۱۱۴) تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے خاتم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آپ کا دین تمام گذشتہ دینوں کا ناسخ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب تمام گذشتہ کتابوں سے بہترین ہے۔ آپ کی شریعت منسوخ نہ ہوگی بلکہ قیامت تک باقی رہے گی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر عمل کریں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی ہو کر رہیں گے۔

(۱۱۵) حضور خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد امامِ برحق اور خلیفۂ مطلق حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، اُن کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اُن کے بعد حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اُن کے بعد حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، ان کی افضلیت ان کی خلافت کی ترتیب کے لحاظ سے ہے۔ حضرت شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی افضلیت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے اجماع سے ثابت ہے۔

☆/☆/☆

Marfat.com

﴿حضرت مجدّد قدس سرہٗ العزیز کی اولادِ امجاد﴾

صاحب ''حضرات القدس''، علامہ بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

''امام ربانی حضرت مجدّد الف ثانی قدس سرہ العزیز کی دو بڑی کرامتیں صفحہ روزگار پر باقی ہیں۔

(۱) آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کلام کہ مشائخ و عرفاءِ وقت اس کے مماثل لکھنے سے عاجز رہے۔

(۲) آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندان گرامی کہ ان کو آپؒ نے اپنے تصرف سے علم و عمل اور کمالات باطنیہ عطا فرمائے۔ روئے زمین پر کسی شیخ نے بھی اپنے فرزندوں کو تصرف و توجہ سے اپنا مثل نہیں بنایا یہ خداوند قدوس کا فضل ہے، جسے چاہتا ہے، عطا فرما دیتا ہے''۔

آپ قدس سرہ العزیز کے سات صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تھیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

صاحبزادگان:۔

نمبر شمار	نام	پیدائش	وفات
(۱)	خواجہ محمد صادق قدس سرہٗ العزیز	۱۰۰۰ھ/۱۵۹۲ء	۱۰۲۵ھ/۱۶۱۶ء
(۲)	خواجہ محمد سعید قدس سرہٗ العزیز	۱۰۰۲ھ/۱۵۹۴ء	۱۰۷۰ھ/۱۶۶۰ء
(۳)	خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ العزیز	۱۰۰۷ھ/۱۵۹۸ء	۱۰۷۹ھ/۱۶۶۸ء
(۴)	خواجہ محمد فرخ قدس سرہٗ العزیز	۱۰۱۴ھ/۱۶۰۵ء	۱۰۲۵ھ/۱۶۱۶ء
(۵)	خواجہ محمد عیسیٰ قدس سرہٗ العزیز	۱۰۱۷ھ/۱۶۰۸ء	۱۰۲۵ھ/۱۶۱۶ء
(۶)	خواجہ محمد اشرف قدس سرہٗ العزیز	—	عمر دو سال
(۷)	خواجہ محمد یحییٰ قدس سرہٗ العزیز	۱۰۲۴ھ/۱۶۱۵ء	۱۰۹۶ھ/۱۶۸۵ء

صاحبزادیاں:۔

(۱) بی بی رقیہ بانو علیہا رحمۃ: آپ کا شیر خوارگی کے زمانہ میں انتقال ہوا۔

(۲) بی بی خدیجہ بانو علیہا رحمۃ: آپ نے سلوک باطنی اپنے والدِ بزرگوار حضرت مجدد الف ثانی

Marfat.com

قدس سرہٗ العزیز سے حاصل کیا تھا۔ ولایت کے مرتبہ پر فائز تھیں۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی کے بھتیجے مولانا عبد القادر رحمتہ اللہ علیہ سے منسوب تھیں۔ ان کے تین صاحبزادے اور سات صاحبزادیاں ہوئیں۔ ولادت و رحلت کی تاریخ معلوم نہیں رہی۔

(۳) بی بی ام کلثوم علیہا رحمتہ: آپ کا چودہ سال کی عمر شریف میں ۱۰۲۵ھ/۱۶۱۶ء میں انتقال ہوا۔

ذیل میں صاحبزادگان عالی شان کے حالاتِ طیبات درج کر رہے ہیں تا کہ قارئین کرام کی تشنگی دور ہو سکے اور دولت عقیدت و محبت میں فراوانی ہو:

(۱) خواجہ محمد صادق قدس سرہ العزیز:

آپ حضرت امام ربانی مجدّد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند اکبر ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۰۰۰ھ/۱۵۹۲ء میں ہوئی۔ بچپن میں اپنے جد امجد کے دامن تربیت میں رہے۔ جب ۱۰۰۸ھ/۱۶۰۰ء میں حضرت مجدّد قدس سرہٗ العزیز دہلی میں حضرت خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے تو آپ بھی ہمراہ تھے۔ آپ نے بھی ان سے برکتوں کے حصول اور تربیت کے طفیل وہ وہ روحانی ترقیاں حاصل کیں کہ شمار میں نہیں آسکتیں۔ آپ پر معاملاتِ عظیمہ وارد ہوئے، یہاں تک کہ کبھی وفورِ مستی اور غلبۂ جذبہ میں ننگے سر، ننگے پاؤں جدھر جی چاہتا نکل جاتے اور سبق کی کتابیں بالائے طاق رکھی رہ جاتیں۔

رشتہ در گردن افگندہ دوست
می برد آنجا کہ خاطر خواہِ اوست

☆

ایک روز حضرت خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں ایک درویش حاضر ہوا۔ اس نے کسی بزرگ کی خدمت میں سلوک تمام کر کے خلافت حاصل کی تھی۔ وہ وطن کو جاتے ہوئے یہاں ٹھہر گیا۔ اس نے اپنے حالات بلند، حضرت خواجہ قدس سرہٗ العزیز سے بیان کئے۔ مطلب و مقصد یہ تھا کہ ایسے حالات مجھے حاصل ہیں اگر یہاں کچھ زیادہ ہے تو استفادہ کر لوں۔ حضرت خواجہ قدس سرہٗ العزیز نے خواجہ محمد صادق کو طلب فرمایا:

"بابا! اپنے احوال بیان کرتا کہ مہمان درویش سن لے"۔

آپ نے وہی درویش والے احوال اور کچھ زائد بیان کئے۔ جب اُس درویش نے دیکھا کہ اس آستانہ کا ایک آٹھ سالہ لڑکا، جسے داخل سلسلہ ہوئے صرف تین ماہ ہوئے ہیں، وہ حالات بیان

Marfat.com

کرتا ہے جو اسے (مہمان درویش) کو پچاس سال میں حاصل ہوئے تو اپنے احوال کی دید کا غرور اسکے دماغ سے نکل گیا۔

فخر کردن بہ خود ایں قاعدہ از بی خردی است
کہ تفاخر کذب است و بود کذب ذمیم
(فخر و تکبر کرنا بے عقل لوگوں کا طریقہ ہے کیونکہ فخر کذب اور کذب بہت بری چیز ہے)

☆

بچپن ہی سے آپ کشف کون اور کشف قبور میں نظر صائب رکھتے تھے۔ چنانچہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ العزیز آپ کے کشف و فراست پر اعتماد کر کے آپ سے امور کونیہ غیبیہ دریافت فرمایا کرتے تھے اور قبرستان میں لے جا کر مردوں کے حالات پوچھا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ کے چچا شیخ محمد مسعود رحمۃ اللہ علیہ نے بسلسلہ تجارت خراسان (ایران) کو رخت سفر باندھا۔ آپ بطریق مشایعت ان کے ساتھ جد امجد حضرت مخدوم عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ کے مزار تک تشریف لے گئے۔ اور ایک لحہ مزار مبارک پر مراقب رہے۔ مراقبہ سے سر اٹھا کر فرمانے لگے کہ میرے دادجان نے چچا جان کو اس سفر سے منع کیا ہے۔ چونکہ آپ اس وقت کم سن تھے اس لیے شیخ مسعود رحمۃ اللہ علیہ نے خیال نہ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ موصوف اسی سفر میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ ز حلقوم عبداللہ بود

☆

آپ جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے۔ اکثر علوم والد گرامی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی کے حضور میں حاصل کیے۔ اٹھارہ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہو کر تدریس میں مشغول ہو گئے۔ معقول و منقول میں آپ کو اس قدر مہارت تامہ اور شہرت عامہ تھی کہ ایک دفعہ آپ کو شیراز (ایران) کے ایک فاضل کی خدمت جانے کا تفاق ہوا جو ہندوستان میں آیا تھا اور معقولات میں عدیم النظیر اور عدیم المثال تھا۔ آپ نے ہیئت و حکمت کے چند دقائق طبعزاد اس سے ذکر کیے۔ فاضل موصوف کہنے لگا کہ:

"جب تک میں نے اس جوان کو نہ دیکھا تھا، مجھے یقین نہ تھا کہ طلبۂ ہندوستان میں سے کوئی طالب علم علوم عقلیہ کے

Marfat.com

مسائل دقیقہ کی قوت ادراک رکھتا ہوگا"۔

خاکساران جہاں را بحقارت منگر
توچہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

☆

مہارت علمی کے ساتھ آپ نے سلوک کو بھی درجہ تکمیل تک پہنچادیا تھا۔ چنانچہ اکیس (۲۱) برس کی عمر میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی نے خلعتِ خلافت سے نواز دیا تھا۔ جب آپ کی عمر شریف چوبیس (۲۴) برس کی ہوئی تو سرہند شریف میں "وبائے طاعون" شدت سے نمودار ہوئی، ہر روز بکثرت لوگ ہلاک ہونے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ:

"یہ وبا ترلقمہ چاہتی ہے، جب تک ہم نہ جائیں گے، تسکین نہ ہوگی"۔

چنانچہ آپ کو بخار ہوگیا اور طاعون کی گلٹی آپ کی ران میں نمودار و ظاہر ہوئی اور ۹۔ ربیع الاول شریف ۱۰۲۵ھ/۲۷۔ مارچ ۱۶۱۶ء بروز اتوار وصال فرمایا۔ آپ سے ایک دو دن پہلے آپ کے بھائیوں خواجہ محمد فرخ اور خواجہ محمد عیسیٰ رحمہا اللہ تعالیٰ نے اور آپ کی بہن ام کلثوم نے اسی مرض میں انتقال کیا اور یہ تینوں اپنے جد بزرگوار حضرت مخدوم عبدالاحد قدس سرہٗ العزیز کے مزار مبارک میں دفن ہوئے۔

☆

خواجہ محمد صادق رحمتہ اللہ علیہ کے انتقال پُر ملال کے بعد وبا ان کے قبیلہ میں نہ رہی، جو صاحب فراش تھے وہ سب کے سب تندرست و صحت یاب ہوگئے۔ ان مریضوں نے شدید مرض میں دیکھا تھا کہ حضرت مخدوم زادہ (خواجہ محمد صادق) ان کو اس جماعت سے چھڑا رہے ہیں، جو اس وبا پر مقرر تھی اور ان سے فرما رہے ہیں کہ اب جب اس بلا کو ہم نے اپنے اوپر لے لیا ہے تو پھر تم ان لوگوں سے کیوں الجھ رہے ہو۔ ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ جو شخص مخدوم زادہ (خواجہ محمد صادق) کا نام لکھ کر پاس رکھے گا، اس وبا سے رہائی پائے گا۔ چند لوگوں نے اس کا تجربہ کیا اور نام مبارک میں عجیب اثر دیکھا۔

☆

آپ کے انتقال پُر ملال کے بعد رشتہ داروں کی رائے تھی کہ آپ کو جد امجد حضرت خواجہ عبدالاحد رحمتہ اللہ علیہ کے مقبرہ میں دفن کیا جائے۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز

Marfat.com

نے مراقبہ کیا تو اس جگہ کا حکم ہوا، جہاں اب آپ کا مزار مبارک ہے۔ اس جگہ کا شرف حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز نے یوں تحریر فرمایا:

"شہر سرہند گویا میرے زندہ کرنے کی زمین ہے کہ میرے واسطے تاریک کنویں کو بھر کر ایک بلند چبوترہ بنایا گیا ہے اور اکثر شہروں اور جگہوں پر اس کو رفعت دی گئی ہے اور اس زمین میں ایک نور ودیعت رکھا گیا ہے جو نور بے صفتی اور بے کیفی سے اقتباس کیا گیا ہے، اس نور کی مانند جو بیت اللہ کی پاک زمین سے بلند و روشن ہے۔"

میرے بیٹے کی رحلت سے چند ماہ پہلے یہ نور اس درویش پر ظاہر کیا گیا اور فقیر کی سکونت کی زمین کے گوشہ میں بتایا گیا تھا۔ ایسا بلند نور دکھایا گیا تھا کہ صفت و شان نے اس کی بُو کی طرف بھی راستہ نہیں پایا، اور وہ کیفیات سے مبرّہ و منزہ تھا۔ یہ آرزو ہوئی کہ یہ زمین میرا مدفن ہو اور وہ نور میری قبر پر روشن ہو۔ میں نے اپنے بڑے بیٹے سے جو میرا رازدار تھا، یہ بات ظاہر کر دی اور اس آرزو سے اسے آگاہ کر دیا۔ اتفاقاً فرزند مرحوم اس دولت کی طرف سبقت لے گیا اور زیر خاک اس دریائے نور میں غرق ہو گیا۔

هنيئا لا رباب النعيم نعيمها
وللعاشق المسكين ما يتجرع

(نعمت والوں کو ان کی نعمتیں مبارک ہوں اور عاشق مسکین کے لیے وہ درد والم ہے، جو وہ گھونٹ گھونٹ پی رہا ہے۔)

یہ بات بھی اس شہر مبارک کی فضیلت میں سے ہے کہ میرا سب سے بڑا صاحبزادہ جو اکابر اولیاء میں سے ہے، یہاں آسودۂ خاک ہے۔ ایک مدت کے بعد ظاہر ہوا کہ وہ ودیعت (امانت) رکھا ہوا نور اس فقیر کے انوار قلبیہ کا ایک لمعہ (ٹکڑا) ہے، جسے یہاں سے لے کر اس زمین میں روشن کیا

Marfat.com

گیا ہے، جس طرح کہ مشعل سے ایک چراغ روشن کرتے ہیں۔

قل من عند الله الله نور السموات والارض (سورہ نور:۳۵) (مکتوب شریف جلد ثانی مکتوب:۲۲)

(آپ ﷺ فرما دیں کہ سب کچھ اللہ ہی طرف سے ہے، اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے")۔

☆

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرۂ العزیز النورانی کے اپنے بڑے صاحبزادے خواجہ محمد صادق اور دو چھوٹے صاحبزادوں (خواجہ محمد فرخ اور خواجہ محمد عیسیٰ قدس اسرارہم) کے انتقال کا سخت رنج ہوا۔ چنانچہ آپ مولانا محمد صالح رحمتہ اللہ علیہ کو یوں تحریر فرماتے ہیں:

"بھائی ملا صالح! آپ نے اہل سرہند کے واقعات سن لئے ہوں گے۔ میرے بڑے بیٹے (خواجہ محمد صادق) نے بھی اپنے دو چھوٹے بھائیوں محمد فرخ اور محمد عیسیٰ کے ساتھ سفرِ آخرت کیا ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

اللہ تعالیٰ (جل شانہ) کا شکر ہے کہ پہلے اس نے پسماندگان کو قوت صبر عطا فرمائی اور پھر اس وبا کے اثر کو بالکل ختم کر دیا، کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

من از تو روئے نہ پیچم گرم بیازاری کہ خوش بود ز عزیزاں تحمل وخواری	"میں تجھ سے منہ نہیں پھیروں گا، اگرچہ تو مجھے تکلیف ہی پہنچائے کیونکہ دوستوں کا بوجھ اٹھانا اور ان کی طرف سے خواری برداشت کرنا بڑی اچھی عادت ہے"۔

میرا بیٹا مرحوم و مغفور، اللہ تعالیٰ (جل جلالہ) کی نشانیوں میں سے ایک نشانی اور رحمتوں میں سے ایک رحمت تھا۔ اس نے چوبیس سال کی عمر میں وہ کچھ پایا جو کم ہی کسی نے پایا ہوگا۔ اس نے مولویت کے پایہ و مرتبہ اور علوم عقلیہ و نقلیہ کی تدریس کو اس حد کمال تک پہنچا دیا تھا کہ اس کے شاگرد "تفسیر بیضاوی"،

Marfat.com

''شرح مواقف'' اوراس طرح کی دیگر کتابوں کو پوری قدرت اور مہارت سے پڑھاتے ہیں۔اس کی معرفت و عرفان کی حکایتیں اور شہود و کشوف کے قصے محتاج بیان نہیں۔

آپ کو یہ بات معلوم ہے کہ وہ آٹھ سال کی عمر میں ایسا مغلوب الحال ہو گیا تھا کہ ہمارے خواجہ (باقی باللہ) قدس سرہٗ العزیز،اس کے حال کی تسکین کا علاج بازاری کھانوں سے کیا کرتے تھے، جو مشکوک و مشتبہ ہوتے ہیں، اور فرمایا کرتے تھے کہ جو محبت مجھے محمد صادق سے ہے وہ کسی سے نہیں۔حضرت خواجہ قدس سرہٗ العزیز کے اس ارشاد گرامی سے اس کی بزرگی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔اس نے ولایت موسوی کو نقطہ آخر تک پہنچایا ہوا تھا اور اس بلند و بالا ولایت کے عجائب و غرائب بیان کیا کرتا تھا اور وہ ہمیشہ فروتن، متواضع، ملتجی، متضرع، متذلل و منکسر رہا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ اولیاء اللہ میں سے ہر ایک نے حضرت حق سبحانہٗ سے ایک نہ ایک چیز مانگی ہے اور میں نے التجا اور تضرع (زاری) مانگی ہے۔

محمد فرخ کے متعلق کیا لکھا جائے، وہ گیارہ سال کی عمر میں ''کافیہ'' پڑھتا تھا اور شعور و سمجھ کے ساتھ پڑھتا تھا، ہمیشہ عذاب آخرت سے ''ترساں'' (ڈرنے والا) اور ''لرزاں'' (کانپنے والا) رہتا تھا اور دعا کرتا تھا کہ بچپن عمر میں اس کمینی دنیا کو الوداع کہہ دے تا کہ عذاب آخرت سے نجات پائے۔ مرض موت میں جن دوستوں اور یاروں نے اس کی تیمارداری کی، انہوں نے اس کے عجائب و غرائب کا مشاہدہ کیا اور آٹھ سال کی عمر میں لوگوں نے محمد عیسیٰ کی جو کرامات و خوارق دیکھیں، اس کے متعلق کیا لکھوں۔

مختصر یہ کہ میرے یہ تینوں بیٹے نفیس موتی تھے جو بطور امانت ہمارے سپرد کیے گئے تھے۔اللہ تعالیٰ کا شکر اور احسان

Marfat.com

ہے کہ ہم نے بغیر کسی ناخوشی واکراہ کے امانت والوں کی امانتیں ان کے حوالے کر دیں۔

اللھم لاتحرمنا اجر ھم ولا تفتنا بعد ھم بحرمتہ سید المرسلین علیہ وعلیھم الصلوۃ والتسلیمات.	''اے اللہ! بحرمت سید المرسلین علیہ وعلیھم الصلوۃ والتسلیمات ہمیں ان کے اجر سے محروم نہ کر''۔

(مکتوبات شریف جلد اول مکتوب ۳۰۶)

☆

خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک پہلے کچی تھی۔ کچھ مدت کے بعد حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز نے اس پر ایک گنبد تعمیر فرمایا۔ قبر مبارک اس قبہ کے مرکز سے ذرا مغرب کی طرف تھی۔ جب حضرت مجددؒ قدس سرہٗ العزیز کا وصال پر ملال ہوا تو ان کو بھی اس قبہ میں دفن کیا گیا۔ مگر جب ان کا جنازہ لے کر اندر گئے تو حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک ازراہ ادب و احترام ایک ہاتھ مشرق کی طرف سرک گئی، اور طاق وسط گنبد بین القمرین ہو گیا۔ آپ کی اولاد میں صرف ایک فرزند نرینہ تھا، جس سے سلسلہ آگے چلا۔

☆

(۲) خواجہ محمد سعید خازن قدس سرہ العزیز: آپ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کے دوسرے صاحبزادے ہیں۔ بچپن ہی سے آثار ہدایت وولائت آپ کی پیشانی سے ہویدا تھے۔

بالائے سرش زہوشمندی
می تافت ستارۂ بلندی

☆

آپ کی ولادت باسعادت ماہ شعبان ۱۰۰۲ھ (۱۵۹۴ء) بروایت دیگر ۱۰۰۵ھ (۱۵۹۷ء) میں عالم اسلام کے عظیم روحانی مرکز سرہند شریف میں ہوئی۔ حضرت امام ربانی مجددؒ الف ثانی قدس سرہٗ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''محمد سعید چار پانچ سال کے تھے کہ بیمار ہو گئے۔ غلبۂ مرض میں ان سے پوچھا گیا کہ تم کیا چاہتے ہو، ان کی زبان

Marfat.com

مبارک سے بے اختیار نکلا، "خواجہ (باقی باللہ) کو چاہتا ہوں"۔
میں نے یہ بات حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض
کی تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ:

"محمد سعید شما، رندی وحریفی نمود وغائبانہ نہ از ما نسبت در ربود"۔
"تمہارے محمد سعید نے رندی وحریفی کی اور غائبانہ نہ ہم سے نسبت لے گیا۔ (اُچک لی ہے۔)

☆

جب آپ سن شعور کو پہنچے تو علوم ظاہری کی تحصیل میں مشغول ومصروف ہو گئے۔ کچھ اپنے بڑے بھائی محمد صادقؒ اور کچھ شیخ محمد طاہر لاہوریؒ اور باقی والد ماجد (حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز) سے پڑھا۔ سترہ برس کی عمر میں فارغ التحصیل ہو کر تدریس میں مشغول ہوئے اور تصانیف تحریر فرمائیں۔ چنانچہ "مشکوٰۃ المصابیح" پر تعلیقات لکھیں، جن میں مذہب حنفی کی دلائل وشواہد سے تائید وحمایت کی۔ "حاشیہ خیالی" پر ایک حاشیہ متین لکھا اور اس میں اپنے دقائق خلاصہ تحریر فرمائے۔ ایک رسالہ "رفع سبابہ" کی ممانعت میں تحریر فرمایا۔ "مناظرہ" میں آپ کو یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ مخالف کو ساکت کر دیا کرتے تھے۔ جب کبھی کسی تقریب سے محفل سلطانی میں آجاتے تو بادشاہ آپ ہی مسائل دریافت کیا کرتا۔ حالانکہ علماء وفضلا موجود ہوتے۔ آپ کی تصانیف میں سے ایک جلد مکتوبات کی ہے، جس میں آپ نے بڑے بلند حقائق اور ذات وصفات کے متعلق دقائق بیان فرمائے ہیں۔ علمہائے اہل دل حمال شاں

آپ نے علوم ظاہری کی طرح کمالات باطنی مکمل طور پر اپنے والد بزرگوار حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی کی صحبت مقدسہ ومبارکہ میں حاصل کئے اور ولایتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے آخیر عمر میں تعلیم طریقہ اور خدمت ارشاد آپ کے اور حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کر دی تھیں اور فرمایا کرتے تھے کہ:

ہر "قطب کے واسطے "امام" درکار ہیں۔ محمد سعید اور محمد معصوم دونوں میرے امام ہیں"۔

☆

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی نے آپ کے متعلق بہت سی بشارتیں دی ہیں۔ چنانچہ آپ کو "خلعت خُلّت" کی بشارت دی۔ ایک روز فرمایا کہ ہمارے محمد سعید "علمائے

Marfat.com

راسخین'' سے ہیں اور ایک اور روز فرمایا کہ محمد سعید زمرۂ سابقین میں سے ہیں۔ ایک دفعہ ارشاد کیا کہ مجھ پر ''میدان قیامت'' اور میرے مریدوں کا پلصراط سے گزرنا، مکشوف ہوا۔ محمد سعید ہم سب سے آگے چل رہے تھے اور کتاب اعمال سیدھے ہاتھ میں لیے ہوئے تھے، پس ہم سب بہشت میں داخل ہوگئے۔ نیز فرمایا کہ محمد سعید ''خازنِ رحمت الٰہی'' ہے۔ قیامت کے دن تقسیم خزائن رحمت اس کے سپرد ہوگی۔ فرمایا کہ:

''محمد سعید! تم نے دائرہ نفی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قطع کرلیا اور اب اس بات میں میرے شریک ہو''۔

یہ بھی فرمایا کہ:

''عروج وزوال کے ہر مقام میں تم میرے ہمراہ رہے ہو''۔

ایک روز ارشاد کیا:

محمد سعید! تم میرے ''ضمنی'' ہو اور اس بات سے تنگ دل نہ ہونا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ''ضمنی'' تھے۔

☆

آپ کے برادر اصغر حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ آپ کے مناقب میں یوں تحریر فرماتے ہیں:

''بچپن ہی سے آثار قبول وکرامت ظاہر اور اطوار ولایت و نجابت ہویدا تھے۔ حضرت قطب الولایت خواجہ محمد باقی باللہؒ کے زمانۂ حیات میں آپ چونکہ خورد سال تھے، اس لیئے ان کی خدمت میں نہیں پہنچ سکے تھے، لیکن حضرت خواجہ نے ان کے حق میں فرمایا تھا کہ محمد سعید ہمارا ہم پیشہ وہمکار ہے۔ اس نے غائبانہ ہم سے نسبت حاصل کرلی ہے''۔

فی المھد ینطق عن سعادۃ جدہ	''یہ لڑکا اپنے گہوارے میں اپنی سعادت بخت کو بیان کررہا ہے''۔

آپ نے ظاہری وباطنی کمالات اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں حاصل کیے ہیں۔ سترہ سال کی عمر میں علوم ظاہرہ، معقولہ و

Marfat.com

منقولہ کی تحصیل کو درجۂ کمال تک پہنچا دیا تھا۔ والد بزرگوار کی طرح کمال تقویٰ سے آراستہ، متابعت سنت اور عمل بعزیمت سے پیراستہ ہیں۔ نرمی کلام، تواضع تمام، مہمانوں کی خبر گیری کا اہتمام، بذل موجود (موجود کو خرچ کر دینا) اور نفیٔ وجود ان کا شیوہ اور طریقہ ہے۔ قرآن مجید کو سند عالی کے ساتھ تجویداً سیکھا ہے۔

حدیث نبوی مصدرھا الصلوٰۃ والسلام میں سند جید اور رُتبہ اعلیٰ رکھتے ہیں۔ فقہ میں بھی اونچی استعداد ہے۔ حضرت ایشاں (مجدد صاحبؒ) کو اکثر اوقات جب کسی فقہی مسئلے کی تحقیق کرنی ہوتی تھی تو ان سے اس مسئلے کی وضاحت طلب کرتے تھے۔

جب یہ "حل مشکلات مسائل" کر دیتے تھے اور بعض پیچیدہ مسئلوں میں راہ خلاصی نکال دیتے تھے، تو حضرت والدؒ بہت خوش ہوا کرتے تھے اور ان کے حق میں دعائیں کیا کرتے تھے حضرت والدؒ کی زندگی ہی میں یہ مراتب کمال و تکمیل کو پہنچ گئے اور ان کی موجودگی ہی میں خلافت حاصل کر کے تعلیم طریقہ اور ارشاد طلبہ کا کام سرانجام دینے لگے تھے، کمال عقل معاد کے ساتھ ساتھ عقل معاش میں بھی درجۂ کامل رکھتے تھے۔ چنانچہ حضرت ایشاںؒ اکثر امور میں ان سے مشورہ لیا کرتے تھے اور ان کی رائے کو پسند فرماتے تھے۔ امور باطن میں بھی یہ حضرت والدؒ کے رازدار تھے۔ حضرت مجددؒ جو اسرار ان کے درمیان رکھتے تھے، ان اسرار میں دوسرا کم شریک ہوتا تھا، ان کو حضرت مجدد کے اسرار غامضہ اور معاملات خاصہ کے ذریعے بشارت دی گئی ہے۔ امراض ظاہری والے ان کی توجہ سے شفا پاتے ہیں اور امراض باطنی والے ان کے تصرف سے جمعیت قلب کی راہ اختیار کرتے ہیں۔

Marfat.com

حاصل کلام یہ کہ قطب المحققین وارث المرسلین حضرت خواجہ نقشبند بخاری قدس سرۂ العزیز کے اس قول کے مصداق ہیں کہ "ہم فضلی" ہیں۔ان کی بزرگی اور فضیلت میں یہ نقل کافی ہے کہ یہ خواب میں دیکھتے ہیں کہ ہمارے پیغمبر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم موجود ہیں اور یہ (محمد سعید) بھی ہمارے حضرت (مجددؒ) کے چند یاروں کے ساتھ اس مجلس میں حاضر ہیں۔اس اثناء میں اصحاب کرامؓ ایک کاغذ طلب کرتے ہیں تا کہ آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرضداشت لکھیں۔چنانچہ کاغذ حاضر کیا گیا تو انہوں نے اس مضمون کی عرضداشت لکھی کہ یہ (محمد سعید وغیرہ) اور ہم عنایت الٰہی جل سلطانہٗ میں برابر ہیں حالانکہ ہم نے یہ سب تکالیف اور ریاضات شاقہ اٹھائی ہیں اور انہوں نے نہیں اٹھائیں۔اس کی وجہ کیا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں یہ آیت قرآنی تحریر فرمائی:

ذالک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء واللّٰہ ذوالفضل العظیم (پارہ ۲۸ سورہ الجمعہ:۴)

(یہ خداوند قدوس کا فضل ہے، جسے چاہتا ہے،عطا کرتا ہے اور خدا بڑے فضل کا مالک ہے"۔)

یہ (محمد سعید) معارف و حقائق کے بیان کرنے اور اسرار و دقائق کی شرح میں زبان عالی و بیان شافی رکھتے ہیں اور چونکہ اہل باطن کے نزدیک سب سے بڑا کمال اور سب سے ظاہر کرامت دقائق ذات اور حقائق صفات،تعالقت و تقدست میں کلام ہے جوان سے جوش ذوق اور خروش شوق میں صادر ہوا ہے۔ناچار میں ان کے کمالات کی شرح اور کرامات کی تفصیل سے زبان کو بند کر کے ان کے ملفوظات و مکتوبات کا

Marfat.com

حوالہ دیتا ہوں تاکہ ان سے اس تک سراغ لگائیں اور معنی سے
صورت کی طرف رغبت کریں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔
قیاس کن زگلستان من بہارِ مرا"۔
(مکتوباتِ معصومیہ جلد ثالث مکتوب: ۳)

☆

آخری عمر میں آپ کو شہنشاہ اورنگزیب عالمگیر رحمتہ اللہ علیہ نے بڑی منت وسماجت سے دہلی بلایا۔ آپ بھی بادشاد کے اخلاص کو مدنظر رکھ کر تشریف لے گئے۔ ابھی وہیں تھے کہ بیماری شروع ہوگئی اور روز بروز بڑھتی گئی۔ بہت علاج کیا۔ مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ جب آپ نے محسوس کیا کہ اب آخری وقت قریب ہے تو بادشاہ سے رخصت لے کر وطن مبارک (سرہند) کی طرف روانہ ہوئے۔ جب دہلی سے چھتیس (۳۶) میل کے فاصلہ پر "سنبھالکہ" میں پہنچے تو ۲۷/ جمادی الآخر ۱۰۷۰ھ/۱۲/ مارچ ۱۶۶۰ کو وہیں وصال فرمایا۔ تجہیز و تکفین کے بعد پالکی میں سرہند شریف لائے گئے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ علیہ نے حکم دیا کہ آپ کو بھی حضرت امام ربانی قندیل نورانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی کے قبہ مبارک میں دفن کیا جائے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ قبہ شریف میں مزید قبر کی گنجائش نہیں ہے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ رحمتہ اللہ علیہ نے اصرار کیا، لوگوں نے حسب الحکم والارشاد کدال زمین پر مارا تو قبہ کی دیوار چاروں طرف ہٹ گئی اور فرش غائب ہوگیا اور آپ کی تدفین عمل میں لائی گئی۔

آپ کی اولاد آٹھ صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں تھیں۔ آپ کے تیسرے صاحبزادے حضرت فرخ شاہ رحمتہ اللہ علیہ تھے، جو بڑے جید عالم تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی نور اللہ مرقدہٗ کی اکثر اولاد ان ہی کی شاگرد ہے۔ مخالفین و معاندین نے کلام حضرت مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز پر جو اعتراض کیے۔ ان کے جواب میں آپ نے رسالہ "کشف الغطاء" لکھا جیسا کہ پہلے مذکور ہوا۔ آپ نے ۴۔ شوال المکرم ۱۱۱۸ھ بمطابق ۹ جنوری ۱۷۰۷ء کو انتقال فرمایا اور امام ربانی رحمتہ الہ علیہ کے روضہ منورہ سے جانب مغرب قبہ میں دفن ہوئے۔

☆

خواجہ محمد سعید علیہ الرحمہ کے پانچویں فرزندار جمند شیخ عبدالاحد مشہور بہ شاہ گل رحمتہ اللہ علیہ اپنے زمانے کے بڑے مشائخ میں سے تھے اور صاحب تصانیف بزرگ تھے۔ شعر بھی کہتے تھے، وحدت تخلص تھا۔ چنانچہ آپ کا ایک "دیوان" اور "مثنوی چار چمن" مشہور و معروف ہیں۔

Marfat.com

ان کے علاوہ شواہد التجدید، لطائف مدینہ اور جنود اللہ وغیرہ تصانیف مبارکہ ہیں۔ رخساروں کی شگفتگی کی وجہ سے ان کو ''گل'' کہا کرتے تھے۔

جمعۃ المبارک کے دن ۲۷۔ ذوالحجہ ۱۱۲۷ھ بمطابق ۲۴/ دسمبر ۱۷۱۵ء کو دہلی میں رحلت پائی۔ جب قیوم رابع حضرت خواجہ محمد زبیر علیہ الرحمہ کو آپ کی وفات حسرت آیات کی اطلاع ملی تو فرمایا: ''گل بجنت رسید''۔ پھر نماز جنازہ ادا کر کے نعش مبارک کو سرہند شریف بھیج دیا اور وہاں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز کی خانقاہِ عالیہ میں حوض کے اوپر صفہ متبرکہ کے جنوب میں دفن کیے گئے۔

☆

حضرت خواجہ خلیل اللہ علیہ الرحمہ، حضرت خواجہ محمد سعید کے چھٹے فرزند ہیں۔ آپ علم و حلم، ورع و تقویٰ سے آراستہ و پیراستہ اور شریعت و طریقت کے پابند تھے۔ ۱۱۳۱ھ/۱۷۱۹ء میں وصال فرمایا۔ حضرت مجدد قدس سرہٗ العزیز کے روضہ منورہ میں قبہ کے مغرب کی طرف مدفون ہوئے، حضرت امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ اور آپ کی آخری آرامگاہ میں صرف ایک دیوار کا فرق ہے۔

☆

(۳) خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ علیہ:

آپ حضرت مجدد قدس سرہٗ العزیز کے تیسرے صاحبزادے ہیں، آپ کے حالات آگے بیان ہوں گے۔

(۴) خواجہ محمد فرخ رحمتہ اللہ علیہ:

آپ حضرت مجدد قدس سرہٗ العزیز کے چوتھے صاحبزادے ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۰۱۴ھ/ ۱۶۰۵ء میں سرہند شریف میں ہوئی۔ اور ۱۰۲۵ھ/ ۱۶۱۶ء میں بعمر شریف گیارہ برس مرض طاعون میں وصال فرمایا۔ آپ کے حالات مبارکہ حضرت خواجہ محمد صادق کے حالات شریفہ میں بیان ہو چکے ہیں۔

(۵) خواجہ محمد عیسیٰ رحمتہ اللہ علیہ:

آپ حضرت مجدد قدس سرہٗ العزیز کے پانچویں صاحبزادے ہیں۔ آپ نے آٹھ سال کی عمر میں مرض طاعون میں ۱۰۲۵ھ/ ۱۶۱۶ء میں انتقال فرمایا۔ جب آپ والدہ ماجدہ کے رحم مبارک میں تھے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت مجدد قدس سرہ العزیز پر ظاہر ہوئے اور فرمایا کہ:

تمہارے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوگا،

Marfat.com

-اس کا نام ہمارے نام پر رکھنا"۔

اس لیئے آپ کا نام محمد عیسیٰ رکھا گیا۔آپ کے حالات بھی خواجہ محمد صادق رحمتہ اللہ علیہ کے ضمن میں آچکے ہیں۔

(۶) خواجہ محمد اشرف رحمتہ اللہ علیہ:

آپ امام ربانی حضرت مجدّ دالف ثانی قدس سرہٗ النورانی کے چھٹے صاحبزادے ہیں۔ دو سال کی عمر شریف میں رحلت فرما گئے تھے۔

(۷) خواجہ محمد یحییٰ رحمتہ اللہ علیہ مشہور بہ شاہ جیو:

آپ حضرت مجدّ دقدس سرہٗ العزیز کے سب سے چھوٹے صاحبزادے ہیں۔آپ کی ولادت ۱۰۲۴ھ/۱۶۱۵ء میں ہوئی۔آپ کی پیدائش سے پہلے حضرت مجدّ د رحمتہ اللہ علیہ پر اس آیت قرآنی کا الہام ہوا۔انا مبشرک بغلام ن سمة یحیی۔حضرت قدس سرہٗ العزیز نے اس اشارے کے مطابق اس صاحبزادے کا نام محمد یحییٰ رکھا۔آپ کو"شاہ جیو"اس لئے کہا جاتا ہے کہ ایک روز حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمتہ اللہ علیہ کے پوتے حضرت شاہ سکندر کیتھلی نور اللہ مرقدہٗ نے حضرت امام ربانی قندیل نورانی قدس سرہٗ السامی سے التماس کی کہ اپنا ایک بیٹا مجھے عنایت فرمایئے۔اتفاقاً اس وقت محمد یحییٰ موجود تھے،حضرت نے فرمایا کہ اس کو لے لو۔حضرت شاہ سکندر کیتھلی رحمتہ اللہ علیہ نے ان کو گود میں لے کر اپنی نسبت کا القاء کیا اور فرمایا کہ:

> "ان کو اب"شاہ جیو"کے نام سے پکارا کرو۔اُس روز سے ان کو"شاہ جیو"کہنے لگے"۔

☆

حضرت مجدّ دالف ثانی قدس سرہٗ النورانی آپ پر بڑے مہربان تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ ان کی استعداد بہت بلند ہے۔چنانچہ آپ نے اپنے والد بزرگوار(حضرت مجدّ دالف ثانیؒ) کی تربیت مقدسہ کی برکت سے آٹھ نو سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا،اور پھر حضرت مجدّ د قدس سرہٗ العزیز کے وصال کے بعد علوم ظاہری و باطنی اپنے برادران اکبر حضرت خواجہ محمد سعید اور حضرت خواجہ محمد معصوم قدس اسرارھم سے حاصل کئے۔پندرہ برس کی عمر میں"مطول"پڑھی۔"حدیث شریف"کی سند حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل کی۔صاحب تصنیف وتالیف،پابند شریعت وطریقت اور عامل سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔دو دفعہ حج بیت

Marfat.com

اللہ شریف کی سعادت سے مشرف ہوئے۔ شہنشاہ اورنگزیب علیہ الرحمہ نے مدِ معاش کے طور پر بہت کچھ آپ کی نذر کیا ہوا تھا۔ آپ نے حضرت امام ربانی قندیل نورانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کے روضہ منورہ سے شمال کی طرف ایک عالی شان مسجد بنوائی جس کے تین گنبد اور دو چھوٹے مینار تھے۔ اس مسجد کے مقابل میں حوض، حمام، مدرسہ بھی تعمیر کرایا تھا۔ آپ کی شادی حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی پوتی یعنی خواجہ کلاں حضرت خواجہ عبید اللہ علیہ الرحمہ کی صاحبزادی سے ہوئی تھی۔

☆

آپ نے ۲۷۔ جمادی الاخر ۱۰۹۶ھ/۳۱۔ مئی ۱۶۸۵ء کو وصال فرمایا اور حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز کے قبہ مبارک کے مغرب کی طرف مدفون ہوئے۔ آپ کے مرقد انور پر ایک عالی شان قبہ بنایا گیا۔ آپ کی اولاد امجاد میں تین صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تھی۔ الختصر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز کے صاحبزادگان آسمان علم و عمل کے درخشاں ستارے اور گلشن معرفت کے مہکتے ہوئے پھول تھے۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہی ان کی معرفت کیلئے کافی ہے:

"اسرار الٰہی اند، استعدادہائے عجب دارند"۔

(یہ لوگ اللہ تعالیٰ عزوجل وسبحانہٗ کے اسرار ہیں اور عجیب استعداد رکھتے ہیں"۔

☆

سنوسی ہند حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید باصفا علامہ تاج الدین احمد تاج عرفانی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا ہے

یہ سلسلۂ فقر کبھی بند نہ ہوگا　تا دورِ زماں چمکے گا یہ مہر ضیا بار
جاری ہے ابھی سلسلۂ فیض ولایت　اس باغ سے ملتے ہیں ابھی تک وہی اثمار
اب تک ہے وہی جلوۂ الطاف وکرامت　اب تک ہے تصرف میں وہی گرمیٔ بازار
ناکام کبھی جا نہیں سکتے ہیں وہ اے تاج
آتے ہیں یہاں حسن عقیدت سے جو زوّار

☆......☆☆......☆

Marfat.com

(۲۵)

☆

حضرت عُروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمتہ اللہ علیہ

☆

سرہند شریف (بھارت) ۱۰۰۷ھ ○ ۱۰۷۹ھ سرہند شریف (بھارت)

۱۵۹۹ء ۱۶۶۸ء

☆

﴿قطعۂ تاریخِ وصال﴾

☆

آپ تھے شیخ مجدد کے جگر کے ٹکڑے — کیوں نہ تاریخ کے اوراق میں ہوں مرقوم
اب کہاں پائیں گے صابر انہیں دُنیا والے — ''اب ہیں ےنوشِ اِرم خواجہ محمد معصوم''

۱۶۶۸ء

☆ (حضرت صابر براری، کراچی)

''مہرِ عالم خواجہ محمد معصوم سرہندی''

۱۶۶۸ء

سوئے باغِ جنت گئے خواجہ معصوم — ہوا یہ جہاں اُن کی صحبت سے محروم
کہا یوں سنِ وصل فیض الامین نے — ''حبیب قدیمی زہے خواجہ معصوم''

۱۰۷۹ھ

(حضرت صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی مدظلہ، گجرات)

☆

Marfat.com

حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمتہ اللہ علیہ

☆

چراغ نقشبنداں خواجہ معصومؒ ملاذِ مستمنداں خواجہ معصومؒ
سراجِ اولیاء آں قطبِ عالم شفیعِ اہلِ عصیاں خواجہ معصومؒ
غیاث المسلمیں آں غوثِ اعظم معینِ اہلِ ایماں خواجہ معصومؒ

(نامعلوم)

☆

(ماہنامہ ''دعوتِ تنظیم الاسلام'' گوجرانوالہ بابت جنوری ۲۰۱۴ء صفحہ ۵۹)

☆

چراغ ہفت محفل خوبجہ معصوم منوّر از فروغش ہند تا روم
زہے عزت کہ رب العزتش داد کہ برسر تاجِ قیومش بنہاد

(ناصر علی سرہندیؒ)

(ترجمہ: سات محفلوں کے چراغ خواجہ محمد معصوم کہ اُن کے فروغ سے ہند تا روم کی سرزمین منوّر اور درخشاں ہے۔ رب العزت نے کیا خوب عزت عطا فرمائی ہے کہ آپ کے سر پر ''قیومیت'' کا تاج رکھ دیا۔)

☆

آپ رحمتہ اللہ علیہ، آفتابِ ہند، امام ربانی قندیلِ نورانی حضرت مجدّد الف ثانی قدس سرۂ العزیز کے تیسرے صاحبزادے تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۰۔ شوال ۱۰۰۷ھ بمطابق ۶۔ مئی ۱۵۹۹ء کو بستی ملک حیدر نزد سرہند شریف میں ہوئی۔ حضرت مجدّد الف ثانی قدس سرۂ العزیز ارشاد فرماتے تھے کہ:

''محمد معصوم کی آمد ہمارے واسطے بہت مبارک ہوئی، کیونکہ اس کی پیدائش کے چند ماہ بعد ہم حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرۂ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مستفید و مستفیض ہوئے اور جو کچھ دیکھنا تھا بس دیکھا۔ (کیا بیان کیا جائے)''۔

☆

Marfat.com

لڑکپن ہی میں آپ کے والد بزرگوار حضرت مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز آپ کی بلند استعداد کی تعریف کیا کرتے تھے اور ارشاد فرماتے تھے کہ "یہ لڑکا محمدیُ المشرب ہے"۔ چنانچہ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

از فرزندی محمد معصوم چہ نویسد کہ وے بالذات قابلِ ایں دولت است یعنی ولایتِ خاصہ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسّلام"۔

"فرزندی محمد معصوم کے متعلق کیا لکھوں کہ وہ تو بالذات اس دولت کے قابل ہے یعنی ولایتِ خاصہ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ"۔

☆

اور یہ بھی فرماتے تھے کہ محمد معصوم کی بلند استعداد کی وجہ تھی کہ تین سال کی عمر میں "حرفِ توحید" آپ کی زبان مبارک سے نکلا اور یوں کہنے لگے کہ:

"میں آسمان ہوں، مَیں زمین ہوں، مَیں یہ ہوں، میں وہ ہوں، دیوار حق ہے"۔

حضرت مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز نے اس وقت ارشاد کیا کہ:

"اس طریق پر پیر وجواں برابر ہیں اور انوار فیوض کے وصول میں عورتیں اور بچے مساوی ہیں"۔

☆

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے آثارِ رُشد کو دیکھ کر حضرت مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی آپ پر نظرِ عنایت رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ چونکہ علم مبداء حال ہے لہذا اس کا حاصل کرنا ضروری ہے۔ بدیں وجہ حضرت نے آپ کو علوم عقلیہ نقلیہ حاصل کرنے کی تاکید وہدایت کی۔ اکثر و بیشتر علوم آپ نے اپنے والد بزرگوار حضرت امام ربانی قدس سرہٗ النورانی سے اور کچھ اپنے بڑے بھائی خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ طاہر لاہوری علیہ الرحمہ سے پڑھے۔

علم آں باشد کہ جاں زندہ کند
مرد را باقی و پائندہ کند

(علم وہ ہوتا ہے جو جان کو زندہ کرے اور آدمی کو باقی اور قائم رہنے والا بنائے)

☆

چودہ سال کی عمر میں آپ نے خواب میں دیکھا کہ:

Marfat.com

"میرے بدن سے نور نکلتا ہے اور اُس سے تمام عالم منوّر ہے اور وہ نور سورج کی طرح ہر ذرّہ عالم میں جاری وساری ہے کہ اگر وہ غروب ہو جائے تو تمام عالم تیرہ و تاریک ہو جائے"۔

آپ نے یہ خواب اپنے والد بزرگوار حضرت مجدّد قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں عرض کیا تو حضرت نے آپ کو بدیں الفاظ بشارت دی:

"تو قطب وقت خویش مے شوی وایں سخن از مَن یاددار"۔

(میری یہ بات یاد رکھ کہ تو اپنے وقت کا قطب ہوگا)۔

("مکتوباتِ معصومیہ" جلد اوّل مکتوب ۸۶۔)

☆

چنانچہ ایسا ہی ظہور پذیر ہوا کہ آپ کا زمانہ آپ کے انوار و برکات سے معمور ہو گیا۔

حضرت مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی فرمایا کرتے تھے:

"بابا! تحصیل علوم سے جلدی فارغ ہو جاؤ، کیونکہ ہم نے تم سے بڑے بڑے کام لینے ہیں"۔

غرض حضرت امام ربانی قدس سرہٗ السامی کی توجہ سے آپ سولہ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہو گئے۔ بعد ازاں ہمہ تن متوجہ بباطن ہوئے اور عنایتِ الٰہی جل جلالہٗ سے اپنے پدر بزرگوار کے احوال و اسرارِ خاصہ سے حظِ وافر حاصل کیا۔

☆

علی اکبر اُردستانی اپنی کتابِ مجمع الاولیاء (قلمی) میں آپ کے متعلق یوں لکھتا ہے:

"شمعِ جمعِ عرفا، روحِ ابدانِ اولیاء، قدوۂ اہل صفا، خلاصۂ مجمعِ صلحاء، گنجینۂ معارف وعلوم، شیخ محمد معصوم سلمہ ربہٗ، قطب وقت حضرت شیخ احمد (علیہ الرحمہ) کے فرزندِ ارجمند ہیں۔ سولہ سال کی عمر میں اپنے بزرگوار سے علوم ظاہری کی تکمیل فرمائی اور علوم عقلی ونقلی کے درس وتدریس میں مصروف ہو گئے، پورا قرآن تیس دن میں "حفظ" کر لیا، تجوید میں سندِ عالی رکھتے ہیں، حُسنِ خُلق اور حقوق العباد کی پابندی آپ کا

Marfat.com

طریقۂ خاص ہے۔ حضرتِ مجدّد (قدس سرہٗ العزیز) کے
سامنے ہی خلافت سے سرفراز ہوئے اور طالبانِ معرفت کی
تربیت میں مشغول ہو گئے اور اُن کے بعد بھی مشغول ہیں"۔

☆

صاحب "زُبدۃ المقامات" نے لکھا ہے کہ"
ایک روز میں نے خود حضرت مجدّد قدس سرہٗ العزیز سے
سُنا کہ فرماتے تھے کہ محمد معصوم کا حال روز بروز میری نسبتوں کے
حاصل کرنے میں "صاحب "شرح وقایہ" (صدر الشریعہ عبید اللہؒ)
کا سا ہے جو "شرح وقایہ" کے دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ میرے
دادا (تاج الشریعہ محمودؒ) ہر روز بمقدار سبق تصنیف کرتے تھے،
میں اُسی قدر حفظ کر لیتا تھا، یہاں تک کہ جس روز "وقایہ" کی
تصنیف ختم ہوئی، اُسی روز میرا حفظ کرنا ختم ہوا"۔

حضرت شیخ عبد الاحد وحدت سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی مضمون کو اپنی نظم میں بکمال لطافت ونزاکت ادا کیا ہے۔

۱۔ مجدّد بتوصیفِ اُو لب کشاد بفرمود کاے پورِ عرفاں نژاد	"حضرت مجدّد قدس سرہٗ العزیز اُن کی تعریف میں یوں لب کشا ہوئے، فرمایا کہ اے عرفاں نژاد بیٹے"۔
۲۔ زعرفاں نوشتم ورق در ورق ہمہ خواندی از من سبق در سبق	"میں نے علم وعرفان کو ورق ورق لکھا ہے، اور تو نے وہ سبق در سبق مجھ سے پڑھ لیا ہے"۔
۳۔ تو یک نکتہ زیں لوح نگزاشتی ہر آنچہ نہادم تو بر داشتی	"تو نے اس تختی پر ایک نقطہ بھی نہیں چھوڑا۔ جو کچھ میں نے رکھا، وہ تو نے اُٹھا لیا"۔
۴۔ تو آخر چوں مَن قطب دوراں شوی زمَن ایں بشارت بیاد آوری	"آخر کار تو میری طرح زمانے کا قطب ہوگا، تو میری اس بشارت کو یاد رکھ"۔

☆

آپ کے فضائل ومناقب درج کرنے کے لئے کئی دفتر درکار ہیں۔ چند ایک درج ذیل ہیں۔

(۱) آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی

Marfat.com

نے آپ کو "خلعتِ قیومیت" کی بشارت دی۔ چنانچہ ایک مکتوب گرامی میں آپ کو خواجہ محمد سعید خازن (قدس اسرا ہم) کو یوں تحریر فرماتے ہیں:

"کل نمازِ فجر کے بعد میں خاموش بیٹھا تھا کہ ظاہر ہوا کہ جو خلعت مجھ پر تھی وہ مجھ سے جُدا ہو گئی اور اس خلعت کے بجائے مجھے دوسری خلعت ملی۔ دل میں خیال آیا کہ خلعتِ زائلہ (اُترنے والی خلعت) کسی کو دی جائے گی یا نہیں اور یہ آرزو ہوئی کہ اگر وہ دی جائے تو میرے فرزندِ ارشد محمد معصوم کو دی جائے۔ ایک لمحہ کے بعد دیکھا کہ میرے بیٹے کو عطا کی گئی اور اُسے پوری پوری پہنا دی گئی۔ اس خلعتِ زائلہ سے مراد "معاملۂ قیومیت" تھا، جس کا تعلق تربیت وارشاد سے تھا۔ جو خلعتِ جدید مجھ کو عطا ہوا ہے، جب اُس کا معاملہ تکمیل تک پہنچ جائے گا، تو اُمید ہے کہ کمال کرم سے وہ میرے فرزند محمد سعید کو عنایت کیا جائے گا۔ یہی میری دُعا ہے اور اُمید قبولیت ہے جس کا اثر بھی محسوس ہوتا ہے اور اس دولت کا مستحق فرزندِ محمد سعید کو پاتا ہوں۔"

بر کریماں ایں کارہا دشوار نیست
(کریم لوگوں کے لئے کوئی مشکل کام نہیں ہوتا)

اگر استعداد ہے تو وہ اُسی (اللہ تعالیٰ عزوجل) کی داد ہے

نیاوردم از خانہ چیزے نخست
تو دادی ہمہ چیز و من چیزے تُست

("میں اپنے گھر سے کوئی چیز نہیں لایا ہوں، تو نے ہی مجھے سب عطا فرمائی ہیں اور میں خود بھی تیری چیز ہوں")۔

(مکتوباتِ امام ربانی جلد سوم مکتوب: ۱۰۴)

☆

جب یہ مکتوب حضراتِ صاحبزادگان کو ملا تو دونوں صاحبزادے بعجلتِ تمام اپنے والد بزرگوار (حضرت مجدد قدس سرہٗ العزیز) کی خدمت میں اجمیر شریف حاضر ہوئے۔ حضرت والد

Marfat.com

گرامی مرتبت نے اُن پر خصوصی مہربانی و کرم فرمایا اور خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کو خلوت میں طلب کر کے "خلعتِ قیومیت" عنایت فرمائی۔

☆

چنانچہ حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمہ اپنے خلیفۂ خاص مولانا محمد حنیف کابلی نور اللہ مرقدہٗ کو یوں تحریر فرماتے ہیں:

"جس وقت حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سبحانہ سرہٗ الاقدس نے اپنے مخلصوں میں سے ایک درویش کو "خلعتِ قیومیت" سے مشرف فرمایا اور اُس بڑے رتبہ سے اُس کو سرفراز فرمایا تو اُس درویش کو خلوت میں بلا کر فرمایا کہ اس مجمع گاہ سے تعلق کا سبب یہی "معاملہ قیومیت" تھا، جو مجھے عطاء کیا گیا اور مخلوقات و موجودات بڑے شوق سے تیری طرف متوجہ ہو رہی ہے۔ اب میں اس جہانِ فانی میں اپنے (زندہ) رہنے کا سبب نہیں پاتا۔ اس جہان میں میری رحلت کا وقت قریب آ گیا ہے"۔

(مکتوباتِ معصومیہ جلد اوّل مکتوب:۸۶)

(۲) آپ کو "اصالت و محبوبیتِ ذاتی" عطاء ہوئی۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:

"یہ جاننا چاہئے کہ جب تک کوئی شخص "اصالت سے بہرہ ور نہ ہو، اُسے "قیومیت" کی نسبت حاصل نہیں ہو سکتی۔ عالی حضرت متعالی منقبت (حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی) نے جس درویش کو "منصب قیومیت" کے حصول کی خوشخبری دی تھی، اُسے "حصولِ اصالت" (اصلیت و خاصیت کے حصول) کی بشارت سے سرفراز فرمایا تھا، کہ جس قدر اصالت کا حصہ تجھے حاصل ہے، اُس کے مطابق ہی خلقت میں تیری "محبوبیت" ودیعت رکھی گئی ہے۔ یعنی آپ نے اُس کے حق میں محبوبیتِ ذاتی اور کمال انفعالی کا نشان دیا۔ وماذلک علی اللہ بعزیز"[۱] (مکتوبات معصومیہ جلد اوّل مکتوب:۸۶)

(۳) آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وجودِ مسعود حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی "خمیرِ طینت" کے بقیہ سے بنا۔ چنانچہ خود "مکتوباتِ معصومیہ" جلد اول مکتوب نمبر ۱۹۲ میں تحریر فرماتے ہیں:

۱:۔ اور یہ خداوند قدوس کو کچھ مشکل نہیں۔ (پارہ ۱۳، سورہ ابراہیمؑ:۲۰)

Marfat.com

''ہمارے حضرت (حضرتِ مجدّد) قدس سرہٗ العزیز فرماتے تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خلقت سے جو بقیہ رہ گیا تھا، اُسے بطور اُنس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے دولت مندوں میں سے ایک کو عطا کیا ہے اور اُس فرد کی طینت کا خمیر کے بعد بھی تھوڑا سا بقیہ رہ گیا تھا، وہ بقیہ اُس فرد کے مریدوں میں سے ایک کو نصیب ہوا ہے، اور اُس کی طینت کا خمیر اُس سے کیا گیا ہے اور اُس کے اندازے کے موافق اُسے ''اصالت'' کا حصہ ملا ہے''۔

ان ربک واسع المغفرۃ ط (بے شک تمہارا پروردگار بڑی بخشش والا ہے'')۔ (پارہ ۲۷، سورہ النجم: ۳۲)

☆

(۴) آپ علیہ الرحمہ ''زمرۂ سابقین'' میں شامل ہیں اور ''اسرارِ مقطعات'' سے بھی آپ کو حصہ نصیب ہے۔ چنانچہ تحریر فرماتے ہیں:

حضرت پیر دستگیر (حضرت مجدّد) قدس سرہٗ العزیز نے ایک دن فرمایا کہ میں ایک روز ''زمرۂ سابقین'' میں نظر ڈال رہا تھا کہ جس کی شان میں حق سبحانہٗ نے فرمایا ہے:

ثلثہ من الاولین وقلیل من الآخرین ط (پارہ ۲۷، سورہ واقعہ: ۱۳، ۱۴)	''اگلوں میں سے ایک گروہ اور پچھلوں میں سے تھوڑے''۔ (ترجمہ فاضل بریلویؒ)

میں نے اپنے آپ کو اس زمرہ میں داخل پایا اور اپنے مریدوں میں سے بھی ایک کو وہاں اپنے ساتھ پایا۔ اسی طرح ''متشابہات'' کے اسرار کی بابت بھی آپ نے لکھا ہے کہ ''متشابہات اشارۂ معاملات'' کی طرف ہے۔ جائز ہے کہ ایک شخص کو معاملہ حاصل ہو اور اُسے اُس معاملہ کا علم نہ ہو۔ اس بات کو آپ نے اپنے مریدوں میں سے ایک فرد میں مشاہدہ فرمایا ہے، دیکھئے دوسروں کو کیا ملے۔

سعادتہا ست اندر پردۂ غیب نگہ کن تا کرار یزند در جیب	سعادتیں پردۂ غیب کے اندر ہیں تو نگاہ کر تا کہ وہ تیری جیب میں ڈال دی جائیں''۔

(''مکتوباتِ معصومیہ'' جلد اوّل مکتوب: ۲۲۷)

Marfat.com

(۵) حق تعالیٰ (جل شانہٗ) نے آپ کو ''عُروۃ الوثقیٰ'' (مضبوط ستون یا مضبوط کلمہ) کا خطاب دیا۔ چنانچہ ۱۰۳۵ھ/۱۶۲۶ء میں ایک روز آپ نے فرمایا کہ:

> ''آج میں صبح کے حلقہ میں بیٹھا تھا کہ جناب سرورِ کائنات خلاصۂ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہو کر مجھ سے بغل گیر ہوئے اور فرمایا کہ حق تعالیٰ نے آپ کو ''عروۃ الوثقیٰ'' کا خطاب دیا ہے۔ اس ''نعمتِ عظمیٰ'' کا شکر بجا لاؤ۔ اسی اثناء میں کیا دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے تمام مقرب فرشتوں اور انبیاءؑ و اولیاءؒ نے آ کر میرے گرد حلقہ بنایا اور کہتے ہیں، السلام علیکم یا محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ''۔ پھر ہر ایک نے مجھ سے مصافحہ کیا۔ میں نے سنہری خط سے عرشِ مجید کے گرد ''محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ'' لکھا ہوا دیکھا''۔ (روضۃ القیومیہ)

☆

آپ اپنی ''قیومیت'' کے چونتیسویں (۳۴ویں) سال حرمین شریفین کی زیارت سے مشرّف ہوئے۔ وہاں کے بعض حالات آپ کے فرزندِ ثانی مروّج الشریعت حضرت خواجہ عبیداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک رسالہ ''یاقوتِ احمر'' میں تحریر فرمائے ہیں، جس سے چند واقعات درج ذیل ہیں:

حضرت قیوم ثانی فرماتے ہیں کہ جب ہم ''ایام تشریق'' (حج کے مخصوص ایام) میں منیٰ سے شہر آئے تو طواف سے فارغ ہونے پر ظاہر ہوا کہ فرشتہ نے محض ادائے ارکان پر قبولیتِ حج اور اَجر کا مُہر شدہ کاغذ ہمیں عطا کیا۔ ایامِ مکہ میں آپ اکثر طواف میں مشغول و مصروف رہا کرتے۔ اُس وقت اس عبادت کو بہترین عبادت جانتے تھے اور فرماتے کہ عجیب و غریب باتوں کا انکشاف ہوتا ہے۔ اکثر اوقات دیکھتا ہوں کہ کعبہ ہم سے گلے ملتا ہے اور بڑے اشتیاق سے چومتا ہے۔ اُنہیں دنوں ایک روز ظاہر ہوا کہ مجھ سے انوار و برکات اس کثرت سے نکلتے ہیں کہ انہوں نے تمام چیزوں کو گھیر لیا ہے، اور جنگل و بیابان اُن سے پُر ہو گیا ہے۔ اور ان کے مقابلہ میں تمام دیگر انوار چُھپ گئے ہیں۔ جب میں اُس کی حقیقت کے دریافت کے واسطے متوجہ ہوا تو معلوم ہوا کہ مجھ سے میری حقیقت دُور کر کے کعبہ کی حقیقت سے مشرّف فرما دیا گیا ہے۔

☆

Marfat.com

محرم کی تیسری تاریخ کو آپ اہلِ معلّٰی کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قبر شریف پر توقف کے بعد فرمایا کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی وجہ سے انوار موجزن ہیں۔ پھر ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے روضۂ مبارک پر طویل مراقبہ کے بعد فرمایا کہ مائی صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس قدر عنایات فرمائیں کہ بیان نہیں ہوسکتا۔ بعدازاں حضرت فضیل بن عیاض اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہم کے مزارات پر فاتحہ پڑھی اور اُن کے حق میں تعریفی کلمات فرمائے۔

☆

ایک رات آپ وتر کی نماز پڑھ رہے تھے کہ فرمایا ''رکنِ یمانی'' کے نزدیک بہت سے فرشتے موجود ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں بھی وارد ہے کہ ستر ہزار فرشتے ''رکنِ یمانی'' کے نزدیک رہتے ہیں۔ دیکھنے میں آیا کہ وہ اپنی جگہ سے سرک کر میرے گرداگرد جمع ہوگئے، اور اُن کے ہاتھوں میں قلم دوات ہے۔ میری حقیقت لکھ کر چلے گئے۔ ایک روز بعد نمازِ فجر حلقہ میں دیکھا کہ مجھ کو ایک خلعتِ عالی عطاء ہوا ہے۔ پھر معلوم ہوا کہ یہ ''خلعتِ عبودیّت'' ہے۔ ایک روز آپ حلقۂ ذکر میں بیٹھے تھے۔ مراقبہ کے بعد فرمایا کہ آج مجلسِ سکوت میں ''ارشاد'' کی نہایت عالی شان ''خلعت'' عنایت ہوئی ہے۔ اسی مجلس میں فرمایا کہ مجھے قلم دوات عنایت ہوئی۔ گویا مجھے منصبِ وزارت عطاء ہوا ہے۔ اور جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت سے مجھے تمام مخلوقات پر وزیرِ اعظم بنایا گیا ہے۔

☆

جب حرم شریف سے رُخصت ہونے کے دن قریب آئے تو الطافِ عظیمہ اور انعاماتِ جلیلہ مرحمت ہوئے اور معلوم ہوا کہ ایک خلعتِ عالی سبز رنگ مکلل بجواہر عنایت ہوا، جو خلعتِ وداع تھا اور بعض صاحبزادگان جو رفیق سفر تھے، اُن کو بھی عنایت ہوا۔

☆

مکہ مشرّفہ سے روانہ ہو کر آپ مدینہ منوّرہ پہنچے اور روضۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہو کر آدابِ زیارت بجالائے۔ روضۂ مطہرہ سے کمال عنایات ظاہر ہوئیں۔ تین چار روز کے بعد اہل مدینہ نے داخلِ طریق ہونے کی درخواست کی۔ آپ نے بپاسِ ادب اس معاملہ میں حضور سیّد کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا اور مواجہ شریف میں کھڑے ہو کر مراقبہ کیا۔ چنانچہ اس معاملہ میں کمال رضا معلوم ہوئی اور خلعتِ ارشاد عنایت ہوا اور انوار و عنایات حضراتِ

Marfat.com

شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ظاہر ہوئے۔

☆

فرمایا کہ اگرچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزار مقدس جنت البقیع میں ہے مگر حجرہ شریفہ اُن کا گھر ہے۔ اکثر اوقات ام المومنین کو حجرۂ شریف میں پاتا ہوں اور مسجد شریف کو اُن کے انوار سے پُر دیکھتا ہوں۔

☆

آپ کو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں دو روز کے اعتکاف کی اجازت ہوئی۔ رات کے وقت جب سب کو وہاں سے حسبِ معمول علیحدہ کر دیا گیا تو آپ مواجہہ شریف میں جا کر مراقب ہو گئے۔ فرمایا کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم حجرۂ خاص سے باہر جلوہ افروز ہوئے اور میرے پاس نزول فرمایا۔ اسی طرح ''تہجد'' کے وقت محسوس ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مقصورہ سے باہر تشریف لائے اور بکمالِ عنایت مجھ سے بغل گیر ہوئے۔ اس وقت مجھ کو الحاقِ خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت سے حاصل ہوا۔

☆

فرمایا کہ محسوس ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجودِ مقدس مرکزِ جمیع عالمیان ہے۔ عرش سے فرش تک تمام مخلوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محتاج ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض یاب ہے۔ اگرچہ وہابِ مطلق اللہ تعالیٰ جل شانہٗ ہے، لیکن افاضہ آپ علیہ التحیۃ والثناء کے توسّل شریف سے ہوتا ہے اور مہماتِ ملک وملکوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہتمام وانصرام سے سرانجام پاتی ہیں۔ شب وروز روضۂ مطہرہ سے مخلوقات پر انعام واکرام کی بارش ہوتی ہے اور کیوں نہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وما ارسلنک الا رحمة للعلمین کے مصداق ہیں۔ باوجود اس عمومِ رحمت کے، استغناء جو مقامِ محبوبیت کو لازم ہے، بدرجہ اُتم واکمل پایا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں عرضِ حاجت کے واسطے توسّل کی ضرورت ہوتی ہے اور بلا توسّل مشکل محسوس ہوتی ہے۔

☆

ایک روز فرمایا کہ کل سے ظہورِ اسرار اور تلاطمِ امواج انوار ہوتا تھا اور آج ایک ایسا معاملہ اضافہ کیا گیا ہے کہ اشارہ سے بھی ظاہر نہیں کر سکتا۔ اگر ظاہر ہو تو قطع البلعوم وذبح الحلقوم (گلا کٹوانے اور گردن ذبح کروانے) کا سزاوار ہوں، مگر بعض مقامات رمز سے کہتا

Marfat.com

ہوں اور وہ معاملہ کمون و بروز ہے۔ جب شیخ کامل یہ چاہتا ہے کہ اپنے جمیع کمالات کسی مرید صادق میں اضافہ کرے تو اپنے سے غائب ہو کر نفسِ مرید میں ظاہر ہوتا ہے اور اُس وقت وہ مرید بتمامہ مُرشد کے رنگ میں رنگا جاتا ہے اور اُس کے جملہ حقائق ولطائف سے متحقق ہو جاتا ہے۔

☆

حضرت امام ربانی شہبازِ لامکانی قندیلِ نورانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی اس معاملہ کو اپنی نسبت حضور سیّد عالم علیہ التحیۃ والثناء سے ثابت کیا کرتے تھے۔ اب اس قسم کا معاملہ فقیر کی نسبتِ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے پاتا ہے۔ اس سبب سے بعض معاملات ایسے درمیان میں آتے ہیں کہ لاعین رأت ولا اذن سمعت (نہ آنکھوں نے دیکھے اور نہ کانوں نے سُنے۔) اور اسی وجہ سے رات جو اشعار نعت وقصائد مدحیہ حسب رسمِ قدیم پڑھے گئے، سب کو اپنی طرف منسوب پاتا تھا۔

دریں اثناء آپ کے خلف دوم (خواجہ محمد نقشبند ثانی علیہ الرحمہ) نے عرض کیا کہ کمون وبروز میں بھی فنا وبقا متعارفہ قوم ہے یا کوئی علیحدہ معاملہ ہے؟ فرمایا کہ "نہیں۔ یہ غیر فنا وبقا ہے اور اس سے بدرجہا ممتاز ہے"۔

☆

ایک روز آپ جنت البقیع میں گئے۔ واپسی پر فرمایا کہ میں جس قبر پر جاتا تھا، صاحبِ قبر جس طرح عنایت وکرم سے پیش آتا تھا، اُسی طرح دوسرے اہل قبور کہ جن کی قبروں پر جانے کا ارادہ ہوتا تھا، منتظر رہتے تھے، اور میری ملاقات کے لئے اس طرح جمع ہوتے تھے، جیسا کہ کسی بہت ہی عزیز مہمانِ گرامی کے واسطے جمع ہوتے تھے۔

☆

فرمایا کہ سیّدنا حضرت ابراہیم ابیہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضۂ اقدس پر حاضر ہوا، تو وہ میری طرف آ کر مجھ سے ملحق ہو گئے۔ کبھی میری گود میں لیٹتے تھے اور گلے سے لپٹتے تھے۔ بالکل نور ہی نور تھے اور کیوں نہ ہوتے کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اِس جگر گوشہ کے حق میں فرمایا تھا:

"لو عاش لکان نبینا" "اگر وہ زندہ رہتے تو نبی ہوتے"۔

☆

فرمایا کہ بقعاتِ مبارکہ اور مزارات متبرکہ میں میری نسبت نے ظہورِ عجیب اور

Marfat.com

انجلائے غریب پیدا کیا اور میں نے اپنا قُرب ومنزلت بجنابِ اقدس او تعالیٰ مشاہدہ کیا۔ محسوس ہوا کہ تمام عالم اس نسبت کے انوار سے بھر گیا ہے اور موجوداتِ عالم صف باندھے ہوئے میرے گرد ہیں اور میں اُن میں امام معلوم ہوتا ہوں اور کافۂ مخلوقات کو جو گوناگوں فیوض وبرکات پہنچتی ہیں، اس درویش کے توسط سے پہنچتی ہیں۔ اور تمام مخلوقات، کیا اولیاء کیا غیر اولیاء، اس فقیر سے حصولِ برکات وترقیات کے منتظر ہیں۔ اور اکثر اوقات قلم دوات اپنے پاس تصحیح مہماتِ ملک کے لئے حاضر پاتا ہوں۔ جیسا کہ وزیر اعظم کو بارگاہِ سُلطان میں نسبت وقدرت ہوتی ہے، وہی حالت مجھ کو اپنی نسبت سمجھ میں آتی ہے۔

☆

ارشاد کیا کہ ''جنت البقیع'' میں یوں تو سب بعنایت اور لطف وکرم پیش آتے ہیں مگر امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السّلام، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت امام اسمٰعیل بن حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اَوروں (دوسروں) سے زیادہ مہربان ہیں۔

☆

فرمایا کہ جس وقت مَیں مدینہ منوّرہ سے روانہ ہونے لگا، مسجد شریف میں رُخصت کے واسطے حاضر ہوا۔ جدائی کے رنج والم وشدتِ غم کی وجہ سے بے اختیار اور بار بار رونے لگا۔ اسی حالت میں تھا کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم، بکمال عظمت وشوکت اپنے روضۂ اطہر سے ظاہر ہوئے اور نہایت کرم سے ''خلعتِ تاج سلاطین'' بکمال علو ورفعت کہ ایسا ہرگز نہیں دیکھا گیا تھا، احقر کو پہنایا اور محسوس ہوا کہ اس تاج پر ایک شہپر کا طرّہ لگا ہوا ہے، اور اُس پر ایک ''لعل'' جڑا ہوا ہے۔ ایسا معلوم ہوا کہ یہ ''خلعتِ خاص'' جسمِ اطہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اُترا ہوا ہے اور دیگر خلعتوں کی طرح نہیں اور فرمایا کہ خلعت عطا کرنے سے نظرِ کشفی میں نسبتِ خاصہ مرحمت فرمانا مراد ہوتی ہے۔

☆

اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ...... حضور رسالت مآب علیہ التحیۃ والثناء کی اجازتِ مبارکہ سے واپس وطن مالوف تشریف لے آئے۔

☆

Marfat.com

آپ قدس سرّہ العزیز کے تصرّف وکرامات بے حد وحساب ہیں۔ بطور تبرک چند ایک کا اندراج کیا جارہا ہے۔

(۱) ایک روز آپ وضو فرمارہے تھے کہ اچانک خادم سے لوٹا لے کر دیوار پر مارا اور وہ لوٹا ٹوٹ گیا۔ آپ نے دوسرے لوٹے سے وضو فرمایا۔ حاضرین نے اس اَمر کو ذہن میں رکھا۔ ایک مدّت کے بعد ایک سوداگر حاضر خدمت ہوا۔ اُس نے بیان کیا کہ مَیں ایک دفعہ بنگال کی طرف ایک جنگل میں تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شیر میری طرف غراتا ہوا چلا آرہا ہے۔ میں نہایت خوف زدہ ہوا، اچانک حضرت والا مرتبت کو دیکھا کہ لوٹا پکڑے ہوئے تشریف لائے اور وہ لوٹا شیر کی طرف بڑے زور سے پھینکا۔ شیر ڈر کے مارے بھاگ کھڑا ہوا اور میں محفوظ و مامون رہا۔

☆

(۲) ایک جوگی جادو سے آگ باندھ دیتا تھا اور لوگوں کو اس شعبدہ بازی سے اپنا فریفتہ بنا لیا تھا، یہ معلوم کر کے آپ کو غیرت آئی اور بہت سی آگ روشن کر کے یہ آیہ شریفہ پڑھ کر دم فرمایا:

ینار کونی بردا وسلاما علی ابراھیم	''اے آگ سرد ہو جا اور ابراہیمؑ پر (موجب سلامتی (بن جا)۔

اور ایک شخص کو حکم دیا کہ اس میں بیٹھ کر ''ذکر'' کر۔ چنانچہ وہ آگ میں بیٹھ کر ''ذکر'' میں مشغول ہوا اور آگ اُس پر گل وگلزار بن گئی۔

☆

(۳) ایک شخص اپنے بیٹے کو آپ کی خدمتِ بابرکت میں لایا اور عرض کی یہ کسی عورت پر فریفتہ ہو گیا ہے، نہ دنیا کا کام کرتا ہے نہ عاقبت کا۔ آپ اُس کو سمجھانے لگے تو اس نے کہا:

درکوئے نیکنامی مارا گزر نہ دادند گر تو نمی پسندی تغیر کن قضارا	''لوگوں نے ہمیں نیک نامی کے کوچے میں جانے نہیں دیا، اگر تو (ہماری موجودہ حالت) کو پسند نہیں کرتا تو پھر تقدیر کو بدل دے۔
(حافظ شیرازی)	(دیوانِ حافظؒ)

یہ سُن کر آپ نے فرمایا کہ ہم نے تیری تقدیر بدل دی۔ چنانچہ وہ فوراً تائب ہوا اور خیال عشق جاتا رہا۔

ے طواف کوئے ملامت کو اب نہ جائے دل
نہ اپنے ساتھ ہماری بھی خاک اُڑا اے دل

☆

Marfat.com

(۴) آپ کے ایک عزیز مخلص کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میری آنکھ میں دَرد ہوا۔ ہر قسم کا علاج کیا مگر بے سود۔ ایک شخص نے اُس سے اپنی مجرب دوا کی تعریف کی۔ بیچارے نے اُس کا بھی استعمال کیا مگر دوائی لگاتے ہی بصارت جاتی رہی۔ اسی اثناء میں آپ رحمۃ اللہ علیہ حج مبارک سے واپس تشریف لے آئے۔ یہ بھی کسی کا ہاتھ پکڑ کر حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے اُس کو دیکھ کر بہت افسوس کا اظہار کیا اور اپنا لعاب دہن اُس کی آنکھوں میں ڈال کر فرمایا:

''اسی طرح گھر چلا جا، وہاں جا کر آنکھیں کھولنا''۔

چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا، گھر جا کر جو آنکھیں کھولیں تو بینائی موجود پائی۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

☆

(۵) آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک داماد نے پوشیدہ طور پر کسی غیر عورت کی طرف رجوع کیا۔ صاحبزادی نے آپ سے اس امر کی شکایت کی۔ آپ کی زبان مبارک سے بے ساختہ نکلا:

''مر جائے گا''۔

صاحبزادی نے عرض کیا کہ جیتا رہے۔ فرمایا کہ:

''بس اَب جو ہونا تھا ہو گیا۔ اَب اُس کے ایمان کی سلامتی کی دُعا کرو''۔

چنانچہ تین چار روز کے بعد اُس کا انتقال ہو گیا۔

☆

(۶) آپ کے ایک مرید کا بیان ہے کہ مجھے افلاس نے بہت تنگ کیا تو میں نے گھبرا کر آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ افلاس (غربت) کے ہاتھوں بہت تنگ اور لاچار ہوں۔ حضرت نے مجھے روپوں کی تھیلی عنایت فرمائی اور ارشاد کیا کہ اسے گننا مت، جس قدر چاہو خرچ کرو۔ میں حسب ضرورت اُسے وقتاً فوقتاً خرچ کرتا رہا۔ حتیٰ کہ میں ایک لاکھ روپے اُس میں سے خرچ کر چکا، لیکن وہ اتنے کا اتنا ہی تھا۔ ایک روز میری بیوی نے وہ روپیہ گنا تو سات سو نکلا۔ اُس کے بعد ہم نے خرچ کیا تو ختم ہو گیا۔

☆

Marfat.com

(۷) ایک روز آپ خانقاہِ عالیہ میں جلوہ افروز تھے کہ ناگاہ آپ کا دستِ مبارک اور آستین پانی سے تر ہو گئے۔ حاضرین و ناظرین تعجب کا شکار ہو گئے اور آپ سے سبب اور وجہ دریافت کی۔ آپ نے فرمایا کہ:

"میرے ایک سوداگر مرید کا جہاز غرق ہونے لگا تھا، اُس نے ہماری طرف توجہ کی اور اپنی نجات و رہائی کے لئے مدد طلب کی۔ مَیں نے ہاتھ سے اُس کو غرقاب سے نکال کر ساحلِ نجات پر پہنچا دیا"۔

ایک مدت کے بعد وہ سوداگر حاضرِ خدمتِ اقدس ہوا اور ایک رقم کثیر بطور نذرانہ پیش کی اور جہاز کے غرق ہونے اور نجات پانے کا قصہ بیان کیا۔

☆

(۸) آپ علیہ الرحمہ کے خلیفہ حضرت خواجہ محمد صدیق پشاوری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں حضور والا (حضرت خواجہ محمد معصومؒ) سے اجازت حاصل کر کے اپنے وطن کو روانہ ہوا۔ راستے میں سُلطان پور کی ندی کی پُل کے نیچے کپڑے پاک کر رہا تھا کہ میرا پاؤں پھسلا اور پانی سر سے اونچا ہو گیا۔ میں تیرنا نہ جانتا تھا۔ پانی مجھ کو کبھی اوپر لاتا تھا اور کبھی نیچے۔ زندگی کی اُمید باقی نہ رہی تھی کہ یکایک حضرت والا مرتبت نمودار ہوئے اور مجھے ہاتھ سے پکڑ کر باہر لا کھڑا کیا۔ اور خود نظر سے غائب ہو گئے۔

؎ کوئی اندازہ کرسکتا ہے اُس کے زورِ بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
(اقبالؒ)

☆

(۹) خواجہ محمد صدیق پشاوری رحمۃ اللہ علیہ کا ہی بیان ہے کہ میرا ایک مخلص نوروز بیگ نامی حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ العزیز کے دیدارِ فیض آثار سے مشرّف ہوا ہے، یوں بیان کرتا ہے کہ میں ایندھن بیل پر لاد کر لا رہا تھا کہ لکڑیوں کا گٹھا بیل پر سے زمین پر گر پڑا۔ کوئی شخص وہاں پر موجود نہ تھا کہ لدوانے میں میری مدد کرے۔ میں حیران و پریشان کھڑا تھا۔ اتنے میں حضرت والا مرتبت قدس سرہٗ العزیز کو تشریف لاتے دیکھا کہ قدوم میمنت لزوم فرمایا اور گٹھا لدوا کر نظروں سے غائب ہو گئے۔

☆

Marfat.com

(۱۰) آپ کے ایک مخلص حاجی نور دین بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں حرمین شریفین کی زیارت کو روانہ ہوا اور جہاز پر سوار ہو گیا۔ ہوا کی شدت اور طغیانی کے سبب جہاز ڈوبنے لگا۔ اکثر لوگوں نے اپنا سامان سمندر میں ڈال دیا کہ تاکہ جہاز سے بوجھ ہلکا ہو جائے اور ڈوبنے سے بچ جائے۔ میں اس حال میں حضرات مخدوم زادگان کی طرف متوجہ ہوا اور نہایت عاجزی سے التجا کی کہ یا حضرت! وقت امداد ہے۔ متوجہ ہوتے ہی دونوں مخدوم زادے تشریف لائے اور فرمایا کہ مطمئن رہو، ہم تمہاری مدد کے لئے آپہنچے ہیں، اب جہاز نہیں ڈوبے گا۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

میں نے یہ بشارت سُن کر لوگوں سے کہا کہ کوئی شخص اپنا سامان سمندر میں نہ پھینکے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اب جہاز نہیں ڈوبے گا، کیونکہ بزرگانِ دین نے مجھے بشارت دی ہے۔ چونکہ لوگوں کے خیال میں جہاز کا بچنا دشوار اور ناممکن تھا، لہٰذا کسی نے بھی میری بات پر یقین نہ کیا۔ مگر فوراً لہریں ختم ہو گئیں اور جہاز سنبھل گیا۔ یہ دیکھ کر سب لوگ حضرت قدس سرہٗ العزیز کے معتقد اور اس فقیر کے مخلص ہو گئے۔ ہم بخیریت روانہ ہوئے اور سعادتِ حج بیت اللہ و زیارت روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے۔

☆

(۱۱) جب آپ نماز کی امامت کرتے ہوئے قرأت پڑھتے تو آپ کے پیچھے سَو سَو صف بھی ہوتی لیکن آواز اس قسم کی تھی کہ جتنی اونچی آواز پہلی صف والوں کو سنائی دیتی، اتنی ہی آخری صف والوں کو سنائی دیتی تھی۔

☆

(۱۲) ایک شخص نے آپ کے حضور ایک رافضی کا ذکر کیا کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بُرا بھلا کہتا ہے۔ آپ سخت ناراض ہوئے، اُس وقت خربوزہ کھا رہے تھے۔ آپ نے چھری ہاتھ میں لے کر خربوزہ پر رکھ کر فرمایا:

"لو ہم رافضی کا سَر کاٹتے ہیں"۔

خربوزہ کو دو ٹکڑے کر دیا۔ اُسی روز وہ رافضی آنجہانی ہو گیا۔

☆

(۱۳) فارسی زبان کا شہرۂ آفاق شاعر ناصر علی سرہندی آپ کا مریدِ صادق تھا۔ اوائل میں اُس کو شعر کہنے کا از حد شوق تو تھا لیکن کہنا نہیں آتا تھا۔ ایک روز آپ (خواجہ محمد معصومؒ) کی خدمتِ

Marfat.com

بابرکت میں حاضر ہوا تو آپ اُس وقت وضو فرما رہے تھے۔ ازراہِ کرم، فرمایا:

''علی! جو چاہو مانگو''۔

اُس نے عرض کیا کہ ''زبان'' چاہتا ہوں۔ فرمایا!

''ارے کم ہمت! اچھا، یہ لو، میرے وضو کا پانی پی لو، کافی ہوگا''۔

ناصر علی سرہندی نے حسب الارشاد وضو کا پانی پیا۔ پیتے ہی اُن کا سینہ ''معرفتِ الٰہی'' سے منوّر اور دِل مظہر فیضِ الٰہی ہوگیا اور اُس کی زبان سے اس قدر شعر نکلنے لگے کہ جن سے بڑھ کر وہم وگمان میں بھی نہ آسکتے تھے۔ چنانچہ اُس کا ایک شعر ہے۔

بایں شوخی غزل گفتن علی از کس نے آید
بایراں مے فریسم تا کہ مے گوید جوابش را

(ترجمہ: ''اے علی! تیرے سوا اس طرح شوخی کے ساتھ کوئی بھی غزل نہیں کہہ سکتا۔
میں اپنی غزل کو ایران میں بھیج رہا ہوں تا کہ کوئی اس کا جواب کہے'')۔

(۱۴) آپ کے ایک مرید کا بیٹا بیمار ہوگیا۔ کافی علاج معالجہ کیا مگر رُو بصحت نہ ہوا۔ مرض میں اضافہ ہوتا گیا۔ والدین اُس کی زندگی سے مایوس ہوکر آپ کی خدمتِ اقدس میں لائے۔ لڑکا داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گیا اور باپ صدمہ سے نڈھال ہوکر زمین پر گر پڑا اور قریب المرگ ہوگیا۔ جب آپ نے یہ صورتِ حال ملاحظہ فرمائی تو رحم آگیا۔ اُس لڑکے پر توجہ کی اور دیر تک کھڑے رہ کر اُس پر مراقبہ کیا۔ کچھ دیر بعد تھوڑا سا پانی لے کر کچھ آیتیں پڑھ کر دَم کیا اور وہ پانی لڑکے پر چھڑکا۔ پانی کا چھڑکنا تھا کہ وہ لڑکا اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ ایسے ہشاش بشاش اور صحت مند تھا کہ جیسے کبھی کسی مرض کا شکار ہی نہیں ہوا۔ حاضرین یہ حال دیکھ کر حیران رہے اور پہلے کی نسبت اُن کا اعتقاد زیادہ ہوگیا

نہ ہو آرام جس بیمار کو سارے زمانے سے
اُٹھا لے جائے تھوڑی سی خاک اُن کے آستانے کی

☆

(۱۵) حضرت والامرتبت دکن سے گزر رہے تھے کہ شہنشاہ ابوالمظفر محی الدین اورنگ زیب عالمگیر جس کے اُس وقت ایام شہزادگی تھے، آپ کی آمد کی خبر پاکر بارہ ہزار روپے کی تھیلی لے کر

Marfat.com

حاضر خدمت ہوا۔ حضرت اُس سے بڑی محبت اور شفقت سے پیش آئے اور ''سلطنت'' کی بشارت دی۔ شہزادے نے عرض کیا: ''حضور مجھے تحریر فرمادیں''۔ آپ نے اُسے تحریر فرما کر مرحمت کردیا۔ جب اورنگ زیب تخت نشین ہوا تو اُس کی بہن بڑے فخر و انبساط سے کہا کرتی تھی کہ:

''میرے بھائی نے بارہ ہزار میں ہند کی سلطنت خریدی ہے''۔

☆

اشاعت طریقہ عالیہ کے سلسلہ میں آپ کی مساعی جمیلہ بےنظیر و بے مثال ہیں۔ آپ یکم ربیع الاوّل ۱۰۳۴ھ/۱۳، دسمبر ۱۶۲۴ء بروز جمعرات مسندِ ارشاد و قیومیت پر جلوہ افروز ہوئے۔ اُس روز پچاس ہزار لوگوں نے آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ جن میں سے دو ہزار حضرت امامِ ربانی مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی کے مریدین و خلفاء تھے۔ جو خُلفاء مختلف ممالک میں تھے، وہ بھی مختلف اوقات میں سرہند شریف حاضر ہو کر سعادتِ بیعت سے مشرف ہوئے۔ ماوراالنہر، خراسان اور بدخشاں وغیرہ ممالک کے بادشاہوں نے اپنے وکیل مع تحائف بھیج کر غائبانہ آپ سے دوبارہ بیعت کی۔ قیومیت کے تیسرے سال جب شاہنشاہ شہاب الدین شاہجہان تخت نشین ہوا تو سرہند شریف حاضر ہو کر دوبارہ بیعت سے مشرف ہوا اور تبلیغ و ترویج اسلام میں حد درجہ سعی و کاوش کی۔

☆

چوتھے سال حضرت خواجہ محمد حنیف کابلی رحمۃ اللہ علیہ حاضر خدمت ہو کر آپ سے بیعت ہوئے۔ آپ نے اُنہیں ''خلعتِ خلافت'' سے آراستہ کر کے کابل بھیج دیا، جہاں اُن کو بڑی قبولیت نصیب ہوئی اور ہزارہا لوگ اُن کے مرید ہو کر صاحب حال ہوئے۔ پانچویں سال خواجہ محمد صدیق پشاوریؒ اور شیخ ابوالمظفر بُرہانپوریؒ حاضر خدمت ہو کر سعادت بیعت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے خواجہ صاحبؒ کو خلافت مرحمت فرما کر پشاور جانے کا ارشاد فرمایا، جہاں اُن کو بڑی کامیابی ہوئی، اور شیخ صاحب کو کچھ مدّت کے بعد خلیفہ بنا کر دکن روانہ کیا، جہاں بہت سے لوگ اُن کے مرید ہوئے اور خلافت سے مزیّن ہو کر اپنے اپنے وطن میں اشاعتِ طریقہ میں مشغول ہوئے۔

☆

Marfat.com

ساتویں سال شیخ بدالدین سُلطان پوری اور شیخ انور نور سرائی بیعت ہوئے، اور خلافت دے کر بغرضِ اشاعتِ سلسلہ سلطان پور اور نور سرا میں بھیج دیئے گئے۔ آٹھویں سال ملک شام کے سات سو (۷۰۰) علماؤ مشائخ اور وہاں کے ہزار ہا آدمی سرہند شریف میں حاضر ہوکر بیعت سے مشرف ہوئے۔ نویں سال شاہِ روم نے اپنے قاصد کے ہاتھ تحائف وہدایہ بھیجے اور غائبانہ بیعت کی۔ تیرھویں سال عبدالعزیز شاہِ توران غائبانہ بیعت سے مشرف ہوا۔ چودھویں سال شہزادہ محمد اورنگ زیب عالمگیر نے سعادتِ بیعت حاصل کی۔ پندرھویں سال اورنگ زیب کی بہن روشن آراء نے اور سولہویں سال روشن آراء کی بہن گوہر آرا نے آپ کی بیعت کی۔ انیسویں سال سلطان عبدالرحمٰن شاہِ خراسان اور اُس کی بیگم بیعت سے مشرف ہوئے۔

☆

اکیسویں سال تُرکستان ودشتِ قیچان کے تمام خان اور سلطان اپنے اپنے لشکر سمیت غائبانہ مرید ہوئے۔ بائیسویں سال شاہ سلیمان بادشاہِ ایران، رفض سے تائب ہوکر غائبانہ مرید ہوا، اس کے ساتھ ہزار ہا شیعہ تائب ہوکر آپ کے دامنِ ارادت سے وابستہ ہوئے۔ تیئسویں سال بادشاہِ کاشغر غائبانہ مرید ہوا۔ چوبیسویں سال امامِ یمن غائبانہ مرید ہوا۔ پچیسویں سال شیخ حبیب اللہ بخاری کو جو دسویں سال مرید ہوا تھا، خلافت عطا فرما کر بخارا میں بھیجا اور وہاں انہیں قبولیتِ عامہ نصیب ہوئی۔ چھوٹے بڑے وضیع وشریف، خوانین وسلاطین اور رعایا مرید ہوئی اور چار سو (۴۰۰) نے درجۂ تکمیل پر پہنچ کر اُن سے اجازت وخلافت پائی۔ ان کے ذریعہ سلسلہ عالیہ خراسان وماوراء النہر میں بہت پھیلا۔

☆

ستائیسویں سال حضرت والا نے اپنے خلیفہ خواجہ ارغوان کو خطا وچین میں بھیجا اور اس کے ہاتھ پر وہاں کا بادشاہ ملقب بہ قآن مسلمان ہوگیا۔ اٹھائیسویں سال آپ نے شیخ مراد کو خلافت سے نواز کر بغرض اشاعتِ سلسلہ ملک شام میں بھیجا، وہاں وہ دمشق میں مقیم ہوئے، اور والئی شام، تمام امراء اور دیگر لوگ بکثرت اُن کے حلقۂ ارادت میں آئے اور سلسلہ عالیہ اُس ملک میں پورے طور پر رائج ہوا۔ چونتیسویں سال بہت سے ارادت مندوں کے ساتھ آپ حج کے لئے تشریف لے گئے۔ چھتیسویں سال واپس تشریف لائے۔ جب بندرگاہ ''سورت'' میں قدم فرما ہوئے تو ہر روز ہزاروں کی تعداد میں لوگ مرید ہونے لگے۔ صبح تا مسا تقریباً تین ہزار لوگ حلقہ میں شامل ہوتے۔ ہجومِ خلق کی یہ کیفیت ہوئی کہ امراء وسلاطین کو آپ کی زیارت بدقت نصیب

Marfat.com

ہوتی۔

جس بزم میں وہ رُخ سے اُٹھا دیتے ہیں پردہ
پروانہ وہاں شمع پہ مائل نہیں ہوتا

☆

قصہ کوتاہ آپ کی کثرتِ ارشادومشیخیّت حدِ بیان سے باہر ہے۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے کے بعد کسی ''ولی اللہ'' کو اس قدر ارشادومشیخیّت نصیب نہیں ہوئی۔ چنانچہ ''تاریخ مراۃ العالم'' و ''جہاں نما'' جو شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے لکھی گئی، میں یوں لکھا ہے کہ:

''مشیخیّت کی مسند پر کوئی ایسا شخص نہیں بیٹھا جیسا کہ خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ العزیز۔ اطراف واکناف عالم کے بادشاہ، علماء، مشائخ، چھوٹے بڑے، وضیع وشریف، مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک آپ کے مرید تھے۔ لاتعداد خاص وعام بندگانِ خدا، صبح وشام پروانوں کی طرح آپ پر جان فدا کرتے۔ ہندوستان، توران، ترکستان، بدخشان، دشتِ قپچان، کاشغر، خطاء، روم، شام اور یمن کے بادشاہ آپ کے مرید ہوئے۔ روئے زمین کے مختلف حصوں کے لوگ آپ کو خواب میں دیکھ کر، اور انبیاءؑ واولیاءؒ سے خوشخبری پاکر، حاضر خدمت ہوکر شرفِ بیعت سے مشرّف ہوتے۔

مختلف ملکوں میں آپ کے خلفاء کی خدمت میں ہزارہا آدمیوں کا مجمع رہتا۔ ہر روز سینکڑوں نئے مرید حاضر خدمت ہوتے اور فنا وبقا اور پروردگار کا پورا پورا قُرب حاصل کرتے۔ آپ کی مجلس کا رُعب اور دبدبہ اس قدر تھا کہ مجلس مبارک میں بڑے بڑے بادشاہ آپس میں گفتگو نہ کرسکتے تھے۔ بغیر اجازت بات نہ کرتے۔ اگر بڑا ضروری کام ہوتا تو کاغذ پر لکھ کر آپ کی خدمت میں پیش کرتے۔ اورنگ زیب عالمگیر شہنشاہِ ہند پر اگرچہ آپ بدرجہ غایت مہربان تھے لیکن پھر بھی بسبب غایت

Marfat.com

ادب اُس نے کبھی آپ کے حضور میں کسی سے گفتگو کی اور نہ بغیر اجازت بیٹھا"۔

(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ"، مولانا نور بخش توکلی، نوری بکڈپو لاہور۔ مئی ۱۹۷۶ء صفحہ ۲۶۰)

☆

چالیسویں سال خصوصیت سے تمام روئے زمین کے خلفاء مع اپنے مریدوں کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بادشاہ اور امیر اپنی اپنی سلطنت اور امارت چھوڑ کر آپ کی زیارت کے لئے قدم بوس ہوئے۔ چنانچہ خانان توران و ترکستان، والیانِ دشتِ قبچان و بدخشان، فرمانروایانِ خطا و خراسان تخت نشینانِ کاشغر و طبرستان، حاکمانِ قہستان و گرجستان، سب کے سب آپ کے دیدارِ فائض الانوار کے لئے سرہند شریف میں حاضر ہوئے۔ شہر کے گرداگرد ایک ایک میل تک لشکر پڑا تھا۔ اس سے پہلے کبھی ایسا مجمع نہیں ہوا تھا، اور بعد میں بھی کبھی ایسا نہیں ہوا۔ نماز کے وقت اس قدر ہجوم نجوم ہوتا کہ ایک دوسرے کی پیٹھ پر سجدہ کرتے بلکہ کھڑا ہونے کو بھی پورے طور جگہ نہ ملتی۔

ہجوم کیوں ہے زیادہ شراب خانے میں
فقط یہ کہ پیرِ مغاں ہے مردِ خلیق

☆

چوالیسویں سال حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہٗ العزیز نے اپنے مریدوں اور خلفاء کو حسب ذیل طور پر اپنے فرزندانِ گرامی کے سپرد فرمایا۔ حضرت محمد صبغۃ اللہ کو کابل اور اُس کے گرد و نواح کے تمام پٹھان اور مغل مرید دے دیئے۔ بدخشاں، ترکستان، دشتِ قبچاق، کاشغر، خطا، روم اور شام کے تمام مرید اور ہندوستان کے بعض مرید حضرت خواجہ حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی علیہ الرحمہ کے سپرد کر دیئے۔ حسب ذیل خلفاء بھی اُن کے سپرد ہوئے۔ خواجہ محمد حنیف کابلی، خواجہ محمد صدیق پشاوری، خواجہ عبدالصمد، اخون موسیٰ ننگر ہاری، شیخ مراد شامی، خواجہ ارغوان خطائی وغیرہ، شہزادہ اورنگ زیب بھی اُن کے سپرد ہوا۔ جب حضرت حجۃ اللہ، کابل تشریف لے گئے تو کابل کے تمام لوگوں نے آپ سے رجوع کیا۔ حضرت خواجہ محمد عبید اللہ مروج الشریعتؒ کو خراسان، ماوراء النہر، توران، دارگنج، غورسد، اندراب، قہستان، طبرستان اور بجستان کے علاقے سپرد کیے اور حسب ذیل خلفاء آپ کے ماتحت کیے۔ شیخ ابوالمظفر بُرہانپوری، شیخ حبیب اللہ بخاری، صوفی پایندہ طلاء، شیخ

Marfat.com

ابوالقاسم بلخیؒ وغیرہ اور ہندوستان کے اکثر اُمراء اور شہزادہ معظم شاہ بھی آپ کے سپرد ہوئے۔ آخر انہوں نے بھی حضرت حجۃ اللہ علیہ الرحمہ سے رجوع کیا۔ دکن اور پنجاب کے اکثر مرید اور خلفاء کو خواجہ محمد اشرف کے حوالہ کیا۔ شہزادہ اعظم شاہ، جعفر خان، وزیر شائستہ خاں، مکرم خاں، محتشم خاں اور سلطان عبدالرحمٰن وغیرہ خواجہ محمد سیف الدینؒ کے سپرد کئے اور حسب ذیل خُلفاء اُن کے حوالے کئے۔ اخوان میر محمد محسن سیالکوٹی، صوفی پایندہ ملاس، شیخ ابوالقاسم بھکریؒ وغیرہ۔ حضرت خواجہ محمد صدیقؒ کو عرب، بحرین اور مشرقی ہند کے اکثر شہر سپرد کئے۔

☆

بعد ازاں آپ نے تمام خلفاء کو دُنیا کے مختلف حصوں میں بھیجا۔ ایک ہزار سات سو خلفاء ترکستان اور دشتِ قپچاق میں بھیجے، اُن کا سردار و سالارا خواجہ ارغون کو مقرر کیا۔ چار سو خلفاء شام اور روم کی طرف بھیج کر اُن کا سردار شیخ مراد کو بنایا۔ سات سو خلفاء خراسان، بدخشان اور توران میں شیخ حبیب اللہ کی زیرِ کمان بھیجے۔ ایک سو خلفاء نواح پشاور میں بھیجے۔ بیس خلفاء ننگر ہار میں بھیجے۔ ان سب کا سردار خواجہ محمد حنیف، خواجہ محمد صدیق اور اخون موسیٰ کو مقررؒ فرمایا۔ باقی خلفاء کو طول وعرضِ ہندوستان میں پھیلا دیا۔

پرونا ایک ہی تسبیح میں اِن بکھرے دانوں کو
مشکل ہے تو اس مشکل کو آساں کر کے چھوڑوں گا

☆

کہتے ہیں کہ خلفاء اور صاحبزادگان کی وساطت کے بغیر براہِ راست نو لاکھ آدمی آپ کے مرید ہوئے اور آپ کے خلفاء کی تعداد سات ہزار تھی، جو سب کے سب صاحبِ کمالات تھے۔

کس نے اپنے دل کے لہو سے لالہ وگل میں رنگ بھرا
جن کو دعویٰ ہو گلشن پر، ہم سے آنکھیں چار کرے

☆

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو وجع المفاصل (جوڑوں کا درد) کا مرض تھا۔ آخر عمر میں اس مرض نے بہت غلبہ پایا اور پریشان کیا۔ وفات سے دو تین روز پیشتر آپ نے قرب وجوار کے بزرگوں کو ایک رقعہ اس مضمون کا تحریر فرمایا کہ وقتِ رحلت آپہنچا ہے، دُعا فرمائیں کہ خاتمہ بالخیر ہو۔ رحلت سے ایک روز پیشتر جمعۃ المبارک کے دن آپ مسجد میں تشریف فرما ہوئے اور ارشاد کیا کہ:

"امید نہیں کہ کل اس وقت تک اس دُنیا میں رہوں"۔

Marfat.com

پھر سب کو پند و نصائح فرما کر خلوت میں تشریف لے گئے۔ صبح کو نمازِ فجر کمال تعدیلِ ارکان کے ساتھ ادا کی۔ مراقبہ معمولہ کے بعد اشراق پڑھی۔ بعد ازاں سکراتِ موت آپ پر شروع ہو گئے۔ اُس وقت آپ کی زبان مبارک جلد جلد چلتی تھی۔ صاحبزادگان والا تبار نے کان لگا کر سُنا تو معلوم ہوا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ "سورہ یٰسین شریف" پڑھ رہے تھے۔ غرض ۹۔ ربیع الاوّل شریف ۱۰۷۹ھ / بمطابق ۱۷۔ اگست ۱۶۶۸ء بروز جمعۃ المبارک آپ نے وصال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ سرہند شریف میں ہی آخری آرامگاہ بنی۔ سلطان اورنگ زیب کی بہن شہزادی روشن آراء بیگم نے قبر مبارک پر عالی شان روضہ تعمیر کرایا، اس کے لئے ایران سے معمار منگائے گئے اور روضہ مبارک پر سنہرا کام کرایا۔ روضہ شریف کے شمال میں آپ کے فرزند دلبند حضرت خواجہ عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نہایت ہی خوبصورت مسجد تعمیر کرائی۔

نام مطلوب ہے تو فیض کے اسباب بنا
پُل بنا، چاہ بنا، مسجد و تالاب بنا

☆

آپ کے اکثر عقیدت مندوں، عزیزوں اور پیروکاروں نے "قطعاتِ تاریخِ وصال" لکھے، بخوفِ طوالت چند ایک درج ذیل ہیں:

(۱)

حضرت خواجہ عبد الاحد وحدت سرہندی قدس سرہٗ العزیز نے یہ قطعہ کہا۔

قیومِ زماں خلیفۂ اللہ ! دانندۂ سرہائے مکتوم
در دائرۂ وجود تا بود ! بودش بہ جہاں مثالِ معدوم
تاریخ وصالِ اُو خرد گفت "رفتہ زجہاں امام معصوم"

☆ ۔۔۔۔۔۔۱۰۷۹ھ۔۔۔۔۔

(۲)

فارسی کے نامور شاعر اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مریدِ صادق ناصر علی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ "قطعۂ تاریخِ وصال" لکھا۔

چراغِ خاندانِ نقشبنداں فروغ دین احمدؐ خواجہ معصوم
بسوئے گلشنِ عقبیٰ قدم زد ازیں ویرانہ آباد کہن بوم
زدل پُر سیدم از سالِ وفاتش ندا آمد "زِ عالم رفتہ معصوم"

☆ ۔۔۔۔۔۔۱۰۷۹ھ۔۔۔۔۔

Marfat.com

آپ کا حُلیہ مبارک کچھ یوں ہے:

''آپ کا قد مبارک خاصا تھا۔ بدن مبارک پُر گوشت، رنگ گندمی، ابرو کشادہ، ناک مبارک اونچی، آنکھیں بڑی بڑی، داڑھی سفید اور تمام اعضا متناسب اور خوش شکل اور خوبصورت تھے۔ آپ کا لباس نہایت لطیف بلکہ الطف ہوتا تھا۔ سر پر عمامہ ہوتا جو بہت بھلا لگتا۔ کبھی نورانی چوغہ زیب تن فرماتے اور گاہے ہندوستانی لباس بھی پہنتے۔

☆

مکتوباتِ امام ربانی حضرتِ مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی کی طرح حضرت ''عروۃ الوثقیٰ'' خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریف کی بھی تین جلدیں ہیں:

جلد اول:۔ اس جلد کو آپ کے فرزندِ سوم خواجہ محمد عبید اللہ مروّج الشریعت رحمۃ اللہ علیہ نے جمع کیا۔

جلد دوم:۔ اس جلد کو شرف الدین حسین، ہَروی رحمۃ اللہ علیہ نے حسب اشارہ حضرت خواجہ سیف الدین نور اللہ مرقدہٗ جمع کیا۔

جلد سوم:۔ اس جلد کو حاجی محمد عاشور بخاری حسینی رحمۃ اللہ علیہ نے حسب اشارہ حضرت خواجہ محمد نقشبند ''قیومِ ثالث'' رحمۃ اللہ علیہ جمع کیا۔

☆

بطور تبرک چند ارشادات ذیل میں نقل کئے جاتے ہیں:۔

(۱) حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک میں ہے کہ ''قبر'' بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ قبر کے باغ ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ پردہ و مسافت جو زمینِ قبر اور بہشت کے درمیان ہوتا ہے، اُٹھ جاتا ہے۔ اور دونوں جگہوں کے درمیان کوئی پردہ مانع نہیں رہتا۔ گویا زمین قبر کو جنت کے ساتھ فنا اور بقا حاصل ہو جاتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی کے یہی معنی ہیں کہ میری قبر اور میرے منبر کے درمیان بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ معلوم ہونا چاہئے کہ اس قسم کا روضہ اخص خواص کے لئے ہے، ہر مومن کو حاصل نہیں۔ جب مومنوں کی قبریں صفائی اور نورانیت پیدا کرتی ہیں تو اس امر کی استعداد حاصل ہو جاتی ہے کہ جنت کا پرتو ان قبروں پر منعکس ہو جاتا ہے اور صاف کردہ شیشہ کی مثل ہو جاتی ہیں۔ (''مکتوباتِ معصومیہ'' جلد اوّل، مکتوب:۷)

☆

Marfat.com

(۲) آپ نے لکھا تھا کہ پیر کا مریدوں کے حالات نہ جاننا باعثِ نقص ہے یا نہیں؟ آپ کو معلوم رہے کہ سلوک اور تسلیکِ اختیاری میں پیر کو مرید کے احوال کا علم اور اسی طرح مرید کو اپنے احوال کا علم ضروری ہے، اور ہمارے طریقہ میں جو اصحاب کرام علیہم الرضوان کا طریقہ ہے، ایسا علم نہ پیر کے لئے درکار ہے اور نہ مرید کے لئے۔ کیونکہ اس طریق میں افادہ واستفادہ انعکاسی و انصباغی ہے۔ مرید اپنے شیخ کامل کی صحبت وفنافی الشیخ کے مطابق ہر ساعت اس کے رنگ میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس صورت میں افادہ میں اور استفادہ میں اسے علم کی کیا حاجت ہے۔ خربوزہ جو حرارتِ آفتاب سے پکتا ہے، کیا ضروت ہے کہ سورج یا خربوزہ کو پکانے یا پکنے کا علم ہو۔ اس طریق میں مرید اپنے شیخ کے ساتھ وجوہِ مناسبت جس قدر زیادہ پیدا کرتا ہے، اُسی قدر اُس کے حق میں انصباغ زیادہ ظاہر ہوتا ہے۔ (جلد اوّل، مکتوب ۱۴۲)۔

(۳) موت پر تو انداز ہو رہی ہے اور ''اجل مسمّیٰ'' قریب ہے اور مجھ سے کچھ کام نہ ہو سکا۔ اتنے میں دور دراز سفر کے لئے سامان درست نہیں کیا گیا۔ جاء الموة بحذا فیرہ جاءت الراجعه تتعبها الرادفه (موت آگئی، اس کے بعد راجفہ اور رادفہ بھی گویا آ ہی گئے)۔

ہائے! عمرِ عزیز کا عمدہ حصہ (شباب، جوانی) ہوا وہوس میں بسر ہو گیا، اب ظاہر ہے کہ نکمی عمر (بڑھاپا) میں کیا بن سکے گا۔ اس وقت کے عمل کا کیا اعتبار ہوگا، خجالت کی وجہ سے پانی پانی ہوا جاتا ہوں اور آخرت کے لئے کوئی عذر سمجھ میں نہیں آتا۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ۔

''کنوں چہ عذر گناہانِ خویشتن خواہم
کہ شرم، خون چکدم از بدن بجائے عرق
(جلد اول، مکتوب: ۱۵)

''اب مَیں اپنے گناہوں کا کیا عذر چاہوں، کہ شرم وندامت کی وجہ سے پسینے کی بجائے بدن سے خون ٹپک رہا ہے۔

☆

(۴) ہمارے طریقہ میں درجۂ کمال تک پہنچنے کا مدار شیخ مقتدا کے ساتھ محبت پر موقوف ہے۔ طالب صادق اس محبت کے ذریعے، جو شیخ سے رکھتا ہے، اُس کے باطن سے فیوض وبرکات حاصل کرتا ہے اور باطنی مناسبت سے ساعت بساعت اُس کے رنگ میں ظاہر ہوتا ہے۔ مشائخ نے فرمایا ہے کہ فنافی الشیخ، فنائے حقیقی کا پیش خیمہ ہے۔

☆

(۵) اِس دارِ فانی میں سب سے بڑا مطلب ومقصد اللہ تعالیٰ عزوجل کی ''معرفت'' حاصل کرنا ہے اور معرفت دو قسم کی ہے۔ اوّل وہ معرفت ہے، جس کے ساتھ صوفیائے کرام ممتاز ہیں۔

Marfat.com

قسمِ اوّل، نظر واستدال سے وابستہ ہے۔ اور قسم دوم کشف وشہود ہے۔ قسم اوّل دائرہ معمر میں داخل ہے۔ قسم دوم، دائرہِ حال میں داخل ہے۔ قسم اوّل، عارف کے وجود کو فانی کرنے والی ہے اور قسم دوم سالک کے وجود کو فانی کرنے والی ہے کیونکہ اس طریق میں معرفت سے مراد، معرفت میں فنا ہے۔

☆

(۶) اس طریقہ (نقشبندیہ مجدّدیہ) کے بزرگوں کا قول ہے کہ:

''سایۂ رہبر بہ از ذکرِ حق'' (رہبر کا سایہ اللہ جل شانہٗ کے ذکر سے بہتر ہے۔)

سایۂ رہبر سے اشارہ طریقہ رابطہ کی طرف ہے، جس سے مراد شیخ کی صورت کا نگاہ میں رکھنا ہے۔

☆

(۷) ''فرمایا کہ کامل طور پر اعمال کی قبولیت کمالِ ایمان کے اندازہ کے موافق ہے اور اعمال کی نورانیت کمالِ اخلاص سے ہے۔ ایمان واخلاص، جس قدر زیادہ ہوں گے، اعمال کی نورانیت، قبولیت اور کمال اسی قدر زیادہ ہوگا''۔

☆

(۸) ''فرمایا کہ اے بھائی! ناجنس اور مخالفِ طریقہ کی صحبت سے پرہیز کرو اور بدعتی کی مجلس سے بھاگ کیونکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تیرے دِل میں اس کی طرف میلان پیدا ہو جائے اور وہ تیرے کارخانہ میں خلل ڈال دے کیونکہ وہ مقتداء بننے کے لائق نہیں ہے''۔

☆

(۹) ''جو مصیبت بندہ کو پہنچتی ہے، ارادۂ ازلی ونوشتۂ تقدیر ہے۔ لہذا تسلیم ورضا کے بغیر چارہ نہیں۔ چونکہ یہ فعلِ محبوب ہے۔ لہذا محب کو چاہئے کہ کشادہ پیشانی سے قبول کرتے ہوئے اس سے لذّت حاصل کرے تاکہ اس ضمن میں حق تعالیٰ (جل جلالہٗ) کی جانب سے الطاف وعنایات سے نوازا جائے''۔

☆

(۱۰) وصال مبارک سے پہلے دسویں محرم کو آپ نے اشراق کی نماز کے بعد لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''میرے ارتحال کے دن قریب آ گئے ہیں، مَیں تمہیں

Marfat.com

اس بات کی وصیت کرتا ہوں کہ ''قرآن''، ''حدیث''، ''اجماع'' اور ''اقوالِ مجتہدین'' پر عمل کرنا، خلافِ شرع فقرا سے بچنا، کیونکہ وہ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور، اوروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ جو شخص بال برابر بھی شرع کے خلاف ہو، اُسے نہ مانو''۔

☆

(۱۱) ''ہر مسجد میں حقیقتِ کعبۂ معظم کا ظہور ہوتا ہے''۔

☆

(۱۲) ''رات کے اوقات کو نیک کاموں میں مصروف رکھنا چاہئے اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ و شانہٗ سے راضی اور خوش رہنا چاہئے''۔

☆

(۱۳) ''دِل بے کار نہیں رہتا، وہ یا تو ''ماسویٰ اللہ'' سے ملا ہوتا ہے یا اپنے مطلوب سے لَو لگائے رکھتا ہے''۔

☆

(۱۴) ''ذکرِ تنہا شیخ سے رابطہ کے بغیر ''موصل'' نہیں ہے، جبکہ رابطۂ شیخ، ذکر کے بغیر تنہا بھی ''موصل'' ہے''۔

☆

(۱۵) خورد و نوش میں اعتدال کیا جائے۔ نہ اس قدر کھایا جائے کہ طاعت میں سستی اور کاہلی پیدا ہو اور نہ اس قدر کمی کی جائے کہ ذکر و طاعت میں دقّت اور تکلیف ہو۔ حضرت شہنشاہِ مشکل کشا حضرت خواجہ بہاء الدین محمد نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ:

''لقمہ تر کھا اور کام اچھے کر۔ اصل کام طاعت ہے۔ جو بات اس میں ممد و معاون ہے، وہ مبارک ہے اور جو اس میں مخل ہے، وہ ممنوع ہے''۔

☆

حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ العزیز کی اولادِ امجاد کی تفصیل کچھ یوں ہے:

صاحبزادے:

Marfat.com

(۱) خواجہ محمد صبغۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۳۲ھ/۱۶۲۳ء تا ۱۱۲۱ھ/۱۷۰۹ء

(۲) خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۳۴ھ/۱۶۲۵ء تا ۱۱۱۴ھ/۱۷۰۲ء

(۳) خواجہ محمد عبید اللہ، مروّج الشریعت رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۳۸ھ/۱۶۲۹ء تا ۱۰۸۳ھ/۱۶۷۲ء

(۴) خواجہ محمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۴۷ھ/۱۶۳۷ء تا ۱۱۱۷ھ/۱۷۰۵ء

(۵) خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۵۵ھ/۱۶۴۵ء تا ۱۰۹۶ھ/۱۶۸۵ء

(۶) خواجہ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۵۷ھ/۱۶۴۷ء تا ۱۱۳۱ھ/۱۷۱۹ء

صاحبزادیاں:۔

(۱) اُمۃ اللہ بیگم علیہا الرحمۃ

(۲) عائشہ بیگم علیہا الرحمۃ

(۳) عارفہ بیگم علیہا الرحمۃ

(۴) عاقلہ بیگم علیہا الرحمۃ

(۵) صفیہ بیگم علیہا الرحمۃ

(۱) حضرت خواجہ محمد صبغۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ العزیز کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۰۳۲ھ بمطابق ۱۶۲۳ء میں ہوئی۔ حضرت امام ربانی مجدّد الف ثانی نور اللہ مرقدہٗ نے خواجہ محمد معصومؒ رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا تھا کہ:

> ''محمد معصوم! اس فرزند میں اصلی نور دکھائی دیتا ہے، اس کا نام صبغۃ اللہ رکھو''۔

خواجہ صبغۃ اللہ نے علوم معقول و منقول انتہائی درجہ تک حاصل کیے۔ بعد ازاں اپنے والد بزرگوار سے علمِ باطن حاصل کیا۔ آپ اپنے جد امجد حضرت مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز کے کمالات کے جامع اور صاحبِ کرامت تھے۔ والد بزرگوار نے آپ کو ولایت کابل و غور کی خلافت دے کر رُخصت فرمایا، جس کی تفصیل گزشتہ اَوراق میں آچکی ہے۔ وہاں آپ سے بہت فیض جاری ہوا۔ ہر صبح و شام ہزارہا آدمی حلقہ میں شامل ہوتے۔

آپ کا وصال ۹۔ ربیع الثانی ۱۱۲۱ھ/۱۷۰۹ء میں ہوا اور اپنے والد ماجد حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے قبّہ میں سرہند شریف میں آخری آرامگاہ بنی۔

☆

Marfat.com

(۲) حضرت خواجہ حجۃ اللہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

آپ عروۃ الوثقیٰ قیومِ ثانی حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ العزیز کے دوسرے صاحبزادے تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۷۔ رمضان المبارک ۱۰۳۴ھ/۱۶۲۵ء بروز جمعۃ المبارک ہوئی۔ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی نے مرض الموت میں حضرت قیوم ثانی سے ارشاد فرمایا تھا کہ:

''اس سال میرے وصال کے بعد تمہارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا، جو قربِ الٰہی کے کمالات میں میرے برابر ہوگا''۔

آپ نے علوم ظاہری و باطنی والد ماجد نور اللہ مرقدہٗ سے حاصل کئے۔ بوجہ علو استعداد تھوڑے عرصہ میں آپ پر وہ اسرار منکشف ہوئے جن کی نسبت حضرت عروۃ الوثقیٰ فرماتے تھے کہ:

''یہ حیطہ درکِ عقل و تصورِ خیال سے باہر ہیں''۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ نے ''اپنی قیومیت'' کے اکتالیسویں سال ۱۰۷۴ھ/۱۶۶۴ء میں آپ کو ''قطب الاقطاب'' اور ''قیومیت'' کی بشارت دی۔ آپ نے ۱۱۔ ربیع الاوّل ۱۰۷۹ھ/۱۶۶۸ء کو مسندِ ارشاد پر جلوس فرمایا۔ کثرتِ ارشاد کا یہ عالم تھا کہ قیومیت کے پچیسویں سال ہر روز چار پانچ سو آدمی بلکہ اس سے بھی زیادہ حاضر ہو کر مرید ہوتے۔ آپ کو ''حجۃ اللہ'' بذریعہ الہام عطاء ہوا۔ قیومیت کے نویں سال حج بیت اللہ شریف کے لئے گئے تو پچیس ہزار آدمی آپ کے ہم سفر تھے جن میں سے چار سو مقتدر علماء و مشائخ بھی تھے۔

آپ کا ہر عمل، ہر فعل اور ہر قدم سنتِ نبویؐ کے مطابق تھا۔ بارہ رکعت نماز تہجد ادا فرماتے۔ اور اوراد و وظائف کی پابندی فرماتے اور اعلیٰ و ادنیٰ میں کوئی تفریق نہ کرتے۔ شب جمعۃ المبارک ۲۹۔ محرم الحرام ۱۱۱۴ھ/۱۷۰۲ء کو سرہند شریف میں رحلت فرمائی۔

زبانِ من بہ مدح ہمچو اوئے
بہ دستِ تُند بادے تار موئے

(میری زبان اُن کی تعریف سے اس طرح قاصر و مجبور ہے، جیسے تُند و تیز ہَوا کے ہاتھوں ایک بال)۔

☆

Marfat.com

(۳) حضرت خواجہ محمد عبید اللہ مروّج الشریعت رحمۃ اللہ علیہ

آپ عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے تیسرے صاحبزادے تھے۔ رجب ۱۰۳۸ھ/۱۶۲۹ء میں ولادت ہوئی۔ والد گرامی قدس سرہٗ العزیز کو آپ سے بڑی محبت تھی اور کثرتِ محبت کے سبب سے اُن کو "حضرت جیو صاحب" کہا کرتے تھے۔ اور ارشاد فرماتے تھے کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی نے مجھ سے فرمایا تھا کہ:

"تیرے فرزند میری طرح ہوں گے"۔

ان فرزندوں سے مراد خواجہ محمد نقشبند اور خواجہ محمد عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہم ہیں۔ حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ العزیز نے آپ کو طینت و اصالتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشخبری دی تھی۔ آپ نے ۱۱۔ ربیع الاوّل ۱۰۷۹ھ/۱۶۶۸ء میں مسندِ ارشاد پر جلوس فرمایا اور "خلفائے معصومی" کو از سرِ نو خلافت و اجازت سے نوازا۔ باقی مریدوں کو اپنی طرف سے خلافت مرحمت فرما کر روئے زمین میں بھیجا۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ کی خانقاہِ عالیہ کی رونق آپ کے دمِ قدم سے بدستور قائم و دوائم رہی۔ اسی سال ایک روز نمازِ فجر کے بعد آپ مراقبہ میں تھے کہ الہام ہوا:

"تمہیں "مروّج الشریعت" کا خطاب دیا گیا ہے"۔

۱۹۔ ربیع الاوّل ۱۰۸۳ھ/۱۶۷۲ء کو آپ کا انتقال ہوا اور سرہند شریف میں آخری آرامگاہ بنی۔

☆

(۴) حضرت خواجہ محمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ

آپ عروۃ الوثقیٰ قدس سرہٗ العزیز کے چوتھے صاحبزادے ہیں۔ ۱۰۴۷ھ/۱۶۳۷ء میں متولد ہوئے۔ آپ نے "مقاماتِ سلوک" اپنے والد بزرگوار کے حضور زانوئے تلمذ تہہ کر کے، علومِ عقلیہ و نقلیہ میں مہارتِ تامہ اور یدِ طولیٰ حاصل کیا۔ ۲۷۔ صفر ۱۱۱۷ھ/۱۷۰۵ء کو رحلت فرمائی اور حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے مرقدِ انوار کے مغرب کی طرف تدفین ہوئی۔ آپ نزع کے وقت "حسبی اللہ ونعم الوکیل" بار بار پڑھتے تھے۔ سرہند شریف میں تدفین ہوئی۔

(۵) خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ العزیز کے پانچویں صاحبزادے ہیں۔ ۱۰۵۵ھ/۱۶۴۵ء میں ولادت ہوئی۔ خورد سالی میں علم باطن کی طرف توجہ فرمائی۔ عنفوانِ شباب میں ظاہری و باطنی علوم میں کمال حاصل کر کے مجمع البحرین ہو گئے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ آپ

Marfat.com

کی علمی استطاعت ملاحظہ فرما کر ہر دم آپ پر خصوصی نظرِ عنایت رکھتے تھے۔ چنانچہ عین عالم شباب میں اپنے والد بزرگوار سے ''کمالات مجددیہ'' کے حصول کی بشارت پائی۔ آپ کا طریقہ ہندوستان کے علاوہ عرب ممالک، ترکی، برما، سمرقند، بخارا وغیرہ میں پھیلا۔

آپ کی وفات حسرت آیات ۲۰۔ جمادی الاوّل ۱۰۹۶ھ/۲۴۔ اپریل ۱۶۸۵ء بروز منگل ہوئی۔ سرہند شریف میں آخری آرامگاہ بنی۔

(۶) خواجہ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہٗ العزیز کے چھٹے فرزند ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۰۵۷ھ/ بمطابق ۱۶۴۷ء میں ہوئی۔ والد گرامی کی رحلت کے چند سال بعد حج کو تشریف لے گئے، اور واپس تشریف لا کر شاہجہان آباد (دِلّی) میں سکونت اختیار فرمائی اور تادمِ آخر وہیں جلوہ افروز رہے۔ آپ مادر زاد ولی تھے۔ حضرت مروّج الشریعت خواجہ محمد عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''مجھ پر لوحِ محفوظ کا انکشاف ہوا، وہاں پر میں نے لکھا ہوا دیکھا، محمد معصوم اور اُس کے تلے صدیق ولی''۔

فرمایا: ''صدیق ولی سے مراد میرے بھائی محمد صدیق ہیں''۔

آپ صاحبِ کشف و کرامات اور علم و فضل تھے۔ ۱۱۳۱ھ/۱۷۱۹ء میں دہلی میں انتقال فرمایا۔ آپ کی نعش مبارک، سرہند شریف لائی گئی۔ خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ العزیز کے روضہ مبارک کے شمال کی طرف خانقاہ شریف کے سامنے مدفون ہوئے۔ آپ کے مرقدِ عالی پر ایک عالی شان گنبد بنایا گیا۔

آہستہ برگِ گل بفشاں برمزارِ ما
بس نازک است شیشۂ دل در کنارِ ما

(☆)......(☆)

Marfat.com

(۲۶)

☆

حضرت حجۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند سرہندی رحمتہ اللہ علیہ

☆

سرہند شریف (بھارت) ۱۰۳۴ھ / ۱۶۲۵ء ○ ۱۱۱۴ھ / ۱۷۰۲ء سرہند شریف (بھارت)

☆

﴿قطعہ تاریخِ وصال﴾

جن کو بخشا ہے خدا نے حجۃ اللہ کا خطاب — تھے وہی قطبِ زماں خواجہ محمد نقشبند
کہیئے صابرؔ حضرت خواجہ کی تاریخِ وصال — "رہبرِ پاکِ جہاں خواجہ محمد نقشبند"

-----۱۷۰۲ء-----

(صابرؔ براری، کراچی)

☆

"زُبدۂ کاملاں خواجہ محمد نقشبند سرہندیؒ "

-------۱۷۰۲ء-------

کاشفِ اسرار مردِ ارجمند — ڈالتے تھے وہ ستاروں پر کمند
سالِ رحلت اُن کا کہہ فیضؔ الامین — "نادرِ دوراں محمد نقشبند"

-----۱۱۱۴ھ-----

(حضرت صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی سیالوی مدظلہٗ
مونیاں ٹھیکریاں، گجرات)

☆

Marfat.com

حضرت خواجہ محمد حجۃ اللہ نقشبند سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

☆

قیوم ثانی عروۃ الوثقٰی حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ العزیز کے دوسرے صاحبزادے حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند فاروقی مجددی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۷۔ رمضان المبارک ۱۰۳۴ھ/۱۳ جون ۱۶۲۵ء بروز جمعۃ المبارک ہوئی۔ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی نے مرض الموت میں حضرت قیوم ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے ارشاد فرمایا تھا کہ:

''اس سال میرے وصال کے بعد تمہارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا، جو قرب الٰہی (جل جلالہ) کے کمالات میں میرے برابر ہوگا''۔

☆

آپ نے علم ظاہری و باطنی اور خفی و سرّی اپنے والد گرامی سے حاصل کیے۔ بوجہ علو استعداد تھوڑے عرصہ میں آپ پر وہ اسرار منکشف ہوئے، جن کی نسبت حضرت عروۃ الوثقٰی علیہ الرحمہ فرماتے تھے کہ:

''یہ حیطہ درکِ عقل و تصویرِ خیال سے باہر ہیں''۔

☆

حضرت قیوم ثانی زیر سایہ رحمتِ ربانیؒ نے اپنی ''قیومیت'' کے اکتالیسویں سال ۱۰۷۴ھ بمطابق ۱۶۶۳ء میں ''قطب الاقطابی'' اور ''قیومیت'' کی بشارت دی۔ چنانچہ آپ خود بیان فرماتے ہیں کہ:

''میں نے جب بعض علوم و معارف اور اسرار، حضرت قیوم ثانی قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں عرض کیئے تو فرمایا کہ ''یہ علوم و معارف جو تم بیان کرتے ہو، ''مقطعات قرآنی'' کے اسرار ہیں، جو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرّہ العزیز نے مجھ سے خلوت میں فرمائے تھے۔ بعد ازاں دوسرے روز مجھے خلوت میں بلا کر ''قیومیت'' کی بشارت دی اور فرمایا کہ جو

Marfat.com

تاج، مدینہ منورہ سے رخصت ہوتے وقت جناب پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عنایت فرمایا تھا، اب وہی تاج تمہیں
عنایت ہوا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ وہ تاجِ طینت، اصالت،
قیومیت اور محبوبیّت ذاتی پر مشتمل تھا۔ فرمایا بعینہ وہی تاج ہے
جو مجھے عنایت ہوا تھا۔ اب وہی تمہیں دیا گیا ہے"۔

☆

آپ نے ۱۱/ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ/ ۱۹۔ اگست ۱۶۶۸ء کو "مسندِ ارشاد" پر جلوس فرمایا۔ آپ کی کثرتِ ارشاد کا یہ عالم تھا کہ آپ کی قیومیت کے چھبیسویں سال ہر روز چار پانچ سو آدمی بلکہ اس بھی زیادہ حاضر خدمت ہو کر سعادت بیعت حاصل کرتے۔ بڑے بڑے علما و مشائخ اپنی مشیخیت اور درس و تدریس کو چھوڑ کر آپ کے مرید ہوئے۔ زمین کے مختلف حصوں سے لوگ ٹڈی دل کی طرح آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ توران، ترکستان، بدخشان کے بادشاہ اپنی اپنی حدود تک استقبال کیلئے آئے اور اپنے اپنے ایلچی مع ہدایا آپ کی خدمت بابرکت میں بھیجے۔ غرض اس قدر لوگ آپ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے کہ خانقاہ عالیہ میں گنجائش نہ رہی۔ مجلس اقدس میں آپ کا اس قدر دبدبہ تھا کہ بادشاہ اور امراء کو بھی بات کرنے کی جرأت نہ تھی۔

گر تو سنگ خارا و مرمر شوی
چوں بصاحبدل رسی گوہر شوی

☆

شیخ عبدالوہاب مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں آدھی رات کو مسجد الحرام میں گیا، دیکھا کہ بہت سے لوگ جمع تھے، جن میں شیخ فخر الدین عراقی خطیب"، اور ملک العلما عرب مولانا شمس الدین بھی موجود تھے، اور کسی کے انتظار میں آسمان کی طرف اور بام کعبہ پر ٹکٹکی لگائے بیٹھے تھے۔ میں بھی وہاں بیٹھ گیا، دریں اثناء تمام آسمان آفتاب کی طرح روشن ہو گیا اور نورانی لوگ آسمان سے کعبہ شریف کی چھت مبارک پر اُتر رہے ہیں۔ اسی اثناء میں ایک مردِ بزرگ تخت پر بیٹھے ہوئے، نمودار ہوئے اور ان سے ایک ایسا نور چمک رہا تھا کہ شرق تا غرب تمام روئے زمین جگمگ جگمگ کر رہی تھی۔ اسی دوران کسی نے مُنادی کر دی کہ:

"اس تخت مبارک پر آفتاب ہند قندیل نورانی امام ربانی
حضرت مجدد الف ثانی قدس سرّہ النورانی کے پوتے اور

Marfat.com

جانشین حضرت خواجہ نقشبند تشریف فرما ہیں۔ خداوند قدوس نے انہیں اپنی ذاتی محبوبیت عطا فرمائی ہے۔ آسمانی فرشتو! زمین کے باسیو! تم سب ان کی اطاعت کرو کہ تمہاری بھلائی اور بہتری ہو۔ جو شخص ان کا مرید ہوگا وہ نجات پائے گا اور جو ان کے خلاف ہوگا، سخت عذاب الٰہی میں گرفتار ہوگا"۔

☆

اس کے بعد اس بزرگ نے ہر ایک پر مہربانی فرمائی اور رخصت کیا، اور خود معہ ایک جماعت کے جانب شرق روانہ ہوگئے۔ چنانچہ اس بشارت کے بعد یہ تینوں علماء و مشائخ، ہزار ہا آدمیوں کو ساتھ لے کر جن میں تین سو عالم، حافظ اور قاری بھی تھے، آپ کی زیارت سے مشرف ہونے کیلئے سرہند شریف حاضر ہوئے اور سعادت بیعت سے سرفراز ہوئے۔

☆

آپ کو "حجۃ اللہ" کا خطاب بذریعہ الہام عطا ہوا۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

"ایک روز میں نماز تہجد کے بعد بیٹھا ہوا تھا کہ مجھے الہام ہوا، "انت محبوب رب العالمین و رحمۃ اللہ فی العالمین"۔ دریں اثناء کسی نے ندا کی کہ پروردگار (عزوجل) نے خواجہ محمد نقشبند کو جہاں میں اپنی "حجت" بنایا ہے، اور انہیں ان کے باپ دادا کی طرح اولیائے امت سے افضل بنایا ہے۔ اے فرشتو! جنو! انسانو! تم سب ان کی فرمانبرداری کرو تا کہ قیامت کے دن نجات پا جاؤ۔ بعد ازاں میں نے دیکھا کہ فرشتے اور تمام اولیائے امت کی روحیں میرے اردگرد تشریف فرما ہیں، اور کہتے ہیں: "السلام علیکم" "یا حجت اللہ!" اور میرے سر اور منہ کو چومتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ (جل شانہ) کا فضل ہے، جسے چاہے عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے"۔

☆

"قیومیت" کے نویں سال آپ نے حج کا ارادہ کیا تو اعلان فرمایا کہ:

"جو شخص چاہے ہمارے ساتھ حج پر چلے اور زادِ راہ کی

Marfat.com

کچھ فکر نہ کرے"۔

چنانچہ آپ کے ساتھ پچیس ہزار آدمی جن میں چار سو بڑے بڑے علماؤ مشائخ بھی تھے، سعادت حج حاصل کرنے کیلئے روانہ ہوئے۔ جب اورنگ زیب عالمگیر شہنشاہ ہند نے آپ کی روانگی کی خبر سماعت کی تو دہلی سے تیرہ میل باہر آ کر آپ کا شاہانہ استقبال کیا اور تجدید بیعت کی۔ پھر آپ دہلی سے ہوتے ہوئے حجاز مقدس کو روانہ ہوئے۔ دہلی میں آپ کی خدمت عالیہ میں بطور ہدیہ اس قدر زروجواہر، نقد اور جنس اکٹھا ہوا کہ اٹھانا مشکل تھا۔ کہتے ہیں کہ ساحل سمندر پر پہنچنے تک آپ کے ہمراہیوں کی تعداد ستائیس (۲۷۰۰۰) ہزار ہو چکی تھی۔ دوران سفر آپ کو الہام ہوا کہ تمہارے مریدوں کے علاوہ سات ہزار آدمی جن پر دوزخ کی آگ واجب ہوگی، تمہاری سفارش سے بہشت میں داخل ہو جائیں گے۔

☆

آپ کے اس قافلہ میں چند "رافضی" بھی بطور "تقیہ" شامل ہو گئے تھے۔ خداوند قدوس نے بذریعہ "الہام" اس سے آگاہ و مطلع کر دیا۔ اس پر آپ نے ارشاد کیا کہ:

"کئی لوگ ہمارے قافلہ میں ایسے ہیں کہ ان کا ظاہر صاف مگر باطن ناپاک ہے"۔

دریں اثناء بادِ مخالف نے جہاز کو دھکیل کر یمن کی طرف ایک کنارے پر لا کھڑا کیا۔ اس جگہ خوارج کا بہت زور تھا۔ روافض نے خوارج کے ساتھ مل کر حسد و عداوت اور بغض و انتشار کی آگ کو بھڑکا دیا، حتیٰ کہ قتال و جدال تک نوبت پہنچ گئی۔ جب صورت حال نہایت تکلیف دہ ہو گئی تو آپ نے دعا فرمائی، جو فی الفور قبول ہو گئی۔ چنانچہ بارہ رافضی علماء کو خواب میں دکھایا گیا کہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جلوہ افروز ہیں اور سب اقوام خوارج اور روافض کو طلب کر کے فرما رہے ہیں کہ:

"نہایت افسوس کی بات ہے کہ تم لوگ "اہل بیت" کے ساتھ الفت و محبت اور خلیفہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت رکھتے ہو"۔

پھر چند لوگوں کو حکم دیا کہ ان کو مارو۔ چنانچہ جب خواب سے بیدار ہوئے تو زدوکوب کا اثر جسموں پر موجود تھا۔ بس بعد از قدرے گفتگو وہ رافضی علماء وغیرہ تائب ہو کر مرید ہو گئے۔ مگر انہیں پچھتاوا ضرور رہا کہ پہلی عمر ضائع کر دی۔

Marfat.com

صرفت العمر فی لعب ولهو
فاها ثم اها ثم اها
(میں نے اپنی عمر لہو ولب میں صرف کر دی، اس پر افسوس ہے، پھر افسوس ہے۔)

☆

ایک روز آپ مسجد محرم الحرام میں جلوہ افروز تھے۔ جب مراقبہ کیا تو دیکھا کہ شیطان ملعون، ذلیل و خوار، ننگے سر اور بے رونق ہو کر بیت اللہ شریف میں چوروں کی طرح چھپ چھپ کر پھرتا ہے۔ جب آپ کی نظر اس پر پڑی تو وہ مارے خوف کے راہِ فرار اختیار کر گیا۔

حدیث شریف میں آیا ہے:

الشیطان یفر من طل عمرہ "شیطان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سایہ سے بھاگتا ہے"۔

چونکہ آپ بھی "اولادِ عمرؓ" تھے، اس لئے شیطان آپ سے بھاگا۔ محسن کاکورویؒ نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں کیا خوب کہا ہے۔

عمرؓ نام و ناموسِ نام آوری
معمائے اسرارِ پیغمبریؐ

☆

جب آپ مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو روضہ مطہرہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دست بستہ کھڑے ہو کر دیوانہ وار روتے رہے اور آنسوؤں سے منہ دھوتے رہے۔ بعد ازاں حجرہ شریف کے قریب بیٹھ کر مراقبہ کیا اور دیر تک یہ کلمہ عرض کرتے رہے:

"افدیت نفسی و روحی و اولادی علیک یارسول اللّٰہ"۔ "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا نفس، میری روح اور میری اولاد آپ پر قربان ہو"۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال لطف و کرم سے آپ کو عنایات خاصہ سے ممتاز و متفخر فرما کر اپنا نائب اتم بنایا اور فرمایا:

"انت فخر امتی" "تم میری امت کے لیے فخر ہو"۔

محمد مصطفیٰؐ کی منزلت جس نے ہے پہچانی دو عالم میں وہ ہوگا موردِ الطافِ رحمانی
چھپائے ہے یہ سینے میں ازل سے نام احمدؐ کا اسی باعث ہے سنگ مرمریں کا قلب نورانی

☆

Marfat.com

آپ کا (۱) ہر فعل، (۲) ہر عمل اور (۳) ہر قدم سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق تھا۔ رخصت کو اعمال میں بالکل دخل نہ دیتے تھے۔ رات کے تیسرے حصے میں بیدار ہوتے اور بارہ رکعت "نماز تہجد" ادا فرماتے۔ اس نماز میں "سورہ یٰسین" تلاوت فرماتے۔ بعد ازاں "مراقبہ" کر کے اونگھ لیتے اور نماز فجر باجماعت ادا کر کے پھر حلقہ ذکر و مراقبہ کرتے۔ اس سے فارغ ہو کر چار رکعت نماز اشراق ادا کرتے پھر دوستوں کو توجہ باطنی سے نوازتے۔ دن کا تیسرا حصہ گزرنے کے بعد نماز الضحیٰ پڑھکر درونِ خانہ تشریف لے جاتے اور دوپہر کا کھانہ بمعہ اہل و عیال تناول فرماتے۔ پھر قیلولہ فرما کر چار رکعت فی الزوال ادا کرتے۔ نماز ظہر کے بعد قرآن پاک کی تلاوت کرتے اور تفسیر بیان فرماتے۔ نماز عصر کے بعد (۱) فقہ (۲) حدیث (۳) مکتوبات امام ربانی" کا درس دیا کرتے۔ نماز مغرب کے بعد چھ رکعت نفل اوابین ادا فرماتے۔ پھر وظائف و اوراد کے بعد دوستوں کو توجہ دیتے۔ بعد نماز عشاء گھر میں تشریف لے جاتے اور تھوڑا سا کھانا کھا کر آرام فرماتے۔ قصہ کوتاہ آپ کا تمام وقت (۱) ذکر (۲) فکر (۳) یادِ الٰہی میں بسر ہوتا تھا۔ آپ نہایت متواضع، خلیق، اور مرتاض تھے۔ بیماروں کی عیادت اور بیمار پرسی کیلئے ضرور تشریف لے جاتے۔ غرباء اور مساکین کی دلجوئی کرتے اور اعلیٰ و ادنیٰ میں کوئی تفریق نہ کرتے۔

☆

کرامات برحق ہیں لیکن یہ کوئی ولایت کی دلیل نہیں ہیں۔ اصل چیز زہد و تقویٰ، خدمت دین، خدمت خلق خدا ہے۔ آپ نے ہزاروں نہیں لاکھوں بندگان خدا کو صراط مستقیم پر گامزن کیا۔ پوری دنیا میں تصوف و روحانیت کا ڈنکا بجایا۔ تا زیست اسلام کے غلبہ کیلئے کوشاں رہے۔ تاہم قارئین کرام اور ناظرین عظام کی ضیافت طبع کے لئے ایک دو کرامات درج ذیل ہیں:

(۱)

مولانا محمد عابد رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شروع شروع میں میرے دل میں خیال آیا کہ مرشد کو اس قدر کشف ضرور ہونا چاہیے کہ سالک کے بعض خطرات سے واقف ہو کر ان کا دفیعہ کر سکے۔ آپ نے اسی وقت مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ محمد عابد سنو!

> "اولیاء، اللہ (عزوجل) کے بندے ہوتے ہیں انہیں علم غیب کا ہونا اور ان سے کرامات کا صدور ہونا اور ان باتوں کے نہ ہونے سے ان کے کمال میں نقص لازم نہیں آتا۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، جو افضل البشر بعد از انبیاء ہیں، میں

Marfat.com

اس قدر کرامات نہ تھیں، جتنی کہ ایک ولی (رحمتہ اللہ علیہ) میں ہوتی ہیں"۔

(۲)

ایک دفعہ سرہند شریف میں بارش نہ ہوئی۔ والئی شہر بہت سے لوگوں کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بارش کے لئے درخواست کی۔ آپ نے فرمایا کہ پچیس روز تک بارش نہ ہوگی چنانچہ آپ کا فرمان پورا ہوا اور چھبیسویں روز موسلا دھار بارش ہوئی

خدا جانے کشش ہوتی ہے کیا ان پاک لوگوں میں
کہ ان کے شوق میں لوگوں کے دل مجبور ہوتے ہیں

☆

آپ پر مدتِ مدید عوارضات کا غلبہ تھا۔ خصوصاً پاؤں مبارک کا درد شدید ہو گیا تھا۔ ایک روز بعد نماز جمعتہ المبارک ارشاد ہوا کہ:

"مجھے الہام ہوا ہے کہ تمہاری عمر اسی (۸۰) سال ہو رہی ہے اور یہ امت کی اوسط عمر ہے۔ اگر اور عمر چاہتے ہو تو دنیا میں رہو، ورنہ ہمارے پاس آ جاؤ۔ میں نے "لقائے پروردگار" اختیار کیا ہے۔ تم سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے رہنا اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کے طریقہ پر پوری طرح سے پابند رہنا"۔

☆

۲۸۔ محرم الحرام بروز جمعرات، آپ پر مرض کا شدید غلبہ ہو گیا۔ سانس میں تیزی آ گئی گر بڑے وقار سے وظائف و اوراد پڑھتے رہے۔ رات کو نماز تہجد ادا کر کے دیر تک فاتحہ پڑھتے رہے۔ پھر لیٹ گئے اور شب جمعتہ المبارک ۲۹۔ محرم الحرام ۱۱۱۴ھ بمطابق ۲۵۔ جون ۱۷۰۲ء کو پینتیس (۳۵) سال مسند قیومت وارشاد پر فائز رہ کر جنتِ ارضی سرہند شریف میں بعہد محمد شاہ مغل بادشاہ رحلت فرمائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون (ترجمہ: ہم اللہ عزوجل کے مال ہیں اور ہم کو اسی طرف ہی لوٹنا ہے۔ پارہ ۲، سورہ البقرۃ: ۱۵۶)۔

تیری لحد کی زیارت ہے زندگی دل کی ||| مسیح و خضرؑ سے اونچا ہے مقام تیرا
نہاں ہے تیری محبت میں رنگ محبوبی ||| بڑی ہے شان بڑا ہے احترام تیرا

Marfat.com

لوگ قبروں کی زیارت سے روکتے ہیں مگر اقبال کہتا ہے کہ:

"قبر کی زیارت دل کو زندگی بخشتی ہے"۔)

یوں بے سبب تو کوئی انہیں چومتا نہیں
کچھ تو ہے پتھروں میں خدوخال کی طرح

☆

آپ کی تدفین اس مکان میں جو قدیم سے آپ کی ملکیت تھا، حضرت عُروۃ الوُثقٰی قیومِ ثانی خواجہ محمد معصوم قدس سرّہ العزیز کے روضۂ المبارک سے شمال کی طرف "فتح باغ" کے قریب ہوئی۔ مرقدِ انور پر نہایت ہی عالی شان اور خوبصورت "قبہ" بنوایا گیا۔ آپ کے مزار اقدس میں چار قبریں ہیں:

(۱) ایک آپ کی (۲) دوسری آپ کے فرزند گرامی کی، تیسری آپ کی صاحبزادی کی اور (۴) چوتھی آپ کی اہلیہ محترمہ کی۔ رحمۃ اللہ علیہم۔

☆

آپ نے اپنی قیومیت کے آخری سال حضرت عروۃ الوثقٰی حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرّہ العزیز کے روضہ شریف سے شمال کی طرف ایک نہایت ہی خوبصورت اور جاذبِ نظر مسجد تعمیر کرائی جس کے تین گنبد اور دو برج تھے۔ وضو کے لئے صحن میں ایک شاندار حوض بنوایا تھا۔ اور مسجد کے مقابل ایک محل اور چند حجرے سالکوں کو توجہ دینے اور مراقبہ کے لئے تیار کروائے تھے، جو امتدادِ زمانہ کی وجہ سے بے نام ونشان ہو چکے ہیں۔

☆

آپ کی اولادِ امجاد میں چھ صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں تھیں۔ آپ کے فرزند اکبر حضرت ابوالعلٰی رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۶۴ھ/۱۶۵۴ء میں متولد ہوئے۔ صاحب کشف وکرامات بزرگ تھے۔ ۱۱۰۷ھ/۱۲۹۶ء میں رحلت فرمائی اور خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی علیہ الرحمہ کے قبہ میں دفن ہوئے۔ حضرت ابوالعلیٰؒ کے بڑے صاحبزادے قیوم رابع حضرت خواجہ محمد زبیر نور اللہ مرقدہ تھے۔ جن کے حالات طیبات آگے آرہے ہیں۔

Marfat.com

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است برجریدۂ عالم دوامِ ما
(حافظ شیرازیؒ)

☆

آپ کے ارشادات وفرمودات بے شمار ہیں۔بطور اختصار صرف چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

☆ مجھے الہام ہوا کہ جو تیرا یار ہے وہ دوزخ کے عذاب سے آزاد ہے"۔

☆"سلوک باطنی، بندگان خدا پر فرض ہے"۔

☆ میں نے مکاشفہ میں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاص محبوبیت کے حجرے کے اندر دیکھا اور باقی پیغمبروںؑ اور اصفیاءؒ کو اس حجرہ کے باہر دیکھا"۔

(☆)......(☆)

Marfat.com

(۲۷)

☆

حضرت خواجہ محمد زبیر سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

☆

سرہند شریف ۱۰۹۳ھ ــــ ○ ــــ ۱۱۵۲ھ سرہند شریف

(بھارت) ۱۶۸۲ء ۱۷۴۰ء (بھارت)

☆

﴿قطعہ تاریخِ وصال﴾

☆

قطبِ دوراں اور قیومِ زماں تھے بالیقیں
اہلِ بینش جانتے ہیں عظمتِ خواجہ زبیر

سالِ رحلت آپ کا یہ آپ ہی کے فیض سے
کہیے، صابرؔ "نورِ عالم طلعتِ خواجہ زبیر"

ــــــــ۱۷۴۰ءــــــــ

(حضرت صابرؔ براری، کراچی)

"صدرِ بزمِ کاملاں خواجہ محمد زبیر سرہندیؒ"

ــــــ۱۷۴۰ءــــــ

قدوۂ اہلِ حق کانِ برکات وخیر
فکر ووہم وگماں سے ورا اُن کی سیر

سالِ رحلت کہو اُن کا فیضؔ الامین
زاہدِ دہر خواجہ محمد زبیر

ــــــــ۱۱۵۲ھــــــــ

(حضرت صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی سیالوی مدظلہٗ
مونیاں ٹھیکریاں، گجرات)

☆

Marfat.com

حضرت خواجہ محمد زبیر سرہندی رحمتہ اللہ علیہ

☆

ابوالبرکات شمس الدین خواجہ محمد زبیر بن خواجہ شیخ ابوالعلی بن خواجہ محمد حجتہ اللہ محمد نقشبند ثانی بن خواجہ محمد معصوم بن امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس اسرارہم نورانی کی ولادت باسعادت ۵۔ ذیقعد ۱۰۹۳ھ/ ۵ نومبر ۱۶۸۲ء کو سرہند شریف میں ہوئی۔ آپ کی کنیت ابوالبرکات اور لقب شمس الدین ہے۔ ابھی آپ کا سن مبارک تیرہ برس کا تھا کہ والد گرامی حضرت ابوالعلیٰ کا وصال ہو گیا۔ اور آپ کی پرورش وتربیت دادا جان حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرما کر ظاہری و باطنی علوم میں مالا مال کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ کم سنی میں ہی آپ پر استغراق غالب ہو جایا کرتا تھا۔ حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی علیہ الرحمہ نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی کے پورے سو سال بعد ۱۱۱۱ھ/ ۱۶۹۹ء میں آپ کو اپنا قائم مقام بنا کر مسند رشد و ہدایت پر بٹھا کر خلعت قیومیت مرحمت فرمائی۔ چنانچہ حضرت حجتہ اللہ خواجہ محمد نقشبند رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد یکم صفر ۱۱۱۴ھ/ بمطابق ۲۷ جون ۱۷۰۲ کو مسندِ قیومیت وارشاد پر متمکن ہوئے۔

☆

آپ قطب دوراں اور قیوم زماں تھے۔ آپ کے شب و روز عبادت الٰہی اور خلق خدا (جل جلالہٗ) کی ہدایت میں صرف ہوتے تھے۔ آپ کا حلقہ بہت وسیع تھا، زمانے کے بڑے بڑے علماء و فضلاء اور امراء آپ کے معتقد و جانثار تھے۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے آپ کو دین و دنیا کی دولت سے سرفراز فرمایا تھا۔ جب بھی آپ اپنے دولت کدہ سے باہر جلوہ گر ہوتے تو امرائے شاہی اپنے دوشالے اور پگڑیاں فرش راہ بناتے تا کہ متبرک ہو جائیں، اور آپ کے قدم مبارک زمین پر نہ پڑیں۔ اگر آپ کسی جگہ (۱) وعظ (۲) مجلس یا، (۳) عیادت مریض کیلئے تشریف لے جاتے تو آپ کی سواری اور جلوس شاہانہ ہوتا۔ باوجود اس ظاہری کروفر، شان و شوکت اور جاہ و جلال کے دل ہمیشہ خداوند قدوس کی طرف لگا رہتا تھا۔ اگرچہ وقت کے امراء و سلاطین آپ کے آستانہ کی جبہ سائی اور خاکروبی پر فخر و انبساط محسوس کرتے ہیں مگر آپ ہر امیر اور غریب کو ایک نظر سے دیکھتے تھے اور ہر مرید کو درجہ کمال تک پہنچانے کی سعی بلیغ فرماتے تھے۔

(۱) کم کھانا، (۲) کم بولنا، (۳) کم سونا، آپ کی زندگی کا خاص اسلوب اور اصول تھا۔ (۴) آہ سرد، (۵) رنگ زرد اور (۶) چشم تر کے حامل تھے۔ شاید عارف روم مستِ بادہ قیوم

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ نے آپ ہی جیسے کاملوں کیلئے کہا ہے ۔

عاشقاں راشش نشاں است اے پسر　　آہ سرد و رنگ زرد و چشم تر
گر ترا پر سند دگر کدام　　کم خوردن، کم گفتن، خفتن حرام

آپ فرمایا کرتے تھے کہ فضول اور لغو گفتگو میں بہت سی مصیبتیں، آفتیں اور پریشانیاں پنہاں ہیں۔ کم کھانے سے جسم میں سستی واقع نہیں ہوتی اور کم سونے سے عبادت الٰہی اور ذکر و فکر میں زیادہ وقت گزار سکتے ہیں۔ یہ وقت بہت قیمتی ہے، اس کی قدر کرنے چاہئے

وقت ہی کو جو بدل دے وہ ہے انسانِ عظیم
وقت کے ساتھ بدلنا کوئی کردار نہیں

☆

آپ نہایت کثیر العبادت تھے۔ تقویٰ، پرہیز گاری، اتباع سنت میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔ نماز فجر کے بعد چاشت تک مراقبہ فرماتے۔ بعد ازاں قدرے قیلولہ فرماتے اور پھر نماز زوال ادا کرتے۔ اسکے بعد تلاوت قرآن حکیم میں مشغول ہو جاتے اور پھر نماز ظہر سے قبل حلقہ بنا کر بمع دوستاں ختمِ خواجگان پڑھتے اور ذکر و فکر کے بعد مریدوں کو توجہ دیتے۔ نماز ظہر ادا کرنے کے بعد مریدوں کے ساتھ بیٹھ کر تناول ماحضر فرماتے۔ چوبیس (۲۴) گھنٹوں میں صرف ایک بار ہی کھانا کھاتے۔ نماز عصر کے بعد کبھی حدیث شریف اور کبھی مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرّہ النورانی کا درس دیا کرتے تھے۔ نماز مغرب کے بعد نماز اوابین میں قرآن مجید کے دس پارے پڑھتے تھے۔ بعد ازاں حلقہ ذکر ہوتا۔ پھر نماز عشاء پڑھ کر دولت کدہ میں استراحت فرماتے۔ چوبیس ہزار (۲۴۰۰۰) مرتبہ کلمہ طیبہ، پندرہ ہزار (۱۵۰۰۰) مرتبہ اسم ذات دن کو اور پھر دس ہزار (۱۰۰۰۰) مرتبہ کلمہ طیبہ رات کو آپ کا دائمی وظیفہ تھا۔

اللہ اللہ گر گنی اللہ شوی
راست می گویم بتو واللہ شوی

☆

آپ کی فیض رسانی کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ ابو المساکین شیخ محمد مظہری ٹھٹوی سندھی رحمۃ اللہ علیہ اپنے سفرِ سرہند سے واپسی پر دہلی پہنچے تو آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان کی روحانی استعداد کے مطابق فیضان الٰہی جل شانہ سے نواز کر خلعت اجازت و خلافت مرحمت فرماتے ہوئے ارشاد کیا کہ اب واپس سندھ جا کر مخلوق خدا کی روحانی رہنمائی اور

Marfat.com

تربیت کریں۔

در خدمت حق گر تو مردانہ کمر بندی
بخشد بہ تو ہر لحظہ تاج و کمرے دیگر

(اگر تو خدمت حق کیلئے مردانہ وار کمر ہمت باندھ لے گا، تو اللہ تعالیٰ جلالہ وشانہ، تجھے ہر لحظہ ایک تاج اور کمر عنایت فرمادے گا۔)

دراصل مخلوق کی خدمت ہی ہے عبادت
اللہ تو کسی چیز کا محتاج نہیں

☆

ایک مرتبہ کسی تقریب میں جامع مسجد دہلی کے قریب سے گزرے۔سواری کے ساتھ عقیدت مندوں، جاں نثاروں اور شیدائیوں کا ہجوم نجوم تھا۔حضرت شاہ گلشن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد سے آپ کی سواری کی رونق دیکھ کر اپنی پرانی کملی اتار کر پھینک دی کہ اسے جلادو کیونکہ جس قدر نور اس بزرگ کی سواری میں ہے، اس کا ایک شمہ بھی اپنی کملی میں نہیں پاتا۔حالانکہ تیس سال سے اس کملی میں ریاضت ومجاہدہ کررہا ہوں۔کسی نے بتایا کہ یہ حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔اس پر شاہ گلشن علیہ الرحمہ کہنے لگے:

"الحمد اللہ! یہ تو ہمارے پیرزادہ ہیں اور ہماری عزت وآبرو ان کے صدقے باقی رہ گئی ہے"۔

☆

آپ کی کرامات کا سلسلہ بہت دراز ہے، طوالت کے خوف سے صرف دو تین پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے:

(1)

ایک شخص نے عرض کیا کہ خاندان مجددیہ کی تمام نسبت مجھ کو ایک ہی توجہ میں عطا فرما دیں۔آپ نے ارشاد کیا کہ یہ معمول کیخلاف ہے۔نیز اگر تمام نسبت ایک ہی توجہ میں دی جائے تو اس کا تحمل و برداشت، حوصلۂ بشریت سے باہر ہے۔مگر سائل اپنے سوال پر مصر رہا اور مزید الحاح وزاری سے عرض گزار ہوا۔ناچار آپ نے ایک ہی توجہ سے تمام نسبت القاء فرمادی مگر وہ شخص تاب نہ لاسکا اور فی الفور مر گیا۔

Marfat.com

اے دل ناعاقبت اندیش ضبطِ شوق کر
کون لا سکتا ہے تابِ جلوہ دیدارِ دوست
(غالب)

(۲)

آپ کا ایک مرید سخت بیمار و لاچار ہو گیا، نزع کی حالت طاری ہو گئی۔اس کے چھوٹے چھوٹے بچے تھے۔اس کے گھر والے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے۔ آپ کو اس کے حال پر رحم آ گیا، اور اسے اپنے ضمن میں لے لیا۔وہ شفایاب ہو کر عرصہ دراز تک بقید حیات رہا۔چونکہ آپ کی روح مبارک اس کی زندگی کی قیم تھی، بدیں وجہ جس دن آپ نے وصال فرمایا وہ شخص بھی اس دنیا سے کوچ کر گیا۔

(۳)

ایک شخص بیعت کرنے کیلئے اپنے گھر سے روانہ ہوا راستے میں اسے ایک گھڑ سوار ملا۔اس نے قصدِ سفر پوچھا تو اس شخص نے جواب دیا کہ میں حضرت خواجہ محمد زبیر (علیہ الرحمہ) کی خدمت بابرکت میں بیعت کرنے کیلئے جا رہا ہوں۔گھڑ سوار اُترا اور کہا:

"میں ہی خواجہ محمد زبیر ہوں"

وہ شخص بہت خوش ہوا اور درخواست بیعت کی۔آپ نے اسے داخل سلسلہ عالیہ مجددیہ کیا اور اجازت دے دی۔اس شخص نے سوچا کہ اب تو سرہند شریف کے نزدیک پہنچ گیا ہوں لہذا کیوں نہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کے روضہ انور کی زیارت بھی کرتا جاؤں۔ جب وہ سرہند شریف پہنچا تو دیکھا کہ لوگوں کا ایک بہت بڑا ہجوم تھا جو کسی کو دفن کرنے کی تیاریاں کر رہے تھے۔جب اس شخص نے دریافت کیا تو پتا چلا کہ حضرت محمد زبیرؒ وصال فرما گئے ہیں۔جب اس نے زیارت کی تو وہی شکل مبارک تھی جس نے رستے میں بیعت کیا تھا۔

(۴)

ایک شخص کابل (افغانستان) سے آپ کی زیارت کے ارادہ سے روانہ ہوا۔راستے میں اسے ایک شیر ملا، جسے دیکھ کر وہ بہت خوف زدہ ہو گیا۔اس شخص نے آپ کی طرف توجہ کی تو آپ فوراً تشریف لے آئے اور ایک پتھر اٹھا کر شیر پر پھینکا جس سے وہ لومڑی کی طرح دم دبا کر بھاگ گیا اور آپ بھی نظروں سے غائب ہو گئے۔

Marfat.com

(۵)

آپ کے مرید خاص شاہ مقیم رحمتہ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ جن دنوں میں مکہ معظمہ میں مقیم تھا تو مجھے آپ کے دیدار کا شدید اشتیاق پیدا ہوا۔ میں بیت اللہ شریف کے طواف سے دل کو تسلی دیتا مگر اطمینان نہ ہوتا تھا۔ بلکہ مزید بے چینی اور بے اطمینانی ہوتی تھی

کعبہ بھی گیا مگر رہا خیال بتوں کا
زم زم بھی پیا، نہ بجھی پیاس جگر کی

اس حالتِ اضطراب میں کیا دیکھتا ہوں کہ آپ بھی میرے ساتھ طواف فرما رہے ہیں، میں نے بڑھ کر قدم بوسی کرنا چاہی تو آپ نظروں سے غائب ہو گئے۔ میں واپس اپنی جگہ پر پہنچا تو آپ کو پھر طواف کرتے ہوئے دیکھا۔ میں پھر بڑھ کر قدم بوسی کرنے لگا تو دوبارہ غائب ہو گئے۔ کئی بار ایسا ہوا۔ میرے علاوہ بہت سے اور لوگوں نے بھی آپ کو حرمین شریفین میں دیکھا۔

(۶)

آپ کے ایک منظورِ نظر مرید محمد عادل اکبر آبادی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ شاہجہان آباد (دہلی) جاتے ہوئے دوران راہ لٹیروں کا سامنا ہو گیا۔ ایک نے مجھ پر کمند پھینکنا چاہا، میں نے گھبرا کر آپ سے التجا کی۔ آپ نے ظاہر ہو کر انہیں ڈانٹا اور وہ بندروں کی طرح بھاگ گئے۔

☆

اڑتیس (۳۸) سال مسندِ قیومیت پر رونق افروز، جلوہ گر اور فائز رہ کر ۴۔ ذیقعد ۱۱۵۲ھ بمطابق ۲۔ مارچ ۱۷۴۰ء کو آپ نے دہلی میں وصال فرمایا۔ آپ کی نعش مبارک سرہند شریف لائی گئی۔ ۱۱۔ ذیقعد بروز جمعرات شیخ سعد الدین کی حویلی میں جسے آپ نے شیخ موصوف کے بیٹے سے بعوض چار ہزار روپے خریدا تھا، میں آخری آرام گاہ بنی۔ ۱۱۵۳ھ بمطابق ۱۷۴۰ء میں آپ کے مزار اقدس پر ایک عالی شان روضہ مبارک تعمیر کیا گیا۔ جو رنگا رنگ نقش و نگار سے آراستہ و پیراستہ تھا اور جس میں بہت ہی خوبصورت گلکاری کی ہوئی تھی

آسماں تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے
سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

☆

حضرت خواجہ محمد زبیر رحمتہ اللہ علیہ نے بڑے بڑے نامی گرامی خلفاء یادگار چھوڑے ہیں، ان میں تین بہت مشہور و معروف ہیں:

Marfat.com

(۱) حضرت خواجہ ضیاء اللہ کشمیری علیہ الرحمہ، جس کے خلفاء میں حضرت شاہ محمد آفاق دہلویؒ شامل ہیں۔

(۲) خواجہ محمد ناصر عندلیب دہلویؒ جن کے فرزند و خلیفہ حضرت خواجہ میر درد دہلویؒ ہوئے۔

(۳) حضرت خواجہ عبدالعدلؒ، جن کے خلیفہ شاہ عبدالقادر دہلویؒ مترجم قرآن فرزند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

(۴) حضرت سید قطب الدین حیدر بخاریؒ جن کے خلیفہ حافظ شاہ جمال اللہ رامپوریؒ ہیں۔

☆

آپ کے ارشادات و فرمودات سینکڑوں کے حساب سے ہیں، بطور تبرک چند ایک درج ذیل ہیں:۔

☆ ہر شخص کا صدق اس کے علم کے مطابق ہوتا ہے۔

☆ توجہ کی تاثیر سے فیض باطنی حاصل ہوا کرتا ہے۔

☆ دنیا میں ناممکنات دنیاداروں کے لئے ہے، اللہ عزوجل کے نزدیک کوئی چیز ناممکن نہیں۔

☆ یہ ہرگز یقین نہ کرو کہ نفس امارہ کا کتا عاجز ہوگیا ہے بلکہ اسے تنکوں تلے آگ سمجھو۔

☆ فضول اور لغو گفتگو میں بہت سی مصیبتیں اور پریشانیاں پنہاں ہیں۔

(☆)......(☆)

Marfat.com

(۲۸)

☆

حضرت خواجہ شاہ ضیاء اللہ کشمیری رحمتہ اللہ علیہ

☆

کشمیر ۱۱۱۰ھ ○ ۱۱۹۰ھ سرہند شریف (بھارت)

۹۹-۱۶۹۸ء ۱۷۷۶ء

☆

﴿قطعہ تاریخِ وصال﴾

"صاحب کمال خواجہ محمد ضیاء اللہ"

-----۱۷۷۶ء-----

زُبدۂ اہلِ جہاں عظمت نشاں کامل دوراں رئیسِ عارفاں
سالِ رحلت اُن کا اے فیضِ آلامین کہہ، "ضیاء اللہ معینِ بیکساں"

-------۱۱۹۰ھ-------

(حضرت صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی سیالوی
مونیاں ٹھیکریاں، گجرات)

☆

خواجہ ضیاء اللہ فخرِ نقشبنداں تھے طریقت کا مہرِ درخشاں
تھی چودھویں ربیع الاوّل کی ہو گیا جب فراقِ جسم و جاں
جُستجو جو تھی سالِ وصال کی کہو صادق "درویش سیرت، خورشید گہر فشاں"

---۱۱۹۰ھ---۱۷۷۶ء

(محمد صادق قصوری)

☆

Marfat.com

حضرت خواجہ شاہ ضیاء اللہ کشمیری رحمتہ اللہ علیہ

☆

حضرت قبلۂ عالم خواجہ محمد زبیر سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ اعظم اور شہنشاہِ مشکل کشا حضرت خواجہ سیّد محمد بہاؤالدین نقشبند بخاری قدس سرہٗ العزیز کی اولادِ پاک، خواجہ سیّد شاہ ضیاء اللہ علیہ الرحمہ کی ولادت باسعادت ۱۱۱۰ھ/۹۹۔۱۶۹۸ء میں خطۂ کشمیر میں ہوئی۔ آپ اپنے وقت میں کشمیر کے امیر کبیر تاجروں میں شمار ہوتے تھے۔ آپ کا ایک ایک خیمہ لاکھ لاکھ روپیہ کا ہوتا تھا۔ بسلسلہ تجارت ہندوستان کے مختلف اور متعدد شہروں میں تشریف لے جاتے تھے۔

☆

ایسے ہی ایک سفر کے دوران شہر دہلی میں قیام پذیر تھے کہ ایک شب خواب میں دیکھا کہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا دستِ مبارک پکڑے ہوئے ایک مسجد میں جلوہ آرا ہوئے، جہاں حضرت خواجہ محمد زبیر علیہ الرحمہ بھی موجود تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ کی شکل وصورت ایک ہوگئی۔ اسی اثناء میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواجہ شاہ ضیاء اللہ سے فرمایا کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم وارشاد ہے کہ ”تم حضرت خواجہ محمد زبیر سرہندی کی خدمت میں حاضر ہوکر اُن سے بیعت کرو، کیونکہ وہ ”قطب جہاں“ اور ”قیوم زماں“ ہیں“۔ چنانچہ دوسرے ہی دن آپ خواجہ محمد زبیر سرہندیؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر شرف بیعت سے مشرّف ہوئے۔

☆

حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ، آپ پر بہت مہربان تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ ”خواجہ شاہ ضیاء اللہ“ فخرِ کشمیر ہیں اور اُنہیں ”ھین لین“ کا خطاب دے رکھا تھا کہ آپ نہایت حلیم اور متواضع تھے۔

☆

جس وقت آپ طلب خدا (عزوجل) کے لئے حضرت خواجہ محمد زبیر سرہندی علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو اپنا تمام مال ومنال اور سامان واسباب راہِ خدا میں لٹا دیا اور کمال کو پہنچ کر ”خلافت“ حاصل کی۔ دہلی میں رہائش پذیر ہوکر پیرومُرشد کی خدمت اپنا شعار بنا لیا۔ بادشاہِ دہلی کو آپ سے بڑی عقیدت تھی، ایک دفعہ بادشاہ نے آپ کا وظیفہ مقرر کرنا چاہا

Marfat.com

مگر آپ نے قبول و منظور نہ فرمایا۔ پھر بڑے اصرار سے صرف سات روپے ماہوار قبول فرمائے کہ میری گذر اوقات کے لئے کافی ہیں۔ لیکن آپ بڑے سخی تھے، دکان داروں کے مقروض رہتے تھے، لوگوں کو قرض لے کر دیتے تھے۔ بادشاہ نے حکم دے رکھا تھا کہ آپ سے کوئی قرض نہ مانگے، وہ خود ادا کرتا تھا۔

☆

حضرت شاہ رؤف احمد رافت علیہ الرحمہ اپنی کتاب مستطاب ''جواہر علویہ'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

''حضرت خواجہ شاہ ضیاء اللہ نے اپنا تمام مال تجارت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ کے دروازے پر راہ خدا (جل شانہٗ) میں دے دیا اور لنگی باندھ کر بوریا لپیٹ لیا اور حضرت خواجہ صاحب (محمد زبیر) کی توجہ سے کامیاب ہو گئے اور اجازت و خلافت حاصل کر لی''۔

خواجہ محمد احسان مجدّدی سرہندی اپنی تصنیف منیف ''روضۃ القیومیہ جلد چہارم میں رقمطراز ہیں کہ:

''حضرت خواجہ ضیاء اللہ کشمیری المشہور بہ ''احسن لین'' حضرت خواجہ محمد زبیر سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلیفہ ہیں۔ آپ ورع، تقویٰ اور ''طریقہ احمدیہ معصومیہ'' کے سخت پابند تھے۔ خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ آپ پر بدرجۂ غایت مہربان تھے۔ اور ولایتِ صغرائے کبرائے علیا، کمالاتِ نبوت بلکہ حقائقِ ثلاثہ تک کی بشارت آپ کو عنایت کر کے اپنی خلافت سے سرفراز فرمایا۔ بار ہا آپ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ:

''خواجہ ضیاء اللہ محبت و اعتقاد میں بے نظیر ہیں''۔

☆

حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ حضرت مظہر جانجاناںؒ) فرمایا کرتے تھے کہ:

''جو شخص مجددی نسبت کو مجسّم دیکھنا چاہے وہ خواجہ ضیاء اللہ کو دیکھ لے''۔

نیز فرماتے تھے:

Marfat.com

''حضرت خواجہ ضیاء اللہ رات کے آخر میں گریہ زاری
کرتے تھے، لوگوں کو ڈانٹ ڈپٹ سے بیدار کرتے تھے
اور کہتے تھے کہ تم پر افسوس کہ تم محبتِ الٰہی (جل شانہٗ) کا دعویٰ
کرتے ہو، تمہارا یار اور محبوب بیدار ہے اور تمہاری طرف متوجہ
ہے اور تم سو رہے ہو، اور اُس سے غافل ہو۔ تمہارے دعویٰ
محبت میں جھوٹ اور منافقت ہے، تم ہی کہو کہ کیا عاشقوں کا
حال یہی ہوتا ہے اور یہ شعر پڑھتے تھے۔

مجنوں بہ خیالِ زُلف لیلیٰ در دشت　　در دشت بجستجوئے لیلیٰ می گشت
می گشت در دشت بر زبانش لیلیٰ　　لیلیٰ می گفت تا زبانش می گشت''

ترجمہ: ''مجنوں زُلفِ لیلیٰ کے خیال میں جنگل میں پھرتا رہتا اور لیلیٰ کی تلاش کرتا رہتا۔ وہ جنگل میں پھرتا تھا اور اُس کی زبان پر لیلیٰ لیلیٰ کا ورد ہوتا تھا، وہ لیلیٰ ہی لیلیٰ پکارتا رہتا تھا جب تک کہ اُس کی زبان میں حرکت ہوتی رہتی تھی''۔

☆

سر سیّد احمد خان نے اپنی کتاب ''آثار الصنادید'' میں آپ کے بارے میں لکھا ہے۔

''زبردست فقیر تھے''۔

☆

مولونا سیّد ابوالحسن علی ندوی اپنی کتاب ''تاریخ دعوت و عزیمت'' حصہ چہارم مطبوعہ کراچی ۱۹۸۰ء صفحہ ۳۶۴، ۳۶۵ پر لکھتے ہیں:

''حضرت خواجہ ضیاء اللہ بڑے پایہ کے شیخ طریقت
وصاحب نسبت تھے، حضرت شاہ غلام علی فرماتے تھے کہ جس
نے ''نسبتِ مجدّدی'' مجسم نہ دیکھی ہو، وہ حضرت خواجہ ضیاء اللہ
کو دیکھے''۔

☆

آپ (شاہ ضیاء اللہ) نے اپنے پیر و مُرشد خواجہ محمد زبیرؒ کو خواب میں بہت روز سے نہیں دیکھا تھا۔ اس کا تذکرہ حضرت مرزا مظہر جانجاناں دہلویؒ سے کیا تو مرزا صاحب نے فرمایا،

Marfat.com

"آج دیکھو گے"۔ چنانچہ اسی شب اپنے قبلۂ عالم" کو خواب میں دیکھا۔ صبح کو مرزا صاحب علیہ الرحمہ کا شکریہ ادا کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔

☆

حضرت خواجہ" کا اپنے معاصرین اور پیر بھائیوں میں کیا مقام تھا؟ لیجئے ملاحظہ فرمایئے کہ صاحب "تذکرہ انعاماتِ رحمٰن" مولانا سیّد محمد عبدالغفار ندوی رقمطراز ہیں کہ:

"حضرت قبلہ خواجہ محمد زبیر" کے خلیفہ شاہ قطب الدین (سیّد قطب الدین حیدر بخاریؒ) نے اپنی تصنیف (وھب الزبیر) کے آخر میں اپنے خلیفہ حافظ جمال اللہ" کو ہدایت فرمائی ہے کہ اس تصنیف کو میرے بھائی خواجہ ضیاء اللہ کے پاس لے جا کر اُن سے اجازت حاصل کرو"۔

☆

حضرت خواجہ شاہ ضیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب تصنیف تھے۔ آپ کی صرف ایک کتاب "مقاصد السالکین" دستیاب ہے۔ یہ کتاب تصوف پر ہے۔ آپ نے ۱۱۴۰ھ/۱۷۲۸ء میں تحریر فرمائی تھی۔ اس کا فارسی متن ۱۳۱۷ھ/۱۹۰۰ء میں میرٹھ (ہندوستان) سے شائع ہوا تھا اور اس کا اُردو ترجمہ مولانا امام الدین گجراتیؒ نے کیا اور ملک چنن الدین خلف الرشید ملک فضل الدین تاجر کتب "اللہ والے کی قومی دکان" کشمیری بازار لاہور نے ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء شائع کیا۔ ہمارے پیش نظر حضرت صاحبزادہ محمد بدرالسّلام صدیقی مدظلہٗ خانقاہِ عالیہ سلطانیہ کالادیو ضلع جہلم کا اُردو ترجمہ ہے جو ۲۰۰۵ء میں منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوا۔

☆

خلفائے کرام کے علاوہ آپ سے مندرجہ ذیل مشاہیر نے بھی فیض پایا:

(۱) حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ، سجادہ نشین خانقاہِ مظہریہ دہلی۔

(۲) حضرت میاں سراج الاسلام مجدّدیؒ مدفون پشاور۔

(۳) حضرت مولوی شاہ قطب الدینؒ خلیفہ مرزا مظہر جانجاناںؒ۔

☆

آپ کا انتقال پُر ملال ۱۴۔ ربیع الاوّل ۱۱۹۰ھ/۳۔ مئی ۱۷۷۶ء بروز جمعۃ المبارک ہوا اور سرہند شریف میں تدفین ہوئی۔

Marfat.com

زبانِ من بہ مدح ہمچوے اُوے
بہ دستِ تُند بادے تارِ موئے

ترجمہ:۔ میری زبان اُن کی تعریف سے ایسے ہی قاصر ہے، مجبور ہے، جیسے کہ تند و تیز ہَوا کے ہاتھوں ایک بال)۔

☆

آپ کے ملفوظاتِ گرامی بے شمار و بے قطار ہیں۔ بطور تبرک چند ایک نقل ہیں۔

- ''اے عزیز! جس نے غفلت کے پردہ کو اُٹھا کر آئینۂ باطن کو ذکر سے صیقل کر کے اپنے سینہ کو اسرار کا خزینہ بنالیا، انوارِ سبحانی اُس کے دل میں سما جاتے ہیں''۔
- ''اے عزیز! جو کوئی حق کا طالب ہے، وہ ہر گھڑی ''ذکر'' کی طرف مائل ہے اور سب اہل اللہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ''ذکر'' کے بغیر ''مذکور'' تک پہنچنا ممکن نہیں ہے''۔
- ''جاننا چاہئے کہ سب سے بڑھ کر سعادت اور بہترین عبادت حضور سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود پاک پڑھنا ہے، اس لئے کہ درودِ پاک کی کثرت سے حبیب خدا علیہ التحیہ والثناء کی محبت، غالب آجاتی ہے جو کہ تمام سعادتوں کی سردار ہے اور اس کے ذریعہ سے انسان اللہ تعالیٰ (جل شانہٗ) کی پاک درگاہ میں قبولیت حاصل کر لیتا ہے اور درود پاک کی برکت سے سب سیئات، حسنات سے تبدیل ہو جاتی ہیں''۔
- ''اتباعِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر اور اچھی کوئی ''عبادت'' نہیں اور ''شریعتِ مطہرہ'' پر استقامت سے افضل کوئی ''اطاعت'' نہیں۔

(☆)......(☆)

Marfat.com

(۲۹)

☆

حضرت شاہ محمد آفاق دہلوی رحمتہ اللہ علیہ

☆

دہلی ۱۱۶۰ھ ○ ۱۲۵۱ھ (دہلی، بھارت)

(بھارت) ۱۷۴۷ء ۱۸۳۵ء

☆

﴿قطعہ تاریخِ وصال﴾

☆

"مہِ درخشاں شاہ محمد آفاق دہلویؒ "

۱۸۳۵ء

عارفِ سرِّ حق فخرِ اہلِ صفا مرتبہ اُن کو حاصل تھا ارفع جُدا
سالِ رحلت کہو اُن کا فیض الامین "خواجہ آفاق کہفِ زماں مرحبا"

۱۲۵۱ھ

(صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی، گجرات)

☆

حیف شاہ آفاق شد عازمِ قصرِ روضہ رضواں
فخر اسلام رونقِ دہلی عالمِ دیں و صاحبِ عرفاں
گفت سالِ وصلش صادق رفت، "خسروِ خوش بیاں"

۱۸۳۵ء

(محمد صادق قصوری)

☆

Marfat.com

حضرت شاہ محمد آفاق دہلوی رحمتہ اللہ علیہ

☆

قطبِ زماں، فخرِ دوراں، محرمِ اسرار، مخزنِ انوار اور غواصِ دریائے دین حضرت شاہ محمد آفاق بن احسان اللہ خاں بن نواب اظہر الدین بن شیخ محمد تقی بن حضرت شیخ عبدالاحد شاہ گل المتخلص بہ ''وحدت'' بن حضرت خواجہ شیخ محمد سعید خازن بن امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی کی ولادت باسعادت ۱۱۶۰ھ/۴۷-۱۷ء میں دہلی میں حضرت مرزا مظہر جانجاناں شہید دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کی دُعا سے ہوئی۔ آپ کے دادا جان نواب اظہر الدین خانؒ، زمانہ شہنشاہِ اورنگ زیب عالمگیرؒ میں منصب دارِ شاہی تھے اور خطاب ''خانی ونوابی'' سے سرفراز تھے۔

☆

آپ کا سلسلۂ ارادت وخلافت یوں ہے کہ حضرت شاہ محمد آفاق...... حضرت خواجہ شاہ ضیا اللہ کشمیری...... حضرت خواجہ محمد زبیر...... خواجہ حجۃ اللہ نقشبند ثانی...... عُروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی...... آفتابِ ہند امام ربانی قندیل نورانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی تا حضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم۔

☆

آپ نے حضرت شاہ سیّد ضیاء اللہ کشمیریؒ (یکے از اولادِ حضرت خواجہ نقشبند بخاری رحمتہ اللہ علیہ) سے بیعت کر کے سلوک کی تکمیل اپنے آبائی ''طریقہ نقشبندیہ مجددیہ'' میں کر کے، اجازت وخلافت حاصل کی۔ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ نے حاشیہ ''سیر المرشدین'' میں یوں تحریر فرمایا ہے کہ:

> ''حضرت شاہ محمد آفاق از خواجہ ضیاء اللہ کہ از خلفائے حضرت خواجہ محمد زبیر اند رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نسبتِ ایں خاندان کسب نمودہ بسر گرمی حلقہ ومراقبہ وافادۂ نسبت دریں وقت ممتاز اند''۔

☆

ترجمہ:۔ حضرت شاہ محمد آفاق نے حضرت خواجہ ضیاء اللہ، جو کہ حضرت خواجہ محمد زبیر کے خلفاء میں سے ہیں، اُن سے اِس خاندان (نقشبندیہ مجددیہ) کی نسبت حاصل کی اور اِس وقت حلقہ ومراقبہ

Marfat.com

اور افادۂ نسبت میں سرگرم رہنے کی وجہ سے ممتاز ہیں۔"

☆

مُرشد گرامی حضرت شاہ ضیاء اللہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد عرصۂ دراز تک اُردو زبان کے معروف صوفی شاعر حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمہ کی صحبت مبارک میں رہے، جو اپنے والد گرامی حضرت شاہ محمد ناصر عندلیبؒ کے خلیفہ تھے اور خواجہ محمد ناصر عندلیبؒ، حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے تھے۔

☆

اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے حضرت شاہ محمد آفاق" کو قبولیتِ عامہ اور آفاقی شہرت عطا فرمائی تھی۔ دہلی تا کابل (افغانستان) لوگوں نے آپ جناب سے فیض پایا۔ آپ افغانستان تشریف لے گئے، وہاں کے لوگوں نے آپ سے بہت استفادہ کیا۔ بے شمار لوگ آپ کے دامنِ ارادت سے وابستہ ہوئے۔ شاہِ افغانستان، زمان شاہ نے آپ سے شرفِ بیعت حاصل کیا۔ آپ سلوک میں اپنے آباؤ اجداد اور شیوخِ عظام کی طرح عالی ہمت، بلند حوصلہ اور صاحب استقامت تھے۔ صاحب جذب تھے اور ہمہ وقت مستغرق رہتے تھے۔ نسبتِ عشق آپ پر غالب تھی۔ آپ جامع شریعت وطریقت تھے۔ اسرارِ حقیقت سے واقف تھے، مُرشد کامل تھے۔ فقر، توکل، قناعت، زُہد وورع، عبادت وریاضت، مجاہدہ وتقویٰ میں بے نظیر شیخِ طریقت تھے۔

درویش کسے بود کہ نامش نبود وزہر دوجہاں ہیچ کلامش نبود
در آتشِ فقر اگر بسوزد صد سال از کس طمع پختہ وخامش نبود

☆

آپ کے خلیفۂ ارشد حضرت مولانا شاہ فضلِ رحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ:

"ہمارے حضرت روزانہ دس ہزار مرتبہ "درود شریف" اور پچاس ہزار مرتبہ "کلمہ طیبہ" پڑھتے تھے اور دس پارے "قران مجید" تہجد میں پڑھنے کا معمول تھا اور کچھ معلوم نہیں ہوتا تھا۔ دس پارے اتنی دیر میں ہوجاتے تھے کہ انجان سمجھے کہ ایک پارہ پڑھا ہوگا اور پانچوں وقت "صلوٰۃ التسبیح" پڑھتے تھے۔ مزاج میں نہایت تواضع ومسکنت تھی۔ سب باتیں موافق سُنّت

Marfat.com

کے کرتے تھے، لیکن کسرِ نفسی سے ایسا فرماتے تھے کہ ہم سے
جو کوئی بات موافق سنّت کے ہو جاتی ہے، تو عرش سے ایسا فیض
آتا ہے کہ تر بتر ہو جاتے ہیں"۔

☆

آپ کی بزرگی اور برگزیدگی کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ اپنے بعض مریدوں کو آپ کی خدمت میں بھیجا کرتے تھے۔ یہ مرید آپ کی صحبت ومجلس مبارک سے فیوض وبرکات کے خزانے لوٹتے تھے اور بعد از تکمیل واپس جا کر "مُہرِ کاملیت" ثبت کرواتے تھے۔

☆

آپ کو اپنے انجام بخیر ہونے میں بڑا تردد رہتا تھا۔ ایک شب خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

"تو اپنے بارے میں فکرمند ہے، ارے! جو تجھ سے
محبت کرے گا، اُس کا انجام بھی بخیر ہوگا"۔

☆

"سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ" جس کے آپ ایک ممتاز بزرگ تھے، "ذکرِ نفی واثبات" اور "ذکرِ اسمِ ذات" پر بہت زور دیتا ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے بذریعہ "کشف" یہ بات دریافت کی کہ:

"انسان "دس لطائف" سے مزین ومرکب ہے، پانچ
لطائف "عالمِ امر" کے ہیں اور پانچ لطائف "عالمِ خلق" کے
ہیں، قلب، روح، سرّی، خفی اور اخفیٰ، عالمِ امر کے لطائف
ہیں اور نفس وعناصرِ رابعہ، عالمِ خلق کے لطائف ہیں"۔

☆

عالمِ امر کا ہر ایک لطیفہ ایک پیغمبرؑ کے زیرِ قدم واقع ہے، "لطیفۂ قلب"، حضرت آدم علیہ السلام کے زیرِ قدم واقع ہے، "لطیفۂ سرّی" حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زیرِ قدم واقع ہے، "لطیفۂ خفی" حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زیرِ قدم واقع ہے اور "لطیفۂ اخفیٰ" حضور سیّد وسرور حضور محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیرِ قدم واقع ہے۔

Marfat.com

☆

اس کے بعد تین طریقے مقرر کیے۔ پہلا طریقہ ''ذکر''، دوسرا طریقہ، ''مراقبہ'' اور تیسرا طریقہ، ''توجہ مُرشد''۔ یہ اصل اصول ہے۔ اب تفصیل ملاحظہ فرمائی جائے۔

☆

(۱) ''ذکر'' دو قسم کا ہے، ''ذکر اسمِ ذات'' اور ''ذکر نفی و اثبات''۔

(۲) مراقبہ: پہلا مراقبہ، ''مراقبۂ احدیت'' ہے، دوسرا مراقبہ، ''فنائے ذات'' ہے۔ اس کو ''مراقبہ معیت'' بھی کہتے ہیں۔ پھر ''دائرہ ولایتِ صغریٰ'' کا مراقبہ ہے۔ پھر ''دائرہ کبریٰ'' کا مراقبہ ہے۔ بعد ازاں ''دائرہ علیا'' کا مراقبہ ہے۔ پھر ''دائرہ کمالاتِ رسالت'' کا، پھر ''دائرہ کمالاتِ اولوالعزم''، پھر ''دائرۂ حقیقتِ صلوٰۃ''، پھر ''دائرہ معبودیت صرف''، پھر ''دائرۂ حقیقتِ احمدی''، پھر ''دائرۂ حقیقتِ موسوی، پھر ''دائرہ حقیقتِ محمدی''، پھر ''دائرۂ حقیقت احمدی''، پھر ''دائرۂ حُبِ صرف''، پھر ''دائرۂ لاتعین''۔

☆

(۳) توجہ مُرشد: اس سے مراد یہ ہے کہ مُرشد اپنے دل کو طالب کے دل کے مقابل کرے اور اس امر کی ہمت صرف کرے کہ ''ذکر'' کے انوار، جو اُس کے دِل میں ہیں، وہ طالب کے دِل میں جلوہ گر ہوں۔

☆

آپ نے ''تصورِ شیخ'' پر بہت زور دیا ہے۔ آپ ''ذکرِ شش جہت'' کرتے تھے یعنی ''لطیفۂ عالم''۔ اس کے بعد ''نفی اثبات''۔ ''بحبس دم'' باعدد طاق یعنی ایک دم میں اکیس بار پہنچاتے تھے۔

آپ کی ''توجہ'' کے چار طریقے تھے: (۱) نظری، (۲) لسانی، (۳) قلبی اور (۴) روحی۔

☆

آپ کے ''اوراد و وظائف'' کی تفصیل گزشتہ صفحات میں دی جا چکی ہے، یہاں صرف یہ عرض کرنا ہے کہ آپ جو روزانہ دس ہزار مرتبہ ''درود شریف'' پڑھتے تھے، وہ یہ تھا:

اللھم صل علی سیّدنا محمد وعلیٰ آلِ سیّدنا
محمدٍ وبارک وسلم .

Marfat.com

اور نمازِ ظہر کے بعد "حزب البحر" پڑھنا آپ کا معمول تھا۔

☆

آپ کے کشف و کرامات بہت ہیں۔ مُشتِ از خروارے چند ایک درج ذیل ہیں:

(۱)

حافظ محمد اشرف نام کے ایک صاحب حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ مجھے شاعری کا شوق ہے مگر نہیں آتی۔ آپ نے اپنی ٹوپی اُن کے سر پر رکھ دی، اُسی روز سے وہ اچھے خاصے شاعر ہو گئے۔

(۲)

آپ کے خلیفۂ اجل حضرت شاہ فضلِ رحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ، دہلی سے اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں پانچ روپے بھیجنا چاہتے تھے، آپ نے اُن سے روپے لے لئے اور فرمایا کہ "کل بھیج دیئے جائیں گے"۔ بعد ازاں آپ نے شاہ فضلِ رحمٰنؒ سے فرمایا کہ:

"اُن کے روپے اُن کی والدہ ماجدہ صاحبہ کے پاس پہنچ گئے ہیں"۔

کچھ دنوں کے بعد جب حضرت شاہ فضلِ رحمٰنؒ اپنی والدہ ماجدہ سے ملنے کے لئے گئے تو آپ کو معلوم ہوا کہ اُسی رات کو آپ نے دروازے پر پکار کر وہ روپے آپ کی والدہ ماجدہ کو دیئے اور اُن کے بیٹے کی خیریت سے بھی اُن کو مطلع فرمایا۔

☆

آپ کا انتقال پُر ملال ۷۔ محرم الحرام ۱۲۵۱ھ/ ۵۔ مئی ۱۸۳۵ء بروز چہار شنبہ (بدھ وار) ہوا اور پنجشنبہ (جمعرات) کو محلّہ مغلپورہ دہلی میں مدفون ہوئے۔

مدت کے بعد ہوتے ہیں پیدا کہیں وہ لوگ
مٹتے نہیں دہر سے جن کے نشاں کبھی

☆

شہزادۂ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی، حضرت شاہ ابوالخیر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ "قطعۂ تاریخ" وصال کہا۔

چوں جنابِ شاہِ آفاق از جہاں کرد رحلت سُوئے جنتِ نعیم
گفت سالِ رحلتش خیرِ حزیں "خُلد را ماوائے اُو کن اے کریم"

Marfat.com

☆ ـــــــ ۱۲۵۱ھ ـــــــ

آپ کے اقوال وارشادات اور پند ونصائح بہت ہی بڑا خزانہ ہیں، جو میسر آسکے، درج ذیل ہیں:

☆ مُرشد کی نظر، صحبت، کلام اور توجہ باطن سے فیض پہنچتا ہے۔

☆ فرقہ ناجی وہی ہے جو اجماع اہل سنت وجماعت پر قائم ہے۔

☆ گنج مرادآباد میں ایک نبیؑ کی قبر ہے۔

☆ بزرگانِ نقشبندیہ میں نسبتِ صدیقی کا ظہور ہے، لہذا یہ طریقہ قرب الطریق ہے اور سہل الوصول ہے۔ چونکہ حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت ابراہیمیؑ تھی، لہذا القائے سینہ بسینہ حضرات "نقشبند" سے شائع ہوا۔

حدیث شریف میں ہے: **ماصب اللّٰہ شیاء فی صدری الاصبة فی صدر ابی بکر** ۔یعنی "جو کچھ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے میرےؐ سینے میں ڈالا، اُس کو میںؐ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینہ میں ڈال دیا۔

☆ ایک دن آپ کے ایک خلیفہ مولانا شاہ اعظم علی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ ہم مریدانِ قدیم پر اتنی عنایت نہیں، جتنی کہ مولانا شاہ فضلِ رحمٰن (گنج مرادآبادی) صاحب پر ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا:

> "میں تم سب کو چاہتا ہوں کہ میرے ہو جاؤ مگر مولوی
> فضلِ رحمٰن کو خداوند (جل شانہٗ) چاہتا ہے، پس جسے خداوندِ
> قدوس چاہتا ہے، اُس کو میں بھی چاہتا ہوں"۔

☆ "ایک توجہ میں سب مقامات طے ہو سکتے ہیں، لیکن مرید میں استطاعت ہونی چاہیے۔"

☆ "غوث ہو یا قُطب، جو خلاف شرع کام کرے، وہ کچھ بھی نہیں ہے"۔

(☆)......(☆)

Marfat.com

(۴۰)

☆

حضرت شاہ فضلِ رحمٰن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

ملاواں ضلع ہردوئی ۱۲۰۸ھ ۱۳۱۳ھ گنج مراد آباد (بھارت)
(حال ضلع اناؤ، بھارت) ۱۷۹۴ء ۱۸۹۵ء

قطعہ ء تاریخِ وصال

کیا قیامت ہے کہ نا گہ خلق سے
مقتدائے دین وایماں چل بسے

کھل گئے تھے جن پہ رازِ نہ طبق
وہ شہِ اقلیمِ عرفاں چل بسے

بحرِ مولانا میں کہتا تھا ہر ایک
بندہ ء مقبولِ یزداں چل بسے

مجھ سے وقتِ فکرِ تاریخِ وصال
بولا ہاتف "فضلِ رحمٰں چل بسے"

۱۳۱۳ھ

(مولوی احمد حسن صفی پوری)

☆

فضلِ رحمٰن ۔ بے بہاباب عطا
۱۳۴۳ھ
فضلِ رحمٰن ۔ شمع ربّ لازوال
۱۸۹۵ء

فضلِ رحمٰن ۔ پاک دل پاکیزہ پا
۱۳۴۳ھ
فضلِ رحمٰن ۔ ایک گنج بے مثال
۱۸۹۵ء

(خان شاہد اکبر آبادی ثم کراچوی)

☆

Marfat.com

حضرت شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی رحمتہ اللہ علیہ

☆

حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن بن شاہ اہل اللہ بن شاہ محمد فیاض بن شاہ برکت اللہ بن شاہ عبدالقادر بن شیخ سعداللہ بن شیخ نور محمد بن شیخ عبداللطیف بن شیخ عبدالرحیم بن شیخ محمد المعروف بہ شاہ مصباح العاشقین چشتی، نسباً صدیقی حنفی کے ہاں ۲۱۔ رمضان المبارک ۱۲۰۸ھ/۱۲۔ اپریل ۱۷۹۴ء کو قصبہ ملاواں ضلع اُناؤ (بھارت) میں پیدا ہوئے۔

☆

آپ کے والد ماجد حضرت شاہ اہل اللہؒ، حضرت شاہ عبدالرحمٰن لکھنویؒ کے مرید باصفا تھے، چنانچہ شاہ عبدالرحمٰن نے آپ کا نام فضل رحمٰن رکھا۔ نام مبارک میں لفظ رحمٰن پر الف ولام نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے سنِ ولادت باسعادت ۱۲۰۸ھ نکلتا ہے اور یوں یہ تاریخی نام ہے۔

ارباب فقر بلند دست ایشانند از جام بقائے عشق مست ایشانند
در معرض نیستی است ہر چیز کہ ہست ہست ایشانند ہر چہ ہست ایشانند

(جو حضرات فقر و درویشی اختیار کرتے ہیں، ان کا مقام بہت بلند ہے۔ عشق الٰہی جو انسان کو فنا کے مقابلہ میں بقا عطا کرتا ہے، یہ ارباب فقر اور درویش اس بقائے عشق کے جام میں مست ہیں۔ ہر وجود کو فنا ہے اور ہر ہست، نیست میں بدل جائے گا، مگر ان ارباب فقر کو اس عشقِ الٰہی کے باعث جو بقا ملی ہے، ان کا نام ہمیشہ باقی و زندہ و تابندہ رہے گا۔)

ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی، پھر مولانا نور الحقؒ بن مولانا انوار الحقؒ فرنگی محلی سے تحصیل علم کے بعد مولانا حسن علی لکھنویؒ کی معیت میں دہلی جا کر حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے درس میں زانوئے تلمذ تہہ کیا اور حدیث مسلسل بالاولیۃ پڑھی اور سند حاصل کی جبکہ شاہ محمد اسحاق دہلویؒ سے حدیث کی مکمل تعلیم حاصل کی۔ آپ کے ہمدرس طلبہ میں مرزا حسن علی محدث لکھنویؒ، مولانا حسین احمد ملیح آبادیؒ اور مولانا عبدالصمدؒ بھی شامل تھے۔

☆

تعلیم ظاہری سے فارغ ہو کر واپس وطن مالوف لوٹ آئے۔ اب علوم باطنی کی تمنا و طلب تھی۔ چنانچہ ۱۲۳۹ھ/۱۸۲۴ء میں حضرت شاہ محمد آفاق دہلوی رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت اور

Marfat.com

ارادت کا تعلق قائم کیا اور ان کی صحبت مبارکہ میں رہ کر منازل طریقت طے کیں۔ حضرت شیخ نے باطنی تربیت کے بعد اجازت و خلافت کی خلعت سے سرفراز فرمایا۔ چنانچہ آپ خلقِ خدا (جل شانہ) کی خدمت، تربیت اور اصلاحِ احوال کا جذبہ لیے دہلی سے واپس لوٹے۔

بلند نام نہ گردو کسے کہ در وطن است
زنقشِ سادہ بودتا عقیق دریمن است

(جب تک کوئی اپنے وطن میں رہتا ہے، بلند نام نہیں ہوتا، جب تک عقیق یمن میں ہوتا ہے صرف نقشِ سادہ ہی ہوتا ہے۔)

☆

جن دنوں آپ اپنے پیر و مرشد حضرت شاہ محمد آفاق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہو کر فیوض و برکات کے خزانے لوٹ رہے تھے اور مرشد کریم کی نظر التفات حاصل کر رہے تھے، دوسرے مریدوں نے حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ:

"ہم پہلے سے مرید ہیں لیکن ہم پر اتنی نظرِ عنایت کیوں نہیں جتنی کہ مولانا فضل رحمٰن پر ہے"۔

اس پر حضرت شاہ آفاق رحمۃ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ:

"تم کو میں چاہتا ہوں کہ کچھ ہو جاؤ، جبکہ ان کو خود حق تعالیٰ چاہتا ہے"۔

☆

آپ کی پہلی شادی ملاواں میں ہوئی، اہلیہ کی رحلت کے بعد ملاواں کی سکونت ترک کر کے گنج مراد آباد ضلع اناؤ (یوپی، بھارت) میں مستقل طور پر رہائش پذیر ہو گئے، اور دوسرا عقد فرمایا۔ مجاہدے اور ریاضت سے آپ کو حد درجہ شغف تھا، چنانچہ زندگی کا بیشتر حصہ اپنی خانقاہ میں بسر کیا۔ آپ کے مجاہدۂ باطنی اور علم و عرفان کی شہرت ایسی عام تھی کہ دور و نزدیک سے لوگ جوق در جوق آپ کی زیارت کے لیے گنج مراد آباد حاضر ہوتے تھے۔

تمنا دردِ دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی — نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں
نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو — ید بیضا لیے پھرتے ہیں اپنی آستینوں میں

☆

Marfat.com

بڑے بڑے علماءِ کرام، مشائخ عظام اور امراء و حکماء حاضر ہو کر قدم بوسی کا شرف حاصل کرتے تھے۔ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی بھی آپ کے خلیفہ ارشد مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی کی رفاقت میں ملاقات کیلئے گئے اور خوب محفل جمی۔ مولانا احمد حسن کانپوری، مولانا حکیم سید عبدالحی سابق ناظم ندوۃ العلماء، نواب صدر یار جنگ مولانا حبیب الرحمٰن خان شروانی، مولانا اشرف علی تھانوی دیوبندی، نواب حسن علی خاں (فرزند اصغر رئیس غیر مقلدین نواب سید صدیق حسن خاں) جیسے لوگ بھی حاضر ہو کر سلام عقیدت پیش کرتے تھے۔

☆

چونکہ آغاز سنِ شعور ہی سے طبیعت مبارک احوال باطن کی طرف متوجہ تھی، بدیں وجہ تصنیف و تالیف کا زیادہ اتفاق نہ ہوا۔ زندگی بڑی سادہ گزارتے تھے، باجرہ کی روٹی کھاتے تھے، مٹی کے برتن میں کھانا کھاتے تھے، گوشت کھانا چھوڑ دیا تھا، ایک چھوٹی سی چوکی پر چٹائی بچھی رہتی تھی، اس پر نماز پڑھتے تھے۔ جو کچھ آتا، شام تک خرچ کر دیتے تھے۔ خداوند قدوس پر کامل توکل تھا۔ بہت سخی اور سنت کے بڑے سختی کے ساتھ پابند تھے۔ اپنے پیر و مرشد کی بہت عزت اور احترام کرتے تھے۔ تہجد پابندی سے پڑھتے تھے۔ ذکر اور مراقبہ میں ہمہ تن مشغول رہتے تھے۔ لوگوں کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھتے اور اس کے صحن میں واقع حجرہ میں قیام کرتے۔ عقیدت مندوں کو مثنوی مولانا روم پڑھنے کی تلقین و تاکید فرماتے کہ اس کے پڑھنے سے تین سو آدمی قطب و ابدال ہو گئے۔

بر مرید صادق صاحب تمیز　　ہست ذکر سیرت پیراں عزیز
ذکر پیراں تازہ ایمانش کند　　قصہ شاں جلوہ بر جانش کند

ترجمہ:۔ "انبیائے کرام علیہ الصلوات، صحابہ کرامؓ، علمائے راسخینؒ اور عرفائے کاملینؒ کی سیرت طیبہ، فرمودات عالیہ، مصلحین و سالکین کے لئے طمانیت قلب اور صبر و استقامت کا موجب ہوتے ہیں"۔

☆

آپ کی وجاہت و محبوبیت کا یہ حال تھا کہ جس وقت آپ حجرے مبارک سے باہر تشریف لاتے تھے، سب لوگوں کی نظریں آپ کے چہرہ مبارک کی طرف لگی ہوئی تھیں اور یہی جی چاہتا تھا کہ تمام دن آپ کی صورت مبارک ہی دیکھا کریں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے غیب سے آپ کو لباسِ جمیل سرتاپاؤں اوڑھا دیا تھا، اسی کا اثر تھا کہ ہر شخص کیا مسلمان، کیا ہندو، کیا نصاریٰ، جس

Marfat.com

نے بھی آپ کی صورت مقدس دیکھی، عاشق ہو گیا۔

آں پری رخسار آمد جائے در دل کرد و رفت
مرغ جانم را بہ تیغ غمزہ لبسل کرد و رفت

☆

آپ کا قد میانہ مائل بہ بلندی جو نہایت موزوں نظر آتا، رنگ کھلتا ہوا گندمی، سر بہت بڑا تھا، جس سے سرداری کے آثار ظاہر ہوتے تھے۔ بال بہت نرم اور کان کی لو تک رہا کرتے تھے۔ پیشانی فراخ و بھویں پیوستہ تھیں۔ آنکھ نہ بہت بڑی نہ بہت چھوٹی مگر نہایت بھلی معلوم ہوتی تھی۔ کان بڑے بڑے تھے اور بایاں کان کسی قدر شہید تھا۔ بنی قدرے بڑی تھی، رخسار اُبھرے ہوتے تھے، جن سے چہرہ بہت خوش نما اور بارعب معلوم ہوتا تھا، لب باریک اور گلابی تھے، ریشِ مبارک ذقن پر زیادہ نہ تھی، نہ بہت بڑی اور نہ بے حد چھوٹی، بازو آپ کے گول، پنجہ خوش نما، انگلیوں کے ناخن گلابی اور چمکدار تھے۔

بے مثالی کی ہے مثال وہ حسن
خوبیِ یار کا جواب کہاں

☆

آپ کی پوشاک بالکل سادہ اور کم کپڑے کی ہوتی، سر پر دو پلی ٹوپی اوڑھتے تھے مگر بوقت نماز عمامہ زیب تن کر لیتے۔ کبھی بردے دار انگرکھا، کبھی صرف شلوکہ استعمال فرماتے۔ پائجامہ غرارے دار، عبا کا کبھی استعمال نہیں کیا، مرشد گرامی کی سنت کے مطابق صبح مونگ کی کھچڑی، شام کو مونگ کی دال یا ماش کی دال یا مونگ کی بڑیاں، ایک آدھ پھلکے کے ساتھ تناول فرماتے اور تھوڑا سا دودھ نوش کرتے۔

جس کی ہر ہر ادا سنتِ مصطفےٰ
ایسے پیر طریقت پہ لاکھوں سلام

☆

آپ کا اخلاق بہت بلند تھا۔ آپ کے ہاتھ اور زبان سے کبھی کسی کا دل نہ دکھا۔ دوپہر سے قبل اور ظہر و عصر کے بعد اکثر اوقات قرآن حکیم اور حدیث شریف پڑھاتے۔ بقول مولانا رحمان علی مصنف "تذکرہ علماءِ ہند":

حضرت مولانا (فضل رحمٰن) کے اوصاف حمیدہ اور خصائصِ پسندیدہ ایسے نہیں ہیں کہ زبان بریدہ

Marfat.com

قلم بے بنیاد کاغذ پران میں سے تھوڑے بھی لکھ سکے

گلِ بے خار میسر نشود در بستان
گلِ بے خار جہاں مردم نیکو سیرند
(سعدی)

(باغ میں کانٹے کے بغیر پھول میسر نہیں آتا، دنیا میں گلِ بے خار نیک سیرت لوگ ہیں۔)

☆

آپ کی ذات گرامی اپنے دور میں متحدہ ہندوستان میں مثلِ آفتاب اور شجر سایہ دار اور منبع فیض و ہدایت تھی اور آپ کے تمام معاصر علماء و مشائخ اور اکابر دین و ملت آپ کی زیارت سے مستفید و مستفیض ہوئے۔ آپ کا یہ قاعدہ و دستور تھا کہ جب بھی کوئی شخص حاضر خدمت ہوتا تو پہلے اس کے لیے دعائے خیر فرماتے بعد میں اس کی آمد کا مقصد و مدعا دریافت فرماتے۔ آپ مستجاب الدعوات تھے، اکثر و بیشتر لوگوں کی حاجتیں اور ضرورتیں پوری ہو جاتی تھیں۔

☆

آپ کے کشف و کرامت کی دھوم مچی ہوئی تھی، چند ایک بطور تبرک درج ذیل ہیں:

(۱)

آپ نے اپنے ایک معتقد کو خواب میں ایک وظیفہ بتایا۔ بہت دنوں بعد وہ شخص آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کوئی وظیفہ بتایئے۔ آپ نے فرمایا کہ وظیفہ تو پہلے ہی بتا دیا تھا وہی وظیفہ جو خواب میں بتایا تھا، اس کو تلقین فرمایا۔

(۲)

ایک شخص آپ کے پاس آ رہا تھا، راستے میں ایک ندی پڑتی تھی۔ اس کا گھوڑا دلدل میں پھنس گیا اور ڈوبنے لگا تو اس نے آپ کو یاد کیا، اور آپ کی امداد کا طالب ہوا۔ گھوڑا فوراً دلدل سے نکل گیا۔ جب وہ آپ کی خدمت میں پہنچا تو دیکھا کہ آپ حجرے میں چادر اوڑھے بیٹھے ہیں۔ اس شخص کو دیکھ آپ نے ارشاد کیا کہ:

"لوگ مجھے تکلیف دیتے ہیں"

یہ فرما کر اپنی پشت اس شخص کو دکھائی۔ پشت مبارک پر گھوڑے کے چاروں سم کے نشان معہ کیچڑ کے موجود تھے۔

☆

Marfat.com

حضرت صاحبزادہ محمد محبّ اللہ نوری شیخ الجامعہ دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور ضلع اوکاڑا، حضرت مفتی محمد امین فیصل آبادی کے حوالہ سے اپنی کتاب میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، صاحب میلاد کی کرم نوازیاں' مطبوعہ بصیر پور ۲۰۱۴ء صفحہ ۲۸،۲۹ پر لکھتے ہیں کہ:

''حضرت محدث اعظم پاکستان علامہ الحاج ابوالفضل محمد سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ ہر سال سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد پاک منایا کرتے تھے۔ ایک سال جب آپ کے مرید مسجد کی دیواروں پر قندیلیں روشن کر رہے تھے، ایک مولوی صاحب آئے اور دیکھ کر پیچ پا ہوئے اور بولے، یہ سراسر فضول خرچی ہے اور فضول خرچی کرنا شیطان کا کام ہے۔

اس مولوی کی یاوہ گوئی کو حضرت نے بھی سن لیا اور مولوی کو بلا کر فرمایا، مولوی جی! آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ مولوی بولا، جناب کیا ایک دو قندیلیں کافی نہیں، اتنی قندیلیں روشن کرنا یہ تو فضول خرچی ہے۔

حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا! مولوی جی! اگر یہ فضول خرچی ہے تو ان قندیلوں کو بجھا دو۔ یہ سن کر مولوی بڑا خوش ہوا اور دیوار پر چڑھ کر ایک قندیل کو پھونک لگائی وہ بجھ گئی، پھر دوسری قندیل کے پاس جا کر پھونک لگائی وہ بھی بجھ گئی، لیکن پہلی خود بخود روشن ہو گئی۔ مولوی صاحب آگے آگے قندیلوں کو بجھاتے جا رہے تھے اور پیچھے قندیلیں خود بخود روشن ہو رہی تھیں۔ مولوی پھونکیں مار مار کر تھک گیا تو حضرت نے فرمایا، مولوی جی! یہ عشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قندیلیں ہیں، یہ پھونکوں سے نہیں بجھ سکتیں''۔

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن ۔۔۔ پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

رہے گا یوں ہی ان کا چرچا رہے گا ۔۔۔ پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

☆

Marfat.com

حضرت شاہ فضل الرحمٰن علیہ الرحمہ نے قرآنِ حکیم کا بھاشا زبان میں ترجمہ بھی کیا تھا، جس کا نام انہوں نے ''من موہن کی باتیں'' رکھا تھا۔ اس کا کچھ حصہ ڈاکٹر عابد رضا بیدار کی سعی وکاوش سے خدا بخش اورنٹیل پبلک لائبریری پٹنہ سے شائع ہوگیا ہے۔ اردو زبان کی شیرینی سے شادکام ہونے والوں کو اس کا بار بار مطالعہ کرنا چاہیے۔ اس طرح حدیثوں کا بھاشا زبان میں ترجمہ بھی کیا، اور خوب جولانیِ طبع دکھائی۔ (''سفرنامہ ہند''، پروفیسر محمد اسلم مطبوعہ ریاض برادرز اردو بازار لاہور جولائی ۱۹۹۵ء صفحہ ۱۰۸، ۱۰۹)

☆

آپ اتباعِ سنت وشریعت کا چلتا پھرتا نمونہ تھے اور اکثر غیر مسنون وظائف پر احادیث میں ملنے والے اوراد کو ترجیح دیتے تھے، یہاں تک کہ تعلیم وتدریس کے معاملے میں بھی معقولات پر منقولات کو فوقیت دیا کرتے تھے۔ علم حدیث پر مہارت تامہ حاصل تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ مولانا احمد علی محدّث سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ، بخاری شریف اپنے قلم خاص سے تحریر کر کے عمدہ خوشخط ایک جلد آپ کے لیے تحفہ لائے۔ آپ کی عادت مبارکہ تھی جو بھی کتاب لوگ نذر کرنے کیلئے لاتے تھے، آپ اس کو اِدھر اُدھر اُلٹ کر غلطی لگا دیتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا جیسے آپ پہلے یہ کتاب پڑھ چکے ہیں۔

غرض اس پیش کردہ بخاری شریف کے نسخہ کو کئی جگہ سے اُلٹ کر فرمایا، ''یہ غلطی ہے، وہ غلطی ہے''۔ اور نشان لگا دیے۔ مولانا سہارنپوریؒ بہت حیران ومتعجب ہوئے کہ میں آٹھ برس سے اس کتاب کو درست کر رہا ہوں، غلطیاں نظر نہیں آتی تھیں۔ آخر پھر غور کر کے کئی صفحات کا اغلاط نامہ چھپوا کر کتاب میں لگایا۔

مولوی تجمل حسین کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: ''حضور نے کون سا عمل عمد فرمایا ہے کہ اس درجہ تک پہنچے''۔ ارشاد ہوا:

''سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے سے''۔

پھر فرمایا:

اتباعِ سنت ہی غوثیت اور قطبیت ہے''۔

مزید ارشاد ہوا:

Marfat.com

درود شریف بکثرت پڑھو، ہم نے جو کچھ پایا درود شریف سے پایا"۔

☆

آپ کے مریدین، خلفاء اور تلامذہ میں برصغیر کے نامور علماؤ مشائخ شامل ہیں۔ چند ایک کے اسمائے گرامی کچھ یوں ہیں: مولانا عبدالکریم گنج مرادآبادی، مولانا جبزادہ احمد میاں گنج مرادآبادی، مولانا سید محمد علی مونگیری، مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی، مولانا ابوسعید رحمانی فتح پور ہسوہ، مولانا اسرار احمد رحمانی، رئیس اعظم مرادآباد، مولانا قادر علی رامپوری (جدّ امجد مولانا ہدایت رسول رامپوری)، مولانا سید دیدار علی شاہ الوری ثم لاہوری، مولانا ظہور الاسلام فتح پوری، مولانا تجمل حسین بہاری، مولانا نواب حبیب الرحمٰن خان شروانی اور سنوسئی ہند امیر ملت پیر سید حافظ جماعت علی شاہ محدث اعظم علی پوری رحمۃ اللہ علیہم۔

☆

حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث اعظم علی پوری قدس سرّہ العزیز، استاد کل حضرت مولانا احمد حسن کانپوری رحمۃ اللہ علیہ سے تکمیل حدیث کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے اپنی ٹوپی اتار کر حضرت امیر ملت علیہ الرحمہ کو پہنا دی اور اپنا پس خوردہ پانی پینے کے لئے عنایت فرمایا، دعا دی اور اوراد و وظائف اور سند حدیث کی اجازت مرحمت فرما کر ارشاد کیا:

"جاؤ اللہ (جل جلالہٗ) کا نام خلقِ خدا کو بتایا کرو"۔

☆

آپ کی وفات حسرت آیات ۲۲۔ ربیع الاول ۱۳۱۳ھ مطابق ۱۲۔ ستمبر ۱۸۹۵ء بروز جمعرات گنج مرادآباد (یوپی، بھارت) میں ہوئی اور مقبرہ مراد خان کے احاطے میں آخری آرامگاہ بنی، جہاں ہر سال ۲۲۔ ربیع الاول کو عرس مبارک ہوتا ہے اور اکناف و اطراف سے عقیدت مند حاضر ہو کر فیوض و برکات کے موتی رولتے ہیں، اور بامراد ہو کر شاداں و فرحاں واپس جاتے ہیں۔

بعد از وفات تربت ما در زمیں مجو
در سینہ ہائے مردمِ عارف مزارِ ما است

Marfat.com

☆

آپ کے وصال پرملال پر سرسید احمد خاں نے "علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ" میں اپنے تعزیتی نوٹ میں لکھا:

"حضرت شاہ فضل رحمٰن، عارف باللہ تھے اور اُن کی ذاتِ ستودہ صفات علما و مشائخ کیلئے رہنمائی اور حصول قرب الٰہی کا ذریعہ تھی"۔

☆

آپ کی رحلت پر بہت سے شعرائے کرام نے قطعاتِ تاریخ وصال لکھے، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

(از جناب محمد نورالحسن ہاشمی صفی پوری ــــــــــــ رحمتہ اللہ علیہ

ولی الزمان جدنا فضل رحمٰن لقد کان ذالفضل فیضا عمیما
سئلنا عن العام فیہ وصالہ "فقالو وقد فاز فوزاً عظیما"

ــــــ ۱۳۱۳ھ ــــــ

☆

(۲)

(از جناب سید نجم الدین احمد نجم ساکن قصبہ سندیلہ ضلع ہردوئی (بھارت)

☆

رفت از دنیا سوئے دارُالبقا اے دریغا سرگروہ عارفاں
رفت خورشید ولایت زیر خاک از نظر پنہاں شدہ قطب جہاں
فضل رحمٰن اسم پاکش ذات او فخر عالم مرجع ہر این و آں
عالم و عارف محدث ہم فقیہہ بایزید عصر و شبلی زماں
از غمش غمناک شد چشم بخود نیلگوں پوشیدہ چادر آسماں
چوں بخلد پاک آں عارف رسید یافت ازخالق لقب جنت مکاں
برمزار پاک نجم کن رقم "خوابگاہِ مرشدِ اہل زماں"

ــــــــ ۱۳۱۳ھ ــــــــ

☆

Marfat.com

(۳)

(از جناب مولوی احتشام الدین فریاد مالک مطبع احتشامیہ، مراد آباد بھارت)

فضل رحمٰن مرشد اہل کمال ہادیٔ حق، قدوۂ ارباب علم
مستنیر از نور اُو قلب شیوخ مستفیض از فیض او اصحاب علم
عرض کن فریاد تاریخ وصال صاحب کشف و کرامت، باب علم

۱۳۱۳ھ

(۴)

(از جناب خان شاہد اکبر آبادی ثم کراچویؒ۔ کراچی۔ پاکستان)

ان کی رحلت پہ ندا آئی، "بہار آخر شُد" ان کی تاریخ ہے، "حُب نبی فیض قرآن"
۱۳۱۳ھ ۱۳۱۳ھ
جا ملے حق سے تو شاہد یہ ملا سالِ وصال "سر مکنون و دُرِ بے بہا فضل رحمٰن"

۱۸۹۵ھ

(۵)

(از جناب خان بہادر سید مسعود حسن مسعود الہ آباد (بھارت)

"رحمتِ خداوند" "غروب ماہِ ہند" "فضل رحمٰن آپ گئے ہیں آہ"

۱۳۱۳ھ ۱۳۱۳ھ ۱۳۱۳ھ

☆

آپ کے ملفوظات ارشادات اور فرمودات حضرت دانائے شیراز سعدیؒ کے، اس شعر کی عملی تفسیر ہیں۔

سعدیا ! مردِ نکو نام نمیرد ہرگز
مردہ آنست کہ نامش بہ نکوئی نبرند

("اے سعدی! نیک نام آدمی کا نام ہرگز نہیں مرتا، مردہ وہ ہے کہ لوگ جس کا نام نیکی کے ساتھ نہ لیں یعنی اسے اچھے لفظوں سے یاد نہ کریں"۔)

آپ کے ارشادات ہی آپ کا نام زندہ رکھنے کیلئے کافی ہیں۔ آزمائش شرط ہے:

Marfat.com

☆''ہم نے عشق کی دو دکانیں دیکھی ہیں، ایک شاہ غلام علی صاحبؒ (دہلوی) اور دوسری حضرت شاہ محمد آفاق (دہلوی) رحمۃ اللہ علیہ کی اس دکان میں عشق کا سودا بکا کرتا تھا''۔

☆''غوث ہو یا قطب جو خلاف شرع کرے وہ کچھ بھی نہیں''۔

☆''اتباع سنت ہی غوثیت اور قطبیت ہے''۔

☆''درود شریف بکثرت پڑھو، ہم نے جو کچھ بھی پایا درود شریف سے ہی پایا''۔

☆''افعالِ ظاہری رسول اللہ علیہ وسلم بسہولت اور بے تکلف ہونے لگنا، یہی ''فنافی الرسولؐ'' ہے اور کچھ نہیں''

☆''ولایت'' اسی کو کہتے ہیں کہ احکام شریعت، بے تکلف ہونے لگیں اور افعال شریعت ایسے ہو جائیں کہ گویا امور طبعی ہیں''

☆لاحول ولاقوۃ الا باللہ پانچ سو بار، اول و آخر درود شریف سو سو بار پڑھنا جملہ حاجات کیلئے کافی ہے''۔

☆تصور شیخ سے حضور سید کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری ہوتی ہے''۔

☆فتوح و کشائیش رزق کے لیے بعد نماز فجر ایک سو بار ''لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین'' بہت مجرب ہے''۔

☆امام اعظمؒ کو اللہ تعالیٰ (جل شانہ) سے جو قرب نظر آتا ہے، وہ کسی امام کو نہیں اور امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ ان کے رتبہ کو نہیں پہنچ سکتے''۔

☆''بعض اہل علم کے نزدیک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سب اہل بیت پر فضیلت حاصل ہے''۔

☆سینکڑوں کتابوں اور سینکڑوں اوراق کو آگ میں ڈالو، سینہ کو نور حق سے گلزار بناؤ''۔

☆''جمعۃ المبارک کے دن زیارت قبور مسنون ہے''۔

☆توجہ کی تعریف یہ ہے کہ شیخ اپنے قلب کی کیفیت کو مرید کے دل میں خیال کی قوت سے ڈالتا ہے''۔

☆حدیث شریف میں وارد ہے کہ عرش کے ستون پر لکھا ہے کہ جو میرا مشتاق ہے، میں اس پر رحم فرماؤں گا اور جو مجھ سے مانگے، میں اس کو دوں گا اور جو میری طرف بذریعہ اور وسیلہ درود شریف پڑھنے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نزدیکی حاصل کرے، میں اس کے گناہوں کو بخش دوں گا، اگرچہ سمندر کے جھاگوں کے برابر بھی ہوں۔ پس غور کرو کہ درود شریف ایسا وسیلہ ہے جو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب بھی بناتا ہے اور خداوند قدوس کا قرب بھی عطا کرتا ہے اور

Marfat.com

خزانہ مغفرت وہر کامرانی ہے"۔

☆حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب کوئی میرے اوپر درود بھیجتا ہے تو خداوند قدوس اس کو میری روح تک پہنچا دیتا ہے، یہاں تک کہ میں اس پڑھنے والے کو لوٹا دیتا ہوں، جس کی تشریح یوں ہے کہ جب کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا تو وہ خدا اپنا پیارو رحمت حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اپنی شان کرم کے موافق ومطابق پہنچاتا ہے۔اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں،"اے اللہ! فلاں کو اپنی رحمت پہنچا،تو خداوند قدوس اس درود خواں کو اپنی رحمت سے نوازتا ہے"۔یہ ہے مطلب اس ارشاد کا کہ میں اس پڑھنے والے کو لوٹا دیتا ہوں۔یہی وسیلہ ہے کہ خداوند کریم،آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رحمتیں عطا فرماتا ہے۔اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو عطا کرتے ہیں"۔

☆کسی نے آپ کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ بحق محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہنا درست ہے؟ تو آپ نے ارشاد کیا:"یہ سنتِ بابا آدم علیہ السلام ہے"۔بیہقی کی دلائل النبوۃ میں حدیث مرقوم ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی توبہ کے وقت خداوند قدوس کی بارگاہ میں عرض کیا کہ:

"یا اللہ! بحق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے معاف فرما دے"۔پس خداوند کریم نے معاف فرما دیا"۔

☆

(مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ السامی نے اس مضمون کو یوں ادا کیا ہے:

اگر نام محمدؐ را نیاوردے شفیع آدمؑ
نہ آدمؑ یافتے توبہ نہ نوحؑ از غرق نجینا

(اضافہ از قصوری)

☆

☆"اگر کوئی مولود شریف میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں اُٹھ کھڑا ہو تو اسے مت روکو"۔

(حفیظ جالندھری کا شعر ہے۔

محمدؐ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اس میں اگر خامی ہو تو سب کچھ نامکمل ہے)

Marfat.com

☆حضرت سید آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ صرف تین دن امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی کی صحبت بابرکت میں رہ کر درجہ کمال کو پہنچ گئے۔ اب اکابر کی اس تاثیرِ نسبت کی یادگار ہمارے حضرت (شاہ محمد آفاق مجددی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) ہیں"۔

☆

☆"حضرت خواجۂ خواجگان شہنشاہ مشکل کشا سید محمد بہاء الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ نے فرمایا:

"ہم نے جو کچھ پایا، فضلِ الٰہی سے آیات واحادیث پر عمل کرنے کی برکت سے اور صحابہ کرام کی اقتدا سے"

☆

☆"حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ہم کو خدمت کے دروازے سے لائے ہیں"۔

☆

☆حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"ہم نے جو کچھ پایا، بقدرِ اتباعِ سنت پایا"۔

☆

☆"بعض اکابر فرماتے ہیں:

"ہم نے جو کچھ پایا درود شریف کی بدولت اور صرف توجہ سے پایا"۔

☆

☆"حضرت مرزا مظہر جانجاناں دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"فقیر نے جو کچھ پایا، پیرانِ کبار کی محبت کے غلبہ سے پایا"۔

☆

☆"بعض اولیاء اللہ کو ایک نبی سے نسبت ہوتی ہے، بعض کو دو سے اور بعض کو زیادہ سے۔ اور جس کو آنحضرت سرورِ کائنات فخرِ موجوات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسبت ہوتی ہے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزے اس سے کرامت ہو کر ظاہر ہوتے ہیں"۔

☆ترویج اسلام واحیائے شریعت جو محبوب صمدانی شہباز لامکانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی سے ہوا، وہ اظہر من الشمس ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے طریقت اور حقیقت کو

Marfat.com

شریعت کا خادم فرمایا ہے"۔

☆

☆"ایک شخص نے فاتحہ کرنے کے بارے دریافت کیا تو فرمایا:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی طرف سے قربانی ذبح کی، بس یہی فاتحہ ہے"۔

☆

☆"جو کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے ساتھ عمل کرے، اس کی رسائی، اللہ (جل جلالہ وشانہ) تک ہو جاتی ہے"۔

☆

☆"علم کے اظہار میں کبھی بخل سے کام نہ لینا چاہئے اور حق بات چاہے اپنے اور دوسروں کے حق میں کتنی ہی کڑوی کیوں نہ ہو، عوام الناس کی فلاح کے لئے عام کرنی چاہئے"۔

☆اللہ تعالیٰ (جل شانہ) کی محبت میں جو مزہ ہے، وہ جنت کی چیزوں میں نہیں ہے"۔

☆

"رابطہ" نام ہے، شیخ سے محبت ہو جانا اور اس کی کیفیت مرید میں آ جانا، کم یا زیادہ"۔

☆

☆"نیک بختی" اور شے ہے اور "ولایت" اور چیز ہے۔ ولایت محض عنایت خداوندی سے ہوتی ہے"۔

☆

☆"اگر مرشد اول صاحب نسبت نہ ہو اور دوسرا صاحب نسبت ہو تو تکرار واجب ہے۔ صرف صاحب نسبت سے بیعت کرنا ہی باعث نجات ہے"۔

کیمیا پیدا کن از مشت گلے
بوسہ زن بر آستانِ کاملے
(اقبالؒ)

☆

کراچی میں آپ کے سلسلہ عالیہ کو حضرت قبلہ سہیل قاسمی مصطفائی فضلِ رحمانی

Marfat.com

دامت برکاتہم عالیہ بڑے حُسن و اہتمام سے چلا رہے ہیں اور ایک دُنیا اُن سے مستفید و مستفیض ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ ان کا سایہ ہما پایہ تا قیامت سلامت رکھے۔ آمین۔

(☆)......(☆)

Marfat.com

(۳۱)

☆

حضرت شاہ وصی احمد محدّث سورتی رحمۃ اللہ علیہ

☆

راندیر ضلع سورت ۱۲۵۲ھ ○ ۱۳۳۴ھ پیلی بھیت

(بھارت) ۱۸۳۶ء ○ ۱۹۱۶ء (بھارت)

☆

﴿قطعہ تاریخِ وصال﴾

☆

مایۂ دانش وذکاء زُبدۂ محدّثین
خاصۂ بندگانِ حق نازشِ طاعتِ اَحد
علمِ عصر وفخرِ دیں فرد بسالِ مصطفیٰؐ
"فخرِ دینِ حق و نبیؐ مولوی وصی احمد"
۱۳۳۴ھ

(مہر پیلی بھیتی، کراچی)

☆

نوازا تھا اُنہیں اللہ نے عُمدہ خصائل سے
بڑے خوش سیرت وکردار تھے حضرت وصی احمد
سلام اُن پر "چراغِ سلم" ہے سالِ وصال اُن کا
سعیدؔ اک شمعِ شب بیدار تھے حضرتِ وصی احمد
۱۳۳۴ھ

(حضرت سعیدؔ پیلی بھیتی، کراچی)

☆

Marfat.com

حضرت شاہ وصی احمد محدّث سورتی رحمۃ اللہ علیہ

☆

شریعت کے علمبردار تھے حضرتِ وصی احمد — فجور وفسق سے بیزار تھے حضرت وصی احمد
نہایت متقی، پرہیز گار وباصفا صوفی — اِسی دُنیا کے وہ دیندار تھے حضرتِ وصی احمد

(حضرت سعید پیلی بھیتی")

☆

حضرت مولانا شاہ وصی احمد بن مولانا محمد طیب کی ولادت باسعادت راندیر ضلع سورت (بھارت) میں ۱۲۵۲ھ/۱۸۳۶ء میں ہوئی۔ شجرۂ نسب، حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور صحابی حضرت سہیلؓ ابن حنیف سے ملتا ہے۔ حضرت سہیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورّہ کے باشندے تھے۔ "بدر"، "اُحد" اور تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ "اُحد" میں بفضلِ خدا (جل جلالہٗ) ثابت قدم رہے۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصالِ ظاہری کے بعد سیّدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھی اور رفیق رہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورّہ میں اپنا قائم مقام بنایا تھا اور اس کے بعد فارس (ایران) کا گورنر بنایا۔ ۳۸ھ/۶۵۸ء میں آپؓ نے کوفہ (عراق) میں انتقال فرمایا۔

☆

۱۲۷۶ھ/۱۸۶۰ء میں والد گرامی کی رحلت کے بعد حضرت شاہ وصی احمد ۱۲۷۷ھ/۱۸۶۰ء کے اوائل میں دہلی پہنچے۔ ابتداً چندروز مسجد فتحپوری دہلی میں قیام کیا اور پھر مدرسہ حسین بخش میں داخلہ لیا۔ مختلف علماء وفضلاء سے "صرف ونحو"، "تفسیر وتراجم" اور دیگر "قرآنی علوم" حاصل کئے۔ مدرسہ حسین بخش سے استفادہ کے بعد مدرسہ "فیض عام کان پور" جا کر مجاہد آزادی مولانا لطف اللہ علی گڑھی رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں شامل ہوگئے۔ جہاں آپ کے ہمدرس طلباء میں حکیم خلیل الرحمٰن خاں پیلی بھیتی اور مولانا احمد حسن کانپوری بھی شامل تھے۔

☆

مدرسہ فیض عام کانپور سے ۱۲۸۶ھ/۱۸۶۹ء میں جملہ علوم وفنون سے فراغت حاصل کر کے اویس زمانہ حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ سے سعادتِ بیعت حاصل کرنے کی غرض سے اُن کی خدمت بابرکت میں گنج مرادآباد ضلع اناؤ (بھارت) کا مبارک

Marfat.com

سفر اختیار کیا۔ اُن دنوں حضرت شاہ فضلِ رحمٰنؒ کے کمالات وکرامات، توجہ وتاثیر، عشق ومحبت، اتباعِ سُنّت اور رُشد وہدایت کے چرچے اکناف واطرافِ برصغیر کے علمی ودینی حلقوں میں زبان زدِعام تھے۔ چنانچہ مولانا شاہ وصی احمدؒ نے اُن کے دستِ مبارک پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت کی اور سلوک کی تعلیم کے حصول کے لئے اُن کی خدمت میں شب وروز حاضر رہنے لگے۔

پیر نگر کو آکے نبیؐ نگر کو جا
نبیؐ نگر میں بیٹھ کے یار کا درشن پا

☆

حضرت شاہ فضل رحمٰن علیہ الرحمہ نے مولانا شاہ وصی احمدؒ کی غیر معمولی لیاقت اور خصوصاً ''علم حدیث'' اور ''اصول فقہ'' پر مہارت تامہ اور یدِ طولیٰ کے پیش نظر آپ کو اپنے درس میں شامل کرلیا بلکہ نئے طلباء کو پڑھانے کے ذمہ داری بھی سونپ دی۔ شاہ وصی احمدؒ نے حضرت قدس سرہٗ العزیز سے ''حصن حصین'' پڑھی اور آگے پڑھانے کی اجازت بھی حاصل کی۔ حضرت شاہ گنج مرادآبادی علیہ الرحمہ چونکہ صاحبِ کشف بزرگ تھے، اس لئے آپ نے مولانا وصی احمدؒ میں چھپی ہوئی استعداد دیکھ لی اور خصوصی توجہ سے نوازتے۔ دوسرے طلباء سے ارشاد فرماتے تھے کہ:

''ان کی عزت کرو، یہ ہندوستان میں فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے محافظ قرار پائیں گے''۔

☆

مولانا وصی احمدؒ جب ''حصن حصین'' کے درس سے فارغ ہوئے تو حضرت گنج مراد آبادی قدس سرہٗ العزیز نے آپ کو خلعتِ خلافت سے نوازا اور فرمایا کہ:

''علم کے اظہار میں کبھی بخل نہ کرنا اور حق بات چاہے اپنے اور دوسروں کے حق میں کتنی ہی کڑوی کیوں نہ ہو، عوام الناس کی فلاح کے لئے عام کرنا''۔

۱۲۸۸ھ/۱۸۷۱ء کے اوائل میں مولانا شاہ وصی احمد کانپور پہنچے۔ مولانا سیّد محمد علی مونگیریؒ اور استاذ کل مولانا احمد حسن کانپوریؒ جو علی الترتیب ''مدرسہ فیض عام'' کے صدر ومدرس اور منتظم اعلیٰ تھے، نے فوری طور پر آپ کو مدرسہ میں مدرّس مقرر کردیا بلکہ ''دارالافتاء'' کی ذمہ داری بھی سپرد کردی، جس کو آپ نے بحُسن وخوبی سرانجام دیا۔

Marfat.com

بہر کارے کہ ہمت بستہ گردد
اگر خارے بود گلدستہ گردد

(ہر وہ کام جس میں کمر ہمت باندھی جائے، اگر وہ کانٹا بھی ہو تو گلدستہ بن جاتا ہے)۔

☆

آپ کو علم طب سے شروع ہی سے بڑا شغف تھا، لکھنؤ کے معروف حکیم، حکیم عبدالعزیز سے بذریعہ خط و کتابت استفادہ کرتے تھے۔ حکیم صاحب نے آپ کی رغبت اور اشتیاق کے پیش نظر آپ کو لکھنؤ طلب کر لیا، آپ اُن کے مطب میں چھ ماہ تک خدمات انجام دے کر "سند" حاصل کر کے واپس کانپور آ گئے۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے آپ کے دستِ مبارک میں بڑی شفا عطا فرمائی تھی۔ دور دراز سے مریض حاضر ہو کر شفایاب ہوتے تھے۔

در اصل مخلوق کی خدمت ہی ہے عبادت
اللہ تو کسی چیز کا محتاج نہیں

☆

۱۲۹۴ھ/۱۸۷۷ء میں مدرسہ "فیض عام کانپور" کی ملازمت پیر و مُرشد کے حکم پر ترک کر کے سہارن پور میں مولانا احمد علی محدّث سہارنپوریؒ کی خدمت مدرسہ مظاہر العلوم میں حاضر ہو کر "حدیث شریف" کا مزید علم حاصل کرنے کا شرف حاصل کیا۔ ۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء میں مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور سے آپ کو "سندِ حدیث" مرحمت ہوئی۔

☆

۱۲۹۶ھ/۱۸۷۹ء میں آپ کی شادی کان پور میں ہوئی۔ پھر پیر و مُرشد حضرت شاہ فضل رحمٰنؒ اور استاذ گرامی مولانا احمد علی محدّث سہارنپوریؒ کے ارشاد پر پیلی بھیت (یو پی) میں مستقل رہائش اختیار فرما کر "مدرسہ حافظ العلوم" سے وابستہ ہو گئے۔ بعد ازاں اپنے ذاتی مدرسہ "مدرسۃ الحدیث" کی بنیاد رکھی۔ جس سے ہزاروں طالبانِ علمِ دین فارغ ہو کر برِ صغیر کے کونے کونے میں خدمتِ اسلام انجام دینے لگے۔ آپ کے تلامذہ میں ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری، قطب مدینہ مولانا شاہ ضیاء الدین احمد مدنی، امیر ملت حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدّث اعظم علی پوریؒ کے منجھلے صاجزادے پیر سیّد خادم حسین شاہ علی پوری، استاذِ زمن مولانا احمد حسن کانپوریؒ کے صاجزادگان مولانا نثار احمد کانپوریؒ اور مولانا مشتاق احمد کانپوریؒ، مولانا سیّد سلیمان اشرف بہاریؒ، صدر الشریعۃ مولانا امجد علی اعظمی صاحب "بہارِ شریعت"، مولانا سیّد

Marfat.com

محمد محدّث کچھوچھوی، قاضی خلیل الدین حسن حافظ پیلی بھیتی، مولانا ضیاء الدین پیلی بھیتی، مولانا شاہ مصباح الحسن پھپھوندوی جیسے بے شمار اعاظم شامل ہیں۔

☆

آپ کے معاصرین میں سنوسیٔ ہند امیر ملت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدّث اعظم علی پوری، مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلویؒ، مولانا سیّد دیدار علی شاہ الوری ثم لاہوری، پیر سیّد مہر علی شاہ گولڑوی، مولانا شاہ عبدالکریم گنج مراد آبادی، مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی، مولانا حکیم خلیل الرحمٰن خان پیلی بھیتی رحمہ اللہ علیہم جیسے نامور علماء، فضلا اور مشائخ کے اسمائے گرامی مثل آفتاب نمایاں ہیں۔

بے مثالی کی ہے مثال وہ حسن
خوبیِ یار کا جواب کہاں

☆

سیّدی وسندی سنوسیٔ ہند امیر ملت حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدّث اعظم علی پوری قدس سرہٗ العزیز سے آپ کے خصوصی مراسم تھے۔ وجہ یہ تھی کہ حضرت امیر ملت علیہ الرحمہ، اویس زمانہ مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادیؒ اور استاذِ زمن مولانا شاہ احمد حسن کانپوریؒ کے شاگرد تھے جبکہ آپ اولذکر کے مرید باصفا اور خلیفہ تھے، اور ثانی الذکر سے خصوصی تعلق تھا۔ پھر یہ کہ حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ العزیز کے منجھلے صاحبزادے پیر سیّد خادم حسین علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے ہاں ''مدرسۃ الحدیث'' میں ''علم حدیث'' پڑھ کر ''سند'' حاصل کی تھی۔

حضرت امیر ملت قدس سرہٗ العزیز کے مریدوں کی تعداد پیلی بھیت میں بہت زیادہ تھی۔ چنانچہ حضرتؒ جب بھی پیلی بھیت تشریف لاتے تو آپ سے مجالس رہتیں اور علمی اور روحانی محافل کی چہل پہل رہتی تھی۔ علاوہ ازیں اُردو کے معروف نعت گو شاعر قاضی خلیل الدین حسن حافظ پیلی بھیتیؒ سے حضرت امیر ملت علیہ الرحمہ کے نہایت ہی مخلصانہ اور دیرینہ مراسم و تعلقات تھے۔ مئی ۱۹۱۵ء کے سالانہ جلسہ ''انجمن خدام الصوفیہ ہند'' منعقدہ علی پور سیّداں میں حضرت امیر ملتؒ کی خصوصی دعوت پر آپ (حضرت محدّث سورتیؒ) علی پور سیّداں پہنچے اور دو ہفتہ قیام فرمایا۔ ۱۱۔ مئی ۱۹۱۵ء کو بعد نماز عشاء کے اجلاس کی صدارت فرمائی اور اُن کی دُعا پر جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

☆

آپ کے شب روز اللہ جل جلالہٗ کے حکم اور حضور سیّد کائنات علیہ التحیہ والثناء کی سنت

Marfat.com

مطہرہ کے مطابق تھے۔آپ فرمایا کرتے تھے کہ:

''ایک مسلمان کا اُٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، ملنا جُلنا سب کچھ اللہ (جل جلالہٗ) کے لئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کی سنت کے مطابق ہو''۔

☆

آپ مرنجان مرنج اور باوضع انسان تھے۔چہرے پر ہروقت مسکراہٹ کھیلتی رہتی تھی، سادگی اور انکساری طبیعت میں اس درجہ تھی کہ ایک عام آدمی کا گمان ہوتا۔آپ نے جس کسرِ نفسی اور فروتنی سے زندگی گزاری وہ صرف اہل اللہ کا خاصہ رہی ہے۔اغراض ونفسانیت کا دور ونزدیک نام ونشان نہ تھا۔آپ نہایت رقیق القلب اور کریم النفس بزرگ تھے۔دوسروں کی تکلیف پر بے اختیار بے چین ہوجاتے اور رفع تکلیف کے لئے دعا کرتے۔

☆

آپ نے بیس کے قریب کتابیں لکھیں۔چندایک کے نام درج ذیل ہیں۔(۱) حاشیہ مدارک (۲) حاشیہ بیضاوی (قلمی) (۳) حاشیہ جلالین (قلمی) (۴) تعلیقاتِ سُنن نسائی (۵) تعلیقاتِ شرح معانی الاثار (۶) تعلیقاتِ شروح اربعہ ترمذی (۷) شرح سنن ابی داؤد (قلمی) (۸) شرح مشکوٰۃ المصابیح (قلمی) (۹) افاداتِ حصن حصین (۱۰) التعلیق المجلّٰی لمافی منیۃ المصلّٰی (۱۱) الدرّہ فی عقد الایدی تحت السرّہ (۱۲) کشف الغمامہ عن سنّیۃ العمامہ (۱۳) اظہارِ شریعت (۱۴) انفع الشواہد (۱۵) حاشیہ مقاماتِ حریری (۱۶) حاشیہ شافیہ (۱۷) حاشیہ ملا حسن (قلمی) (۱۸) میبذی (۱۹) دیگر حواشی۔

☆

آپ کی وفات حسرت آیات ۸ جمادی الاوّل ۱۳۳۴ھ/۱۲۔اپریل ۱۹۱۶ء بروز بدھ بوقت تہجد ہوئی۔اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مولانا شاہ احمد رضا خاں قدس سرہٗ العزیز کے صاحبزادے حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ہجوم کی بنا پر جنازے کو کندھا دینا مشکل تھا۔عصر ومغرب کے درمیان آپ کو لحد میں اتارا گیا۔پیلی بھیت (یوپی، بھارت) میں مزار مقدس بنا، جو آج بھی مرجعِ خلائق ہے۔ہر سال آپ کا عرس مبارک ہوتا ہے جس میں ہندوستان بھر کے لوگ شریک ہوکر خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں۔

Marfat.com

☆

آپ کے شاگردِ رشید اور رسالہ ''تحفہ پٹنہ'' کے مدیر مولانا ضیاء الدین پیلی بھیتیؒ نے یہ قطعۂ تاریخ وفات کہا۔

منبع علم وبصیرت مَصدرِ عرفانِ حق ۔۔۔ کیا کریں کچھ بھی نہیں بس میں ہائے ہائے
رحلتِ حضرتِ ''محدث سورتی'' پہ یہ کہا ۔۔۔ ''بے بدل فاضل اُٹھا سر سے ہمارے ہائے ہائے''

-------۱۳۳۴ھ-------

☆

معروف نعت گو شاعر حافظ خلیل الدین حسن المعروف حافظ پیلی بھیتیؒ نے ''وھوالغفور'' سے تاریخ وفات (۱۳۳۴ھ) نکالی۔ آپ کے پوتے مولانا حکیم قاری احمد پیلی بھیتیؒ نے ''محترم محدّث سورتیؒ'' (۱۹۱۶ء) تاریخی مادہ نکالا۔ مولانا قاری احمد علیہ الرحمہ کے صاحبزادے خواجہ رضی حیدر آف کراچی نے ''آہ! خادم احادیث وصی احمد'' سے ۱۳۳۴ھ اور ''آہ! خادمِ اہل اسلام مولانا محمد وصی احمد محدث سورتی'' سے ۱۹۱۶ء، تاریخ وفات نکالی۔

☆

راقم الحروف صادق قصوری نے بھی یہ قطعۂ تاریخ وفات کہا۔

''امامِ عالم شاہ وصی احمد محدّث سورتی''

------۱۹۱۶ء------

شاہ وصی احمد بعزّ وجاہ ۔۔۔ آج دُنیا سے ہوگئے رُخصت
عالمِ باعمل محدّث کبیر ۔۔۔ حاملِ صد وقار و عزت
قابلیت میں عقل و دانش میں ۔۔۔ لے گئے ہند میں سبقت ہی سبقت
جُستِ سالِ وفات اُو صادق ۔۔۔ آئی ندا کہہ دو ''جامِ رُخصت''

۱۳۳۴ھ

☆

آپ کی اولاد امجاد میں ایک صاحبزادے سلطان الواعظین مولانا عبدالاحد محدث پیلی بھیتیؒ اور چار صاحبزادیاں تھیں۔ حضرت سلطان الواعظین کے تین فرزند تھے۔ مولانا شاہ فضل الصمد مانا میاں، مولانا فضل احمد صوفی اور مولانا حکیم قاری احمد پیلی بھیتی۔ اوّل الذکر تو پیلی بھیت میں ہی رہے جبکہ مؤخر الذکر دونوں بھائی ہجرت کر کے کراچی آ گئے۔ مولانا حکیم قاری احمد

Marfat.com

پہلی ہستی عالم فاضل انسان تھے۔ طبابت کے علاوہ علم وادب اور صحافت سے بھی رشتہ استوار رکھا۔ بیس کے قریب کتابیں لکھیں۔ پاکستان کے نامور صحافی، ادیب اور شاعر خواجہ رضی حیدر آپ ہی کے صاحبزادے ہیں جو کراچی میں مقیم ہیں۔

☆

آخر میں آپ کے چند ملفوظات درج ہیں تا کہ قارئین استفادہ کر سکیں۔

☆ اپنے تمام کام، معاملات اور مسائل اللہ (جل شانہٗ) کے سپرد کرو۔ کیونکہ اللہ (عزوجل) ایمان والوں کا دوست ہے۔

☆ ضعیف حدیث کے ساتھ فضائلِ اعمال میں عمل صرف جائز ہی نہیں بلکہ مستحب ہے۔

☆ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کی شان میں گستاخی کے کلمات کہنے والا حدِ کفر تک پہنچتا ہے۔

☆ بزرگوں کی نیاز مبارک، ختم دلانا اور ایصال ثواب کی محافل منعقد کرانا سراپا برکت وسعادت ہے۔

☆ اذان میں اسم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سماع کے وقت انگوٹھے چومنا اور آنکھوں سے لگانا صرف جائز ہی نہیں بلکہ مستحب ہے۔

☆ اہل علم کے عمل سے حدیث، قوی ہو جاتی ہے، اگرچہ اُس کی سند میں ضعف ہو۔

☆ امام کے لئے ٹوپی پہن کر امامت کرنا درست ہے لیکن اگر امام کے سر پر عمامہ ہو تو یہ مستحب ومسنون ہے۔

☆ "آداب عرض" کہنا جائز نہیں۔ اہل اسلام کا سلام، "السلام علیکم" ہے۔

☆ حضرتِ عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا قطعی جنتی ہونا تمام اہلسنّت کا عقیدۂ قطعیہ اجماعیہ ہے اور اس کا مخالف گمراہ اور بے دین ہے، اُس کے پیچھے نماز ممنوع ہے۔

☆ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یا نبی اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور یا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کہنا باتفاق جائز ہے۔ توسّل میں نص صریح ہو مثلاً یا رسوؐل اللہ! حضورؐ میری شفاعت فرمائیں، حضورؐ! اپنے اس غلام کے حق میں دُعا فرمائیں، یا رسوؐل اللہ! حضورؐ میری حاجت اپنے رب کریم (جل شانہٗ) سے عرض کریں، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! حضورؐ، میرے کام اپنے مولیٰ کریم (عزوجل) سے بنوا دیں، یہ باجماع جائز ہے۔

☆ اجماع سے مراد علماء کا اجماع مراد ہے، عوام کا اجماع بے علمی کی بنا پر معتبر نہیں۔

Marfat.com

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

"اتبعو السّواد الاعظم"۔ سوادِ اعظم (سب سے بڑی جماعت) کی اتباع کرو۔

☆ ہمارے اور ہمارے اوّلین و آخرین کے امام حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

"دین کے معاملے میں میرے بعد ابوبکر و عمر و عثمان و علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کی اقتداء کرو"۔

☆ آئمہ دین نے تصریح فرمائی ہے کہ اُمت کے دلوں میں جو خطرے گزرتے ہیں اور جو ارادے پیش آتے ہیں، اُن سب پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مطلع ہیں، کیونکہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم "نورِ الٰہی" سے دیکھتے ہیں اور "نورِ الٰہی" پر کوئی شے حجاب نہیں۔

☆ طبرانی نے ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

"بے شک اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے میرے لئے دُنیا کو اُٹھا دیا، تو میں اُسے اور جو کچھ اُس میں قیامت تک ہونے والا ہے، سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو"۔

(☆)......(☆)

Marfat.com

(۳۲)

☆

حضرت مولانا شاہ ضیاء الدین احمد مدنی رحمتہ اللہ علیہ

☆

کلاس والا ضلع سیالکوٹ ۱۲۹۴ھ ○ ۱۴۰۱ھ مدینہ منورہ
(پاکستان) ۱۸۷۷ء ۱۹۸۱ء (سعودی عرب)

☆

﴿قطعہ تاریخِ وصال﴾

☆

ضیائے دینِ متیں حضرت ضیاالدین — گئے ہیں دارِ فنا سے وہ سوئے دارِ بقا
رضائے حق سے ہم آغوش وہ ہیں آج ہوئے — رضائے شیخِ طریقت تھی اُن کی "عین رضا"
بہاریں گنبدِ خضرا کی اُن کی آنکھوں میں — سمائی ہر رگِ دل میں تجلیٔ بطحا
حبیبِ خالقِ یکتا کی نگہِ اُلفت سے — ہے مل گیا اُنہیں جنت میں رُتبۂ اعلیٰ

سنِ وصال پہ حمّاد مجھ سے ہاتف نے
کہا ہے، "پاک اداعاشقِ رسولِ خدا"

۱۴۰۱ھ

(میاں محمد سلیم حمّاد، لاہور)

☆

اعلیٰ حضرتؒ کے خلیفہ چل دیئے سوئے عدم — اَب ہے ان کا آستانہ جنت الفردوس میں
زُہد وتقویٰ، حُبِّ خالق اور ولائے پنجتنؑ — لے کے پہنچے یہ خزانہ جنت الفردوس میں
خیر مقدم کر رہے ہیں حور و غلمان وملک — والہانہ والہانہ جنت الفردوس میں
ہے زباں پر یا رسول اللہ انظر حالنا — کیا سماں ہے عارفانہ جنت الفردوس میں

ہے اگر صابر براری فکرِ تاریخِ وفات
لکھ ضیاء الدین یگانہ جنت الفردوس میں

۱۹۸۱ء

(حضرت صابر براریؒ۔ کراچی)

☆

Marfat.com

حضرت مولانا شاہ ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

☆

قطب مدینہ منورہ ضیاء المشائخ حضرت مولانا علامہ شاہ ضیاء الدین احمد کی ولادت باسعادت ۱۲۹۴ھ/۱۸۷۷ء میں ضلع سیالکوٹ (پنجاب) کے مشہور و معروف قصبہ "کلاس والا" میں شیخ عبدالعظیم کے ہاں ہوئی۔ سلسلہ نسب حضرت سیدنا عبدالرحمٰنؓ بن افضل البشر بعد از انبیاء حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ آپکے جد اعلیٰ حضرت شیخ قطب الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ تھے اور آپ کے اجداد میں حضرت مولانا عبدالحکیم سیال کوٹی علیہ الرحمہ گزرے ہیں، جو آفتاب ہند امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی کے ہم عصر تھے اور سب سے پہلے انہوں نے ہی حضرت امام ربانی قدس سرہ السامی کو "مجدد الف ثانی" کے لقب سے یاد کیا۔

بجھا کے دین الٰہی کی ظلمتوں کے چراغ — فریب کفر پہ خنداں ہیں شیخ سرہندی
سیاہ خانۂ اکبر کا سحر توڑ دیا — وہ آفتاب درخشاں ہیں شیخ سرہندی

☆

ابتدائی تعلیم حضرت مولانا محمد حسین پسروریؒ سے حاصل کرنے کے بعد لاہور آکر مولانا غلام قادر بھیرویؒ سے ڈیڑھ سال تک علوم متداولہ اخذ کئے۔ پھر دہلی میں چار سال تک استفادہ کرنے کے بعد حضرت مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمہ کی خدمت میں پیلی بھیت بغرض حصول علم حدیث حاضر ہوئے اور چار سال تک زانوئے تلمذ تہ کر کے جملہ علوم عقلیہ و نقلیہ کی تکمیل کی اور دورۂ حدیث سے فراغت کے بعد سند فراغت حاصل کی۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مولانا شاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دست مبارک سے دستار بندی کی۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ!

☆

آپ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں اپنے استاد گرامی حضرت شاہ وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت کی اور پھر اجازت و خلافت سے نوازے گئے۔ بعد

Marfat.com

میں فاضل بریلوی مولانا شاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمہ نے بھی "سلسلہ عالیہ قادریہ" میں اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔

بے مشقت نہیں ہوتی کوئی راحت حاصل
غرقِ دریا ہوا غواص تو گوہر پایا
(اقبالؒ)

اور بقول مولانائے روم مست بادہ قیوم علیہ الرحمہ

ہر کہ رنج دید گنج شُد پدید
ہر کہ جدّے کرد درجدّہ رسید

☆

۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء میں آپ کراچی میں مختصر سے قیام کے بعد بغدادِ معلیٰ کی زیارت کے لیے بصرہ (عراق) کیلئے عازم سفر ہوئے، وہاں چار سال تک شدت استغراق کے سبب آپ پر مجذوبی کیفیت طاری رہی۔ وہاں کے ایک بزرگ حضرت شیخ حسین الحسنی الکردیؒ نے اجازت و خلافت سے نوازا۔ بغداد شریف کے بزرگوں حضرت شیخ مصطفیٰ القادریؒ اور ان کے صاحبزادے حضرت شیخ شریف الدینؒ (کلید بردار خانقاہِ عالیہ حضرت غوث الاعظمؒ) سے بھی سلسلہ عالیہ قادریہ میں اجازت پائی۔

☆

۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء میں آپ بغداد شریف سے براستہ دمشق (شام) بذریعہ ریل گاڑی مدینہ منورہ پہنچے، اس وقت وہاں ترکوں کی حکومت تھی، ان کے عہد میں اسلامی تہوار بڑی شان و شوکت اور تزک و احتشام سے منائے جاتے تھے، حکومت خود بڑی عقیدت مندی سے انتظام و انصرام کرتی تھی۔ اذان کے بعد صلوۃ وسلام پڑھا جاتا تھا۔ بڑے امن وسکون کی زندگی تھی، ترک حکومت بزرگوں کے آثار کو باقی وقائم ودائم رکھنے کی جدو جہد اور کوشش کرتی تھی، لیکن انگریزوں کی فریب کاری نے شریف مکہ کو ابھارا اور اس نے ترک حکومت کے خلاف بغاوت کردی، انگریزوں کی مدد سے جنگ ہوئی۔ تُرک چونکہ حرمین شریفین میں خون ریزی سے بچنا چاہتے تھے، اس لئے انہوں نے مزاحمت نہ کی، پھر بھی بہت سے مسلمانوں کا خون بہا۔

☆

حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قطب مدینہ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ اس وقت ترک

Marfat.com

یہاں کے دیندار لوگوں کو ان کی جانوں کی حفاظت کے لئے اپنے ساتھ لے گئے، بدیں وجہ مجھے بھی یہاں سے جانا پڑا، پھر جب ۱۳۳۴ھ/۱۹۱۶ء میں شریف مکہ، محافظ حرمین شریفین ہوا تو میں پھر مدینہ منورہ حاضر ہو گیا۔

☆

آپ جب واپس مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے تو اس وقت ایک بہت بڑے بزرگ عارف باللہ حضرت سیدی شیخ احمد الشمس المالکی القادری المراکشی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ میں موجود تھے، آپ نے ان کی صحبت با برکت میں کافی وقت گزارا۔ ان کے علاوہ شبیہ غوث الاعظمؒ، حضرت سید علی حسین اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد، یوپی، بھارت، حضرت شیخ محمود المغربی رحمۃ اللہ علیہ (مدینہ منورہ)، حضرت مولانا شیخ عبدالباقی فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ (مدینہ منورہ) حضرت سیّدی عبدالرحمٰن سراج مکی رحمۃ اللہ علیہ (مفتی حنفیہ مکہ مکرمہ) حضرت شیخ سیّد احمد الشریف السنوسی طرابلسی رحمۃ اللہ علیہ (لیبیا)، حضرت علامہ شیخ محمد ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت علامہ شیخ محدث بدرالدین حسنی شامی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ احمد الحریری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ الدلائل علامہ عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (قطب مکہ) عاشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، علامہ شیخ امین قطبی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ نور سیف رحمۃ اللہ علیہ، حضرت علامہ شیخ علوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ الصباغی رحمۃ اللہ علیہ اور لبنان و فلسطین کے مشہور شیخ علامہ یوسف بن اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ سے علمی و رُوحانی استفادہ کیا۔

☆

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ شروع شروع میں بڑی سختی ہوئی، میرے خلاف پہرے لگ گئے، مجھے بدعتی اور مشرک مشہور کیا گیا، مجھ سے مناظرے کیلئے لوگوں کو بھیجا گیا۔ ایک مرتبہ کچھ لوگ "وسیلہ" پر مناظرہ کرنے آئے اور مجھ سے پوچھا کہ آپ اللہ تعالیٰ (جل جلالہ) تک رسائی کیلئے غیر اللہ کے وسیلے کے قائل ہیں؟ میں نے کہا کہ وسیلہ تلاش کرنے کا حکم قرآن میں ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس وسیلے سے مراد نماز اور کار خیر ہیں۔ میں نے سوال کیا کہ نماز اللہ ہے یا غیر اللہ؟ اس پر سب ساکت ہو گئے، جواب نہ بن پڑا اور واپس چلے گئے۔ اس طرح متعدد مسائل پر گفتگو کرنے کیلئے آتے رہے، مجھ سے لوگوں کا ملنا جلنا بند کرتے رہے۔

Marfat.com

درختوں سے جو گر جائیں وہ پتے ہم نہیں
ان آندھیوں سے کہہ دو ذرا اوقات میں رہیں

☆

ایک مرتبہ مدینہ طیبہ کے امیر، ابنِ ابراہیم نے آپ کو طلب کیا، وہ بہت سخت مزاج مشہور تھا۔ اس نے بڑے غیظ وغضب کے ساتھ گفتگو شروع کی، اس کے ہاتھ میں برہنہ تلوار تھی جسے وہ آپ کو مرعوب کرنے کیلئے، لہرا لہرا کر بات کرتا تھا۔ آپ خاموشی سے اس کی گفتگو سنتے رہے۔ اس نے پوچھا، آپ انبیاء و اولیاء کو وسیلہ بنانا جائز سمجھتے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ہاں۔ اس نے کہا کہ اس پر دلیل پیش کریں۔ آپ نے قرآن حکیم فرقان حمید کی یہ آیت مبارکہ پڑھی:

"یا یھا الذین آمنو اتقوا اللہ وابتغو ا الیہ الو سیلۃ".

(پارہ:۶، سورہ مائدہ:۳۵)

(ترجمہ: اے ایمان والو! ڈرتے رہو اللہ (جل جلالہ) سے اور ڈھونڈو اس تک وسیلہ۔)

امیر کہنے لگا، یہ تو ہماری دلیل ہے، کیونکہ وسیلہ سے مراد اعمال صالحہ ہیں، نہ کہ انبیاء اور اولیاء۔ آپ نے استفسار فرمایا کہ امیر صاحب! ذرا یہ تو بتایئے ہمارے یہ نیک اعمال بارگاہِ خداوندی میں مقبول ہیں یا مردود؟ امیر نے کہا کہ مجھے کیا معلوم کہ مقبول ہیں یا مردود۔ اس پر آپ نے گرفت فرماتے ہوئے ارشاد کیا کہ جب اعمال وسیلہ بن سکتے ہیں، جن کے بارے میں ہمیں معلوم نہیں کہ وہ مقبول ہیں یا مردود، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیوں وسیلہ نہیں بن سکتے جو کہ بارگاہ خداوندی میں یقیناً مقبول ومنظور ہیں۔ یہ جواب حق سن کر امیر کا سارا غصہ فرو ہو گیا اور پھر بڑی نرمی سے گفتگو کرنے لگا۔ آپکو چائے پیش کی اور بڑی عزت واحترام کے ساتھ رخصت کیا۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے امروز
چراغ مصطفیٰ سے شرار بولہبی

☆

ایک دن شام کے وقت آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنی بکریوں کو درختوں کے پتے کھلا رہے تھے کہ دو مخالف پاس سے گزرے۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ ابو حنیفہ (حضرت امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ) کی موت پر سفیان ( ) نے کیا کہا تھا؟ اس نے کہا کہ میں نے کچھ نہیں سنا۔ پہلے شخص نے کہا، سفیان نے کہا تھا، اللہ تعالیٰ (جل شانہ) نے اہل زمین کو

Marfat.com

ابو حنیفہ کے شر سے نجات دی۔ یہ سنتا تھا کہ آپ نے جلال کے عالم میں فرمایا لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ اس شخص نے امیر کے پاس شکایت کی کہ حضرت نے مجھے کاذب کہا اور مجھ پر لعنت کی۔

امیر کے طلب کرنے پر آپ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے اور اس کے دریافت کرنے پر فرمایا کہ اگر کوئی شخص امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر کہے کہ خداوند قدوس نے اہل زمین کو ان کے شر سے نجات عطا فرمائی تو تمہارے خیال میں وہ کیسا شخص ہے؟ امیر نے کہا وہ بے دین اور مردود ہے۔ آپ نے پوری قوت ایمانی سے بلند آواز سے فرمایا کہ اس شخص نے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ایسے کلمات کہے ہیں، امیر نے کہا، اچھا! یہ بات ہے! اور پھر اس نے اس شخص کے منہ پر تھوکا اور کہا کہ تم لوگ ان کو گھروں میں بھی آرام و سکون سے رہنے نہیں دیتے۔

اُتر کر قصرِ عالی سے ہمارے روبرو آؤ
بلندی سے ہمارے قد کا اندازہ نہیں ہوگا

☆

آپ نہایت شریف النفس بزرگ تھے۔ آپ کی قربت میں انس و محبت اور شفقت و کرم کے دریا بہتے اور سلف صالحین کی تمام خصوصیات آپ میں بدرجہ اُتم موجود تھیں۔ آپ نہایت حلیم، متواضع، شفیق اور خلیق تھے، اور اخلاق نہایت پاکیزہ تھے۔ آپ کے پاس بیٹھنے سے خداوند (عزوجل) یاد آتا تھا اور ایمانی و روحانی لذت ملتی تھی۔ آپ خود بھی سختی کے ساتھ شریعت پر عامل تھے اور مرید کو بھی ایسا کرنے کی تاکید و ہدایت فرماتے تھے۔ بیعت کے وقت شریعت پر پابندی کا درس دیتے۔

☆

آپ اکثر و بیشتر فرمایا کرتے تھے کہ

"طریقت"، "شریعت" کے تابع ہے۔ شریعت کو سختی سے پکڑنے والا سب فتنوں سے محفوظ اور منزل کا راہی ہو جاتا ہے، اور مخالفِ شریعت گمراہی کے گڑھوں میں گر جاتا ہے۔ یہی ہمارے مشائخ و اسلاف کا طریقہ ہے"۔

☆

آپ کا کہنا تھا طریقت اور حقیقت کی ساری منزلوں کا راز پابندی شریعت میں پنہاں

Marfat.com

ہے۔ استغفار کی بہت تاکید فرماتے، بالخصوص استغفر اللّٰہ العظیم و اتوب الیہ اور فرماتے کہ اس میں دونوں باتیں ہیں یعنی استغفار اور توبہ بھی۔ کثرت سے درود شریف پڑھنے کی تلقین فرماتے اور خصوصاً مندرجہ ذیل درود شریف پڑھنے کا ارشاد فرماتے:

صلی اللّٰہ علی النبی الامی وآلہ صلی اللّٰہ علیہ
وسلم صلوٰۃ و سلاماً علیک یا رسول اللّٰہ۔

☆

نماز کی پابندی کی بہت تاکید فرماتے اکثر ارشاد کرتے کہ نماز کے بغیر انسان کچھ بھی نہیں۔ ایک مرتبہ ایک شخص آپ سے مرید ہونے کیلئے حاضر ہوا تو آپ نے اسے دیکھتے ہی فوراً فرمایا کہ اس کے چہرے پر نماز کا نور نہیں ہے۔ پھر اس بات کی تلقین فرمائی کہ نماز پڑھا کرو۔ آپ اکثر فرماتے کہ شریعت کے بغیر کوئی طریقت نہیں۔ اگر کوئی پند و نصائح کیلئے عرض کرتا، تو ارشاد فرماتے بیٹا! نماز پڑھا کرو نماز کو مضبوطی سے پکڑ لو۔

غفلت سے منہ موڑ اکبر، نماز کو ہرگز نہ چھوڑ اکبر
اس کے بہت فوائد ہیں اور تاکید بھی بڑی ہے

☆

مریدین، مخلصین کی اصلاح و فلاح ہر وقت پیش نظر رہتی، طہارت قلب و نظر کی تلقین فرماتے، عقائد و اعمال کی تصحیح پر تاکید کرتے۔ مخلصین علماء کرام اور اہل محبت کی قدر کرتے، افتراق و انتشار سے ہمیشہ الگ رہنے کی تاکید فرماتے، ہر شخص کو اس کے فرائض کی انجام دہی کی ہدایت فرماتے، صبر و شکر کے کلمات ہمیشہ آپ کی زبان مبارک پر رہتے۔

☆

آپ کی صحبت میں غرباء اور فقراء کو دیکھ کر سلف صالحین کی یاد تازہ ہوتی، تواضع و انکسار آپ کا مزاج تھا۔ آپ کی خدمت میں جو بھی آتا حسب مراتب اس کی پذیرائی فرماتے۔ آپ کا دروازہ سب کے لئے کھلا اور دسترخوان عام ہوتا۔ آپ کے پاس جتنے پیسے بھی آتے سب کے سب خرچ فرما دیتے، کچھ بچا کر نہ رکھتے اور اکثر مہمانوں پر خرچ کرتے۔

☆

جب بھی کوئی عالم دین آتے تو آپ ان کے ہاتھ چومنے میں پہل فرماتے اور بالخصوص سادات کرام کی تو بہت ہی عزت فرماتے۔ اگر کوئی عرض کرتا کہ حضرت ہم فلاں عالم

Marfat.com

دین کے ملنے والے ہیں، تو فوراً ارشاد کرتے کہ ان سے میرا اسلام عرض کرنا اور دعا کے لئے کہنا۔ محفل میلاد کے آخر میں کسی عالم دین سے دعا کراتے۔

☆

سادگی آپ کا شعار تھی، آپ کی زیارت سے خدا (عزوجل) یاد آجاتا تھا، اور سیرت ،مظہرِ سیرت حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تھی۔ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں آپ نے بکریاں بھی پالیں۔ ان کے دودھ سے مہمانانِ رسول علیہ الصلوۃ والسلام کی ضیافت فرماتے۔ آپ کا اصل مسئلہ حُب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت جمیل اور نعت رسول انام علیہ التحیۃ والسلام تھا۔ آپ کی ہر مجلس، مجلسِ نعت ہوتی اور ہر محفل یادِ خداوند کریم جل شانہ، اور ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے آباد ہوتی۔ عرب وعجم کے ہر علاقے سے لوگ آتے اور مجلس نعت میں شریک ہوتے۔ عربی، ہندی، ترکی، شامی، مصری، ایرانی، سوڈانی، کردستانی سب اپنی اپنی زبان میں نعت حبیب خدا علیہ الصلوۃ والسلام پڑھتے۔ آپ ہمیشہ دوزانو ہو کر نعت شریف سنتے۔ بقول مولانا ظفر علی خانؒ ؎

ہوتا ہے جہاں نام رسولؐ خدا بلند — ان محفلوں کا مجھ کو نمائندہ کر دیا
بنا کر سرکار دوجہاںؐ کا مجھے غلام — میرا بھی نام تا ابد زندہ کر دیا

☆

آپ کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے بے پناہ الفت ومحبت تھی۔ ان کی محفلوں میں ہر وقت ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور نعت خوانی ہوتی تھی، پاکستان اور بھارت کے نعت گو، نعت خواں حضرات میں شاید ہی کوئی ایسا ہو جس نے مدینہ منورہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر نعت نہ پڑھی ہو۔ مدینہ منورہ میں محافل میلاد کھلے طور منعقد نہیں ہوتی تھیں، لیکن ان پابندیوں کے باوجود اکثر گھرانوں سے نعت رسول صلی اللہ علیہ ولم کی روح پرور اور وجد آور آوازیں سنائی دیتی تھیں۔ ان تمام نجی محفلوں میں محبت اور شوق، الفت اور ذوق سے جس طرح اہتمام آپ رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں ہوتا تھا، وہ اپنی مثال آپ ہوتا۔ اس موقعہ پر مدینہ طیبہ میں حاضر ہونے والے شمع رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانے گلہائے عقیدت پیش کرتے۔ اگر کوئی خطیب محفل میں موجود ہوتے تو وہ بھی اپنے فرمودات سے اہل محفل کو نوازتے۔ نعت کے دوران فرطِ عقیدت سے آپ کے چہرہ مبارک پر آنسوؤں کی جھڑیاں لگ جاتیں۔

Marfat.com

اے دل ناعاقبت اندیش ضبط شوق کر
کون لا سکتا ہے تابِ جلوہ دیدار دوست
(غالبؒ)

☆

سعودی عرب کے علاوہ دیگر ممالک کے علماؤ مشائخ جب حج کیلئے آتے تو آپ کے ہاں حاضر ہو کر ایسے باادب بیٹھتے جیسے استاد کے سامنے شاگرد اور پیر کے سامنے مرید بیٹھتے ہیں۔ آپ کے تحمل و بردباری، تواضع و انکسار، ایثار و اخلاص، اعتدال و وسعت نظری، جذب وکیف، ضبط و وارفتگی اور علمی تبحر کا ہر سمت چرچا تھا، دوست و دشمن سب آپ کی صفات عالیہ کے معترف تھے، عالم اسلام کے عظیم مفکر، مورخ اور مصنف ڈاکٹر حمید اللہ مقیم پیرس (فرانس) بھی آپ کے روحانی فیوض و برکات کا چرچا کرتے رہتے تھے۔

☆

سنوسی ہند قبلۂ عالم امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث اعظم علی پوری قدس سرہ العزیز کا قیام مدینہ منورہ آپ ہی کے پاس ہوتا، آپ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا:

"میرے مدینہ منورہ میں آنے کے بعد حضرت امیر ملتؒ نے تقریباً بائیس حج کیے ہیں، میں نے ان کا بستر اور چارپائی تبرکاً محفوظ رکھا ہوا ہے"۔

☆

دنیا بھر میں آپ کے خلفاء کی تعداد سینکڑوں کے حساب سے ہے۔ طوالت کے خوف سے صرف پاکستان کے خلفاء کے اسمائے گرامی درج ذیل کیے جاتے ہیں:۔

(۱) مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ، لاہور/میانوالی
(۲) اشرف المشائخ مولانا غلام قادر اشرفی رحمۃ اللہ علیہ، لالہ موسیٰ ضلع گجرات
(۳) مولانا سید زاہد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، فیصل آباد
(۴) مولانا قاری محمد مصلح الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ، کراچی
(۵) حکیم اہلسنت مولانا حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ، لاہور
(۶) صوفی شاہ محمد فاروق رحمانی رحمۃ اللہ علیہ، کراچی
(۷) مولانا محمد سعید شبلی قادری حامدی رحمۃ اللہ علیہ، ساہیوال

Marfat.com

(۸) مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ، کراچی

(۹) علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری رحمۃ اللہ علیہ، کراچی

(۱۰) مولانا حافظ محمد احسان الحق رحمۃ اللہ علیہ، فیصل آباد

(۱۱) مفتی عزیز احمد قادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ، لاہور

(۱۲) علامہ مفتی تقدس علی خاں رحمۃ اللہ علیہ، پیر جو گوٹھ، سندھ

(۱۳) مولانا محمد علیؒ جامعہ رسولیہ شیرازیہ، لاہور

(۱۴) الحاج شیخ لطیف احمد چشتیؒ کاموںکے ضلع گوجرانوالہ

(۱۵) مولانا غلام علی اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ، اوکاڑہ

(۱۶) مفتی غلام قادر کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، کراچی

(۱۷) علامہ شاہ احمد نورانیؒ، کراچی

(۱۸) مولانا منظور احمد فیضیؒ، احمد پور شرقیہ، بہاولپور

(۱۹) مفتی غلام سرور قادری رضویؒ، لاہور

(۲۰) پروفیسر شاہ فرید الحقؒ، کراچی

(۲۱) پیر ابوالخیر محمد عبداللہ جان نقشبندیؒ، پشاور

(۲۲) مولانا غلام رضا علویؒ، راولپنڈی

(۲۳) مولانا الٰہی بخش قادری ضیائیؒ، لاہور

(۲۴) مولانا سید محمد محفوظ الحق شاہؒ، بورے والا ضلع وہاڑی

(۲۵) مولانا محمد عبدالخالق شاہؒ، بورے والا ضلع وہاڑی

(۲۶) مولانا ابوالنصر محمد منظور احمد شاہ، ساہیوال

(۲۷) مولانا سید حسین الدین شاہ، راولپنڈی

(۲۸) پیر سید محمد حسن شاہ نوری گجراتیؒ، لاہور

☆

آپ کے اقوال و ملفوظات کے لئے کئی دفتر درکار ہیں۔ اختصار کے طور پر کچھ درج ذیل ہیں:

☆ ”جو شریعت کا پابند نہیں، وہ طریقت کے لائق نہیں۔“

☆ ”خواہش پرستی مہلک رفیق ہے اور بری عادت زبردست دشمن ہے۔“

☆ ”جو شخص اپنے کام کو پسند کرتا ہے، اس کی عقل میں فتور آ جاتا ہے۔“

Marfat.com

☆ ''دولت کی مستی سے خدا کی پناہ مانگو، اس سے بہت دیر میں ہوش آتا ہے۔''

☆ ''دنیا بہت بری چیز ہے، جو اس میں پھنسا وہ پھر پھنستا ہی چلا جاتا ہے اور جو اس سے دور بھاگتا ہے یہ اس کے قدموں میں ہوتی ہے۔''

☆ ''کسی نیک عمل کی توفیق ہونا ہی قبولیت کی نشانی ہے۔''

☆ ''مدینہ منورہ میں اگر کسی کا خط پڑھا جاتا ہے یا اس کا ذکر کیا جاتا ہے یا اس کا نام لیا جاتا ہے تو یہ اس کی خوش نصیبی ہے۔''

☆ ''خیالاتِ باطلہ تقاضائے بشریت ہیں اور آتے جاتے ہی رہتے ہیں ان کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں ایسی شکایت کرتے تو حضور پرنور علیہ التحیہ والثناء ارشاد فرماتے۔''

''تم لوگ ذکر ربانی کا دامن تھامے رکھو، ایسے خیالات آنی جانی چیز ہیں۔''

☆ ''مدینہ طیبہ میں ہمہ وقت ادب واحترام کی حالت میں رہنا خداوند قدوس کی نعمتوں میں سے ایک نعمت عظمیٰ ہے اور حصولِ خوشنودی حضرت سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا منفرد ذریعہ اور عمدہ وسیلہ ہے۔''

☆ ''کہنے کو تو یہودی اور نصرانی بھی ''لا الہ الا اللہ'' کہتا ہے لیکن وہ اس لیے کافر ہے کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور نیازمندی سے خالی ہے۔''

☆ ''مدینہ شریف میں حاضری کی قبولیت کا ایک لمحہ ہی بہت ہے، جتنا وقت ان کی نگاہ کرم سے مل جائے، وہی غنیمت ہے''۔

☆ ''سوز وگداز سے معمور ندامت کے آنسوؤں سے بھرپور دعا ضرور مقبولِ بارگاہ ہوتی ہے''۔

☆ ''میں نے ساری زندگی اس تمنا میں بسر کی ہے کہ مدینہ مدفن بنے، پس مدینہ طیبہ میں موت کا انتظار ہے۔ (اللہ کریم جل شانہ) نے ان کی یہ خواہش اور یہ آرزو پوری فرمادی کہ مدینہ شریف ہی ان کا مدفن بنا (قصوری)

☆ ''شریعت کے پابند رہو، جس قدر شریعت کی اتباع کرو گے، اتنا ہی طریقت میں مقام ہوگا۔''

☆ ''دین کا کام دین کی خاطر کرو، نام ونمود کی خاطر نہیں۔''

Marfat.com

☆ ''کھانا کھلاتے رہو، چاہے دال روٹی ہی میسر ہو، کھلانے میں بڑی برکت ہے''۔

☆ ستار (پردہ پوش) بنو، مسلمانوں کے عیب چھپاؤ، خواہ دینی ہوں یا دنیوی''۔

☆ ''نماز روزہ تو فرائض میں سے ہیں، اصل دین معاملات کی درستگی کا نام ہے''۔

☆ جو پیر مریدوں کا محتاج ہو، میرے نزدیک وہ پیر نہیں ہے''۔

☆ پیر بننا مشکل اور صاحبزادہ بننا آسان ہے۔ اللہ تعالیٰ (جل شانہ) صاحبزادگی کے شر سے محفوظ رکھے''

☆ ''خمول'' میں نجات اور ''ظہور'' میں فساد ہے''۔

☆ ''نجد کی مٹی میں خیر نہیں، شر ہی شر ہے''۔

☆ ''سب لوگ اچھے ہیں مگر خداوند قدوس کسی سے کام نہ ڈالے''۔

☆ ''سردی سے بچو یہ بڑھاپے میں بدلہ لے لیتی ہے''۔

☆ ''غیر جنس کی دوستی سے بچتے رہو''۔

☆ ''اللہ تعالیٰ (جل شانہ) سے کثرت نہیں، برکت مانگو، اخلاص ہو تو تھوڑے رزق میں بہت برکت ہو جاتی ہے''۔

☆ ''افتراق وانتشار سے بچو''

☆ ''خیر، خداوند قدوس کی مخلوق کے ساتھ بھلائی کرنے میں ہے''۔

☆ ''تشدد کبھی اختیار نہ کرو، تشدد خیر نہیں لاتا''۔

☆ ''رذیلوں کو علم سکھانا، خداوند تعالیٰ (عزوجل) کی مخلوق کو فتنہ میں مبتلا کرنا ہے''۔

☆ ''مصیبت کے وقت صبر وشکر کامیابی کی کنجی ہے''۔

☆ ''دشمن کو کمزور اور بیماری کو معمولی خیال نہ کرو''۔

☆ ''درویشی یہ ہے کہ کسی کا دل نہ دکھاؤ''۔

☆ ''خط لکھا کرو، کاغذی گھوڑے اچھے ہوتے ہیں''۔

☆ ''خوش قسمت ہیں وہ لوگ، جن کے نام مدینہ منورہ سے نامہ وپیام وسلام جاتے ہیں''۔

☆ ''صدقہ خفیہ، اللہ عزوجل کے غضب کو روک لیتا ہے''۔

☆ ''جو حسن ظن رکھتا ہے وہ سکون سے زندگی بسر کرتا ہے''۔

☆ ''عقل مند چار چیزوں کو نہیں چھوڑتا، صبر وشکر اور اطمینان اور تنہائی۔

☆

Marfat.com

۴۔ ذوالحجہ ۱۴۰۱ھ بمطابق ۲۔ اکتوبر ۱۹۸۱ء بروز جمعۃ المبارک آپ نے کلمہ شریف پڑھتے ہوئے وصال فرمایا۔ رحلت کی خبر آناً فاناً پوری دُنیا میں پھیل گئی۔ بعد نماز عصر آپ کو غسل دیا گیا۔ غسل میں آپ کے صاحبزادے مولانا فضلِ رحمٰن مدنی، آپ کے خادم ابوالقاسم میمن مہاجر مدنی، قاری مصلح الدین صدیقی (کراچی) مولانا محمد ریحان رضا بریلوی، فقیہِ اعظم مولانا محمد نور اللہ بصیر پور (اوکاڑہ) و دیگر حضرات نے شرکت کی۔ جنت البقیع میں تدفین ہوئی۔

پہنچی وہیں پہ خاک، جہاں کا خمیر تھا

☆

مندرجہ ذیل حضرات نے قطعہ ہائے تاریخ وصال کہے۔

(۱)

(جناب حضرت شریف احمد شرافت نوشاہی، ساہن پال شریف، گجرات)

چوں شُد مرخص از ما آں مخزنِ معانی — رختِ سفر بہ بست و بگذاشت دارِ فانی
شیخِ عرب ممالک، ہم مُرشدِ عجم بود — در علم و فضل یکتا شہبازِ لامکانی
در عشقِ ذاتِ احمدؐ عمرے بسر بفرمود — اسرارِ فقر و عرفاں جملہ بر دعیانی
جائش بصدرِ جنت در بقعۂ مدینہ — ایں مرحمت شُد اُورا از مغفرت نشانی

ترحیلِ او شرافت پُرسید از سروشے
سالِ وصال گفتا ”مغفورِ جاودانی“

۱۴۰۱ھ

(۲)

(جناب ابوالطاہر فدا حسین فدا مدیر ”مہر و ماہ“ ۔۔۔۔ لاہور)

ہیں آج واصلِ حق حضرت ضیاء الدین — کہ جن کا قبلہ و کعبہ درِ پیمبرؐ ہے
گئے ہیں عشقِ نبیؐ کی وہ لے کے دِل میں تڑپ — نگاہ، شافعِ محشر کی خاص اُن پر ہے
زہے نصیب یہ عظمت یہ رفعتِ اعزاز — میسر آج اُنہیں جو مُدام کوثر ہے
وہ تھے مجدّدِ دوراں کے نائب برحق — یہ اُن کے دُرجِ فضیلت کا خاص جوہر ہے
وہ اُن کا زُہد و تقدس وہ درسِ رُشد و ہدیٰ — نظر نواز، دِل افروز، روح پرور ہے
تھے ایک عالمِ دیں وہ جہانِ فکر و شعور — کہ علم و فضل میں جن کا نہ کوئی ہمسر ہے

Marfat.com

سنِ وصال پہ اُن کے فدا سے ہاتف نے
کہا، "یگانہ آفاق شیخ اکبر" ہے

-------۱۴۰۱ھ-----

(☆)......(☆)

Marfat.com

(۳۴)

☆

مجاہدِ ملّت حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمتہ اللہ علیہ

☆

اٹک پنیالہ ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۵ء (ضلع میانوالی، پنجاب) ○ ۱۴۲۲ھ / ۲۰۰۱ء روکھڑی موڑ (میانوالی، پنجاب)

☆

﴿قطعہ تاریخِ وصال﴾

☆

مجاہد حق شناس مَردِ غازی — فدائے شیوہ وطرزِ حجازی
بہ سرِ دینِ حق آں عبدِ ستار — وصالش، "حرفِ غمہاء نیازی"

۱۴۲۲ھ

(ڈاکٹر قریشی احمد حسین احمد، قلعہ داری، گجرات)

☆

ستارنیازیؒ بھی رُخصت ہوئے دنیا سے — اِس واسطے شیون کی کثرت ہے بتادینا
تاریخ جدائی کی جب چاہو شیمؔ اُن کی — "ستارنیازیؒ کی رحلت ہے" بتادینا

۱۴۲۲ھ

(حضرت شیم صبائی متھراوی، اسلام آباد)

☆

تھے مجاہد قوم کے، شیخ طریقت بے گماں — ایک "عظیم الشان ہادی" ہوگئے ہم سے جدا

۱۴۲۲ھ

فکر کی تاریخ کی تو مجھ سے ہاتف نے کہا — وہ "سعید عصر عبدالستار خان نیازی"، واہ

۲۰۰۱ء

(حضرت فرید قریشیؔ، کراچی)

☆

Marfat.com

مجاہدِ ملّت حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ

☆

بطلِ حریّت مجاہدِ ملّت حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی بن ذوالفقار خان نیازی کی ولادت باسعادت ۲۲۔ ذیقعد ۱۳۳۳ھ/ یکم۔ اکتوبر ۱۹۱۵ء بروز جمعۃ المبارک موضع اٹک پنیالہ تحصیل عیسیٰ خیل ضلع میانوالی (پنجاب) کے ایک ممتاز، دیندار اور معزز گھرانے میں ہوئی۔ شجرۂ نسب شیر شاہ سوری کی افواج کے کمانڈر انچیف عیسیٰ خان نیازی سے جاملتا ہے، جن کا مزار دہلی میں واقع ہے۔

☆

آپ نے گورنمنٹ پرائمری سکول موضع ''کنڈل'' سے پرائمری کا امتحان اعلیٰ پوزیشن میں پاس کیا۔ سکول جانے سے قبل اور سکول سے واپسی پر اپنے گاؤں کی مسجد کے مولوی صاحب سے تین چار ماہ میں قرآن پڑھ لیا۔ دوسری جماعت میں تھے کہ پہلی بار رمضان شریف کے روزے رکھے اور انہی دنوں نماز پڑھنا شروع کی۔

بالائے سرش زہوش مندی
می تافت ستارۂ بلندی

☆

ان دنوں پرائمری کی کلاس جماعت چہارم تک ہوتی تھیں۔ چنانچہ آپ نے چوتھی جماعت کے امتحان میں سکالرشپ حاصل کیا اور پھر گورنمنٹ ہائی سکول عیسیٰ خیل میں داخل کرادیا گیا۔ چھٹی جماعت میں ''نمازِ تہجد'' پڑھنا شروع کردی۔ مڈل کے امتحان میں ضلع بھر میں اوّل پوزیشن حاصل کرکے سکالرشپ کے حق دار ٹھہرے اور پھر ۱۹۳۳ء میں میٹرک کا امتحان اعلیٰ نمبروں کے ساتھ پاس کیا۔

ہوئی منزل کی جانب اس طرح سے جادہ پیمائی
کہ منزل خود بخود اُن کے قدم کو چومنے آئی

☆

میٹرک پاس کرنے کے بعد ۱۹۳۳ء میں ہی لاہور تشریف لے آئے اور حکیم الامت

Marfat.com

حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے قائم کردہ ''اشاعتِ اسلام کالج'' میں داخل ہو گئے۔ یہاں قرآن، حدیث، فقہ، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، تاریخ اسلام، مذاہب کا تقابلی مطالعہ، اسلامی تہذیب وتمدن اور اسلامی تحریکات کے دو سالہ نصاب کی تکمیل کر کے ۱۹۳۵ء میں امتحان دیا۔ اسی سال کالج کے کسی مسئلے پر حضرت حکیم الامتؒ سے پہلی ملاقات ہوئی۔ رزلٹ نکلا تو آپ نے ''ماہر تبلیغ'' کی حیثیت سے کالج میں ٹاپ کیا اور حضرت حکیم الامت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک دستخط سے مزین سند حاصل کی۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

☆

عربی پڑھنے کے بعد آپ کو فارسی پڑھنے کا شوق چُرایا اور چھ ماہ کے اندر اندر ''منشی فاضل'' کا امتحان دے دیا اور اعلیٰ پوزیشن میں پاس ہو گئے۔ بعد ازاں اپریل ۱۹۳۶ء میں ایف اے کا امتحان بھی دے دیا۔ انہی دنوں حمید نظامی بانی روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور سے آپ کا تعارف ہوا جو دائمی دوستی میں ڈھل گیا اور پھر یہ حال ہو گیا کہ ؂

من تو شُدم تو من شدی من تن شُدم تو جان شدی
تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

۳۶-۱۹۳۵ء میں جب تقریباً تمام کاروبار ہندوؤں کے ہاتھوں میں تھا اور سیاسی طور پر ہندو، متحدہ قومیت کا فتنہ برپا کر رہے تھے، آپ نے ۲۰ سال کی عمر میں صوفی اللہ داد مرحوم کے ساتھ مل کر ۱۹۳۶ء میں میانوالی کے اندر ''مجلسِ اصلاحِ قوم'' کی بنیاد رکھی اور ملّتِ اسلامیہ کی خدمت کے لئے شب و روز کام کیا، ہندوؤں کی سازشوں اور چالوں کو ناکام بنانے کی مقدور بھر سعی و کاوش کرتے رہے۔ تجارت میں مسلمانوں کو دخیل کیا اور جداگانہ ملی تشخص کا احساس دلایا، نیز اسلامی شریعت کے نفاذ کی خاطر عوام کو منظم کیا اور غریبوں کی امداد کے لئے بیت المال قائم کیا اور مقدمات کے فیصلہ کے لئے ''دارالافتاء'' اور ''دارالقضاء'' قائم کیا۔ اتنی چھوٹی عمر میں ایسے مقاصد کو حاصل کرنا آپ کے ''مردِ خود آگاہ''، ''نابغہ روزگار'' اور ''عبقری عصر'' ہونے کی دلیل ہے۔

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

☆

Marfat.com

۱۹۳۵ء میں آپ نے حضرت فقیر قادر بخش رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میبل شریف ضلع بھکر (پنجاب) کے دستِ اقدس پر سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت کی۔ پھر یہ نسبت بڑھتے بڑھتے امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ العزیز تک پہنچی۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ "میرے پیر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ" ہیں۔ بعد ازاں یہ مبارک نسبت افضل البشر بعد از انبیاء حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچ گئی اور آخرکار حضور سیدِ عالم باعثِ تخلیق کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ بیکس پناہ تک پہنچ کر "فنا فی الرسول" کا درجہ حاصل کر گئی۔ اپریل ۱۹۷۵ء میں قطب مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو تمام سلاسل میں اجازت وخلافت سے نوازا مگر آپ نے اپنے اوراد و وظائف سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ ہی کے جاری وساری رکھے اور اسی سلسلہ عالیہ کی زیادہ تر تبلیغ واشاعت کرتے فرماتے رہے۔ کیونکہ بقول خواجہ نقشبند بخاریؒ:

"طریقہ ما عروۃ الوثقیٰ است"...... ہمارا طریقہ "مضبوط رسّی" ہے

☆

۱۹۳۶ء میں لاہور میں کانگریس اور مسلم لیگ کا بڑا چرچا تھا۔ انہی دنوں آپ نے اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور میں تھرڈ ایئر میں داخلہ لیا اور محسوس کیا کہ مسلمان نوجوانوں (طالب علموں) کی ایک تنظیم ہونی چاہئے۔ چنانچہ اپنے دردمند ساتھیوں میاں محمد شفیع (م ش)، جسٹس انوار الحق، مولانا محمد ابراہیم علی چشتی، ڈاکٹر عبدالسلام خورشید اور حمید نظامی کے ساتھ حکیم الامّت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُن کی منظوری سے "دی پنجاب مُسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن" کی بنیاد رکھی، جس کے پہلے صدر حمید نظامی اور دوسرے یک بعد دیگرے میاں محمد شفیع (م ش) اور شیخ انوار الحق (ریٹائرڈ چیف جسٹس سپریم کورٹ) منتخب ہوئے، جب کہ تیسرے صدر آپ (مولانا نیازی) چنے گئے۔

☆

آپ نے "فیڈریشن" کا دستور مرتب کرایا، جس کا عنوان قرآن حکیم کی یہ آیت کریمہ تھی:

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ
بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ط
(آل عمران: ۱۱۰)

Marfat.com

''تم سب اُمتوں سے بہتر ہو، جو لوگوں میں ظاہر کی جا چکی ہیں کیونکہ تم نیکی کی تعلیم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو''۔

☆

۱۹۳۸ء میں آپ نے بی اے پاس کیا۔ ایامِ تعطیلات میں ضلع میانوالی کے اندر اصلاحی کام میں دوبارہ منہمک ہو گئے۔ ''انجمن اصلاحِ قوم'' کی جنرل کونسل میں ایک مستقل قرارداد کے ذریعہ انجمن کا نام بدل کر ''انجمن اصلاح المسلمین'' رکھ دیا۔

☆

۱۹۳۹ء میں مسلمانوں میں ایک الگ مملکت کا احساس شدت اختیار کر چکا تھا اور مختلف حلقوں کی طرف سے ہندوستان کے آئینی مستقبل کے بارے میں تجاویز پیش کی جا رہی تھیں۔ مولانا نیازی نے ''پنجاب مُسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن'' کے نصب العین ''خلافتِ پاکستان'' کو کتابی شکل میں مرتب کیا۔ اِن دنوں دہلی میں ''آل انڈیا مسلم کانسٹی ٹیوشن'' کے اجلاس ہو رہے تھے۔ اکتوبر ۱۹۳۹ء میں مولانا نیازی کو ''آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کونسل'' اور ''ورکنگ کمیٹی'' کے اجلاس منعقدہ عربک کالج میں بحیثیت ''صدر پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن'' شرکت کا موقعہ ملا تو وہاں نوابزادہ لیاقت علی خان سے ملاقات ہوئی جو ''دہلی مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن'' کے صدر کی حیثیت سے شریک اجلاس تھے۔ شام کو عربک کالج ہال میں ایک جلسۂ عام منعقد ہوا جس میں مولانا نیازی نے ''خلافت پاکستان سکیم'' کے اہم نکات کی وضاحت کی۔ جلسہ کے بعد نوابزادہ لیاقت علی کی زبانی اُنہیں معلوم ہوا کہ کل اُن کی کوٹھی ''گلِ رعنا'' ہارڈنگ روڈ نئی دہلی میں کانسٹی ٹیوشن کا اجلاس منعقد ہو رہا ہے، اگر آپ اُس کمیٹی میں پیش ہو کر اپنے یہی خیالات ارکانِ کمیٹی کے گوش گزار کریں تو بہتر ہوگا۔ مولانا نیازی اِس سے قبل سکیم کا ایک نسخہ حضرتِ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک ارسال کر چکے تھے۔ چنانچہ دوسرے روز نیازی صاحب دس بجے ''گلِ رعنا'' میں پہنچے اور پہلی بار قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ سے شرفِ ملاقات حاصل کیا۔ جب قائداعظمؒ کی خدمت میں سکیم کا ایک نسخہ پیش کیا تو قائداعظمؒ نے فرمایا کہ تمہاری سکیم ہمارے زیرِ غور ہے۔ پھر ارشاد کیا:

"YOUR SCHEME IS VERY HOT"

(تمہاری سکیم بہت گرم ہے)

Marfat.com

اس پر مولانا نیازی نے برجستہ جواب دیا کہ:

"MY SCHEME IS HOT BECAUSE IT HAS COME OUT FROM A BOILING HEART"

(میری سکیم اس لئے گرم ہے کہ یہ ایک خوفناک طوفان خیز قلب سے نکلی ہے۔)

اس پر قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ مسکرا دیئے اور نیازی صاحب سے فرمایا کہ:

''تم نے مسلمان کو سپرمین بنا دیا ہے''۔

☆

قائداعظمؒ نے اس تجویز کو مسلم لیگ کی متعلقہ کمیٹی کے سپرد کرنے کا وعدہ فرمایا اور اُس کے بعض اہم نکات کو تسلیم بھی کیا۔ چنانچہ سر عبداللہ ہارون کی سربراہی میں قائم شدہ مسلم لیگ کی سفارشات کمیٹی میں اس سکیم کو پیش کیا۔ یہ سب سے پہلی اسکیم تھی جس میں مشرقی اور مغربی پاکستان کے درمیان ''کاری ڈور'' کے لئے علاقے کا مطالبہ شامل تھا۔ مولانا نیازی نے خوب خوب زور دیا کہ:

''اگر ''کاری ڈور'' کے حصول کی کوئی صورت نہ نکالی گئی، تو ایک وقت آئے گا کہ بھارت، مشرقی اور مغربی پاکستان کو الگ الگ کر دے گا''۔

چنانچہ حضرت قائداعظمؒ نے قراردادِ لاہور'' کے موقع پر ۱۹۴۰ء میں پہلی بار'' کاری ڈور'' کا ذکر بھی فرمایا تھا۔

☆

مارچ ۱۹۴۰ء ''اقبال پارک لاہور'' میں آل انڈیا مسلم لیگ کا ۳۶واں سالانہ اجلاس انعقاد پذیر ہوا، جہاں ۲۳۔ مارچ کو'' قراردادِ پاکستان'' منظور کی گئی، حضرت مجاہد ملت مولانا نیازی اُس وقت ایم اے فائنل ایئر میں تھے۔ آپ نے اس اجلاس کی کامیابی و کامرانی کے لئے شب و روز محنت کی اور اس کے ساتھ ہی آپ کی زیرِ قیادت ''دی پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن'' کے زیرِ اہتمام اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور کے'' حبیبیہ ہال'' میں'' خلافتِ پاکستان کانفرنس'' منعقد کی گئی۔ حضرت قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ پہلے سے طے شدہ مصروفیات کی وجہ سے کانفرنس میں تشریف نہ لا سکے۔ آپ (مولانا نیازی) اس وقت'' پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن'' کے صدر

Marfat.com

اور مولانا محمد ابراہیم علی چشتی (مفکر) سیکرٹری جنرل تھے۔ سابق وزیر اعظم صوبہ سرحد سردار اورنگ زیب خاں، چوہدری خلیق الزمان اور راجہ امیر احمد خاں آف محمود آباد نے اس کانفرنس میں شرکت کی۔ مولانا نیازی نے اس کانفرنس میں "خلافتِ پاکستان" کا تصور اُجاگر کیا اور پاکستان کا نقشہ بھی شائع ہو گیا۔

☆

قراردادِ لاہور میں حصول پاکستان، ملّت کا نصب العین قرار پایا تو مولانا نیازی ایم اے کرنے کے بعد گویا اسی کام کے لئے وقف ہو گئے، قریہ قریہ، بستی بستی، نگر نگر، شہر شہر گھومے اور پاکستان کا پیغام لوگوں تک پہنچایا۔ ملک کے اطراف واکناف میں مسلم لیگ کے جلسوں سے خطاب کیا۔ وزیر اعظم پنجاب سر سکندر حیات خان سے ٹکر لی اور اُسے ناکوں چنے چبوائے، جگہ جگہ جلسے کر کے اُس کی پاکستان دشمنی اور ملّت فروشی کا پردہ چاک کیا۔ سر سکندر حیات خاں پاکستان بننے کا شدید مخالف تھا۔ آپ نے اُس کے جلسوں کو ناکام بنایا، حتیٰ کہ سر سکندر نے قائد اعظمؒ سے معافی مانگی۔

☆

مولانا نیازی نے حضرت قائد اعظم سے ملاقاتیں کیں اور اُن کی رہنمائی میں تحریک پاکستان کی منزل کو ساحلِ کامیابی سے ہمکنار کیا۔ ۱۹۴۶ء کے الیکشن میں میانوالی سے مسلم لیگ کے ٹکٹ پر مدّمقابل یونینسٹ اُمیدوار سے دُگنے ووٹ لے کر پنجاب اسمبلی کی سیٹ پر کامیاب ہوئے۔ جنوری ۱۹۴۷ء میں لاہور میں سول نافرمانی کی تحریک چلی تو آپ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور قید و بند سے نبرد آزما ہوئے۔ مارچ ۱۹۴۷ء میں خضر وزارت مستعفی ہو گئی، گورنر راج نافذ ہو گیا۔ ۳۔ جون ۱۹۴۷ء کو قیامِ پاکستان کا حتمی فیصلہ ہو گیا۔ بالآخر ۱۴۔ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان معرض وجود میں آ گیا۔

☆

۱۹۵۳ء کی "تحریک تحفظ ختم نبوّت" میں تحریک کی قیادت کی۔ مسجد وزیر خان لاہور کو تحریک کا ہیڈ کوارٹر بنایا۔ آپ کو گرفتار کر کے مقدمہ چلایا گیا، سزائے موت کا حکم سنایا گیا۔ آپ نے بڑی استقامت کا مظاہرہ کیا۔ بعد ازاں سزائے موت، عمر قید میں تبدیل ہو گئی۔ اپریل ۱۹۵۵ء میں دو سال سے زیادہ عرصہ جیل کاٹ کر ضمانت پر رہائی مل گئی اور پھر مئی ۱۹۵۵ء میں باعزت طور پر بری ہو گئے۔

☆

Marfat.com

سکندر مرزا، ایوب خان، ذوالفقار علی بھٹو کے اَدوار میں کلمۂ حق بلند کرنے کی پاداش میں قید و بند اور قاتلانہ حملوں کا نشانہ بنے، مگر پائے استقامت میں ذرّہ بھر بھی لرزش نہ آئی۔ کئی بار ممبر پنجاب اسمبلی، ممبر نیشنل اسمبلی، ممبر سینیٹ آف پاکستان اور وفاقی وزیر بھی رہے مگر درویشی میں فرق نہ آیا۔ پاکستان میں نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ اور مقامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کے لئے تازیست کوشاں اور ساعی رہے۔ کشمیر کی آزادی کے لئے مقدور بھر کوششیں کرتے رہے۔ جمعیت علماء پاکستان صوبہ پنجاب کے صدر اور مرکزی سیکرٹری جنرل اور مرکزی صدر بھی رہے۔ عالم اسلام اور یورپ کے دورے کر کے اسلام کی سربلندی کا پھریرا لہراتے رہے۔ قومی اسمبلی سے شریعت بل منظور کرایا۔

☆

مندرجہ بالا صفحات میں حضرت مجاہد ملت رحمۃ اللہ علیہ کی سیاسی زندگی کی جھلکیاں دکھائی گئی ہیں، اصل میں اس کتاب میں اُن کی روحانی زندگی کا اندراج مقصود ہے۔ سیاسی زندگی کی تفصیل جاننے کے خواہش مند حضرات راقم الحروف محمد صادق قصوری کی کتابیں (۱) مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی'' (حیات، خدمات، تعلیمات) مشتمل بر ۸۲۴ صفحات اور (۲) ''تحریک پاکستان میں علماء و مشائخ کا کردار'' ملاحظہ فرمالیں۔ اوّل الذکر کتاب ''ضیاء القرآن پبلی کیشنز داتا گنج بخش روڈ لاہور اور ثانی الذکر تحریک پاکستان ورکرز ٹرسٹ، مادرِ ملت چوک متصل پرل کانٹی نینٹل ہوٹل مال روڈ لاہور نے شائع کی ہے۔

☆

حضرت مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ ابھی اپنی عمر عزیز کی چار سیڑھیاں ہی چڑھے تھے کہ ۱۹۱۹ء میں تہجد گزار والد گرامی ''ذوالفقار خان نیازیؒ'' کا انتقال ہو گیا۔ تسبیحِ عیسیٰ کا ۱۹۲۳ء واں دانہ تھا کہ والدہ ماجدہ ''مہر النساءؒ'' بھی داغِ مفارقت دے گئیں۔ چنانچہ اس یتیم بچے کی پرورش کی ذمہ داری نانا جان حضرت صوفی محمد خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ پر آن پڑی جو حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی علیہ الرحمہ کے مرید باصفاء، مردِ مومن اور مردِ خدا تھے۔ اُنہوں نے آپ کی پرورش اس پاکیزہ ماحول میں کی کہ آپ بچپن سے ہی تہجد گزار بن گئے اور تادمِ واپسیں اس پر قائم و دائم رہے۔

☆

نانا جان نور اللہ مرقدہٗ ۱۹۳۲ء میں رحلت فرما ہوئے تو آپ اُس وقت تک کُندن بن

Marfat.com

چکے تھے۔ حضرت فقیر قادر بخش نقشبندی مجددیؒ سجادہ نشین آستانہ عالیہ میبل شریف ضلع بھکر کے دستِ حق پرست پر بیعت کرنے کے بعد مزید جلا ملی۔ فقیر قادر بخشؒ (۱۸۸۵ء۔۱۹۵۵ء) بڑے عالم، فاضل اور کامل ولی اللہ تھے۔ انہوں نے آپ کی ایسی تربیت کی کہ آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے فردِ فرید بن گئے۔ اس کے بعد یہ نسبت ترقی پذیر ہوتے ہوئے آفتابِ ہند امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی تک جا پہنچی۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ:

"میرے پیر و مُرشد حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور اُن کے کارنامے میرے لئے طوطیائے چشم ہیں"۔

یہی وجہ ہے کہ آپؒ پر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز کا روحانی اثر اور سایہ تھا اور جابر سلطان کے سامنے کلمۂ حق کہنا، آپ نے اُنہی کی سیرتِ مقدسہ سے سیکھا تھا۔

ہیں درجِ گوہر معنی وہ بُرجِ مہرِ عرفانی
جہاں میں نور ہے گھر گھر مجدد الف ثانی کا

☆

ایک دفعہ حضرت مولانا فتح محمد نقشبندی مجددیؒ بانی خانقاہ بھور شریف تحصیل عیسیٰ خیل ضلع میانوالی اپنے تبلیغی و روحانی دورہ کے بعد بھور شریف جانے کے لئے عیسیٰ خیل کے ریلوے اسٹیشن پر ٹرین سے اُترے تو دوسرے لوگوں کے ساتھ حضرت مجاہدِ ملت بھی استقبال اور زیارت کے لئے موجود تھے۔ جب حضرت بھورویؒ ٹرین سے اُترنے لگے تو حضرت مجاہدِ ملتؒ نے اپنا کندھا پیش کر کے انہیں اپنے کندھے پر بٹھا لیا اور بڑی عقیدت و محبت اور ادب و احترام سے منزلِ مقصود پر پہنچایا۔ حضرت بھورویؒ نے خوش ہو کر دُعا دی کہ:

"جس طرح تو نے مجھے کندھا دیا ہے، اِن شاء اللہ تعالیٰ پوری دُنیا تجھے کندھا دے گی"۔

چنانچہ زمانہ گواہ ہے کہ مردِ درویش کی دُعا سے حضرت مجاہدِ ملت قدس سرہٗ العزیز کو جو عزت و توقیر اور محبت و احترام ملا، اُس کی مثال ناپید ہے"۔

خدا کی تم پہ رحمت ہو محمدؐ کی شفاعت ہو
دُعا میری سدا یہ ہے تمہیں جنت کی راحت ہو

☆

۱۹۴۱ء میں برصغیر کے نامور نقشبندی بزرگ حضرت شاہ ہدایت علی جے پوری نقشبندی

Marfat.com

مجددی رحمۃ اللہ علیہ سے راولپنڈی میں ملاقات ہوئی تو اُن سے بھی روحانی استفادہ کیا۔ شاہ صاحب بڑے عظیم بزرگ تھے جو ۱۸۶۱ء میں رام پور (بھارت) میں پیدا ہوئے اور ۱۹۵۱ء میں جے پور (بھارت) میں رحلت فرما ہوئے۔ اُن کی تصانیف "معیار السلوک"، "احسن التقویم"، "دُرِّ لاثانی" (خلاصہ مکتوباتِ امام ربانیؒ)، "فیوض الحرمین" (واقعات حرمین شریفین)، "مثنوی مولانا رومؒ" اور مکتوبات "خواجہ محمد معصومؒ" خاصے کی چیز ہیں۔

☆

اپریل ۱۹۴۶ء میں عربک کالج دہلی (بھارت) میں "مسلم لیجسلیٹرز کنونشن" کے موقعہ پر اُس دور کے بہت بڑے سیاستدان، نامور شاعر، بے بدل صحافی اور صوفی باصفا حضرت مولانا سیّد فضل الحسن حسرت موہانی رحمۃ اللہ علیہ (۱۸۷۸ء۔۱۹۵۱ء) سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے اپنی خصوصی دعاؤں سے نوازا اور آبدیدہ ہو کر فرمایا:

"نیازی! افسوس کہ تم سے ملاقات اُس وقت ہوئی ہے جبکہ میری شام ہے اور تمہاری دوپہر، اے کاش یہ ملاقات پہلے ہو جاتی تو باہم مل کر کچھ کر پاتے"۔

☆

مولانا حسرتؒ موہانیؒ نے آپ کو ہدایت فرمائی کہ:

"راہِ حق میں کسی بھی رکاوٹ سے نہ گھبرانا، نہ پریشان ہونا اور نہ ہی دلبرداشتہ ہونا، اور یاد رکھو کبھی اپنی خدمات کا صلہ دنیاداروں سے طلب نہ کرنا، ہمیشہ اللہ کریم (جل جلالہٗ) کی ذاتِ پاک پر بھروسہ رکھنا"۔

اور پھر اپنے مندرجہ ذیل اشعار سُنا کر جو پیغام دیا، وہ دلِ دانا اور چشمِ بینا رکھنے والوں کے لئے مقامِ غور و فکر ہے۔

نہیں ہے قدرداں کوئی تو میں خود ہوں قدر داں اپنا
تکلف بر طرف بیگانۂ رسمِ شکایت ہوں
کمالِ خاکساری پر یہ بے پروائیاں حسرتؔ
میں اپنی داد خود دے لوں میں بھی کیا قیامت ہوں

چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ آپ نے اپنے کردار و عمل سے ثابت کیا کہ اُن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ

Marfat.com

خداوندِ قدوس اور حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اور خوشنودی کے لئے ہے کیونکہ

در دلِ مُسلم مقام مصطفیٰ است
آبروئے ماز نامِ مصطفیٰ است

☆

قیامِ پاکستان کے بعد جب ۱۹۴۸ء میں مسلم لیگ کی حکومت نفاذِ اسلام کے وعدے سے منحرف ہوگئی تو سنوسیٔ ہند قبلۂ عالم حضرت امیر ملت پیر سیّد حافظ جماعت علی شاہ محدث اعظم علی پوری قدس سرہٗ العزیز (۱۸۴۱ء۔۱۹۵۱ء) نے ''تحریکِ نفاذِ شریعت'' چلائی تو حضرت پیر امین الحسنات پیر آف مانکی شریف (۱۹۲۲ء۔۱۹۶۰ء) کے ساتھ مل کر حضرت مجاہدِ ملت ؒ نے بھی بھرپور ساتھ دیا اور اس دوران روحانی استفادہ بھی کیا۔ اس سلسلہ میں حضرت امیر ملت ؒ کے ایک گرامی نامہ بنام خلیفۂ خاص حاجی چوہدری قاری محمد شہاب الدین آف حیدر آباد دکن (بھارت) محررہ ۸۔مئی ۱۹۴۸ء سے ایک اقتباس درج ذیل ہے:

''پاکستان تو بن گیا مگر ارکانِ سلطنت اسلامی قانون جاری نہیں کرتے بلکہ اسلام کے مخالف قانون کو ترقی دے رہے ہیں۔ چنانچہ شراب خانہ اور بازاری عورتوں کی گرم بازاری ہے۔ بے پردگی، رشوت، سود خوری پہلے کی نسبت کئی گنا ترقی کر گئی ہے۔ ہم تو پردہ کی حمایت میں ہی کہہ رہے تھے، انہوں نے بے پردگی سے بھی آگے بڑھ کر عورتوں کی فوج بنالی ہے جو حضرت آدم علیہ السّلام سے لے کر آج تک کبھی نہیں دیکھی نہ سُنی گئی۔

اَب مَیں، پیر صاحب مانکی شریف اور مولوی عبدالستار خاں نیازی تینوں شہر بہ شہر جلسے کر کے عام لوگوں کو خبردار کر رہے ہیں اور اُن سے قسمیں اور عہد لے رہے ہیں کہ اسلامی قانون کا اجراء چاہئیں نہ کہ موجودہ شیطانی قانون کا۔ چنانچہ سب لوگ باتفاق اقرار کرتے ہیں کہ ہم سب اسلامی قانون چاہتے ہیں۔

فقیر نے کہہ دیا ہے کہ جہاں سب سے پہلے موافق و مددگار فقیر تھا، وہاں بصورتِ دیگر پہلا مخالف بھی یہی ہوگا''۔

Marfat.com

☆

"تحریک، نفاذِ شریعت" کے سلسلے میں حضرت مجاہدِ ملت" دو دفعہ آستانہ عالیہ علی پور سیداں شریف (تب ضلع سیالکوٹ، اب نارووال) میں حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوئے اور روحانی دولت سے مالا مال ہوئے۔ پہلی بار مئی ۱۹۴۸ء میں سالانہ عرس مبارک کے موقعہ پر پیر صاحب مانکی شریف" کے ساتھ شرفِ باریابی حاصل کیا۔ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے "نفاذِ شریعت" کے موضوع پر اپنی ولولہ انگیز، فکر خیز اور ایمان افروز تقریر دلپذیر سے سامعین و حاضرین کے قلب و جگر کو اک ولولہ تازہ بخشا۔ حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ العزیز آپ کے اس خطابِ پُر انوار سے بہت خوش ہوئے اور شاباش دی۔ مجمع میں بڑا جوش و خروش پیدا ہوا اور نعرۂ تکبیر و رسالت سے پنڈال گونج اُٹھا۔

گلوں نے آ کے مستی میں گریباں چاک کر ڈالے
چمن میں ہم نے کچھ بُلبل، غزل خواں یوں بھی دیکھے ہیں

☆

مجاہدِ ملت" کے اس خطاب کا ذکر حضرت امیرِ ملت رحمۃ اللہ علیہ اپنے خلیفۂ مجاز پروفیسر حامد حسن قادری نقشبندی جماعتی" (۱۸۸۷ء۔۱۹۶۴ء) مصنف داستانِ اُردو صدر شعبہ اُردو و فارسی سینٹ جانسن کالج آگرہ (بھارت) کے نام اپنے کرامت نامہ محررہ ۳۰۔مئی ۱۹۴۸ء میں یوں فرماتے ہیں:

> "الحمد للہ عرس شریف بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔ سالِ گزشتہ کی نسبت بہت زیادہ رونق تھی اور اللہ تعالیٰ (جل شانہٗ) کی رحمت لا متناہی تھی۔ مجمع بڑا کثیر تھا۔ باوجودیکہ دکن، آگرہ، احمد آباد، مراد آباد، بیکانیر، بریلی وغیرہم (حصۂ ہندوستان) سے کوئی بھی شریک نہ ہو سکا۔ مولوی عبدالستار خان نیازی ایم ایل اے مغربی پنجاب اور پیر صاحب مانکی شریف بھی تشریف لائے تھے اور تقریریں بھی کیں تھیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک"۔

☆

دوسری دفعہ ۱۹۴۹ء میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ شدید گرمی کا موسم تھا، حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ العزیز "مسجد نور" سے ملحقہ تہہ خانے میں استراحت فرماتے۔ کبر سنی،

Marfat.com

نقاہت اور علالت کا غلبہ تھا۔ مجاہدِ ملت ؒ وہیں حاضر ہوئے تو حضرت امیر ملت ؒ نے خدام سے فرمایا:

"مجھے اُٹھاؤ! میں نیازی صاحب کا استقبال کروں، اِن کی
بڑی خدمات ہیں"۔

درست کہا ہے کسی نے کہ "ولی را ولی می شناسد" حضرت امیر ملت قدس سرہٗ العزیز نے آپ کو روحانی طور پر فیض یاب کیا۔ نہ معلوم دینے والے نے کیا دیا اور لینے والے نے کیا لیا۔ دینے والا جانے یا لینے والا۔ حاضرین کا کہنا ہے کہ حضرت امیر ملت نور اللہ مرقدہٗ کی مبارک نظریں حضرت مجاہدِ ملت ؒ کے چہرے پر مرکوز تھیں اور مجاہدِ ملت ؒ کے آنسو تھے کہ تھمتے نہ تھے۔

حضورِ دوست کچھ صورت نہ تھی عرضِ تمنا کی
مگر دل کا فسانہ کہہ گئی آنکھوں کی غمنا کی

بس نگاہوں ہی نگاہوں میں اور نظروں ہی نظروں میں شرابِ معرفت کے جام پلا دیئے۔

نظر آدابِ محفل پر یہ مے خانہ ہے بطحا کا
یہاں نظروں سے پی جاتی ہے پیمانے نہیں ہوتے

نہ بادہ ہے نہ صراحی نہ دورِ پیمانہ
فقط نگاہ ہی سے رنگیں ہے بزمِ جانانہ

اس کے بعد خلوت میں کچھ راز و نیاز ہوئے اور پھر بوقتِ رخصت حضرت امیر ملت قدس سرہٗ العزیز نے ایک تسبیح، ایک رومال اور ایک مسواک تبرکاً عطا فرما کر خصوصی دُعاؤں، نگاہوں اور عطاؤں کے ساتھ رُخصت کیا۔

نوازا بے نوا مجھ سا کمالِ کرم کے صدقے
زمیں سے فلک پر پہنچا نگاہِ کرم کے صدقے

☆

اب صاحبِ دِل، صاحبِ ادارک اور صاحبِ چشم ہی جانیں کہ اِن تبرکات میں کیا راز پنہاں تھا اور کیا پیغام تھا۔

میانِ عاشق و معشوق رمزیست
کراماً کاتبین را ہم خبر نیست

دراصل یہ اشارہ تھا کہ اس کے بعد ملاقات نہ ہو سکے گی، اپنا حصہ ابھی لیتے جاؤ۔ چنانچہ مجاہدِ ملت ؒ دست بوسی کی سعادت سے مشرف اور بہرہ ور ہو کر عازم لاہور ہوئے تو بچشمِ نم اور دلِ پُرغم، زبان

Marfat.com

پر یہ شعر جاری تھا۔

علاجِ تلخیٔ غمہائے دوراں لے کے آیا ہوں
دِل صد چاک وخوں گشتہ کا درماں لے کے آیا ہوں

☆

۱۹۵۲ء کے اوائل میں آفتابِ ہند حضرت امام ربانی مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی کے عُرس مبارک پر پاکستانی وفد کے ڈپٹی لیڈر کی حیثیت سے حضرت مجاہدِ ملّت نور اللہ مرقدہٗ، بھی سرہند شریف (مشرقی پنجاب حال بھارت) حاضر ہوئے، (وہ سرہند شریف جہاں حضرت مجدّد الف ثانی" آرام فرما ہیں، جہاں عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ معصومؒ جو اپنے والد ماجد حضرت مجدّد الف ثانی" کے ساتھ "خدوخال"، "قدروکمال"، "سیرت واعمال" اور "معارف واحوال" میں گہری مشابہت ومناسبت رکھتے تھے، استراحت فرما ہیں اور وہ سرہند شریف جو بے شمار اولیاء اللہ کا مولد ومدفن ہے)۔

نے نے تراز تربتِ یثرب سرشتہ اند
پنہاں زشام وروم بہ سرہند ہشتہ اند

ترجمہ: بخارا اور سمرقند سے اس تخم (نسبتِ نقشبندیہ) کو لا کر زمینِ ہند (سرہند شریف) میں بویا گیا کہ جس کی اصل مدینہ منوّرہ اور مکہ معظمہ کی خاک سے ہے اور آبِ فضل سے اسے برسوں سیراب کیا گیا اور تربیتِ احسان سے اس کی پرورش کی گئی۔ جب وہ کھیتی کمال کو پہنچ گئی تو اُن علوم ومعارف کا ثمرہ حضرت امام ربانی مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی کو حاصل ہوا)۔

☆

ہاں، بات کر رہے تھے کہ حضرت مجاہدِ ملّت"، سرہند شریف حاضر ہوئے تو وہاں کی انتظامیہ نے پاکستانی زائرین کے اعزاز میں عصرانہ دیا۔ صوبے کا وزیرِ اعلیٰ اور اپوزیشن رہنما بھی موجود تھے۔ ڈپٹی کمشنر، ایس پی اور عام شہری بھی۔ ایک ہندو لیڈر نے اپنے روایتی میٹھے انداز میں تقریر جھاڑی کہ:

"تقسیم مُلک کے موقعہ پر ہونے والے فسادات میں دونوں طرف سے زیادتیاں ہوئیں، یہ جو کچھ ہوا نہیں ہونا چاہئے تھا۔ رام کرے ہم پھر ایک ہو جائیں، تنگ نظر لوگوں نے پاکستان بنایا تھا"۔

Marfat.com

☆

حضرت مجاہد ملت ؒ اس تقریب کو ناپسندیدہ قرار دے کر دربار شریف کی مسجد میں تلاوت میں مصروف و مشغول تھے۔ اطلاع ملی تو سیدھے جلسہ گاہ میں پہنچے۔ فضا میں ''خیر سگالی کے قہقہے'' بلند ہو رہے تھے۔ آپ کے پہنچتے ہی سناٹا چھا گیا اور ہیبت طاری ہوگئی۔ آپ نے تلاوتِ کلام پاک کے بعد یہ شعر پڑھا:

کیا نہیں ہے اور غزنوی کارگہِ حیات میں
بیٹھے ہیں کب سے منتظر اہل حرم کے سومنات
(اقبالؒ)

آپ نے اپنی تقریر کا آغاز یوں کیا:

جہاں میں آج کھڑا ہوں یہ دربار ہے مجددؒ کا
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے

''یہ امام ربانی کا دربار ہے، اُس کی سلطنت ہے، مَیں نہرو کی سلطنت کو نہیں مانتا، میں کسی کا حکم نہیں مانتا، یہ مجددؒ کی سلطنت ہے۔ اب سوچو! کہ میں جو بات کروں گا، وہ کس ماحول میں کروں گا۔ تم نے یہ کہا کہ ہم تنگ نظر ہیں اور ہماری تنگ نظری کی وجہ سے پاکستان بنا، حالانکہ یہ تو تمہاری تنگ نظری کی وجہ سے بنا ہے۔ ہم نے ہندوستان میں ساڑھے گیارہ سو سال حکومت کی مگر تمہاری تہذیب، کلچر اور تمدن جوں کا توں رہنے دیا، اِسے چھیڑا تک نہیں بلکہ تمہیں سنوارا ہے، ہم نے تمہیں ایک بہتر اور خوبصورت کلچر دیا، تہذیب دی، تمدن دیا، تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا:

جس کو ہم نے آشنا حرف تکلم سے کیا — اُس حریفِ بے زباں کی گرم گفتاری بھی دیکھ
دیکھ مسجد میں شکستِ رشتۂ تسبیحِ شیخ — بُت کدے میں برہمن کی پختہ زناری بھی دیکھ
(علامہ اقبالؒ)

آپ نے ہندوؤں کو کھری کھری سناتے ہوئے اپنی گرجدار آواز میں کہا:

''ہندوستان میں محمود غزنوی نے بار بار حملے اسی لئے کئے کہ ہر حملے کے بعد ہندو ریاستیں اس کی اطاعت قبول کرلیتیں، مگر اُس کے جانے کے فوراً بعد پھر سر اُٹھا لیتیں اور معاہدات سے منکر ہو جاتیں۔ اس لئے معاہدات کی تکمیل کے لئے ''غزنوی'' کو ہندوستان پر بار بار ضرب لگانے کی ضرورت پیش آتی رہی۔ ہندو قوم کی ذہنیت یہ ہے کہ ہمیشہ طاقت ور کو اپنا دیوتا بناتی ہے اور کمزوروں کا ناک میں دَم کر دیتی ہے۔ یہ غلط ہے کہ مسلمانوں نے ہندو عورتوں، بچوں، بوڑھوں

Marfat.com

پر ظلم کیا، البتہ ہندوؤں کے ہاتھوں یہ ساری سیاہ کاریاں سرزد ہوئیں۔ ہم اس کا قصاص ضرور لیں گے۔ پاکستان میں بُودل لیڈر شپ نے قوم کو جہاد کے لئے تیار نہیں کیا، ورنہ اس وقت تک مسلمان حساب بیباک کر چکے ہوتے''۔

☆

آپ نے سلسلۂ تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا:

''اصل زیادتی تو تم لوگوں نے کی ہے، یہاں ایک ریاست پٹیالہ میں تم لوگوں نے مسلمان بچیوں کی عصمتیں لوٹی ہیں، معصوم بچوں کو نیزوں پر اُچھالا ہے، نہتے مسلمانوں کا تم نے قتلِ عام کیا ہے، تم اس بات کے روادار نہیں تھے کہ جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے، وہاں ہماری مرضی کے مطابق قانون ہوں۔ تم سارے ہندوستان کے لوگوں کو محکوم بنانا چاہتے تھے، اگر تم ہمیں اکاموڈیٹ کرتے تو ہمیں تقسیم کی ضرورت ہی کیا تھی؟ مگر تم نے ہمیں برداشت ہی نہیں کیا۔ لامحالہ تقسیم ہندوستان ہو کر رہی، حالانکہ ہندوستان کا حاکم انگریز بھی تمہارے ساتھ تھا، بیرونی طاقتیں بھی تمہارے ساتھ تھیں۔ ہم اللہ تعالیٰ (جل جلالہٗ) کی رضا سے اپنی کوششوں سے کامیاب ہوئے ہیں اور جن لوگوں نے زیادتی کی ہے وہ خاص طور پر کان کھول کر سُن لیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ (جل شانہٗ) کا حکم ہے، ہم انتقام لیں گے، ہم گناہ گاروں کے بدلے بے گناہوں کو نہیں پکڑیں گے مگر گنہگاروں کو معاف نہیں کریں گے۔ ہم اگلی نسلوں کو بتا کر جائیں گے کہ ہم کون ہیں۔ انتقام ہی میں زندگی ہے:

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ
(البقرہ:۱۷۹)

☆

آپ کے اس ایمان افروز اور باطل سوز خطاب سے ہندو لالے آپ سے ڈر کر دس دس گز (تیس تیس فٹ) دور جا کھڑے ہوئے۔ اُن کے لبوں پر ''رام رام'' کا وظیفہ جاری تھا، جب شیر گرج رہا تھا تو چوہے ڈر سے لرز رہے تھے اور کہہ رہے تھے:

''رام، رام، رام۔۔۔۔۔۔رام، رام، رام، رام''

رام کرے ایہہ حکومت (پاکستان) وچ نہ آوے۔ ایہہ آ گیا تے ساڈی ایسی تیسی پھیر دے گا''۔

یا للرجال اذا طارت عزالھم
للثار أمطرتِ الاء عداء والشھب

Marfat.com

(کیا خوب ہیں وہ بہادر لوگ، جب وہ انتقام کا عزم کر لیتے ہیں تو دشمنوں پر شعلوں کی بارش کر دیتے ہیں۔)

☆

آپ کی اس باطل سوز اور حقیقت افروز تقریر سے پہلے تمام زائرین کے چہرے بے رونق تھے اور ہندو خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔ پھر جب آپ نے تقریر کی تو ہندوؤں کے چہرے ماند پڑ گئے اور مسلمانوں کے چہرے جوشِ مسرّت سے جگمگا اُٹھے۔

نہ ہو جلال تو حسن و جمال بے تاثیر
نرا نفس ہے، اگر نغمہ ہو نہ آتشناک
(اقبالؒ)

بھارتی اخبارات نے آپ کی تقریر پر سخت تنقید کی اور لکھا کہ:

"یہ شخص ہندوستان میں آیا کیوں تھا؟ اس کا داخلہ ہندوستان میں بند کیا جائے۔ ایسے لوگوں کو یہاں نہیں آنے دینا چاہئے"۔

چنانچہ بھارتی حکومت نے اس واقعہ کا سختی سے نوٹس لیا اور فوری طور پر آپ کا بھارت میں داخلہ ہمیشہ کے لئے ممنوع قرار دے دیا۔

کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق
نے ابلۂ مسجد ہوں نے تہذیب کا فرزند
اپنے بھی خفا مجھ سے اور بیگانے بھی ناخوش
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند
(اقبالؒ)

☆

دلِ دانا اور چشمِ بینا رکھنے والے حضرات کا کہنا ہے کہ جب حضرت مجاہدِ ملت رحمۃ اللہ علیہ تقریر فرما رہے تھے تو مزار امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی وجد میں تھا اور مزارِ اقدس سے نور کی کرنیں آ آ کر آپ کے رُخِ انور پر پڑ رہی تھیں۔

شہنشاہوں کو کیا نسبت ہے اس در کے گداؤں سے
کہ اِن کے سر پہ ہے سایہ مجدد الف ثانیؒ کا

Marfat.com

اور یہ سعادت، یہ رُتبہ اور یہ مرتبہ ہر کسی کو نہیں ملا کرتا۔

یہ رُتبہ بلند جس کو ملنا تھا مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

☆

۱۹۵۳ء کی "تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوّت" میں آپ نے ایک عظیم عاشقِ رسول کا کردار ادا کیا۔ مسجد وزیر خاں لاہور میں مورچہ بند ہو کر جو کارہائے نمایاں تاریخ کے سینے میں محفوظ کیے، وہ بے مثال و بے نظیر ہیں۔ گرفتار کر کے ملٹری عدالت میں مقدمات چلائے گئے، عدالت نے سزائے موت سُنا دی تو اس کشتۂ عشقِ رسول علیہ التحیۃ والثناء نے یہ سُن کر فرمایا:

"یہی کچھ سزا لائے ہو، اگر میرے پاس ایک لاکھ جانیں ہوتیں، تو مَیں ان سب کو اپنے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قدموں پر قربان کر دیتا۔"

ہزار عمر فدائے دمے کہ من از شوق
بخاک و خون تپم و گوئی از برائے من است

☆

آرڈر سناتے ہوئے افسر نے کہا:

افسر: "اس پر دستخط کر دیجئے"۔

مجاہدِ ملّت: "جب میں پھانسی کے پھندے کو بوسہ دوں گا، اُس وقت دستخط کروں گا"۔

افسر: تمہیں اِس پر دستخط کرنے ہوں گے"۔

مجاہدِ ملّت: "میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ جس وقت پھانسی کے پھندے کو بوسہ دوں گا تو اُس وقت دستخط کر دوں گا۔ مَیں جیل میں ہوں اور آپ کے چنگل میں ہوں، مجھے لے جاؤ اور پھانسی دے دو"۔

افسر: "مسٹر نیازی! ہمارے آفیسر ہم سے پوچھیں گے کہ تم نے موت کے وارنٹ کا نوٹس دے دیا ہے یا نہیں تو مَیں کیا جواب دوں گا"؟

مجاہدِ ملّت: اگر اپنے افسران ہی کا خوف ہے تو مَیں آپ کی خاطر اِس پر دستخط کیے دیتا ہوں"۔

Marfat.com

چنانچہ آپ نے بڑے اطمینان سے اس پر دستخط کر دیئے اور دستخطوں کے ساتھ ۷۔ مئی ۱۹۵۳ء کی تاریخ درج کر دی۔ افسر نے آپ کی ہمت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:

''تم میری ہمت (Moral) کے بارے میں پوچھتے ہو تو وہ تو آسمانوں سے بھی بلند ہے، تم اُس کا اندازہ نہیں کر سکتے''۔

لوگو! میرے افکار پر پہرے نہ بٹھاؤ
جذبہ کبھی پابندِ سلاسل نہیں ہوتا

☆

کسی کی زندگی میں اگر یہ مرحلہ آ جائے تو معمولی نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے اپنا فضل و کرم فرما کر حضرت مجاہدِ ملت ؒ کو اُس وقت بہت حوصلہ دیا۔ افسر کے جانے کے بعد جب آپ کمرے میں اکیلے رہ گئے تو آپ کا حوصلہ بہت بلند تھا۔ تائیدِ ایزدی سے آپ کو ''سورہ مُلک'' کی یہ آیت یاد آ گئی:

خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ط

(اسی نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تا کہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون اچھے کام کرتا ہے۔)

☆

اس آیت سے آپ نے یہ تاثر لیا کہ:

''موت و حیات کا خالق صرف اللہ تعالیٰ جل شانہٗ ہے یہ لوگ میری زندگی کا سلسلہ منقطع نہیں کر سکتے۔ اگر اس مقصد کے لئے جان بھی جائے تو اس سے بڑھ کر زندگی کیا ہو سکتی ہے''۔

☆

اس کے بعد ایک لمحہ کے لئے آپ پر خوف کا حملہ ہوا مگر رحمتِ ایزدی نے فوراً سہارا دیا اور یہ شعر آپ کی زبان مبارک پر آ گیا۔

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زماں از غیب جانِ دگراست

آپ وجد کی حالت میں یہ شعر بار بار پڑھتے اور جھومتے۔ اسی عالم میں کمرے سے باہر آ گئے

Marfat.com

تو جیل سپرنٹنڈنٹ مہر محمد حیات نے یہ خیال کیا کہ ملٹری کورٹ نے آپ کو بَری کر دیا ہے۔ چنانچہ اُس نے کہا:

''نیازی صاحب! آپ بری ہو گئے''۔

اُس کا خیال تھا کہ فردوس شاہ کے قتل میں آپ کے ساتھ نو (۹) مُلزوم بری ہو گئے تھے لہٰذا آپ بھی بری ہو گئے ہوں گے۔ آپ اُس کی بات سن کر مُسکرائے اور فرمایا:۔

''میں اِس سے بھی آگے نکل گیا ہوں''۔

اُس نے کہا! ''کیا مطلب''؟

آپ نے فرمایا:

''حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غلاموں اور عاشقوں کی فہرست کے کسی کونے میں میرا نام بھی ضرور شامل ہوگا''۔

وہ پھر بھی نہ سمجھا تو آپ نے فرمایا!

''اب خود ہی سمجھ لو، میری بات کا کیا مطلب ہے''۔

اِس پر اُس نے اثبات میں سَر ہلایا اور بولا!

''تو چلیں، اب یہ اچکن، طرّہ اور پگڑی اُتار دیں اور پھانسی کے قیدی کا لباس پہن لیں''۔

وہ آپ کو اپنے ساتھ لے گیا، آپ نے اچکن اُتار لی اور پگڑی الگ رکھ دی۔ کرتہ منگوایا تو وہ بھی تنگ، آپ نے کہا:

''یارو! میرے جسم کے مطابق کرتہ لاؤ، یہ تو سب کے سب تنگ ہیں''۔

اس پر جیل سٹاف کے ایک آدمی نے کہا:

''نیازی صاحب! یہاں آ کر تو بڑے بڑے پہلوان سکڑ جاتے ہیں اور آپ ہیں کہ پھیل رہے ہیں، کوئی کرتہ آپ کو فِٹ ہی نہیں آتا''۔

آپ نے ارشاد فرمایا:

''ہم نے موت خود خریدی ہے، اس لئے کوئی کرتہ فِٹ نہیں آتا، چلو! پاجامہ ہی لا دو''۔

Marfat.com

پاجامہ منگوایا گیا تو اُس آدمی نے کہا کہ "ہم اس میں آزار بند نہیں ڈالیں گے"۔
آپ نے پوچھا:

"یہ کیا طریقہ ہے"؟

اس نے جواب دیا:

"یہ اس لئے ہے کہ کہیں آپ آزاد بند سے خودکشی نہ کر لیں"۔

اس پر آپ نے فرمایا:

"تم احمق لوگ ہو، جسے شہادت کی موت مل رہی ہو، وہ
بھلا خودکشی کیوں کرے گا"؟

☆

آپ نے پاجامہ نہیں پہنا بلکہ چادر باندھ لی۔ جیل میں اُس وقت تین ہزار سے زیادہ قیدی تھے، جن میں اکثریت "تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوّت" کے رضا کاروں کی تھی۔ آپ کی سزائے موت کی خبر سے عالم اسلام میں سخت اضطراب پیدا ہوا، اندرون مُلک بھی زبردست احتجاج ہوا۔ اُدھر جیل میں قیدی آپ کو دیکھ کر روتے تھے۔ جب آپ کو پھانسی کی کوٹھڑی میں لے جایا گیا تو آپ نے اُن کو اطمینان دلایا اور فرمایا کہ:

"کتنے عاشقانِ رسول علیہ التحیۃ والثناء جام شہادت نوش
کر رہے ہیں۔ اگر میں بھی اس نیک مقصد کے لئے جان دے
دوں تو میری خوش قسمتی ہوگی۔ لہٰذا رونے کی بجائے میرے
لئے استقامت کی دعا کرو"۔

بے نیازا! بر نیازیٔ مابہ بخش — گرچہ غفلت کردہ ایم لنا بہ بخش
پائے در گل ماندگان را دستگیر — عذرِ ناہموارِ ما را در پذیر
باطن سرگشتگان را راہنما — از بروں اُفتادگاں را در کشا

(اے بے نیاز (خداوندِ قدوس)! ہماری عاجزی پر ہمیں بخش دے، اگر ہم غفلت میں ہیں لیکن تو بخش دے۔ کیچڑ میں پھنسے ہوؤں کے ہاتھ پکڑ، ہمارے ناموزوں عذروں کو قبول فرما، باطن کے بھٹکے ہوؤں کو راستہ دکھا، باہر پڑے ہوؤں کے لئے دروازہ کھول دے)۔

؎ استقامت مردِ میداں راحصارِ آہن است
جوہر شمشیر ، جوشن برسپاہی می شود

Marfat.com

(استقامت مردِ میداں کے لئے آہنی حصار ہے اور جوہر شمشیر، سپاہی کا جنگی لباس ہے)۔
حضرت خواجہ مشکل کشا سیّد محمد بہاء الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے ۔

ما برائے استقامت آمدیم
نے پئے کشف و کرامت آمدیم

(ہم "استقامت" کے لئے آئے ہیں نہ کہ کشف وکرامت دکھانے کے لئے)

☆

۷۔مئی ۱۹۵۳ء سے ۱۴۔مئی ۱۹۵۳ء تک آپ پھانسی کی کوٹھڑی میں رہے۔آپ کا زیادہ تر وقت نماز اور نوافل میں گزرتا تھا۔جیل میں خود اذان دیتے تھے اور نماز پڑھتے تھے، اور "قرآن وحدیث" کے علاوہ "مکتوباتِ امام ربانی قدس سرہٗ النورانی" آپ کے مطالعہ میں رہتے تھے۔اگرچہ ملٹری والوں نے سزائے موت سناتے ہوئے بڑا ڈرامہ کیا تھا، آپ سے سزائے موت کے پروانے پر دستخط کرائے گئے، پھر اُس کی عبارت خاصی خوفناک تھی مگر اللہ تعالیٰ (جل شانہٗ) نے آپ کو صبر واستقامت سے نوازا۔فوجیوں نے سزائے موت سنائے جانے کے بعد آپ کے مورال اور روّیے کی بہت تعریف کی اور یہاں تک کہا کہ:

"ہم نے ایسا بہادر آدمی آج تک نہیں دیکھا، اس نے سزائے موت کو پامردی سے سُنا، ہمارے جرنیل بھی ایسے بہادر نہیں ہوتے۔

دلوں کو بخش گئے قرار کی دولت   تمام عمر تڑپ کر گزارنے والے
کبھی تھے دار کے قابل کبھی سرِ مقتل   سَروں کو نامِ محمدؐ پہ وارنے والے
خدا گواہ کانٹوں پہ رقص کرتے تھے   چمن چمن کا مقدر نکھارنے والے

☆

۱۴۔مئی ۱۹۵۳ء کو پھانسی کی سزا عمر قید (چودہ سال قید بامشقت) میں تبدیل ہوگئی، ۲۹۔اپریل ۱۹۵۵ء کو دو سال ایک ماہ چھ دن جیل کاٹ کر آپ ضمانت پر رہا ہوئے۔بعد ازاں مئی ۱۹۵۵ء میں آپ کو اس کیس سے باعزت بری کر دیا گیا۔

خبر نہیں کہ بلا خانہ سلاسل میں   تری حیاتِ ستم آشنا پہ کیا گزری
خبر نہیں کہ نگارِ سحر کی حسرت میں   تمام رات چراغِ وفا پہ کیا گزری

Marfat.com

☆

۲۷، ۲۸۔ فروری و یکم مارچ ۱۹۵۹ء کو کے جی اے گراؤنڈ کراچی میں ''بین الاقوامی سیرت کانفرنس'' انعقاد پذیر ہوئی۔ جس کی صدارت اُس وقت کے صدر پاکستان جنرل محمد ایوب خان (۱۹۰۷ء۔۱۹۷۴ء) نے کی۔ حضرت مجاہدِ ملّت ؒ نے وہاں ''پیغمبر عالم (مقامِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم عقل کی روشنی میں) کے عنوان سے ایک پُر مغز مقالہ پڑھا۔ یہ مقالہ عشقِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبوؤں سے معطر اور حقیقت و معرفت کی بلندیوں کو سمیٹے ہوئے تھا، عشاق کے لئے روحانی غذا اور دیوانوں کے لئے مشعلِ راہ تھا۔ حاضرین میں سے کون تھا، جس نے اس مقالے کے ایک ایک لفظ پہ بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں آنسوؤں کا نذرانہ پیش نہ کیا ہو۔ کانفرنس میں شمعِ رسالت ؐ کے پروانے نعرۂ تکبیر ورسالت ؐ لگا کر اپنے دل کو سکون و دماغ کو تسکین اور روح کو بالیدگی بخش رہے تھے۔

مقالہ اختتام کو پہنچا تو حضرت مجاہدِ ملّت ؒ نے یکدم مجمع کو بانگِ دُہل پکارا اور فرمایا:

''اے کشتگانِ عشقِ رسولِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم! اے کالی کملی والے کے دیوانو! اور شمعِ رسالت کے پروانو! مجھے بتاؤ، اگر ایوب خان کی حکومت کو چیلنج کیا جائے تو اس کے لئے ریگولیشن موجود ہے مگر رسول اکرم، حبیب کبریا، محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، جو ہم سب کے آقا و مولا ہیں، ارے جن کا ہم کلمہ پڑھتے ہیں، ارے جن کی غلامی کا طوق ہم سب پہنے ہوئے ہیں، جو جانِ کائنات ہیں، جو روحِ کائنات ہیں اور اصلِ کائنات ہیں، اُن کی نبوّت کو چیلنج کرنے والوں پر کوئی قدغن نہیں، کوئی گرفت نہیں۔ یہ کہاں کا قانون ہے کہ ایوب خاں کے خلاف بات کرنے والوں کو قانون کے شکنجہ میں جکڑ دیا جائے مگر سیّد الانبیاء مالکِ کون ومکاں، باعثِ تخلیقِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت پر ڈاکے ڈالنے والے سرعام پھر رہے ہیں، اُن کو کوئی پوچھنے والا نہیں''۔

☆

اس پر کانفرنس ہال ''تکبیر ورسالت'' اور ''تاجدارِ ختمِ نبوّت زندہ باد'' کے فلک شگاف

Marfat.com

نعروں سے گونج اُٹھا۔ ایوب خاں گھبرا کر عقبی دروازے سے باہر نکل گیا اور حُکام کو ہدایت کی کہ یہ شخص بیباک ہے، اس پر کڑی نظر رکھی جائے۔

آئینِ جوانمرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی
(اقبالؒ)

☆

ایوبی دورِ حکومت میں گورنر مغربی پاکستان ملک امیر محمد خاں آف کالاباغ نے ظلم و ستم کا بازار گرم کر رکھا تھا۔ حضرت مجاہدِ ملّتؒ اپنی حق گوئی و بیباکی کے سبب اُس کے غیض و غضب کا نشانہ بنے رہے اور قید و بند، ظلم و تشدّد اور قاتلانہ حملوں کی زد میں رہے، مگر بڑی جرأت و بہادری سے فرماتے رہے کہ لوگ اُس کے ظلم و ستم کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوں ورنہ ۔

بستی والوں کے لئے وہ اِک بلا ہوجائے گا
سانپ کو مُہلت ملی تو اژدھا ہوجائے گا

☆

نواب کالاباغ نے آپ پر چار قاتلانہ حملے کرائے۔ پہلا حملہ جون ۱۹۶۲ء میں داؤخیل ضلع میانوالی، دوسرا حملہ اکتوبر ۱۹۶۲ء میں موسیٰ خیل ضلع میانوالی، تیسرا حملہ ستمبر ۱۹۶۴ء میں میکلوڈ روڈ لاہور اور چوتھا قاتلانہ حملہ دسمبر ۱۹۶۴ء میں لاری اڈہ کالاباغ ضلع میانوالی میں کرایا گیا۔ مگر آپ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کے فضل و کرم سے محفوظ و مامون رہے اور بدستور کلمۂ حق بلند کرتے رہے۔

کٹھن ہے راستہ، سچائی پُر خار کرنا ہے
کہ اب فرعون کے آگے مجھے انکار کرنا ہے

☆

۱۹۶۴ء میں مادرِ ملّت محترمہ فاطمہ جناح (ف ۱۹۶۷ء) کی صدارتی مہم کے سلسلے میں موچی دروازہ لاہور کی تاریخی گراؤنڈ میں ایک تاریخ ساز جلسہ ہوا۔ چار لاکھ عوام کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر سے مادرِ ملّت، خواجہ ناظم الدین (ف ۱۹۶۷ء)، چوہدری محمد علی سابق وزیر اعظم پاکستان (ف ۱۹۸۰ء) اور ممتاز قانون دان میاں محمود علی قصوری (ف ۱۹۸۷ء) کی موجودگی میں حضرت مجاہدِ ملّت نے گورنر امیر محمد خاں کو یوں للکارا:

Marfat.com

''لمبی لمبی مونچھوں اور موٹے موٹے بازوؤں سے کام نہیں چلے گا۔ تیری مونچھوں سے تو بغاوت ہوسکتی ہے مگر کملی والے محبوب رب اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی زُلفوں سے بغاوت نہیں ہوسکتی۔ زمانہ دو تاریخیں مرتب کر رہا ہے، ایک میں یزیدوں کا ریکارڈ ہے، قاتلانہ حملے ہیں، یزید اور شمر کی تاریخ ہے، اس میں تمہارا نام بھی یزیدوں، ابن زیادوں اور شمروں کی فہرست میں ہوگا اور ایک اسلام کی تاریخ ہے، حسینؓ ابن علیؓ کی تاریخ ہے اور میرا نام ان شاء اللہ تعالیٰ حسینیوں کی تاریخ میں لکھا جائے گا اور میں منصور حلاج کا ہمنوا ہو کر کہوں گا۔

من حسینؓ وقت ونااہلاں یزید وشمرِ من
روزگارم جملہ عاشورہ ومنزل کربلا
کوہِ ارادتم متزلزل نمی شود
لوبست الجبال و دکت السماء

(میں اپنے وقت کا حسینؓ ہوں اور میرے مخالف یزید وشمر ہیں،
میری حقیقی زندگی کُل دس دن کی ہے اور میری منزل کربلا ہے،
یعنی شہادت ہے۔
میرے ارادے کے پہاڑ میں کسی قسم کا تزلزل پیدا نہیں ہوسکتا،
چاہے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں۔)

☆

آخر اللہ رب العزت کی غیرت جوش میں آئی اور نواب کالاباغ اپنے بیٹے کے ہاتھوں ۱۹۶۷ء میں قتل ہو کر اپنے منطقی انجام کو پہنچا۔

یہ وقت کس کی رعونت پہ خاک ڈال گیا
یہ کون بول رہا تھا خدا کے لہجے میں

☆

۱۹۶۸ء میں حضرت مجاہدِ ملتؒ گرمیاں گزارنے کے لئے ایبٹ آباد (صوبہ سرحد) تشریف لے گئے۔ وہاں ۷۔ جولائی کو مادرِ ملت مرحومہ مغفورہ کا ''یوم وفات'' منایا گیا۔ آپ نے حق گوئی وبیباکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے حکومت کی خرابیوں، نااہلیوں اور غلطیوں پر سخت تنقید کی۔ صدرِ پاکستان جنرل ایوب خان پر واضح کیا کہ:

''اسے ملک میں آمرانہ نظام مسلط کرنے کا کوئی حق

Marfat.com

اور اختیار نہیں ہے اور اُس نے اپنے دائیں بائیں جو مغرور
اور متکبر لوگ جمع کر رکھے ہیں، اُن کی غلط حرکتوں اور ناعاقبت
اندیشیوں سے ملک تباہ و برباد ہو جائے گا۔

سبھی شامل ہیں تخریبِ چمن میں
خزاں بھی ، بادِ گل بھی ، باغباں بھی

☆

آپ کی اس حق افروز اور باطل سوز تقریر پر ڈپٹی کمشنر ہزارہ، عبدالسلام نے صدر مملکت پر تنقید کے جُرم میں ۱۲۔ جولائی کو گرفتار کر کے ڈسٹرکٹ جیل ایبٹ آباد میں ایک ماہ کے لئے نظر بند کر دیا۔ آپ کے بھانجے ڈاکٹر محمد اقبال خان نیازی، آپ کے ساتھ ایبٹ آباد میں موجود تھے۔ میانوالی سے آپ کے تایا زاد بھائی حکیم محمد عمر خان نیازی (ف ۱۹۷۶ء) بھی وہاں پہنچ گئے اور ناجائز نظر بندی کے خلاف چارہ جوئی میں مصروف ہو گئے۔

☆

میاں محمود علی قصوری (ف ۱۹۸۷ء) ارباب سکندر خاں خلیل (ف ۱۹۸۲ء) اور مفتی محمد ادریس ایڈووکیٹ آف ایبٹ آباد جیسے ممتاز قانون دانوں نے پشاور ہائی کورٹ میں جسٹس ارباب فیض اللہ خاں کے سامنے اس نظر بندی کے خلاف رٹ پٹیشن دائر کی۔ سماعت کی تاریخ مقرر ہو چکی تھی، میاں محمود علی قصوری اُن ہی دنوں سوات جا چکے تھے اور منگورہ کے "سوات ہوٹل" میں مقیم تھے۔ نصف شب کو انہیں داڑھ کا شدید درد لاحق ہو گیا۔ میڈیکل سٹور پر پھرتے رہے، نہ کوئی ڈاکٹر ملا اور نہ دوا ساز کمپونڈر۔ ہر طرف سے مایوس ہو کر انہوں نے اُسی وقت حضرت مجاہدِ ملت" کے جگری دوست حکیم محمد انور بابری (ف ۱۹۷۷ء) کو ۵۲۳۲۲ پر لاہور فون کیا اور اپنی تکلیف سے آگاہ کیا۔

حکیم صاحب نے جواب دیا کہ:

"کل پشاور ہائی کورٹ میں "مردِ مومن، مردِ غازی، مولانا نیازی" کی رٹ پٹیشن ہو رہی ہے اور آپ سوات کی سیر وسیاحت پر پھر رہے ہیں، داڑھ کا یہ درد تمہیں اپنی ذمہ داری کی یاد دہانی کے لئے ہوا ہے۔ ویسے آپ روحانی تصرّفات کو مانیں یا نہ مانیں، ہمیں بزرگانِ دین نے چند کلمات سکھائے

Marfat.com

ہیں، آپ اسی وقت اپنی داڑھ کو انگلیوں سے پکڑیں، میں یہاں سے دم کرتا ہوں، ان شاء اللہ تعالیٰ درد کافور ہو جائے گا"۔

میاں محمود علی قصوری کا بیان ہے کہ میں نے اُسی وقت داڑھ کو انگلیوں سے پکڑا اور اُدھر سے حکیم صاحب نے دَم پڑھا۔ تھوڑی دیر بعد مجھے فون پر فرمایا کہ اب داڑھ چھوڑ دو اور بتاؤ کہ درد کا کیا حال ہے؟ قصوری صاحب نے جواب دیا کہ درد کلّی طور پر دور ہو چکا ہے۔

☆

یہاں یہ دلچسپ واقعہ ثابت کرتا ہے کہ روحانی تصرفات کے لئے زمان و مکان کچھ حیثیت نہیں رکھتے۔

خرد ہوتی ہے زمان و مکاں کی زناری
نہ ہے زماں نہ مکاں لا الٰہ الا اللہ

☆

اگرچہ قانونی کاروائی میں کافی دیر لگ گئی، مہینہ ختم ہونے میں بس دو چار دن باقی تھے، تاہم عدالت نے اپنے فیصلہ میں لکھا کہ نظر بندی کا آرڈر سراسر غلط اور بے بنیاد ہے، مولانا نیازی کو فوراً رہا کیا جائے۔

اس نظر بندی میں آپ کو اپنے شیخ، امام ربانی حضرت مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی کی طرح کئی فائدے پہنچے۔ مثلاً

(۱) "وہ اپنے ساتھ مطالعہ کے لئے جو مختصر سی لائبریری لے گئے تھے، اُس کا اُنہوں نے بخوبی مطالعہ کیا۔ "اسلام اور نظامِ حکومت کیا ہے؟" اس موضوع پر مطالعہ اور غور و فکر کا خوب موقعہ ملا۔

(۲) ایک مہینہ جو اُنہوں نے ایبٹ آباد میں گزارنا تھا، وہ اُسی پُر فضا اور خوشگوار ماحول میں گزرا۔ نہایت آرام اور سکون میسر رہا۔

(۳) اِن سب سہولتوں کے ساتھ ساتھ عبادت کے لئے وافر وقت ملا اور اَوراد و وظائف پُر سکون ماحول میں کئے گئے اور سب روحانی لذت و سرور یوں حاصل ہوا کہ ایک لاکھ بار "درودِ ابراہیمی" پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ انوار و تجلّیات کا دروازہ کھل گیا ہے"۔

ہر درد کی دوا ہے درود شریف

Marfat.com

ہر مرض کی شفا ہے درود شریف

☆

۶۹-۱۹۶۸ء میں حضرت مجاہدِ ملت" ایک روز معمول کے مطابق نمازِ تہجد سے فارغ ہوئے تو آپ کو حضور پُرنور نبی کریم رؤف ورحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ نے جو نقشہ دیکھا، اُس کے مناظر کچھ یوں تھے:

"میدانِ عرفات میں جبلِ نور کی طرف سے ایک ہجوم آرہا ہے، اِس ہجوم کی قیادت وسیادت حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے۔ مجاہدِ ملت اور اُن کے رفقاء جنوب کی طرف کھڑے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس جلوس میں نمایاں اور ممتاز ہیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ مبارک روشن، سُرخ و سفید ہے۔ اور اُس پر سُرخی غالب ہے۔ دھوپ پڑنے سے چہرۂ اقدس اور زیادہ چمک دمک رہا ہے۔ جب جلوس قریب آیا تو مجاہد ملت قدم بوسی کے لئے حاضر ہونا چاہتے تھے کہ ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لپٹ گیا۔ اس کے لپٹنے کے تھوڑی دیر بعد آقا علیہ التحیۃ والثناء نے اُسے ایک طرف چھوڑ دیا۔ مجاہد ملت نے جلدی سے دوڑ کر قلابہ مارلیا اور قدموں سے لپٹ گئے۔ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑی دیر مجاہد ملت کی طرف دیکھنے کے بعد توجہ فرمائی اور ارشاد کیا کہ:

"درود شریف کی کثرت کیا کرو"۔

☆

اس کے بعد مجاہدِ ملت" کو چھوڑ دیا اور پھر ہجوم نجوم ہوگیا۔ اس کے بعد صفیں بنائی گئیں، حضور پُرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز پڑھائی۔ مجاہدِ ملت نے بھی رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا شرف وافتخار حاصل کیا اور دیکھا کہ اُن کے دائیں بائیں دوست بھی موجود ہیں۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اَب ہونے لگی ہیں اُن سے خلوت میں ملاقاتیں — تنہائی کے سب دن ہیں تنہائی کی سب راتیں
بھیجی ہیں دَرودوں کی کچھ ہم نے بھی سوغاتیں — بے مایہ سہی لیکن شاید وہ بُلا بھیجیں

☆

Marfat.com

۱۹۷۳ء میں حضرت مجاہدِ ملت "پہلی دفعہ حج بیت اللہ وزیارتِ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے۔ ۲۲۔ دسمبر ۱۹۷۲ء کو بذریعہ بس لاہور سے روانہ ہو کر ۱۹۔ جنوری ۱۹۷۳ء کو مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ ۲۶۔ جنوری کو حج کیا۔ ۴۔ فروری کو روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری دی۔ اس سے آگے خود اُن کی زبانی سنیے اور قلب وجگر کو عشقِ مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے منور کیجئے:

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار گوہر بار میں حاضری دی، درود وسلام پڑھا، پھر سیدنا صدیق اکبرؓ پر سلام پڑھا، پھر سیدنا فاروق اعظمؓ پر سلام پڑھا اور پھر دونوں کے درمیان کہا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نائبو! تم پر سلام، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے مددگارو! تم پر سلام، حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیرو! تم پر سلام۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربارِ پُر انوار پر جب میں نے مولانا جامی قدس سرہٗ السامی کی یہ نعت پڑھی تو مجھ پر رقت طاری ہو گئی، میں اُس وقت پڑھ رہا تھا، لا ملجاو لا منجاو لا ماویٰ الا الیک یارسول اللہ (یارسولؐ اللہ! میرا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے، کوئی جائے پناہ نہیں ہے، سوائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کے)

☆

پھر اس حالت میں مولانا جامی قدس سرہٗ السامی کی یہ نعت شروع کر دی

تنم فرسودہ جاں پارہ زہجراں یارسولؐ اللہ ۔۔۔ دلم پژمردہ آوارہ زہجراں یارسولؐ اللہ
چوں بازوئے شفاعت راکشائی برگنہگاراں ۔۔۔ مکن محروم جامی را دراں یارسولؐ اللہ

☆

اس سال پندرہ لاکھ حاجیوں نے حج کیا۔ بھیڑ اتنی تھی کہ ہجوم نے مجھے پیچھے دھکیل دیا، میں قبلہ کی دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا اور میں نے روتے ہوئے عرض کیا کہ:۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم! میری عمر اب ساٹھ سال کے قریب ہو رہی ہے۔ تحریر وتقریر کے ذریعے میں نے بہت کچھ کیا ہے مگر ابھی تک شریعت نافذ نہیں ہو سکی۔ میں اس پر شرمندہ ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میری زندگی رائیگاں گئی۔ میں چاہتا ہوں کہ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں موت آجائے، میں پاکستان واپس نہیں جانا چاہتا۔ اب کس منہ سے جاؤں، میں نے کیا حاصل کیا۔ اس دوران مجھ پر غنودگی طاری ہو گئی اور غنودگی کے عالم میں میری نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

سے بالمشافہ گفتگو ہوئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"کیا تم نے قرآن کی یہ آیت نہیں پڑھی، ترجمہ:۔" کہ میری نماز، میری قربانی، میرا جینا، میرا مرنا، صرف اللہ تعالیٰ (عزوجل) کے لئے ہے"۔ تم باقی زندگی بھی دین کے لئے وقف کر دو۔ تم کہتے ہو کہ شریعت نافذ نہیں ہو سکی، تم اِس کے ٹھیکیدار نہیں ہو"۔ پھر ارشاد کیا کہ تم نہیں جانتے کہ شریعت سے بڑی کوئی نعمت نہیں ہے؟ جان، مال، عزت، آبرو، جائیداد سب تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے لئے قربان کرنے کا قرآن پاک میں حکم ہوا ہے۔ اب بتاؤ! جب یہ حکم ہے تو پھر تمہارے لئے کوئی راستہ ہے؟ پاکستان واپس جاؤ اور شریعت کے نفاذ کے لئے جدوجہد کرو، جو طاقت مقابلے میں آئے اُس کو فنا کر دو یا خود فنا ہو جاؤ"۔

پھر جب مجھے ہوش آیا تو مجھے اسقدر خوشی ہوئی کہ میرے پاؤں زمین پر نہ لگتے تھے"۔

نوازا بے نوا مجھ سا کمالِ کرم کے صدقے
زمیں سے فلک پر پہنچا نگاہِ کرم کے صدقے

☆

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادِ گرامی کے مطابق حضرت مجاہدِ ملت ؒ نے واپس تشریف لا کر پہلے سے بھی بڑھ چڑھ کر "مقام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ" اور "نظامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ" کے لئے جدوجہد شروع کر دی اور پھر جب ۱۹۷۴ء میں فیصلہ کن "تحریک تحفظ ختم نبوّت" چلی تو ایک بار پھر سر بکف ہو کر میدانِ عمل میں اُترے۔ "آل پاکستان مجلس تحفظ ختم نبوّت" کے مرکزی نائب صدر چنے گئے۔ آپ نے ملک گیر طوفانی دورے فرما کر قادیانی مکروفریب کے جال کو تار تار کر کے مسلمانوں کے دلوں میں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع فروزاں کی اور "مقامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم" کے کعبہ کو گرانے والے ابرہہ کی جماعت کو یہ بتا دیا کہ غلامانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک دہر میں اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اُجالا نہ ہو جائے۔

Marfat.com

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ اُو نرسیدی تمام بولہبی است
(اقبالؒ)

☆

۹۔ جون ۱۹۷۴ء کو وطنِ عزیز کی اٹھارہ دینی و سیاسی جماعتوں کا ایک مشترکہ اجلاس پنجاب کے دل لاہور میں انعقاد پذیر ہوا، جس میں فیصلہ کیا گیا کہ حکومت نے ۱۳۔ جون تک مجلس عمل کے مطالبات تسلیم نہ کئے تو ۱۴۔ جون جمعۃ المبارک کو ملک گیر ہڑتال کی جائے گی۔ اس فیصلہ کے اعلان کے بعد حضرت مجاہدِ ملّتؒ نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کنونشن کے دیگر فیصلوں کا اعلان کیا کہ اس اجتماع میں حکومتِ پاکستان سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ صدر اور وزیر اعظم کے حلف کو پیش نظر رکھتے ہوئے قادیانی فرقہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر قادیانیوں کو کلیدی آسامیوں سے فوراً ہٹائے کیونکہ "ختم نبوّت" کے نام پر قائم کردہ اور معرض وجود میں آنے والے ملک میں "ختم نبوّت" کے باغی کلیدی آسامیوں پر فائز نہیں رہ سکتے۔

☆

اپنی پریس کانفرس میں حضرت مجاہد ملت نے یہ بتایا کہ کنونشن نے مطالبہ کیا ہے کہ حکومت کو اس امر کا موقع نہ دیا جائے کہ وہ کہے کہ "مجلس عمل" اپنے مطالبات منوانے کے لئے تشدّد پر اُتر آئی ہے۔ آپ نے حکومت کو متنبہ کیا کہ اگر ہمارے جائز مطالبات تسلیم نہ کئے گئے تو حکومت کو بھی "باغیانِ ختم نبوّت" کے زمرہ میں شمار کیا جائے گا، اور اس وقت ہم حکومت کے کسی بھی حکم کو ماننے کے پابند نہ ہوں گے۔ ہم نے کنونشن میں یہ واضح کر دیا کہ سرِ دست ہمارا تصادم حکومت سے نہیں، یہ تو قادیانی جماعت خود ہم سے اُلجھ پڑی ہے اور ربوہ اسٹیشن پر جو بربرّیت اور درندگی کا مظاہرہ ہوا ہے، وہاں پہل قادیانیوں ہی نے کی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ جھگڑا ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے کیونکہ یہ ملک "توحید" اور "ختم نبوّت" کے نظریئے پر حاصل کیا گیا ہے اور ختم نبوت پر ایمان، دستور کا حصہ ہے۔ اس لئے کسی شخص، فرقہ اور گروہ کو یہ اجازت نہ دی جائے کہ وہ "نظریۂ پاکستان" یا "عقیدۂ توحید" کی مخالفت کرے اور اکثریت کی دِل آزاری کرے۔ قادیانی روزِ اَزل سے پاکستان کے خلاف ہیں اور اُنہوں نے "علاقہ قادیان" کو الگ یونٹ بنوانے کے لئے گورداسپور کو اقلیت میں بدل دیا اور پٹھان کوٹ سے کشمیر کا راستہ بھارت کو دے دیا۔ قادیانی آج بھی یہی چاہتے ہیں کہ پاکستان اور بھارت ایک ہو جائیں۔ مرزا بشیر الدین محمود کو ربوہ میں

Marfat.com

امانتاً دفن کیا گیا ہے اور اُس کی وصیت ہے کہ اُسے قادیان (بھارت) میں دفن کیا جائے"۔

☆

"مؤتمر عالم اسلامی" کے اجلاسِ مکہ میں ایک سو ممالک کے نمائندوں نے مطالبہ کیا تھا کہ قادیانیوں کو کافر قرار دیا جائے لیکن اگر اہل اسلام حکومت سے مطالبہ کریں کہ صدر اور وزیر اعظم کے حلف کے تحفظ کی خاطر قادیانیوں کو اقلیت قرار دیا جائے تو ہمارا یہ مطالبہ مذہبی جنون یا ملائیت کی تنگ نظری نہیں۔ ہمارے سامنے اس وقت چینی اور روسی کمیونسٹوں کی مثال موجود ہے۔

☆

حضرت مجاہدِ ملت نے سر ظفر اللہ خاں (آنجہانی ۱۹۹۵ء) کی پریس کانفرنس کا ذکر کرتے ہوئے کہا وہ حکومت پاکستان کی عدلیہ اور انتظامیہ سے بالا بالا ایک داخلی مسئلہ کے ضمن میں عالمی رائے کو مداخلت کی دعوت دے رہا ہے اور یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ وہ ایک بین الاقوامی گروہ ہے۔ اِن حالات میں ایک ایسے گروہ کے بارے میں جس کی وفاداری بھی مشکوک ہے، کنونشن یہ مطالبات کرنے میں حق بجانب ہے۔

☆

"تحریک تحفظِ ختم نبوّت" کے سلسلے میں حضرت مجاہد ملت کو جن مصائب و آلام سے دو چار ہونا پڑا، اخبارات کی فائلیں اُن کی شاہدِ عادل ہیں۔ آپ نے اپنی علالت، بڑھاپے اور حکومت کی ستم رانیوں کی بالکل پرواہ نہ کی۔ ۱۴۔ جون ۱۹۷۴ء کو مسلم مسجد بیرون لوہاری گیٹ لاہور میں آپ نے خطبہ جمعۃ المبارک ارشاد فرماتے ہوئے "قادیانیت" کی دھجیاں بکھیر دیں۔ اس کے بعد آپ نے مسجد وزیر خاں میں اپنے ساتھیوں سمیت گرفتاریاں پیش کرنا تھیں مگر آپ مسلم مسجد سے واپس اپنے گھر تشریف لے گئے تو وزیر اعلیٰ پنجاب حنیف رامے کے ایماء پر آپ کو گرفتار کر لیا گیا اور نماز عشاء کے بعد رہا کر دیا گیا۔

☆

اس تحریک کے دوران حضرت مجاہد ملت قدس سرہٗ العزیز نے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک عریضہ لکھا، جو اپنے دوست الحاج چوہدری فتح محمد بٹالوی کے ہاتھ حضرت شیخ غلام رسول المعروف بابا بلیانوالےؒ (۱۸۸۱ء۔۱۹۸۶ء) جو مسجد نبویؐ میں جاروب کش تھے، کو پہنچایا۔ اس خط میں لکھا تھا کہ میری طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ بیکس پناہ میں سلام عرض کر دیں اور پھر یہ درخواست عرض کریں کہ:

Marfat.com

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈیوٹی سخت لگادی ہے۔ بڑی مشکلات ہیں، رکاوٹیں ہیں، ساز وسامان نہیں ہے۔ آپ علیہ التحیۃ والثناء توجہ فرمائیں کہ وسائل پیدا ہوں اور رکاوٹیں دور ہوں''۔

☆

جب یہ خط بابا غلام رسول کو پہنچا اور انہیں بتایا گیا کہ یہ خط مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی نے حضور پُرنور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالیہ میں ارسال کیا ہے تو اُنہوں نے جواب دیا کہ:

''وہ نیازی طرّے والا! میں اس کو جانتا ہوں، میں نے اُسے پچھلے سال حج کے موقعہ پر دیکھا تھا، آپ نے خط مجھے دے دیا، رات کو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں عرض کروں گا، صبح جواب لے لینا''۔

☆

پھر جواب آیا کہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ:

رکاوٹیں دور ہوجائیں گی ،

غیب سے سامان پیدا ہوجائے گا''۔

☆

پھر واقعی غیب سے سامان پیدا ہوگیا، مرزائیت کا مسئلہ حل ہوگیا، ''تحریک تحفظِ ختم نبوّت'' کامیابی سے ہمکنار ہوگئی۔ یکم۔ ستمبر ۱۹۷۴ء کو 'بادشاہی مسجد لاہور'' میں ''مجلس عمل تحفظ ختم نبوّت'' کے زیر اہتمام تاریخی جلسہ سے خطاب کر کے تحریک کو فیصلہ کن مراحل میں داخل کردیا۔ آپ کی کوششیں رنگ لائیں اور سات ستمبر انیس سو چوہتر (۷۔ ستمبر ۱۹۷۴ء) کو قادیانی ''غیر مسلم اقلیت'' قرار دے دیئے گئے اور یوں:

''حضور پُرنور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی پورا ہوگیا''۔

☆

Marfat.com

اپریل ۱۹۷۵ء میں قطب مدینہ حضرت مولانا شاہ ضیاء الدین احمد مدنیؒ (۱۸۷۷ء۔ ۱۹۸۱ء) نے آپ کو تمام سلاسل تصوف میں خلافت واجازت سے سرفراز فرمایا، مگر آپ نے اپنے آبائی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کو ترجیح دیتے ہوئے اپنے اَوراد و وظائف و دیگر عملیات اسی سلسلہ کے ہی جاری رکھے۔ آپ کی نسبت بڑھتے بڑھتے امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی تک پہنچ گئی تھی، آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میرے پیر حضرت مجدد الف ثانیؒ ہیں، پھر یہ نسبت ترقی کرتے کرتے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچی اور پھر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے جُڑ گئی اور آپ "نورعلی نور" ہوگئے۔

؎ ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان

☆

آپ ۱۹۵۳ء سے حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی لکھی ہوئی وظائف کی کتاب مبارک "حزب الاعظم" کے عامل تھے اور روزانہ ایک منزل پڑھتے تھے اور آخری منزل درود شریف والی جو جمعۃ المبارک کو پڑھنی ہوتی ہے، وہ جمعۃ المبارک کے علاوہ بھی ہر روز والی منزل کے بعد پڑھا کرتے تھے۔ ہر وقت باوضو رہا کرتے تھے۔ جب گھر سے باہر نکلتے تو تازہ وضو کرکے سفر اختیار فرماتے۔ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ

"انسان کو ہر وقت باوضو رہنا چاہیے، نجانے کب موت کا بلاوا آجائے"۔

؎ رہے نہ روح میں پاکیزگی تو ہے ناپید
ضمیر پاک وخیال بلند وذوقِ لطیف
(اقبالؒ)

☆

آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر و بیشتر روزہ سے ہوتے، دریائے راوی کے کنارے جاکر بھی "اوراد و وظائف" پڑھتے تھے۔ خوراک بہت کم تھی جس کا راقم الحروف بھی شاہد ہے۔ نمازِ تہجد بچپن سے پڑھنے کے عادی تھے۔ رات اڑھائی بجے تہجد کی ادائیگی کے بعد نماز فجر تک اَوراد و وظائف اور تلاوتِ قرآن پاک فرماتے رہتے۔ اس سلسلہ میں اپنے شیخ سلسلہ حضرت خواجۂ مشکل کشا سیّد محمد بہاء الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اس رُباعی کی عملی تصویر و تفسیر تھے۔

شب خیز کہ عاشقاں بشب زار کنند　　گردِ دَر و بامِ دوست پرواز کنند

Marfat.com

ہر جا کہ درے بود بشب بر بند ند الّا کہ درِ دوست زاں شب تاز کنند

(اے عشق کے راہ نوردو، رات کو اُٹھو! کیونکہ رات کو تنہائی میں عاشق اپنے غم اور دُکھ درد کی داستان زاری کر کے محبوب کو سناتے ہیں اور رات کی تاریکی میں خفیہ خفیہ دوست کے محل کی چھت اور دروازے کی طرف پرواز کرتے ہیں۔ رات کو جاگنے، ذکر و فکر اور زاری کرنے سے نہ صرف درِ دوست بلکہ بامِ دوست تک رسائی ہو جاتی ہے۔)

☆

تہجد کی نماز کے بارے میں حکیم الامّت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد بھی ملاحظہ ہو۔

عطار ہو رومی ہو، رازی ہو، غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہِ سحر گاہی
نہ چھوڑ اے دِل فغانِ صبحگاہی
اماں شاید ملے اللہ ہو میں!

☆

۱۳۔ اپریل ۱۹۷۶ء کو حضرت مجاہد ملّت قدس سرہٗ العزیز کراچی تشریف لے گئے، وہاں طلبہ، جمعیت علماء پاکستان کے کارکنوں، مختلف جلسوں اور پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔ ۱۷۔ اپریل کو واپسی تھی، جہاں اگلے روز جمعیت علماء پاکستان کی مجلس شوریٰ اور مجلس عاملہ کا اجلاس ہو رہا تھا۔

☆

۱۷۔ اپریل کو چار بجے بذریعہ ہوائی جہاز لاہور پہنچے تو ہوائی اڈا پر ٹیکسی نہ مل سکی اور رکشہ پر سوار ہو کر شاہراہِ قائداعظم" (مال روڈ) شہر کی طرف تشریف لا رہے تھے کہ جم خانہ کلب کے قریب عقب سے سفید رنگ کی تیز رفتار کار نمبر "اے اے کے ۱۰۹۹"...... (A.A.K-1099) آئی، جس نے رکشہ کو سائیڈ ماری۔ چونکہ آپ کے رکشہ کے پیچھے کئی کاریں آ رہی تھیں، آپ نے سمجھا، شاید کوئی واقف کار ہے، جس نے سائیڈ مار کر گاڑی سامنے کھڑی کر دی ہے اور مجھے اپنی گاڑی میں سوار کرنا چاہتا ہے۔ لیکن ہوا یہ کہ کار سے بوشرٹ اور پتلون میں ملبوس ننگے سر والے چوبیس پچیس برس کے تین نوجوان اُترے۔ ایک کے ہاتھ میں سٹین گن، ایک کے ہاتھ میں ریوالور اور ایک کے ہاتھ میں ہاکی تھی اور چوتھا ڈرائیور تھا۔

سٹین گن والا نوجوان آپ کے سامنے آیا اور کہنے لگا!

Marfat.com

''بڑے لیڈر بنے پھرتے ہو، اب بچ کر نہیں جا سکتے''۔

آپ نے پوچھا، ''تم کون ہو''؟

نوجوان نے کہا، ''تم بھٹو کو گالیاں دیتے ہو، ابھی تمہیں مزہ چکھاتے ہیں''۔

آپ نے فرمایا، ''بھٹو تمہارا کیا لگتا ہے؟''

نوجوان نے کہا، ''ختم ہو گئی تیری زندگی''۔

آپ نے کہا، ''بکواس کرتے ہو تم، تمہارا میرا جھگڑا کیا ہے؟ تو کون ہے؟''

نوجوان نے کہا، ''ابھی بتاتا ہوں کہ میں کون ہوں''۔

☆

اس کے ساتھ ہی اُس نوجوان نے آپ پر سٹین گن تانی اور چلا دی۔ مگر اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کے فضل و کرم سے وہ نہ چلی، اُس نے دوبارہ کوشش کی مگر پھر بھی نہ چلی۔ ریوالور اور ہاکی والے ایکشن لینے کے لئے تیار تھے۔ سوئے اتفاق کہ اُس وقت لاہور کی اس مصروف سڑک اَپر مال پر ٹریفک بہت کم تھی، آپ نے فیصلہ کیا کہ وہ رکشہ سے باہر نکل جائیں۔ آپ باہر نکلے تو ہاکی والے نے آگے بڑھ کر ہاکیوں کی بارش کر دی۔ آپ کے ایک ہاتھ میں کلاہ تھا اور دوسرے ہاتھ سے ہاکیوں کے وار روک رہے تھے۔

☆

آپ کا دایاں ہاتھ پھٹ گیا اور خون بہنے لگا۔ دونوں بازوؤں، گھٹنوں اور پنڈلیوں پر بھی شدید ضربات آئیں۔ ریوالور والے نے فائر کرنا چاہا لیکن اچانک ہاکی اُس کے ہاتھ پر پڑی اور ریوالور اُس کے ہاتھ سے چھوٹ کر دور جا گرا اور وہ اپنے ساتھی کے اس ناگہانی حملے سے سہم گیا۔ آپ کے تمام کپڑے خون آلود ہو گئے، چہرہ مبارک بھی لہولہان ہو گیا۔ آپ نے سوچا کہ یہاں بات بہادری کی نہیں بلکہ جان بچانے کی ہے، چنانچہ آپ حملہ آوروں کی زد سے نکل کر سامنے والی سڑک پر آ گئے۔ وہاں سے گزرنے والی ایک پک اَپ کو روکا مگر پک اَپ والا نہیں رُکا۔ آپ نے دوڑ کر بلند آواز سے کہا:

''کیا تم مجھے پہچانتے نہیں ہو؟ میں عبدالستار خان نیازی ہوں''۔

☆

اُس پر اُس نے گاڑی روک کر آپ کو بٹھا لیا۔ دریں اثناء حملہ آوروں نے دوڑ کر پھر

Marfat.com

حملہ کرنے کی سعیٔ ناروا اور کاوشِ مذموم کی مگر خاسر و ناکام رہے۔

یہ سازش کر رہے تھے چند تنکے آشیانے کے
کہ بجلی کو کسی صورت اسیرِ آشیاں کر لیں

☆

آپ پک اَپ پر بیٹھ کر قربان لائنز پہنچے۔ پہلے روزنامہ "نوائے وقت"، پھر اپنے گھر اور پھر دفتر جمعیت علماء پاکستان میں فون کیا اور بعد ازاں ڈی آئی جی کو فون کر کے حملہ کی خبر سے آگاہ کیا۔ اتنے میں آئی جی پولیس نے از خود فون کیا اور ایک ڈی ایس پی کو آپ کے پاس روانہ کیا، جس نے آپ کی رپورٹ پر زیر دفعات ۳۰۷/۳۴/۲۷۹ ت پ مقدمہ درج کر لیا۔

☆

جب آپ قربان لائنز پہنچے تو زخموں کی کثرت اور درد کی شدت کی وجہ سے طبیعت پر بہت زیادہ بوجھ پڑا، جس پر آپ نے زیر لب اپنے خداوند قدوس سے استغاثہ کیا:

"یا اللہ! یہی ہے ثمرہ تیرے دین کی خدمت کرنے کا"؟

انور خاں ڈی ایس پی نے آپ کی بات سن لی اور کہنے لگا کہ:

"نیازی صاحب! کیا آپ گھبرا گئے"؟

اس پر آپ نے فرمایا:

"میں اپنے مالک و خالق سے شکوہ کر رہا تھا، تم لوگوں سے نہیں"۔

☆

حملہ آور غنڈوں نے ہاکیاں مار مار کر آپ کی پنڈلیاں شدید زخمی کر دی تھیں، آپ نے زخموں پر مرہم پٹی کرائی اور جمعیت علماء پاکستان کے دفتر تشریف لے گئے۔

☆

قاتلانہ حملے کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پورے شہر میں پھیل گئی۔ لوگ جوق در جوق آپ کی خبر گیری کے لئے اُمڈ پڑے۔ تمام سیاسی لیڈروں اور اخبارات نے اس حملے کی شدید مذمت کرتے ہوئے تحقیقات کا مطالبہ کیا مگر حکومت ٹس سے مس نہ ہوئی۔

آج صاحب مسند ہیں کل نہیں ہوں گے
کرایہ دار ہیں، ذاتی مکان تھوڑی ہے

☆

Marfat.com

۵۔جولائی ۱۹۷۷ء کو جنرل ضیاء الحق (۱۹۲۴ء۔۱۹۸۸ء) نے مارشل لاء کا نفاذ کر کے زمامِ حکومت سنبھال کر مسٹر ذوالفقار علی بھٹو (۱۹۲۸ء۔۱۹۷۹ء) کو جیل میں ڈال دیا اور پھر ۴۔اپریل ۱۹۷۹ء کو نواب محمد احمد خاں قصوری (ف ۱۹۷۴ء) کے قتل کے سلسلے میں تختۂ دار پر لٹکا دیا، یوں حضرت مجاہدِ ملت" پر قاتلانہ حملے کروانے والا اپنے انجام کو پہنچا۔حملہ آور فیڈرل سیکورٹی فورس (ایف،ایس،ایف) سے تعلق رکھتے تھے،جنہوں نے نواب محمد احمد خاں کیس میں ہائی کورٹ میں اقبالِ جرم کیا کہ اُنہیں مجاہدِ ملت" کے قتل پر مامور کیا گیا تھا،مگر

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیوں کر بجھے جسے روشن خدا کرے

☆

حملہ آوروں کو قدرت نے بڑی عبرت ناک سزائیں دیں۔اُن میں سے ایک ٹرک کے نیچے آ کر کچلا گیا،ایک نہر میں غرق ہو گیا اور باقی ماندہ دو ملزم اپنے آقا ذوالفقار علی بھٹو کے ساتھ پھانسی پر لٹک گئے۔اِن دونوں ملزموں محمد ارشد اقبال کمبوہ اور راؤ۔۔۔۔۔نے حضرت مجاہدِ ملت" پر قاتلانہ حملے کی روئیداد خود سنائی،جس کا راوی طارق وحید بٹ سابق ایم پی اے لاہور ہے۔اُس کا بیان ہے کہ:

"اُن دنوں وہ بھی کوٹ لکھپت جیل میں محبوس تھا ۔مذکورہ ملزموں سے اُس کی ملاقات ہوئی،ہر دو ملزموں نے اس کے سامنے اقرار کیا کہ حملہ کے روز وہ دونوں سٹین گن اور ریوالور سے مسلح تھے اور مسٹر بھٹو کے احکامات کے مطابق مولانا نیازی کے قتل کا منصوبہ تیار ہو چکا تھا۔اُنہوں نے سٹین گن اور ریوالور کے فائر مارنے کی پوری کوشش کی مگر وہ مولانا کو کوئی گزند نہ پہنچا سکے۔وہ کہتے تھے کہ نیازی "**ولی اللہ**" ہے ،خدا نے اُسے بچا لیا،ہم سزائے موت پائیں گے اور اگر مولانا نیازی نے معاف نہ کیا تو جہنم واصل ہو جائیں گے"۔

☆

"اُنہوں نے مجھ سے درخواست کی کہ وہ جیل سے رہا ہونے کے بعد مولانا نیازی کی خدمت میں حاضر ہو کر ہماری طرف سے معافی مانگے اور اپنے لئے بھی اُن سے دعا کی درخواست

Marfat.com

کرے"۔

☆

چنانچہ بٹ صاحب جیل سے رہائی کے بعد حضرت مجاہد ملت ؒ کی خدمت میں مؤدبانہ انداز میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ عرض کیا۔ اپنے لئے بھی دعا کے لئے گزارش کی۔ حضرت والا مرتبت نے اِن دونوں ملزموں کے لئے خداوند کریم سے دعا مانگی اور بٹ صاحب کے لئے بھی دعا فرمائی۔

☆

اپنے بارے میں فرمایا کہ:

"احقر ایک عاجز خطا کار مسلمان ہے اور اولیاء کرام کی خاکِ پا کے برابر بھی اپنے آپ کو نہیں سمجھتا، تاہم یہ ضرور محسوس کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ظالموں کے قاتلانہ حملہ سے بچایا۔ اُس کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ شاید اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ وشانہٗ اس سے اسلام کے لئے کوئی خدمت لینا چاہتا ہے"۔

☆

قارئین کرام! ملاحظہ فرمایا، آپ نے حضرت کا عجز وانکسار۔ عربی ضرب المثل ہے:

من انکسر ارتفع

(جو انکساری کرتا ہے وہ بلند ہو جاتا ہے۔)

سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

تواضع کند ہوش مند گزیں
نہد شاخِ پُر میوہ سر بر زمیں

("تواضع کر اور ہوشمندی اختیار کر کہ پھل سے بھری ہوئی ٹہنی اپنا سر زمین پر رکھتی ہے"۔)

؎ جو عالی ظرف ہوتے ہیں ہمیشہ جھک کے ملتے ہیں
صراحی سرنگوں ہو کر بھرا کرتی ہے پیمانہ

ذرا اندازہ فرمایئے کہ اللہ کریم جل شانہٗ نے اپنے اِس بندے پر قاتلانہ حملہ کرنے والوں کا انجام کیسا کیا۔

آپ کے دشمن کی زندگی کی قبا ظلم سے تار تار ہو کے رہی

Marfat.com

دشمنوں کی سیاہ پیشانی کس قدر داغدار ہو کے رہی
ظالموں پر خدا کی قدرت ہے کیسی ذلت سوار ہو کے رہی

☆

آپ قدس سرہٗ العزیز کا عشقِ رسول علیہ التحیہ والثناء مسلمہ تھا۔ چند ایک واقعات درج ذیل ہیں:

(۱)

احقر کے نام اپنے ایک گرامی نامہ میں عشق ومحبتِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے یوں دریا بہاتے ہیں، ملاحظہ ہو:

نیازی منزل لکشمی بلڈنگ
میکلوڈ روڈ، لاہور
۹۔اپریل ۱۹۷۸ء

عزیزم! السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا مرسلہ پیش نظر ہے۔ آپ کی محبت اور اخلاص کا تقاضا ہے وگرنہ اپنے نامۂ اعمال میں ایسی کوئی شے نہیں جس پر اعتماد کرتے ہوئے پُرسشِ یوم حساب کے لئے جواب بن پڑے۔ بقول حضرت جامیؒ قدس سرہ السامیؒ جب اپنی ساری جدوجہد کا احتساب کرتا ہوں تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہہ سکتا کہ

زکردۂ خویش حیرانم، سیاہ شُد روزِ عصیانم
پشیمانم، پشیمانم، پشیماں یا رسول اللہ ﷺ

البتہ حضور پر نور علیہ التحیۃ والثناء کی رحمۃ اللعالمینی اور شفیع المذنبینی سے توقع ہے کہ اس سیاہ کار کو مسترد نہ فرمائیں گے۔ دامانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستگی کی وجہ سے انشاء اللہ تعالیٰ اُمید کی کرن پیدا ہو جائے گی۔

چُوں اندر حشر برخیزم، بدامانِ تو آویزم
زدیدہ خون دل ریزم، فراواں یارسول اللہ ﷺ

آپ بھی دعا فرمائیں کہ "لست منّی" کی زہرہ گداز زجروتوبیخ سے بچ جاؤں۔

ہماری زندگی ایک کوشش ناتمام ہے۔ ۱۹۵۳ء میں (تحریکِ تحفظ ختم نبوّت کے دوران) جو سوز وگداز نصیب تھا وہ اب نہیں ہے۔ مصائب وآلام میں جو لذّت وسرور حاصل ہوا،

Marfat.com

وہ مفقود ہے۔ نہیں سمجھتا کہ بن رہا ہوں یا بگڑ رہا ہوں۔ چہل سالہ کشمکش کا نتیجہ ایسا نہیں جس پر طمانیت نصیب ہو۔ مرگ وحیات کی بابت حکیم الامتؒ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

کھول کر کیا بیاں کروں سرِّ مقامِ مرگ و عشق
عشق ہے مرگِ باشرف، مرگِ حیاتِ بے شرف

فقط والسلام مع الاکرام
مخلص نیازی

☆

۲۸۔ نومبر ۱۹۷۸ء بروز اتوار قدمبوسی کے لئے آپ کی خدمت میں لاہور حاضر ہوا تو عشق و مستی اور کیف وسرور کی حالت میں تھے۔ عشقِ رسولِ انام علیہ التحیۃ والثناء سے سرشار تھے۔ دوران گفتگو میں نے عرض کیا کہ حضور آج کل ''قدمِ غوث'' کا مسئلہ زیر بحث ہے، اس بارے میں کچھ ارشاد فرمائیں:

فرمانے لگے: ''قدمِ غوث'' کی بات چھوڑو اور سنو!

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيدًا ؕ (النساء:۴۱)

(وہ کیا عالم ہوگا جب ہم ہر اُمت پر اُس کے نبی کو گواہ لائیں گے، اور (اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم) آپؐ کو سب اُمتوں اور نبیوں پر گواہ لائیں گے'')۔

☆

فرمایا! ''میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تو دیکھو، اُس دن سب کی نظریں میرے مصطفیٰ کریم علیہ التحیۃ والثناء کی طرف ہوں گی، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی سب کے ملجا وماویٰ ہوں گے، سب کے شفیع ہوں گے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ اقدس کا کون ادراک کرسکتا ہے؟ غالب نے کہا بلکہ قلم توڑ دیا۔

غالبؔ ثنائے خواجہ بہ یزداں گذاشتیم
کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمدؐ است

ارے فیضی بھی یہ کہے بغیر نہ رہ سکا۔

Marfat.com

اُمّی و دقیقہ دانِ عالم
بے سایہ و سائبانِ عالم

☆

میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تو قدم قدم پر سبقت اور برتری کا ڈنکا بج رہا ہے۔ذرا "شفاء شریف" (قاضی ایاض اندلسیؒ) اور "مدارج النبوّت" (شیخ عبدالحق محدّث دہلویؒ) کا مطالعہ کر کے تو دیکھو، اور جامیؔ سے بھی پوچھو ۔

اگر نامِ محمدؐ را نیاوردے شفیعِ آدمؑ
نہ آدمؑ یافتے توبہ نہ نوحؑ از غرق نجینا

اقبالؔ بھی تو دیوانہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھا، ذرا اُس کی بھی سُن لیجئے ۔

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسین وہی طٰہٰ

☆

جب آپ عشق و محبت کے یہ موتی رول رہے تھے تو ایک عجیب روحانی منظر اور سماں تھا، جو احاطہ تحریر میں لانے سے قاصر ہوں۔اے کاش گھڑی کی سوئیاں رُک جاتیں۔وقت کا پہیہ جام ہو جاتا، گردشِ لیل و نہار اپنا معمول بدل لیتی اور محفلِ ذکرِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام یوں ہی جمی اور بجی رہتی ۔

کتنی گریز پاہ ہیں مسرّت کی یہ ساعتیں
اے دوست اِن کے پاؤں میں زنجیر ڈال دے

☆

آپ کے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور اعجاز ملاحظہ ہو کہ جب آپ مدینہ شریف میں میزبان رسول علیہ السلام حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسکن پر زیارت کے لئے گئے تو دل میں خیال آیا کہ سعودی حکومت نے کئی مقامات مقدمہ کو نمبر ۲ میں تبدیل کر دیا ہے، کہیں یہ جگہ بھی انہی میں سے نہ ہو۔اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ حضور سرورِ کائنات آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ مبارک وہاں بیٹھ رہی ہے اور آپ علیہ التحیۃ والثناء اُس سے نیچے اُتر رہے ہیں۔یہ دیکھ کر آپ کو یقین واثق ہو گیا۔چنانچہ وہاں پر نوافل ادا کئے اور عبادت و ریاضت فرمائی ۔

Marfat.com

کس کا جمال ناز ہے جلوہ نما یہ سُو بسُو
گوشہ بگوشہ دربدر قریہ قریہ کُو بکُو

☆

۱۰۔ ستمبر ۱۹۸۲ء بروز جمعۃ المبارک حاضر خدمت ہوا تو تصوّف و روحانیت اور عشق و محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں وارفتہ پایا۔ دورانِ گفتگو فرمانے لگے:

"اب مجھے کسی مخالفت کی پرواہ نہیں ہے۔ اب تو صرف یہی فکر ہے کہ آخرت نیک ہو جائے۔ سچ پوچھو تو اب الیکشن وغیرہ سے بھی طبیعت بے نیاز ہو گئی ہے۔ میرے پاس کوئی عمل نہیں ہے، بس شرمندگی ہی شرمندگی ہے۔ سوچتا ہوں کہ اپنے خداوند تعالیٰ کو کیا منہ دکھاؤں گا، اپنے آقا و مولا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور کس منہ سے پیش ہوں گا۔ تمام زندگی میں صرف وہ چند دن اور چند راتیں حاصلِ زندگی ہیں جو ۱۹۵۳ء کی "تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوّت" کے دوران پھانسی کی کوٹھڑی میں گزاریں، باقی سب شرمندگی ہی شرمندگی ہے"۔

بے نیازا برنیازیٔ ما بہ بخش گرچہ غفلت کردہ ایم لتا بہ بخش
پائے در گل ماندگاں را دستگیر عذرِ ناہموارِ ما را در پذیر
باطن سرگشتگاں را راہنما از بروں افتادگاں را در کشا

(اے بے نیاز (خداوند کریم)! ہماری عاجزی و انکساری پر ہمیں بخش دے، اگرچہ ہم غفلت میں ہیں، پھر بھی بخش دے۔
کیچڑ میں پھنسے ہوؤں کے ہاتھ پکڑ، ہمارے ناموزوں عذروں کو قبول فرما۔
باطن کے بھٹکے ہوؤں کو راستہ دکھا، باہر پڑے ہوؤں کے لئے دروازہ کھول دے)۔

☆

۱۳۔ جولائی ۱۹۹۱ء بروز ہفتہ فلیٹی ہوٹل لاہور میں آپ کے اعزاز میں ایک استقبالیہ دیا گیا، اس سلسلہ میں آپ نے اِس سال "حج وفد" کی قیادت فرمائی تھی، وفد میں پیر سیّد برکات احمد شاہ" سجادہ نشین جلالپور شریف (جہلم) مفتی محمد حسین نعیمی" ، لاہور اور حاجی محمد حنیف طیّب، کراچی بھی شامل تھے۔ استقبالیہ سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

''آدھی رات کو بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری ہوئی، بیان نہیں کرسکتا وہ منظر، بہت سکوں ملا۔

مسلماں آں فقیرے کجکلاہے رمید از سینۂ اُو سوزِ آہے
دلش نالد چرا نالدنمی داند نگاہے یا رسولؐ اللہ نگاہے

مواجہہ شریف میں کھڑے تھے، ایسی کیفیت تھی کہ آنسوؤں کی لڑیوں سے دامن تر ہوگئے۔ یہ لمحات حاصل ایمان تھے۔

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی، جو اماں ملی تو کہاں ملی
میرے جرم ہائے سیاہ کو تیرے عفوِ بندہ نواز میں

☆

قائد ملتِ سُنّیہ حضرت سید ریاض حسین شاہ ناظم اعلیٰ جماعت اہلسنّت پاکستان کی زبانی بھی حضرت مجاہد ملت قدس سرہٗ العزیز کے عشق رسول علیہ التحیۃ والثناء کا ایک واقعہ سُنیے، جو انہوں نے آپ کی رحلت کے بعد اسلام آباد میں ایک تعزیتی تقریب میں بیان کیا تھا۔ لیجیے! اپنے قلب وجگر میں عشق ومحبت کی یہ نایاب خوشبو بسائیے:

''میں نے مولانا عبدالستار خان نیازی کو مدینہ منورہ میں مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا، اُس وقت اُن کا کلاہ کا طُرّہ پوری طرح فضا بوس تھا، تو مجھے عجیب لگا کہ نیازی یہاں بھی اپنا طرّہ سجا کر آگئے ہیں، بھلا اِس طُرّے کے بغیر حاضر ہوتے۔ لیکن جب وہ نماز کے دوران سربسجود ہوئے تو اُن کا رُوبفلک طُرّہ بھی زمین بوس ہوا تو رنگِ احساس ہی بدل گیا۔

نماز کے بعد مولانا نے سیّدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس پر حاضری کا شرف حاصل کیا، جب وہ آگے بڑھ کر روضۂ مبارک کی جالی کو بوسہ دینے کا قصد کررہے تھے تو ایک سعودی شُرطہ (سپاہی) اپنی باہیں پھیلا کر اُن کے سامنے کھڑا ہوگیا تاکہ وہ جالی تک نہ پہنچ پائیں۔ دیکھنے والوں نے اس منظر کو حیرت سے دیکھا اور سوچا کہ مولانا اب کیا طرزِ عمل

Marfat.com

اختیار کرتے ہیں، مگر مولانا تو محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبے سے سرشار تھے، اُنہیں روضۂ اقدس کی جالی کو بوسہ دینے سے کون روک سکتا تھا۔ چنانچہ اُنہوں نے شُرطے کو بازوؤں سے پکڑ کو اوپر اُٹھالیا اور پیشانی پر بوسہ دے کر ایک طرف رکھ دیا اور خود درود و سلام کا وِرد کرتے ہوئے جالی کی طرف بڑھے اور شدتِ جذبات میں روضۂ اقدس کو بوسہ دینے کا شرف و سعادت حاصل کی"۔

خاکِ طیبہ از ہر دو عالم خوشتر است
آں خنک شہرے کہ آنجا دلبر است
(اقبالؒ)

☆

حضرت مجاہدِ ملت نور اللہ مرقدہٗ، فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر کی عملی تفسیر تھے۔

لحد میں عشقِ رُخِ شاہؐ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سُنی تھی چراغ لے کے چلے

چنانچہ آپ کی رحلت کے بعد جناب ڈاکٹر خالد سعید شیخ" سابق ضلعی صدر جمیت علماء پاکستان سیال کوٹ (ف فروری ۲۰۱۵ء) راقم الحروف کے نام اپنے مکتوباتِ گرامی محررہ ۵۔ جون ۲۰۰۱ء میں تحریر فرماتے ہیں:

"چند روز ہوئے کہ ایک بزرگ، جو سیّد ہیں اور کشف القبور کے علم سے بھی بہرہ ور ہیں، فرما رہے تھے کہ" قبلہ نیازی صاحب قبر میں بھی ہر وقت درودِ پاک کا وِرد فرما رہے ہیں"۔

ہر کہ سازد وردِ جاں صلِّ علیٰ
حاجتِ دارینِ اُو گردد روا جاں

☆

حضرت مجاہدِ ملت علیہ الرحمہ کی درویشی، بے نیازی اور قلندری کی بھی عجب شان تھی۔ ۱۹۸۴ء کا واقعہ ہے کہ ایک دن راجہ منور احمد (مشیر صدر جنرل ضیاء الحق مرحوم)، معروف بزرگ صحافی میاں محمد شفیع المعروف م ش مرحوم اور ایک اور آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے

Marfat.com

لگے کہ صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق صاحب، آپ کی مجاہدانہ زندگی سے بہت متاثر ہیں اور آپ کی قدردانی کے طور پر چاہتے ہیں کہ آپ کسی صوبے کی گورنری قبول فرمالیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں تو فقیر آدمی ہوں، مجھے گورنری کی ضرورت نہیں ہے۔ اس پر وہ تینوں حضرات کہنے لگے کہ اگر آپ گورنری قبول نہیں کرنا چاہتے تو پھر صدر صاحب یہ چاہتے ہیں کہ انتخابات غیر جماعتی ہوں گے لہذا آپ جن لوگوں کو اسمبلی میں لانا چاہتے ہیں، اُن کی فہرست دے دیں تاکہ حکومت اُنہیں ہر قیمت پر منتخب کروا کر اسمبلی میں لے آئے۔ یہ سُن کر آپ جلال میں آگئے اور ارشاد کیا کہ غیر جماعتی انتخابات کے خلاف تو میں جنگ لڑ رہا ہوں، کیا اسی کی حمایت مجھ سے کروانا چاہتے ہو، یہ نہیں ہوسکتا، آپ لوگ یہ جال کسی اور شخص پر ڈالیں، نیازی آپ کا شکار نہیں ہوسکتا۔

بروایں دام بر مرغِ دگر نہ
کہ عنقارا بلند است آشیانہ

ے
ہزار دام سے نکلا ہوں ایک جنبش میں
جسے ہو غرور آئے کرے شکار مجھے

☆

یہ بات سُن کر تینوں حضرات خاسر و نامراد واپس چلے گئے، تھوڑی دیر بعد راجہ منور احمد واپس آیا اور کہنے لگا کہ ایک اور ضروری بات عرض کرنا تھی۔ آپ نے ارشاد کیا، تشریف رکھیں۔ اُس نے سمجھا کہ اب پھنس گئے۔ آپ نے پوچھا، کیا بات ہے؟ کہنے لگا، صدر صاحب کہتے ہیں کہ آپ کو کسی وقت، کوئی کام پڑ جائے یا آپ کے کسی عزیز یا دوست کو کوئی مشکل درپیش ہو تو آپ براہِ راست اُنہیں ٹیلیفون کردیں، کام ہو جائے گا۔

راجہ منور کی یہ بات سُن کر آپ نے جو جواب دیا، وہ آبِ زر سے لکھنے اور دِل کی اتھاہ گہرائیوں میں بٹھانے کے قابل ہے۔ آپ نے فرمایا:

"تم نے سکندرِ اعظم کا نام سُنا ہے؟ کہنے لگا "ہاں"۔ "اُس کے عہد میں ایک درویش تھا، دیوجانس کلبی، تم نے اس کا نام بھی ضرور سنا ہوگا۔ کہنے لگا، "ہاں سنا ہے"۔ ایک دن سکندر اعظم اُس درویش کے پاس گیا اور کہا کہ "میں سکندرِ اعظم ہوں، مانگ مجھ سے کیا مانگتا ہے؟" دیوجانس کلبی نے کہا کہ "تو نے میری دھوپ روک رکھی ہے، ذرا پرے ہٹ جا کہ دھوپ مجھ پر

Marfat.com

آ سکے، بس اس کے سوا تجھ سے اور کچھ نہیں مانگتا ہوں"۔

یہ حکایت سنانے کے بعد حضرت مجاہد ملت قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا:

"جاؤ! ضیاء الحق سے کہہ دو کہ میں تو اس سے دھوپ بھی نہیں مانگتا"۔

جو طبیعت کے ہوں فقیر میاں
ذوقِ جاہ و چشم نہیں رکھتے

☆

حضرت مجاہدِ ملت رحمۃ اللہ علیہ عجز و انکسار کا پیکر تھے۔ ساری زندگی کبھی بھی اس حد سے باہر قدم نہیں رکھا۔ ۲۸۔ اپریل ۱۹۷۳ء کو اپنے ایک مخلص خادم اور ساتھی رانا محمد صادق ادیب مرحوم آف اٹک شہر کے نام اپنے مکتوب گرامی میں تحریر فرماتے ہیں:

☆ "جب تک درویش اپنے آپ کو کتے سے بدتر نہ جانے معرفت کی منازل طے نہیں کر سکتا"۔

☆ "میں ایک بے کار، خطا کار اور کم کوش خادم دین ہوں، اس سے زیادہ نہ سمجھیں البتہ جو اصحاب، اخلاص سے تعلق رکھتے ہیں، اُن کے لئے دُعا کرتا ہوں"۔

☆

آپ کے اَوراد و وظائف کا کچھ ذکر "خلافت" اور "نماز تہجد" کے ضمن میں ہو چکا ہے، آپ سفر و حضر میں "ذکرِ خفی" کرتے رہتے تھے۔ آخری سالوں میں علالت و نقاہت کے سبب پلنگ پر لیٹے رہتے تھے اور چہرہ مبارک پر دستی رومال ڈالے ذکر و اذکار میں مشغول رہا کرتے تھے۔ اُن کا ہر سانس ذکرِ الٰہی (جل جلالہٗ) میں گزرتا تھا۔ لوگوں کے سامنے اُن کا سیاسی پہلو زیادہ نمایاں رہا اور روحانی پہلو مخفی رہا۔ کچھ اس وجہ سے بھی کہ اُنہوں نے سلسلۂ بیعت نہیں چلایا تھا۔ فرمایا کرتے تھے کہ "خود نامکمل ہوں، دوسروں کو کیسے بیعت کرلوں"۔ ازراہِ کرم انہوں نے صرف اور صرف راقم الحروف کو "خلعتِ خلافت" سے نوازا تھا اور بس۔

نوازا بے نوا مجھ سا کمالِ کرم کے صدقے
زمیں سے فلک پر پہنچا نگاہِ کرم کے صدقے

☆

Marfat.com

آپ لوگوں کو تقریری اور تحریری طور پر وظائف کی اجازت مرحمت فرمایا کرتے تھے۔
راقم الحروف کو اپنے مکتوبِ گرامی محررہ ۳۔فروری ۱۹۸۶ء میں "فراخیٔ رزق" کے لئے مندرجہ ذیل وظیفہ تحریر فرمایا:

"یا حی یا قیوم"
"ایک ہزار بار (دس تسبیح) روزانہ بعد نمازِ عشاء اوّل و آخر تین تین مرتبہ درود شریف"

۶۔فروری ۱۹۹۵ء کو "برائے اماں از ہر آفت" یہ وظیفہ مرحمت فرماتے ہوئے تحریر فرمایا کہ:

"اس دعا کو صبح و شام پڑھیں، اس دُعا کی بڑی فضیلت ہے۔ یہ دعا مجموعہ ہے کئی "ادعیہ ماثورہ" (جو حدیث میں بیان کی گئی ہیں)، کا جامع ہے اور بڑی فضیلت والی ہے۔ آپ ایک علیحدہ کاغذ پر لکھ کر صبح و شام (نماز فجر اور عشاء کے بعد) پڑھتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام مصائب، مشکلات دور فرمادے گا"۔

لا الہ الا انت علیک توکلت وانت رب العرش العظیم ٥ ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم ٥ما شاء اللّٰہ وتکون وما لم یشاء لم یکن ٥ اشھد ان اللّٰہ علی کل شیءٍ قدیرو ان اللّٰہ قد احاط بکل شیءٍ علما ٥ واحصٰی کل شیءٍ مردا ٥اللھم انی اعوذبک من نفسی من شر کل دآبہ ٥ انت اخذ بنا صیتھا ان ربی علی صراط مستقیم ٥ وانت علیٰ کل شیءٍ حفیظ ٥ ان ولی اللّٰہ الذی نذل الکتاب وھو یتولی الصالحین ٥ فان تولو فقل حسبی اللّٰہ لا الہ الا ھو ٥ علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم ٥

ترجمہ:۔ کوئی معبود نہیں مگر تو ہی، تجھ پر میں توکل کرتا ہوں اور تو عرش عظیم کا رب ہے اور نہ گناہ سے بچنے کی اور نہ نیکی کو کرنے کی طاقت ہے مگر اللہ بلند و بالا کی مدد کے ساتھ۔ جو اللہ چاہے وہ ہوگا اور جو اللہ نہ چاہے نہیں ہوگا۔ میں گواہی دیتا ہوں بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا علم اپنے احاطہ علم میں رکھا ہے۔ اور اُس نے ہر چیز کو گن رکھا ہے۔ اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے نفس کی، ہر جاندار کے شر سے اور تو ہی اُس پیشانی کو پکڑے والا ہے ۔ بیشک میرا رب سیدھے راستے پر چلانے والا ہے اور تو ہی ہر چیز کی حفاظت کرنے والا ہے۔

Marfat.com

بیشک اللہ میرا دوست ہے جس نے کتاب کو اُتارا اور وہ ہی نیکوں کا دوست ہے۔ اگر تم پھر گئے پس تم کہہ دو اللہ ہی میرے لئے کافی ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں اس پر بھروسہ کرتا ہوں اور وہ عرش عظیم کا رب ہے۔

☆

آپ کی کرامات بے حد وحساب ہیں، مگر اصل چیز کردار ہے۔

محکوم کو پیروں کی کراما ت کا سودا
ہے بندۂ مومن خود اِک زندہ کرامات
(اقبالؒ)

آپ کا کردار روزِ روشن کی طرح صاف وشفاف، آفتاب کی طرح چمک دمک سے آراستہ وپیراستہ اور دودھ کی طرح سفید اور اُجلا ہے۔ آپ کی ساری زندگی مجاہدانہ، قلندرانہ اور درویشانہ شان سے گزری۔ آپ کی حیاتِ مبارکہ ایک کھلی ہوئی کتاب کی مانند ہے۔ دشمن سے دشمن بھی آپ کے بے داغ کردار پر انگشت نمائی کی جرأت نہیں کرسکا۔ تاہم چند ایک کرامات درج ذیل ہیں:

(ا) راقم الحروف کا بڑا بیٹا "اعظم فاروق"، ۸۔فروری ۱۹۷۸ء بروز بدھ پیدا ہوا اور ۲۵۔ فروری ۱۹۷۹ء بروز اتوار داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گیا۔ حضرت مجاہد ملتؒ نے ۱۴۔مارچ ۱۹۷۹ء کو بڑا دَردناک تعزیت نامہ ارسال فرمایا اور آئندہ بیٹے کی ولادت کی خوشخبری بھی سنائی۔ اس کے بعد احقر نے اپنے مرحوم بیٹے کی یاد میں ایک بڑا پُر درد وغم کتابچہ بعنوان "یادِ فاروق" لکھا، جس کا ایک نسخہ حضرت مجاہدِ ملت قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں بھی ارسال کیا تھا۔

حضرت والا گرامی قدر نے اپنے مکتوبِ گرامی محررّہ ۳۔نمبر ۱۹۸۰ء میں کتابچہ کے بارے میں اپنے گرانقدر خیالات کا اظہار فرماتے ہوئے "اعظم فاروق" کے نعم البدل کے طور پر بیٹے کی ولادت کے لئے دُعا بھی فرمائی:

"آپ نے اپنے فرزندِ دلبند کی یاد میں جو کتابچہ لکھا ہے، بے حد اثر انگیز ہے اور بے پایاں غم کا آئینہ دار۔ اللہ تعالیٰ (جل جلالہٗ) آپ کے دِل کو صبر وقرار عطا فرمائے اور صاحبزادے کی کربناک موت کے زخموں کے اندمال کا سامان پیدا کر کے آئندہ فرزند کے تولّد کی نوید جانفزا سامعہ نواز

Marfat.com

بنائے۔ آمین"۔

☆

چنانچہ اگلے روز ۴۔ نومبر ۱۹۸۰ء بروز منگل میرا دوسرا بیٹا پیدا ہوا۔ چند روز بعد آپ ایک جلسہ سے خطاب کرنے کے لئے قصور تشریف لائے تو احقر نے حاضر ہو کر مبارک باد عرض کی اور نام تجویز کرنے کی درخواست بھی۔ آپ نے بے پایاں مسرّت کا اظہار فرمایا اور "خالد فاروق" نام رکھنے کا حکم دیا۔

☆

(۲) ۱۹۸۸ء کے عام انتخابات میں اپنے حلقہ میانوالی میں آپ ایک مسجد میں خطاب فرما رہے تھے کہ مخالفین نے مسجد پر فائرنگ شروع کردی، دوسرے دِن فائرنگ کرنے والے آپس میں اُلجھ پڑے، فائرنگ ہوئی، کچھ موقعہ پر ڈھیر ہوگئے اور کچھ زخمی ہوئے۔ ایک نوجوان بچا۔ لوگوں نے پوچھا تو کیسے بچ گیا۔ اُس نے کہا میں نے مسجد میں فائرنگ نہیں کی تھی۔

(۳) ۱۹۸۸ء ہی کے الیکشن میں آپ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ کنویسنگ کے لئے جارہے تھے کہ راستے میں مخالفین سے آمنا سامنا ہوگیا۔ مخالفین کا گروہ اسلحہ سجائے، سینہ تانے بڑے کرّوفر کے ساتھ پاس سے گزرا۔ آپ نے "السلام علیکم" کہا مگر کسی نے جواب نہ دیا۔ آپ کے ایک ساتھی نے عرض کیا کہ جب مخالفین نے اسلام کا جواب ہی نہیں دینا تھا تو پھر اُنہیں سلام کہنے کی کیا ضرورت تھی؟

فرمایا:

> "ہم نے اُنہیں کہا تھا کہ سلامتی میں آجاؤ مگر وہ نہیں آئے، اگر وہ سلامتی نہیں چاہتے تو اُن کی مرضی"۔

چنانچہ ایک دو دِن بعد وہ لوگ کسی سے لڑ پڑے، کچھ زخمی ہوگئے اور کچھ جیل چلے گئے۔

☆

آپ کی وفات حسرت آیات اس طرح ہوئی کہ یکم۔ مئی ۲۰۰۱ء کو گیارہ بجے دن شوگر اور بلڈ پریشر کا عارضہ شدت اختیار کر گیا تو آپ کو ڈسٹرکٹ ہسپتال میانوالی میں داخل کروادیا گیا۔ ڈاکٹر طارق مسعود نیازی اور ڈاکٹر رب نواز راجہ نے آپ کو چیک کیا اور وی آئی پی روم میں شفٹ کردیا، جہاں آپ ہشاش بشاش لگ رہے تھے۔ اگلے روز ۷۔ صفر المظفر ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۔ مئی ۲۰۰۱ء بروز بدھ آپ نے نماز فجر ادا کی، اس کے بعد ذکر و اذکار میں مشغول تھے کہ ۵ بج کر ۵ منٹ

Marfat.com

پر حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے خواجۂ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کے پیغامبر نے اپنی جان، جان آفریں کے سپرد کر دی۔

معشوق ریاضؔ اُٹھ گئے اِس بزم سے کیا کیا
جاتی ہوئی دُنیا ہے ، رہے نام خدا کا

☆

آپ کی رحلت کی خبر پورے مُلک میں بجلی کی سی سُرعت کے ساتھ پھیل گئی۔ میانوالی شہر میں کُہرام برپا ہو گیا۔ بازار بند ہو گئے، پاکستان بھر سے قافلے نمازِ جنازہ کے لئے عازم میانوالی ہو گئے۔ چھ بجے شام ہاکی اسٹیڈیم میانوالی میں حضرت پیر محمد صدیقؒ سجادہ نشین آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ بھور شریف تحصیل عیسیٰ خیل ضلع میانوالی نے آہوں اور سسکیوں کی یلغار کے دوران نمازِ جنازہ پڑھائی۔ یہ جنازہ میانوالی کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ تھا، لوگ دھاڑیں مار کر رو رہے تھے۔ ملک بھر کے علماء و مشائخ، سیاسی، مذہبی اور سماجی راہنماؤں کے علاوہ پچاس ہزار سے زیادہ عوام نے شرکت کر کے اپنے محبوب راہنما کے ساتھ اپنی عقیدت و محبت کا ثبوت دیا۔

☆

جب نمازِ جنازہ ادا کی گئی تو حدِ نگاہ تک عقیدت مندوں کا سیلِ رواں نظر آتا تھا۔ آس پاس کی سڑکوں پر بھی لوگوں کا ہجومِ نجوم تھا اور آپ سفید چادر اوڑھے ابدی نیند سو رہے تھے اور پھر اسی نیند میں ڈوبے، آنسوؤں سے لبریز آنکھوں والے لوگوں کو کندھے پر تیرتے ہوئے آخری آرام گاہ میں چلے گئے۔ ہزاروں لوگ تھے اور ہر طبقے کے لوگ، علماء، مشائخ، فضلاء، طلباء، وکلاء، شعراء، ادیب، خطیب، دانشور، سیاستدان، صوفی، فقیر، مسکین، غریب اور عام لوگ۔ اِن میں سے کچھ لوگ مولانا عبدالستار خان نیازی کو، کچھ تاریخ کے سچ کو، کچھ جمعیت علماء پاکستان کے صدر کو، کچھ ایک خادم دین کو، کچھ تلمیذ اقبالؒ کو، کچھ قائد اعظمؒ کے رفیق کو، کچھ ایک عظیم عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو، کچھ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ کے جانشین کو، کچھ ایک صوفی کو، کچھ اقبالؒ کے مردِ مومن کو، کچھ ایک بے لوث سیاستدان کو، کچھ بین الاقوامی مذہبی رہنما اور سکالر کو، کچھ ایک دبنگ اور حق گو و بیباک مقرر کو، کچھ مجاہدِ ملت ؒ کو، کچھ ایک عظیم حریت پسند اور ایک عظیم مصلح کو دفن کرنے کے لئے آئے تھے۔ یوں ایک شخص کے ساتھ بہت سی شخصیات رخصت ہو گئیں۔

چُھپ گیا آفتاب، شام ہوئی
اِک مسافر کی راہ تمام ہوئی

Marfat.com

☆

گورنمنٹ کالج میانوالی کے شعبہ اُردو کے پروفیسر محمد فیروز شاہ مرحوم نے ۱۲۔مئی ۲۰۰۱ء کو راقم الحروف کے نام اپنے ایک خط میں لکھا تھا:

''برادرم قصوری صاحب

وعلیکم السّلام ورحمۃ اللہ!

مجاہدِ ملّت تو وصال کر گئے مگر ہم گنہ گاروں کو ملال کے جس گہرے پانی میں ہاتھ پاؤں مارتا چھوڑ گئے، وہاں ہمارے دکھ کون جانے گا؟ وہ تو زندگی کو جاوداں تابندگی بنا گئے، کاش! آپ نے اُن کا آخری دیدار کیا ہوتا۔ ہمارے آنسو نہ تھمتے تھے مگر اشکوں کے ہالے میں ہم نے اُن کا چاند چہرہ دیکھا تھا اور ہمیں اُن کے مرشدِ معنوی حضرت اقبالؒ یاد آ گئے۔

نشانِ مردِ مومن باتو گویم
چوں مرگ آید تبسم برلب اوست

وہ نورانی متبسّم چہرہ اَب بھی میری آنکھوں میں عکس در عکس زندہ ہے، وہ سکون جو میں نے اُس چہرہ پر دیکھا، کبھی کسی پر نہ دیکھا تھا اور کیوں نہ ہوتا ایسا کہ زندگی کے میدان میں آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا جو اعزاز اُنہیں نصیب ہوا اور جس طرح انہوں نے اس افتخار کو حیات بھر کا اعتبار بنائے رکھا، یہ سُرخروئی تو ملنا ہی تھی، کیونکہ ؎

اُنؐ کے جو غلام ہو گئے
وقت کے وہ امام ہو گئے''۔

☆

حضرت مجاہدِ ملّت رحمۃ اللہ علیہ کا جسدِ خاکی، روکھڑی موڑ۔ کالا باغ روڈ۔ میانوالی کی جنت نظیر وادی میں غمزدہ ''مجاہدِ ملّت کمپلیکس'' کی برلب سڑک ''مجاہدِ ملّت مسجد'' کے دامن میں سپردِ خاک کر دیا گیا، جس کی تعمیر و ترقی کے لئے آپ اپنی آبائی زمینیں تک بیچ کر تادمِ آخریں سرگرداں رہے۔ گرچہ کمپلیکس اُن کی حیاتِ مبارکہ میں شرمندۂ تکمیل نہ ہو سکا مگر وہ سُرخرو ہو گئے۔ مسجد کے مینار اُن کے مزارِ اقدس پر سایہ فگن رہیں گے، ''مجاہدِ ملّت پبلک سکول'' کے طلباء شب و روز اُن کی قبرِ انوار پر قرآن خوانی کرتے رہیں گے، سڑک پر سے گزرنے والے مسافر اُن کی تربت کو سلام کر کے گزرا کریں گے، صبح و شام کی ٹھنڈی ہوائیں اُن کی آخری آرامگاہ کا طواف کرتی رہیں گی، عقیدت مندوں کی طرف سے مزار پر سجائے گئے ہار خوشبو بکھیر کر ماحول کو معطر

Marfat.com

کرتے رہیں گے، جب بھی منزلِ عشق کے راہی ''مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ'' اور ''نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ'' کی منزلوں کی طرف رواں دواں ہونگے، تو یہ تُربت اُن کے لئے نشانِ راہ کا کام دے گی کہ یہ نظریۂ پاکستان کی خشتِ اوّل رکھنے والے، شہنشاہ جلال الدین اکبر کے بنا کردہ ''دینِ الٰہی'' کے بخیئے اکھیڑنے والے، شہنشاہِ جہانگیر کو سجدۂ تعظیمی کرنے سے انکار کر کے گوالیار کے قلعے کی صعوبتیں اُٹھانے والے، امامِ ربانی حضرت مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی کی رسمِ وفا تازہ کرنے والے ''عظیم مجاہد اسلام'' کی آخری آرامگاہ ہے، جس نے اپنا تن من دھن حضور سیّد کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر قربان اور نثار کر دیا تھا۔ اور امید اغلب ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ جب یہ عاشق رسول علیہ التحیۃ والثناء اس جہانِ فانی سے جہانِ باقی کی طرف سدھارا ہوگا تو حضور خواجہ گیہاں علیہ السّلام اُس کے سرہانے جلوہ فرما ہوں گے۔

چہ ناز رفتہ باشد ، زجہان نیاز مندے
کہ بوقتِ جاں سپُردن ، بسرش رسیدہ باشی

☆

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات وفرمودات اور ملفوظاتِ طیّبات کا سلسلہ لامتناہی ہے، بخوف طوالف کچھ درج ذیل ہیں:

(۱) حاکمیتِ مطلقہ اور ملکیت کی سزاوار ذاتِ صمدّیت اور احدیّت، خالق کائنات جل جلالہٗ کی ہے۔

سروری زیبا فقط اُس ذاتِ بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اِک وہی ، باقی بُتانِ آذری''

☆

(۲) ''ہمارا اللہ جل جلالہٗ، ایک قائم الذات حقیقت ہے جو نہ صرف خود ایک وجود ہے بلکہ تمام کائنات کا کاروبار اُسی کے حکم پر چلتا ہے۔ جب تک یہ عقیدہ ہر وقت ذہن اور دِل میں موجود نہ رہے، تب تک اسلام کا تقاضا پورا نہیں ہوتا''۔

☆

(۳) ''تسوید تخلیق وتقدیر وہدایت ابتدا ہے اور رحمت اللعالمینی اُس کی انتہا یعنی ذرورۂ کمال ہے۔

Marfat.com

خلق و تقدیر و ہدایت ابتدا است
رحمۃ للعالمینی انتہا است !"

☆

(۴) "حضور پُر نور سیّد و سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت ہی نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابی کی ضمانت ہے کیونکہ جس دل میں محبت نہیں وہ منافق ہے"۔

☆

(۵) "اُمت کا فرض ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چل کر عصرِ حاضر کی غلط تہذیب کے رُجحانات کا مقابلہ کرے"۔

☆

(۶) "نہ صرف پاکستان بلکہ روئے زمین پر نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ایک الگ قوم ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ایک الگ قوم"۔

☆

(۷) "کوئی شخص اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے متعلق اشارتاً کنایتاً بکتا ہے یا لکھتا ہے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے، جہنمی ہے"۔

محمد مصطفیٰ کی عظمتوں سے منحرف ہوکر
یہ دعوئ مسلمانی کبھی مانا نہ جائے گا

☆

(۸) "نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تقاضا ہے کہ مقامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تحفظ ہو، کیونکہ جس نظام کی تقدیس نہیں ہے، اُس کی اہمیت نہیں ہے"۔

☆

(۹) "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہمارے لئے نمونہ کامل ہے۔

☆

(۱۰) "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کے ساتھ اطاعت اور عشق دونوں کے تعلق ہونے چاہئیں، جہاں اطاعت ہے اور محبت نہیں ہے، وہ منافقت ہے"۔

☆

(۱۱) "ہماری نجات اتباعِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے"۔

Marfat.com

☆

(۱۲) ''حضرت بایزید بُسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے ساری عمر خربوزہ نہیں کھایا، کیونکہ آپ کو معلوم نہ تھا کہ حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خربوزہ کس طرح چیرا تھا۔

کامل بُسطام در تقلید فرد

اجتناب از خوردنِ خربوزہ کرد''

(اقبالؒ)

☆

(۱۳) ''ہمارے ملک میں قانون سازی کا مرکز و محور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہونی چاہیے، اگر کوئی اس کی مخالفت کرتا ہے تو آرٹیکل 6 کے تحت ایسا کرنے والا بغاوت اور غداری کا مرتکب ہوگا، جس کے لئے سزا، سزائے موت ہے''۔

☆

(۱۴) ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کروڑہا اُمتی ایک وقت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں تو'' آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر ایک کو فرداً فرداً جواب میں رحمتیں بھیجتے ہیں''۔

☆

(۱۵) ''مسلمان کی زندگی اور آخرت کے ہر مسئلہ میں حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات آخری، قطعی اور حتمی حُجت کا درجہ رکھتی ہے''۔

☆

(۱۶) ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کاملیّت کا تصوّر، نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ضروری ہے''۔

☆

(۱۷) ''اُمتِ مسلمہ کے تمام مسائل کا حل وحیِ ربانی اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ہے''۔

☆

(۱۸) ''اسلامی تعلیمات کا لُبِ لباب ختمیّتِ احکامِ رسالت کا عقیدہ ہے۔ اُمتِ محمدیّہ کا وجود، بقا، تحفظ اور سالمیت اسی عقیدے سے وابستہ ہے''۔

☆

Marfat.com

(۱۹) ''جب تک ہمارے دلوں میں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پیدا نہیں ہوتا، بات نہیں بنے گی''۔

☆

(۲۰) ''جہاں عقل کی حد ختم ہوتی ہے، وہاں نبوّت کی حد شروع ہوتی ہے''۔

☆

(۲۱) ''بزرگانِ دینؒ، صحابہ کرامؓ، خلفائے راشدینؓ اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس ذکر کی محافل منعقد کرنا، سالانہ تقاریب کا اہتمام کرنا، جلسوں اور جلوسوں کے لئے اجتماعات منعقد کرنا، اہل اسلام کی سعادت مندی اور روحانی ترقی کی ضمانت ہے''۔

☆

(۲۲) ''جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی آسکتا ہے یا یہ کہے کہ نبی کے علم سے غیر نبی کا علم زیادہ ہے، وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے''۔

☆

(۲۳) ''ہم حضور پُر نور محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رعیّت ہیں، کُل کائنات رعیّت ہے، ہر شے رعیّت ہے، جبرائیل بھی رعیّت ہے، میکائیل بھی رعیّت ہے، حتیٰ کہ ابلیس بھی رعیّت ہے، شجر و حجر، برگ و ثمر، کُل کائنات، جمادات، نباتات، حیوانات (موالیدِ ثلاثہ) حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت کے اندر ہیں''۔

☆

(۲۴) ''اسلامی اُمّت ایک اعتقادی تنظیم ہے، جس کی روحانی اور جسمانی تشکیل ہر کُل اور جزو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے بغیر ممکن نہیں''۔

☆

(۲۵) ''بعض لوگ ''توحید'' کو لیتے ہیں، رسالت کو نہیں، ''توحید'' تب بامعنی ہوتی ہے جب ''رسالت'' کا پیکر اس میں ہو، ''توحید'' تلوار ہے اور ''رسالت'' اس کی کاٹ ہے۔ بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ اصل چیز ''کاٹ'' ہے''۔

☆

(۲۶) ''اپنے نامۂ اعمال میں ایسی کوئی شے نہیں، جس پر اعتماد کرتے ہوئے پُرسشِ یومِ حساب کے لئے جواب بن جائے۔ بقول مولانا جامی قدس سرہٗ السامی رحمۃ اللہ علیہ جب اپنی

Marfat.com

ساری جدوجہد کا احتساب کرتا ہوں تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہہ سکتا ہے کہ۔

زکردۂ خویش حیرانم ، سیاہ شد روزِ عصیانم
پشیمانم ، پشیمانم ، پشیماں یارسولؐ اللہ

البتہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمۃ اللعالمینی اور شفیع المذنبینی سے توقع ہے کہ اس سیہ کار کو مسترد نہ فرمائیں گے۔ دامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستگی کی وجہ سے ان شاء اللہ تعالیٰ امید کی کرن پیدا ہو جائے گی"۔

☆

(۲۷) "عشق اور اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم لازم وملزوم ہیں۔ اطاعت بغیر عشق و محبت، منافقت ہے اور عشق بغیر اطاعت ناقص و ناتمام ہے"۔

☆

(۲۸) "تفسیر "روح البیان" میں ہے کہ جن کا اللہ تعالیٰ (جل جلالہٗ) "رب" ہے، اُن کے لئے اللہ عزوجل کے "رسول" (صلی اللہ علیہ وسلم) رحمت ہیں۔ چنانچہ آپ کی رحمت مطلق ہے، تمام ہے، عام ہے، کامل ہے، شامل ہے، عالمِ غیب وشہادت کو گھیرے ہوئے ہے، دونوں جہاں میں دائمی موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل کی بادشاہت زمین وآسمان میں موجود ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم مملکتِ الٰہیہ کے "وزیر اعظم" ہیں"۔

☆

(۲۹) "ختم نبوّت" ایک نئی دینی اور دُنیاوی زندگی کا پیغام ہے"۔

☆

(۳۰) "جو ختم نبوّت کا باغی ہے، وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے"۔

☆

(۳۱) "عقیدۂ "ختم نبوّت" سے انکار وانحراف اپنے قومی وجود سے انکار ہے اور پاکستان سے بغاوت"۔

☆

(۳۲) "پاکستانی صرف وہ ہے جو ختم نبوّت پر یقین رکھتا ہے، کیونکہ پاکستان کے دستور میں یہ بات شامل ہے کہ اسلام، پاکستان کا سرکاری مذہب ہے اور اسلام کی تعریف یہ ہے کہ ختم نبوّت پر یقین رکھا جائے"۔

☆

Marfat.com

(۳۳) ''قرآن حکیم اس تنبیہہ کے ساتھ سود لینے اور دینے کی مخالفت کرتا ہے کہ اگر تم سود لینے اور دینے پر اصرار کرو گے تو اللہ تعالیٰ (جل جلالہٗ) اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ''۔

☆

(۳۴) ''قرآنِ مجید فرقانِ حمید کا ازلی، ابدی اور سرمدی قانون اپنی جگہ پر مکمل اور کامل موجود ہے، اور ہر دور کے لئے اپنے اندر ہدایت کا سامان رکھتا ہے۔یہی فرمایا حضرت علامہ اقبالؒ نے

صد جہاں باقیست در قرآں ہنوز
اندر آیاتش یکے خود را بسوز''

☆

(۳۵) ''مال و دولت کا غلط استعمال ''قارونیت''، قوت کا غلط استعمال ''فرعونیت'' اور شریعت و مذہب کا غلط استعمال ''یزیدیت'' ہے''۔

☆

(۳۶) ''ہم ارتقاء'' کے قائل ہیں، ہمارا ''ارتقاء'' یوں ہے کہ سب سے پہلے ''جبلّت''، پھر ''حواس''، پھر ''عقل'' اور اس کے بعد ''ارتقاء''۔

☆

(۳۷) ''جو کام نیک ارادے اور خلوص سے شروع کیا جائے، اُس کا انجام بھی درست ہوتا ہے''۔

☆

(۳۸) ''مومن اگر مومن ہے تو اُس کا باطل کے ساتھ کوئی تعلق نہیں''۔

☆

(۳۹) ''ہمیں اپنے اسلاف کی تاریخ دُہراتے ہوئے کفر کا ڈٹ کا مقابلہ کرنا چاہئے''۔

☆

(۴۰) ''اقبالؒ نے کہا ہے

''تپیدم''......''آفریدم''......''آرمیدم''۔

آرمیدم ''نفسِ مطمئنہ'' کی کیفیت کا نام ہے''۔

☆

Marfat.com

(۴۱) ''نفسِ مطمئنہ''، ''نفس راضیہ'' اور ''نفس مرضیہ'' کی منازل طے کر کے ہی مولا صفات بنتا ہے، اسی ''بندۂ حق'' کے بارے میں علامہ اقبالؒ نے فرمایا۔

قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان

☆

(۴۲) ''مسلمان کا دین اُس کی دُنیا سے جدا نہیں، مسلمان کی سیاست اُس کی عبادت سے منقطع نہیں''۔

☆

(۴۳) ''ارمغانِ حجاز'' میں بعنوان ''ابلیس کی مجلسِ شوریٰ''، اپنے مشیروں کو ابلیس یہ حکم دے رہا ہے کہ۔

تم اِسے بیگانہ رکھو عالمِ کردار سے تا بساطِ زندگی میں اِس کے سب مُہرے ہوں مات
خیر اسی میں ہے قیامت تک رہے مومن غلام چھوڑ کر اوروں کی خاطر یہ جہانِ بے ثبات
مست رکھو ذکر و فکرِ صبحگاہی میں اِسے
پختہ تر کر دو مزاجِ خانقاہی میں اِسے''

☆

(۴۴) ''مردانِ کار، خارہ شگافی، خارہ گدازی کی مشکل پسندی کو اختیار کرتے ہیں، قلم کی گلکاریوں سے صفحۂ قرطاس کی زیبائش کو روا نہیں رکھتے''۔

☆

(۴۵) ''اسلام ایک عالمگیر انقلاب کا پیغام ہے، جو نسلی، قومی اور وطنی اختلافات کو مٹانے کے درپے ہے''۔

☆

(۴۶) ''شریعت کی تکمیل ''طریقت'' سے ہوتی ہے اور ''طریقت'' سب پر بھاری ہے''۔

☆

(۴۷) ''انسانی وجود کا مرکز اُس کی روح ہے، جو ذاتِ الٰہی (جل جلالہٗ) کے پرتو سے لازوال ہے، اس لئے موت عالمِ معنی کے سفر سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔

Marfat.com

مرگِ مومن چیست ہجرت سوئے دوست
ترکِ عالم، اختیارِ کوئے دوست"

☆

(۴۸) "ہمارا ایمان ہے کہ مومنین صالحین کی اَرواح کا رابطہ اپنے متوسلین سے قائم رہتا ہے، طلبِ صادق ہو تو اس عالمِ چون وچند کا باسی، سراپا اخلاق ارادتمند اُن کے تصرفات کا مورد بن سکتا ہے"۔

☆

(۴۹) "صلحاءِ اُمت، رُشد وہدایت کے مراکز ہیں۔ یہ ہمیں تحریف، انحراف، اعتزال اور خودرائی کی دلدل سے نکال کر مرکزِ ملت اور اجماعِ اُمت کی نعمتوں سے مالا مال کر سکتے ہیں۔ حضور پُرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مقدس" الفقر فخری والفقر منّی "ہمیں اس حقیقتِ کبریٰ سے آشنا کر رہا ہے کہ۔

فقر کے ہیں معجزات ، تاج وسریر وسپاہ
فقر ہے میروں کا میر، فقر ہے شاہوں کا شاہ"
(اقبالؒ)

☆

(۵۰) "حضرت امامِ عالی مقام (حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا یزید کے ظالمانہ اور مستبدانہ نظامِ حکومت کو چیلنج کرنا اور ایمانی غیرت ومردانہ وقار کے ساتھ زہرہ گداز حوادث کا مقابلہ کرنا، ظالم کی بیعت نہ کرنا اور اُس کی پاداش میں موت کے آئینے میں رُخِ دوست کا نظارہ کرنا، ایک ایسی عزیمت واستقامت کا شاہ نشان ہے کہ تا قیامِ قیامت سالارانِ قافلۂ حریّت کے لئے مینارِ نور ثابت ہوگا۔ انہوں نے اس قافلہ کے ہر فرد کو یہ سبق دیا ہے کہ۔

چڑھ جائے کٹ کے سَر تیرا نیزے کی نوک پر
لیکن یزیدیوں کی اطاعت نہ کر قبول"

☆

(۵۱) "ہندو قوم کی ذہنیت یہ ہے کہ ہمیشہ طاقت ور کو اپنا دیوتا بناتی ہے اور کمزوروں کا ناک میں دَم کر دیتی ہے"۔

Marfat.com

☆

(۵۲) ''امریکہ میں اتنی بدامنی اور عدم تحفظ ہے کہ دس بجے رات کے بعد باہر نکلنا خطرے سے خالی نہیں۔اس قسم کی صورتِ حال کو مدِ نظر رکھتے ہوئے حکیم الامت علامہ اقبالؒ کو کہنا پڑا۔

تہذیب کا کمال، شرافت کا ہے زوال غارت گری جہاں میں ہے اقوام کی معاش
ہر گُرگ کو ہے برّہ معصوم کی تلاش''

☆

(۵۳) ''مسئلہ کشمیر کا واحد حل جہاد ہے، اس کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

خریدیں نہ جسے ہم اپنے لہو سے
مسلماں کے لئے ہے وہ ننگ پادشاہی''

☆

(۵۴) ''امریکہ بزرگ شیطان ہے جو اپنے مکروہ عمل کے ذریعے عالم اسلام کے خلاف سازشیں کر رہا ہے''۔

☆

(۵۵) ''ہم ایسی جمہوریت پر لعنت بھیجتے ہیں، جس میں غیر ملکی صیہونی طاقتیں پاکستان میں اسلام کا مذاق اُڑانے کی کوشش کر رہی ہوں''۔

☆

(۵۶) ''دینی جماعتوں نے قیامِ پاکستان اور اُس کے بعد ''مُلک کی سالمیّت کے تحفظ'' اور ''ناموس رسالت'' کے لئے بے پناہ قربانیاں دی ہیں، اِن پر دہشت گردی، قتل و غارت اور مُلکی حالات خراب کرنے کا الزام سراسر بے بنیاد اور غلط ہے بلکہ حالات کی خرابی کی اصل وجہ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ ہونا ہے''۔

☆

(۵۷) ''صحافت اسلامی نقطۂ نظر سے قولِ حق کا اعلان ہے۔

اگرچہ بُت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے حکم ہے اذاں لا الہ الا اللہ

☆

(۵۸) ''عوام کے جان و مال اور عزت و آبرو کا تحفظ کسی بھی حکومت کی بنیادی ذمہ داری

Marfat.com

ہے"۔

☆

(۵۹) "لارڈ میکالے کے فرسودہ نظامِ تعلیم نے نوجوانوں کی صلاحیتوں کو زنگ آلود اور نظریہ پاکستان سے غافل کر دیا ہے"۔

اور یہ اہلِ کلیسا کا نظامِ تعلیم
اک سازش ہے فقط دین و مروّت کے خلاف

☆

(۶۰) "مسلم اُمہ کو چاہئے کہ وہ یورپی معاشی برادری کی طرز پر ایک اسلامی مشترکہ منڈی پیدا کرے، جس میں اقتصادی ترقی اور مسلم اُمہ کی رفاہ و فلاح کے مواقع میسر آئیں"۔

☆

(۶۱) "عورت، اللہ (جل شانہٗ) کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ماں، بیٹی، اور حرمِ محترم ہے، اس کی گود غازیوں، شہیدوں اور مجاہدوں کی تربیت گاہ ہے"۔

☆

(۶۲) "اپنے دشمن سمیت کسی کی موت پر بھی خوشی منانا، جوانمردی نہیں بُزدلی ہے"۔

☆

(۶۳) "ہمارا نظریہ، نقطۂ نگاہ اور اندازِ فکر...... ہمہ گیر (Comprehencive) ہے۔ ہم اہلِ سنت۔ "اجماعی" (Concensus)، "عالمگیر" (Universal) اور "انجذابی" (Inclucive) نظریات کے امین ہیں"۔

پرے ہے چرخِ نیلی فام سے منزل مسلماں کی
ستارے جس کی گردِ راہ ہوں وہ کارواں تو ہے

☆

(۶۴) "ہندوستان میں "متحدہ قومیت" اور "وحدتِ ادیان" کا فلسفہ اکبری دور میں فیضی اور ابوالفضل نے پیش کیا، جبکہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ السامی نے بڑی جرأت اور دلیری کے ساتھ اس کا رد کیا۔

تخمِ الحاد کہ اکبر پرورید باز اندر فطرتِ دارا دمید
درمیانِ کارزارِ کفر و دیں ترکش مارا خدنگِ آخریں"

Marfat.com

☆ (اقبالؒ)

(۶۵) ''جب انسانی روح اس محدود جسم سے علیحدہ ہو جاتی ہے تو وہ طاقت اور فاصلہ کی قید سے آزاد ہو جاتی ہے۔ دُنیا کے جس کونے میں اُس کو یاد کرو، وہ فوراً حاضر ہو سکتی ہے۔ بقول اقبالؒ۔

خرد ہوتی ہے زمان ومکاں کی زناری
نہ ہے زماں نہ مکاں لا الہ الا اللہ

☆

(۶۶) ''اہل تقویٰ وہ ہیں، جو اللہ عزوجل کے بتائے ہوئے راستے پر احوالِ دُنیا سے بے پروا چلتے ہیں، تکلیف میں صبر کرتے ہیں، ہر آزمائش میں استقامت کی دعا مانگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کے قادرِ مطلق اور مالک ومختار ہونے کا اقرار کرتے رہتے ہیں''۔

☆

(۶۷) ''''شریعت'' علم ہے، ''طریقت'' عمل ہے اور ''حقیقت'' عمل کا اثر ہے۔ اعتقاد اگر تقلید یا استدلال سے پیدا ہو تو ''شریعت''، اگر ''کشف وحال'' سے پیدا ہو تو ''طریقت'' ہے اور کشف وحال کی قابلیت، سلوک، تصوف ومجاہدہ وریاضت کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ بقول حکیم الامت علامہ اقبالؒ۔

مقام ذکر کمالاتِ رومیؔ و عطارؔ مقام فکر مقالاتِ بوعلی سینا
مقامِ فکر ہے پیائشِ زمان ومکاں مقامِ فکر ہے سبحان ربی الاعلیٰ''

☆

(۶۸) ''حکیم الامت علامہ اقبالؒ نے اپنے عشق وجنوں اور ہمتِ مردانہ کے آگے جبریلِ امین، علیہ السّلام کو بھی ایک ادنیٰ شکار سے تشبیہہ دی ہے، عشق ومحبت تو خداوندِ قدوس کو بھی اپنا بنا سکتے ہیں۔

در دشتِ جنونِ من جبریل زبوں صیدے
یزداں بہ کمند آور اے ہمتِ مردانہ

☆

(۶۹) ''ایسی آزادی، جس میں انسان احکامِ خداوندی اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مقرر کردہ شرعی قیود سے پھاند جائے، وہ سراسر ناجائز ہے۔ بقولِ حکیم الامت اقبالؒ۔

گو فکرِ خداداد سے روشن ہے زمانہ

Marfat.com

آزادیٔ افکار ہے ابلیس کی ایجاد“

☆

(۷۰) ”جو اپنے افکار کو تابع شرعِ محمدی نہ کرے، اُس کے افکار ناقصہ و مذمومہ، اُس کے لئے وبالِ جان بن جائیں گے۔ حکیم الامت ۔

ہو فکر اگر خام تو آزادیٔ افکار
انسان کو حیوان بنانے کا طریقہ“

☆

(۷۱) ”بزرگوں کے جسم سے جو چیز مس ہو جائے، اُس کے اندر شفاء اور دافع البلاء کی خاصیت پیدا ہو جاتی ہے۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی ایڑھی مبارک سے ”آبِ زمزم“، آبِ شفاء اور حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک کے صدقے سے مدینہ منورّہ کی مٹی، ”خاکِ شفا“ ہے۔

وہ خاک کہ تیرے در پہ ہے جاروب سے اُڑتی
وہ خاک ہمارے لئے داروئے شفا ہے“

☆

(۷۲) ”قلبی ذکر و فکر سے تمام اعضاء ناک، کان، آنکھ وغیرہ کو برائیوں سے امن و حفاظت میسر ہوتی ہے، پاکیزگی اور رابطۂ الٰہی کی دولت حاصل ہوتی ہے، اندرونی انسان زندہ ہوتا ہے جو اپنے اندر ولایتِ حیدری، فقرِ بوذری، اخلاقِ سُنائی، سوز و سازِ رومی، پیچ و تابِ رازی اور خودیٔ اقبالؒ کا جھنڈا لئے ہوئے ظاہر ہوتا ہے، خود بھی پاکیزہ ہوتا ہے اور مخلوق کو بھی پاکیزگی بخشتا ہے۔ بقول حکیم الامتؒ ۔

خودی کا سرِّ نہاں لا الہ الا اللہ — خودی ہے تیغ ، فساں لا الہ الا اللہ
یہ مال و دولتِ دُنیا یہ رشتہ و پیوند — بُتانِ وہم وگماں! لا الہ الا اللہ
نہ نغمہ فصلِ گل و لالہ کا نہیں پابند — بہار ہو کہ خزاں لا الہ الا اللہ

اِسی کشمکش میں گزریں میری زندگی کی راتیں ۔
کبھی سوز و سازِ رومی کبھی پیچ و تابِ رازی“

☆

(۷۳) ”جب تک دِل کی آنکھ روشن نہ ہو، اسرارِ حیات اور تقدیرِ عالم پر نظر نہیں پڑ سکتی۔

Marfat.com

بقول اقبالؒ۔

کہہ رہا ہے مجھ سے اے جویائے اسرارِ ازل
چشمِ دِل وا ہو تو ہے تقدیرِ عالم بے حجاب!

☆

(۷۴) ''عبد۔ روح اور جسم دونوں کے مجموعے کا نام ہے۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم ''عبدِ مطلق'' ہیں، اور تمام بندے ''عبدِ مقیّد''۔ جس بندے کو خود خداوندِ قدوس ''عبدہٗ'' کی نسبت کر دے، اُس کی عظمت و شان کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ ''عبدہٗ'' وہ ہے، جس کی ''عبدیت'' سے الہ العالمین (جل جلالہٗ) کی شانِ ربوبیت ظاہر ہو۔ ہمارے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم:

''اللہ تعالیٰ (عزوجل) کے بے مثل و بے نظیر بندے ہیں، جن کا ذکرِ پاک عباداتِ خداوندی میں تشہد پڑھتے وقت ہم سب شب و روز کرتے ہیں۔ حکیم الامت اقبالؒ۔

عبد دگر عبدہٗ چیزے دگر
ما سراپا انتظار اُو منتظر''

☆

(۷۵) ''حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے افکار کی روشنی میں مُلک کے درپیش آمدہ مسائل کو حل کیا جا سکتا ہے اور اُن کی فکر اور اُن کا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے خضرِ راہ ہے۔

بیا بہ مجلسِ اقبالؔ یک دو ساغر کش
گرچہ سر نہ تراشد قلندری داند''

☆

(۷۶) ''ایک آدمی کا عقل کے معیار کے بہانے دوسرے آدمی پر غلبہ، وحی الٰہی (جل جلالہٗ) کی اطاعت شعاری کے ذریعے ختم کیا جا سکتا ہے''۔

☆

(۷۷) ''قوموں کی زندگی اور وقار آئین، دستور اور معاہدوں سے نہیں ہوا کرتا بلکہ ایمانی، اخلاقی، اقتصادی اور حربی طاقت سے ہوا کرتا ہے''۔

Marfat.com

☆

(۷۸) ''ہندوستان میں جس نئی طاقت نے برہمن کے اقتدار میں خلل ڈالا، اُس نے اُسی کے اندر شامل ہو کر اُسے فنا کر دیا''۔

☆

(۷۹) ''حقوق مانگنے سے نہیں ملتے، آگے بڑھ کر چھینے جاتے ہیں۔

یہ محفلِ مے ہے یاں کوتاہ دستی میں ہے محرومی
جو بڑھ کر ہاتھ میں لے لے مینا اُسی کا ہے''

☆

(۸۰) ''جتنے قوانین و نظام ہیں، کوئی بھی نظامِ اسلام جیسے حقوق و فرائض کا تعین نہیں کرتا''۔

؎ مرے گُل میں جو بو ہے وہ کسی گُل میں نہیں

☆

(۸۱) ''اقبالؔ، عصرِ حاضر کا قائدِ فکر ہے، جس نے تہذیبِ مغرب کی صاف پردہ دری کی۔

پردہ اٹھادوں اگر چہرۂ افکار سے!
لا نہ سکے گا فرنگ مری نواؤں کی تاب''

☆

(۸۲) جب تک دُنیا کی تمام تعلیمی طاقتیں اپنی توجہ کو محض احترامِ انسانیت کے درس پر مرتکز نہ کردیں گی، یہ دُنیا بدستور درندوں کی بستی بنی رہے گی۔

برتر از گردُوں مقامِ آدم است
اصلِ تہذیب، احترامِ آدم است

☆

(۸۳) ''انسان کو ہر وقت باوضو رہنا چاہیے، نجانے کب موت کا بلاوا آجائے۔

انسان بُلبلا ہے پانی کا
کیا بھروسہ ہے زندگانی کا

☆

(۸۴) ''میری زندگی میں صرف وہ سات دِن اور آٹھ راتیں ہی حاصل زندگی ہیں، جو ۱۹۵۳ء کی ''تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت'' کے دوران پھانسی کی کوٹھڑی میں گزاریں، باقی سب شرمندگی

Marfat.com

ہی شرمندگی ہے''۔

چناں زندگی کُن اندر جہاں
کہ چوں مُردہ باشی نگویند مُرد
(حافظ شیرازیؒ)

☆

(۸۵) ''جب تک درویش اپنے آپ کو کُتّے سے بدتر نہ جانے، معرفت کی منازل طے نہیں کرسکتا۔ عربی ضرب المثل ہے: من انکسر ارتفع (جو انکساری کرتا ہے، وہ بلند ہوجاتا ہے۔) بقول سعدی شیرازیؒ۔

تواضع کُند ہوش مند گزیں
نہد شاخ پُر میوہ سر بر زمیں''

☆

(۸۶) ''جب تک جغرافیائی، وطن، نسل اور رنگ کا امتیاز کاملاً نہ مٹ جائے گا، انسان اس دُنیا میں فوز و کامرانی کی زندگی بسر نہیں کرسکے گا اور اخوت، حریت اور مساوات کے الفاظ کبھی بھی شرمندۂ معنی نہ ہوں گے''۔

غبار آلودۂ رنگ ونسب ہیں بال وپَر تیرے
تو اے مُرغِ حرم اُڑنے سے پہلے پَر فشاں ہوجا''
(اقبالؒ)

☆

(۸۷) ''پیغامِ اقبالؒ میں زندگی کے تمام مدارج میں عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو دخل ہے، وہ نوجوانانِ ملّت کی سیرت کو پختہ بنانے اور تزکیۂ نفس پیدا کرنے کا موجب ہوگا۔ اقبالؒ فرماتے ہیں۔

ہو نہ یہ پھولؐ تو بُلبل کا ترنم بھی نہ ہو
چمنِ دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
یہ نہ ساقیؐ ہو تو پھرے بھی نہ ہو، خُم بھی نہ ہو
بزمِ توحید بھی دنیا میں نہ ہو، تم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک کا ایستادہ اِسیٔ نامؐ سے ہے
نبض ہستی بھی تپش آمادہ اِسیٔ نامؐ سے ہے
دشت میں، دامنِ کوہسار میں، میدان میں ہے
بحر میں، موج کی آغوش میں، طوفان میں ہے

Marfat.com

چین کے شہر، مراکش کے بیابان میں ہے اور پوشیدہ مسلماں کے ایمان میں ہے

چشمِ اقوام یہ نظارہ اَبد تک دیکھے
رفعتِ شان ورفعنا ذکرک دیکھے"

☆

(۸۸) "ہمارا ایمان ہے کہ اُمت کی تمام مصیبتوں اور پریشانیوں کا حل دامنِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہونے میں ہے، نہ صرف اُمت محمدیہ علیہ التحیۃ والثناء کی بگڑی، اتباعِ محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بن سکتی ہے بلکہ بموجب ارشادِ ربانی :

"ہم نے آپ کو تمام نوعِ انسان کے لئے ہادیٔ برحق
یعنی بشیر ونذیر بنا کر بھیجا"۔سورہ الفتح:۸۔سورہ المزمل:۱۵

وہ دانائے سُبل ختم الرسل مولائے کل جس نے غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا
نگاہِ عشق ومستی میں وہی اوّل وہی آخر وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسیں وہی طٰہٰ"
(اقبالؒ)

☆

(۸۹) "شریعت کی تڑپ ایک جوہر ہے جسے عالمِ چون وچند کے پیمانوں سے نہیں ناپا جاسکتا"۔

شریعت درِ محفلِ مصطفیٰ طریقت عروجِ دلِ مصطفیٰ
شریعت ہے قیل وقالِ حبیبؐ طریقت ہے محوِ جمالِ حبیبؐ"
(اکبر الٰہ آبادیؒ)

☆

(۹۰) "بعض لوگ مقامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں سمجھتے اور اپنی فکر ونظر کے گھوڑے دوڑا دیتے ہیں۔پہلی اُمتیں اسی لئے تباہ وبرباد ہوئیں کہ اُنہوں نے "مقامِ نبوت" کو نہ پہچانا اور اپنے نبی کو ظاہر کی نظر سے دیکھا۔دیکھنا غور کی نظروں سے ہوتا ہے۔اسی طرح سُننا بھی غور کے کانوں سے ہوتا ہے۔اس حقیقت کو علامہ اقبالؒ نے یوں بیان فرمایا ہے۔

دیدن دِگر آموز، شنیدن دِگر آموز
دیکھنا پھر سیکھ ، سُننا پھر سیکھ

☆

Marfat.com

(۹۱) ''ظلم و جبر کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا ہی مردانگی ہے۔

ضعیف اگر نظر پڑے رسول کا جمال بن　　قوی کا ہو سامنا تو قہرِ ذوالجلال بن
خدا کے آگے سر جُھکا کہ سرکشوں کا سر جھکے　　قضا ستم گروں ہو ستم زدوں کی ڈھال بن''

☆

(۹۲) ''خدا کا دیا ہوا'' شک و شبہ سے بالاتر قانون انسان ہی کے ہاتھوں تکمیل پذیر ہوگا۔ خداوند تعالیٰ جو عرش سے فرش پر نہیں آئے گا، خالقِ کون ومکاں، مالکِ ارض وسما (جل جلالہٗ وشانہٗ) نے اسی مقصد کے لئے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو رہبرِ انسانیت اور قافلۂ سالارِ آدمیت بنا کر آخری رسول علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی حیثیت سے آخری پیغام دے کر بھیجا۔

نوعِ انساں را پیامِ آخریں
حاملِ اُو رحمۃ اللعالمینؐ
(اقبالؒ)

☆

(۹۳) ''اگر عافیت وراحت مطلوب ہے تو دامنِ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم میں پناہ لے لو، اُن کی بتائی ہوئی راہ، صراطِ مستقیم پر چل نکلو، اُن کے لائے ہوئے قانون (Code of Life) کو زندگی کا دستور بنالو۔ غالب کی زبان میں ہے کہ۔

تیرِ قضا، ہر آئینہ در ترکشِ حق است
لٰکن کشادِ آں ز کمانِ محمدؐ است''

☆

(۹۴) ''لوگو! میں تمہارے ساتھ دُنیا داری جیسے وعدے نہیں کرتا، میرے دِل میں ایک خواب تڑپتا ہے۔ یہ منوّر خواب تم بھی دیکھ لو تو کبھی چین سے نہ بیٹھو۔ میں یہ خواب تمہارے خوابوں میں ملا دینا چاہتا ہوں۔ پاکستان کو ایک اسلامی، روحانی اور فلاحی مملکت بنانے کی لگن نے میرے لہو میں ہزار مشعلوں کی روشنی جلا رکھی ہے۔ ایک سلامتی والا معاشرہ میری بے تابیوں کا آشیانہ ہے، جہاں کوئی کسی پر ظلم نہ کر سکے۔ میں انسانوں کو انسانوں کے در کا سوالی بنانے والوں کے خلاف ہوں۔ وہ لوگ ظالم ہیں جن کے گھروں کے سامنے لوگ اپنے جائز معاملوں کا کشکول لئے قطاروں میں کھڑے ہوتے ہیں، خیرات اُنہیں پھر نہیں ملتی۔

Marfat.com

ابھی تک آدمی صیدِ زبونِ شہریاری ہے
قیامت ہے کہ انساں نوعِ انساں کا شکاری ہے
(اقبالؒ)

☆

(۹۵) ''مشکلات و مہمات ہمیشہ عزائم کو اور پختہ کرتی ہیں۔

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اُڑانے کے لئے
(سیّد صادق حسین شکر گڑھیؒ)

☆

(۹۶) ''ملکی و ملی مسائل کے بارے میں بہت زیادہ ذکی الحس ہونے کے بجائے وہ راہ اختیار کرنی چاہئے، جو قابلِ عمل ہو۔

نگاہ بلند سخن دل نواز جاں پُر سوز
یہی ہے رختِ سفر میر کارواں کے لئے''
(اقبالؒ)

☆

(۹۷) ''اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم اجتماعی طور پر آنحضور علیہ التحیۃ والثناء کی جانب سے ''امین'' ہے۔ بنابریں جائیداد کا ہر استعمال جو خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت کے منافی ہے، ناجائز ہے۔

محال است سعدیؔ کہ راہِ صفا
تواں رفت جز در پے مصطفیٰؐ''

☆

(۹۸) ''اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ وشانہٗ نے قرآن مجید فرقانِ حمید میں بار بار مسکین اور حاجت مند انسانوں کی وکالت کی ہے اور ایک لحاظ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ قرآن سرمایہ داری کے لئے موت ہے۔

چیست قرآں خواجہ را پیغامِ مرگ
دستگیر و بندۂ بے ساز برگ

Marfat.com

بلکہ روحِ قرآن تو یہ ہے کہ کوئی کسی کا محتاج نہ رہے۔

کس نباشد درجہاں محتاج کس
نکتۂ شرعِ مُبیں ایں است و بس"

☆

(۹۹) "اسلام نے سوسائٹی کا جو نقشہ بنایا ہے اگر اپنی صحیح شکل میں قائم ہو جائے تو صرف چند گوشے ہی نہیں بلکہ بساطِ زندگی کے تمام پہلوؤں کو اپنے اپنے مقام پر مستحکم بنا دیتا ہے اور اس طرح ایک ایسا اجتماعی نظام وجود میں آنے کا راستہ ہموار ہو جاتا ہے، جہاں "فرعونیت"، "قارونیت" اور "یزیدیت" کا سارا طلسم پاش پاش ہو جاتا ہے اور بقول اقبالؒ

بندۂ حق بے نیاز از ہر مقام
نے غلام اُو را نہ کس را اُو غلام
(اقبالؒ)

کا معاشرے میں عملی رنگ بھر جاتا ہے"۔

☆

(۱۰۰) زمانہ کسی کے لئے "مے شبانہ" بچانے کے لئے نہیں رکھتا، جو شریکِ محفل ہے، وہی شادکام ہے اور جو غیر حاضر ہے، اُس کو زمانے کا یہ جواب ہے کہ۔

نہ تھا اگر تو شریکِ محفل قصور تیرا ہے یا میرا
میرا طریقہ نہیں ہے رکھ لوں کسی کی خاطر مے شبانہ"
(اقبالؒ)

☆

(۱۰۱) "مایوسی اور محرومی کھلم کھلا شکست کو تسلیم کرنے کے مترادف ہے۔

گریزِ کشمکشِ زندگی سے مردوں کی
شکست نہیں تو اور کیا ہے شکست"
(اقبالؒ)

☆

(۱۰۲) "معاشی انصاف، معاشرتی انصاف اور "سیاسی انصاف" حتیٰ کہ زندگی کے ہر پہلو میں انصاف کی ضرورت ہے۔ ہم یہی چاہتے ہیں کہ اگر تبدیلی آئے تو ہمہ گیر تبدیلی آئے۔

Marfat.com

بدلنا ہے تو مے بدلو نظامِ مے کشی بدلو
وگرنہ جام و مینا کے بدل جانے سے کیا ہوگا''
(اقبالؒ)

☆

(۱۰۳) ''حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسئولیت کا احساس اس قدر شدید تھا کہ ایک بار آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''اگر دریائے فرات کے کنارے ایک کتا بھی بھوکا رہ گیا تو خداوند تعالیٰ (جل جلالہٗ) مجھ سے مواخذہ کرے گا، اے خطاب کے بیٹے! اس کے لئے تم نے مناسب بندوبست کیوں نہیں کیا''؟

؎ جہاں بانی سے ہے دُشوار تر کارِ جہاں بینی
جگر خوں ہو تو چشمِ دِل میں ہوتی ہے نظر پیدا

☆

(۱۰۴) ''اِشتراکیت کا دجّال ''کارل مارکس'' کہتا ہے میں تمہارے شکم کی شہوتوں کی تسکین کا سامان فراہم کروں گا۔ حلال و حرام کی بحثیں ترک کردو، دولت کے مزے اُڑاؤ اور صرف مجھ کو اپنا حاکم، مالک اور رازق تسلیم کرو۔ اُس کی ناحق شناسی کو اقبالؒ نے یوں بیان کیا ہے ؎

دینِ آں پیغمبرِ حق ناشناس
بر مساواتِ شکم دارد اساس''

☆

(۱۰۵) ''اشتراکیت و ملوکیت، یہ ہر دو نظام انسانیت کے لئے عذاب الیم ہیں اور انسان بقول حضرت علامہ اقبالؒ چکّی کے دو پاٹوں میں پس رہا ہے ؎

زندگی ایں را خروج، واں را خراج
درمیانِ ایں دو سنگ آدم زجاج''

☆

(۱۰۶) ''جہاں تک میں نے کتاب وسُنّت کا مطالعہ کیا ہے، میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ناگزیر وجوہات کو چھوڑ کر جو مال جمع کیا جائے، اُسے پاس رکھنے کے لئے کوئی اخلاقی جواز نظر نہیں

Marfat.com

آنا۔ یسئلونک ماذا ینفقون (البقرہ:۲۱۵) کی روح یہی ہے کہ ناگزیر ضروریاتِ زندگی سے زائد مال اللہ (جل جلالہٗ) کی راہ میں صرف کر دیا جائے۔ حضرت علامہ اقبالؒ نے اس کی روح کو یوں پیش کیا ہے۔

بامسلماں گفت جاں برکف بنہ
ہرچہ از حاجت فزوں داری بدہ"

☆

(۱۰۷) "متکلم اسلام حکیم شریعت مجاہدِ کبیر حضرت مولانا علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے "عقیدۂ ختم نبوت" کی جامعیت کو "امتناعِ نظیر" کی بحث میں واضح کیا تھا اور نباضِ فطرت شاعرِ بے بدل مرزا اسد اللہ خاں غالب نے بھی اُن سے فیض یاب ہو کر "عقیدۂ خاتمیت" کو شرح صدر کے ساتھ ڈیڑھ صدی پہلے بیان کر دیا تھا۔

مقصدِ ایجاد ہر عالم یکے است
گرچہ صد عالم بود خاتم یکے است"

☆

(۱۰۸) "۱۹۵۳ء کی "تحریکِ تحفظِ ختم نبوت" میں حضرت مجاہدِ ملت رحمۃ اللہ علیہ کو ملٹری عدالت نے سزائے موت سنائی تو آپ نے یہ سُن کر فرمایا:

"یہی کچھ سزا لائے ہو، اگر میرے پاس ایک لاکھ جانیں ہوتیں، تو میں ان سب کو اپنے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی ذاتِ اقدس پر قربان کر دیتا"۔

ہزار عمر فدائے دمے کہ من از شوق
بخاک و خون تپم و گوئی از برائے من است

☆

(۱۰۹) "میری زندگی کی زبردست خواہش یہ ہے کہ مسلمان متحد ہو کر سامراجی، استحصالی اور استعماری قوتوں کا مقابلہ کریں۔ تمام ممالک متحد ہو کر بلاک بنائیں اور اپنے مسائل خود حل کریں۔

ہوں ایک مُسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاکِ کاشغر

☆

(۱۱۰) "میری زندگی کی آخری خواہش یہ ہے کہ پاکستان میں "خلافتِ راشدہ" کا نظام

Marfat.com

آئے تا کہ مقامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تحفظ اور نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نفاذ ہو، جس کی برکتوں سے اس مُلک میں اُمن و آشتی اور خوشحالی کی حیات افروز ہوائیں مہکیں۔

مُسلماں آں فقیرے کج کُلاہے   رمیداز سینۂ اُو سوزِ آہے
دلش نالد! چُرانالد! نداند   نگاہے یارسولؐ اللہ ! نگاہے

(☆)......(☆)

Marfat.com

(۳۴)

میاں محمد صادق قصوری

☆

بُرج کلاں ضلع قصور (پنجاب) ۱۳۶۲ھ ۱۹۴۳ء ○ حیات ہیں

☆

﴿خراجِ تحسین﴾

نیک طینت، صاف باطن، خوش ادا، صادق قصوری
خادمِ دیں، صاحبِ فہم و ذکا، صادق قصوری

حق کُند اُورا عطا عمرِ خضر فیض الامیں
در جہاں است مظہرِ شانِ وفا، صادق قصوری

☆

ہے پاسبانِ عظمت و ناموسِ قرطاس و قلم
پاکیزہ خصلت، خوش لقاء سادیز و صلاح ذی حشم

فیض الامین کی ہے دُعا میرے خدا صبح و مسا
دائم رہے صادق قصوری پر ترا لُطف و کرم

(حضرت صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی سیالوی مدظلہٗ
مونیاں ٹھیکریاں، گجرات)

☆☆☆

اک مردِ باوقار ہے صادق قصوری
سُنّیت کی تلوار ہے صادق قصوری

مجاہدِ ملّت'' کا سب فیض ہے حسن
محبوبِ سرکار ﷺ ہے صادق قصوری

☆

(حضرت صاحبزادہ حسن رضا سردار حسن مدظلہٗ
کاموکے ضلع گوجرانوالہ)

☆☆☆

صادق مجھے تیری محبت کی قسم ہے
دُنیا میں وفاؤں کا تیرے دَم سے بھرم ہے

ہر چند کہ شادابی نکہت بھی ہے گُل میں
پھر بھی وہ لطافت میں تیرے پیار سے کم ہے

☆

(حضرت پروفیسر تفاخر محمود تفاخر گوندل مدظلہٗ
جھیورانوالی ضلع گجرات)

Marfat.com

نذرِ خدمات

☆محقق و مورخِ اہل سنت میاں محمد صادق قصوری صاحب نقشبندی☆

۱

محبِ محترم، صادق قصوری
مورخ اور محقق اور مدقق

ادیب محتشم ، صادق قصوری
قلم کا ہیں بھرم، صادق قصوری

۲

بڑی ہے شان جن سے اہلِ حق کی
کرے ہے ناز اس پہ علمی دُنیا

کیے ہیں کام وہ اُس نے توانا
بجا ہے مفتخر اُس پہ زمانہ

۳

رقم کر کے حقیقت یوں، فضیلت
ادا حق کر دیا نسبت کا اُس نے

"امیر ملت[1] و دیں" کی بڑھائی
بجا مدّاح ہے اُس کی خدائی

۴

نیازی[2] مردِ حق، مردِ خدا کی
مبارک ہو تجھے صادق قصوری

اُجاگر ہوگئی ہر ایک خدمت
ہوئی مقبولِ حق ہے تیری محنت

۵

حکیمِ اہلِ سنّت[3] کے کرم سے
ہے جس کی روشنی سے چاروں جانب

بنی تحریرِ صادق اِک حوالہ
منیرِ علمی دُنیا کو اُجالا

۶

چہل سالہ شناسائی کا مجھ کو
خداوندا! رہے قائم رفاقت

بجا اعزاز ہے لاریب حاصل
دُعا یہ بھی دُعاؤں میں ہے شامل

﴿سیّد عارف محمود مجہور رضوی، گجرات﴾

(۱) امیر ملت حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدّث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ۔

(۲) مجاہدِ ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۳) حکیم اہل سنّت حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری ثم لاہوری رحمۃ اللہ علیہ۔

Marfat.com

میاں محمد صادق قصوری نقشبندی مجددی ستاری

☆

راقم آثم محمد صادق قصوری بن میاں حاجی شہاب الدین بن مہر جیون بخش بن مہر امیر علی عرف مہر امیرا بن مہر قطب الدین عرف مہر قطبہ بن مہر مراد علی عرف مہر مادا کی ولادت ۳۔ جمادی اوّل ۱۳۶۱ھ مطابق ۱۹۔ مئی ۱۹۴۲ء بروز منگل موضع بُرج کلاں تھانہ گنڈا سنگھ والا تحصیل و ضلع لاہور (اب ضلع قصور) کے ایک علم دوست، دیندار اور سُنّی العقیدہ "ارائیں گھرانے" میں ہوئی۔ سکول میں نجانے کس طرح تاریخ ولادت ۵۔ فروری ۱۹۴۳ء لکھوادی گئی جو حتمی تاریخ ولادت بن گئی اور اصل تاریخ پسِ پشت چلی گئی۔ لہٰذا اب مؤخر الذکر تاریخ ولادت ہی رائج ہے۔

پرائمری سکول بُرج کلاں سے پرائمری کرنے کے بعد ۱۹۶۰ء میں ڈی سی ہائی سکول گنڈا سنگھ والا (جو بُرج کلاں سے تین کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے) سے میٹرک کا امتحان سیکنڈ ڈویژن میں پاس کیا۔ ۶۳۔۱۹۶۲ء میں ایگریکلچرل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ (اولڈ سیڈ فارم) سرگودھا سے فیلڈ اسسٹنٹ محکمہ زراعت کا ایک سالہ کورس کا ڈپلوما فسٹ ڈویژن میں حاصل کیا۔ اس دوران خطیب پاکستان مولانا سیّد حامد علی شاہ گجراتی رحمۃ اللہ علیہ (خلف الرشید شہنشاہِ ولایت پیر سیّد ولایت شاہ گجراتیؒ خلیفۂ مجاز سنوسیٔ ہند امیر ملّت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری قدس سرہٗ العزیز) کی اقتدا میں نماز جمعہ ادا کرتا رہا، جو بڑے زبردست خطیب تھے، ہر جمعۃ المبارک کو نمازیوں کی تعداد پانچ چھ ہزار ہوتی تھی۔ محرم اور رمضان المبارک میں تو مسجد میں تل دھرنے کو جگہ نہ ملتی تھی۔

☆

سرگودھا میں قیام کے دوران ۱۹۶۲ء میں سیّد حامد علی شاہ گجراتیؒ کی مسجد نزد کمپنی باغ میں مختلف جلسوں میں فخرِ اہلسنّت مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، مفتی احمد یار خاں نعیمیؒ، شیخ القرآن علامہ عبدالغفور ہزارویؒ، صاحبزادہ سیّد فیض الحسنؒ، مناظر اسلام مولانا محمد عمر اچھرویؒ، پیر آف دیول شریف خواجہ عبدالمجید خضریؒ، پیر سیّد ولایت شاہ گجراتیؒ، خطیب بے مثل سیّد محمود شاہ گجراتیؒ، جیسے جید علماء و مشائخ کی زیارت اور خطاب سُننے کا شرف حاصل ہوا۔ انجمن خالقیہ کے زیر اہتمام ایک تقریب میں مولانا صوفی غلام حسین گوجرویؒ کا پُر اثر خطاب سُننے کا بھی موقعہ ملا۔ ایک دفعہ شیخ عبدالغنی چیف بوٹ ہاؤس کچہری بازار کے ہاں شمس الملّت پیر سیّد نور حسین شاہ صاحب علی پوریؒ

Marfat.com

(خلف اصغر و سجادہ نشین دوم سنوسیٔ ہند قبلۂ عالم امیر ملت حضرت پیر سیّد حافظ جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی اور اُن کے ملفوظات وارشادات سُننے کا اتفاق بھی ہوا۔ یہ حسین یادیں میری زندگی کا بہت بڑا سرمایہ ہیں، جنہیں بھلایا نہیں جاسکتا۔ اسی طرح رانا ولی محمدؒ کے زیر اہتمام مولانا محمد شریف نوری قصوریؒ کا خطاب بھی سنا۔

☆

۲۷۔ جولائی ۱۹۶۳ء کو بطور فیلڈ اسسٹنٹ محکمہ زراعت میں ملازمت کا آغاز کیا۔ پہلی تقرری بھائی پھیرو (اب پھول نگر) ملتان روڈ ضلع لاہور (اب ضلع قصور) میں ہوئی۔ جہاں مولانا ابوالاسد محمد اللہ دتہ خطیب جامع مسجد اڈے والی اور مولانا محمد اسحاق صدیقی خطیب جامع مسجد ٹلّے والی کی اقتداء میں نماز جمعہ ادا ہوتی رہی اور استفادہ بھی کرتا رہا۔ اوّل الذکر دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور ضلع اوکاڑہ اور ثانی الذکر دار العلوم جامعہ رضویہ جھنگ بازار فیصل آباد کے فارغ التحصیل تھے۔ ۱۹۶۷ء میں بطور پرائیویٹ امیدوار انٹرمیڈیٹ کا امتحان پاس کیا۔

☆

راقم نے قرآن مجید ناظرہ جامع مسجد امیر ملت بُرج کلاں کے امام مولانا محمد اشرف نقشبندی مجددی جماعتی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا۔ اوائل اپریل ۱۹۵۶ء میں اپنے گاؤں کی مذکورہ مسجد میں بعد نماز ظہر سراج الملّت والدّین حضرت پیر سیّد محمد حسین شاہ (۱۸۷۸ء۔۱۹۶۱ء) رحمۃ اللہ علیہ (خلف اکبر و سجادہ نشین اوّل حضرت امیر ملت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدثِ اعظم علی پور سیداں ضلع نارووال) کے دست مبارک پر سعادتِ بیعت حاصل کی۔

☆

۱۹۶۰ء میں لکھنا شروع کیا۔ سب سے پہلا مضمون ماہنامہ ''نور وظہور'' قصور میں حضرت امیر ملت قدس سرہٗ العزیز پر لکھا۔ مختلف اخبارات ورسائل میں مذہبی مضامین کا سلسلہ شروع کیا۔ ۱۹۷۱ء میں باقاعدگی کے ساتھ تحریری کام اور تصنیف وتالیف کا آغاز ہوا۔ ۱۹۷۲ء میں حکیم ملت ادیب الملک حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری ثم لاہوریؒ (۱۹۲۷ء۔۱۹۹۹ء) کی شاگردی اختیار کی اور اُن کے قدموں میں بیٹھ کر لکھنے پڑھنے کا سلیقہ سیکھا۔ سب سے پہلی کتاب ''اکابرِ تحریکِ پاکستان'' جلد اوّل، ۱۹۷۶ء میں استاذ گرامی علیہ الرحمہ کی مہربانی سے ہی شائع ہوئی۔ ایسا شفیق استاد اب ڈھونڈے سے بھی نظر نہیں آتا۔

☆

Marfat.com

۱۰۔ جون ۱۹۷۴ء بروز پیر پہلی دفعہ بطل حریت مجدد سیاست مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ کی قدمبوسی کا شرف حاصل ہوا اور پھر یہ رشتۂ عقیدت ومحبت ایسا استوار ہوا کہ حدِ بیاں سے باہر ہے۔ اُن کی خدمت میں ۶۸ حاضریاں ہوئیں جن کی تفصیل میری کتاب ''مجاہدِ ملت کے حضور'' میں آچکی ہے۔ اُنہوں نے ازراہِ کرم یکصد ستر (۱۷۰) خطوط میرے نام لکھے جو میری کتاب ''مکاتیب مجاہد ملت'' جلد دوم کی زینت بن چکے ہیں۔ اُن کی خدمت میں پہلی حاضری ۱۰۔ جون ۱۹۷۴ء بروز پیر اور آخری حاضری ۹۔ فروری ۲۰۰۱ء بروز جمعۃ المبارک کو ہوئی۔ اُنہوں نے میرے نام پہلا گرامی نامہ ۱۸۔ اکتوبر ۱۹۷۷ء اور آخری خط ۲۴۔ اگست ۲۰۰۰ء کو تحریر فرمایا۔

☆

۲۲۔ اپریل ۱۹۸۹ء کو اس احقر کو زراعت انسپکٹر کے عہدہ پر ترقی ملی اور ۴۔ فروری ۲۰۰۳ء کو اتالیس سال چھ ماہ اور سات دن ملازمت کی خدمات انجام دے کر ریٹائرڈ ہوا۔ ملازمت کے دوران تصنیف وتالیف کا سلسلہ جاری رہا۔ ۱۲۔ ربیع الاوّل ۱۳۹۶ھ/۱۴۔ مارچ ۱۹۷۶ء کو ''انجمن غلامانِ مصطفیٰ'' برج کلاں کی بنیاد رکھی اور بطور سیکرٹری نشرواشاعت خدمات انجام دیتا رہا۔ اس انجمن نے عوام میں مذہبی شعور بیدار کیا۔ اس کے پلیٹ فارم سے کئی مذہبی جلسے ہوئے، جن میں مولانا محمد بشیر صابری آف ساہیوال، مولانا سلطان باہو (ابن مولانا محمد عمر اچھرویؒ) آف لاہور، پروفیسر قاری مشتاق احمد آف لاہور، مولانا محمد عارف نوریؒ اور محمد علی ظہوریؒ جیسے معروف علماء ونعت خوان حضرات نے تشریف لا کر ''دہر میں اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اجالا کرنے'' کی سعی فرمائی۔

☆

۱۹۷۹ء میں سیّدی ومرشدی قبلۂ عالم سنوسیٔ ہند حضرت امیر ملت پیر سیّد جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی یاد ''مرکزی مجلس امیر ملت'' کی بناڈالی جس کے پلیٹ فارم سے 18 عدد کتابیں چھپ کر تقسیم ہوئیں۔ ۲۰۰۱ء میں مجاہدِ ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازیؒ کے نظریات وافکار کی تشہیر کے لئے ''مجاہدِ ملت فاؤنڈیشن'' قائم کیا۔ ۲۰۰۳ء میں حضرت مجاہدِ ملت کی رحلت کے بعد اشاعتی کام شروع ہوا اور اب تک تیئس (۲۳) کتابیں چھپ کر تقسیم ہو چکی ہیں۔

☆

۱۸۔ ستمبر ۱۹۹۹ء کو حضرت مجاہدِ ملتؒ نے اپنے مکتوب گرامی میں (ذاتی لیٹر پیڈ پر)

Marfat.com

از راہِ لطف و کرم ''اجازت و خلافت'' سے نوازا۔ ملاحظہ ہو:۔

''عزیز محترم میاں محمد صادق صاحب قصوری سکنہ بُرج کلاں ضلع قصور، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے علومِ اسلامیہ پر کماحقہٗ دسترس رکھتے ہیں اور سلاسلِ حقہٗ تصوف، چشتیہ، قادریہ، نقشبندیہ اور سہروردیہ کے اسرار رموز سے بھی روحانی رابطہ کے حامل ہیں۔ انہوں نے اِن سلاسلِ حقہ کے قائدین اولیاءِ کرام کی سیرت پر جامع تصانیف بھی مرتب کی ہیں۔

اُن کی زندگی دینِ اسلام کے احکام کی پابند ہے۔ کتاب وسُنّت کی فضیلت، فوقیت اور علو کو قانون سازی کی بُنیاد مانتے ہوئے اُنہوں نے اپنی زندگی اِس کے لئے ڈھال لی ہے اور عشق و اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے فدائیت کا رُتبہ رکھتے ہیں۔ علاوہ ازیں تحریک پاکستان کے زبردست حامی بلکہ مبلغ ہیں۔ کتاب وسُنّت اور تصوّف پر اُن کی تصانیف رہبر و راہنما کا درجہ رکھتی ہیں۔ خاکسار راقم کی جدوجہد سے واقف ہیں اور اس پر قابلِ قدر کتب بھی لکھی ہیں۔ خاص طور پر ''تحریک پاکستان'' اور ''تحریکِ خلافتِ پاکستان'' میں میری خدمات سے آگاہ ہیں اور اُن کے معترف ہیں۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ قصوری صاحب میرے پروگرام اور نصب العین کے علمبردار ہیں۔ مقامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ اور نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کے لئے جدوجہد جاری رکھیں گے۔ ان صفات و خصوصیات کے پیشِ نظر اپنے مشن کی تکمیل کے لئے اُن کو اپنا خلیفہ نامزد کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اُن کا حامی و ناصر ہو''۔

فقط والسّلام محمد عبدالستار خان نیازی

(۱۸۔ ستمبر ۱۹۹۹ء۔ اسلام آباد)

☆

Marfat.com

بعدازاں قدم بوسی کے لئے لاہور حاضر ہوا تو فرمایا:

''اوراد و وظائف وہی رکھو جو تم کو اپنے پیر خانہ (علی پور سیداں) کی طرف سے بتائے گئے ہیں۔ پھر از راہِ عنایت وظائف کی کتاب ''حزب الاعظم'' کی خصوصی تاکید و ہدایت کے ساتھ اجازت مرحمت فرمائی اور ارشاد کیا کہ ہمارا اس کتاب پر ۱۹۵۳ء کی ''تحریکِ ختم نبوّت'' کے سلسلہ میں قید و بند کے دوران کا عمل ہے، بہت فیوض و برکات والی کتاب ہے۔ اس پر سختی سے کاربند ہو جاؤ اور ہر روز ایک منزل پڑھا کرو''۔

☆

۱۶۔ جون ۲۰۰۰ء کو حضرت امیر ملّت قدس سرہٗ العزیز کے پوتے اور سیدی و مرشدی سراج الملّت رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے و خلیفہ مجاز حضرت پیر سیّد نذر حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ علی پور سیداں ضلع نارووال نے بھی شفقت فرماتے ہوئے اپنے لیٹر پیڈ پر یوں ''اجازت وخلافت'' سے نوازا:

مخلصم و محترم مولوی محمد صادق قصوری صاحب

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خوش رکھیں۔ آمین

آپ کا خط ملا۔ حالاتِ حاضرہ سے اطلاع ہوئی۔ میں ہمیشہ آپ کے لئے خصوصی دعائیں کرتا ہوں اور ہمیشہ دعائیں کرتا رہوں گا۔

مولائے کریم آپ کی ہمت میں اضافہ فرمائیں، تاکہ آپ مزید قبلۂ عالم (حضرت امیر ملّت) رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کو عام کریں۔ آمین۔

میری طرف سے آپ کو اجازت ہے کہ آپ لوگوں کو دین اسلام کی ترغیب دیں، اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے پھیلانے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ لہٰذا میں آپ کو ''خرقۂ خلافت'' سے مزین کرتا ہوں، اور سلسلہ کی ترویج کے لئے

Marfat.com

خلافت عطا کرتا ہوں۔ سب کو سلام مسنون۔

سیّد نذر حسین جماعتی

☆

راقم آثم کی پچاس سے زائد کتب منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو چکی ہیں۔ جن میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں:

۱ اکابر تحریک پاکستان، ۲ جلد	۲ حضرت امیر ملت اور اُن کے خلفاء
۳ تذکرہ نقشبندیہ خیریہ	۴ تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت (بریلوی)
۵ رُباعیاتِ خواجہ نقشبند (بمعہ اُردو ترجمہ)	۶ کلیاتِ راقب قصوریؒ (ترتیب)
۷ حضرت امیر ملت اور تحریک پاکستان	۸ مکاتیب مجاہد ملت، ۲ جلد
۹ مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی (حیات، خدمات، تعلیمات)	۱۰ نگارشاتِ مجاہد ملت
۱۱ خطباتِ مجاہد ملت	۱۲ مجاہد ملت اور قائد اعظم
۱۳ ملفوظاتِ نقشبندیہ	۱۴ اقوال و افکار نقشبند
۱۵ تذکرہ اولیاء علی پور سیداں	۱۶ تحریک پاکستان اور مشائخ عظام
۱۷ تحریک پاکستان اور علماء کرام	۱۸ ارشاداتِ امیر ملت
۱۹ تکملہ تذکرہ نقشبندیہ	۲۰ تاریخ مشائخ نقشبند
۲۱ اساتذۂ امیر ملت	۲۲ شیدایانِ امیر ملت
۲۳ فدایانِ امیر ملت	۲۴ حضرت سراج الملت اور اُن کے خلفاء
۲۵ امیر ملت اور آل انڈیا سنّی کانفرنس	۲۶ معین الاملاء
۲۷ یادِ فاروق	۲۸ مناقب امیر ملت
۲۹ ارشاداتِ مولانا داؤد غزنوی	۳۰ جعفرانِ ایں زماں
۳۱ مکاتیب امیر ملت	۳۲ جہانِ امیر ملت
۳۳ انوارِ امیر ملت	۳۴ خیابانِ امیرِ ملت
۳۵ خیابانِ مجاہد ملت	۳۶ تذکرۂ شعرائے جماعتیہ
۳۷ ذکرِ اختر	۳۸ خزینۂ علم و ادب
۳۹ ارمغانِ مجاہد ملت	۴۰ تاریخ مشائخ قادریہ رضویہ برکاتیہ

Marfat.com

۴۱ کاروانِ تحریکِ پاکستان
۴۲ مناقبِ مجاہدِ ملّت
۴۳ مجاہدِ ملّت بحضور حکیم الامّت
۴۴ تحریکِ پاکستان میں علماء و مشائخ کا کردار
۴۵ مولانا محمد عبدالستار خان نیازی (ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن)
۴۶ مجاہدِ ملّت بارگاہِ رسالت مآبؐ میں
۴۷ مولانا عبدالستار خان نیازی (مجاہدِ ختمِ نبوّت، غازیِ ختمِ نبوّت)
۴۸ چراغِ طریقت
۴۹ مجاہدِ ملّت بحضور اعلیٰ حضرت
۵۰ اقبالؒ اور امیرِ ملّت
۵۱ مجاہدِ ملّت مشاہیر کی نظر میں
۵۲ مجاہدِ ملّت کا روحانی مقام
۵۳ حیاتِ محدثِ اعظم قصوریؒ
۵۴ افکارِ مجاہدِ ملّت
۵۵ مکاتیبِ مشاہیر جلد اوّل
۵۶ مجاہدِ ملّت کے حضور

(غیر مطبوعہ کتب)

۱ مقالاتِ مجاہدِ ملّت
۲ قافلۂ آزادی
۲ تذکرہ نقشبندیہ مجدّدیہ نیازیہ (بہارِ نقشبند)
۳ یہ تھے ہمارے مجاہدِ ملّت
۵ حکیم محمد انور بابریؒ
۶ فخرِ سیالکوٹ، ڈاکٹر خالد سعید شیخ

☆

ملک بھر کے جن علماء و مشائخ، ادباء و شعرا اور اہلِ علم و دانش سے محبت و احترام کا تعلق رہا ہے اور ہے، چند ایک کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت حکیم سیّد اکرام حسین سیکریؒ، حیدر آباد سندھ (شیخ طریقت، طبیب، ادیب، مصنف، شاعر)
(۲) اشرف المشائخ مولانا غلام قادر اشرفیؒ، لالہ موسیٰ (گجرات) شیخ طریقت، ممتاز عالم دین،
(۳) حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی مجدّدیؒ (بین الاقوامی ہمہ جہت شخصیت، کراچی)،
(۴) حضرت شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد عبداللہ قادری اشرفیؒ، قصور، (عالم دین، شیخ طریقت)
(۵) حضرت مفتی محمد عبدالقیوم ہزارویؒ، ناظم جامعہ نظامیہ، (مذہبی سکالر) لاہور
(۶) حضرت صوفی محمد علی نقشبندیؒ سیال کوٹ (عالم دین، سیاسی رہنما، مصنف)
(۷) حضرت علامہ اقبال احمد فاروقیؒ، (مصنف، ادیب، صحافی، مقرّر، مترجم) لاہور

Marfat.com

(۸) حضرت علامہ محمد عالم مختارِ حق، لاہور (ممتاز محقق)
(۹) جمیل العلماء حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی، (ممتاز عالم دین، مصنف، ماہر علم حدیث) کراچی
(۱۰) حضرت صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری، بصیر پور (اوکاڑہ) (عالم دین، مصنف، شیخ طریقت)
(۱۱) حضرت پیر سید محمد فاروق القادری، گڑھی اختیار خاں (رحیم یار خاں) (شیخ طریقت، مصنف)
(۱۲) حضرت پیر فیض الامین فاروقی سیالوی، موتیاں ٹھیکریاں، گجرات (شیخ طریقت، نعت گو شاعر)
(۱۳) حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد انعام الحق کوثرؔ، کوئٹہ (مدفون لاہور)، (ممتاز مورخ، مصنف، ماہر تعلیم)
(۱۴) حضرت پروفیسر سیّد خورشید حسین بخاریؒ، (ممتاز مصنف، ادیب، ماہر تعلیم) شیخوپورہ
(۱۵) حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد ایوب قادریؒ، (بین الاقوامی مورخ) کراچی
(۱۶) حضرت ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں، (ممتاز مذہبی رہنما، ماہر تعلیم، ادیب، مصنف، شاعر) حیدرآباد سندھ
(۱۷) حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر فاروقی نقشبندی جماعتی" (ماہر تعلیم، مصنف، ادیب) پشاور
(۱۸) حضرت مرزا احمد صابر، صابر براریؒ، (نعت گو شاعر) کراچی
(۱۹) جناب ڈاکٹر وحید قریشیؒ (نامور ماہر تعلیم، مصنف، ادیب) لاہور
(۲۰) جناب پروفیسر محمد اسلمؒ (نامور مورخ) لاہور
(۲۱) جناب پروفیسر سیف اللہ خالد، (معروف ادیب، شاعر، مصنف، نقاد)، لاہور
(۲۲) حضرت سیّد عارف محمود مجور رضوی، گجرات (مصنف، ادیب، شاعر)
(۲۳) حضرت ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس (ممتاز محقق، مصنف، ماہر تعلیم) فیصل آباد
(۲۴) فدائے امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ، جناب شیخ محمد ناظم بشیر، نقشبندی مجددی سروری، لاہور (مصنف، مقرر، محقق)
(۲۵) حضرت مولانا محمد یٰسین قصوری، (ممتاز مصنف) لاہور
(۲۶) جناب پروفیسر ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم (ماہر تعلیم، ممتاز ادیب، مصنف، شاعر) سرگودھا
(۲۷) جناب ڈاکٹر محمد مشرف حسین انجم (نعت گو شاعر) سرگودھا
(۲۸) حضرت پروفیسر شاکر کنڈان (ممتاز نعت گو شاعر) سرگودھا
(۲۹) حضرت مولانا شاہ محمد جعفر پھلواروی" کراچی (عالم دین، محقق، مصنف، شیخ طریقت)
(۳۰) شیخ لاہور، حضرت شیخ عبدالشکور لاہوریؒ، (مصنف، ادیب، دانشور)
(۳۱) مولانا غلام محمد سہروردیؒ، مٹو بھائیکے ضلع گوجرانوالہ (پیر طریقت، مصنف)

Marfat.com

(۳۲) خواجہ محمد یوسف تونسوی پیر سلیمانیؒ، تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خاں (پیر طریقت، علم دوست)
(۳۳) حضرت صاحبزادہ محمد مسرور احمد مسعودی، جانشین حضرت مسعود ملتؒ کراچی (پیر طریقت)
(۳۴) حضرت پروفیسر تفاخر محمود گوندل، گجرات (ماہر تعلیم، مصنف، شاعر)
(۳۵) حضرت پروفیسر سیّد شبیر حسین زاہد، ننکانہ صاحب (مصنف، شاعر، ماہر تعلیم)
(۳۶) حضرت سیّد زاہد حسین نعیمی، راولا کوٹ، آزاد کشمیر (پیر طریقت، مصنف، مؤرخ)
(۳۷) حضرت پروفیسر خیال آفاقی، کراچی، (سیرت نگار، مصنف، محقق)
(۳۸) حضرت پروفیسر حافظ محمد سہیل شفیق، کراچی (ماہر تعلیم، محقق، مصنف)
(۳۹) حضرت ڈاکٹر ناصر الدین صدیقی، کراچی (ماہر تعلیم، مصنف، مؤرخ)
(۴۰) حضرت پیر طریقت سہیل قاسمی فضل رحمانی، کراچی (پیر طریقت، علم دوست، مصنف)
(۴۱) حضرت سیّد صابر حسین شاہ بخاری، اٹک، (پیر طریقت، مصنف، محقق، مؤرخ)
(۴۲) حضرت میاں محمد دین کلیم، لاہور (مصنف، محقق)
(۴۳) حضرت الحاج محمد ممتاز خان نیازی، (خادم خاص حضرت مجاہد ملتؒ، علم دوست، میانوالی

☆

مندرجہ ذیل بزرگوں، مہربانوں اور کرم فرماؤں نے اس حقیر کی کتابوں پر "مقدمات" تحریر فرما کر عزت بخشی۔

(۱) ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ ازہریؒ، بھیرہ ضلع سرگودھا
(۲) حضرت جسٹس سید شمیم حسین قادریؒ، لاہور
(۳) حضرت صاحبزادہ سیّد خورشید احمد گیلانیؒ، لاہور
(۴) حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی، فیصل آباد
(۵) حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد اویس معصومی، کراچی
(۶) حضرت ڈاکٹر سید شاہد حسن رضوی، بہاولپور
(۷) جناب ڈاکٹر مجیب احمد، اسلام آباد
(۸) جناب ڈاکٹر شیر محمد زمان چشتی، اسلام آباد
(۹) جنابہ محترمہ بشریٰ رحمٰن صاحبہ، لاہور
(۱۰) جناب ڈاکٹر ہارون رشید تبسم، سرگودھا
(۱۱) جناب پروفیسر سیف اللہ خالد، لاہور

Marfat.com

(۱۲) جناب پروفیسر محمد اسلمؒ، لاہور

(۱۳) جناب پروفیسر محمد طاہر فاروقیؒ، پشاور

(۱۴) جناب ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاںؒ، حیدر آباد، سندھ

(۱۵) جناب ڈاکٹر محمد ایوب قادریؒ، کراچی

(۱۶) جناب پروفیسر سید خورشید حسین بخاریؒ، شیخوپورہ

(۱۷) جناب ڈاکٹر محمد انعام کوثرؒ، کوئٹہ، (مدفون لاہور)

(۱۸) جناب پروفیسر محمد الیاس اعظمی، قصور

(۱۹) جناب شاعر قصور محمد شریف انجمؔ، قصور

(۲۰) جناب جمیل اطہر سرہندی ایڈیٹر روزنامہ ''جرأت''، لاہور

(۲۱) جناب ڈاکٹر خالد سعید شیخؒ، سیال کوٹ

(۲۲) پروفیسر سیّد نصرت بخاری، اٹک

☆

اس سیہ کار نے بزرگانِ دین کے قدموں میں بیٹھ کر جو کچھ حاصل کیا، اُس کی روشنی میں چند افکار و اقوال پیشِ خدمت ہیں:

☆

(۱) ''اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ سے ڈرنا یہ ہے کہ اُس کی پسند کو پسند کیا جائے اور ناپسند کو ناپسند کیا جائے''۔

☆

(۲) ''توحید اصل ایمان و دین ہے''۔

☆

(۳) ''اللہ عزوجل کے سوا ہر چیز فانی ہے اور دُنیا کی ساری نعمتیں زائل ہو جانے والی ہیں''۔

☆

(۴) ''جو لوگ فرمانِ خداوندی میں اپنی تجویز کو داخل کرتے ہیں، وہی ''فاسق'' ہوتے ہیں اور ''فاسق'' ہی گمراہ ہوتے ہیں''۔

☆

(۵) ''اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کے قانونِ حق کی رُو سے حیاتِ اجتماعیہ کا توازن بگاڑنے والوں

Marfat.com

کی اپنی زندگی میں توازن پیدا نہیں ہوتا''۔

☆

(۶) ''دین یا اللہ عزوجل کے نظامِ حیات میں کسی اور نظام کو شامل کرنا شرک ہے''۔

☆

(۷) ''اللہ تعالیٰ سبحانہٗ کے نزدیک ''دین'' اسلام ہی رہا ہے اور ''اسلام'' ہی رہے گا کہ اس کے کلمات بدلتے نہیں، اور ماننے والے پہلے بھی ''مسلمان'' ہی کہلاتے رہے ہیں، اب بھی ''مسلمان'' ہی کہلاتے ہیں اور آئندہ بھی ''مسلمان'' ہی کہلائیں گے''۔

☆

(۸) ''جس نے اللہ تعالیٰ سبحانہٗ کے محبوب حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کیا، اُس نے اللہ جل شانہٗ کی رضا پائی''۔

☆

(۹) ''پارہ ۱۵، سورہ بنی اسرائیل، آیت:۱، میں اللہ کریم جل جلالہٗ نے اپنے محبوب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ''عبدہٗ'' فرمایا ہے۔ حکیم الامت حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے ''عبدہٗ'' کی بڑی بلیغ تعریف کی ہے۔

عبد دگر ، عبدہٗ ، چیزے دگر

''عبدہٗ'' کا مطلب ہے اللہ کریم سبحانہٗ کا ''خاص محبوب'' اور ''بندۂ تسلیم ورضا''۔

☆

(۱۰) ''اگر ہم توحید باری تعالیٰ کے بعد اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی ''عبدیت'' اور ''رسالت'' کا اقرار نہ کریں تو نہ ہماری ''توحید'' کامل ہوگی اور نہ ''عبادت'' قابل قبول ہوگی''۔

☆

(۱۱) ''موجود'' بغیر ''مقصود'' محال ہوتا ہے۔ ''رحمۃ اللعالمین'' ''مقصودِ کائنات ہیں''۔

☆

(۱۲) ''جو اللہ جل شانہٗ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو چاہے، اللہ جل جلالہٗ اُسے چاہتا ہے۔ جسے اللہ سبحانہٗ چاہے، صراطِ مستقیم کی ہدایت فرماتا ہے''۔

☆

(۱۳) ''حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول مبارک ہے کہ:

Marfat.com

''قبل ہجرت ''مکہ'' افضل تھا اور بعد ہجرت ''مدینہ''
افضل ہے''۔

☆

(۱۴) ''عشق کی تعریف یہی ہے کہ دونوں طرف ہو، یکطرفہ کو صرف ''محبت'' کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

اپنے یوسفؑ کو میرے یوسفؑ پہ تو نسبت نہ دے
اے زلیخا! اِس پر سر کٹتے ہیں اُس پر انگلیاں''

☆

(۱۵) ''محبت کی آنکھ نے محبوب کی ذات میں کبھی کوئی نقص نہیں دیکھا، جب آنکھ عیب دیکھنے لگے تو سمجھ لو کہ محبت کا جنازہ نکل گیا''۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔

وعین الرضا عن کل عیب کلیلة
ولکن عین السخط تبدی المسا ویا

(محبت کی آنکھ محبوب کے ہر عیب سے اندھی ہوتی ہے، جس طرح نفرت کی آنکھ ہمیشہ خوبیوں کی بجائے چھپے ہوئے عیب سامنے لا سکتی ہے)۔

☆

(۱۶) ''تصوف، روحانی بالیدگی، انقطاع الی اللہ، خشیتِ الٰہی اور محاسن اخلاق کی آبیاری کا نام ہے''۔

☆

(۱۷) ''تصوف کا اصل ''صفا'' ہے، جس کا معنی ہے: ''صاف کرنا، گندگی کو دور کرنا اور آلودگی سے بچنا''۔

☆

(۱۸) ''مخلصین کی رفاقت، اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کا فضل ہے''۔

☆

(۱۹) ''تقویٰ، اصطلاحِ قرآنی ہے، اس کا مطلب یہ ہے:
''عفت و حیا اور رُشد و ہدایت کی آرزو اور فحشاء و منکر اور قدرت کے قانونِ مجازات کی خشیت''۔

Marfat.com

تقویٰ وخوف وترس واخلاص وزُہد وعلم	صبر ویقین وطاعت وخیرات بردوام
عہدِ وفا وصدق و سخا و صفا وحلم	مردی ومردمی ونکوئی بہ خاص وعام
لٰہذا ہمہ صفات کمال اندر در روش	مردآں زماں شوی کہ شوی در روش تمام“

☆

(۲۰) ”مقربینِ الٰہی (جل شانہٗ) کی قدر و منزلت زندہ معاشرے کی نشانی ہے“۔

☆

(۲۱) ”صالح کی شان یہ ہوتی ہے کہ لوگ اُس کے قرب میں ”عافیت“ محسوس کرتے ہیں“۔

☆

(۲۲) ”پرہیزگار دُنیا میں اس طرح رہتے ہیں، جیسے پانی میں مُرغابی، کہ پانی میں رہنے کے باوجود جب اُڑتی ہے تو پَر خشک ہوتے ہیں“۔

☆

(۲۳) ”دل کی آواز لبوں پر آئے تو ”دعا“ کہلاتی ہے“۔

☆

(۲۴) ”طمع“، ”ہوس“، ”حرص“ اور ”حسد“ چاروں نقطوں سے خالی ہیں، جس طرح یہ الفاظ نقطوں سے خالی ہیں، بالکل اسی طرح اِن میں مبتلا رہنے والا بھی خالی ہی رہتا ہے“۔

حرص وہوس نے سب کو ہے غافل کیا ہوا
ہر نفس کو ہے چاہ کہ سارا جہاں ملے

☆

(۲۵) ”تقویٰ“ ”کلیدِ جنت“ ہے اور متقی، ”وارثِ قُرۃ العین“ ہیں“۔

☆

(۲۶) ”بلحاظ! اجر ”شہید“ اور ”غازی“ کا درجہ برابر ہے“۔ (النساء ۷۴)

☆

(۲۷) ”یاد رکھو! ظلم کرنے والے اور دوسرے کے انسانی حقوق غصب کرنے والے کبھی فلاح نہیں پاسکتے، کیونکہ یہ قدرت کا قانونِ مکافاتِ عمل ہے۔

ترکِ عجب و کبر کن تا قبلۂ عالم شوی
سیرتِ ابلیس را بگذار تا آدم شوی“

Marfat.com

(تکبر و غرور کو چھوڑ دے، تا کہ تو جہاں کا مرجع بن جائے اور شیطان (لعین) کی خصلت کو ترک کر دے، تا کہ تو انسان بن جائے)۔

☆

(۲۸) ''شیطان نے جھوٹی قسمیں کھا کر حضرت آدم علیہ السّلام کو ورغلایا۔ ثابت ہوا کہ جھوٹی قسمیں کھانے والا شخص، شیطان ہوتا ہے''

دورِ حاضر محتاج نہیں یارب شیاطیں کا
آدمی کافی ہے انسان کو بہکانے کے لئے''

☆

(۲۹) ''بے سند بات ''عقل والے'' نہیں کرتے۔ حدیث شریف میں ہے:

''تفکر الساعة خير من عبادة الثقلين ط''

(ایک گھڑی کی سوچ دونوں جہانوں کی عبادت ہے)۔

☆

(۳۰) ''مسلم وہ ہوتا ہے، جو ایک بار مان لے اور پھر اُس کی تسلیم بڑھتی رہے''۔

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان
گفتار میں، کردار میں اللہ کی بُرہان
(اقبالؒ)

☆

(۳۱) ''جو اپنی صبح کی تسلیم کو شام کے انکار سے بدل دے، اُس سے تعلق رکھنا بڑی خطرناک بات ہے''۔

ہیں کواکب کچھ، نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں دھوکا یہ بازی گر کھلا

☆

(۳۲) ''حق کو تسلیم کرنے میں، جب کسی شرط کو عائد کیا جائے گا، تسلیم بے معنی ہو جائے گی''۔

تو بندگی چوں اجیراں بشرطِ مزد مکن
کہ خواجہ خود روشِ بندہ پروری داند

Marfat.com

(تو بندگی مزدوروں کی طرح اُجرت کی شرط پر نہ کر، کیونکہ مالک خود بندہ پروری کا طریقہ جانتا ہے۔)

☆

(۳۳) ''عطائے خداوندی کسی کے صاحب شرف ہونے کی بڑی سند ہے''۔

☆

(۳۴) ''رات کی ''حقیقت''، ''خلوت'' ہے اور دن کی حقیقت جلوت ہے''۔

☆

(۳۵) ''قیادت کا حق اُنہی لوگوں کو ہے، جو اللہ جل شانہٗ کی راہ میں قبول ہو چکے ہیں''۔

☆

(۳۶) ''توبہ کرنا، ''سُنّت پیغمبری'' ہے اور توبہ نہ کرنا شیوۂ ابلیسی ہے''۔

ایں درگاہِ ما درگاہِ نااُمیدی نیست
صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

(اے انسان! یہ درگاہ، ہماری درگاہ نااُمیدی کی درگاہ نہیں ہے، اگر تو نے سو بار بھی توبہ توڑی ہے، تو بھی لوٹ آ!)

☆

(۳۷) ''خلوت و جلوت میں کہیں بھی اپنی مرضی نہ کی جائے، ورنہ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کو ماننے کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔

جویں پیارا راضی ہووے مرضی ویکھ سجن دی
جے کر اپنی مرضی لوڑیں ایہہ گل کدے نہ بن دی''

☆

(۳۸) ''حکم کا ماننا ضروری ہے، جاننا ضروری نہیں''۔

☆

(۳۹) ''بھلائی کے عہد کو پورا کرنا، صداقت کی نشانی ہے''۔

☆

(۴۰) ''آرزو یا دُعا کی صداقت کا معیار حُسنِ عمل ہے''۔

☆

(۴۱) ''اَوروں کو دُکھ دے کر خود سُکھ چاہنا، کتنی بڑی نادانی ہے''۔

☆

Marfat.com

(۴۲) ''کسی کی غربت، بیکسی، بے بسی اور مجبوری سے فائدہ اُٹھا کر اُسے ذلیل و خوار کرنا، حقیر سمجھنا اور بُرا جاننا، کہاں کی دانشمندی ہے''۔

☆

(۴۳) ''جو لوگ کسی کے خلوص اور جذبۂ احترام کو ٹھکراتے ہیں، وہ ہمیشہ بے ثمر رہتے ہیں''۔

☆

(۴۴) ''بلند خیال انسان شمع کی طرح جلتا ہے اور روشنی دیتا ہے''۔

☆

(۴۵) ''کم آرزو والے انسان ہمیشہ مطمئن رہتے ہیں''۔

گائے بکرے اونٹ کی قربانیاں کرتا ہے تُو
خواہشاتِ نفس کے بکرے کو بھی قربان کر

☆

(۴۶) ''زندگی میں سکون چاہتے ہو تو کسی کا سکون برباد مت کرنا''۔

سگ برآں آدمی شرف دارد
کہ دِل مرداں بیازارد

☆

(اُس شخص پر کُتے کو فضیلت حاصل ہے، جو لوگوں کے دِلوں پر مرہم رکھنے کے بجائے، اُن کو آزردہ اور دُکھی کر دے)۔

☆

(۴۷) ''بڑی منزلوں کے مسافر، چھوٹے چھوٹے جھگڑوں میں نہیں پڑتے''۔

☆

(۴۸) ''اپنے سے کمتر کا خیال رکھنا، سکونِ قلب کا ذریعہ ہے''۔

☆

(۴۹) ''وہ نعمت مانگو، جو آپ کو نعمت دینے والے کے قریب کر دے''۔

☆

(۵۰) ''رحم، اُس فضل کو کہتے ہیں، جو انسانوں پر اُن کی خامیوں، کوتاہیوں اور غلطیوں کے باوجود کیا جائے''۔

☆

Marfat.com

(۵۱) ''عبادت، اُس مقام تک نہیں پہنچا سکتی، جہاں غریب کی ''خدمت'' پہنچاتی ہے''۔

یہی ہے ذوقِ عبادت کی انتہا ساغر
غمِ حیات کے ماروں کا احترام کرو

☆

(۵۲) ''غریب'' کو مایوس نہ ہونے دینا اور ''امیر'' کو مغرور نہ ہونے دینا''۔

☆

(۵۳) ''دوست کے ساتھ صرف ایک ہی سلوک روا ہے اور وہ ''وفا'' ہے''۔

لیلیٰ کا نام زندہ ہے اب تک جہاں میں
تم بھی نباہ دو کسی اہلِ وفا کے ساتھ

☆

(۵۴) ''بزرگوں سے کی گئی گستاخیوں کی سزا گستاخ بچوں کی شکل میں ملتی ہے''۔

☆

(۵۵) ''جب انسان میں تکبر پیدا ہوتا ہے، یہی تو بدنصیبی ہے''۔

☆

(۵۶) ''دکھوں کے لئے رحمت بن جاؤ، رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ ملے گا''۔

☆

(۵۷) ''انسان کا اللہ عزوجل سے قریب ترین رشتہ آنسوؤں کا ہے، جس انسان کی آنکھ میں آنسو نہیں، وہ اللہ عزوجل سے بچ نہیں سکتا''۔

☆

(۵۸) ''خوش نصیب انسان وہ ہے، جو اپنے نصیب پر خوش ہے''۔

☆

(۵۹) ''کسی کے راستے میں کانٹے بچھا کر، خود گل و گلزار کی تمنا کرنا، کس طرح ممکن ہے''۔

☆

(۶۰) ''جو کوئی دُنیا میں اچھے اخلاق رکھتا ہو، اللہ تعالیٰ عزوجل اُسے مخزنِ اسرارِ الٰہی بنا دیتا ہے''۔

(☆)......(☆)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شجرہ شریف

﴿سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجدّدیہ نیازیہ﴾

شجرہ شریف پڑھنے سے پہلے اور بعد میں تین تین بار دُرود شریف ہزارہ پڑھیں۔

حمد بے حد خالقِ ارض و سما کے واسطے — جس نے بخشی ہے زباں حمد و ثنا کے واسطے
گرچہ ہے وقتِ اجابت، تجھ سے لیکن اے مجیب — التجا پہلے ہے توفیقِ دُعا کے واسطے
میں وہ سائل ہوں کہ جس کو مانگنا آتا نہیں — گرچہ دروازہ کھلا ہے ہر گدا کے واسطے
تیری ہی توفیق سے، تیری ہی تعلیم سے — ہاتھ پھیلاتا ہوں عرضِ مُدعا کے واسطے
یا الٰہی اپنی ذاتِ کبریا کے واسطے — اپنے سارے انبیاءؑ اور اولیاءؒ کے واسطے
آپڑا ہوں تیرے در پر بخش دے میرے گناہ — سیدِ کونین ﷺ شاہِ انبیاءؑ کے واسطے
باعثِ تخلیقِ عالم سرورِ دُنیا و دیں (۱) شافعِ محشر محمد مصطفیٰ ﷺ کے واسطے
دُور کر دے دل سے ظلمت نُور سے معمور کر (۲) حضرت صدیق اکبرؓ باوفا کے واسطے
قلبِ محزوں کو میرے یارب بنا قلبِ سلیم (۳) حضرت سلمانؓ ذُورُشد و تقا کے واسطے
میرے دل کا رابطہ قائم ہو میرے پیر سے (۴) حضرت قاسمؒ نقیبِ اولیاء کے واسطے
میری طاعت کو مبرا رکھ ریا و طمع سے (۵) جعفر صادقؓ امامِ بے ریا کے واسطے
یا الٰہی! دے مجھے توفیقِ تسلیم و رضا (۶) بایزیدؒ اُس پیکرِ صبر و رضا کے واسطے
یا الٰہی! عطا ہو مجھ کو دولتِ حُسنِ عمل (۷) بُوالحسن خرقانی حُسنِ بے بہا کے واسطے
بخش دے مجھ کو دولتِ عشقِ محمد مصطفیٰ ﷺ (۸) بُوعلیؒ محبوبِ خاصِ مصطفیٰ ﷺ کے واسطے
یا الٰہی! ہر غمِ دُنیا و دیں سے دے نجات (۹) حضرت خواجہ یوسفؒ شمس الہدیٰ کے واسطے
فضلِ حق ہر دم ہو میرے حال پر دارین میں (۱۰) عبدِ خالقؒ مہبطِ فضلِ اللہ کے واسطے
علم و عرفانِ حقیقی سے مجھے حصہ ملے (۱۱) خواجۂ عارفؒ، عارفِ ذاتِ خدا کے واسطے
حشر میں ظلِّ لوائے حمد ہو مجھ کو نصیب (۱۲) خواجۂ محمودؒ محمود الثناء کے واسطے
ہو مجھ کو عطا گنجِ دیدارِ مصطفیٰ ﷺ (۱۳) اُن عزیزانِ علیؒ، گنجِ سخا کے واسطے
ذوقِ اُلفت دے مجھے اور چشمِ بینا کر عطا (۱۴) حضرت بابا سماسیؒ حق نما کے واسطے
اپنا ہی کر لے گدا اے بادشاہِ دو جہاں (۱۵) سیّد میر کلالؒ، شہنشاہِ اولیاء کے واسطے

Marfat.com

نقش اپنے نام کا دِل مرے میں نقش کر (۱۶) خواجۂ نقشبند "مُشکل کُشا کے واسطے
عطر اپنے عشق کا بہرِ مشامِ جاں مجھے! (۱۷) دے علاء الدین عطار" خُدا کے واسطے
چرخِ ناہنجار کی گردش سے عاجز کو بچا (۱۸) خواجۂ یعقوب چرخی" پارسا کے واسطے
ہر غمِ دنیا و دیں سے مجھ کو بھی آزاد کر (۱۹) شہِ عبیداللہ احرار" خُدا کے واسطے
دین و دنیا میں لباسِ زُہد و تقویٰ کر عطا (۲۰) خواجۂ زاہد محمد" سالارِ اتقیاء واسطے
شیخ کے در کا مجھے درویش رکھ سائل بنا (۲۱) خواجۂ درویش محمد" باصفا کے واسطے
اقتدائے پیر کی توفیق ہو ہر حال میں (۲۲) خواجۂ امکنگی" محمد مقتدا کے واسطے
ہستی اپنی ہو فنا، ہو جائے حاصل بقا (۲۳) خواجۂ باقی" باللہ، شاہِ بقا کے واسطے
قلب میں تجدیدِ نُورِ معرفت ہوتی رہے (۲۴) شاہِ مجدد الف ثانی" راہ نما کے واسطے
یاالٰہی! کُفر و عصیاں سے مجھے محفوظ رکھ (۲۵) خواجۂ معصوم" معصوم الخطا کے واسطے
منزلیں طے کر کے پہنچوں منزلِ مقصود تک (۲۶) حُجۃ اللہ" حُجتِ اہلِ ہدیٰ کے واسطے
قلبِ ناقص ہو میرا اکسیرِ خالص اے خدا (۲۷) حضرت خواجہ زبیر" اَرفع نوا کے واسطے
قلبِ تیرہ میں مرے بھر دے وفا کی روشنی (۲۸) خواجہ ضیاء اللہ" کے قلبِ پُر ضیا کے واسطے
شہرۂ آفاق حاصل ہو میرے کردار کو (۲۹) حضرت آفاق"، شاہِ اتقیا کے واسطے
کر عطا اپنی محبت، بخش گنجِ معرفت (۳۰) فضلِ رحماں"، گنجِ ایثار و عطا کے واسطے
ختم ہوں رنج و الم قائم رہے میرا بھرم (۳۱) شہ وصی احمد"، محدث ذی علیٰ کے واسطے
یا اللہ العالمین ہو پُر ضیا قلبِ حزیں (۳۲) شہ ضیاء الدین مدنی"، مہ لقا کے واسطے
کر عنایت کی نظر مجھ خستہ جاں کے حال پر (۳۳) عبدالستار نیازی"، مجاہد بے ریا کے واسطے
دولتِ صدق و صفا کر دے عطا ربِّ کریم! (۳۴) حضرتِ صادق قصوری باوفا کے واسطے
ہے خدایا التجا، کرنا قبولیت عطا لفظ آئیں لب پہ میرے جو دُعا کے واسطے
یہ دُعائے بندۂ ناچیز و خستہ ہو قبول باب رحمت کر دے وا مجھ بے نوا کے واسطے

ہو جہاں میں بول بالا مذہب اسلام کا
شجرہ میں مذکور سارے اولیاء کے واسطے

☆/☆/☆

Marfat.com

﴿کتابیات﴾

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف/مؤلف	جائے طباعت	سن طباعت
۱	القرآن الحکیم	ترجمہ اعلیٰ حضرت بریلویؒ	لاہور	--
۲	النبیؐ الخاتم	سید مناظر احسن گیلانی	لاہور	۱۳۹۲ھ
۳	ارمغان حجاز	اقبالؔ	لاہور	۱۹۷۰ء
۴	اسلامی مذاہب	ابوزہرہ مصری/اردو ترجمہ: غلام احمد حریری	فیصل آباد	طبع سوم
۵	ابن سبیلؓ	پروفیسر انیس احمد شیخ	لاہور	۱۹۸۰ء
۶	الصدیقؓ	پروفیسر علی محسن صدیقی	کراچی	جنوری ۲۰۰۲ء
۷	اقبالؔ اور عشق رسولؐ	سید رئیس احمد جعفری	لاہور	طبع دوم ۱۹۶۳ء
۸	انوار خواجہ احمد سعید دہلویؒ	صاحبزادہ محمد بدر السلام صدیقی	جہلم	۲۰۱۰ء
۹	انوار نقشبند	رانا جماعت علی خاں	چورہ شریف اٹک	۲۰۰۳ء
۱۰	اقبالؔ اور علمائے پاک وہند	اعجاز الحق قدوسی	لاہور	۱۹۷۷ء
۱۱	اقبالؔ کے محبوب صوفیہ	اعجاز الحق قدوسی	لاہور	۱۹۷۹ء
۱۲	انساب الخلافت	سید محمد ابراہیم شاہ	لاہور	۱۹۲۲ء
۱۳	اخبار الطوال	احمد داؤد والدینوری/اُردو ترجمہ: پروفیسر محمد منور مرزا	لاہور	۱۹۶۷ء
۱۴	ارشادات مجددؒ	میاں جمیل احمد شرقپوری	لاہور	۱۹۸۱ء
۱۵	احوال وآثار سید میر کلالؒ	جنرل سید شاہد حامد	راولپنڈی	سن ندارد
۱۶	انیس الطالبین (فارسی)	خواجہ صالح بن مبارک	لاہور	۱۳۲۳ھ
۱۷	بال جبریل	علامہ اقبالؒ	لاہور	۱۹۴۷ء

Marfat.com

۱۸	بانگ درا	علامہ اقبالؒ	لاہور	۱۹۶۵ء
۱۹	تذکرہ اولیائے پاک و ہند	مرزا محمد اختر دہلوی	لاہور	۱۹۸۶ء
۲۰	تذکرہ شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی	مولانا ابوالحسن ندوی	لکھنؤ (انڈیا)	طبع دوم
۲۱	تذکرہ نقشبندیہ مجددیہ	محمد حسن نقشبندی	لاہور	طبع سوم
۲۲	تذکرہ نقشبندیہ	مولانا نور بخش توکلی	لاہور	۱۹۷۶ء
۲۳	تذکرہ نقشبندیہ خیریہ	محمد صادق قصوری	لاہور	۱۹۸۸ء
۲۴	تذکرہ خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ	محمد نذیر رانجھا	لاہور	۲۰۰۵ء
۲۵	تذکرہ مجدد الف ثانیؒ	مولانا محمد منظور نعمانی	لکھنؤ (انڈیا)	طبع سوم ۱۹۷۰ء
۲۶	تذکرہ اولیاء نقشبند	محمد امین شرقپوری	شرقپور شریف	۱۹۸۸ء
۲۷	تاریخ رفتگان جلد دوم	صابر براری	کراچی	۱۹۸۸ء
۲۸	تاریخ مشائخ نقشبند	محمد صادق قصوری	لاہور	۲۰۰۰ء
۲۹	تاریخ مشائخ نقشبندیہ	پروفیسر صاحبزادہ عبدالرسول للّٰہی	لاہور	۲۰۰۲ء
۳۰	تاریخ و تذکرہ خانقاہ سراجیہ کندیاں	محمد نذیر رانجھا	لاہور	۲۰۰۵ء
۳۱	تاریخ و تذکرہ خانقاہ احمد سعیدیہ موسیٰ زئی شریف	محمد نذیر رانجھا	لاہور	۲۰۰۵ء
۳۲	تاریخ الخلفاء	علامہ جلال الدین سیوطیؒ/ اردو ترجمہ: شمس بریلوی	کراچی	۱۹۷۶ء
۳۳	تاریخ دعوت و عزیمت جلد چہارم	سید ابوالحسن علی ندوی	کراچی	۱۹۸۰ء
۳۴	تزکِ جہانگیری	اردو ترجمہ: اعجاز الحق قدوسی	لاہور	طبع دوم ۲۰۰۷ء
۳۵	تذکرہ صوفیائے سندھ	اعجاز الحق قدوسی	کراچی	طبع دوم نومبر ۱۹۷۵ء
۳۶	تقویم تاریخی	عبدالقدوس ہاشمی	کراچی	۱۹۶۵ء
۳۷	بزم جاناں	ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر	لاہور	۲۰۱۰ء

Marfat.com

۳۸	تاریخی مقالات	پروفیسر محمد اسلم	لاہور	۱۹۷۰ء
۳۹	تجلیاتِ امام ربانیؒ	اختر شاہجہانپوری	لاہور	۱۹۷۸ء
۴۰	تواریخِ آئینۂ تصوف	شاہ محمد حسن رامپوریؒ	قصور	۱۹۷۱ء
۴۱	تحفۂ نقشبندیہ	محمد بن سلیمان بغدادی/ ترجمہ: مولانا سلطان احمد افغانی	لاہور	طبع دوم ۲۰۰۱ء
۴۲	جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم	پروفیسر محمد یعقوب	لاہور	۲۰۰۷ء
۴۳	جواہر لاثانی بحضور امام ربانی	ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس	لاہور	نومبر ۲۰۱۱ء
۴۴	جواہر مجددیہ	خواجہ احمد حسین امروہوی	لاہور	نولکشور پریس
۴۵	جامع اُردو انسائیکلوپیڈیا جلد دوم	شیخ غلام علی اینڈ سنز	لاہور	۱۹۸۸ء
۴۶	جلوۂ خورشید حرم	خان شاہد اکبرآبادی	کراچی	۱۹۹۳ء
۴۷	حضرت بایزید بسطامیؒ	محمد الیاس عادل	لاہور	۲۰۰۹ء
۴۸	حضراتِ کرام نقشبندیہ	حافظ نذیر احمد	کندیاں، میانوالی	۲۰۱۰ء
۴۹	حضرت مجدد الف ثانیؒ	سید زوار حسین شاہ	کراچی	۱۹۷۲ء
۵۰	حضرت مجدد الف ثانی کا نظریۂ توحید	ڈاکٹر برہان احمد فاروقی	لاہور	۱۹۷۴ء
۵۱	حضرت مجدد الف ثانی، ایک تحقیقی جائزہ	ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں	حیدرآباد سندھ	سن ندارد
۵۲	حضرت مجدد الف ثانی، کے سیاسی مکتوب	آباد شاہ پوری	لاہور	۱۹۷۷ء
۵۳	حیاتِ باقیؒ	سید رشید احمد ارشد	کراچی	۱۹۶۹ء
۵۴	حدائق الحنفیہ	مولانا فقیر محمد جہلمی	لاہور	۱۹۸۱ء
۵۵	حیاتِ مجددؒ	پروفیسر محمد فرمان	لاہور	۱۹۵۸ء
۵۶	حضرت مجدد اور اُن کے ناقدین	شاہ زید ابوالحسن فاروقیؒ	لاہور	۱۹۸۲ء

Marfat.com

۵۷	حضرت القدس ۲ جلد	علامہ بدرالدین سرہندیؒ/ ترجمہ: محمد اشرف مجددی	سیال کوٹ	۱۴۰۱ھ/ ۱۴۰۲ھ
۵۸	خلاصہ قانونِ تصوف ۳ جلد	حاجی ذاکر علی رہتکیؒ	کراچی	۱۹۷۶ء/ ۱۹۷۸ء
۵۹	خلاصہ مکتوباتِ مجدد الف ثانیؒ	شاہ ہدایت علی جے پوریؒ	دہلی	۱۹۷۶ء
۶۰	دہلی اور اُس کے اطراف	مولانا عبدالحئیؒ لکھنوی	دہلی	۱۹۵۸ء
۶۱	دیوانِ حافظ	حافظؒ شیرازی	لاہور	۱۹۷۱ء
۶۲	دلیل الحیر ان فی کشف عن آیاتِ قرآن	ادارہ اتحادِ اسلامیہ	لاہور	۱۹۷۳ء
۶۳	ذکرِ خیر	خواجہ محبوب عالم سیدوی	فیصل آباد	۱۹۷۹ء
۶۴	روضۃ القیومیہ جلد دوم	خواجہ محمد احسان سرہندیؒ	لاہور	۱۹۸۹ء
۶۵	رسالہ اُنسیہ	حضرت خواجہ یعقوب چرخیؒ	اسلام آباد	۱۹۸۳ء
۶۶	رسالہ ابدالیہ	حضرت خواجہ یعقوب چرخیؒ	اسلام آباد	۱۹۷۸ء
۶۷	رسائل نقشبند	علامہ اقبال احمد فاروقی	لاہور	۱۹۸۱ء
۶۸	رسائل مشائخ نقشبندیہ	اُردو ترجمہ علامہ بشارت علی مجددی	گوجرانوالہ	مئی ۲۰۱۵ء
۶۹	رسالہ قدسیہ	خواجہ محمد پارسا/ مرتب ملک محمد اقبال	اسلام آباد	۱۹۷۵ء
۷۰	رسالہ تہلیلہ	حضرت مجدد الف ثانیؒ	کراچی	۱۹۶۵ء
۷۱	سیرتِ مجدد الف ثانیؒ	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	کراچی	۱۹۸۳ء
۷۲	سِرِّ دلبراں	سیّد محمد ذوقی شاہ	کراچی	۱۴۰۰ھ
۷۳	سفینۃ الاولیاء	شہزادہ داراشکوہ/ ترجمہ: محمد وارث کامل	لاہور	سن ندارد
۷۴	سکینۃ الاولیاء	شہزادہ داراشکوہ/ ترجمہ: مقبول بیگ بدخشانی	لاہور	۱۹۷۱ء
۷۵	سیرتِ رسولِ عربیؐ	مولانا نور بخش توکلیؒ	کراچی	۱۹۵۷ء
۷۶	سیرت النبیؐ جلد اول	شبلی نعمانی	لاہور	۱۹۸۳ء

Marfat.com

۷۷	سیرت الصدیقؓ	مولانا حبیب الرحمٰن خاں شروانی	لاہور	۱۹۷۸ء
۷۸	سہ رسائل حضرت یعقوب چرخیؒ	مترجم: محمد نذیر رانجھا	لاہور	۱۹۹۷ء
۷۹	سندھ کے صوفیائے نقشبند جلد اول	ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر	حیدرآباد سندھ	۱۹۹۶ء
۸۰	سندھ کے صوفیائے نقشبند جلد دوم	ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر	حیدرآباد سندھ	۱۹۹۷ء
۸۱	شیخ سرہند	قاضی جمیل اطہر سرہندی	لاہور	۱۹۹۹ء
۸۲	شواہد النبوّت	مولانا جامیؒ / اُردو ترجمہ: بشیر حسین ناظم	لاہور	۱۹۷۴ء
۸۳	شمس المعارف	شاہ محمد سلیمان پھلواروی ؒ	کراچی	۱۹۷۹ء
۸۴	شریعت و طریقت	مولانا محمد دین چشتی اشرفی	لاہور	۱۹۸۱ء
۸۵	صدیق اکبرؓ	مولانا سعید احمد اکبر آبادی	کراچی	۱۹۷۵ء
۸۶	''ضیائے حرم'' ماہنامہ ''صدیق اکبر نمبر''	ایڈیٹر: پیر محمد کرم شاہ	لاہور	۱۹۷۹ء جون
۸۷	علمی اُردو لُغات	وارث سرہندی	لاہور	۱۹۷۷ء
۸۸	عبداللہ خویشگی قصوری	پروفیسر محمد اقبال مجددی	لاہور	۱۹۷۲ء
۸۹	علماء ہند کا شاندار ماضی جلد اول	مولانا محمد میاں	لاہور	۱۹۷۷ء
۹۰	فیوضاتِ مجدد	مولانا غلام رسول گوہر قصوری	قصور	۱۹۷۷ء
۹۱	فضائل صدیق اکبرؓ	میاں جمیل احمد شرقپوری ؒ	شرقپور شریف	سن ندارد
۹۲	فیروز اللغات اردو جدید	مولوی فیروز الدین	لاہور	۱۹۵۷ء
۹۳	فیضانِ صدیق اکبرؓ	مجلس علمیہ المدینہ	کراچی	۲۰۱۲ء
۹۴	قصص الانبیاء	مولانا عبدالمنان	کراچی	۱۹۷۳ء
۹۵	قصص الانبیاء	پروفیسر ڈاکٹر ناصر الدین صدیقی	کراچی	اپریل ۲۰۱۲ء

Marfat.com

۹۶	قصرِ عارفاں	مولوی احمد علی چشتی/ ترجمہ: اقبال احمد فاروقی	فیصل آباد	۱۹۸۸ء
۹۷	کریم اللغات (فارسی)	مولوی کریم الدین	لاہور	۱۸۹۱ء
۹۸	گنبدِ خضریٰ	محمد معراج الاسلام	لاہور	۱۹۷۶ء
۹۹	کشف المحجوب	داتا گنج بخش ہجویریؒ	لاہور	۲۰۱۲ء
۱۰۰	کلیاتِ حفیظ تائب	عبدالحفیظ تائب	لاہور	۲۰۰۵ء
۱۰۱	معیار السلوک	شاہ ہدایت علی جے پوری	کراچی	۱۹۶۳ء
۱۰۲	معاون تواریخ	محمد زبیر فاروقی شوکت الٰہ آبادی	کراچی	۱۹۹۳ء
۱۰۳	معدنِ کرم	محمد اکرم ایم اے	لاہور	۲۰۰۶ء
۱۰۴	محسنِ اعظمؐ اور محسنینؒ	فقیر سیّد وحید الدین	کراچی	۱۹۷۰ء
۱۰۵	مجدّدِ اعظم	محمد حلیم	لاہور	۱۹۶۸ء
۱۰۶	مضامین قرآنِ حکیم	زاہد ملک	راولپنڈی	۱۹۸۳ء
۱۰۷	معارف لدنیہ	حضرت مجدّد الف ثانیؒ	کراچی	۱۹۶۸ء
۱۰۸	مبدأ معاد	حضرت مجدّد الف ثانیؒ	کراچی	۱۹۶۸ء
۱۰۹	مکاشفاتِ عینیہ	حضرت مجدّد الف ثانیؒ	کراچی	۱۹۶۵ء
۱۱۰	مسلکِ امام ربانی	مولانا محمد سعید نقشبندی	لاہور	۱۹۷۰ء
۱۱۱	مکتوباتِ خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ	نسیم احمد امروہوی	لکھنو (انڈیا)	۱۹۶۰ء
۱۱۲	مقالات	شاہ محمد جعفر پھلواروی	لاہور	۱۹۶۷ء
۱۱۳	مقاماتِ مظہری	شاہ غلام علی دہلوی/ ترجمہ: محمد اقبال مجدّدی	لاہور	۱۹۸۳ء
۱۱۴	مکتوباتِ امام ربانی بحیثیت ماخذ ایمانیات	پروفیسر عبدالباری صدیقی	کراچی	۱۹۸۵ء
۱۱۵	مدارج النبوّۃ	شیخ عبدالحق محدّث دہلوی /ترجمہ: شمس بریلوی	کراچی	سن ندارد
۱۱۶	مسجدِ نبویؐ	محمد معراج الاسلام	لاہور	۱۹۸۶ء

Marfat.com

۱۱۷	مبسوطِ انوار	محمد قاسم بھٹہ	لاہور	۲۰۱۳ء
۱۱۸	نسمات القدس	خواجہ محمد ہاشم کشمی/ ترجمہ: سید محبوب حسن واسطی	سیالکوٹ	۱۴۱۰ھ
۱۱۹	نفحات الانس	مولانا جامی/ترجمہ: شمس بریلوی	کراچی	۱۹۸۲ء
۱۲۰	''نورالاسلام'' ماہنامہ	''اولیائے نقشبند نمبر''	شرقپور شریف	مارچ، اپریل ۱۹۷۹ء
۱۲۱	رحمۃ للعالمینؐ جلد اوّل	قاضی سلیمان منصور پوری	لاہور	۱۹۷۲ء
۱۲۲	فخرِ نقشبند	چوہدری نور احمد مقبول	لاہور	۲۰۰۲ء
۱۲۳	فضائلِ درود	احمد حسن قادری	کراچی	۲۰۱۶ء
۱۲۴	فیوضاتِ حسنیہ	صاحبزادہ احمد حسن	سواگ شریف، لیہ	۲۰۰۴ء
۱۲۵	فیوضاتِ سراجیہ	صاحبزادہ محمد زید سراجی	لاہور	اکتوبر ۲۰۱۳ء
۱۲۶	تعرّف	امام ابوبکر بن ابواسحاق/ ترجمہ: ڈاکٹر پیرزادہ محمد حسن	لاہور	۱۳۹۱ھ
۱۲۷	انیس الطالبین	خواجہ صالح بن مبارک بخاری/ ترجمہ: غلام مصطفیٰ مجدّدی	لاہور	اگست ۲۰۰۳ء
۱۲۸	مختلف اخبارات و رسائل	-	-	-

(☆)

Marfat.com

﴿اِظہارِ تشکّر﴾

مندرجہ ذیل حضرات گرامی کے مالی تعاون سے یہ کتاب منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو رہی ہے۔ خداوندقدوس اِن سب حضرات والا مرتبت کو جزائے خیر سے نوازے اور دین ودُنیا میں خوش وخرم رکھے۔ اُمید ہے کہ اِن سب حضرات کا مالی تعاون جاری وساری رہے گا۔ (قصوری)

☆ جناب محترم پروفیسر رائے عمران خان کھرل، حافظ آباد

☆ جناب محترم رانا محمد صادق ادیبؔ، اٹک

☆ جناب محترم صاحبزادہ قاری ارشاد علی قادری، قصور

☆ جناب محترم ڈاکٹر شیر محمد زمان چشتی، اسلام آباد

☆ جناب محترم حاجی محمد الیاس صدیقی، لاہور

☆ جناب محترم شرافت علی، واپڈا ٹاؤن، لاہور

☆ جناب محترم صاحبزادہ محمد ضیاء الحق چوہان، گوجر خان

☆ جناب محترم حاجی محمد ممتاز خان نیازی، میانوالی

☆ جناب محترم قاری منظور الحق چشتی/ احمد رضا، راولپنڈی

☆ جناب محترم کرنل ڈاکٹر رشید احمد، راولاکوٹ، (آزاد کشمیر)

☆ جناب محترم زاہد اسلم چوہدری، سیال کوٹ

☆ جناب محترم مولوی حاکم دین، ہری پور (کے پی کے)

☆ جناب محترم مولانا محمد رحمت اللہ، کرک محمدی، چنیوٹ

☆ جناب محترم ڈاکٹر غلام مصطفیٰ ورک، گوجرانوالہ

☆ جناب محترم غلام قادر قُدسی، جھنگ صدر

☆ جناب محترم انجینئر ثاقب قریشی، حیدرآباد، سندھ

☆ جناب محترم شوکت علی قادری، چوک بابا لاٹ صاحبؒ، قصور

☆ جناب محترم ماسٹر محمد شیر، پپلاں ضلع میانوالی

☆ جناب محترم ملک محمد شیر، فیصل آباد

☆ جناب محترم صاحبزادہ محمد عبدالمالک، میانوالی

☆ جناب محترم مولانا محمد عبدالوارث، میرا شریف ضلع اٹک

Marfat.com

- ☆ جناب محترم عتیق الرحمٰن خان، راولپنڈی
- ☆ جناب محترم محمد فرخ اقبال، چکڑالہ ضلع میانوالی
- ☆ جناب محترم سردار سلطان سکندر، جھنگ ضلع اٹک
- ☆ جناب محترم پروفیسر محمد اقبال، سرگودھا
- ☆ جناب محترم السید بدر السلام ہاشمی، چکوال
- ☆ جناب محترم صوفی محمد یونس نوشاہی، حافظ آباد
- ☆ جناب محترم ڈاکٹر غلام عباس سعیدی/غیاث منظور سعیدی، ملتان
- ☆ جناب محترمہ میڈم نسیم اختر، برج کلاں، قصور
- ☆ جناب محترم پروفیسر محمد الیاس اعظمی، قصور
- ☆ جناب محترم محمد افضل رضوی قلعہ کالر والا، پسرور
- ☆ جناب محترم صاحبزادہ محمد عبدالمالک، میانوالی
- ☆ جناب محترم مفتی محمد ابراہیم قادری، سکھر، سندھ
- ☆ جناب محترم علامہ سعید احمد مہروی، لودھراں
- ☆ جناب محترم ڈاکٹر محمد یوسف فاروق، وزیر آباد
- ☆ جناب ماسٹر افتخار احمد بھروال، پتوکی، قصور
- ☆ جناب محترم ملک نذر محمد، میانوالی
- ☆ جناب محترم محبوب احمد چشتی، لیہ
- ☆ جناب محترم سید افضل حیدر ایڈووکیٹ، لاہور
- ☆ جناب محترم مولانا محمد سیف علی و برادر، چنیوٹ

Marfat.com

☆

احب الصالحین ولست منہم
لعل اللہ یرزقنی صلاحا

(میں صالح لوگوں سے محبت رکھتا ہوں مگر میں اُن میں سے نہیں ہوں،

میں اُمید رکھتا ہوں کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اُن سے محبت کی برکت سے مجھے بھی اُن میں شامل فرمالیں گے۔)

☆

خاکِ راہِ نقشبنداں
محمد صادق قصوری

Marfat.com

بہارِ نقشبند

میاں محمد صادق قصوری

مجاہدِ ملت فاونڈیشن پاکستان

Marfat.com